لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

سیرت سیدُ الاُمم ﷺ

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ و تاریخ

جلد ۷

مولوی محمد اصغر ہاشمی

رحمت الٰہی:

رحمت الٰہی اس قدر عام اور زیادہ ہے کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا، اس دنیا میں ہمارا ہر نیک عمل اللہ کی رحمت کے باعث ہی ہے مگر انسان اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ یہ میرے اعمال کی جزا اور میرا حق ہے، اس غلط فہمی سے نکالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ضابطہ بیان فرمایا کہ وہ اعمال کا بدلہ اس دنیا میں فوری طور پر نہیں دیتا اگر کہیں اللہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر فوراً ہی پکڑ لیا کرتا تو روئے زمین پر معصیت کا ارتکاب کرنے والوں کے ساتھ چوپایوں اور حیوانات میں سے بھی کوئی بھی نہ بچتا اور دنیا کا یہ سارا نظام تلپٹ ہو جاتا،

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: إِنَّ الظَّالِمَ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ، قَالَ: فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ،فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: بَلَى، وَاللَّهِ إِنَّ الْحُبَارَى لَتَمُوتُ فِي وَكْرِهَا هُزَالًا بِظُلْمِ الظَّالِمِ

ابوسلمہ سے مروی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم صرف اپنے آپ ہی کو نقصان پہنچاتا ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا نہیں، اللہ کی قسم! ظالم کے ظلم کی وجہ سے سرخاب اپنے گھونسلے میں مرجاتا ہے۔ (۱)

اس لئے اللہ نے اعمال کے حساب کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے اسی وقت سب کو جزا بھی ملے گی اور سزا بھی، لیکن اس دنیا میں وہ اتمام حجت کے طور پر سب کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیتا ہے پھر جب اللہ کے مواخذے کا وقت آجاتا ہے تو اس سے کوئی ایک گھڑی بھر بھی آگے پیچھے نہیں ہوسکتا، جیسے فرمایا

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۳۴ (۲)

ترجمہ: ہر قوم کے لیے مہلت کی ایک مدّت مقرر ہے، پھر جب کسی قوم کی مدّت آن پوری ہوتی ہے تو ایک گھڑی بھر کی تاخیر و تقدیم نہیں ہوتی۔

...لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۴۹ (۳)

ترجمہ: ہر امت کے لیے مہلت کی ایک مدّت ہے، جب یہ مدّت پوری ہوجاتی ہے تو گھڑی بھر کی تقدیم و تاخیر بھی نہیں ہوتی۔

اس لئے جب تک انہیں مہلت کا وقت حاصل ہے اس سے پہلے کہ وہ وقت آن پہنچے جب کوئی مہلت نہ ہوگی انہیں ڈر جانا چاہیے، آج یہ لوگ اللہ کے لئے بیٹیاں تجویز کر رہے ہیں جنہیں یہ خود اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں، اور ان کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ دنیا کے نفع کے مستحق ہم ہیں ہی اور صحیح بات یہ ہے کہ قیامت نے آنا نہیں اور اگر آئی بھی تو وہاں بھی ہمارے لئے بہتری ہوگی، جیسے فرمایا

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝۳۵ۙ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَاۗىِٕمَةً ۙ وَّلَىِٕنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝۳۶ (۴)

ترجمہ: پھر وہ اپنی جنت میں داخل ہوا اور اپنے نفس کے حق میں ظالم بن کر کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کہ یہ دولت کبھی فنا ہو جائے گی اور مجھے توقع

(۱) تفسیرطبری ۱۷/۲۳۱، شعب الایمان ۷۴۷۵

(۲) الاعراف ۳۴

(۳) یونس ۴۹

(۴) الکہف ۳۵،۳۶

نہیں کہ قیامت کی گھڑی کبھی آئے گی تاہم اگر کبھی مجھے اپنے رب کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا۔

وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنَّا مِنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَيَقُوۡلَنَّ هٰذَا لِىۡ ۙ وَمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنۡ رُّجِعۡتُ اِلٰى رَبِّىۡۤ اِنَّ لِىۡ عِنۡدَهٗ لَـلۡحُسۡنٰى ... ﴿۵۰﴾ (۱)

ترجمہ: مگر جوں ہی کہ سخت وقت گزر جانے کے بعد ہم اسے اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں یہ کہتا ہے کہ میں اسی کا مستحق ہوں، اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کبھی آئے گی، لیکن اگر واقعی میں اپنے رب کی طرف پلٹایا گیا تو وہاں بھی مزے کروں گا۔

اَفَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوۡتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ (۲)

ترجمہ: پھر تو نے دیکھا اس شخص کو جو ہماری آیات کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو مال اور اولاد سے نوازا ہی جاتا رہوں گا؟۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں فرمایا کہ انہیں وہاں بہتری تو کیا ملنی ہے ان کے لئے تو وہاں صرف ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ، اور سب سے پہلے ان کو ذلت و حقارت کے ساتھ اس میں پھینک کر فراموش کر دیا جائے گا، جیسے فرمایا

الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَهُمۡ لَهۡوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا ۚ فَالۡيَوۡمَ نَنۡسٰٮهُمۡ كَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ يَوۡمِهِمۡ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ ﴿۵۱﴾ (۳)

ترجمہ: جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تفریح بنالیا تھا اور جنہیں دنیا کی زندگی نے فریب میں مبتلا کر رکھا تھا اللہ فرماتا ہے کہ آج ہم بھی انہیں اسی طرح بھلادیں گے جس طرح وہ اس دن کی ملاقات بھولے رہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔

اور یہ ہمیشہ اس دردناک عذاب میں مبتلا رہیں گے اور اپنی موت کو پکارتے رہیں گے مگر موت نہیں آئے گی، اللہ کی قسم اے نبی ﷺ! تم سے پہلے بھی بہت سی قوموں میں ہم رسول بھیج چکے ہیں جو اپنی اپنی قوم کو توحید کی دعوت پیش کرتے تھے اور پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے کہ شیطان نے اپنے دعوی کے مطابق ان کے برے کرتوت انہیں خوشنما بنا کر دکھائے اور انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا، اور انہوں نے یہ باطل گمان کیا کہ وہ جس راستے پر چل رہے ہیں وہی حق اور ہر دکھ سے نجات دینے والا ہے، اور جس راستے کی طرف انبیاء بلاتے ہیں وہ اس کے برعکس ہے اور ان اقوام نے ہر طرح کے دلائل و براہین کے باوجود رسولوں کی بات مان کر نہ دی جیسے فرمایا

قَالَ فَبِمَاۤ اَغۡوَيۡتَنِىۡ لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ صِرَاطَكَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ ﴿۱۷﴾ (۴)

ترجمہ: بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

---

(۱) حم السجدة ۵۰

(۲) مریم ۷۷

(۳) الاعراف ۵۱

(۴) الاعراف ۱۶،۱۷

عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ، فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ لَهُ: أَتُسْلِمُ وَتَذَرُ دِينَكَ، وَدِينَ آبَائِكَ، وَآبَاءِ أَبِيكَ؟ قَالَ: فَعَصَاهُ، فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: أَتُهَاجِرُ وَتَذَرُ أَرْضَكَ، وَسَمَاءَكَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ،

سبرۃ بن فاکہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شیطان ابن آدم کو گمراہ کرنے کے لیے مختلف راستوں میں بیٹھا ہوتا ہے، پہلے اسلام کے راستے میں بیٹھتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ کیا تو اسلام قبول کر کے اپنا اور اپنے اباؤاجداد کا دین ترک کر دے گا؟ وہ اس کی نافرمانی کر کے اسلام قبول کر لیتا ہے، توشیطان ہجرت کے راستے میں آ کر بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ توہجرت کر کے اپنے زمین اور آسمان کو چھوڑ کر چلا جائے گا مہاجر کی مثال تو لمبائی میں گھوڑے جیسی ہے

قَالَ:فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ قَالَ: ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ: هُوَ جَهْدُ النَّفْسِ، وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ، فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ وَيُقَسَّمُ الْمَالُ، قَالَ:فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُمْ فَمَاتَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ

وہ پھر اس کی نافرمانی کر کے ہجرت کر جاتا ہے، پھر شیطان جہاد کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ اس سے جان مال دونوں کو خطرہ ہے تو لڑائی میں شرکت کرتا ہے اور مارا جائے گا تیری بیوی سے کوئی اور نکاح کر لے گا اور تیرے مال کا بٹوارہ ہو جائے گا لیکن وہ اس کی نافرمانی کر کے جہاد کے لیے چلا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ کام کر کے فوت ہو جائے تو اللہ کے ذمہ حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے، اگر وہ شہید ہو جائے یا سمندر میں ڈوب جائے یا جانور سے گر کر فوت ہو جائے تب بھی اللہ کے ذمے حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔ (۱)

پھر ان کا انجام دردناک عذاب کے سوا کچھ نہ تھا، آج وہی شیطان ان لوگوں کا بھی سرپرست بنا ہوا ہے اور وہ ان کو ان کے برے اعمالوں کو خوشنما بنا کر دکھا رہا ہے، ان سے جھوٹے، دلفریب وعدے کر رہا ہے جس کی بنا پر یہ دردناک سزا کے مستحق بن رہے ہیں۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُھُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۱۲۰ (۲)

ترجمہ: وہ ان لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے مگر شیطان کے سارے وعدے بجز فریب کے اور کچھ نہیں ہیں۔

۔۔۔وَمَا يَعِدُھُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۶۴ (۳)

ترجمہ: اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

اور شیطان ہمیشہ کی طرح انہیں عذاب میں مبتلا چھوڑ کر الگ ہو جائے گا، جیسے غزوہ بدر کے موقع پر جب اس نے فرشتوں کو اترتے دیکھا تو قریش کو چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لئے دم دبا کر بھاگا تھا۔

(۱) مسند احمد ۱۵۹۵۸، سنن نسائی کتاب الجہاد باب مَا لِمَنْ أَسْلَمَ وَهَاجَرَ وَجَاهَدَ ۳۱۳۶، السنن الکبری للنسائی ۴۳۲۷

(۲) النساء ۱۲۰

(۳) بنی اسرائیل ۶۴

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۗ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ (۱)

ترجمہ: ذرا خیال کرو اس وقت کا جب کہ شیطان نے ان لوگوں کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور ان سے کہا تھا کہ آج کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں مگر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ الٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا کہ میرا تمہارا ساتھ نہیں ہے میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے، مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے اور اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔

اور وہ جہنم میں اس کا برملا اقرار کرتے ہوئے کہے گا

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ (۲)

ترجمہ: اور جب فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان کہے گا حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کیے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کیے ان میں سے کوئی بھی پورا نہ کیا، میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں، میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تم کو دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبیک کہا اب مجھے ملامت نہ کرو اپنے آپ ہی کو ملامت کرو یہاں نہ میں تمہاری فریاد رسی کرسکتا ہوں اور نہ تم میری، اس سے پہلے جو تم نے مجھے خدائی میں شریک بنا رکھا تھا میں اس سے بری الذمہ ہوں، ایسے ظالموں کے لئے تو دردناک سزا یقینی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا اپنے غفور ورحیم رب سے منہ موڑ کر اس دھوکے باز اور اپنے ازلی دشمن سے دوستی کرتے ہو۔

... اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ (۳)

ترجمہ: اب کیا تم مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی ذریت کو اپنا سرپرست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟۔

اور تمہیں بار بار تلقین کی گئی تھی کہ اس کھلے دشمن کی دعوت پر لبیک نہ کہو اور اس کے داؤ پیچ، مکر وفریب اور شیطانی وسوسوں سے بچ کر رہو۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ (۴)

ترجمہ: آدم کے بچو! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ہم نے یہ کتاب تم پر اس لئے نازل کی ہے تا کہ تم عقائد واحکام شرعیہ کے سلسلے میں یہود ونصاریٰ، مجوسیوں، مشرکین اور دیگر اہل ادیان کے درمیان جو باہمی اختلافات ہیں، اس کی اس طرح تفصیل بیان فرمائیں کہ حق وباطل واضح ہو جائے تا کہ لوگ حق کو اختیار اور باطل سے اجتناب

---

(۱) الانفال ۴۸

(۲) ابراہیم ۲۲

(۳) الکہف ۵۰

(۴) یسین ۶۰

کریں، یہ کتاب حق و باطل میں فرق واضح کرنے والی ہے اور ان لوگوں کے لئے رہنمائی اور سراسر رحمت بن کر اتری ہے جو اوہام پرستی، تقلیدی تخیلات، مختلف مسلکوں اور مذہبوں سے نکل کر اس پر ایمان لے آئیں، جیسے فرمایا

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ (1)

ترجمہ: یہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں، پرہیز گاروں کے لئے اس میں ہدایت ہے۔

وَ اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور اللہ آسمان سے پانی برسا کر اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۠ وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ

نشانی ہے جو سنیں، تمہارے لیے تو چوپایوں میں بھی بڑی عبرت ہے کہ ہم تمہیں اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسی میں سے

مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ

گوبر اور لہو کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے سہتا پچتا ہے، اور کھجور اور

وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا ؕ

انگور کے درختوں کے پھلوں سے تم شراب بنا لیتے ہو اور عمدہ روزی بھی،

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ (النحل ۶۵ تا ۶۷)

جو لوگ عقل رکھتے ہیں ان کے لیے تو اس میں بہت بڑی نشانی ہے۔

ایک سائنسی اعجاز۔ خوشگوار دودھ:

تم برسات میں مشاہدہ کرتے ہو کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے تو وہ زمین جو مردہ پڑی تھی، جس میں زندگی کے کوئی آثار نہ تھے لیکن جیسے ہی پانی کے چند چھینٹے اس پر پڑتے ہیں تو اسی مردہ زمین میں زندگی کے چشمے ابلنے شروع ہو جاتے ہیں، زمین کی تہوں میں مری ہوئی مختلف اصناف کی نباتات کی جڑیں یکا یک جی اٹھتی ہیں اور اپنی اپنی بہاریں دکھانے لگتی ہیں، اللہ کی قدرت کے اس نظارے کو تم بار بار دیکھتے ہو مگر جب بعث بعد الموت کا کہا جاتا ہے تو اس پر حیرت کا اظہار کرتے ہو اور اسے بعید از امکان قرار دیتے ہو، حالانکہ وہ ہستی جو زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کر سکتی ہے وہ مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت رکھتی ہے، جو لوگ اس بات کو غور و توجہ سے سنیں ان کے لئے یقیناً اس میں اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے، اور تمہارے لئے دودھ دینے والے چوپاؤں اونٹ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ میں بھی اپنے خالق کی قدرت و حکمت کی نشانیاں موجود ہیں، جانور جو غذا کھاتے ہیں اس سے ان کے پیٹ میں خون اور فضلہ بنتا ہے، اور پروردگار عالم ان

---

(1) البقرة ۲

کے درمیان سے ایک تیسری چیز بھی نکال لاتا ہے یعنی ہر قسم کی آلائش سے پاک خوشگوار دودھ جو خاصیت، رنگ و بو، فائدے اور مقصد میں ان دونوں سے بالکل مختلف ہے، جیسے فرمایا

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا ﴿۲۱﴾ (۱)

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے مویشیوں میں بھی ایک سبق ہے، ان کے پیٹوں میں جو کچھ ہے اسی میں سے ایک چیز (یعنی خالص دودھ) ہم تمہیں پلاتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کھجور اور انگور پیدا کیے ہیں، اللہ نے ان پھلوں کے عرق میں وہ مادہ بھی رکھ دیا ہے جو انسان کے لئے حیات بخش غذا بن سکتا ہے اور وہ مادہ بھی رکھ دیا ہے جو گل سڑ کر الکوحل میں تبدیل ہو جاتا ہے، اب یہ انسان کی قوت انتخاب پر منحصر ہے کہ وہ اس سرچشمے سے پاک رزق حاصل کرتا ہے یا عقل وخرد کو زائل کر دینے والی شراب، یقیناً اس میں عقل سے کام لینے والوں کے لئے ایک نشانی ہے۔

وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ

آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ پہاڑوں میں درختوں اور لوگوں کی بنائی ہوئی اونچی اونچی

وَ مِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ

ٹٹیوں میں اپنے گھر (چھتے) بنا اور ہر طرح کے میوے کھا اور اپنے رب کی آسان راہوں میں چلتی پھرتی رہ،

يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

ان کے پیٹ سے رنگ برنگ کا مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ قف

غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت بڑی نشانی ہے، اللہ تعالیٰ ہی نے تم سب کو پیدا کیا وہی پھر تمہیں فوت کرے گا،

وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ

تم میں ایسے بھی ہیں جو بدترین عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں کہ بہت کچھ جانتے بوجھنے کے بعد بھی نہ جانیں،

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ ع (النحل ۶۸ تا ۷۰)

بیشک اللہ دانا اور توانا ہے۔

ایک اور سائنسی اعجاز۔ شہد کی مکھی:

اور دیکھو تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات القاء کر دی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ٹٹیوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں اپنے

(۱) المومنون ۲۱

چھتے بنا اور ہر طرح کے پھلوں اور پھولوں کا رس چوس اور اپنے رب کے مقرر کیے ہوئے نظام پر عمل کرتی رہ، اس چوسے ہوئے رس سے مادہ مکھی کے منہ اور دبر سے مختلف رنگ، چمک اور ذائقہ کا ایک روح افزا مشروب نکلتا ہے جس میں مخصوص بیماریوں کے لئے شفا ہے، آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے ہی جب کسی ڈاکٹر، طبیب، سائنس دان کو معلوم نہیں تھا کہ شہد مادہ مکھی تیار کرتی ہے یا نر مکھی، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تینوں جگہ بطور خاص مونث کا صیغہ استعمال کر کے فرمادیا تھا

اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا (مونث کا صیغہ) ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ (مونث کا صیغہ) فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا (مونث کا صیغہ) کہ مادہ مکھی ہی شہد تیار کرتی ہے جبکہ نر مکھی صرف غذا مہیا کرنے کا کام سرانجام دیتی ہے، اور جدید سائنس اب اس کا انکشاف کر رہی ہے کیا یہ قرآن کے اعجاز اور اس کی صداقت کی دلیل نہیں ہے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَخِي يَشْتَكِي بَطْنَهُ، فَقَالَ: اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَى الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: قَدْ فَعَلْتُ؟ فَقَالَ: صَدَقَ اللَّهُ، وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ، اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا بھائی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے شہد پلا، پھر دوسری مرتبہ وہی صحابی حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اس مرتبہ بھی نے دوبارہ شہد پلانے کا کہا وہ تیسری دفعہ حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس مرتبہ بھی شہد پلانے کا کہا، وہ پھر آیا اور عرض کیا کہ (حکم کے مطابق) میں نے عمل کیا (لیکن شفا نہیں ہوئی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی پیٹ جھوٹا ہے انہیں پھر شہد پلا چنانچہ انہوں نے پھر شہد پلایا اور اسی سے وہ تندرست ہوگیا۔[1]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الحَلْوَاءُ وَالعَسَلُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیرینی اور شہد پسند تھا۔[2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الشِّفَاءُ فِي ثَلاَثَةٍ: فِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ وَأَنَا أَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الكَيِّ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں شفا ہے فصد کھلوانے (پچھنے لگانے) میں، شہد کے پینے میں اور آگ سے داغنے میں لیکن میں اپنی امت کو داغ لگوانے سے منع کرتا ہوں۔[3]

مکھی جیسی بے طاقت چیز کا پھولوں پھولوں سے رس چوسنا، مختلف جگہوں پر کاری گری سے بہترین ڈیزائن کے چھتے تیار کرنا، تمہارے لئے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الطب بَابُ الدَّوَاءِ بِالعَسَلِ ۵۶۸۴،صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ التَّدَاوِي بِسَقْيِ الْعَسَلِ ۵۷۷۰

[2] صحیح بخاری کتاب الطب بَابُ الدَّوَاءِ بِالعَسَلِ ۵۶۸۲،وکتاب الاشربة بَابُ شَرَابِ الحَلْوَاءِ وَالعَسَلِ ۵۶۱۴،صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ وُجُوبِ الْكَفَّارَةِ عَلَى مَنْ حَرَّمَ امْرَأَتَهُ، وَلَمْ يَنْوِ الطَّلَاقَ ۳۶۷۹

[3] صحیح بخاری کتاب الطب بَابٌ الشِّفَاءُ فِي ثَلاَثٍ ۵۶۸۱

شہد اور موم بنانا، اس کا اس طرح آزادی سے پھرنا اور اپنے چھتے کو نہ بھولنا وغیرہ میں غور و تدبر کرنے والوں کے لئے اللہ کی عظمت کی بڑی نشانیاں ہیں، اور دیکھو اللہ ہی تمہاری پرورش اور رزق کا بندوبست فرماتا ہے، اسی کے ہاتھ میں ہی تمہاری زندگی اور موت ہے، اس کے علاوہ نہ کوئی رزق دے سکتا، نہ زندگی اور نہ موت، پھر اللہ کسی کو بچپن، جوانی اور ادھیڑ عمر میں موت دے دیتا ہے اور کسی کو بدترین عمر تک پہنچا دیتا ہے، اس عمر میں قوی اور حافظہ بھی کمزور ہو جاتا ہے اور بعض مرتبہ عقل بھی ماؤف ہو جاتی ہے اور وہی شخص جو کبھی صاحب عقل کہلاتا تھا گوشت کا ایک لوتھڑا بن کر رہ جاتا ہے اور اسے اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہیں رہتا، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ۝۵۴ [1]

ترجمہ: اللہ ہی تو ہے جس نے ضعف کی حالت سے تمہاری پیدائش کی ابتدا کی، پھر اس ضعف کے بعد تمہیں قوت بخشی، پھر اس قوت کے بعد تمہیں ضعیف اور بوڑھا کر دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو: أَعُوذُ بِكَ مِنَ البُخْلِ وَالكَسَلِ، وَأَرْذَلِ العُمُرِ، وَعَذَابِ القَبْرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَفِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے تھے ”اے میرے رب! میں بخیلی سے، عاجزی سے، بڑھاپے سے، ذلیل عمر سے، قبر کے عذاب سے، دجال کے فتنے سے، زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔“ [2]

حق یہ ہے کہ اللہ ہی علم و قدرت میں کامل ہے۔

وَ اللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ

اللہ تعالیٰ ہی نے تم سے ایک کو دوسرے پر روزی میں زیادتی دے رکھی ہے، پس جنہیں زیادتی دی گئی ہے وہ اپنی روزی

عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝۷۱

اپنے ماتحت غلاموں کو نہیں دیتے کہ وہ اور یہ اس میں برابر ہو جائیں، تو کیا یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کے منکر ہو رہے ہیں،

وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تم میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے بیٹے اور پوتے پیدا کیے

---

[1] الروم ۵۴

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة النحل بَابُ قَوْلِهِ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ العُمُرِ ۴۷۰۷، وكِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَا يُتَعَوَّذُ مِنَ الجُبْنِ ۲۸۲۳، وكتاب الدعوات بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ ۶۳۶۷، صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَغَيْرِهِ ۶۸۷۳

وَ حَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ

اور تمہیں اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں، کیا پھر بھی لوگ باطل پر ایمان لائیں گے ؟ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری

هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۟ۙ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ

کریں گے؟ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے انہیں کچھ بھی تو روزی نہیں دے سکتے

وَ الْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۟ۚ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ

اور نہ قدرت رکھتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں مت بناؤ

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۟ (النحل ۷۱ تا ۷۴)

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ نے شرک کے ابطال اور توحید کے اثبات میں فرمایا کہ اللہ نے اپنی حکمت ومشیت سے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت عطا کی ہے،

وَعَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، هَذِهِ الرِّسَالَةَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: وَاقْنَعْ بِرِزْقِكَ مِنَ الدُّنْيَا، فَإِنَّ الرَّحْمَنَ فَضَّلَ بَعْضَ عِبَادِهِ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ، بَلْ يَبْتَلِي بِهِ كُلًّا فَيَبْتَلِي مَنْ بَسَط لَهُ، كَيْفَ شُكره لِلَّهِ وَأَدَاؤُهُ الْحَقَّ الَّذِي افْتَرَضَ عَلَيْهِ فِيمَا رَزَقَهُ وَخَوَّلَهُ؟

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام یہ خط لکھا دنیا میں اپنے رزق پر قناعت کرو اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو بعض پر رزق میں جو فضیلت دی ہے تو یہ بھی اس کی طرف سے آزمائش ہے جس کے ساتھ وہ ہر ایک کو آزماتا ہے کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اسے جس رزق سے نوازا ہے اس کے حق کو وہ ادا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب قرار دیا ہے؟۔ [1]

بعض کو آزاد بنایا، ان کو مال و دولت اور ثروت سے نوازا اور بعض کو غلام بنایا وہ دنیا میں کسی چیز کے مالک نہیں ہیں، پھر جن لوگوں کو مال و دولت میں فضیلت دی گئی ہے وہ ایسے نہیں ہیں کہ اپنا رزق اپنے غلاموں کی طرف پھیر دیا کرتے ہوں تا کہ مالک اور مملوک اس رزق میں برابر کے حصہ دار بن جائیں، تو کیا ان لوگوں کو اللہ کا احسان ماننے سے انکار ہے یعنی جب تم اپنے غلاموں کو اتنا مال اور اسباب دنیا نہیں دیتے کہ وہ تمہارے برابر ہو جائیں تو یہ بات کس طرح صحیح ہو سکتی ہے کہ احسانات تو اللہ کرے اور ان نعمتوں کے شکریے میں اللہ کے ساتھ اس کے بے اختیار غلاموں کو بھی شریک کر لو اور اپنی جگہ سمجھ بیٹھو کہ اختیارات اور حقوق میں اللہ کے یہ غلام بھی اس کے ساتھ برابر کے حصہ دار ہیں، جیسے فرمایا

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۲۲۹۱/۷

ضَرَبَ لَكُمۡ مَّثَلًا مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ هَلۡ لَّكُمۡ مِّنۡ مَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ مِّنۡ شُرَكَآءَ فِيۡ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ فَاَنۡتُمۡ فِيۡهِ سَوَآءٌ تَخَافُوۡنَهُمۡ كَخِيۡفَتِكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۸﴾ [1]

ترجمہ: وہ تمہیں خود تمہاری اپنی ہی ذات سے ایک مثال دیتا ہے، کیا تمہارے ان غلاموں میں سے جو تمہاری ملکیت میں ہیں کچھ غلام ایسے بھی ہیں جو ہمارے دیے ہوئے مال و دولت میں تمہارے ساتھ برابر کے شریک ہوں اور تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح آپس میں اپنے ہمسروں سے ڈرتے ہو، اس طرح ہم آیات کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ فِى الرِّزۡقِ‌ فَمَا الَّذِيۡنَ فُضِّلُوۡا بِرَآدِّىۡ رِزۡقِهِمۡ عَلٰى مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ} يَقُولُ: لَمْ يَكُونُوا يُشْرِكُونَ عَبِيدَهُمْ فِي أَمْوَالِهِمْ وَنِسَائِهِمْ،فَكَيْفَ يُشْرِكُونَ عَبِيدِي مَعِي فِي سُلْطَانِي؟ فَذَلِكَ قَوْلُهُ: أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ "اور دیکھو اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت عطا کی ہے، پھر جن لوگوں کو یہ فضیلت دی گئی ہے وہ ایسے نہیں ہیں کہ اپنا رزق اپنے غلاموں کی طرف پھیر دیا کرتے ہوں۔ کے بارے میں فرماتے ہیں یہ لوگ اپنے غلاموں کو تو اپنے مالوں اور اپنی عورتوں میں شریک نہیں بناتے تو میرے غلاموں کو میری سلطنت میں کیوں شریک بناتے ہیں؟ اسی لیے فرمایا تو کیا اللہ ہی کا احسان ماننے سے ان لوگوں کو انکار ہے۔ [2]

فَيَقُولُ اللَّهُ: فَكَيْفَ تَرْضَوْنَ لِي بِمَا لَا تَرْضَوْنَ لِأَنْفُسِكُمْ؟

اور آپ سے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے لیے اس چیز کو کس طرح پسند کرتے ہو جسے تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔ [3]

اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے تمہاری ہم جنس بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور ان بیویوں سے تمہیں بیٹے اور بیٹیاں اور ان کی اولاد سے پوتے اور نواسیاں عطا کیے تا کہ ان سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، یہ اولاد ان کی خدمت کرے اور انواع واقسام کی بہترین ذائقہ دار چیزیں تمہیں کھانے کو دیں، پھر کیا یہ لوگ یہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی بے حقیقت عقائد رکھتے ہیں اور غیر اللہ کو قسمتیں بنانے اور بگاڑنے والا، مرادیں بر لانے والا، دعاؤں کو سننے والا، اولاد دینے والا، رزق دینے والا اور بیماریوں سے شفا دینے والا سمجھ کر ان کی بندگی کرتے ہیں اور اللہ کا احسان ماننے سے انکار کرتے ہیں، اور اللہ کو چھوڑ کر ان کو پوجتے ہیں جن کے ہاتھ میں نہ آسمانوں سے انہیں کچھ بھی رزق دینا ہے نہ زمین سے اور نہ یہ کام وہ کر ہی سکتے ہیں؟

أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَيَقُولُ:أَيْ فُلْ أَلَمْ أُكْرِمْكَ، وَأُسَوِّدْكَ، وَأُزَوِّجْكَ، وَأُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ

[1] الروم۲۸

[2] تفسیر طبری ۱۷/۲۵۲

[3] تفسیر طبری ۱۷/۲۵۲

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے احسان جتاتے ہوئے فرمائے گا کیا میں نے تجھے ذی عزت نہیں بنایا تھا؟ اور تجھ کو سردار نہیں بنایا تھا اور میں نے تجھے بیوی نہیں دی تھی؟ میں نے گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرے تابع نہیں کیا تھا؟۔ [1]

مشرکین مثالیں دیتے ہیں کہ اگر بادشاہ سے ملنا ہو یا اس سے کوئی کام ہو تو کوئی براہ راست بادشاہ سے نہیں مل سکتا، اسے پہلے بادشاہ کے مقربین سے رابطہ کرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر بادشاہ تک اس کی رسائی ممکن ہوتی ہے، اسی طرح اللہ کی ذات بھی بہت اعلیٰ وارفع ہے اس تک پہنچنے کے لئے ہم ان معبودوں کو ذریعہ بناتے ہیں یا بزرگوں کا وسیلہ پکڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اللہ کو دنیاوی بادشاہوں، راجوں اور مہاراجوں پر قیاس مت کرو اور نہ اللہ کے لئے مثالیں گھڑو اللہ تو ظاہر و باطن اور حاضر و غائب ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور وہ ہر ایک کی فریاد سننے پر بھی قادر ہے، بھلا ایک انسان بادشاہ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا تقابل اور موازنہ ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبۡدًا مَّمۡلُوۡكًا لَّا يَقۡدِرُ عَلٰى شَيۡءٍ

اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک غلام ہے دوسرے کی ملکیت کا، جو کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا،

وَّ مَنۡ رَّزَقۡنٰهُ مِنَّا رِزۡقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنۡفِقُ مِنۡهُ سِرًّا وَّ جَهۡرًا ؕ

اور ایک اور شخص ہے جسے ہم نے اپنے پاس سے معقول روزی دے رکھی ہے، جس میں سے چھپے کھلے خرچ کرتا ہے،

هَلۡ يَسۡتَوٗنَ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ

کیا یہ سب برابر ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سب تعریف ہے بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ ایک اور

مَثَلًا رَّجُلَيۡنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبۡكَمُ لَا يَقۡدِرُ عَلٰى شَيۡءٍ وَّ هُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوۡلٰىهُ ۙ

مثال بیان فرماتا ہے دو شخصوں کی، جن میں سے ایک تو گونگا ہے اور کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے

اَيۡنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاۡتِ بِخَيۡرٍ ؕ هَلۡ يَسۡتَوِىۡ هُوَ ۙ وَ مَنۡ يَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ ۙ

کہیں بھی اسے بھیج دو کوئی بھلائی نہیں لاتا، کیا یہ اور وہ جو عدل کا حکم دیتا ہے اور ہے بھی سیدھی راہ پر،

وَ هُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۷۶﴾ وَ لِلّٰهِ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ مَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ

برابر ہو سکتے ہیں؟ آسمانوں اور زمین کا غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، اور قیامت کا امر تو ایسا ہی ہے جیسے آنکھ

---

[1] شعب الایمان ۲۶۲، صحیح مسلم کِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیاسجن للمومن وجنة للکافر۷۴۳۸،صحیح ابن حبان۴۶۴۲،شرح السنة للبغوی۴۳۲۸

اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۷۷﴾

کا جھپکنا بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب، بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے،

وَ اللّٰهُ اَخۡرَجَكُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـًٔا ۙ وَّ جَعَلَ

اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا ہے کہ اس وقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے، اسی نے

لَكُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۸﴾ (النحل ۷۵ تا ۷۸)

تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے کہ تم شکر گزاری کرو۔

اللہ ایک مثال دیتا ہے، ایک تو ہے غلام جو دوسرے کا مملوک ہے اور خود کوئی قدرت و اختیار نہیں رکھتا، دوسرا شخص ایسا ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھا رزق عطا کیا ہے اور وہ سخی اور بھلائی کو پسند کرنے والا ہے وہ اپنے مال سے کھلے چھپے خرچ کرتا ہے، بتاؤ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ باوجود اس بات کے دونوں انسان ہیں، دونوں اللہ کی مخلوق ہیں اور بھی بہت سی چیزیں دونوں کے درمیان مشترکہ ہیں اس کے باوجود رتبہ و شرف اور فضل و منزلت میں تم دونوں کو برابر نہیں سمجھتے، تو اللہ تعالیٰ اور لکڑی یا پتھر کی ایک مورتی، یا قبر کی ڈھیری یہ دونوں کس طرح برابر ہو سکتے ہیں، ہو سکتا ہے کسی نے کہا ہو کہ واقعی دونوں برابر نہیں ہو سکتے، اور کسی نے خاموشی اختیار کر لی ہو گی، اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دونوں جواب پا کر فرمایا الحمد للہ کہ اتنی بات تو تمہاری سمجھ میں آئی مگر اکثر لوگ خالق اور مخلوق کے فرق کو نہیں سمجھتے، پہلی مثال میں اللہ اور غیر اللہ کے فرق کو صرف اختیار اور بے اختیاری کے اعتبار سے نمایاں کیا گیا تھا، دوسری مثال میں وہی فرق اور زیادہ کھول کر صفات کے لحاظ سے بیان کیا گیا ہے، فرمایا اللہ ایک اور زیادہ واضح مثال دیتا ہے دو آدمی ہیں ایک گونگا بہرا ہے کوئی کام نہیں کر سکتا اور اپنے مالک پر بوجھ بنا ہوا ہے جدھر بھی وہ اسے بھیجتا ہے کوئی صحیح کام کرنے کے بجائے کام بگاڑ کر آ جاتا ہے، اس کی زندگی کا سارا انحصار اس کے مالک کی ذات پر ہے، جبکہ دوسرا شخص وہ ہے جو آزاد ہے، بولتا اور سمجھتا ہے، ہر کام کرنے پر قادر ہے، خود بھی قول و فعل کے اعتبار سے راہ راست پر قائم ہے اور لوگوں کو بھی انصاف کا حکم دیتا ہے، اب تم خود انصاف سے بتاؤ کیا یہ دونوں انسان یکساں ہو سکتے ہیں؟ اگر تمہارا ضمیر زندہ ہے تو تم یہی فیصلہ کرو گے کہ یہ کسی صورت بھی برابر نہیں ہو سکتے، چنانچہ جس طرح یہ دونوں شخص برابر نہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اور وہ چیزیں جن کو لوگ اللہ کا شریک ٹھیراتے ہیں کبھی برابر نہیں ہو سکتے، مشرکین مکہ بطور استہزا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے تھے کہ وہ کب برپا ہو گی۔

وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ [1] ﴿۴۸﴾

ترجمہ: کہتے ہیں اگر تمہاری یہ دھمکی سچی ہے تو آخر یہ کب پوری ہو گی؟۔

ان کے اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال علم و قدرت کا ذکر فرمایا کہ زمین و آسمان کے بے شمار پوشیدہ حقائق کا علم تو اللہ ہی کو ہے اور قیامت کے برپا ہونے کا معاملہ کچھ زیادہ دیر نہ لے گا کہ تم سنبھل سکو، قیامت تو بس اچانک چشم زدن میں آجائے گی اور یہ عظیم الشان

[1] یونس ۴۸

کائنات پلک جھپکنے میں بلکہ اس سے بھی کم لمحے میں تباہ وبرباد ہو جائے گی، حقیقت یہ ہے کہ اللہ اپنی غیر متناہی قدرت وقوت سے سب کچھ کر سکتا ہے، اور مردوں کو ان کی قبروں سے دوبارہ کھڑا کر دینا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان کا ذکر فرمایا ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم نہ سعادت وشقاوت کو جانتے تھے اور نہ فائدے اور نقصان کو، اس نے تمہیں کان دیے تاکہ تم حق بات سنو، آنکھیں دیں تاکہ اللہ کی نشانیوں کو دیکھو اور سوچنے والے دل دیے تاکہ حق وباطل اور نفع یا نقصان میں تمیز کر سکو، اس لئے کہ جس قادر مطلق نے یہ بے بہا نعمتیں تمہیں عطا کی ہیں تم عبادت واطاعت کر کے اللہ کی نعمتوں پر عملی شکر گزار بنو، جیسے فرمایا

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۲۳ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۴ [1]

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، تم کو سننے اور دیکھنے کی طاقتیں دیں اور سوچنے سمجھنے والے دل دیے، مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو، ان سے کہو، اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ المُؤْمِنِ، يَكْرَهُ المَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہیں (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اور اگر کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں، اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے، وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔ [2]

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں

فَبِي يَسْمَعُ وَبِي يُبْصِرُ وَبِي يَبْطِشُ وَبِي يَمْشِي

[1] الملک ۲۴،۲۳

[2] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ التَّوَاضُعِ ۶۵۰۲

وہ میرے ساتھ ہی سنتا میرے ساتھ ہی دیکھتا میرے ساتھ ہی پکڑتا اور میرے ساتھ ہی چلتا ہے۔ (1)

اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

کیا ان لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو تابع فرمان ہو کر فضا میں ہیں، جنہیں بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور تھامے ہوئے نہیں،

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُیُوْتِكُمْ

بیشک اس میں ایمان لانے والے لوگوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے گھروں میں سکونت کی

سَكَنًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِكُمْ

جگہ بنادی ہے اور اسی نے تمہارے لیے چوپایوں کی کھالوں کے گھر بنا دیئے ہیں، جنہیں تم ہلکا پھلکا پاتے ہو اپنے

وَ یَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَ مِنْ اَصْوَافِهَا وَ اَوْبَارِهَا وَ اَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا

کوچ کے دن اور اپنے ٹھہرنے کے دن بھی، اور ان کی اون اور روؤں اور بالوں سے بھی اس نے بہت سے سامان

وَّ مَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ﴿۸۰﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا

اور ایک وقت مقررہ تک کے لیے فائدہ کی چیزیں بنائیں۔ اللہ ہی نے تمہارے لیے اپنی پیدا کردہ چیزوں میں سے سائے بنائے ہیں

وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمُ الْحَرَّ

اور اسی نے تمہارے لیے پہاڑوں میں غار بنائے ہیں اور اسی نے تمہارے لیے کرتے بنائے ہیں جو تمہیں گرمی سے بچائیں

وَ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

اور ایسے کرتے بھی جو تمہیں لڑائی کے وقت کام آئیں، وہ اس طرح اپنی پوری پوری نعمتیں دے رہا ہے کہ تم حکم بردار بن جاؤ،

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۸۲﴾ یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ

پھر بھی اگر یہ منہ موڑے رہیں تو آپ پر صرف کھول کر تبلیغ کر دینا ہی ہے، یہ اللہ کی نعمتیں جانتے پہچانتے ہوئے

ثُمَّ یُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ (النحل ۷۹ تا ۸۳)

بھی ان کے منکر ہو رہے ہیں، بلکہ ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں

ان لوگوں نے کبھی رنگ برنگ کے چھوٹے بڑے پرندوں کو نہیں دیکھا جو تابع فرمان ہو کر کہ فضا میں پرواز کرتے پھرتے ہیں؟ اللہ کے سوا کس نے ان کو تھام رکھا ہے؟ جیسے فرمایا

(1) فتح الباری ۱۱/۳۴۴ تحت الحدیث ۶۵۰۲،۶۵۰۱

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ⑲ [1]

ترجمہ: کیا یہ لوگ اپنے اوپر اڑتے پرندوں کو پر پھیلائے اور سکیڑتے نہیں دیکھتے؟ رحمٰن کے سوا کوئی نہیں جو انہیں تھامے ہوئے ہو؟ وہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔

یعنی یہ اللہ ہی کی قدرت کاملہ ہے جس نے پرندوں کو اس طرح اڑنے کی اور ہواؤں کو انہیں اپنے دوش پر اٹھائے رکھنے کی طاقت بخشی ہے، ایمان لانے والے لوگوں کے لئے اس میں اللہ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے انسان پر اپنے احسانات، انعامات کا ذکر فرمایا کہ اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو تمہارے مال و متاع اور تمہاری عزت و ناموس کی حفاظت اور سکون کا ذریعہ بنایا، اس نے جانوروں کی کھالوں سے تمہارے لئے ہلکے پھلکے خیمے پیدا کیے جنہیں تم سفر اور حضر دونوں حالتوں میں آسانی سے تہ کر کے اٹھائے پھرتے ہو اور جہاں ضرورت پڑتی ہے اسے کھول کر تان لیتے ہو اور سردی، گرمی اور بارش سے خود کو محفوظ کر لیتے ہو، اس نے بکریوں کے بالوں، بھیڑوں، دنبوں کی اون اور اونٹ کے صوف سے تمہارے لئے پہننے اور برتنے کی بہت سی چیزیں پیدا کر دیں جو زندگی کی مدت مقررہ تک تمہارے کام آتی ہیں، اس نے درختوں، پہاڑوں اور ٹیلوں سے تمہارے لئے سائے اور راحت کا انتظام کیا، پہاڑوں میں تمہارے لئے غار بنائے جو گرمی، سردی، بارش اور دشمنوں سے بچنے کے لئے پناہ گاہوں کا کام دیتی ہیں، سورۃ کے شروع میں سردیوں کے لباس کی بات فرمائی تھی۔

لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ [2]

ترجمہ: جن میں تمہارے لیے پوشاک بھی ہے اور طرح طرح کے دوسرے فائدے بھی۔

یہاں گرمی کے لباس کا ذکر فرمایا کہ اس نے تمہیں روئی سے بنی پوشاکیں بخشیں تا کہ تم اس سے ستر پوشی اور زیب و زینت حاصل کرو اور یہ تمہیں گرمی سے بھی بچاتی ہیں اور لوہے کی زرہ بکتر جو جنگ میں دشمنوں کے ہتھیاروں کی زد سے تمہاری حفاظت کرتی ہیں، اس طرح اللہ تم پر اپنی بے شمار نعمتوں کی تکمیل کرتا ہے شاید کہ تم اپنے منعم حقیقی کی عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کرو اور اطاعت گزار بنو، اب اگر یہ لوگ دعوت حق پر ایمان نہیں لاتے تو اے نبی ﷺ! تم پر پیغام حق صاف صاف پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے، ان کی ہدایت و توفیق آپ کے ذمہ نہیں ہے، کسی کو راہ راست پر چلنے کی توفیق بخش دینا اللہ کا کام ہے، یہ لوگ اللہ کے احسانات کو پہچانتے ہیں کہ یہ ساری نعمتیں پیدا کرنے والا اور ان کو استعمال میں لانے کی صلاحیتیں عطا کرنے والا صرف مالک الارض و سماوات ہی ہے، پھر اللہ کی ان نعمتوں کو دوسروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان بلکہ اپنی ذات کے لئے اپنے رب کے محتاج ہے، اور ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو حق کو جاننے کے باوجود اس پر ایمان لانے کو تیار نہیں ہیں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ما معناه: هُوَ قَوْلُ الرَّجُلِ: هذا مالي ورثته عن آبائي، وقال عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: يقولون: لَوْلَا فُلَانٌ مَا كَانَ كَذَا وَكَذَا وقال قتيبة: يقولون: هذا بِشَفَاعَةِ آلِهَتِنَا

[1] الملک ۱۹

[2] النحل ۵

اس آیت کی تفسیر میں مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں انسان کا یوں کہنا کہ یہ مال تو مجھے آباؤ اجداد کی طرف سے ورثہ میں ملا ہے اللہ کی نعمت کا انکار ہے، عون بن عبد اللہ کہتے ہیں لوگوں کا یہ کہنا کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو یوں ہو جاتا اللہ کی نعمت کا انکار ہے، ابن قتیبہ فرماتے ہیں لوگوں کا یہ کہنا کہ یہ چیزیں ہمارے معبودوں کی سفارش سے ملی ہیں بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار ہے۔

قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ: هُوَ كَقَوْلِهِمْ كَانَتْ الرِّيحُ طَيِّبَةً وَالْمَلَّاحُ حَاذِقًا، ونحو ذلك مما هو جار على ألسنة كثير

جیسے لوگ کہتے ہیں کہ ہوا بہت ہی خوب تھی، ملاح ماہر اور تجربہ کار تھا وغیرہ جو الفاظ زد عام ہوتے ہیں (سب ناجائز ہیں کیونکہ اس طرح کہنے سے اللہ کی نعمت کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہو جاتی ہے)۔ [1]

وَ يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ لَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾

اور جس دن ہم ہر امت میں سے گواہ کھڑا کریں گے، پھر کافروں کو نہ اجازت دی جائے گی اور نہ ان سے توبہ کرنے کو کہا جائے گا،

وَ اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾

اور جب یہ ظالم عذاب دیکھ لیں گے پھر نہ تو ان سے ہلکا کیا جائے گا اور نہ وہ ڈھیل دیئے جائیں گے،

وَ اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ

اور جب مشرکین اپنے شریکوں کو دیکھ لیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار! یہی ہمارے وہ شریک ہیں جنہیں

كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ اَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ

ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے، پس وہ انہیں جواب دیں گے کہ تم بالکل ہی جھوٹے ہو، اس دن وہ سب (عاجز ہو کر) اللہ

يَوْمَئِذِ اِلسَّلَمَ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا

کے سامنے اطاعت کا اقرار پیش کریں گے اور جو بہتان بازی کیا کرتے تھے وہ سب ان سے گم ہو جائے گی، جنہوں نے کفر کیا

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ (النحل ۸۴ تا ۸۸)

اور اللہ کی راہ سے روکا ہم انہیں عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے، یہ بدلہ ہوگا ان کی فتنہ پردازیوں کا۔

ہر امت کا گواہ:

ان مکذبین کو کچھ اس روز کی بھی فکر ہے جب کہ ہم ہر امت پر اس امت کے پیغمبر کو اور اس کے بعد دعوت حق دینے والے کھڑا کریں گے اور وہ اللہ کے حضور اس امر کی گواہی دیں گے کہ انہوں نے لوگوں کو واضح طور پر اللہ کا پیغام پہنچا اور شرک اور مشرکانہ اوہام و رسوم پر متنبہ کر دیا تھا مگر انہوں نے اس کی تکذیب کے علاوہ ہر ممکن طریقے سے اس دعوت کو دبانے کی بھی کوشش کی تھی، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی صفائی میں

[1] مجموع الفتاوی ۸/۳۳

بولنے کا پورا پورا موقع دے گا اور پھر عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کر کے کافروں کے جرائم اور ایسی صریح ناقابل انکار اور ناقابل تاویل شہادتوں سے ثابت کر دے گا کہ مجرمین کے پاس صفائی پیش کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہے گی اور نہ ان سے توبہ واستغفار ہی کا مطالبہ کیا جائے گا کیونکہ وہ دن دار العمل نہیں روز جزا ہو گا، جیسے فرمایا

هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿٣٦﴾ [1]

ترجمہ: یہ وہ دن ہے جس میں وہ نہ کچھ بولیں گے اور نہ انہیں موقع دیا جائے گا کہ کوئی عذر پیش کریں۔

ظالم لوگ جب ایک دفعہ عذاب دیکھ لیں گے تو اس کے بعد نہ ان کے عذاب میں کوئی تخفیف کی جائے گی اور نہ انہیں ایک لمحہ بھر مہلت دی جائے گی،

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن (غیض وغضب سے دیکتی) جہنم (میدان محشر میں) لائی جائے گی ،اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اسے گھسیٹے ہوں گے۔ [2]

جب وہ دور سے دکھائی دینے لگے گی تو مجرمین اس کے غیض وغضب کی خوفناک دھاڑیں سننے لگیں گے۔

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿١٤﴾ [3]

ترجمہ:وہ جب دور سے ان کو دیکھے گی تو یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے اور جب یہ دست و پابستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے (اس وقت ان سے کہا جائے گا) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ القِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ، بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ، وَبِالمُصَوِّرِينَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جہنم میں سے ایک گردن باہر نکلے گی اس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے دیکھتی ہو گی اور دو کان ہوں گے جس سے سنتی ہو گی اور زبان ہو گی جس سے بولتی ہو گی، وہ کہے گی میں تین شخصوں کے نگلنے کے لئے مقرر ہوئی ہوں، ایک سرکش متکبر کے لئے، دوسرے جس نے اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کیا ہو کے لیے اور تیسرے مصور کے لیے۔ [4]

---

[1] المرسلات ۳۵،۳۶

[2] صحيح مسلم كتاب الجنة بَابٌ فِي شِدَّةِ حَرِّ نَارِ جَهَنَّمَ وَبُعْدِ قَعْرِهَا وَمَا تَأْخُذُ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ۷۱۶۴،جامع ترمذی ابواب الجهنم بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّارِ ۲۵۷۳

[3] الفرقان ۱۲تا۱۴

[4] جامع ترمذی کتاب صفة جهنم باب ماجاء فی صفة النار ۲۵۷۴

اس ساری کاروائی کے بعد مجرمین خوب جان لیں گے کہ انہیں اس بھڑکتی ہوئی جہنم میں جھونکا جانے والا ہے۔

وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ (۱)

ترجمہ: سارے مجرم اس روز آگ دیکھیں گے اور سمجھ لیں گے کہ اب انہیں اس میں گرنا ہے اور وہ اس سے بچنے کے لئے کوئی جائے پناہ نہ پائیں گے۔

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ (۲)

ترجمہ: کاش ان کافروں کو اس وقت کا کچھ علم ہوتا جبکہ نہ یہ اپنے منہ آگ سے بچا سکیں گے نہ اپنی پیٹھیں اور نہ ان کو کہیں سے مدد پہنچے گی، وہ بلا اچانک آئے گی اور انہیں اس طرح یک لخت دبوچ لے گی کہ یہ نہ اس کو دفع کر سکیں گے اور نہ ان کو لمحہ بھر مہلت ہی مل سکے گی۔

اور وہ لوگ جنھوں نے دنیا میں اللہ کی ذات وصفات، افعال اور حقوق میں غیر اللہ کو شریک ٹھیرایا تھا اپنے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے پروردگار! یہی ہیں ہمارے وہ شریک جنہیں ہم مشکل کشا، حاجت روا، قسمتیں سنوارنے والا اور گنج بخشنے والا سمجھتے تھے اور تجھ جیسے عطا کرنے والے کو چھوڑ کر اپنی مشکلات و مصائب میں انہیں پکارا کرتے تھے اور ان کی خوشنودی کے لئے ان کے مزاروں پر نذر و نیاز پیش کرتے تھے، جانور قربان کرتے تھے اور ان کی قبروں کے سامنے اپنی پیشانیاں رگڑتے تھے، اس پر ان کے معبود ان کے قول کی تردید کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم نے کبھی تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ تم اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر ہمیں پکارا کرو اور نہ ہم نے کبھی الوہیت کے استحقاق کا دعویٰ کیا تھا بلکہ ہمیں تو یہ بھی خبر نہیں تھی کہ تم ہمیں پکار رہے ہو، اگر تم لوگوں نے اپنی خواہش نفس سے ہمیں سمیع الدعاء اور مجیب الدعوات اور دستگیر و فریاد رس قرار دیا ہوا تھا تو اس بہتان کے ذمہ دار تم خود ہو ہمیں اس کی ذمہ داری میں لپیٹنے کی کوشش نہ کرو جیسے فرمایا

... وَقَالَ شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ (۳)

ترجمہ: اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے، ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے کہ (تم اگر ہماری عبادت کرتے بھی تھے تو) ہم تمہاری اس عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ ... ﴿۵۲﴾ (۴)

ترجمہ: پھر کیا کریں گے یہ لوگ اس روز جب کہ ان کا رب ان سے کہے گا کہ پکارو اب ان ہستیوں کو جنہیں تم میرا شریک سمجھ بیٹھے تھے، یہ ان کو پکاریں گے مگر وہ ان کی مدد کو نہ آئیں گے۔

---

(۱) الکہف ۵۳
(۲) الانبیاء ۴۰، ۳۹
(۳) یونس ۲۸، ۲۹
(۴) الکہف ۵۲

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝۸۱ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝۸۲ (۱)

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ خدا بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے پشتیبان ہوں گے، کوئی پشتیبان نہیں ہوگا وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۲۵ (۲)

ترجمہ: اور اس نے کہا تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنالیا ہے مگر قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور آگ تمہارا ٹھکانا ہوگی اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶ (۳)

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں، اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

اس وقت مشرکین اللہ کی بارگاہ میں اپنے شرک کو تسلیم کرلیں گے اور اس کے فیصلے کے سامنے جھک جائیں گے، جیسے فرمایا

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝۱۱۱ (۴)

ترجمہ: لوگوں کے سر اس حی وقیوم کے آگے جھک جائیں گے، نامراد ہوگا جو اس وقت کسی ظلم کا بار گناہ اٹھائے ہوئے ہو۔

وَلَوْ تَرٰٓي اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲ (۵)

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

اور ان کی وہ ساری افترا پردازیاں جو یہ دنیا میں کرتے رہے تھے رفوچکر ہو جائیں گی، جن لوگوں نے خود کفر کی راہ اختیار کی اور دوسروں کو بھی مختلف حیلے بہانوں اور باطل تاویلوں سے اللہ کی راہ سے روکتے رہے، جیسے فرمایا

(۱) مریم ۸۲،۸۱

(۲) العنکبوت ۲۵

(۳) الاحقاف ۶،۵

(۴) طٰہٰ ۱۱۱

(۵) السجدۃ ۱۲

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ... ﴿۲۶﴾ (۱)

ترجمہ: وہ اس امر حق کو قبول کرنے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور بھاگتے ہیں۔

انہیں ہم دوگنا عذاب دیں گے اس فساد کے بدلے جو وہ دنیا میں برپا کرتے رہے، جیسے اللہ تعالیٰ مجرمین کو جواب دیے گا۔

... قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ (۲)

ترجمہ: جواب میں ارشاد ہوگا ہر ایک کے لئے دوہرا عذاب ہی ہے مگر تم جانتے نہیں ہو۔

وَ يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ

اور جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ان کے مقابلے پر گواہ کھڑا کریں گے اور تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے،

وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾

اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لئے،

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ

اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں،

وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ

ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو، اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو

اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ

پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و قرار کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کو

عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ (النحل ۸۹ تا ۹۱)

اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو بخوبی جان رہا ہے۔

اے نبی ﷺ! انہیں اس دن سے خبردار کر دو جب کہ ہم ہر امت میں خود اسی کا پیغمبر بطور گواہ اٹھا کھڑا کریں گے جو اپنی قوم کے بارے میں شہادت دے گا کہ اس نے دعوت حق کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تھا، اور انبیاء کی بابت شہادت دینے کے لئے ہم تمہیں کھڑا کریں گے، جیسے فرمایا

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ (۳)

---

(۱) الانعام ۲۶

(۲) الاعراف ۳۸

(۳) النساء ۴۱

ترجمہ: پھر سوچو کہ اس وقت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان لوگوں پر تمہیں (یعنی محمد ﷺ) کو گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ ⑥ ①

ترجمہ: پس یہ ضرور ہو کر رہنا ہے کہ ہم ان لوگوں سے باز پرس کریں جن کی طرف ہم نے پیغمبر بھیجے ہیں اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں (کہ انہوں نے پیغام رسانی کا فرض کہاں تک انجام دیا اور انہیں اس کا کیا جواب ملا)۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۱۰۹ ②

ترجمہ: جس روز اللہ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا تو وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں، آپ ہی تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جانتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اقْرَأْ عَلَيَّ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، آقْرَأُ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ، قَالَ:نَعَمْ فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الآيَةِ: {فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ، وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا} ③، قَالَ:حَسْبُكَ الآنَ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ، فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں سناؤ، چنانچہ میں نے سورہ النساء پڑھی، جب میں آیت ''پس کیا حال ہوگا جس وقت کہ ہر امت میں سے ایک گواہ ہم لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔'' تک پہنچا تو (مذکورہ منظر قیامت آنکھوں میں سما گیا تو آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے) اور آپ ﷺ نے فرمایا اب بس کرو، میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ④

ایک مقام پر فرمایا

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۱۴۳ ⑤

ترجمہ: اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک امت وسط بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

---

① الاعراف ۶

② المائدۃ ۱۰۹

③ النساء : ۴۱

④ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابُ قَوْلِ المُقْرِئِ لِلْقَارِئِ حَسْبُكَ ۵۰۵۰، وکتاب التفسیرباب سورة نساءٔ بَابُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ۴۵۸۲،صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین بَابُ فَضْلِ اسْتِمَاعِ الْقُرْآنِ، وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَافِظِهِ لِلِاسْتِمَاعِ وَالْبُكَاءِ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ وَالتَّدَبُّرِ ۲۸۶۸، مسند احمد ۳۶۰۶

⑤ البقرة ۱۴۳

آپ اور آپ کی امت کے لوگ انبیاء کی بابت گواہی دیں گے کہ یہ سچے ہیں اور انہوں نے یقیناً تیرا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ اسی شہادت کی تیاری ہے کہ ہم نے یہ عظیم الشان کتاب تم پر نازل کر دی ہے جو ہدایت وضلالت، حلال وحرام کی تفصیلات، اور ماضی ومستقبل کی خبریں جس کے بندے محتاج ہیں کو واضح طور پر الفاظ ومعانی کے ساتھ بیان کرنے والی ہے، جو لوگ اس کتاب پر ایمان لائیں گے اور اطاعت کی روش اختیار کریں گے ان کے لئے دنیا میں ہدایت ورہنمائی، رب کا فضل وکرم، دلی طمانیت، دنیا وآخرت میں اللہ کے رحم وکرم کا سبب، اخروی کامیابی اور رب کے بے بہا انعامات کی بشارت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم فرمایا جن پر انسانی معاشرے کی درستگی کا انحصار ہے۔

- یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق میں عدل انصاف کرو۔
- بندوں سے حسن سلوک، عفو ودرگزر اور فیاضانہ برتاؤ کا مظاہرہ کرو۔
- اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے۔

یعنی صرف یہی نہیں کہ آدمی اپنے عزیز واقارب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور خوشی وغمی میں ان کے ساتھ شریک ہوجائے بلکہ ہر صاحب استطاعت شخص اپنے مال پر صرف اپنی ذات اور اپنے بال بچوں ہی کے حقوق نہ سمجھے بلکہ اپنے رشتہ داروں کے حقوق بھی تسلیم کرے، جیسے فرمایا

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ [1]

ترجمہ: اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو۔

اگر کوئی رشتہ دار مالی لحاظ سے کمزور ہے تو اسے بھوکا ننگا نہ چھوڑے بلکہ ہر خاندان کے خوشحال افراد پر پہلا حق ان کے اپنے غریب رشتہ داروں کا ہے پھر دوسروں کے حقوق ان پر عائد ہوتے ہیں،

حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: أُمَّكَ. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمَّكَ. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أُمَّكَ . قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبَاكَ، ثُمَّ الْأَقْرَبَ فَالْأَقْرَبَ

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ بہز کے دادا (معاویہ ابن صدہ) سے نقل کرتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کس کے ساتھ بھلائی اور نیک سلوک کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، میں نے عرض کیا پھر کس کے ساتھ، آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر کس کے ساتھ، آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، میں نے عرض کیا پھر کس کے ساتھ، آپ نے فرمایا اپنے باپ کے ساتھ، اور پھر اس کے ساتھ جو ماں باپ کے بعد تمہارا اقریب ترعزیز ہے (جیسے بہن بھائی پھر اس کے ساتھ جو ان بھائی بہن کے بعد اوروں میں زیادہ قریبی عزیز ہے جیسے چچا اور ماموں اور اسی ترتیب کے مطابق چچاؤں اور ماموں کی اولاد وغیرہ)۔ [2]

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُوصِيكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ ثَلَاثًا، إِنَّ اللَّهَ

[1] بنی اسرائیل۲۶

[2] مسند احمد۲۰۰۲۸

يُوصِيكُمْ بِآبَائِكُمْ، إِنَّ اللَّهَ يُوصِيكُمْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ

مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں وصیت کرتا ہے کہ اپنی ماؤں کے ساتھ، اپنے باپوں کے ساتھ اور درجہ بدرجہ قریبی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو۔ (١)

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللَّهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ

ابو بکرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا دنیا میں جلد دے دے اور اس کے ساتھ کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اس کی سزا جمع رکھے جیسے کہ ظلم و زیادتی اور قطع رحمی ہے۔ (٢)

تین بھلائیوں کے ذکر کے بعد تین برائیوں کا ذکر فرمایا۔

- اور بدی مثلاً شرک، قتل ناحق، زنا، برہنگی و عریانی، عمل قوم لوط، محرمات سے نکاح، چوری، شراب نوشی، بھیک مانگنا، گالیاں بکنا اور بد کلامی، خود پسندی، تکبر، جھوٹا پروپیگنڈا، تہمت تراشی، پوشیدہ جرائم کی تشہیر، بدکاریوں پر ابھارنے والے افسانے، ڈرامے اور فلم، عریاں تصاویر، علی الاعلان مردوں اور عورتوں کے درمیان اختلاط ہونا، اسٹیج پر عورتوں کا ناچنا اور ناز و ادا کی نمائش کرنا۔
- ہر وہ گناہ اور معصیت جس کا تعلق حقوق اللہ کے ساتھ ہو۔
- اور بغی یعنی اپنی حد سے تجاوز کرنے اور خالق و مخلوق کے حقوق پر دست درازی کرنے سے منع کرتا ہے۔

وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تا کہ تم سبق لو، اور اگر عہد و پیمان کے وقت اللہ کو ضامن بنا کر تم نے قسم کھائی ہے تو اپنے عہد و پیمان کو پورا کرو، اور عہد و پیمان پر اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنانے کے بعد انہیں توڑ نہ ڈالو، بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی اپنے طور پر کوئی قسم کھالیتا ہے کہ میں فلاں کام کروں گا یا نہیں کروں گا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَفْعَلْ

تو اس بارے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بات پر قسم کھائے پھر اس کے خلاف بہتر سمجھے تو جو بہتر سمجھے وہ کرے اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (٣)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی یہی تھا،

---

(١) سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَدَبِ بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ ٣٦٦١، مسند احمد ١٧١٨٧

(٢) سنن ابوداودكتاب الادب بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَغْيِ ٤٩٠٢،جامع ترمذى ابواب صفة القيامة باب فى عظم الوعيدعلى البغى۔۔۔٢٥١١،سنن ابن ماجه كتاب الزهدبَابُ الْبَغْيِ ٤٢١١

(٣) صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ يَمِينًا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، أَنْ يَأْتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَيُكَفِّرُ عَنْ يَمِينِهِ٤٢٧٣

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي، وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، أَوْ قَالَ:إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفَّرْتُ يَمِينِي

ابوبردہ رضی اللہ عنہما کے والد سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں کسی بات پر قسم کھاؤں اور بھلائی اس کے خلاف ہو تو انشاءاللہ میں اپنی قسم توڑ دوں گا اور جس میں بھلائی تھی اس کو اختیار کروں گا۔ (١)

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى، فَأُتِيَ - ذَكَرَ دَجَاجَةً -، وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِنَ المَوَالِي، فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ، فَحَلَفْتُ لاَ آكُلُ، فَقَالَ: هَلُمَّ فَلْأُحَدِّثْكُمْ عَنْ ذَاكَ، إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ، فَقَالَ:وَاللَّهِ لاَ أَحْمِلُكُمْ، وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ، وَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ، فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ:أَيْنَ النَّفَرُ الأَشْعَرِيُّونَ؟ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا؟ لاَ يُبَارَكُ لَنَا، فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ، فَقُلْنَا: إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا، فَحَلَفْتَ أَنْ لاَ تَحْمِلَنَا، أَفَنَسِيتَ؟قَالَ: لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ، وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لاَ أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ، فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا

عبداللہ حماد ایوب ابوقلابہ قاسم زہدم رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں ابوموسیٰ اشعری کے پاس ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ان کے پاس مرغ مسلم کی ایک قاب آئی اور ان کے پاس سرخ وسفید رنگ والا ایک آدمی بنوتیم کا بیٹھا ہوا تھا اور وہ غلام معلوم ہوتا تھا اس کو بھی کھانے پر بلایا تو اس نے کہا میں نے اس جانور کو نجاست کھاتے دیکھا ہے اس لئے میں اسے مکروہ جانتا ہوں اور میں نے قسم کھائی ہے کہ یہ نہیں کھاؤں گا تو ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ آؤ میں تم کو اس کی بابت سناؤں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند اشعریوں کے ساتھ میں نے حاضری دی اور سواری طلب کی، تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس کوئی سواری ہے ہی نہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال غنیمت کے کچھ اونٹ آئے تو آپ نے فرمایا وہ اشعری کہاں ہیں؟ پھر آپ نے ہم کو پانچ اونٹ سفید کوہان والے دلوائے، تو ہم نے چلتے وقت اپنے دل میں کہا کہ ہم نے کیا حرکت کی، اس میں ہم کو کوئی برکت نصیب نہیں ہو گی، تو ہم نے سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کر کہا ہمارے مطالبہ پر آپ نے قسم کھا کر فرمایا تھا کہ میں تم کو سواریاں نہیں دوں گا سواریاں نہ دینے کی اپنی قسم کو کیا آپ بھول گئے! جس پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو ہم نے سواریاں نہیں دیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو سواریاں مہیا کی ہیں، اور اللہ کی قسم! ان شاءاللہ جب میں کسی بات پر قسم کھاؤں گا اور اس کے خلاف کو بہتر پاؤں گا تو جو بات بہتر ہو گی اس کو بر سر عمل لاؤں گا اور قسم توڑ ڈالا کروں گا۔ (٢)

---

(١) سنن ابوداودکِتَاب الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابُ الرَّجُلِ يُكَفِّرُ قَبْلَ أَنْ يَحْنَثَ٣٢٧٦

(٢) صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابٌ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الخُمُسَ لِنَوَائِبِ المُسْلِمِينَ ٣١٣٣،و كِتَابُ الأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ باب قول اللہ تعالیٰ لایواخذکم اللہ باللغوفی ایمانکم٦٦٢٣،وبَابُ اليَمِينِ فِيمَا لاَ يَمْلِكُ، وَفِي المَعْصِيَةِ وَفِي الغَضَبِ ٦٦٨٠،وکتاب کفارات الایمان بَابُ الِاسْتِثْنَاءِ فِي الأَيْمَانِ ٦٧١٩، وکتاب التوحیدالجهمية بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ٧٥٥٥،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ يَمِينًا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، أَنْ يَأْتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ،

اور قسم توڑنے کے کفارہ کے بارے میں فرمایا

...فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ... ﴿۸۹﴾ [۱]

ترجمہ: (ایسی قسم توڑنے کا) کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔

اللہ تمہارے سب افعال سے باخبر ہے، اور وہ نیت اور قصد کے مطابق جزا دے گا۔

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ

اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا کہ تم اپنی قسموں کو

دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا

آپس کے مکر کا باعث ٹھہراؤ، اس لیے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا چڑھا ہو جائے، بات صرف یہی ہے کی

يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَ لَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ

اس عہد سے اللہ تمہیں آزما رہا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لیے قیامت کے دن ہر اس چیز کو کھول کر بیان کر دے گا

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ

جس میں تم اختلاف کر رہے تھے، اگر اللہ چاہتا تم سب کو ایک ہی گروہ بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے

وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ (النحل ۹۳،۹۲)

ہدایت دیتا ہے، یقیناً تم جو کچھ کر رہے ہو اس کے بارے میں باز پرس کی جانے والی ہے۔

وَالسُّدِّيُّ: هٰذِهِ امْرَأَةٌ خَرْقَاءُ كَانَتْ بِمَكَّةَ، كُلَّمَا غَزَلَتْ شَيْئًا نَقَضَتْهُ بَعْدَ إِبْرَامِهِ

سدی سے مروی ہے مکہ مکرمہ میں ایک عورت رہتی تھی جس کی عقل میں فتور تھا، وہ سارا دن بڑی محنت سے سوت کاتنے کے بعد ٹھیک ٹھاک اور مضبوط ہو جانے کے بعد شام کو بلا وجہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بکھیر دیا کرتی تھی۔ [۲]

اس طرح اس کے حصے میں ناکامی، تھکاوٹ، حماقت اور عقل کی کمی کے سوا کچھ کام نہ آیا اس کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا تمہاری حالت اس عورت کی سی نہ ہو جائے جس نے آپ ہی محنت سے سوت کاتا اور پھر آپ ہی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، یعنی ایسا نہ کرو کہ بڑی محنت اور لگن سے

وَیُکَفِّرُ عَنْ یَمِینِهٖ ۴۲۶۳، مسند احمد ۱۹۵۹۱

[۱] المائدة ۸۹

[۲] تفسیر ابن کثیر ۵۹۹؍۴، تفسیر المراغی ۱۳۴؍۱۴

نیکیاں کماؤ لیکن حلف عہد کو توڑ کر اپنی تمام نیکیوں پر پانی پھیر دو اور ظالم، جاہل اور احمق بن جاؤ،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: كَانُوا يُحَالِفُونَ الحُلَفَاءَ، فَيَجِدُونَ أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَعَزَّفَيَنْقُضُونَ حِلْفَ هَؤُلَاءِ وَيُحَالِفُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ هُمْ أَكْثَرُ وَأَعَزُّ فَنُهُوا عَنْ ذَلِكَ

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے حلیفوں کے ساتھ پیمان وفا باندھا کرتے تھے مگر جب وہ یہ دیکھتے کہ اپنے حلیفوں کی نسبت ان کی تعداد زیادہ ہے اور یہ ان سے معزز بھی زیادہ ہیں تو وہ ان سے عہد و پیمان توڑ کر ایسے لوگوں کے حلیف بن جاتے جو تعداد اور عزت وسر بلندی میں ان سے زیادہ بڑھے ہوتے تھے، تو ایسا کرنے سے انہیں منع کر دیا گیا۔ (۱)

مسلمانوں کو اس اخلاقی پستی سے روکتے ہوئے فرمایا تم اپنی قسموں کو آپس کے معاملات میں دھوکہ اور فریب کا ہتھیار بناتے ہو تا کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھ کر فائدے حاصل کرے، جیسے یہود مدینہ کا وطیرہ تھا

...لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّنَ سَبِيلٌ... ﴿۷۵﴾ (۲)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں امیوں (غیر یہودی لوگوں) کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

حالاں کہ اللہ اس عہد و پیمان کے ذریعہ سے تم کو آزمائش میں ڈالتا ہے تا کہ سچا اور وفادار شخص بدعہد اور بدبخت شخص سے ممتاز ہو جائے، اور قیامت کے روز وہ ضرور تمہارے تمام اختلافات کی حقیقت تم پر کھول دے گا اور بدعہدی کرنے والا اللہ کی عدالت میں مواخذہ سے بچ نہ سکے گا، اگر اللہ کی مشیت یہ ہوتی کہ تم میں کوئی اختلاف نہ ہو تو وہ تمہیں انتشار و خلفشار اور بغض و دشمنی سے محفوظ فرما کر تم میں اتفاق واتحاد پیدا فرما دیتا، جیسے فرمایا

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ (۳)

ترجمہ: اگر تیرے رب کی مشیّت یہ ہوتی (کہ زمین میں سب مومن وفرمانبردار ہی ہوں) تو سارے اہل زمین ایمان لے آئے ہوتے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ... ﴿۱۱۹﴾ (۴)

ترجمہ: بے شک تیرا رب اگر چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک گروہ بنا سکتا تھا مگر اب تو وہ مختلف طریقوں ہی پر چلتے رہیں گے، اور بے راہ رویوں سے صرف وہ لوگ بچیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہے، اسی (آزادی انتخاب واختیار اور امتحان) کے لیے ہی تو اس نے انہیں پیدا کیا تھا۔

(۱) تفسیر طبری ۲۸۶، ۱۷

(۲) آل عمران ۷۵

(۳) یونس ۹۹

(۴) ہود ۱۱۹، ۱۱۸

...وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ... ﴿۴۸﴾ (۱)

ترجمہ: اگر تمہارا رب چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا لیکن اس نے یہ اس لئے کیا کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔

چنانچہ اس نے انسان کو اختیار وانتخاب کی آزادی دی ہے، اب اگر کوئی گمراہی کی راہ منتخب کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے یہ راستہ ہموار کر دیتا ہے اور کوئی راہ راست کا طالب ہوتا ہے تو اللہ اس کی ہدایت و رہنمائی کا بندوبست فرما دیتا ہے، اور وہ ضرور تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ

اور تم اپنی قسموں کو آپس کی دغابازی کا بہانہ نہ بناؤ، پھر تمہارے قدم اپنی مضبوطی کے بعد ڈگمگا جائیں گے

بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾

اور تمہیں سخت سزا برداشت کرنا پڑے گی کیونکہ تم نے اللہ کی راہ سے روک دیا اور تمہیں سخت عذاب ہوگا،

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾

تم اللہ کے عہد کو تھوڑے مول کے بدلے نہ بیچ دیا کرو، یاد رکھو اللہ کے پاس کی چیز ہی تمہارے لیے بہتر ہے بشرطیکہ تم میں علم ہو،

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ

تمہارے پاس جو کچھ ہے سب فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے باقی ہے، اور صبر کرنے والوں کو

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

ہم بھلے اعمال کا بہترین بدلہ ضرور عطا فرمائیں گے، جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت لیکن

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ

باایمان ہو تو ہم یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے، اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ (النحل ۹۴تا۹۷)

انھیں ضرور ضرور دیں گے۔

اللہ کے عہد کو پورا کرنے کے بارے میں مزید تاکید فرمائی کہ اے مسلمانو! تم اپنی قسموں کو اپنی خواہشات نفس کا تابع نہ بناؤ کہ جب

(۱) المائدة ۴۸

چاہو پورا کر دو اور جب چاہو توڑ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری اس اخلاقی پستی کو دیکھ کر اسلام کی صداقت کا قائل ہو جانے کے بعد کوئی شخص دین اسلام سے برگشتہ ہو کر ایمان لانے سے بیزار ہو جائے اور اس طرح تم لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکنے کے مجرم اور سزا کے مستحق بن جاؤ، جو عہد و میثاق تم نے اللہ کو ضامن بنا کر کیا ہو یا اسلام کے نمائندے ہونے کی حیثیت سے کیا ہو اس کو تھوڑے سے متاع دنیا کے بدلے نہ بیچ ڈالو، اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو تو یاد رکھو اگر تم عہد و پیمان کی پابندی کرو گے تو اللہ قیامت کے روز جو صلہ تمہیں عطا فرمائے گا وہ متاع دنیا سے کہیں زیادہ بہتر ہو گا اور دنیا کی نعمتیں خواہ وہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوں زائل ہو جانے والی ہیں جبکہ آخرت کی نعمتیں لازوال اور ابدی ہیں، جیسے فرمایا

...وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ [۱]

ترجمہ: اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لئے وہی سب سے بہتر ہے۔

پس وہ شخص عقل مند نہیں جو فانی اور خسیس چیز کو ہمیشہ رہنے والی نفیس چیز پر ترجیح دیتا ہے مگر انسان پھر بھی جانتے بوجھتے دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ [۲]

ترجمہ: مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔

اور ان لوگوں کو جو ہر طمع اور خواہش اور جذبہ نفسانی کے مقابلہ میں حق اور راستی پر قائم رہیں گے ہم ان کو ان کے مرتبے ان کے بہترین اعمال کے مطابق عطا فرمائیں گے، جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن کیونکہ ایمان اعمال صالحہ کی صحت اور ان کی قبولیت کے لئے شرط ہے بلکہ اعمال صالحہ کو ایمان کے بغیر اعمال صالحہ کہا ہی نہیں جا سکتا اسے ہم دنیا میں اطمینان قلب، سکون نفس اور رزق حلال عطا فرمائیں گے،

وَقَالَ الضَّحَّاكُ: هِيَ الرِّزْقُ الْحَلَالُ وَالْعِبَادَةُ فِي الدُّنْيَاوَقَالَ الضَّحَّاكُ أَيْضًا: هِيَ الْعَمَلُ بِالطَّاعَةِ وَالِانْشِرَاحُ بِهَا

ضحاک رحمہ اللہ ''پاکیزہ زندگی۔'' کے بارے میں کہتے ہیں اس سے مراد دنیا میں رزق حلال اور عبادت کی توفیق کا حاصل ہونا ہے، ضحاک سے یہ بھی مروی ہے کہ اس سے مراد انشراح قلب کے ساتھ طاعت بجالانا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ حیات طیبہ ان سب امور پر مشتمل ہے۔ [۳]

اور آخرت میں ایسے لوگوں کو ان کا مرتبہ ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ

قرآن پڑھنے کے وقت راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو، ایمان والوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ

---

[۱] آل عمران ۱۹۸

[۲] الاعلیٰ ۱۷،۱۶

[۳] تفسیر ابن کثیر ۶۰۱/۴، أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن ۴۴۱/۲، الأساس في التفسير ۳۰۱۵/۶

عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

رکھنے والوں پر زور مطلقاً نہیں چلتا، ہاں اس کا غلبہ ان پر تو یقیناً ہے جو اسی سے رفاقت کریں اور اسے

يَتَوَلَّوْنَهٗ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ اِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ

اللہ کا شریک ٹھہرائیں، جب ہم کسی آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں

وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نازل فرماتا ہے اسے وہ خوب جانتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ تو تو بہتان باز ہے، بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جانتے ہی نہیں، کہہ دیجئے کہ اسے آپ کے رب کی طرف سے جبرائیل حق کے ساتھ لے کر آئے ہیں تا کہ ایمان والوں

وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ (النحل ۹۸ تا ۱۰۲)

کو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور مسلمانوں کی رہنمائی اور بشارت ہو جائے۔

شیطان کا طریقہ واردات اور اس کا علاج:

شیطان کی اصل چال یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر کلام قرآن سے دور رکھے اور اسے اللہ کا پیغام وصول نہ کرنے دے، اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ اول تو انسان قرآن پڑھنے نہ پائے اور اگر پڑھے تو سمجھ نہ پائے اور کچھ سمجھ جائے تو عمل نہ کرنے پائے، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے ساری امت کو اس کا شافی و کافی علاج بیان فرمایا کہ جب تم کتاب اللہ کی قرات کا ارادہ کرو تو پہلے شیطان کے گمراہ کن وسوسوں، بے جا شکوک وشبہات اور غور و تدبر سے رک جانے سے محفوظ رہنے کے لئے دل کی گہرائیوں سے عَوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ کر اللہ کی پناہ حاصل کرنے کی التجا کر لیا کرو، شیطان کو ان لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا جو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں،

عَنْ سُفْيَانَ فِي قَوْلِهِ: {إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ} قَالَ: لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى أَنْ يَحْمِلَهُمْ عَلَى ذَنْبٍ لَا يُغْفَرُ

سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں اس آیت کریمہ ”اسے ان لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔“ کے معنی یہ ہیں شیطان کا ان لوگوں پر زور نہیں چلتا کہ وہ انہیں ایسے گناہ میں مبتلا کر دے جس سے وہ توبہ نہ کریں۔ [1]

پس اللہ تعالیٰ توکل کرنے والے اہل ایمان سے شیطان کے شر کو دور ہٹا دیتا ہے اور شیطان کو ان پر کوئی اختیار نہیں رہتا، شیطان ملعون

---

[1] تفسیر طبری ۱۷٫۲۹۴

کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی دوستی سے نکل کر شیطان کو اپنا سرپرست بنا کر غفلت و جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں مستغرق رہتے ہیں، پھر شیطان ان کو اللہ کی نافرمانی پر ابھارتا رہتا ہے اور وہ اس کی فرمانبرداری کے باعث شرک کرتے ہیں، جب ہم اپنی حکمت ومشیت کے تحت کسی مضمون کو ایک مثال سے اور کبھی دوسری مثال سے سمجھاتے ہیں، کبھی ایک ہی قصہ کے ایک پہلو کو پیش کرتے ہیں تو کبھی اس کے دوسرے پہلو کو اجاگر کرتے ہیں، کبھی کسی معاملہ کی ایک دلیل پیش کرتے ہیں تو کبھی دوسری دلیل تو یہ کفار ومشرکین کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ! اللہ کو کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنے کلام میں کسی مضمون کو ایک مثال سے سمجھائے اور کبھی دوسری مثال سے، کبھی ایک ہی قصہ کے ایک پہلو کو پیش کرے تو کبھی اس کے دوسرے پہلو کو اجاگر کرے، کبھی ایک دلیل پیش کرے تو کبھی دوسری دلیل، اگر یہ کلام اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہوتا تو وہ اپنی پوری بات بتدریج نازل کرنے کے بجائے بیک وقت کہہ دیتا اور مختلف مثالیں اور دلائل بیان نہ کرتا اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن تم خود تصنیف کرتے ہو اور خود ہی اس میں ردوبدل کرتے رہتے ہو، اصل بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ حقیقت سے ناواقف ہیں، اے محمد ﷺ! ان سے کہو کہ یہ عظیم الشان پاکیزہ کلام میرا گھڑا ہوا نہیں ہے بلکہ اسے تو اللہ رب العالمین نے تمام انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے نازل فرمایا ہے اور جبریل امین جیسے مقرب فرشتے نے جو بشری کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے پوری حقانیت وصداقت کے ساتھ رب کے حکم سے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے، جیسے فرمایا

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ [۱]

ترجمہ: یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے، اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے تا کہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (اللہ کی طرف سے خلق اللہ کو) متنبہ کرنے والے ہیں۔

تا کہ ایمان لانے والوں کے ایمان کو پختہ کرے، اور فرمان برداروں کو زندگی کے معاملات میں سیدھی راہ بتائے اور انہیں اخروی فلاح وسعادت کی خوشخبری دے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِي، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے فلاح حاصل کر لی جو مسلمان ہو گیا اور برابر سرابر روزی دیا گیا اور جو ملا اسی پر قناعت نصیب ہوئی۔ [۲]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ آمَنَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللَّهُ بِهِ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے نجات پائی جسے اسلام کی راہ دکھادی گئی اور جسے پیٹ

---

[۱] الشعراء ۱۹۲ تا ۱۹۴

[۲] مسند احمد ۶۵۷۲، صحیح مسلم کتاب الزكاة بَابٌ فِي الْكَفَافِ وَالْقَنَاعَةِ ۲۴۲۶، مستدرک حاکم ۷۱۴۹، شعب الایمان ۹۸۶۲، شرح السنة للبغوی ۴۰۴۳، السنن الکبری للبیہقی ۷۸۶۸

پالنے کا ٹکڑا میسر ہو گیا اور اللہ نے اس کے دل کو قناعت سے بھر دیا۔ (۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً، يُعْطَى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزَى بِهَا فِي الْآخِرَةِ ،وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلَّهِ فِي الدُّنْيَا، حَتَّى إِذَا أَفْضَى إِلَى الْآخِرَةِ، لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزَى بِهَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی مومن پر ایک نیکی کے لئے بھی ظلم نہیں کرے گا بلکہ اس کا بدلہ دنیا اور آخرت دونوں جگہوں پر دے گا اور کافر کو اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں دے دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب آخرت ہو گی تو اس کے ہاتھ میں کوئی نیکی باقی نہیں رہتی جس کا بدلہ دیا جائے۔ (۲)

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ

ہمیں بخوبی علم ہے کہ یہ کافر کہتے ہیں کہ اسے تو ایک آدمی سکھاتا ہے اس کی زبان جس کی طرف یہ نسبت کر رہے ہیں عجمی ہے

وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ

اور یہ قرآن تو صاف عربی زبان میں ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے انہیں

لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ

اللہ کی طرف سے بھی رہنمائی نہیں ہوتی اور ان کے لیے المناک عذاب ہیں، جھوٹ افترا تو وہی باندھتے ہیں جنہیں

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ (النحل ۱۰۳تا۱۰۵)

اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا، یہی لوگ جھوٹے ہیں۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں بخوبی علم ہے کہ یہ کفار تمہارے متعلق کہتے ہیں کہ تمہیں عامر بن الحضرمی کا رومی غلام جبر، یا عبدالعزیٰ کا غلام عائش یا یعیش، یا مکہ معظّمہ کی ایک عورت کا یہودی غلام یسار جس کی کنیت ابو فکیہہ ہے، یا ایک رومی غلام بلعان یا بلعام سکھاتا پڑھاتا ہے حالانکہ ان کا جھوٹ تو اسی بات سے واضح ہے کہ جس غلام کی طرف ان کا گمان ہے کہ وہ تمہیں سکھاتا پڑھاتا ہے اس کی زبان عجمی ہے اور وہ فصاحت کے ساتھ عربی بولنے پر قادر نہیں ہے جبکہ یہ کلام صاف عربی زبان میں ہے، جو فصاحت و بلاغت اور اعجاز بیان میں بے نظیر ہے، اور دنیا بھر کے فصحاء و بلغاء چیلنج کے باوجود اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں، حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی حق مبین پر دلالت کرتی ہوئی آیات کو نہیں مانتے، اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت کو ٹھکراتے ہیں تو پھر اللہ بھی کبھی ان کو صحیح بات تک پہنچنے کی توفیق نہیں دیتا اور ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے، اللہ تعالیٰ پر جھوٹی باتیں نبی نہیں گھڑتا بلکہ جھوٹ وہ لوگ گھڑ رہے ہیں جو واضح دلائل کے باوجود قرآن کے منزل من اللہ ہونے

---

(۱) جامع ترمذی ابواب الزھدبَابُ مَا جَاءَ فِي الكَفَافِ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ۲۳۴۸،مسنداحمد۶۶۰۹،تفسیرالبغوی ۲۶۹؍۵

(۲) صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ جَزَاءِ الْمُؤْمِنِ بِحَسَنَاتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَتَعْجِيلِ حَسَنَاتِ الْكَافِرِ فِي الدُّنْيَا۷۰۸۹

کے منکر ہیں، حقیقت میں وہی جھوٹے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ

جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو،

وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ

مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے

وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ

بہت بڑا عذاب ہے، یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا،

وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓىٕكَ الَّذِيْنَ

یقیناً اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور جن کے

طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

کانوں اور جن کی آنکھوں پر مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں،

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ (النحل۱۰۶تا۱۰۹)

کچھ شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں سخت نقصان اٹھانے والے ہیں۔

مسلمانوں کو دین اسلام سے روکنے اور اپنی مشرکانہ ملت پر واپس لانے کے لئے ان پر ناقابل برداشت مظالم ڈھائے جارہے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ جو شخص ایمان لانے کے بعد کفار کے ظلم وستم، جبرواکراہ سے مجبور ہوکر محض جان بچانے کے لئے قولاً یا فعلاً کفر کا ارتکاب کرلے مگر اس کا دل اس کے ایمان پر مطمئن ہو تو وہ کافر نہیں ہوگا اور اس کا مواخذہ نہ ہوگا مگر اس رخصت کے باوجود اہل ایمان کلمہ کفر کہنے کو تیار نہ تھے، خباب بن ارت رضی اللہ عنہما کو آگ کے انگاروں پر لٹایا جاتا یہاں تک کہ ان کی چربی پگھلنے سے آگ بجھ جاتی تھی مگر وہ کلمہ کفر منہ سے نکالنے کے بجائے سختی کے ساتھ اپنے ایمان پر قائم رہے۔

وَأَمَّا سَائِرُهُمْ فَأَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُونَ،وَأَلْبَسُوهُمْ أَدْرَاعَ الْحَدِيدِ ، وَصَهَرُوهُمْ فِي الشَّمْسِ، فَمَا مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وَاتَاهُمْ عَلَى مَا أَرَادُوا إِلَّا بِلَالًا، فَإِنَّهُ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِي اللَّهِ، وَهَانَ عَلَى قَوْمِهِ، فَأَخَذُوهُ فَأَعْطَوْهُ الْوِلْدَانَ فَجَعَلُوا يَطُوفُونَ بِهِ فِي شِعَابِ مَكَّةَ،وَهُوَ يَقُولُ: أَحَدٌ أَحَدٌ

مشرکین بلال حبشی کو پکڑتے اور لوہے کی زرہ پہنا کر مکہ مکرمہ کی چلچلاتی دھوپ میں کھڑا کر دیتے، ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جس نے مشرکوں کے ارادہ کی موافقت نہ کی، مگر بلال رضی اللہ عنہ کہ اللہ کی عظمت کے آگے ان کا نفس ان کی نظر میں ذلیل ہوگیا اور وہ اپنی قوم کے

آگے ذلیل ہو گئے، مشرکین ان کو شریر لڑکوں کے حوالے کر دیتے اور وہ انہیں آگ کی طرح تپتی ریت پر لٹا کر مکہ کی گھاٹیوں میں گھسیٹے ہوئے لے جاتے مگر وہ منہ سے کلمہ کفر کہنے کے بجائے اللہ کی توحید أَحَدٌ أَحَدٌ ہی کہتے تھے۔ (۱)

وَيَقُولُ: وَاللَّهِ لَوْ أَعْلَمُ كَلِمَةً هِيَ أَغْيَظُ لَكُمْ مِنْهَا لَقُلْتُهَا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ،وَكَذَلِكَ حَبِيبُ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ لَمَّا قَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ: أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ؟فَيَقُولُ: نَعَمْ،فَيَقُولُ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟فَيَقُولُ: لَا أَسْمَعُ،فَلَمْ يَزَلْ يُقَطِّعُهُ إِرْبًا إِرْبًا وَهُوَ ثَابِتٌ عَلَى ذَلِكَ

اور فرمایا کرتے تھے کہ واللہ اگر اس سے بھی زیادہ تمہیں چھبنے والا کوئی لفظ میرے علم میں ہوتا تو میں وہی کہتا، حبیب بن زید رضی اللہ عنہما بن عاصم سے مسیلمہ کذاب نے کہا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی گواہی دیتا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں، اس نے پھر پوچھا کہ کیا تو میری رسالت کی گواہی دیتا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں بہرہ ہوں مجھے کچھ سنائی نہیں دیتا، اس پر مسیلمہ کذاب نے حکم دیا کہ حبیب بن زید رضی اللہ عنہما کے جسم سے ایک ایک عضو کاٹا جائے، ہر عضو کے کٹنے پر ان سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ مسیلمہ کذاب کو نبی تسلیم کر لیں مگر ہر مرتبہ وہ اس کی رسالت کا انکار کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی جان دے دی۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے ان کے والد اور والدہ سمیہ کو انسانیت سوز عذاب دے کر شہید کر دیا گیا پھر عمار رضی اللہ عنہما کو بھی ناقابل برداشت اذیتیں پہنچائی گئیں،

أَخَذَ الْمُشْرِكُونَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ فَعَذَّبُوهُ حَتَّى قَارَبَهُمْ فِي بَعْضِ مَا أَرَادُوا فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ؟قَالَ: مُطْمَئِنًا بِالْإِيمَانِ،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ عَادُوا فَعُدْ

محمد بن عمار بن یاسر سے مروی ہے آخر کار مشرکین نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور عذاب دینا شروع کئے، یہاں تک کہ آپ (جان بچانے کے لئے) ان کے ارادوں کے قریب ہو گئے، پھر (وہاں سے آزاد ہو کر روتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت آ کر شکایت کرنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم اپنے دل کا کیا حال پاتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا میں اپنے دل کو ایمان پر پوری طرح مطمئن پاتا ہوں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ پھر اسی طرح کا ظلم کریں تو تم پھر یہی باتیں کہہ دینا۔ (۲)

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے،

مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:قَالَ: أَخَذَ الْمُشْرِكُونَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ فَلَمْ يَتْرُكُوهُ حَتَّى سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ آلِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ ثُمَّ تَرَكُوهُ، فَلَمَّا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا وَرَاءَكَ؟قَالَ: شَرٌّ يَا رَسُولَ اللهِ مَا تُرِكْتُ حَتَّى نُلْتُ مِنْكَ وَذَكَرْتُ آلِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ، قَالَ: كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ؟ قَالَ: مُطْمَئِنًّا بِالْإِيمَانِ،قَالَ: إِنْ عَادُوا فَعُدْ

---

(۱) سنن ابن ماجه كتاب افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم فَضْلُ سَلْمَانَ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَالْمِقْدَادِ ۱۵۰،صحيح ابن حبان ۷۰۸۳،مستدرک حاکم۵۲۳۸

(۲) تفسیرطبری ۳۰۴؍۱۷،تفسیرابن کثیر۶۰۵؍۴

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مشرکین مکہ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا انہوں نے ان پر اس وقت تک ظلم وستم کیا جب تک کہ انہوں نے (معاذ اللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا اور مشرکوں کے بتوں کا اچھے الفاظ میں ذکر کر دیا پھر انہوں نے انہیں چھوڑ دیا، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ہوا تھا؟ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا ماجرا بیان کرتے ہوئے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس وقت تک چھوڑا ہی نہ گیا جب تک کہ میں نے آپ کی ذات گرامی کو گالی نہ دے لی اور ان کے بتوں کو اچھا نہ کہہ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے دل کی کیا کیفیت ہے؟ انہوں نے عرض کی دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مشرکین دوبارہ درپے آزار ہوں تو تم پھر اسی طرح کی بات کہہ (کر جان بچا) لینا۔[1]

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے صحابی رسول عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا ہے

أَنَّهُ أَسَرَتْهُ الرُّومُ، فَجَاءُوا بِهِ إِلَى مَلِكِهِمْ، فَقَالَ لَهُ: تَنَصَّرْ وَأَنَا أُشْرِكُكَ فِي مُلْكِي وَأُزَوِّجُكَ ابْنَتِي، فَقَالَ لَهُ: لَوْ أَعْطَيْتَنِي جَمِيعَ مَا تَمْلِكُ وَجَمِيعَ مَا تَمْلِكُهُ الْعَرَبُ عَلَى أَنْ أَرْجِعَ عَنْ دِينِ مُحَمَّدٍ طَرْفَةَ عَيْنٍ، مَا فَعَلْتُ! فَقَالَ: إِذًا أَقْتُلُكَ، قَالَ: أَنْتَ وَذَاكَ! فَأَمَرَ بِهِ فَصُلِبَ، وَأَمَرَ الرُّمَاةَ فَرَمَوْهُ قَرِيبًا مِنْ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ، وَهُوَ يَعْرِضُ عليه دين النَّصْرَانِيَّةِ، فَيَأْبَى، ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَأُنْزِلَ،

انہیں رومیوں نے گرفتار کر لیا اور انہیں اپنے بادشاہ کے پاس لے آئے، بادشاہ نے انہیں کہا تم عیسائی ہو جاؤ تو میں تمہیں اپنی بادشاہت میں شریک کر لیتا ہوں اور اپنی بیٹی کا تمہیں رشتہ بھی دے دیتا ہوں، عبد اللہ نے جواب دیا اگر تو مجھے اپنی ساری حکومت و دولت دے دے اور عربوں کی ساری حکومت و دولت بھی، اور میں ایک لمحے کے لیے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے پھر جاؤں تو یہ نہیں ہو سکتا، بادشاہ نے کہا اگر عیسائیت کو قبول نہیں کرو گے تو میں تمہیں قتل کر دوں گا، عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم جانو اور تمہارا کام، بادشاہ نے حکم دیا اور انہیں لٹکا دیا گیا پھر اس نے تیر اندازوں کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھوں اور پاؤں پر تیر مارو، تیر انداز تیر چلا رہے تھے اور بادشاہ انہیں عیسائیت قبول کرنے کے لیے اصرار کر رہا تھا لیکن عبد اللہ مسلسل انکار کر رہے تھے، بادشاہ نے حکم دیا اور آپ کو نیچے اتار لیا گیا،

ثُمَّ أَمَرَ بِقِدْرٍ وَفِي رِوَايَةٍ: بِبَقَرَةٍ مِنْ نُحَاسٍ، فَأُحْمِيَتْ، وَجَاءَ بِأَسِيرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَأَلْقَاهُ وَهُوَ يَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ عِظَامٌ تَلُوحُ، وَعَرَضَ عَلَيْهِ فَأَبَى، فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُلْقَى فِيهَا فَرُفِعَ فِي الْبَكَرَةِ لِيُلْقَى فِيهَا فَبَكَى، فَطَمِعَ فِيهِ وَدَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ: إِنِّي إِنَّمَا بَكَيْتُ لِأَنَّ نَفْسِي إِنَّمَا هِيَ نَفْسٌ وَاحِدَةٌ، تُلْقَى فِي هَذِهِ الْقِدْرِ السَّاعَةَ فِي اللَّهِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ لِي بِعَدَدِ كُلِّ شَعْرَةٍ فِي جَسَدِي نَفْسٌ تُعَذَّبُ هَذَا الْعَذَابَ فِي اللَّهِ

پھر اس کے حکم سے پیتل کے ایک کڑاہے میں تیل گرم کیا گیا اور عبد اللہ کی آنکھوں کے سامنے اس میں ایک مسلمان قیدی کو پھینک دیا گیا، لمحہ بھر میں اس کی ہڈیوں سے گوشت اتر کر جدا ہو گیا، بادشاہ نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو عیسائیت کے قبول کرنے کی دعوت دی مگر عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اب بھی انکار کر دیا، بادشاہ نے حکم دیا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو اس کھولتے ہوئے تیل میں گرا دو، آپ کو منجنیق میں رکھ دیا گیا تا کہ تیل میں گرا دیا جائے، اس وقت عبد اللہ رضی اللہ عنہ رونے لگے، بادشاہ کو خیال آیا عبد اللہ رضی اللہ عنہ شاید عیسائی ہونے کو تیار ہیں اس نے آپ کو بلایا اور پوچھا تو آپ

---

[1] السنن الکبری للبیہقی ۱۶۸۹۶

نے فرمایا میں تو اس لیے رو رہا ہوں کہ اللہ کی محبت کی خاطر نثار کرنے کے لیے میرے پاس اس وقت صرف ایک ہی جان ہے، اے کاش! میرے پاس میرے جسم کے ہر ہر بال کے عوض ایک ایک جان ہوتی اور میں ان سب کو اللہ کی محبت کی خاطر باری باری نثار کر دیتا۔

وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ: أَنَّهُ سَجَنَهُ وَمَنَعَ عَنْهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ أَيَّامًا ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ بِخَمْرٍ وَلَحْمِ خِنْزِيرٍ فَلَمْ يَقْرَبْهُ، ثُمَّ اسْتَدْعَاهُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْكُلَ؟ فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ حَلَّ لِي وَلَكِنْ لَمْ أَكُنْ لِأُشَمِّتَكَ فِيَّ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: فَقَبِّلْ رَأْسِي وَأَنَا أُطْلِقُكَ، فَقَالَ: وَتُطْلِقُ مَعِي جَمِيعَ أَسَارَى الْمُسْلِمِينَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَبَّلَ رَأْسَهُ فَأَطْلَقَهُ وَأَطْلَقَ مَعَهُ جَمِيعَ أَسَارَى الْمُسْلِمِينَ عِنْدَهُ ، فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يُقَبِّلَ رَأْسَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُذَافَةَ وَأَنَا أَبْدَأُ فَقَامَ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ

بعض روایات میں ہے کہ رومی بادشاہ نے آپ کو زندان میں ڈال دیا اور کچھ دن کھانے پینے کو بھی نہ دیا پھر شراب اور خنزیر کا گوشت بھیجا مگر آپ نے ہاتھ لگانے سے بھی انکار کر دیا، بادشاہ نے آپ کو بلایا اور پوچھا کہ آپ نے کھانا کیوں نہیں کھایا؟ آپ نے فرمایا اگرچہ اضطراری حالت میں میرے لیے یہ کھانا حلال تھا لیکن میں تمہیں اس بات سے خوش نہیں کرنا چاہتا تھا کہ تم یہ کہو کہ میں نے ایک مسلمان کو شراب پلا دی اور خنزیر کا گوشت کھلا دیا، بادشاہ نے کہا میں اس شرط پر تمہیں رہا کرنے کے لیے تیار ہوں کہ میرے سر کو بوسہ دے دو، عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں بشرطیکہ تم تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دو؟ بادشاہ نے کہا ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں، عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر کو بوسہ دیا تو اس نے آپ کو رہا کر دیا اور آپ کے ساتھ تمام مسلمان قیدیوں کو بھی رہا کر دیا جو اس کے پاس تھے، جب عبد اللہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں واپس آئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے لیے یہ واجب ہے کہ وہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن حذافہ کے سر کو بوسہ دے اور سب سے پہلے میں بوسہ دیتا ہوں، چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے سر کو بوسہ دینے لگے۔ [1]

مگر جن لوگوں نے راہ حق کو کٹھن پا کر ایمان کو خیر باد کہہ دیا اور اپنی کافر و مشرک قوم میں جا ملے، جو دنیا کے چند ٹکڑوں میں طمع اور رغبت کی بنا پر اور آخرت کی بھلائی سے روگردانی کر کے الٹے پاؤں پھر گئے، جنھوں نے ایمان کے مقابلے میں کفر کو چن لیا وہ غضب الٰہی اور عذاب عظیم کے مستحق ہوں گے، جیسے فرمایا

...وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢١٧﴾ [2]

ترجمہ: (اور یہ خوب سمجھ لو کہ) تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے، ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں ہی رہیں گے۔

یہ اس لئے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا اور اللہ کا قاعدہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو راہ نجات نہیں دکھاتا جو اس کی نعمت کا کفران کریں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے کفر کے سبب اللہ نے ان کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دی ہے، جیسے فرمایا

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر ٣٥٨/٢٧، شعب الایمان ١٥٢٢، الإصابة في تمييز الصحابة ٤٦٤/١

[2] البقرة ٢١٧

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۟ [1]

ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے۔

پس اب یہ وعظ ونصیحت کی باتیں سنتے ہیں نہ انہیں سمجھتے ہیں اور نہ وہ حق کی طرف رہنمائی کرنے والی نشانیاں ہی دیکھتے ہیں، بلکہ یہ ایسی غفلت میں مبتلا ہیں جس نے ہدایت کے راستے ان کے لئے مسدود کر دیے ہیں ضرور ہے کہ آخرت میں اپنی جان، مال اور اہل وعیال کے بارے میں خسارے میں رہیں گے۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ

جن لوگوں نے فتنوں میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کا ثبوت دیا بیشک تیرا پروردگار ان باتوں کے

مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۟۠ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَ تُوَفّٰى

بعد انہیں بخشنے والا اور مہربانیاں کرنے والا ہے، جس دن ہر شخص اپنی ذات کے لیے لڑتا جھگڑتا آئے اور ہر شخص کو

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۟ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً

اس کے کیے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور لوگوں پر (مطلقاً) ظلم نہ کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس بستی کی مثال

كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ

بیان فرماتا ہے جو پورے امن و اطمینان سے تھی، اس کی روزی اس کے پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی آرہی تھی،

فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۟ وَ لَقَدْ

پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا جو بدلہ تھا ان کے کرتوتوں کا، ان کے پاس

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ۟ (النحل ۱۱۰ تا ۱۱۳)

انہی میں سے رسول پہنچا پھر بھی انہوں نے اسے جھٹلایا پس انہیں عذاب نے آدبوچا اور وہ تھے ہی ظالم۔

بخلاف اس کے جن کمزور لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب دین اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ان پر انسانیت سوز ظلم وستم ڈھایا گیا تو بالآخر اللہ تعالیٰ کی رضاو خوشنودی کی خاطر وہ اپنے خویش واقارب، وطن اور مال وجائیداد وغیرہ سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کر گئے، پھر رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد فی سبیل اللہ میں بھر پور حصہ لیا اور کفار کے ساتھ مردانہ وار لڑے، پھر دنیا میں اللہ کے کلمے کو سر بلند کرنے میں مشغول ہو گئے اور اس راہ کی شدتوں اور الم ناکیوں کو صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کیا، ان کے لئے یقیناً تیرا رب غفور ورحیم ہے، ان سب کا فیصلہ اس دن ہوگا جب کہ ہر نفس اپنے ہی بچاؤ کی فکر میں لگا ہوا ہوگا یعنی ہر نفس نفسی نفسی پکارے گا، جیسے فرمایا

[1] البقرۃ ۷

فَإِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿۳۴﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿۳۷﴾ (۱)

ترجمہ: آخر کار جب وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بلند ہو گی اس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آپڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔

یوم الدین میں ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا، نہ کسی نیکی کے ثواب میں کمی اور نہ کسی برائی کے بدلے میں زیادتی کی جائے گی، جیسے فرمایا

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۵۴﴾ (۲)

ترجمہ: آج کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ کیا جائے گا اور تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسے تم عمل کرتے رہے تھے۔

اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے، وہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہی تھی، ان کے ارد گرد لڑائیاں ہوتی تھیں مگر ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا، جیسے فرمایا

وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا ... ﴿۵۷﴾ (۳)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ اس ہدایت کی پیروی اختیار کر لیں تو اپنی زمین سے اچک لیے جائیں گے، کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے ایک پر امن حرم کو ان کے لیے جائے قیام بنا دیا جس کی طرف ہر طرح کے ثمرات کھچے چلے آتے ہیں ہماری طرف سے رزق کے طور پر؟۔

اللہ تعالیٰ اس بے آب و گیاہ بستی میں ہر طرف سے ہر طرح کا عمدہ رزق انہیں بفراغت پہنچا رہا تھا کہ ان لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کا کفران شروع کر دیا، جیسے فرمایا

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ (۴)

ترجمہ: تم نے دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ کی نعمت پائی اور اسے کفران نعمت سے بدل ڈالا اور (اپنے ساتھ) اپنی قوم کو بھی ہلاکت کے گھر میں جھونک دیا۔

تب رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے قحط سالی کی بد دعا کی

اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ

(۱) عبس ۳۳تا۳۷

(۲) یٰسین ۵۴

(۳) القصص ۵۷

(۴) ابراہیم ۲۸

اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط سے کر جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔ [۱]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا یہ مزا چکھایا کہ بفراغت رزق کی جگہ بھوک اور امن کے بجائے خوف کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں، اور انہوں نے بھوک کی شدت سے مجبور ہو کر ہڈیاں، درختوں کے پتے اور اونٹ کے خون میں لتھڑے ہوئے بال تک کھائے (ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق یہاں خود مکہ مکرمہ کو نام لئے بغیر بطور مثال پیش کیا گیا ہے، جو امن کا گہوارہ اور اطمینان کی جگہ تھی اور جس خوف اور بھوک کی مصیبت کے چھا جانے کا ذکر فرمایا گیا ہے اس سے مراد وہ قحط ہوگا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ایک مدت تک اہل مکہ پر مسلط رہا) اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ان کی اپنی قوم میں سے ایک رسول مبعوث کیا، جیسے فرمایا

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ [۲]

ترجمہ: جس طرح (تمہیں اس چیز سے فلاح نصیب ہوئی کہ) میں نے تمہارے درمیان خود تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں میری آیات سناتا ہے، تمہارے زندگیوں کو سنوارتا ہے، تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے، لہٰذا تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو کفران نعمت نہ کرو۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ [۳]

ترجمہ: درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔

...فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۖۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿۱۰﴾ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ... ﴿۱۱﴾ [۴]

ترجمہ: پس اللہ سے ڈرو اے صاحب عقل لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ نے تمہاری طرف ایک نصیحت نازل کر دی ہے، ایک ایسا رسول جو تم کو اللہ کی صاف صاف ہدایت دینے والی آیات سناتا ہے۔

جس کی صداقت اور امانت کو وہ خوب جانتے تھے، جو انہیں دعوت حق پیش کرتا تھا اور برائیوں سے روکتا تھا مگر اس بستی کے لوگوں نے اللہ

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیرباب سورة الدخان بَابُ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۴۸۲۱، وکتاب الاستسقاء بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ ۱۰۰۷، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ الدُّخَانِ ۷۰۶۷

[۲] البقرة ۱۵۲،۱۵۱

[۳] آل عمران ۱۶۴

[۴] الطلاق ۱۱،۱۰

کی اس عظیم نعمت کو جھٹلا دیا آخر کار ان کی بد اعمالیوں، ان کے کفر اور ان کی ناشکری کی پاداش میں ایک وقت مقررہ پر اللہ کے عذاب نے ان کو آلیا، جیسے فرمایا

...وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ: پھر جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ ان پر اللہ کا ظلم نہ تھا بلکہ ان کا اپنا ظلم تھا جو انہوں نے خود اپنے اوپر کیا۔

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اس کی

اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ

عبادت کرتے ہو ،تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا

وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

دوسرے کا نام پکارا جائے حرام ہیں، پھر اگر کوئی بے بس کر دیا جائے نہ وہ خواہشمند ہو اور نہ حد سے گزر جانے والا ہو تو یقیناً اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ

بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے

لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝

کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں،

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (النحل ۱۱۴تا۱۱۷)

انہیں بہت معمولی فائدہ ملتا ہے اور ان کے لیے ہی دردناک عذاب ہے۔

حلال وحرام صرف اللہ کی طرف سے ہیں:

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ خوراک کے انسانی اخلاق وکردار پر اثرات مرتب ہوتے ہیں، اسی لئے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اور تعلیمات نبوی میں ان گنت مرتبہ رزق حلال کی طلب اور حلال اشیاء کے کھانے پینے کا حکم ہے، یہاں بھی فرمایا اے لوگو! اگر تم واقعی اللہ کی بندگی کرنے میں مخلص ہو تو اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق اشیاء کی حلت وحرمت کے متعلق رائے قائم نہ کیا کرو بلکہ اللہ نے جو کچھ حلال اور پاک رزق تم کو بخشا ہے اسے کھاؤ اور جو کچھ اللہ کے قانون میں حرام وخبیث ہے اس سے پرہیز کرو، اور اللہ کے احسان کا دل سے اعتراف کر کے اس نعمت پر اللہ کی حمد وثنا کر کے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کر کے شکر ادا کرو، اللہ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے

[1] النحل ۳۳

وہ ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو البتہ بھوک سے مجبور اور بیقرار ہو کر اگر کوئی ان چیزوں کو کھالے، بغیر اس کے کہ وہ قانون الٰہی کی خلاف ورزی کا خواہش مند ہو یا حد ضرورت سے تجاوز کا مرتکب ہو تو یقیناً اللہ معاف کرنے اور رحم فرمانے والا ہے، اسی مضمون کو تین اور مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٧٣﴾ [1]

ترجمہ: اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ، خون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو، ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں، اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَي النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ... ﴿٣﴾ [2]

ترجمہ: تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت، وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، وہ جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا ٹکر کھا کر مرا ہو یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو، نیز یہ بھی تمہارے لئے ناجائز ہے کہ پانسوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت معلوم کرو، یہ سب افعال فسق ہیں۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰي طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٥﴾ [3]

ترجمہ: اے نبی! ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے، یا فسق ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، پھر جو شخص مجبوری کی حالت میں (کوئی چیز ان میں سے کھالے) بغیر اس کے کہ وہ نافرمانی کا ارادہ رکھتا ہو اور بغیر اس کے کہ وہ حد ضرورت سے تجاوز کرے تو یقیناً تمہارا رب درگزر سے کام لینے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

ان آیات میں چار محرمات کا ذکر فرمایا گیا ہے تاہم ''وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ '' کے مفہوم میں تاویلات اور توجیہات کر کے شرک کا چور دروازہ تلاش کیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں کچھ گزارشات پیش خدمت ہیں، جو جانور غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا جائے اس کی مختلف صورتیں ہیں یہ کہ غیر اللہ کے تقرب اور اس کی رضا و خوشنودی کیلئے اسے ذبح کیا جائے اور ذبح کرتے وقت نام بھی اسی بت یا بزرگ کا لیا جائے

---

[1] البقرۃ ۱۷۳

[2] المائدۃ ۳

[3] الانعام ۱۴۵

،بزعم خویش جس کو راضی کرنا مقصود ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ مقصود تو غیر اللہ کا تقرب ہی ہو لیکن ذبح اللہ کے نام پر کیا جائے جس طرح کہ قبر کے پجاریوں میں یہ سلسلہ عام ہے، وہ جانوروں کو بزرگوں کے لئے نامزد تو کرتے ہیں مثلاً یہ بکرا فلاں پیر کا ہے، یہ گائے فلاں پیر کی ہے، یہ جانور شیخ عبد القادر جیلانی گیارہویں والے پیر کے لئے ہے وغیرہ اور ان کو وہ بسم اللہ پڑھ کر ہی ذبح کرتے ہیں اس لئے وہ کہتے ہیں کہ پہلی صورت تو یقیناً حرام ہے لیکن یہ دوسری صورت حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے کیوں کہ یہ غیر اللہ کے نام پر ذبح نہیں کیا گیا ہے اور اس طرح شرک کا چور دروازہ کھول دیا گیا ہے، حالانکہ فقہا نے اس دوسری صورت کو بھی حرام قرار دیا ہے اس لئے کہ یہ بھی **وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ** میں شامل ہے، چنانچہ حاشیہ بیضاوی میں ہے ہر وہ جانور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے حرام ہے اگرچہ ذبح کے وقت اس پر اللہ ہی کا نام لیا جائے، اس لئے علما کا اتفاق ہے کہ کوئی مسلمان اگر غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنیکی غرض سے جانور ذبح کرے گا تو وہ مرتد ہو جائے گا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہوگا۔

اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب در مختار میں ہے

وَيَظْهَرُ ذَلِكَ أَيْضًا فِيمَا لَوْ ضَافَهُ أَمِيرٌ فَذَبَحَ عِنْدَ قُدُومِهِ، فَإِنْ قَصَدَ التَّعْظِيمَ لَا تَحِلُّ وَإِنْ أَضَافَهُ بِهَا

بخوبی معلوم ہے کہ حاکم اور کسی طرح کسی بڑے کی آمد پر (حسن خلق یا شرعی ضیافت کی نیت سے نہیں بلکہ اس کی رضامندی اور اس کی تعظیم کے طور پر) جانور ذبح کیا جائے تو وہ حرام ہوگا۔ [۱]

اس لئے کہ وہ **وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ** میں داخل ہے اگرچہ اس پر اللہ ہی کا نام لیا گیا ہو، اسی طرح آستانوں، درباروں اور تھانوں پر ذبح کیے گئے جانور حرام ہیں **وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ** جو جانور بتوں کے پاس یا تھانوں پر ذبح کیے جائیں اس لئے کہ وہاں ذبح کرنے کا یا وہاں لے جا کر تقسیم کرنے کا مقصد غیر اللہ سے تقرب حاصل کرنا ہی ہوتا ہے،

ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ، قَالَ: نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟قَالُوا: لَا، قَالَ:هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟ قَالُوا: لَا،قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْفِ بِنَذْرِكَ،فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ

ثابت بن ضحاک سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص نے نذر مانی ہے کہ میں مقام بوانہ پر ایک اونٹ ذبح کرے گا، پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا بے شک میں نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا وہاں زمانہ جاہلیت کا کوئی بت تھا جس کی پرستش ہوتی رہی ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا نہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا وہ جگہ ان کے لئے میلہ گاہ تھی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی نذر پوری کر لے، تحقیق ایسی نذر کی کوئی وفا نہیں جس میں اللہ کی نافرمانی ہو اور نہ اس کی جو انسان کی ملکیت میں نہ ہو۔ [۲]

---

[۱] رد المختار علی الدر المختار ۶/۳۱۰

[۲] سنن ابوداودکتاب الایمان والنذوربَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ۳۳۱۳، المعجم الکبیر للطبرانی۱۳۴۱،السنن الکبری

اس سے یہ معلوم ہوا کہ بتوں کے ہٹائے جانے کے بعد بھی غیر آباد آستانوں پر جا کر جانور ذبح کرنا جائز نہیں ہے چہ جائیکہ ان آستانوں اور درباروں پر جا کر ذبح کیے جائیں جو پرستش اور نذر و نیاز کے لئے مرجع عوام ہیں۔

أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْه ،

مشرکین عرب مختلف جانوروں کو اپنے معبودوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کے نام پر وقف کرتے تھے اور انہیں بَحِيْرَةٍ ،سَآئِبَةٍ،وَصِيْلَةٍ اور حَامٍ وغیرہ کا نام دے کر خود پر حرام کر لیتے تھے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ جو تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام تو اس طرح کے ضابطے بنا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھو، جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے، دنیا کا عیش چند روزہ ہے آخر کار ان کے لئے دردناک عذاب ہے، جیسے فرمایا

مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۷۰ [۱]

ترجمہ: دنیا کی چند روزہ زندگی میں مزے کر لیں پھر ہماری طرف ان کو پلٹنا ہے پھر ہم اس کفر کے بدلے میں جس کا وہ ارتکاب کرتے رہے ہیں ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ

اور یہودیوں پر جو کچھ ہم نے حرام کیا تھا اسے ہم پہلے ہی سے آپ کو سنا چکے ہیں، ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا

وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۱۱۸ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ

بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے، جو کوئی جہالت سے برے عمل کر لے پھر توبہ کر لے اور اصلاح بھی کر لے

ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱۹

تو پھر آپ کا رب بلاشک و شبہ بڑی بخشش کرنے والا اور نہایت ہی مہربان ہے،

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۲۰

بیشک ابراہیم پیشوا اور اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار اور ایک طرفہ مخلص تھے، وہ مشرکوں میں نہ تھے،

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰهُ وَ هَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۲۱ وَ اٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، اللہ نے انہیں اپنا برگزیدہ کر لیا تھا اور انہیں راہ راست سمجھا دی تھی، ہم نے اس دنیا میں

للبیہقی ۲۰۱۳۹

[۱] یونس ۷۰

حَسَنَةً ؕ وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ

بھی بہتری دی تھی اور بیشک وہ آخرت میں بھی نیکو کاروں میں ہیں، پھر ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم

حَنِيْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ

حنیف کی پیروی کریں جو مشرکوں میں سے نہ تھے، ہفتے کے دن کی عظمت تو صرف ان لوگوں کے ذمے ہی ضروری تھی

اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

جنہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا، بات یہ ہے کہ آپ کا پروردگار خود ہی ان میں ان کے

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ (النحل ۱۱۸ تا ۱۲۴)

اختلاف کا فیصلہ قیامت کے دن کرے گا۔

کفار مکہ کا اعتراض یہ بھی تھا کہ بنی اسرائیل کی شریعت میں تو اور بھی بہت سی چیزیں حرام ہیں جن کو تم نے حلال کر رکھا ہے، اگر وہ شریعت اللہ کی طرف سے تھی تو تم خود اس کی خلاف ورزی کر رہے ہو اور اگر وہ بھی اللہ کی طرف سے تھی اور یہ شریعت بھی اللہ کی طرف سے ہے تو دونوں میں یہ اختلاف کیوں ہے؟ ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ بنی اسرائیل کی شریعت میں سبت کی حرمت کا جو قانون تھا اس کو بھی تم نے اڑا دیا ہے، یہ تمہارا اپنا خود مختارانہ فعل ہے یا اللہ ہی نے اپنی دو شریعتوں میں دو متضاد حکم دے رکھے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ چیزیں ہم نے خاص طور پر یہودیوں کے لئے حرام کی تھیں جن کا ذکر اس سے پہلے ہم تم سے کر چکے ہیں اور یہ ان پر ہمارا ظلم نہ تھا بلکہ ان کا اپنا ہی ظلم تھا جو وہ اپنے اوپر کر رہے تھے، اور جو چیزیں حرام قرار دی گئی تھیں وہ یہ تھیں۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَايَاۤ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ[۱] ﴿۱۴۶﴾

ترجمہ: اور جن لوگوں نے یہودیت اختیار کی ان پر ہم نے سب ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے اور گائے اور بکری کی چربی بھی بجز اس کے جو ان کی پیٹھ یا ان کی آنتوں سے لگی ہوئی ہو یا ہڈی سے لگی رہ جائے، یہ ہم نے ان کی سرکشی کی سزا انہیں دی تھی اور یہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا[۲] ﴿۱۶۱﴾

ترجمہ: غرض ان یہودیوں کے اسی ظالمانہ رویہ کی بنا پر اور اس بنا پر کہ یہ بکثرت اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور سود لیتے ہیں جس سے

---

(۱) الانعام ۱۴۶

(۲) النساء ۱۶۱،۱۶۰

انہیں منع کیا گیا تھا اور لوگوں کے مال ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں، ہم نے بہت سی وہ پاک چیزیں ان پر حرام کر دیں جو پہلے ان کے لئے حلال تھیں، اور جو لوگ ان میں سے کافر ہیں ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

البتہ جن لوگوں نے جہالت کی بنا پر برا عمل کیا اور پھر توبہ کر کے اپنے عمل کی اصلاح کر لی تو یقیناً توبہ و اصلاح کے بعد تیرا رب ان کے لئے غفور اور رحیم ہے، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کی تعریف فرمائی کہ واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی ذات سے ایک پوری امت تھا یعنی جب دنیا میں کوئی مسلمان نہ تھا وہ اکیلا اسلام کا علمبردار تھا اور اس اکیلے نے وہ کام کیا جو ایک امت کے کرنے کا تھا اور یکسو ہو کر اللہ کا مطیع فرمان تھا، وہ اپنے قول و عمل اور اپنے تمام احوال میں مشرکین میں سے نہ تھا، اللہ کے احسانات اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا تھا، جیسے فرمایا

وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓي ۝ (۱)

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے وفا کا حق ادا کر دیا۔

اللہ نے اس کو منتخب کر کے اپنا خلیل بنایا اور انہیں علم و عمل میں صراط مستقیم پر گامزن کیا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ (۲)

ترجمہ: اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو اس کی ہوشمندی بخشی تھی اور ہم اس کو خوب جانتے تھے۔

اور وہ رب کے تمام احکام کے عامل تھے، ہم نے دنیا میں اس کو کشادہ رزق، خوبصورت و نیک سیرت بیوی، صالح اولاد اور اچھے اخلاق و عادات سے نوازا اور آخرت میں وہ یقیناً عالی قدر و منزلت صالحین میں سے ہوگا، ابراہیم علیہ السلام کی امتیازی اور خصوصی فضیلت کی بنا پر فرمایا کہ اب ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یکسو ہو کر ملت ابراہیمی علیہ السلام کی پیروی کرو اور ابراہیم علیہ السلام یکسو ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت و اطاعت کرنے والا تھا، جیسے فرمایا

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ڬ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (۳)

ترجمہ: اے نبی ﷺ کہو! میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے، بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں، ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اس نے اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝ (۴)

ترجمہ: (اور اہل ایمان وہ ہیں) جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے معترضین کے اعتراض کا جواب دو جز میں فرمایا۔

---

(۱) النجم ۳۷

(۲) الانبیاء ۵۱

(۳) الانعام ۱۶۱

(۴) المومنون ۵۹

○ یہ کہ اللہ کی شریعت میں تضاد نہیں ہے جیسا کہ تم نے یہودیوں کے مذہبی قانون اور شریعت محمدیہ کے ظاہری فرق کو دیکھ کر گمان کر لیا ہے ، بلکہ دراصل یہودیوں کو خاص طور پر ان کی نافرمانیوں اور سرکشیوں کی پاداش میں چند نعمتوں سے محروم کیا گیا تھا جن سے دوسروں کو محروم کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

○ دوسرے جز میں فرمایا کہ محمد ﷺ کو ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، اور تمہیں معلوم ہے کہ ملت ابراہیمی میں وہ چیزیں حرام نہ تھیں جو یہودیوں کے ہاں حرام ہیں، مثلاً یہودی اونٹ نہیں کھاتے مگر ملت ابراہیمی میں وہ حلال تھا، یہودیوں کے ہاں شتر مرغ، بطخ، خرگوش وغیرہ حرام ہیں مگر ملت ابراہیمی میں یہ سب چیزیں حلال تھیں، اس کے ساتھ کفار مکہ کو متنبہ کیا گیا کہ نہ تمہیں ابراہیم علیہ السلام سے کوئی واسطہ ہے اور نہ یہودیوں کو کیونکہ تم دونوں ہی شرک کر رہے ہو، ملت ابراہیمی کا اگر کوئی صحیح پیروکار ہے تو وہ یہ نبی اور اس کے پیروکار ہیں جن کے عقائد اور اعمال میں شرک کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔

حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: أَيُّكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِي انْقَضَّ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ: أَنَا، ثُمَّ قُلْتُ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ فِي صَلاةٍ وَلَكِنِّي لُدِغْتُ ، قَالَ: وَكَيْفَ فَعَلْتَ؟ قُلْتُ: اسْتَرْقَيْتُ، قَالَ: وَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ؟ قُلْتُ: حَدِيثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ، عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: لَا رُقْيَةَ إِلا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ، فَقَالَ سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ جُبَيْرٍ: قَدْ أَحْسَنَ مَنِ انْتَهَى إِلَى مَا سَمِعَ،

حصین بن عبد الرحمٰن فرماتے ہیں میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے پاس موجود تھا انہوں نے فرمایا تم میں سے کسی نے رات کو ستارہ ٹوٹتے ہوئے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے میں اس وقت نماز میں نہیں تھا البتہ مجھے ایک بچھو نے ڈس لیا تھا، انہوں نے پوچھا پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے جھاڑ لیا، انہوں نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا اس حدیث کی وجہ سے جو ہمیں امام شعبی رحمہ اللہ نے بریدہ اسلمی کے حوالے سے سنائی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نظر بد یا ڈنک کے علاوہ کسی اور چیز کی جھاڑ پھونک صحیح نہیں، سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہنے لگے کہ جو شخص اپنی سنی ہوئی روایات کو اپنا منتہی بنا لے یہ سب سے اچھی بات ہے،

ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلَ، وَالرَّجُلَيْنِ وَالنَّبِيَّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقُلْتُ: هَذِهِ أُمَّتِي، فَقِيلَ: هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ، وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ، فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ، ثُمَّ قِيلَ لِي: انْظُرْ إِلَى هَذَا الْجَانِبِ الْآخَرِ، فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقِيلَ: هَذِهِ أُمَّتُكَ، وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا، يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلا عَذَابٍ

پھر فرمایا کہ ہم سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر مختلف امتیں پیش کی گئیں میں نے کسی نبی کے ساتھ پورا گروہ دیکھا کسی نبی کے ساتھ ایک دو آدمیوں کو دیکھا اور کسی نبی کے ساتھ ایک آدمی بھی نہ دیکھا، اچانک میرے سامنے ایک بہت بڑا جم غفیر پیش کیا گیا میں نے پوچھا کہ یہ میری امت ہے؟ لیکن مجھے بتایا گیا کہ یہ موسی علیہ السلام اور ان کی قوم ہے البتہ آپ افق کی طرف دیکھئے، وہاں ایک بڑی جمعیت نظر آئی، پھر مجھے دوسری طرف دیکھنے کا حکم دیا گیا وہاں بھی ایک بہت بڑا جم غفیر دکھائی دیا مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے، ان میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے

ثُمَّ نَهَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ، فَخَاضَ الْقَوْمُ فِي ذَلِكَ، فَقَالُوا: مَنْ هَؤُلاءِ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلا عَذَابٍ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلامِ، وَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا قَطُّ، وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ،

پھر نبی کریم ﷺ اٹھے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور لوگ یہ بحث کرنے لگے کہ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہونے والے یہ لوگ کون ہوں گے؟ بعض کہنے لگے کہ ہو سکتا ہے یہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ ہوں، بعض نے کہا کہ شاید اس سے وہ لوگ ہوں جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے ہوں اور انہوں نے اللہ کے ساتھ کبھی شرک نہ کیا ہو اسی طرح کچھ اور آراء بھی لوگوں نے دیں،

فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:مَا هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ تَخُوضُونَ فِيهِ؟ فَأَخْبَرُوهُ بِمَقَالَتِهِمْ، فَقَالَ:هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ، وَلا يَسْتَرْقُونَ، وَلا يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ، فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ فَقَالَ: أَنَا مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ:أَنْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ الْآخَرُ فَقَالَ: أَنَا مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

جب نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ تم لوگ کس بحث میں پڑے ہوئے ہو؟ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی بحث کے بارے بتایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو داغ کر علاج نہیں کرتے، جھاڑ پھونک اور منتر نہیں کرتے اور بد شگونی نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں، یہ سن کر عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر پوچھنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! تم ان میں شامل ہو، پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عکاشہ رضی اللہ عنہ تم پر سبقت لے گئے۔ [1]

رہبانیت کے قانون کی سختیاں تو وہ بھی ابتدائی حکم میں نہ تھیں بلکہ یہ بعد میں یہودیوں کی شرارتوں اور احکام کی خلاف ورزیوں کی وجہ سے ان پر عائد کر دی گئی تھیں اور یقیناً تیرا رب قیامت کے روز ان سب باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ

اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجیے،

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ

یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بہکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے پورا واقف ہے، اور اگر بدلہ لو بھی تو

فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَ اصْبِرْ

بالکل اتنا ہی جتنا صدمہ تمہیں پہنچایا گیا ہو اور اگر صبر کر لو تو بیشک صابروں کے لیے یہی بہتر ہے، آپ صبر کریں

[1] مسند احمد ۲۴۴۸

وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ

بغیر توفیق الٰہی کے آپ صبر کر ہی نہیں سکتے اور ان کے حال پر رنجیدہ نہ ہوں اور جو مکر وفریب یہ کرتے رہتے ہیں

مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ (النحل ۱۲۵تا۱۲۸)

ان سے تنگ دل نہ ہوں، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔

دعوت وتبلیغ کے اصول بیان فرمائے کہ اے نبی ﷺ! اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت، دانائی اور دانشمندی کے ساتھ دعوت دو، یعنی بے وقوفوں اور جہلاء کی طرح اندھا دھند تبلیغ نہ کرو بلکہ دانائی کے ساتھ مخاطب کی ذہنی استعداد اور حالات کو سمجھ کر بات کرو اور مخاطب کو صرف دلائل ہی سے مطمئن نہ کرو بلکہ انسان کی فطرت میں برائیوں اور گمراہیوں کے خلاف جو پیدائشی نفرت پائی جاتی ہے اس کو بھی ابھارو اور ان کے برے نتائج کا خوف دلاؤ، عمل صالح کی اچھائیوں کو عقلاً ہی ثابت نہ کرو بلکہ ان کی طرف رغبت اور شوق بھی پیدا کرو، اور لوگوں سے محض مناظرہ بازی نہ کرو بلکہ نرم و مشفقانہ لب ولہجہ میں مباحثہ کرو، جیسے فرمایا

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ... ﴿۴۶﴾ [1]

ترجمہ: اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر عمدہ طریقہ سے۔

اور موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف روانہ کرتے ہوئے ہدایت فرمائی تھی۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ [2]

ترجمہ: اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔

دعوت وحکمت کی کچھ حسین مثالیں پیش خدمت ہیں کہ انبیاء کا انداز گفتگو کیا تھا، لوگ کس لہجے میں بات کرتے اور انبیاء جواباً کیا لہجہ اختیار کرتے تھے، ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے کہا میرا رب وہ ہے جو زندگی اور موت عطا کرتا ہے تو نمرود نے کہا میں بھی زندہ کرسکتا ہوں اور مار سکتا ہوں، نمرود کا جواب سن کر ابراہیم علیہ السلام پیچھے ہٹ گئے اور پھر ایک نئی بات لے کر آئے جس کا نمرود جواب نہ دے سکا، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ میرا رب سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تم خدا ہو، سورج پر تمہیں اختیار تو ہوگا اس لئے آج اسے مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع کرکے دکھادو، ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات نہیں فرمائی کہ تمہیں اختیار نہیں اور تم مغرب سے طلوع نہیں کرسکتے بلکہ بڑا حسین انداز اختیار کیا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ [3]

[1] العنکبوت ۴۶

[2] طٰہٰ ۴۴

[3] البقرۃ ۲۵۸

ترجمہ: کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا؟ جھگڑا اس بات پر کہ ابراہیم کا رب کون ہے، اور اس بنا پر کہ اس شخص کو اللہ نے حکومت دے رکھی تھی جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے تو اس نے جواب دیا زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے، ابراہیم نے کہا اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو ذرا اُسے مغرب سے نکال لا، یہ سن کر وہ منکرِ حق ششدر رہ گیا، مگر اللہ ظالموں کو راہِ راست نہیں دکھایا کرتا۔

نوح علیہ السلام نو سو پچاس سال تک قوم کو راہِ راست کی طرف دعوت دیتے رہے، اس پر قوم نے انہیں کہا کہ ہم تو تمہیں کھلی ہوئی گمراہی میں پاتے ہیں، اب اگر کوئی عام آدمی ہوتا تو کہتا کہ اچھا کافر و مشرک تو تم ہو جو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہو، شراب، زنا اور تمام دیگر برائیاں تمہارے اندر رہیں اور گمراہ مجھے کہتے ہو، لیکن نوح علیہ السلام نے ان کے گندے اعمال کی طرف اشارہ نہیں کیا، ان کو الزامی جواب نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ اے میری قوم! مجھے کوئی گمراہی اپنے اندر نظر نہیں آ رہی، میں تمہیں مختلف اس لئے نظر آتا ہوں کہ میں رب العالمین کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، تم میرے مقام کو نہیں سمجھتے، میری رسالت گمراہی نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم منصب ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۶۰ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۱ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۲ [۱]

ترجمہ: اس کی قوم کے سرداروں نے جواب دیا ہم کو تو یہ نظر آتا ہے کہ تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو، نوح نے کہا اے برادرانِ قوم! میں کسی گمراہی میں نہیں پڑا ہوں بلکہ میں رب العالمین کا رسول ہوں، تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں، تمہارا خیر خواہ ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں ہے۔

ہود علیہ السلام کو ان کی قوم نے یوں کہا اے ہود! ہم دیکھتے ہیں کہ تم بیوقوفی اور حماقت میں پڑے ہوئے ہو اور تم جھوٹوں میں سے ہو، ذرا غور فرمائیں کہ اس قوم نے ایک نبی کو احمق اور جھوٹا قرار دے دیا (نعوذ باللہ) تو کیا جوابی کاروائی کے طور پر نبی اپنی قوم کو ان کی گندگیوں، گناہوں اور مصیبتوں کا آئینہ دکھا دیتا کہ دیکھو تم کیا ہو؟ لیکن نبی نے صرف اپنی ذات کا دفاع کیا اور وہ بھی بڑے خوبصورت انداز میں صرف یہ الفاظ ادا کئے، اے میری قوم! مجھ میں کوئی بیوقوفی اور حماقت کی بات نہیں، میں اصل میں رب العالمین کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، تمہاری گفتگو اور رہمارے اندازہائے فکر میں بہت فرق ہے، اس لئے میری شخصیت، منصب اور تعلیم تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی، یہ بیوقوفی نہیں بلکہ رسالت اور نبوت ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۶۶ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۷ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝۶۸ [۲]

ترجمہ: اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر رہے تھے جواب میں کہا ہم تو تمہیں بے عقلی میں مبتلا سمجھتے ہیں اور ہمیں گمان ہے کہ تم جھوٹے ہو، اس نے کہا اے برادرانِ قوم! میں بے عقلی میں مبتلا نہیں ہوں بلکہ میں رب العالمین کا رسول ہوں، تم کو اپنے رب

[۱] الاعراف ۶۰ تا ۶۲

[۲] الاعراف ۶۶ تا ۶۸

کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہارا ایسا خیر خواہ ہوں جس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

اے نبی ﷺ آپ کا کام وعظ و تبلیغ ہے، اور تمہارا رب ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے، بد بخت کون ہے اور نیک بخت کون، جیسے فرمایا

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ﴿۲۷۲﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی! لوگوں کو ہدایت بخش دینے کی ذمّے داری تم پر نہیں ہے ہدایت تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ (۲)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

قصاص میں اور حق کے حاصل کرنے میں برابری اور انصاف کا حکم فرمایا کہ اور اگر تم لوگ بدلہ لو تو بس اسی قدر لے لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہو اگر تجاوز کرو گے تو خود ظالم ہو جاؤ گے لیکن اگر بدلہ لینے کے بجائے تم صبر کرو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں ہی کے حق میں بہتر ہے، جیسے فرمایا

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ (۳)

ترجمہ: برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے، اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ (۴)

ترجمہ: توراۃ میں ہم نے یہودیوں پر یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور تمام زخموں کے لئے برابر کا بدلہ، پھر جو قصاص کا صدقہ کر دے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے، اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

اے نبی ﷺ! صبر و استقامت سے دعوت دین کا کام کیے جاؤ اور تمہارا یہ صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے، ان لوگوں کی حرکات پر رنج نہ کرو اور نہ ان کی چال بازیوں پر دل تنگ ہو، اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور ہر قسم کے برے طریقوں سے پرہیز کرتے ہیں اور ہمیشہ نیک رویہ پر قائم رہتے ہیں، جیسا کہ غزوہ بدر کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف وحی فرمائی تھی۔

---

(۱) البقرۃ ۲۷۲

(۲) القصص ۵۶

(۳) الشوریٰ ۴۰

(۴) المائدۃ ۴۵

اِذۡ يُوۡحِىۡ رَبُّكَ اِلَى الۡمَلٰۤٮِٕكَةِ اَنِّىۡ مَعَكُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ..[1]

ترجمہ: اور وہ وقت جب کہ تمہارا رب فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو۔

موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف روانہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا

قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِىۡ مَعَكُمَاۤ اَسۡمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾ [2]

ترجمہ: فرمایا ڈرومت میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔

ہجرت مدینہ کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق سے فرمایا تھا

... اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ... ﴿۴۰﴾ [3]

ترجمہ: جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

...وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۴﴾ [4]

ترجمہ: وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو، جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔

وَمَا تَكُوۡنُ فِىۡ شَاۡنٍ وَّمَا تَتۡلُوۡا مِنۡهُ مِنۡ قُرۡاٰنٍ وَّلَا تَعۡمَلُوۡنَ مِنۡ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيۡكُمۡ شُهُوۡدًا اِذۡ تُفِيۡضُوۡنَ فِيۡهِ‌ؕ وَمَا يَعۡزُبُ عَنۡ رَّبِّكَ مِنۡ مِّثۡقَالِ ذَرَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصۡغَرَ مِنۡ ذٰ لِكَ وَلَاۤ اَكۡبَرَ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۶۱﴾ [5]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہو، اور لوگو، تم بھی جو کچھ کرتے ہو اس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں، کوئی ذرہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں ہے نہ چھوٹی نہ بڑی جو تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو۔

مضامین سورۃ الانعام:

رسول اللہ ﷺ کو دعوت اسلام دیتے ہوئے بارہ سال بیت چکے تھے، اور کفار مکہ کی مزاحمت اور ستم گری و جفا کاری انتہا کو پہنچ چکی تھی، اسلام قبول کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد ان کے ظلم وستم سے عاجز آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر چکی تھی، رسول اللہ ﷺ کی تائید وحمایت کے لیے نہ آپ ﷺ کا چچا ابو طالب باقی تھا اور نہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں، اس لیے ہر دنیاوی سہارے سے

---

[1] ۔الانفال ۱۲
[2] طہ۴۶
[3] التوبۃ۴۰
[4] الحدید۴
[5] یونس۶۱

محروم ہو کر آپ شدید مزاحمتوں کے مقابلہ میں تبلیغ رسالت کا فرض انجام دے رہے تھے، جس کے نتیجے میں گردونواح کے قبایل میں سلیم الفطرت افراد پے درپے دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے تھے لیکن بحیثیت مجموعی قوم تکذیب حق پر تلی ہوئی تھی، اگر کوئی شخص ادنیٰ سا بھی اسلام کی طرف مائل ہوتا یا اسلام قبول کر لیتا تو وہ اس کو واپس اپنی مشرکانہ ملت پر واپس لانے اور دوسروں کو روکنے کے لیے ان بے بس اور مظلوم مسلمانوں پر طعن وملامت، مالی ومعاشرتی مقاطعہ اور جسمانی ظلم وستم کا ہر طریقہ آزمایا جاتا تھا مگر اس ظلم وستم کے باوجود مسلمان ان تکالیف کو برداشت بھی کرتے اور دین حق کے فروغ کے لیے دوسرے افراد تک پہنچانے کے لیے کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے، ان کوششوں اور مجاہدانہ سرگرمیوں کے نتیجے میں مدینہ طیبہ کے لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے اور اہل ایمان کو امید کی شمع روشن ہونے کی ایک سبیل نظر آنے لگی، ان حالات میں عقیدہ توحید اور اس پر ثابت قدمی، شرک کی بے ثباتی اور اس کے تاریک اثرات، عقیدہ آخرت اور مابعد الموت کے احوال اور اقوام سابقہ کے احوال کا ذکر کر کے اہل ایمان سے آخرت کے عظیم اجر وثواب کا وعدہ فرمایا گیا، اور دور جاہلیت کی معاشرتی برائیوں، نظریاتی آلودگی اور اولاد واقرباء کے ساتھ روا رکھے جانے والے ظلم وستم سے روکا گیا، سورۂ کے اختتام پر مشرکانہ رسوم مثلاً نبیوں اور اولیاء کے نام منسوب کی گئی نذر ومنت، غیر اللہ کے نام پر جانوروں کی نذر ونیاز، اولاد کو بتوں کے نام پر قربان کرنا، اولاد کو افلاس وفقر کے خوف سے قتل کر ڈالنا وغیرہ کو خصوصیت کے ساتھ بیان کیا اور ان کے باطل ہونے کی وضاحت کی، اسی طرح معاشرتی زندگی مثلاً والدین کے ساتھ نیک سلوک، ناپ تول پورا کرنا، عدل وانصاف، ایفائے عہد، گفتگو میں عدل وانصاف اور ایمان کے اجر وثواب کی عظمت کا ذکر ہے، اس سورہ کا خصوصی درس یہ ہے۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ [۱]

ترجمہ: یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے، یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے رب نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم کج روی سے بچو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں اور نور کو بنایا پھر بھی کافر لوگ

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ

(غیر اللہ کو) اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں، وہ ایسا ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا پھر ایک وقت معین کیا

[۱] الانعام ۱۵۳

وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲ وَ هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ فِي الْاَرْضِ ؕ

اور دوسرا معین وقت خاص اللہ ہی کے نزدیک ہے پھر بھی تم شک رکھتے ہو، اور وہی ہے معبود برحق آسمانوں میں بھی اور زمین میں

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳ (الانعام ۱تا۳)

بھی، وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتا ہے، اور تم جو کچھ عمل کرتے ہو اس کو بھی جانتا ہے

عَن ابْن مَسْعُود قَالَ:قَالَ: نزلت سُورَة الْأَنْعَام يشيعها سَبْعُونَ ألفا من الْمَلَائِكَة

سورۂ الانعام کی فضیلت میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب سورۂ الانعام نازل ہوئی تو اسے الوداع کرنے کے لیے ستر ہزار فرشتے بھی نازل ہوئے تھے۔[1]

ہر طرح کی تعریف اللہ رب العزت کے لئے ہی ہے جس نے سات زمین اور سات تہ بہ تہ بلند و بالا بغیر ستونوں کے آسمان بنائے، جو اس کی قدرت کاملہ اور خلق و تدبیر میں اس کی انفرادیت پر دلالت کرتے ہیں، جس نے تمہاری معیشت کے لئے دن کی روشنی اور آرام وسکون کے لئے رات کی تاریکیاں پیدا کیں، جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی عبادت اور اخلاص کا مستحق ہے، مگر اس روشن دلیل اور واضح برہان کے باوجود جن لوگوں نے دعوت حق کی تکذیب کی ہے ایسی قدرتوں والے رب کی حمد وستائش کرنے کے بجائے اس کی مخلوق کو اس کا ہمسر ٹھہرا رہے ہیں، انہیں عبادت اور تعظیم میں اللہ تعالیٰ کے مساوی قرار دیتے ہیں، وہی ہے جس نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو سوکھی ہوئی مٹی کے کھنکتے ہوئے بدبودار گارے سے پیدا کیا پھر اس کی نسل کو دنیا میں پھیلا دیا، جیسے ایک مقام پر فرمایا

قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۴ [2]

ترجمہ:ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۷۹ [3]

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

تمہارے دنیا میں رہنے کے لئے زندگی کی ایک مدت مقرر کر دی جس میں تم اس دنیا سے فائدہ اٹھاتے ہو اور رسول بھیج کر تمہارا امتحان لیا جاتا ہے، جیسے فرمایا

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ ... ۝۲ [4]

ترجمہ:جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

[1] الدر المنثور ۳؍۲۴۳

[2] الملک ۲۴

[3] المومنون ۷۹

[4] الملک ۲

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ⑦ ⁽¹⁾

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سروسامان بھی زمین پر ہے اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تا کہ ان لوگوں کو آزمائیں ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

اور قیامت برپا ہونے کی بھی ایک مدت مقرر فرمائی جس میں تمام اگلے پچھلے انسان ازسرنو پیدا کیے جائیں گے اور اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے میدان محشر میں اللہ مالک یوم الدین کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، وہ گھڑی کب آئے گی اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، جیسے فرمایا

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ⑱⑦ ⁽²⁾

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب نازل ہوگی؟ کہو اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اسے اپنے وقت پر وہی ظاہر کرے گا آسمانوں اور زمین میں وہ بڑا سخت وقت ہوگا وہ تم پر اچانک آجائے گا، یہ لوگ اس کے متعلق تم سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ تم اس کی کھوج میں لگے ہوئے ہو کہو اس کا علم تو صرف اللہ کو ہے مگر اکثر لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ㊷ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا ㊸ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا ㊹ ⁽³⁾

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ گھڑی کب آکر ٹھیرے گی؟ تمہارا کیا کام کہ اس کا وقت بتاؤ اس کا علم تو اللہ پر ختم ہے۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ㉕ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ㉖ ⁽⁴⁾

ترجمہ: یہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ کہو اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے، میں تو بس صاف صاف خبردار کر دینے والا ہوں۔

مگر پھر بھی لوگ اللہ کے وعدو وعید اور قیامت کے دن جزاوسزا کے وقوع کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں، جیسے مشرکین کہتے تھے۔

...قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ㊽ ⁽⁵⁾

ترجمہ: کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں۔

يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ⑩ أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ⑪ ⁽⁶⁾

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کیا واقعی ہم پلٹا کر پھر واپس لائے جائیں گے؟ کیا جب ہم کھوکھلی بوسیدہ ہڈیاں بن چکے ہوں گے؟۔

---

(1) الکہف ۷
(2) الاعراف ۱۸۷
(3) النازعات ۴۲تا ۴۴
(4) الملک ۲۶،۲۵
(5) یٰسین ۷۸
(6) النازعات ۱۱،۱۰

اسی اللہ وحدہ لاشریک کی الوہیت آسمانوں اور زمین میں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق عرش پر مستوی ہے لیکن اپنے علم کے لحاظ سے ہر جگہ ہے اور کوئی چیز اس کے علم وخبر سے باہر نہیں ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا... ﴿٨٥﴾ [1]

ترجمہ: وہی ایک آسمان میں بھی خدا ہے اور زمین میں بھی خدا اور وہی حکیم وعلیم ہے، بہت بالا و برتر ہے وہ جس کے قبضے میں زمین اور آسمانوں اور ہر اس چیز کی بادشاہی ہے جو زمین وآسمان کے درمیان پائی جاتی ہے۔

جو تمہارے ظاہر و پوشیدہ اعمالوں، دلوں کے چھپے ہوئے بھید اور آنکھوں کی خیانت بھی جانتا ہے اور جو برائی یا بھلائی تم کماتے ہو اس سے خوب واقف ہے، اس لئے تم اس کی نافرمانی سے بچو اور ایسے اعمال بجالاؤ جو تمہیں اس کے قریب کر دیں اور تم اس کی رحمت کے مستحق بن جاؤ اور ہر ایسے عمل سے بچو جو تمہیں اس کی رحمت سے دور کر دیں۔

وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٤﴾

اور ان کے پاس کوئی نشانی بھی ان کے رب کی نشانیوں میں سے نہیں آتی مگر وہ اس سے اعراض ہی کرتے ہیں،

فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ

انہوں نے اس سچی کتاب کو بھی جھٹلایا جب کہ وہ ان کے پاس پہنچی، سو جلد ہی ان کو خبر مل جائے گی اس چیز کی جس کے ساتھ

يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٥﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ

یہ لوگ استہزا کیا کرتے تھے، کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کو ہم نے

مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا

دنیا میں ایسی قوت دی تھی کہ تم کو وہ قوت نہیں دی اور ہم نے ان پر خوب بارشیں برسائیں

وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ

اور ہم نے ان کے نیچے سے نہریں جاری کیں، پھر ہم نے ان کو گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا

وَأَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿٦﴾ (الانعام ۴ تا ۶)

اور ان کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا۔

[1] الزخرف ۸۵،۸۴

کفار کو نافرمانی پر سخت انتباہ:

لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور انبیائے کرام کی صداقت کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں جو ان کے سامنے آئی ہو مگر حق پر قطعی دلیل ہونے کے باوجود انہوں نے اس پر تدبر کرنے کے بجائے اس سے اعراض نہ کیا ہو، چنانچہ اب جو حق ان کے پاس آیا تو اس پر اللہ کی رحمت کا شکر بجالانے اور اس کی پیروی کرنے کے بجائے اسے بھی انہوں نے جھٹلا دیا، ان کی یہ خطرناک روش انہیں ایک دن ذلیل و رسوا کر دے گی، یہ یوں نہ سمجھیں کہ ہم انہیں چھوڑ دیں گے، نہیں بلکہ جس چیز کا وہ اب تک مذاق اڑاتے رہے ہیں بہت جلد اس اعراض اور تکذیب کا وبال انہیں پہنچے گا اس وقت انہیں احساس ہو جائے گا کہ کاش! ہم رسول اللہ ﷺ اور اس پر منزل کتاب برحق کی تکذیب اور اس کا استہزا نہ کرتے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

﴿إِذَآ أُلْقُوا۟ فِيهَا سَمِعُوا۟ لَهَا شَهِيقًا وَهِىَ تَفُورُ ۝٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ ٱلْغَيْظِ ۖ كُلَّمَآ أُلْقِىَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝٨ قَالُوا۟ بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ ٱللَّهُ مِن شَىْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِى ضَلَـٰلٍ كَبِيرٍ ۝٩ وَقَالُوا۟ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِىٓ أَصْحَـٰبِ ٱلسَّعِيرِ ۝١٠ فَٱعْتَرَفُوا۟ بِذَنۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَـٰبِ ٱلسَّعِيرِ ۝١١﴾ (1)

ترجمہ: جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دھاڑنے کی ہولناک آوازیں سنیں گے اور وہ جوش کھا رہی ہو گی، شدت غضب سے پھٹی جاتی ہو گی، ہر بار جب کوئی انبوہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا وہ جواب دیں گے ہاں، خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو اور وہ کہیں گے کاش ہم سنتے اور سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں نہ شامل ہوتے، اس طرح وہ اپنے قصور کا خود اعتراف کر لیں گے لعنت ہے ان دوزخیوں پر۔

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ ٱلظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَـٰلَيْتَنِى ٱتَّخَذْتُ مَعَ ٱلرَّسُولِ سَبِيلًا ۝٢٧ يَـٰوَيْلَتَىٰ لَيْتَنِى لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝٢٨ لَّقَدْ أَضَلَّنِى عَنِ ٱلذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِى ۗ وَكَانَ ٱلشَّيْطَـٰنُ لِلْإِنسَـٰنِ خَذُولًا ۝٢٩﴾ (2)

ترجمہ: ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا ہائے میری کم بختی، کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا اس کے بہکائے میں آکر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی، شیطان انسان کے حق میں بڑا ہی بے وفا نکلا۔

کیا ان لوگوں کو ان قوموں کے حالات کی خبر نہیں پہنچی جن کو سرکشی و نافرمانی کے سبب ہم ہلاک کر چکے ہیں، جن کے لاؤ لشکر، جاہ و عزت اور غرور و تمکنت ان سے زیادہ تھیں، خوش حالی اور وسائل رزق کی فراوانی میں بھی ان سے بہت بڑھ کر تھیں، اور ہم نے ان کو زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو انہیں نہیں بخشا ہے، ان پر ہم نے آسمان سے خوب بارشیں برسائیں اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں جس سے زمین خوب پیداوار دیتی اور انواع واقسام کے باغات پھلوں سے لد جاتے، مگر جب انہوں نے کفران نعمت کیا اور ہماری نشانیوں کی حقارت کرنے لگے

(1) الملک ۷تا۱۱

(2) الفرقان ۲۷تا۲۹

تو ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا اور لوگوں میں ان کے افسانے ہی رہ گئے اور ان کی جگہ دوسرے دور کی قوموں کو اٹھایا تاکہ انہیں بھی پچھلی قوموں کی طرح آزمائیں۔

وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اور اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے پھر اس کو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تب بھی یہ کافر لوگ

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ وَ قَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ

یہی کہتے کہ یہ کچھ بھی نہیں مگر صریح جادو ہے، اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا

وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿٨﴾ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ

اور اگر ہم فرشتہ بھی بھیج دیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا، پھر ان کو ذرا مہلت نہ دی جاتی، اور اگر ہم اس کو فرشتہ تجویز کرتے

رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿٩﴾ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

تو ہم اس کو آدمی ہی بناتے، اور ہمارے اس فعل سے پھر ان پر وہی اشکال ہوتا جو اب اشکال کر رہے ہیں، اور واقع آپ سے پہلے

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾

جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی استہزا کیا گیا ہے، پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا ان کو اس عذاب نے آ گھیرا

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ (الانعام ۷ تا ۱۱)

جس کا تمسخر اڑاتے تھے، آپ فرما دیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنے والے کا کیا انجام ہوا۔

انسانوں میں سے ہی رسول، اللہ کا عظیم احسان ہے:

اے پیغمبر! اگر ہم تمہارے اوپر کوئی کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب بھی اتار دیتے اور یہ لوگ اسے آسمان سے اترتی ہوئی اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اپنے ہاتھوں سے چھو کر بھی دیکھ لیتے، یعنی انہیں یقین آ جاتا مگر اتنے واضح نوشتہ الٰہی کے باوجود ان کا کفر نہ ٹوٹتا اور اسے ایک ساحرانہ شعبدہ قرار دے دیں گے، جیسے خالق الارض وسماوات نے فرمایا

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿١٤﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿١٥﴾ [1]

ترجمہ: اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیتے اور وہ دن دہاڑے اس میں چڑھنے بھی لگتے تب بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری آنکھوں کو دھوکہ ہو رہا ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

[1] الحجر ۱۵، ۱۴

ایک مقام پر فرمایا کہ یہ عذاب الٰہی کو دیکھ کر بھی اس کی کوئی نہ کوئی توجیہ کر لیں گے کہ جس میں مشیت الٰہی کا کوئی دخل تسلیم کرنا نہ پڑے، حالانکہ اس عظیم الشان کائنات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ کی مشیت اور حکمت سے ہی ہوتا ہے۔

وَاِنۡ يَّرَوۡا كِسۡفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوۡلُوۡا سَحَابٌ مَّرۡكُوۡمٌ ﴿۴۴﴾ (۱)

ترجمہ: یہ لوگ آسمان کے ٹکڑے بھی گرتے ہوئے دیکھ لیں تو کہیں گے یہ بادل ہیں جو امڈے چلے آرہے ہیں۔

مشرکین کے اعتراض کا پہلا جواب واضح فرمایا کہ اگر ہم کفار کے مطالبے پر کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے یا اس رسول کی صداقت کی تصدیق کے لئے کوئی فرشتہ نازل کر دیتے جو اس کام میں اس کی معاونت کرتا اور پھر وہ اس پر ایمان نہ لاتے تو انہیں کچھ مہلت دیے بغیر فوری طور پر ہلاک کر دیا جاتا، جیسے فرمایا

مَا نُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالۡحَـقِّ وَمَا كَانُوۡۤا اِذًا مُّنۡظَرِيۡنَ ﴿۸﴾ (۲)

ترجمہ: ہم فرشتوں کو یوں ہی نہیں اتار دیا کرتے وہ جب اترتے ہیں تو حق کے ساتھ اترتے ہیں اور پھر لوگوں کو مہلت نہیں دی جاتی۔

ایک اور مقام پر فرمایا

يَوۡمَ يَرَوۡنَ الۡمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشۡرٰى يَوۡمَئِذٍ لِّلۡمُجۡرِمِيۡنَ وَيَقُوۡلُوۡنَ حِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا ﴿۲۲﴾ (۳)

ترجمہ: جس روز یہ فرشتوں کو دیکھیں گے وہ مجرموں کے لیے کسی بشارت کا دن نہ ہوگا چیخ اٹھیں گے کہ پناہ بخدا۔

اور اگر ہم نوری مخلوق فرشتے کو رسول بنا کر بھیجنے کا فیصلہ کرتے تو لامحالہ اسے انسانی شکل وصورت ہی میں اتارتے تاکہ انسان انہیں دیکھ سکیں اور ان سے خوف زدہ ہونے کے بجائے قریب ومانوس ہوجائیں،

عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا} يَقُولُ:مَا آتَاهُمْ إِلَّا فِي صُورَةِ رَجُلٍ، لِأَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ النَّظَرَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ

ضحاک رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اگر انسانوں کے پاس کوئی فرشتہ پیغمبر بن کر آتا تو وہ بھی یقیناً انسانی صورت ہی میں آتا کیونکہ انسان فرشتوں کو ان کی اصل نورانی شکل میں نہیں دیکھ سکتے۔ (۴)

لیکن یہ کفار پھر یہی اعتراض اور شبہ پیش کرتے کہ یہ تو انسان ہی ہے، جو اس وقت بھی وہ رسول کی بشریت کے حوالے سے پیش کر رہے ہیں تو پھر فرشتے کے بھیجنے کا بھی کیا فائدہ؟ اور اگر زمین میں فرشتے بستے ہوتے تو ہم یقیناً فرشتوں کو ہی پیغمبر بنا کر بھیجتے۔

(۱) الطور ۴۴

(۲) الحجر ۸

(۳) الفرقان ۲۲

(۴) تفسیر طبری ۲۶۸/۱۱

قُلۡ لَّوۡ كَانَ فِي الۡاَرۡضِ مَلٰٓـئِكَةٌ يَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّيۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَـكًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۵﴾ (۱)

ترجمہ: ان سے کہو اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چل پھر رہے ہوتے تو ہم ضرور آسمان سے کسی فرشتے ہی کو ان کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجتے۔

اس لئے یہ اللہ کا عظیم احسان ہے کہ اس نے انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا، جیسے فرمایا

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱۶۴﴾ (۲)

ترجمہ: درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کو تسلی وتشفی فرمائی کہ آپ ان کفار کی باتوں سے دل گرفتہ نہ ہوں، آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا اسی طرح مذاق اڑایا جا چکا ہے حالانکہ وہ واضح دلائل کے ساتھ اپنی امتوں کے پاس آئے مگر انہوں نے جھٹلایا اور ان کی تعلیمات کے ساتھ استہزا کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈھیل دی مگر وہ اپنی روش پر قائم رہے تو بالآخر ایک وقت مقررہ پر دعوت حق، روز آخرت کی تکذیب اور رسولوں کا استہزا کرنے والوں کو اللہ نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا، اسی طرح جو لوگ آپ کا مذاق اڑاتے ہیں اگر انہوں نے اپنی روش نہ بدلی تو ایک روز وہ بھی نیست ونابود کر دیے جائیں گے، ان سے کہو اگر تمہیں اس بارے میں کوئی شک وشبہ ہے تو زمین میں چل پھر کر تباہ شدہ اقوام کے آثار وکھنڈرات کو دیکھو کہ دعوت حق، روز آخرت اور اس کے رسولوں کو جھٹلانے والوں کا کیا عبرت ناک انجام ہوا ہے۔

قُلۡ لِّمَنۡ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ قُلۡ لِّلّٰهِ ؕ

آپ کہیے کہ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں موجود ہے یہ سب کس کی ملکیت ہے، آپ کہہ دیجیے سب اللہ ہی کی ملکیت ہے،

كَتَبَ عَلٰى نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ ؕ لَيَجۡمَعَنَّكُمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ

اللہ نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرما لیا ہے، تم کو اللہ قیامت کے روز جمع کرے گا اس میں کوئی شک نہیں،

اَلَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۲﴾ (الانعام ۱۲)

جن لوگوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈالا ہے اور وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے:

مشرکین اپنے مشرکانہ عقائد کے باوجود یہ تسلیم کرتے تھے کہ زمین وآسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب اللہ وحدہ لاشریک ہی کی تخلیق اور

---

(۱) بنی اسرائیل ۹۵

(۲) آل عمران ۱۶۴

ملکیت ہے، چنانچہ اس طرف انہیں متوجہ کرتے ہوئے فرمایا اے محمد ﷺ! ان دعوت حق کے جھٹلانے والوں سے پوچھو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا تخلیق کردہ، کس کی ملکیت اور ان میں کون تصرف کرنے والا ہے؟ اگر وہ لاجواب ہو کر جواب دینے کی جرات نہ کریں تو کہو اس عظیم الشان کائنات کی چھوٹی بڑی ہر چیز اللہ وحدہ لاشریک ہی کی تخلیق کردہ، اس کی ملکیت اور وہی اس میں تصرف کرنے والا ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ جب اس نے مخلوق کو پیدا کیا تو اسی وقت سے اس نے رحم و کرم کا شیوہ اپنے نفس مقدس پر لازم کرلیا ہے اسی لئے وہ نافرمانیوں اور سرکشیوں پر تمہیں جلدی نہیں پکڑتا، مگر یہ بے پایاں رحمت روز قیامت صرف اہل ایمان کے لئے ہوگی، جبکہ کافروں پر اللہ سخت غضب ناک ہو گا جیسے فرمایا

...وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ [۱] ﴿۱۵۶﴾

ترجمہ: مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے اور اسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو نافرمانی سے پرہیز کریں گے، زکوۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى العَرْشِ، إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں اسے لکھا اس نے اپنی ذات کے متعلق بھی لکھا اور یہ اب بھی عرش پر لکھا ہوا موجود ہے یقیناً میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ [۲]

ایک مقررہ دن قیامت قائم ہوگی اور وہ اپنے بندوں کو اعمال کی جزا کے لیے اس دن ضرور جمع کرے گا۔

لَمَجْمُوْعُوْنَ ڏ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ [۳] ﴿۵۰﴾

ترجمہ: ایک دن ضرور جمع کیے جانے والے ہیں جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے۔

اور یہ بالکل ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے مگر جن لوگوں نے دلائل و براہین کو ٹھکرا کر خود اپنے آپ کو تباہی کے خطرے میں مبتلا کرلیا ہے وہ حیات بعد الموت، اس دن کی ہولناکی اور روز جزا پر ایمان نہیں لاتے۔

وَ لَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ۭ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ

اور اللہ ہی کی ملک ہیں وہ سب کچھ جو رات میں اور دن میں رہتی ہیں اور وہی بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے، آپ کہیے کہ

---

[۱] الاعراف۱۵۶

[۲] صحیح بخاری کتاب التوحیدبَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ۷۴۰۴ ، وکتاب بدء الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ۳۱۹۴ ، صحیح مسلم کتاب التوبة بَابٌ فِي سِعَةِ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى وَأَنَّهَا سَبَقَتْ غَضَبَهُ۶۹۶۹

[۳] الواقعة۵۰

اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ يُطْعِمُ

کیااللہ کے سواجو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، جو کہ کھانے کو دیتا ہے اور اس کو کوئی کھانے کو نہیں دیتا،

وَ لَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ

اور کسی کو معبود قرار دوں، آپ فرما دیجئے کہ مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں اور تو مشرکین میں

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

سے ہرگز نہ ہونا، آپ کہہ دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں،

مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ

جس شخص سے اس روز وہ عذاب ہٹا دیا جائے تو اس پر اللہ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے، اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی

بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى

تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں، اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ

پوری قدرت رکھنے والا ہے ، اور وہی اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے برتر ہے،

وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾ (الانعام ۱۴تا۱۸)

اور وہی بڑی حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔

رات کے اندھیرے اور دن کے اجالے میں جو کچھ ٹھہرا ہوا ہے سب اللہ رب العزت کا ہی ہے اور وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے، جب ہر چیز کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر ان سے عقل کے تقاضے کے تحت ہی دوسرا سوال یوں کریں کہ کیا میں اللہ کو چھوڑ کر ان عاجز مخلوقات میں سے کسی کو اپنا معبود بنا لوں۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ [1]

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) ان سے کہو پھر کیا اے جاہلو، تم اللہ (وحدہ لاشریک) کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لیے مجھ سے کہتے ہو؟۔

جو زمین و آسمان کا خالق و مالک اور متصرف ہے اور یہی نہیں کہ وہ مالک ہے بلکہ اس کی عظمت و جلالت تو یوں ظاہر ہو رہی ہے کہ وہ اپنی بحر و بر کی چھوٹی بڑی انگنت مخلوقات کو روزی بہم پہنچاتا ہے، جیسے فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ

[1] الزمر ۶۴

هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ [1]

ترجمہ: میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں، میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں، اللہ تو خود ہی رزاق ہے، بڑی قوت والا اور زبردست۔

کائنات کی تمام مخلوقات اس کی محتاج ہیں اور وہ سب سے بے نیاز ہے، جبکہ تمہارے خود ساختہ معبود کسی کو رزق نہیں دے سکتے بلکہ رزق پانے کے محتاج ہیں، کیا عقل و نقل کے اعتبار سے یہ بات صحیح ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر ان غلام اور مملوک ہستیوں کی عبادت کی جائے جو نہ کچھ تخلیق کر سکتی ہیں، نہ کسی کو نفع و نقصان پر قادر ہیں، نہ کسی کو رزق ہی مہیا کر سکتے ہیں بلکہ خود محتاج ہیں اور جو نہ زندگی اور موت پر قادر ہیں بلکہ انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے، جیسے فرمایا

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ [2]

ترجمہ: لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں، نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَعَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَهْلِ قُبَاءٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا طَعِمَ وَغَسَلَ يَدَهُ، أَوْ يَدَيْهِ عَلَيْنَا قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ، مَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَأَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ أَبْلَانَا، الْحَمْدُ لِلَّهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ، وَلَا مُكَافَئٍ وَلَا مَكْفُورٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ مِنَ الطَّعَامِ، وَسَقَى مِنَ الشَّرَابِ، وَكَسَا مِنَ الْعُرْيِ، وَهَدَى مِنَ الضَّلَالَةِ، وَبَصَّرَ مِنَ الْعَمَى، وَفَضَّلَ عَلَى كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِهِ تَفْضِيلًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اہل قبا میں سے ایک انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی تو ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمالیا اور ہاتھ دھو لیے تو یہ دعا فرمائی، سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جو اپنے بندوں کو کھلاتا ہے مگر خود نہیں کھاتا، اس نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں ہدایت سے نوازا اور کھلایا پلایا اور ہر اچھی نعمت سے سرفراز فرمایا، سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس کو کبھی خیر باد نہیں کہا جا سکتا نہ اس کا بدلہ دیا جا سکتا ہے نہ ناشکری کی جا سکتی ہے اور نہ بے نیازی اختیار کی جا سکتی ہے، سب تعریف اس اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور زیب تن کرنے کے لیے لباس عطا فرمایا اور ہمیں (گمراہی سے محفوظ فرما کر) ہدایت سے نوازا اور ہمیں (کفر کے) اندھے پن سے (محفوظ فرما کر ایمان کی) بینائی سے نوازا اور اپنی بہت سے مخلوق کے مقابلے میں ہمیں شرف و فضل سے سرفراز فرمایا، ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کی ذات گرامی کے لیے ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔ [3]

---

[1] الذاریات ۵۶ تا ۵۸

[2] الفرقان ۳

[3] السنن الکبری للنسائی ۱۰۰۶۰، مستدرک حاکم ۲۰۰۳، شعب الایمان للبیھقی ۴۰۶۷

کہو مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی اطاعت کے ساتھ اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں کیونکہ میں ہی سب سے زیادہ اس بات کا مستحق ہوں کہ اپنے رب کے احکام کی اطاعت کروں، اور تاکید کی گئی ہے کہ کوئی شرک کرتا ہے تو کرے وہ اس کا خمیازہ خود بھگتے گا مگر تو ہر گز ہر گز مشرکوں کے اعتقادات، ان کی مجالس اور ان کے اجتماع میں شامل نہ ہو، اور یہ بھی اعلان کر دو کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں اور اپنے معبود حقیقی کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا معبود بنالوں تو روز قیامت میں اللہ کے دردناک عذاب سے بچ نہیں سکتا، اس خوفناک، ہولناک دن میں جو سزا سے بچ گیا اس پر اللہ نے بڑا ہی رحم کیا اور یہی نمایاں کامیابی ہے، جیسے فرمایا

...فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ...[1]

ترجمہ: کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور انسان کے عجز و درماندگی کے اظہار کے لئے یوں ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کسی چھوٹی بڑی ہستی میں کوئی دم خم نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو کوئی روک نہیں سکتا، وہ ہر چیز پر قادر ہے، یعنی نفع و ضرر کا مالک، اس عظیم الشان کائنات میں ہر طرح کا تصرف کرنے والا صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے اور اس کے حکم و قضا کو کوئی رد کرنے والا نہیں ہے، جیسے فرمایا

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲[2]

ترجمہ: اللہ جس رحمت کا دروازہ بھی لوگوں کے لئے کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے اسے اللہ کے بعد پھر کوئی دوسرا کھولنے والا نہیں، وہ زبردست اور حکیم ہے۔

عَنْ وَرَّادٍ، كَاتِبِ المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: أَمْلَى عَلَيَّ المُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فِي كِتَابٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ مَكْتُوبَةٍ:لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ، وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الجَدِّ مِنْكَ الجَدُّ

مغیرہ بن شعبہ کے کاتب وراد سے مروی ہے مغیرہ بن شعبہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں لکھوایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ، وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الجَدِّ مِنْكَ الجَدُّ

”اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اس کی ہے اور تمام تعریف اسی کے لئے ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے میرے رب! جس کو تو دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی صاحب حیثیت کو اس

---

[1] آل عمران ۱۸۵

[2] فاطر ۲

کی حیثیت تیرے مقابلے میں نفع نہیں پہنچا سکتی۔''[1]

وہ اپنے بندوں پر کامل اختیارات رکھتا ہے اور تمام گردنیں اس کے سامنے جھکی ہوئی ہیں، تمام کائنات اس کی مطیع ہے وہ اپنے ہر کام میں حکیم ہے اور ہر چیز سے باخبر ہے، اسے معلوم ہے کہ اس کے احسان وعطا کا کون مستحق ہے اور کون غیر مستحق۔

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ۚ

آپ کہیے کہ سب سے بڑی چیز گواہی دینے کے لیے کون ہے، آپ کہیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے

وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ

اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو

وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ

ڈراؤں، کیا تم سچ مچ یہی گواہی دو گے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا،

قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۱۹ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

آپ فرما دیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے، اور بیشک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں، جن لوگوں کو ہم نے

الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا

کتاب دی ہے وہ لوگ رسول کو پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، جن لوگوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں

اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۲۰ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

میں ڈالا ہے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے، اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھے

اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۱ (الانعام ۱۹ تا ۲۱)

یا اللہ کی آیات کو جھوٹا بتلائے ایسے بے انصافوں کو کامیابی نہ ہوگی۔

اے نبی ﷺ کہو! مالک الارض وسماوات ہی اپنی وحدانیت اور ربوبیت کا سب سے بڑا گواہ ہے اس سے بڑھ کر کوئی گواہ نہیں ہو سکتا اور وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے کہ میں اس کی طرف سے مامور ہوں اور جو کچھ بھی کہہ رہا ہوں اسی کے حکم سے کہہ رہا ہوں، جیسے فرمایا

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝۴۴ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝۴۵ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝۴۶ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ

[1] صحیح بخاری کتاب الاعتصام والقدر والدعوات، کتاب الاذان بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ۸۴۴، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ والمساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۳۸، سنن ابوداودکتاب الْوِتْرِ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ ۱۵۰۵، سنن نسائی كِتَابُ السَّهْوِ باب نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الْقَوْلِ عِنْدَ انْقِضَاءِ الصَّلَاةِ ۱۳۴۱

أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿٤٧﴾ [١]

ترجمہ:اور اگر اس (نبی ﷺ) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔

اور اللہ نے یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا ہے تا کہ تمہیں اور قیامت تک جس جس کو یہ پہنچے سب کو اللہ کے دردناک عذاب سے متنبہ کردوں، جیسے فرمایا

...وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ... ﴿١٧﴾ [٢]

ترجمہ: اور انسانی گروہوں میں سے جو کوئی اس کا انکار کرے تو اس کے لئے جس جگہ کا وعدہ ہے وہ دوزخ ہے۔

عَنِ الرَّبِيعِ {وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ} فَحَقٌّ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْعُوَ كَالَّذِي دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْ يُنْذِرَ كَالَّذِي أَنْذَرَ

ربیع بن انس آیت کریمہ ''اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تا کہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرے تو اس پر فرض ہے کہ وہ بھی اسی طرح دین کی دعوت دے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے دین کی دعوت دی تھی اور ہر اس چیز سے لوگوں کو ڈرائے جس سے رسول اللہ ﷺ نے ڈرایا تھا۔ [٣]

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَوْلَهُ: مَنْ بَلَغَهُ الْقُرْآنُ فَكَأَنَّمَا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَرَأَ: {وَمَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ} [٤]

محمد بن کعب کا قول ہے جسے قرآن پہنچ گیا اس نے گویا خود رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا، یعنی رسول اللہ ﷺ نے اسے اللہ کا دین پیش کر دیا پھر انہوں نے اس آیت کی قرات کی ''کیا تم سچ مچ یہی گواہی دو گے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں۔'' [٥]

عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ: {لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ} إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَلِّغُوا عَنِ اللَّهِ، فَمَنْ بَلَغَتْهُ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَقَدْ بَلَغه أَمْرُ اللَّهِ

اور قتادہ رضی اللہ عنہ کا آیت ''تا کہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔'' کے بارے میں کا قول ہے اللہ کا پیغام اس کے بندوں کو پہنچاؤ جسے ایک آیت قرآنی پہنچ گئی اسے اللہ کا امر پہنچ گیا۔ [٦]

[١] الحاقة ٤٤تا٤٧
[٢] هود ١٧
[٣] تفسیر ابن ابی حاتم ٧ر١٢٧٤
[٤] الأنعام: ١٩
[٥] ابن ابی حاتم ١٢٦٥ ٧، تفسیر طبری ١١ر٢٩١، تفسیر القرطبی ٦ر٣٩٩، تفسیر البغوی ٢ر١١٦، تفسیر ابن کثیر ٣ر٢٤٥
[٦] تفسیر ابن کثیر ٣ر٢٤٥، تفسیر طبری ١١ر٢٩٠، تفسیر ابن ابی حاتم ١٢٦٧

تم لوگ اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھیراتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی ایسی سند ہے جس کی بنا پر تم لوگ یقین سے یہ شہادت دے سکو کہ اس جہان ہست وبود میں اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ بھی ہیں جو بندگی و پرستش کے مستحق ہوں؟ کہو اگر تم بغیر علم کے جھوٹی شہادت دینا چاہتے ہو تو دے دو میں تو اس کی شہادت ہرگز نہیں دے سکتا، جیسے فرمایا

...فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ... ۱۵۰ [1]

ترجمہ: پھر اگر وہ شہادت دے دیں تو تم ان کے ساتھ شہادت نہ دینا۔

کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تو وہی ایک ہے جو اس کائنات کا مالک، رازق اور متصرف ہے اور اس کے سوا کوئی عبودیت اور الوہیت کا مستحق نہیں، تم جن بتوں اور دیگر ہستیوں کو اللہ کا شریک ٹھیراتے ہو اور وہ تمام چیزیں جن کو اللہ کا شریک بنایا جاتا ہے میں ان سے برات کا اظہار کرتا ہوں، یہود ونصاریٰ اس کتاب کا منزل من اللہ ہونا اور اس پیغمبر کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح انسان اپنی اولاد کو بغیر شک وشبہ کے پہچانتا ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی شایان شان صفات، آپ کی بشارتیں، آپ کی ہجرت اور آپ کی امت کی صفات ان کی کتابوں میں بیان کی گئی تھیں اور ان بشارتوں کی وجہ سے وہ آخری نبی کے منتظر بھی تھے مگر جنہوں نے علم رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو خود خسارے میں ڈال دیا ہے وہ اس پر ایمان نہیں لاتے، اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو یہ دعویٰ کرے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ دوسری بہت سی ہستیاں بھی اس کی خدائی میں شریک اور اللہ کی صفات سے متصف ہیں اور اس بات کی مستحق ہیں کہ انسان ان کے آگے عبدیت کا رویہ اختیار کرے، اسی طرح کوئی یہ دعویٰ کرے کہ فلاں فلاں ہستیوں کو اللہ نے اپنا مقرب خاص قرار دیا ہے اور اسی نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کی پرستش کی جائے، یقیناً ایسے ظالم کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔

وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ

وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام خلائق کو جمع کریں گے، پھر ہم مشرکین سے کہیں گے کہ تمہارے وہ

كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۲۲ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ

شرکا جن کے معبود ہونے کا تم دعویٰ کرتے تھے کہاں گئے؟ پھر ان کے شرک کا انجام اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہو گا

قَالُوا وَ اللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۲۳ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا

کہ وہ یوں کہیں گے کہ قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے، ذرا دیکھو تو انہوں نے کس طرح جھوٹ بولا

عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۲۴ (الانعام ۲۲ تا ۲۴)

اپنی جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہو گئے۔

[1] الانعام ۱۵۰

روز قیامت مشرکوں کا حشر:

جس روز ہم سب خلائق کو اعمال کی جوابدہی کے لئے ان کی قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے اکٹھا کریں گے اور ان لوگوں سے جو اللہ کے شریک ٹھیراتے اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے پرستش کرتے تھے انہیں شرمندہ کرنے کے لئے پوچھیں گے کہ اب وہ تمہارے ٹھیرائے ہوئے شریک کہاں ہیں جن کو تم دنیا میں اپنا الٰہ سمجھتے تھے، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ (1)

ترجمہ: اور (بھول نہ جائیں لوگ) اس دن کو جب وہ ان کو پکارے گا اور پوچھے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کا تم گمان رکھتے تھے۔

تو وہ معذرت پیش کر کے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے کہ اے ہمارے آقا! تیری قسم ہم تو تمہیں اپنا رب سمجھتے تھے، صرف تیری ہی عبادت کرتے تھے اور کسی کو تیرے ساتھ شریک نہیں کرتے تھے، دیکھو اس وقت یہ کس طرح اپنے اوپر آپ جھوٹ گھڑیں گے، مگر وہاں اس کذب صریح کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ان کے سارے بناوٹی معبود جنہیں وہ اللہ کی الوہیت میں شریک گردانتے تھے گم ہوجائیں گے، جیسے فرمایا

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾ (2)

ترجمہ: پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ اب کہاں ہیں اللہ کے سوا وہ دوسرے خدا جن کو تم شریک کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کھوئے گئے وہ ہم سے، بلکہ ہم اس سے پہلے کسی چیز کو نہ پکارتے تھے، اس طرح اللہ کافروں کا گمراہ ہونا متحقق کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس افترا پردازی سے بالا و بلند تر ہے۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ

اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردہ ڈال رکھا ہے اس سے کہ وہ

وَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ

اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر وہ لوگ تمام دلائل کو دیکھ لیں تو بھی ان پر کبھی ایمان نہ لائیں،

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

یہاں تک کہ جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں، یہ لوگ جو کافر ہیں یوں کہتے ہیں

(1) القصص ۶۲

(2) المومن ۷۴،۷۳

اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۲۵﴾ وَ هُمۡ یَنۡهَوۡنَ عَنۡهُ وَ یَنۡـَٔوۡنَ عَنۡهُ ۚ

کہ یہ تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آ رہی ہیں، اور یہ لوگ اس سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں

وَ اِنۡ یُّهۡلِكُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲۶﴾ (الانعام ۲۶،۲۵)

اور خود بھی اس سے دور دور رہتے ہیں، اور یہ لوگ اپنے ہی کو تباہ کر رہے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے۔

ان میں سے بعض مشرکین ایسے ہیں جو بسا اوقات آپ کے پاس آ کر قرآن مجید کو غور سے سنتے ہیں مگر ان کے کفر، ہٹ دھرمی اور تعصب کے فطری نتیجہ میں ہم نے ان کے دلوں پر پردے اور کانوں میں ڈاٹ لگا رکھی ہیں جن کی وجہ سے ان کے دل اللہ کے کلام کو سمجھنے سے قاصر اور کان حق وصداقت کو سننے سے عاجز ہیں، اس طرح وہ اس کلام سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے، جیسے فرمایا

وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ ۖ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا یَفۡقَهُوۡنَ بِهَا ۫ وَلَهُمۡ اَعۡیُنٌ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ بِهَا ۫ وَلَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا یَسۡمَعُوۡنَ بِهَا ؕ اُولٰٓىِٕكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾ [1]

ترجمہ: اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لئے پیدا کیا ہے، ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں، وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔

ایک مقام پر ان کی مثال ان چوپائے جانوروں سے دی گئی ہے جو اپنے چرواہے کی آواز تو سنتے ہیں مگر اس کا مطلب نہیں سمجھتے، جیسے فرمایا

وَمَثَلُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا كَمَثَلِ الَّذِیۡ یَنۡعِقُ بِمَا لَا یَسۡمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۷۱﴾ [2]

ترجمہ: یہ لوگ جنہوں نے خدا کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے سے انکار کر دیا ہے، ان کی حالت بالکل ایسی ہے جیسے چرواہا جانوروں کو پکارتا ہے اور وہ ہانک پکار کی صدا کے سوا کچھ نہیں سنتے، یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں اس لیے کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

اب وہ گمراہی کی ایسی دلدل میں پھنس گئے ہیں کہ بڑے سے بڑا معجزہ بھی دیکھ لیں تب بھی ایمان لانے کی توفیق سے محروم رہیں گے، اور ان کا بغض وعناد اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں اور اس قرآن کریم کو ایک بے سند قصہ پارینہ کے سوا کچھ نہیں سمجھتے، وہ آپ کو برحق جانتے ہیں مگر اتباع حق نہیں کرتے ہیں اور اس کے ساتھ عام لوگوں کو بھی اپنے طرز عمل اور مختلف تاویلات سے قبول حق سے روکتے ہیں،

عَنْ عَلِيِّ بِنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: وَهُمۡ یَنۡهَوۡنَ عَنۡهُ وَیَنۡـَٔوۡنَ عَنۡهُ} يَعْنِي: يَنْهَوْنَ النَّاسَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنْ يُؤْمِنُوا بِهِ

علی بن ابو طلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ''اور یہ لوگ اس سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے

[1] الاعراف ۱۷۹

[2] البقرۃ ۱۷۱

ہیں۔'' کے معنی یہ ہیں کہ یہ لوگوں کو محمد ﷺ پر ایمان لانے سے روکتے ہیں۔ [1]

عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ: {وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ} قَالَ: يَتَخَلَّفُونَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجِيبُونَهُ، وَيَنْهَوْنَ النَّاسَ عَنْهُ

محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ آیت ''اور یہ لوگ اس سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کفار قریش نہ تو خود نبی کریم ﷺ کے پاس آتے تھے اور نہ لوگوں کو آنے دیتے تھے بلکہ انہیں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے منع کرتے تھے۔ [2]

اس طرح وہ سمجھتے ہیں کہ اس حرکت سے وہ تمہارا کچھ بگاڑ رہے ہیں حالانکہ وہ خود ہی بےشعوری طور پر اپنی ہی تباہی کا سامان کر رہے ہیں۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ

اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب دوزخ کے پاس کھڑے کئے جائیں تو کہیں گے ہائے کیا اچھی بات ہو کہ ہم پھر واپس بھیج دیئے جائیں

وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَ نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ

اور اگر ایسا ہو جائے تو ہم اپنے رب کی آیات کو جھوٹا نہ بتلائیں اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں، بلکہ جس چیز کو اس سے

مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ

قبل چھپایا کرتے تھے وہ ان کے سامنے آ گئی ہے اور اگر یہ لوگ پھر واپس بھیج دیئے جائیں تب بھی یہ وہی کام کریں گے

وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ قَالُوْۤا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَ مَا نَحْنُ

جس سے ان کو منع کیا گیا تھا، اور یقیناً یہ بالکل جھوٹے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ صرف یہی دنیاوی زندگی ہماری زندگی ہے اور ہم زندہ

بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا

نہ کئے جائیں گے، اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے اللہ فرمائے گا کیا یہ

بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾

(الانعام ۲۷ تا ۳۰)

امر واقعی نہیں ہے؟ وہ کہیں گے بیشک قسم اپنے رب کی! اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اب اپنے کفر کے عوض عذاب چکھو۔

---

[1] تفسیر طبری ۱۱/۳۱۱، تفسیر ابن ابی حاتم ۴/۱۲۷۷

[2] تفسیر طبری ۱۱/۳۱۱

کفار کاواویلا مگر سب بے سود:

اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز مشرکین کے حال اور جہنم کے سامنے ان کو کھڑے کئے جانے کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کاش! تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے جب کفار و مشرکین دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے، تو آپ بہت ہولناک منظر اور ان کا بہت برا حال دیکھتے، نیز آپ یہ دیکھتے کہ یہ لوگ اپنے کفر وفسق کا اقرار کریں گے اور جہنم کے طرح طرح کے عذابوں کو دیکھ کر تمنا کریں گے کہ کاش! کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں، لیکن اخروی زندگی سے دنیاوی زندگی میں دوبارہ آنا ممکن ہی نہیں ہوگا، اسی مضمون کو ایک مقام پر یوں فرمایا

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ (۱)

ترجمہ: اے پروردگار! اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ جواب دے گا دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ (۲)

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہونگے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

درحقیقت یہ بات وہ محض اس وجہ سے کہیں گے کہ دنیا میں جس کفر و عناد اور نفاق پر انہوں نے پردہ ڈال رکھا تھا وہ اس وقت بے نقاب ہو کر ان کے سامنے آچکی ہوگی ورنہ اگر انہیں سابقہ زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا ہے وہ تو ہیں ہی جھوٹے، اس لئے اپنی اس خواہش کے اظہار میں بھی جھوٹ ہی سے کام لیں گے، آج یہ لوگ جو حیات بعد الموت کے قائل نہیں ہیں اپنے کفر و عصیان کے سبب کہتے ہیں کہ زندگی جو کچھ بھی ہے بس یہی دنیا کی زندگی ہے اور ہم مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے، کاش! وہ منظر تم دیکھ سکو جب میدان محشر میں یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت ان کا رب ان سے پوچھے گا تم حیات بعد الموت، اعمال کی جوابدہی اور جزا و سزا کا انکار کرتے تھے اب تم لوگوں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا ہے کہو اب تو اس کا سچا ہونا تم پر ثابت ہو گیا؟

اَفَسِحْرٌ هٰذَاۤ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ (۳)

ترجمہ: اب بتاؤ یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھ نہیں رہا ہے؟۔

(۱) المومنون ۱۰۸،۱۰۷

(۲) السجدۃ ۱۲

(۳) الطور ۱۵

اس وقت سرنگوں ہو کر اعتراف کریں گے ہاں اے ہمارے رب! یہ بالکل سچ اور سراسر حق ہے، مگر یہ اعتراف انہیں کچھ فائدہ نہ دے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا! تو اب اپنے انکار حقیقت کی پاداش میں عذاب کا مزا چکھو۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً

بے شک خسارہ میں پڑے وہ لوگ جس نے اللہ سے ملنے کی تکذیب کی، یہاں تک کہ جب وہ معین وقت ان پر دفعتاً آ پہنچے گا

قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ

کہیں گے کہ ہائے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس کے بارے میں ہوئی، اور حالت ان کی یہ ہو گی کہ وہ اپنے بار اپنی

عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝۳۱ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ

پیٹھوں پر لادے ہونگے، خوب سن لو کہ بری ہوگی وہ شے جس کو وہ لادیں گے ،اور دنیاوی زندگانی تو

اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۳۲ (الانعام ۳۱،۳۲)

کچھ بھی نہیں بجز لہو لعب کے،اور دار آخرت متقیوں کے لیے بہتر ہے، کیا تم سوچتے سمجھتے نہیں۔

ندامت و خجالت مگر جہنم کو دیکھ کر:

انسان کی سب سے بڑی غایت اور خواہش اللہ رب العزت سے ملاقات ہے، اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ خسارے سے دوچار ہوں گے وہ لوگ جنہوں نے حیات بعد الموت اور اعمال کی جوابدہی کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اطلاع کو جھوٹ قرار دیا، جب معین وقت پر دفعتاً وہ گھڑی ان پر آجائے گی تو یہی لوگ نیک اعمال کے ترک اور اپنی کوتاہیوں پر کہیں گے افسوس! اپنی زندگی میں برائیوں اور کفر و شرک کا ارتکاب کر کے ہم سے کیسی تقصیر ہوئی، اور ان کا حال یہ ہوگا کہ اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کا بوجھ لادے ہوئے ہوں گے، دیکھو! کیسا برا بوجھ ہے جو یہ اٹھا رہے ہیں،

قَالَ: ثنا أَسْبَاطٌ، عَنِ السُّدِّيِّ: {وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُورِهِمْ} قَالَ: لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ظَالِمٍ يَمُوتُ فَيَدْخُلُ قَبْرَهُ ، إِلَّا جَاءَ رَجُلٌ، قَبِيحُ الْوَجْهِ أَسْوَدُ اللَّوْنِ مُنْتِنُ الرِّيحِ عَلَيْهِ ثِيَابٌ دَنِسَةٌ، حَتَّى يَدْخُلَ مَعَهُ قَبْرَهُ، فَإِذَا رَآهُ قَالَ لَهُ: مَا أَقْبَحَ وَجْهَكَ؟ قَالَ: كَذَلِكَ كَانَ عَمَلُكَ قَبِيحًا قَالَ: مَا أَنْتَنَ رِيحَكَ؟قَالَ: كَذَلِكَ كَانَ عَمَلُكَ مُنْتِنًا قَالَ: مَا أَدْنَسَ ثِيَابَكَ؟ قَالَ: فَيَقُولُ: إِنَّ عَمَلَكَ كَانَ دَنِسًا قَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا عَمَلُكَ، قَالَ: فَيَكُونُ مَعَهُ فِي قَبْرِهِ فَإِذَا بُعِثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ لَهُ: إِنِّي كُنْتُ أَحْمِلُكَ فِي الدُّنْيَا بِاللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ فَأَنْتَ الْيَوْمَ تَحْمِلُنِي، قَالَ: فَيَرْكَبُ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَسُوقُهُ حَتَّى يُدْخِلَهُ النَّارَ فَذَلِكَ قَوْلُهُ: {يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُورِهِمْ}

اسباط نے سدی سے آیت کریمہ وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُورِهِمْ کے بارے میں روایت کیا ہے جب بھی کوئی ظالم شخص اپنی قبر میں داخل ہوتا ہے، تو اس کے پاس ایک ایسا شخص آتا ہے، جس کا چہرہ بہت برا، رنگ سیاہ، بدبودار اور میلا کچیلا لباس ہوتا ہے اور جب وہ

اس کے پاس قبر میں آتا ہے تو اسے دیکھتے ہی چلا اٹھتا ہے کہ تم کس قدر بدصورت ہو؟ وہ جواب دیتا ہے کہ تمہارا عمل بھی اسی طرح بدترین تھا، وہ پوچھتا ہے کہ تم سے بدبو کس قدر آرہی ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ تمہارا عمل بھی اسی طرح بدبودار تھا، وہ پوچھتا ہے کہ تمہارا لباس کس قدر میلا کچیلا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ تمہارا عمل بھی اسی طرح میلا کچیلا تھا، وہ پوچھتا ہے کہ آخر بتاؤ تو سہی کہ تم ہو کون؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں تمہارا عمل ہی ہوں، پھر وہ اس کے ساتھ قبر ہی میں رہتا ہے اور جب روز قیامت اسے اٹھایا جائے گا تو وہ اس سے کہے گا کہ دنیا میں میں تجھے لذتوں اور خواہشوں کے ساتھ اٹھائے پھرتا تھا، اس لیے آج تو مجھے اٹھا، یہ کہہ کر وہ اس کی پشت پر سوار ہو جائے گا اور اسے دھکیل کر جہنم رسید کر دے گا اس آیت کریمہ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُورِهِمْ کے یہی معنی ہیں۔ [1]

کائنات کے بارے میں نہیں کیونکہ اللہ نے اسے عبث نہیں بنایا، جیسے فرمایا

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ [2]

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى [3]

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟۔

دنیا کی زندگی جو ایک فرصت امتحان ہے، اور دار العمل ہے کی حقیقت کو یوں بیان فرمایا کہ آخرت کی حقیقی اور دائمی زندگی کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی تو چند روزہ کھیل اور تماشا ہے حقیقت میں آخرت ہی کا مقام ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو زیاں کاری سے بچنا چاہتے ہیں،

أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: كَانَتِ الأَنْصَارُ يَوْمَ الخَنْدَقِ تَقُولُ: نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا ... عَلَى الجِهَادِ مَا حَيِينَا أَبَدَا، فَأَجَابَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اللَّهُمَّ لاَ عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَهْ ... فَأَكْرِمِ الأَنْصَارَ، وَالمُهَاجِرَهْ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انصار (غزوہ خندق کے موقع پر) خندق کھودتے ہوئے کہتے تھے۔

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیعت کی ہے جہاد پر ہمیشہ کے لئے، جب تک ہمارے جسم میں جان ہے

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر جواب میں یوں فرمایا۔

اے اللہ! زندگی تو صرف آخرت ہی کی زندگی ہے پس تو (آخرت میں) انصار اور مہاجرین کا اکرام فرمانا۔ [4]

پھر کیا تمہارے پاس عقل وفہم نہیں جس کے ذریعے سے تم یہ ادراک کرسکو کہ دنیا وآخرت میں کون سا گھر ترجیح دیئے جانے کا مستحق ہے؟

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کے اقوال مغموم کرتے ہیں، سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو

---

[1] تفسیر طبری ۱۱/۳۲۸

[2] المومنون ۱۱۵

[3] القیامۃ ۳۶

[4] صحیح بخاری کتاب الجهاد بَابُ البَيْعَةِ فِي الحَرْبِ أَنْ لاَ يَفِرُّوا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَى المَوْتِ ۲۹۶۱

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ

اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ،اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کی جا چکی ہے

فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ

سو انہوں نے اس پر صبر ہی کیا، ان کی تکذیب کی گئی اور ان کو ایذائیں پہنچائی گئیں یہاں تک کہ ہماری امداد ان کو پہنچی

وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

اور اللہ کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور آپ کے پاس بعض پیغمبروں کی بعض خبریں پہنچ چکی ہیں،

وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ

اگر آپ کو ان کا اعراض گراں گزرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ

اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى

یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈ لو اور پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ کو منظور ہو تو ان سب کو راہ راست پر جمع کر دیتا

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَ الْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ

سو آپ نادانوں میں سے نہ ہو جائیے، وہ ہی لوگ قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں، اور مردوں کو اللہ زندہ کر کے اٹھائے گا

ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ (الانعام ۳۳تا۳۶)

پھر سب اللہ ہی کی طرف لائے جائیں گے۔

دشمن حق کو اس کے حال پر چھوڑ دیں:

الحق ماشهدت به الاعداءُ

حق وہ ہے جس کی دشمن بھی گواہی دیں۔

کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق، رفعت کردار، امانت و دیانت اور صداقت کے قائل تھے، آپ کا سخت سے سخت مخالف بھی آپ کو صادق و امین تسلیم کرتا اور آپ کی راستبازی پر کامل اعتماد رکھتا تھا، آپ ﷺ کے سب سے بڑے دشمن ابو جہل نے بھی کبھی آپ کو جھوٹا قرار نہیں دیا لیکن آپ کی رسالت پر ایمان لانے سے گریزاں تھا۔

عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ أَبَا جَهْلٍ، قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ، وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ ابو جہل نے نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے مگر جو کچھ آپ پیش

کر رہے ہیں اسے جھوٹ قرار دیتے ہیں۔ [۱]

عَنْ أَبِي يَزِيدَ الْمَدَنِيِّ , أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ أَبَا جَهْلٍ فَصَافَحَهُ، قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَلَا أَرَاكَ تُصَافِحُ هَذَا الصَّابِئَ؟ ! فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنِّي أَعْلَمُ إِنَّهُ لَنَبِيٌّ، وَلَكِنْ مَتَى كُنَّا لِبَنِي عَبْدِ مَنَافٍ تَبَعًا؟

ابی یزید مدنی سے مروی ہے نبی کریم ﷺ ابوجہل سے ملے اور اس سے مصافحہ کیا کسی نے اس سے کہا کہ اس (معاذ اللہ) بے دین سے تو مصافحہ کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! مجھے خوب علم ہے اور کامل یقین ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں ہم صرف خاندانی بنا پر ان کی نبوت کے ماتحت نہیں ہوتے، ہم نے آج تک بنی عبدمناف کی تابعداری نہیں کی۔ [۲]

فَخَلَا الْأَخْنَسُ بِأَبِي جَهْلٍ فَقَالَ: يَا أَبَا الْحَكَمِ، أَخْبِرْنِي عَنْ مُحَمَّدٍ: أَصَادِقٌ هُوَ أَمْ كَاذِبٌ؟ فَإِنَّهُ لَيْسَ هَاهُنَا مِنْ قُرَيْشٍ غَيْرِي وَغَيْرُكَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا؟ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: وَيْحَكَ! وَاللَّهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لِصَادِقٌ وَمَا كَذَبَ مُحَمَّدٌ قَطُّ، وَلَكِنْ إِذَا ذَهَبَتْ بَنُو قُصيّ بِاللِّوَاءِ وَالسِّقَايَةِ وَالْحِجَابِ وَالنُّبُوَّةِ، فَمَاذَا يَكُونُ لِسَائِرِ قُرَيْشٍ؟

ایک روایت میں ہے (غزوہ بدر کے موقع پر) خنس بن شریق نے علیحدگی میں ابوجہل سے پوچھا کہ یہاں ہم دونوں کے سوا اور کوئی موجود نہیں ہے سچ سچ بتاؤ کہ محمد کو تم جھوٹا سمجھتے ہو یا سچا؟ امت کے فرعون ابوجہل نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم محمد ایک سچا آدمی ہے اس نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، مگر جب بواء اور سقایت اور رحجابت اور نبوت سب کچھ بنی قصی ہی کے حصہ میں آجائے تو بتاؤ باقی سارے قریشیوں کے پاس کیا رہ گیا۔ [۳]

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ صَخْر بِن حَرْب، والأَخْنَس بْنُ شرِيْق، وَلَا يَشْعُرُ واحدٌ مِنْهُمْ بِالْآخَرِ. فَاسْتَمَعُوهَا إِلَى الصَّبَاحِ فَلَمَّا هَجَم الصُّبْحُ تَفرَّقوا فَجَمَعَتْهُمُ الطَّرِيقُ فَقَالَ كُلٌّ مِنْهُمْ لِلْآخَرِ: مَا جَاءَ بِكَ؟ فَذَكَرَ لَهُ مَا جَاءَ لَهُ ، ثُمَّ تَعَاهَدُوا أَلَّا يَعُودُوا، لِمَا يَخَافُونَ مِنْ عِلْمِ شَبَابِ قُرَيْشٍ بِهِمْ لِئَلَّا يَفْتَتِنُوا بِمَجِيئِهِمْ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّانِيَةُ جَاءَ كُلٌّ مِنْهُمْ ظَنًا أَنَّ صَاحِبَيْهِ لَا يَجِيئَانِ، لِمَا تَقَدَّمَ مِنَ الْعُهُودِ فَلَمَّا أُجْمِعُوا جَمَعَتْهُمُ الطَّرِيقُ، فَتَلَاوَمُوا، ثُمَّ تَعَاهَدُوا أَلَّا يَعُودُوا فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّالِثَةُ جَاؤُوا أَيْضًا فَلَمَّا أَصْبَحُوا تَعَاهَدُوا أَلَّا يَعُودُوا لِمِثْلِهَا [ثُمَّ تَفَرَّقُوا]

زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے ابوسفیان بن حرب، صخر بن حرب اور اخنس بن شریق رات کو پوشیدہ طور صبح تک رسول اللہ ﷺ کی تلاوت سنا کرتے تھے جب کچھ روشنی نمودار ہوئی تو جلدی جلدی اپنے اپنے گھروں کو واپس پلٹے، اتفاقاً ایک مقام پر تینوں جمع ہو گئے اور حیرت سے ایک دوسرے سے پوچھا کہ اس وقت یہاں کہاں؟ (جب کوئی معقول جواب نہ سوجھا تو) تینوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ محمد (ﷺ) سے قرآن مجید سننے کے لئے پوشیدہ طور پر آ گئے تھے، اب تینوں نے معاہدہ کیا کہ ہم آئندہ ایسا نہیں کریں گے اگر قریش کے نوجوانوں کو اس

---

[۱] جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الأَنْعَامِ ۳۰۶۴، مستدرک حاکم ۳۲۳۰، تفسیرطبری ۳۳۴/۱۱، تفسیرابن ابی حاتم ۱۲۸۲/۴، تفسیر ابن کثیر ۲۵۱/۳، تفسیرالقرطبی ۴۱۶/۶

[۲] تفسیرابن ابی حاتم ۷۲۳۹

[۳] تفسیرابن کثیر ۲۵۱/۳ ،تفسیرطبری ۳۳۳/۱۱

کی خبر ہوئی تو وہ پکے مسلمان ہو جائیں گے، دوسری رات ہوئی تو ان تینوں میں سے ہر ایک شخص پھر رسول اللہ ﷺ کا قرآن سننے کے لیے آیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کے بارے میں یہ خیال کیا کہ وہ نہیں آئیں گے کیونکہ ہمارا آپس میں معاہدہ ہو چکا ہے (چنانچہ ہر ایک رسول اللہ ﷺ کی زبانی قرآن کی حلاوت کے مزے لیتا رہا) صبح کے وقت اپنے گھروں کو جاتے ہوئے پھر راستے میں ایک جگہ جمع ہو گئے، تو ایک دوسرے کو خوب ملامت کرنے لگے اور انہوں نے پھر یہ عہد کیا کہ اب ایسی حرکت دوبارہ نہیں کریں گے، مگر تیسری رات ہوئی تو پھر ایسا ہی ہوا، صبح کو جب واپس گئے تو پھر ان کا ایک جگہ میل ہو گیا اور انہوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا اور سخت قسمیں کھا کر عہد و پیمان کیا کہ اب یہ حرکت دوبارہ بالکل نہیں کریں گے، پھر یہ اپنے اپنے راستے کی طرف چلے گئے

فَلَمَّا أَصْبَحَ الْأَخْنَسُ بْنُ شَرِيق أَخَذَ عَصَاهُ ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى أَتَى أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ فِي بَيْتِهِ فَقَالَ: أَخْبِرْنِي يَا أَبَا حَنْظَلة عَنْ رَأْيِكَ فِيمَا سَمِعْتَ مِنْ مُحَمَّدٍ؟قَالَ: يَا أَبَا ثَعْلَبَةَ، وَاللَّهِ لَقَدْ سمعتُ أَشْيَاءَ أَعْرِفُهَا وَأَعْرِفُ مَا يُراد بِهَا، وَسَمِعْتُ أَشْيَاءَ مَا عَرَفْتُ مَعْنَاهَا وَلَا مَا يُرَادُ بِهَاقَالَ الْأَخْنَسُ: وَأَنَا وَالَّذِي حَلَفْتَ بِهِ،ثُمَّ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ حَتَّى أَتَى أَبَا جَهْلٍ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ فِي بَيْتِهِ فَقَالَ: يَا أَبَا الْحَكَمِ، مَا رَأْيُكَ فِيمَا سَمِعْتَ مِنْ مُحَمَّدٍ؟قَالَ: مَاذَا سَمِعْتُ؟

صبح ہوتے ہی اخنس بن شریق نے اپنا عصا پکڑا اور چل دیا حتی کہ ابوسفیان بن حرب کے پاس اس کے گھر پہنچ گیا اور کہنے لگا اے ابوحنظلہ !ایمان سے بتاؤ جو کلام تم نے محمد (ﷺ) کی زبانی سنا اس کی بابت تمہاری اپنی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا اے ابوثعلبہ ! سنو، اللہ کی قسم! بہت سی آیتوں کے الفاظ اور مطلب تو میں سمجھ گیا اور بہت سی آیتوں کو اور ان کی مراد کو میں جانتا ہی نہیں، اخنس نے کہا واللہ یہی حال میرا بھی ہے، یہاں سے اٹھ کر اخنس ابوجہل کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اے ابوالحکم سچ سچ بتاؤ جو کلام تم محمد (ﷺ) سے سنتے ہو اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا سن، جو سنا ہے اسے تو ایک طرف رکھ دے

تَنَازَعْنَا نَحْنُ وَبَنُو عَبْدِ مَنَافِ الشَّرَفَ: أَطْعَمُوا فأطعمنا وَحَمَلُوا فَحَمَلْنَا وَأَعْطَوْا فَأَعْطَيْنَاحَتَّى إِذَا تَجَاثينا عَلَى الرُّكَب وَكُنَّا كَفَرَسي رِهَان، قَالُوا: مِنَّا نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْوَحْيُ مِنَ السَّمَاءِ! فَمَتَى نُدْرِكُ هَذِهِ؟وَاللَّهِ لَا نُؤْمِنُ بِهِ أَبَدًا وَلَا نُصَدِّقُهُ،قَالَ: فَقَامَ عَنْهُ الْأَخْنَسُ وَتَرَكَهُ

بات یہ ہے کہ بنو عبد مناف اور ہم میں چشمک ہے وہ ہم سے اور ہم ان سے بڑھنا اور سبقت کرنا چاہتے ہیں مدت سے یہ رسہ کشی ہو رہی ہے، انہوں نے مہمانداریاں اور دعوتیں کیں تو ہم نے بھی کیں انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں تو ہم نے بھی مہیا کیں، وہ لوگوں کو مال و دولت سے نوازتے تو ہم بھی دریغ نہ کرتے حتی کہ دوڑ کا مقابلہ کرنے والے دو گھوڑوں کی طرح ہمارا ابھی آپس میں سخت مقابلہ تھا تو انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہم میں ایک نبی پیدا ہوئے ہیں جس کے پاس آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے تو بھلا ان کی اس بات کا ہم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم کبھی اس نبی پر ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے

اخنس مایوس ہو کر وہاں سے چل دیا۔[1]

قریش خود کو سچا ثابت کرنے اور آپ ﷺ کی رسالت کی تکذیب کے لئے طرح طرح کی باتیں بناتے تھے جس سے آپ ﷺ غم زدہ

[1] الخصائص الكبرى ۱۹۲/۱،ابن ہشام ۳۱۵/۱،عيون الاثر۱۳۱/۱،السيرة النبوية لابن كثير۵۰۶/۱، البداية والنهاية۶۴/۳

ہوتے، جیسے فرمایا

...فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ... ⑧ (۱)

ترجمہ: پس (اے نبی ﷺ) خواہ مخواہ تمہاری جان ان لوگوں کی خاطر غم وافسوس میں نہ گھلے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③ (۲)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! شاید تم اس غم میں اپنی جان کھو دو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی کے لئے فرمایا اے محمد ﷺ! ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ کفار ومشرکین بناتے ہیں ان سے تمہیں رنج ہوتا ہے، لیکن یہ لوگ تمہیں نہیں جھٹلاتے کیونکہ وہ آپ کی صداقت اور آپ کے تمام احوال کو خوب جانتے ہیں بلکہ یہ ظالم دراصل اللہ کی آیتوں کا انکار کر رہے ہیں، مزید تسلی کے لئے فرمایا یہ پہلا موقع نہیں کہ آپ کی تکذیب کی جا رہی ہے بلکہ تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے، مگر اس تکذیب پر اور ان اذیتوں پر جو انہیں پہنچائی گئیں انہوں نے صبر کیا یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد پہنچ گئی، پس آپ بھی ان اولوالعزم رسولوں کی اقتدا کرتے ہوئے قوم کی تکذیب اور ایذا رسانی کو صبر وتحمل اور بردباری کے ساتھ برداشت کریں، جس طرح ہم نے ان رسولوں کو ظفریاب کیا آپ کو بھی ظفریاب کریں گے ہم اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتے، جیسے فرمایا

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ⑤١ (۳)

ترجمہ: یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ②١ (۴)

ترجمہ: اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہو کر رہیں گے، فی الواقع اللہ زبردست اور زور آور ہے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ١٧١ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ١٧٢ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ١٧٣

(۵) ترجمہ: اپنے بھیجے ہوئے بندوں سے ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حق وباطل کی کشمکش کے لئے جو قانون بنا دیا ہے اسے تبدیل کر دینا کسی کے بس میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے بندوں اور اہل ایمان سے جو وعدہ کر رکھا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا کہ آپ کفار پر غالب ومنصور رہیں گے، اور پچھلی اقوام نے اپنے رسولوں کے ساتھ جو معاملہ کیا اس کی خبریں تمہیں پہنچ ہی چکی ہیں، جن سے واضح ہے کہ ابتدا میں گو پیغمبروں کو ان کی قوموں نے جھٹلایا، انہیں ایذائیں پہنچائیں اور

---

(۱) فاطر ۸

(۲) الشعراء ۳

(۳) المومن ۵۱

(۴) المجادلۃ ۲۱

(۵) الصافات ۱۷۱ تا ۱۷۳

ان کے لئے عرصہ حیات تنگ کر دیا لیکن بالآخر اللہ کی نصرت سے کامیابی و کامرانی اور نجات ابدی پیغمبروں اور اہل ایمان کا مقدر بنی، تاہم اگر ان لوگوں کی روگردانی آپ پر شاق گزرتی ہے تو اگر تم میں کچھ زور ہے تو زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈو یا آسمان میں سیڑھی لگا کر اوپر چڑھ جاؤ اور کوئی نشانی لانے کی کوشش کرو جو ان کو مطمئن کر دے، اول تو آپ ایسا کر نہیں سکتے اور اگر بالفرض آپ ایسا کر کے دکھا بھی دیں تو بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے، کیونکہ ان کا ایمان قبول نہ کرنا اللہ کی حکمت و مشیت کے تحت ہے جس کا مکمل احاطہ انسانی عقل و فہم نہیں کر سکتے، جیسے فرمایا

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۹۹ [١]

ترجمہ: اگر تیرے رب کی مشیّت یہ ہوتی (کہ زمین میں سب مومن و فرمانبردار ہی ہوں) تو سارے اہل زمین ایمان لے آئے ہوتے پھر کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں؟۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:قَوْلُهُ: {وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَى}قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْرِصُ أَنْ يُؤْمِنَ جَمِيعُ النَّاسِ وَيُتَابِعُوهُ عَلَى الْهُدَى، فَأَخْبَرَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ لَا يُؤْمِنُ إِلَّا مَنْ قَدْ سَبَقَ لَهُ مِنَ اللَّهِ السَّعَادَةُ فِي الذِّكْرِ الْأَوَّلِ

علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَى کے بارے میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شدید خواہش تھی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں اور ہدایت قبول کر کے آپ کی اتباع شروع کر دیں، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمادیا کہ ایمان صرف وہی لوگ لائیں گے جن کی قسمت میں لوح محفوظ میں یہ سعادت مقدر کر دی گئی ہے۔ [٢]

لہذا ان کے کفر و شرک پر زیادہ حسرت و افسوس نہ کرو اور ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو، وہی اپنی حکمت و مصلحت کو بہتر جانتا ہے، دعوت حق پر لبیک وہی لوگ کہتے ہیں جو اپنے دل کے کانوں سے سنتے ہیں، جن کے ضمیر زندہ ہوں جبکہ کافروں کے ضمیر ہی مردہ ہو چکے ہیں اس لئے ان کے سامنے کوئی دلیل پیش کرو وہ اسے قبول نہیں کریں گے، جیسے فرمایا

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ [٣] ۷۰

ترجمہ: تاکہ وہ ہر اس شخص کو خبردار کر دے جو زندہ ہو اور انکار کرنے والوں پر حجت قائم جائے۔

اللہ تعالیٰ نے حقارت اور کفار کی تنقیص کے لیے فرمایا رہے مردے (کفار جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں) تو انہیں تو بس اللہ روز محشر قبروں ہی سے اٹھائے گا اور پھر وہ اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے میدان محشر میں اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جائیں گے۔

وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا ان کے رب کی طرف سے آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو بے شک

[١] یونس ۹۹

[٢] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۴

[٣] یٰسین ۷۰

قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۷ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ

پوری قدرت ہے اس پر کہ وہ معجزہ نازل فرمادے لیکن ان میں اکثر بے خبر ہیں، اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں

وَ لَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ

اور جتنے قسم کے پرند جانور ہیں کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ تمہاری طرح کے گروہ

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۸ وَ الَّذِيْنَ

نہ ہوں، ہم نے دفتر میں کوئی چیز نہیں چھوڑی پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کئے جائیں گے، اور جو لوگ

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّ بُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ

ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں وہ تو طرح طرح کی ظلمتوں میں بہرے گونگے ہو رہے ہیں

وَ مَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۳۹ (الانعام ۳۷تا۳۹)

اللہ جس کو چاہے بے راہ کردے اور وہ جس کو چاہے سیدھی راہ پر لگادے۔

معجزات کے عدم اظہار کی حکمت:

مکذبین اپنے بغض وعناد کی بنا پر کہتے ہیں کہ اس نبی پر اس کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ جیسے مشرکین مطالبہ کرتے تھے

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝۹۰ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝۹۱ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ قَبِيْلًا ۝۹۲ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَاۗءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۝۹۳ [1]

ترجمہ: اور انہوں نے کہا ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہمارے لئے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کردے یا تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس میں نہریں رواں کردے یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہمارے اوپر گرادے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو رودررو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لئے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ کہو! اللہ تعالیٰ کی قدرت ایسا کرنے سے قاصر نہیں کیونکہ ہر چیز اس کے غلبہ کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے اور اس کی قدرت وتسلط کی اطاعت کئے ہوئے ہے، مگر ان میں سے اکثر لوگ جہالت ونادانی میں مبتلا ہیں اس لئے اللہ کے حکم ومشیت کی حکمت بالغہ کا ادراک نہیں کرسکتے، اور اگر اللہ ان کے مطالبہ پر کوئی نشانی نازل فرمادے اور یہ پھر بھی ایمان نہ لائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا ہی

[1] بنی اسرائیل ۹۰تا۹۳

میں سزا دے گا جس طرح اس نے سابقہ قوموں کو دنیا میں ہی سزا کا مزہ چکھا دیا تھا، جیسے فرمایا

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝۵۹ [۱]

ترجمہ: اور ہم کو نشانیاں بھیجنے سے نہیں روکا مگر اس بات نے کہ ان سے پہلے کے لوگ ان کو جھٹلا چکے ہیں چنانچہ دیکھ لو ثمود کو ہم علانیہ اونٹنی لا کر دی اور انہوں نے اس پر ظلم کیا، ہم نشانیاں اسی لیے تو بھیجتے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر ڈریں۔

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝۴ [۲]

ترجمہ: ہم چاہیں تو آسمان سے ایسی نشانی نازل کر سکتے ہیں کہ ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں۔

زمین پر چلنے والے کسی پالتو اور وحشی جانور اور ہوا میں پروں سے اڑنے والے کسی پرندے اور پانی میں رہنے والی کسی مخلوق کو دیکھ لو یہ سب تمہاری ہی طرح کے مخلوق ہیں،

عَنْ قَتَادَةَ، فِي قَوْلِهِ: {وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ} يَقُولُ: الطَّيْرُ أُمَّةٌ وَالْإِنْسُ أُمَّةٌ وَالْجِنُّ أُمَّةٌ

قتادہ آیت کریمہ ”اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں اور جتنے قسم کے پرند جانور ہیں کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں سے کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ تمہاری طرح کے گروہ نہ ہوں۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں پرندے ایک امت ہیں اور انسان ایک امت ہیں اور جن ایک امت ہیں۔ [۳]

عَنِ السُّدِّيِّ، قَوْلُهُ: {إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ} يَقُولُ: إِلَّا خَلْقٌ أَمْثَالُكُمْ

سدی آیت کریمہ ”ان میں سے کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ تمہاری طرح کے گروہ نہ ہوں۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں یعنی تمہاری جیسی مخلوق ہے [۴] ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے، جس طرح اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے ان کو بھی پیدا کیا ہے، اور جس طرح تمہیں رزق دیتا ہے انہیں بھی بہم پہنچاتا ہے جیسے فرمایا

وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ رِزْقُهَا ... ۝۶ [۵]

ترجمہ: زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ڰ اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ... ۝۶۰ [۶]

[۱] بنی اسرائیل۵۹
[۲] الشعراء۴
[۳] تفسیرطبری۲۴۵/۱۱، تفسیرابن ابی حاتم۱۲۸۵/۴
[۴] تفسیر طبری ۲۴۵/۱۱، تفسیرابن ابی حاتم۱۲۸۶/۴
[۵] ھود۶
[۶] العنکبوت۶۰

ترجمہ: کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ان کو رزق دیتا ہے اور تمہارا رازق بھی وہی ہے۔

پھر یہ سب اپنے رب کی طرف سمیٹے جائیں گے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ،يَعْنِي قَوْلَهُ: {ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ} قَالَ: حَشْرُهَا الْمَوْتُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ''پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کئے جائیں گے۔'' کے بارے میں روایت ہے کہ ان کے جمع کرنے سے مراد ان کی موت ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِي قَوْلِهِ: {إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ،قَالَ: يَحْشُرُ اللَّهُ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْبَهَائِمَ وَالدَّوَابَّ وَالطَّيْرَ وَكُلَّ شَيْءٍ، فَيَبْلُغُ مِنْ عَدْلِ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ أَنْ يَأْخُذَ لِلْجَمَّاءِ مِنَ الْقَرْنَاءِ، ثُمَّ يَقُولُ: كُونِي تُرَابًا فَلِذَلِكَ يَقُولُ الْكَافِرُ: يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ ''ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ تمہاری طرح کے گروہ نہ ہوں، ہم نے دفتر میں کوئی چیز نہیں چھوڑی پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کیے جائیں گے۔'' کے متعلق بیان کیا گیا ہے، ساری مخلوق کو قیامت کے دن جمع کیا جائے گا، جانوروں اور حیوانوں اور پرندوں اور دیگر تمام مخلوقات کو جمع کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کا یہ عالم ہوگا کہ سینگوں والی بکری سے بے سینگوں کی بکری کو بھی انصاف دلایا جائے گا پھر ان سے کہا جائے گا کہ اب مٹی ہو جاؤ، انہیں مٹی ہوتے ہوئے دیکھ کر کافر بھی خواہش کرے گا اے کاش میں مٹی ہو جاتا۔ (۲)

مگر جو لوگ ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں وہ حق سننے سے بہرے اور حق بولنے سے گونگے ہیں، کفر وضلالت کی تاریکیوں میں گھرے ہوئے ہیں اس لئے انہیں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس سے ان کی اصلاح ہو سکے، جیسے فرمایا

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾ (۳)

ترجمہ: ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی اور جب اس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نور بصارت سلب کر لیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکیوں میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا، یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں یہ اب نہ پلٹیں گے۔

ایک مقام پر فرمایا

أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا ۗ وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ ﴿٤٠﴾ (۴)

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۸۶،۴

(۲) تفسیر طبری ۳۴۷،۱۱

(۳) البقرۃ ۱۸،۱۷

(۴) النور ۴۰

ترجمہ: پھران کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہرے سمندر میں اندھیرا کہ اوپر ایک موج چھائی ہوئی ہے، اس پر ایک اور موج اور اس کے اوپر بادل تاریکی پر تاریکی مسلط ہے، آدمی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی نہ دیکھنے پائے، جسے اللہ نور نہ بخشے اس کے لئے پھر کوئی نور نہیں۔

تمام قدرتیں اور تمام اختیارات اللہ وحدہ لاشریک کے ہاتھ میں ہیں، وہ جسے چاہتا ہے بھٹکا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھے رستے پر لگا دیتا ہے لیکن یہ فیصلہ عدل وانصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہوتا ہے، وہ اس کو گمراہ کرتا ہے جو خود گمراہی میں پھنسا ہوتا ہے اور اس دلدل سے نکلنے کی کوئی کوشش بھی نہیں کرتا، جیسے فرمایا

...وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ [1]

ترجمہ: اور اس سے گمراہی میں وہ انہی کو مبتلا کرتا ہے جو فاسق ہیں۔

اور راہ راست اس پر کھول دیتا ہے جو اس کی جستجو کرتا ہے، جیسے فرمایا

... نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى... ﴿١١٥﴾ [2]

ترجمہ: اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ

آپ کہئے کہ اپنا حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا کوئی عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ہی آپہنچے تو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے،

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٠﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ

اگر تم سچے ہو، بلکہ خاص اسی کو پکارو گے، پھر جس کے لیے تم پکارو گے اگر وہ چاہے تو اس کو ہٹا بھی دے

اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿٤١﴾ (الانعام ۴۰،۴۱)

اور جن کو شریک ٹھہراتے ہو ان سب کو بھول بھال جاؤ گے۔

مشرکین مکہ اپنے ماحول اور اپنے آباؤاجداد کی تقلید میں مشرکانہ عقائد واعمال پر سختی سے کاربند تھے، وہ اللہ کو مانتے تھے مگر اپنی جہالت میں غیر اللہ کو مشکل کشائی اور حاجت روائی سمیت تمام اختیارات کا مالک سمجھتے تھے، اس لئے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سجدے کرتے، انہی کے نام کی نذر ونیاز نکالتے، انہی کے نام پر جانوروں کو پن کرتے تھے اور ان کے استھانوں پر جانوروں کی قربانی کرتے حتی کہ اپنی اولاد و بھی قربان کر دیتے لیکن جب خشکی یا سمندروں میں کسی ابتلا سے دوچار ہوتے تو فطری طور پر ان باطل معبودوں کو بھول کر بے اختیار خالص اللہ کو پکارتے، اسی طرف متوجہ کرنے کے لئے فرمایا کہ ان مشرکین سے کہو ذرا سوچ کر بتاؤ اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آجاتی ہے یا موت کی آخری گھڑی آپہنچتی ہے تو کیا اس وقت تم معبود حقیقی اللہ رب العالمین کے سوا مشکل کشائی کے لئے کسی

[1] البقرۃ۲۶

[2] النساء۱۱۵

اور کو پکارتے ہو؟ جواب دو اگر تم سچے ہو؟ حقیقت یہی ہے کہ اس وقت تم سب خود ساختہ معبودوں کو بھول کر صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی کو پکارتے ہو کیونکہ تم سمجھتے ہو کہ تمہارے معبودوں میں کچھ دم خم نہیں کہ کسی مصیبت کو دفع کر سکیں یا نفع یا نقصان پہنچا سکیں یا موت وحیات پر قادر ہوں، کسی کی پکار کو سننا اور مشکل کشائی اور دست گیری تو صرف اللہ ارحم الرحمین ہی کر سکتا ہے، پھر اگر اس کی مشیت ہوتی ہے تو اس مصیبت کو تم پر سے ٹال دیتا ہے، ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو، اور مشکل کشائی کے لئے اللہ احکم الحاکمین ہی کو پکارتے ہو جیسے فرمایا

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّآ إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجّٰكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ [1]

ترجمہ: جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو، انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل کو اسی نشانی کے مشاہدے سے اسلام قبول کرنے کی توفیق نصیب ہوئی تھی، جب مکہ مکرمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر فتح ہوا تو عکرمہ رضی اللہ عنہ مکہ سے فرار ہو کر جدہ کی طرف بھاگ نکلا اور ایک کشتی پر سوار ہو کر حبش کی راہ لی، اللہ کی قدرت کہ راستہ میں سخت طوفان آ گیا اور طوفانی موجوں کے زیر و بم سے کشتی خطرے میں گھر گئی، پہلے پہلے تو کشتی میں سوار لوگوں نے اپنے عقائد کے مطابق اپنے دیوی دیوتاؤں کو پکارا مگر جب طوفان کی شدت بڑھ گئی اور مسافروں کو یقین آ گیا کہ اب کشتی کے بچنے کی کوئی صورت نہیں تو سب لوگ کہنے لگے کہ اس خطرے سے ہمیں دیوی دیوتا نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی بچا سکتا ہے، اس وقت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے دل نے آواز دی کہ اگر مشکل کی اس گھڑی میں اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں تو کہیں اور کیوں ہو، اسی بات کو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بیس برس سے سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم اپنی جہالت میں خواہ مخواہ ان سے لڑ جھگڑ رہے ہیں، چنانچہ اسی لمحہ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اگر وہ اس طوفان سے بچ کر خشکی پر پہنچ گیا تو سیدھا محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اسلام قبول کر لوں گا، چنانچہ جب وہ خشکی پر پہنچا تو اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور بقیہ زندگی اسلام کے لئے جہاد میں گزار دی۔

وَ لَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰٓ أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنٰهُمْ بِالْبَأْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ

اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے گزر چکی ہیں پیغمبر بھیجے تھے، سو ہم نے ان کو تنگدستی اور بیماری سے

لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٢﴾ فَلَوْ لَآ إِذْ جَآءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَ لٰكِنْ قَسَتْ

پکڑا تاکہ وہ اظہار عجز کر سکیں، سو جب ان کو ہماری سزا پہنچتی تھی تو انہوں نے عاجزی کیوں اختیار نہیں کی؟ لیکن ان کے

---

[1] بنی اسرائیل ۶۷

قُلُوۡبُهُمۡ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُكِّرُوۡا بِهٖ

قلوب سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر دیا، پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے

فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ اَبۡوَابَ كُلِّ شَىۡءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوۡا بِمَاۤ اُوۡتُوۡۤا

جس کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ

اَخَذۡنٰهُمۡ بَغۡتَةً فَاِذَا هُمۡ مُّبۡلِسُوۡنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ؕ

ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے، پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی

وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۵﴾ (الانعام ۴۲ تا ۴۵)

اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

دنیوی مادی ترقی و خوشحالی پر اتراتے ہوئے انسان کو خود فریبی سے نکالنے اور حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے سابقہ اقوام کا ذکر یوں فرمایا کہ تم سے پہلے بہت سی قوموں کی طرف ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ہم نے ان کی طرف رسول بھیجے، جو اخلاق و کردار کی پستیوں میں مبتلا ہو کر اپنے دلوں کو زنگ آلود کر چکے تھے، مگر انہوں نے ہماری آیات اور رسولوں کی تکذیب کی، ان قوموں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور ان کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے ہم نے انہیں مختلف مصائب و آلام میں مبتلا کیا تاکہ وہ اپنے معبود حقیقی کی طرف رجوع کر لیں اور اپنے گناہوں پر گریہ وزاری کریں اور اپنی بخشش کے لئے عاجزی کے ساتھ ہمارے سامنے جھک جائیں، مگر شیطان نے ان کے کفر و شرک، سرکشی و نافرمانی کو خوشنما بنا کر دکھایا اور انہوں نے اپنی بد اعمالیوں پر تاویلات و توجیہات کے حسین غلاف چڑھا کر اپنے دلوں کو مطمئن کر لیا اس لئے ان سختیوں پر عاجزی اختیار کرنے کے بجائے ان کے دل اور سخت ہو گئے، پھر جب انہوں نے ہماری کتاب کو پس پشت ڈال کر ہمارے فرمان سے منہ موڑ لیا تو ہم نے بھی اپنی سنت کے مطابق انہیں ڈھیل دی اور وقتی طور پر ان کے لئے ہر طرح کی خوشحالیوں کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب وہ عیش و عشرت میں خوب مگن ہو گئے اور غفلت کے گہرے گڑھے میں اتر کر اپنی دنیاوی مادی خوش حالی و ترقی پر اترانے لگے تو ہم نے ناگہاں غفلت اور اطمینان کی حالت میں رسی کھینچ لی اور انہیں اپنے مواخذے کی گرفت میں لے لیا اور اب حال یہ تھا کہ وہ ہر خیر سو بھلائی سے مایوس ہو گئے، اس طرح جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انہیں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر کے رکھ دیا گیا،

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتَ اللَّهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ، فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ} [1]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نافرمانیوں کے باوجود کسی کو اس کی خواہشات کے مطابق

[1] الأنعام: ۴۴

دنیا دے رہا ہے تو یہ استدراج (ڈھیل دینا) ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ’’ پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی بھلا دیا تو ہم نے ہر طرح کی خوشحالیوں کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب وہ ان بخششوں میں جو انہیں عطا کی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا اور اب حال یہ تھا کہ وہ ہر خیر سے مایوس ہو گئے۔ ‘‘ (۱)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:إِنَّ اللَّهَ [تَبَارَكَ وَتَعَالَى] إذا أراد الله بِقَوْمٍ بَقَاءً -أَوْ: نَمَاءً -رَزَقَهُمُ الْقَصْدَ وَالْعَفَافَ، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ اقْتِطَاعًا فَتَحَ لَهُمْ أَوْ فَتَحَ عَلَيْهِمْبَابَ خِيَانَةٍ{حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ} كَمَا قَالَ: {فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ}

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی قوم کی بربادی کا وقت آ جاتا ہے تو ان پر خیانت کا دروازہ کھل جاتا ہے یہاں تک کہ وہاں دی گئی ہوئی چیزوں پر اترانے لگتے ہیں تو ہم انہیں ناگہاں پکڑ لیتے ہیں اور اس وقت وہ محض ناامید ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ظالموں کی باگ دوڑ کاٹ دی جاتی ہے، اور ہر طرح کی تعریف و توصیف اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ (۲)

عَنِ الْحَسَنِ , قَالَ: مَنْ وُسِّعَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرَ أَنَّهُ يُمْكَرُ بِهِ فَلَا رَأْيَ لَهُ , وَمَنْ قُتِّرَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرَ أَنَّهُ يُنْظَرُ لَهُ فَلَا رَأْيَ لَهُ , ثُمَّ قَرَأَ: {فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ} [الأنعام: 44] قَالَ: وَقَالَ الْحَسَنُ: مُكِرَ بِالْقَومِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أُعْطُوا حَاجَتَهُمْ ثُمَّ أُخِذُوا

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس شخص کو اللہ تعالیٰ کشادہ رزق عطا فرمائے اور وہ اسے اللہ کی تدبیر نہ سمجھے تو وہ بے عقل ہے اور جس شخص کو اللہ رزق کی تنگی میں مبتلا کر دے اور وہ اسے آزمائش نہ سمجھے تو وہ بھی بے عقل ہے پھر انہوں نے اس آیت کریمہ ’’ یہاں تک کہ جب وہ ان بخششوں میں جو انہیں عطا کی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا اور اب حال یہ تھا کہ وہ ہر خیر سے مایوس ہو گئے۔ ‘‘ کی تلاوت فرمائی، حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم! یہ بھی لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہے کہ پہلے ان کی ضرورتوں اور حاجتوں کے مطابق انہیں دے دیا جائے پھر انہیں اچانک گرفت میں لے لیا جائے۔ (۳)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ

آپ کہئے کہ یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت اور بصارت بالکل لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے

مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ

تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تم کو پھیر دے، آپ دیکھئے تو ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے

(۱) مسند احمد ۱۷۳۱۱، تفسیر القرطبی ۱/۲۰۹

(۲) تفسیر ابن کثیر ۳/۲۵۷، تفسیر ابن ابی حاتم ۴/۱۲۹۰

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم ۴/۱۲۹۱، الدر المنثور ۳/۲۷۰

ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً

ہیں پھر بھی یہ اعراض کرتے ہیں، آپ کہئے کہ یہ بتلاؤ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آپڑے خواہ اچانک یا اعلانیہ تو کیا

هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ

بجز ظالم لوگوں کے اور بھی کوئی ہلاک کیا جائے گا، اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں

وَ مُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور ڈرائیں پھر جو ایمان لے آئے اور درستی کرلے سو ان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے،

وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ (الانعام۴۶تا۴۹)

اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلائیں عذاب پہنچے گا بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کرتے ہیں۔

اللہ وحدانیت اور الوہیت میں منفرد ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح وہ تمام کائنات کی تخلیق و تدبیر میں منفرد ہے اسی طرح وہ وحدانیت اور الوہیت میں بھی منفرد ہے چنانچہ انسان کے اہم اعضاو جوارح کے بارے میں فرمایا اے محمد ﷺ! ان مکذبین ومخالفین اسلام سے کہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہیں حق بات سننے کو کان اور بصائر دیکھنے کو آنکھیں دیں، جیسے فرمایا

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ۔۔۔ ﴿۲۳﴾ (۱)

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، تم کو سننے اور دیکھنے کی طاقتیں دیں اور سوچنے سمجھنے والے دل دیے۔

ایک مقام پر فرمایا

۔۔۔اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ ۔۔۔ ﴿۳۱﴾ (۲)

ترجمہ: یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

۔۔۔وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ ۔۔۔ ﴿۲۴﴾ (۳)

ترجمہ: اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے۔

تو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے کفر و معصیت کے سبب تمہاری بینائی اور سماعت کی خصوصیات اور سوچنے سمجھنے کی قوتیں سلب

---

(۱) الملک ۲۳

(۲) یونس ۳۱

(۳) الانفال ۲۴

کر لے یا اگر چاہے تو ان عضاء کو ویسے ہی ختم کر دے تا کہ تم دعوت حق سمجھ ہی نہ سکو تو اللہ کے سوا اور کونسا الٰہ ہے جو یہ صلاحتیں اور قوتیں تمہیں واپس دلا سکتا ہو؟ یعنی اللہ کے سوا نہ کوئی اور الٰہ ہے اور نہ کسی کو یہ قدرت حاصل ہے کہ اللہ کی تدبیر میں کسی طرح کی مداخلت کر سکے، غور وفکر کرو کہ کس طرح ہم بار بار اپنی توحید کے دلائل و براہین کو انذار و تبشیر اور کبھی ترغیب و ترہیب کے ذریعے سے کفار و مشرکین کے سامنے پیش کرتے ہیں تا کہ حق روشن اور مجرموں کی راہ واضح ہو جائے اور یہ دعوت حق قبول کر کے عذاب جہنم سے بچ جائیں مگر واضح دلائل و براہین کے باوجود یہ حق کو تسلیم کرنے سے روگردانی اور اعراض کرتے ہیں، ان منکرین سے کہو کبھی تم نے سوچا کہ اگر تمہارے کفر و طغیان اور معصیت الٰہی کے سبب اللہ کی طرف سے اچانک رات یا دن میں تم پر عذاب آجائے تو کیا ظالم لوگوں کے سوا کوئی اور ہلاک ہو گا؟ جیسے فرمایا

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۵۰ [1]

ترجمہ: ان سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر اللہ کا عذاب اچانک رات کو یا دن کو آجائے (تو تم کیا کر سکتے ہو) آخر یہ ایسی کونسی چیز ہے جس کے لئے مجرم جلدی مچائیں۔

ہم جو انبیاء و مرسلین کو اس لئے تو بھیجتے ہیں کہ وہ اہل ایمان کو جنت کی ان گنت دائمی نعمتوں کی خوشخبری سنائیں اور نافرمانوں کو جہنم کے دردناک سے ڈرائیں، پھر جو لوگ کفر و طغیان اور معصیت الٰہی کی روش ترک کر کے دعوت حق پر ایمان لے آئیں اور اللہ کے فرمان اور رسول کی اطاعت میں اعمال صالحہ اختیار کر لیں تو روز آخرت پیش آنے والے امور سے انہیں کوئی خوف اور رنج کا اندیشہ نہیں ہو گا اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے ، اور اس کے برعکس جو لوگ ہماری دعوت اور رسولوں کو جھٹلائیں وہ اپنے تکفیر و تکذیب کی پاداش میں عذاب جہنم بھگت کر رہیں گے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں

وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ

اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف جو کچھ میرے پاس ہے وحی آتی ہے اس کا اتباع کرتا ہوں

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝۵۰ (الانعام ۵۰)

آپ کہئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتے ہیں سو کیا تم غور نہیں کرتے؟۔

کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے تین موقعوں پر مطالبات پیش کیے۔

- یہ کہ اگر آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو بذریعہ معجزہ ہمارے لئے تمام دنیا کے خزانے جمع کر دیں۔
- یہ کہ اگر آپ واقعہ سچے رسول ہیں تو ہمیں مستقبل میں پیش آمدہ مفید یا مضر حالات و واقعات بتا دیں تا کہ ہم مفید چیزوں کو حاصل

[1] یونس ۵۰

کرنے اور مضر چیزوں سے بچنے کے انتظامات پہلے ہی کر لیا کریں۔

○ یہ کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہماری ہی قوم کا ایک جوان جو ہماری ہی طرح پیدا ہوا اور تمام بشری صفات مثلاً کھانے، پینے، چلنے پھرنے اور بولنے میں ہمارا ساتھی ہے وہ اللہ کا رسول بن جائے، رسالت کے لئے تو کوئی فرشتہ ہونا چاہئے تھا جس کی تخلیق اور اوصاف ہم سب سے ممتاز ہوتے تو ہم اس کو اللہ کا رسول اور اپنا پیشوا مان لیتے۔

ان تینوں سوالات کے جوابات میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا اے محمد ﷺ! لوگوں میں اعلان کر دو کہ میرے پاس کسی قسم کی کوئی قدرت وطاقت نہیں کہ میں تمہیں اللہ کے اذن ومشیت کے بغیر تمہاری خواہش کے مطابق کوئی ایسا معجزہ صادر کر کے دکھاسکوں جسے دیکھ کر تمہیں صداقت کا یقین ہو جائے، میں تم سے یہ نہیں کہتا میں اللہ کے خزانوں کا مالک ہوں اور ان میں تصرف کا اختیار رکھتا ہوں، میں غیب کا علم بھی نہیں رکھتا کہ مستقبل میں پیش آنے والے حالات وواقعات سے تمہیں مطلع کر دوں، غیب کا علم تو تمام تر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی علام الغیوب ہے، ہاں جن چیزوں سے وہ مجھے مطلع کر دے ان پر مجھے اطلاع ہو جاتی ہے، جیسے فرمایا

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۶ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ... ۝۲۷ [1]

ترجمہ: وہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جسے اس نے (غیب کا علم دینے کے لئے) پسند کر لیا ہو۔

یعنی رسول بجائے خود عالم الغیب نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ جب اس کو رسالت کا فریضہ انجام دینے کے لئے منتخب فرماتا ہے تو غیب کے حقائق میں سے جن چیزوں کا علم وہ چاہتا ہے اسے عطا فرما دیتا ہے، اور میں فرشتہ ہونے کا دعویٰ دار بھی نہیں ہوں کہ تم مجھے ایسے خرق عادات امور پر مجبور کر و جو انسانی طاقت سے بالا ہوں، نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی جواب دیا تھا

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ ... ۝۳۱ [2]

ترجمہ: اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں نہ یہ میرا دعویٰ ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔

میں اپنے مرتبہ ومقام سے بڑھ کر کوئی دعویٰ نہیں کرتا میں تو اللہ کا ایک بندہ ہوں اور صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ مجھ پر نازل فرماتا ہے اور اس سے بالشت بھر ادھر ادھر نہیں ہوتا، اس میں حدیث بھی شامل ہے جیسے

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ الْكِنْدِيِّ، قَالَ: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ

مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے کتاب کے ساتھ اس کی مثل بھی دیا گیا ہے، مجھے قرآن کے ساتھ اس کی مثل بھی دیا گیا (یہ مثل حدیث رسول ﷺ ہی ہے)۔ [3]

[1] الجن ۲۶،۲۷

[2] هود ۳۱

[3] مسند احمد ۱۷۱۷۴، سنن ابوداودكتاب السنة بَابٌ فِي لُزُومِ السُّنَّةِ ۴۶۰۴، شرح السنة للبغوى ۱۰۱، الخصائص الكبرى ۲۵۴،۲،

عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، قَالَ: كَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسُّنَّةِ كَمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ بِالْقُرْآنِ، وَيُعَلِّمُهُ إِيَّاهَا كَمَا يُعَلِّمُهُ الْقُرْآنَ

حسان بن عطیہ رحمہ اللہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام (ایسے) سنت لے کر نازل ہوتے جس طرح قرآن لے کر نازل ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنت اسی طرح سکھاتے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سکھاتے تھے۔ ①

پھر ان سے پوچھو کیا حق سے محروم اندھے اور حق کے تابعدار بصارت والے، اور مومن و کافر دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ جیسے فرمایا

اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰىؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۱۹ ②

ترجمہ: بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ شخص جو تمہارے رب کی اس کتاب کو جو اس نے تم پر نازل کی ہے حق جانتا ہے، اور وہ شخص جو اس حقیقت کی طرف سے اندھا ہے، دونوں یکساں ہو جائیں؟ نصیحت تو دانشمند لوگ ہی قبول کیا کرتے ہیں۔

کیا تم اس واضح فرق پر غور و تدبر نہیں کرتے کہ تمام اشیا کو ان کے اپنے اپنے مرتبے اور مقام پر رکھو اور اسی چیز کو اختیار کرو جو اختیار کیے جانے اور ترجیح دیے جانے کی مستحق ہے۔

وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

اور ایسے لوگوں کو ڈرائیے جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع کئے جائیں گے

وَلِیٌّ وَّ لَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ۵۱ وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

کہ جتنے غیر اللہ ہیں نہ ان کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا، اس امید پر کہ وہ ڈر جائیں، اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو

بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗؕ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ

صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں، خاص اس کی رضامندی کا قصد رکھتے ہیں، ان کا حساب ذرا بھی آپ کے

مِّنْ شَیْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ

متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں،

فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۵۲ (الانعام ۵۲،۵۱)

ورنہ آپ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

تفسیر القرطبی ۱/۳۷

① المراسیل لابی داود ۵۳۶، صحیح السنة للمروزی ۱۰۲

② الرعد ۱۹

مسلمانو طبقاتی عصبیت سے بچو:

اور اے محمد ﷺ! بے بنیاد بھروسے پر زندہ رہنے والوں کو چھوڑ کر تم اس قرآن کے ذریعہ سے ان لوگوں کو نصیحت کرو، یعنی تبلیغ وہدایت کے لئے بنیاد قرآن مجید ہے، جو لوگ اس بات کا خوف رکھتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ [1]

ترجمہ: بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے اور سبقت کر کے انہیں پالینے والے تو درحقیقت وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں۔

...وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ [2]

ترجمہ: اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ کہیں ان سے بری طرح حساب نہ لیا جائے۔

کہ اپنے رب کے سامنے کبھی اس حال میں پیش کیے جائیں گے کہ اللہ کے سوا وہاں کوئی ایسا ذی اقتدار نہ ہو گا جو ان کا حامی و مددگار ہو یا کوئی چھوٹی بڑی ہستی جو ان کی سفارش کرے شاید کہ اس نصیحت سے متنبہ ہو کر وہ پرہیز گاری کی روش اختیار کریں اور ثواب کے مستحق بن جائیں، انبیاء پر سب سے پہلے ایمان لانے والے بے مایہ، خستہ حال لوگ ہی ہوتے ہیں، جیسا کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا

...وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ... [3]

ترجمہ: اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم میں سے بس ان لوگوں نے جو ہمارے ہاں اراذل تھے بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کر لی ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر بھی سب سے پہلے ایسے ہی لوگ ایمان لائے تھے،

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ قَالَ: فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟فَقُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ

جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب شاہ روم ہرقل نے ابوسفیان سے رسول اللہ ﷺ کی بابت دریافت کیا بڑے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ہے یا ضعیف لوگوں نے؟ تو ابوسفیان نے جواب دیا تھا کمزور لوگوں نے اس کی اتباع کی ہے، ہرقل نے اس سے یہ نتیجہ نکالا تھا فی الواقع تمام انبیاء کا اول پیرو یہی طبقہ ہوتا ہے۔ [4]

الغرض مشرکین مکہ ان غریب اہل ایمان کا مذاق اڑاتے، انہیں ستاتے اور جہاں تک بس چلتا انہیں سزائیں دیتے اور کہتے کہ اس کتاب پر ایمان لانا کوئی اچھا کام ہوتا تو ہم جیسے اعلیٰ حسب نسب، عزت و مرتبہ والے دانشور اسے ماننے میں پیچھے کیسے رہ سکتے تھے، جیسے فرمایا

---

[1] المومنون۵۷

[2] الرعد۲۱

[3] ھود۲۷

[4] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟۷، صحیح مسلم کتاب الجهادبَابُ كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ۴۶۰۷

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ... (۱)

ترجمہ: جن لوگوں نے ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ ایمان لانے والوں کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر اس کتاب کو مان لینا کوئی اچھا کام ہوتا تو یہ لوگ اس معاملے میں ہم سے سبقت نہ لے جاسکتے تھے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: مَرَّ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ خَبَّابٌ، وَصُهَيْبٌ، وَبِلَالٌ، وَعَمَّارٌ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، أَرَضِيتَ بِهَؤُلَاءِ؟ فَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ: {وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَى رَبِّهِمْ} (۲) - إِلَى قَوْلِهِ - {وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ} (۳)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک مرتبہ قریش کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں صہیب رومی رضی اللہ عنہ، بلال حبشی رضی اللہ عنہ، خباب رضی اللہ عنہ بن ارت، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے، انہیں دیکھ کر یہ مشرکین حقارت سے کہنے لگے دیکھو تو آپ ہمیں چھوڑ کر کن مساکین کے ساتھ بیٹھے ہیں، انہیں ذرا اپنے سے ہٹاؤ تو ہم بھی تمہارے ساتھ بیٹھیں؟ اس پر سورۂ انعام کی آیات ۵۱ تا ۵۸ نازل ہوئیں۔ (۴)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ:مَرَّ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ صُهَيْبٌ وَعَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَخَبَّابٌ وَنَحْوُهُمْ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، أَرَضِيتَ بِهَؤُلَاءِ مِنْ قَوْمِكَ، هَؤُلَاءِ الَّذِينَ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا، أَنَحْنُ نَكُونُ تَبَعًا لِهَؤُلَاءِ؟ اطْرُدْهُمْ عَنْكَ، فَلَعَلَّكَ إِنْ طَرَدْتَهُمْ أَنْ نَتَّبِعَكَ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ} (۵) {وَكَذَلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ} (۶) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت میں ہے ایک مرتبہ قریش کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں صہیب رومی رضی اللہ عنہ، بلال حبشی رضی اللہ عنہ، خباب رضی اللہ عنہ بن ارت، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور دوسرے کمزور مسلمان بیٹھے ہوئے تھے، انہیں دیکھ کر قریشی سردار حقارت سے کہنے لگے دیکھو تو آپ اپنی قوم کو چھوڑ کر کن مساکین کے ساتھ بیٹھے ہیں؟ کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر ہمارے درمیان اللہ کا فضل و کرم ہوا ہے؟ تو سورۂ انعام کی آیات ۵۲، ۵۳ نازل ہوئیں۔ (۷)

جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ

(۱) الاحقاف ۱۱

(۲) الأنعام: ۵۱

(۳) الأنعام: ۵۸

(۴) مسند احمد ۳۹۸۵

(۵) الأنعام: ۵۲

(۶) الأنعام: ۵۳

(۷) تفسیر طبری ۱۱ر۳۷۴

زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا... ﴿۲۹﴾ [۱]

ترجمہ: اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اسے پکارتے ہیں اور ان سے ہر گز نگاہ نہ پھیرو کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو؟ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے، صاف کہہ دو کہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے اب جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے ہم نے (انکار کرنے والے) ظالموں کے لئے ایک آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپٹیں انہیں گھیرے میں لے چکی ہیں۔

ان کے حساب میں سے کسی چیز کا بار تم پر نہیں ہے اور تمہارے حساب میں سے کسی چیز کا بار ان پر نہیں، یعنی ہر شخص اپنے عیب و صواب کا ذمہ دار آپ ہے، کسی اہل ایمان کی جوابدہی کے لئے تم کھڑے نہ ہو گے اور نہ تمہاری جوابدہی کے لئے ان میں سے کوئی کھڑا ہو گا، تمہارے حصہ کی کوئی نیکی یہ تم سے چھین نہیں سکتے اور اپنے حصہ کی کوئی برائی تم پر نہیں ڈال سکتے، اس پر بھی اگر تم انہیں دور پھینکو گے تو یہ ظلم ہو گا جو آپ کے شایان شان نہیں، نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو جواب دیا تھا

...وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ [۲]

ترجمہ: اور یہ بھی میں نہیں کہہ سکتا کہ جن لوگوں کو تمہاری آنکھیں حقارت سے دیکھتی ہیں انہیں اللہ نے کوئی بھلائی نہیں دی، ان کے نفس کا حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے اگر میں ایسا کہوں تو ظالم ہوں گا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی پوری طرح پیروی کی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقرائے مومنین کی مجلس میں بیٹھتے تو دلجمعی سے ان کے ساتھ بیٹھتے، ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے، ان کے ساتھ حسن خلق اور نرمی کا معاملہ کرتے اور انہیں اپنے قریب کرتے۔

وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ

اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ یہ لوگ کہا کریں کیا یہ وہ لوگ ہیں کہ

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَ اِذَا

ہم سب میں سے ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو خوب جانتا ہے، یہ لوگ جب

---

[۱] الکہف ۲۹،۲۸

[۲] ہود ۳۱

جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ

آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو (یوں) کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے، تمہارے رب نے

الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے کہ جو شخص تم میں سے برا کام کر بیٹھے جہالت سے، پھر وہ اس کے بعد توبہ کرلے

وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

اور اصلاح رکھے تو اللہ (کی یہ شان ہے کہ وہ) بڑی مغفرت کرنے والا ہے، اسی طرح ہم آیات کی تفصیل کرتے رہتے ہیں

وَ لِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ (الانعام ۵۳ تا ۵۵)

اور تاکہ مجرمین کا طریقہ ظاہر ہوجائے۔

دراصل ہم نے اس طرح ضعفاء کو سب سے پہلے ایمان کی توفیق دے کر رؤساء کو جو اپنی دولت، حیثیت اور عزت کے گھمنڈ میں مبتلا ہیں آزمائش میں مبتلا کیا ہے جو انہیں دیکھ کر حقارت سے کہتے ہیں کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر ہمارے درمیان اللہ کا فضل و کرم ہوا ہے؟ ہاں! اللہ تعالیٰ ٹھاٹھ باٹھ اور رئیسانہ کروفر وغیرہ کو نہیں دیکھتا، وہ تو دلوں کی کیفیت کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ اس کے حق شناس اور شکر گزار بندے کون ہیں؟

شيخ الإسلام ابن تيمية قدس الله روحه يقول: هم الذين يعرفون قدر نعمة الإيمان ويشكرون الله عليها

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان کی نعمت کی قدر و قیمت کو پہچانتے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ [1]

پس اس نے جن کے اندر حق شناسی اور شکر گزاری کی خوبی دیکھی انہیں ایمان کی لازوال نعمت سے سرفراز کردیا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ، وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى أَعْمَالِكُمْ، وَقُلُوبِكُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ نیتوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ [2]

فرمایا جب تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو انہیں السلام علیکم کہیں یا ان کے سلام کا جواب دے کر ان کے ساتھ اکرام، تعظیم، عزت و احترام کے ساتھ پیش آئیں اور انہیں اللہ کی رحمت اور اس کے جود و احسان کی بشارت دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر گزار بندوں پر اپنا رحم و کرم کا شیوہ لازم کرلیا ہے،

[1] المستدرك على مجموع فتاوى شيخ الإسلام ۱/۱۸۰

[2] صحيح مسلم كتاب البرو الصلة بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَالِهِ ۶۵۴۲، سنن ابن ماجه كتاب الزهد بَابُ الْقَنَاعَةِ ۴۱۴۳، مسند احمد ۷۸۲۷

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى العَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ تخلیق کائنات سے فارغ ہوگیا تو اپنی کتاب میں اسے لکھا اس نے اپنی ذات کے متعلق بھی لکھا اور یہ اب بھی عرش پر لکھا ہوا موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ [۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں بکثرت ایسے لوگ بھی تھے جن سے دور جہالت میں بڑے بڑے گناہ سرزد ہو چکے تھے مگر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہو چکا تھا اور ان کے اعمال پہلی زندگی سے بالکل ہی مختلف ہو چکے تھے، لیکن مشرکین ان کو سابق زندگی کے عیوب اور افعال کے طعنے دیتے تھے، اس پر فرمایا اور یہ اللہ کا رحم وکرم ہی ہے کہ اگر تم میں سے کوئی نادانی یا تقاضائے بشریت کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے پھر گناہ پر اصرار کرنے کے بجائے خلوص نیت سے توبہ کرتا ہے اور اپنے احوال کی اصلاح کر لیتا ہے تو اللہ ارحم الرحمین جو اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کر دینے کو پسند کرتا ہے اس کے پچھلے قصوروں پر گرفت کرنے کے بجائے معاف کر دیتا اور نرمی سے کام لیتا ہے،

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى العِبَادِ؟ قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ،قَالَ:أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ،قَالَ:أَنْ لاَ يُعَذِّبَهُمْ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے ؟انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یہ ہے کہ وہ سب اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں، پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ پھر بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں فرمایا یہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔ [۲]

اور اس طرح ہم رشد وہدایت اور ضلالت کی راہوں کا فرق واضح طور پر پیش کرتے ہیں تا کہ مجرموں کی راہ بالکل نمایاں ہوجائے۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کو تم لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارتے ہو،

---

[۱] صحیح بخاری کتاب التوحیدبَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ۷۴۰۴ ،صحیح مسلم کتاب التوبةبَابٌ فِي سِعَةِ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى وَأَنَّهَا سَبَقَتْ غَضَبَهُ۶۹۷۱

[۲] صحیح بخاری کتاب التوحیدبَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ۷۳۷۳،وکتاب الجهادبَابُ اسْمِ الفَرَسِ وَالحِمَارِ ۲۸۵۶،صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات علی التوحیددخل الجنة قطعاً ۱۴۳،جامع ترمذی ابواب الایمان باب مَا جَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الأُمَّةِ ۲۶۴۳،مسنداحمد۲۱۹۹۱،السنن الکبری للنسائی ۹۹۴۳

قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَآ اَنَا

آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری خواہشات کی اتباع نہ کروں گا کیونکہ اس حالت میں تو میں بے راہ ہو جاؤں گا اور راہ راست پر

مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝۵۶ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ كَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ

چلنے والوں میں نہ رہوں گا، آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس تو ایک دلیل ہے میرے رب کی طرف سے اور تم اس کی تکذیب ہو،

مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ

جس چیز کی تم جلد بازی کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں، حکم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے، اللہ تعالیٰ واقعی بات کو بتلا دیتا ہے

وَ هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝۵۷ (الانعام ۵۶،۵۷)

اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا وہی ہے۔

اے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ان مشرکین سے کہو کہ تم لوگ اللہ کے سوا جن دوسری بے شمار ہستیوں کی بندگی کرتے اور اپنی مشکلات و مصائب میں انہیں پکارتے ہو، مجھے اللہ رب العالمین نے ان کی بندگی کرنے سے منع فرمایا ہے، کہو اگر میں تمہاری خواہشات نفس کی اتباع میں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کے بجائے غیر اللہ کی عبادت شروع کر دوں، جو کسی نفع و نقصان کے مالک ہیں نہ موت و حیات اور دوبارہ اٹھانے کا کوئی اختیار رکھتے ہیں تو کسی پہلو سے بھی راہ راست پر رہنے کے بجائے یقیناً گمراہی کے اندھیرے گڑھوں میں گر جاؤں گا، کہو میں تو اپنے رب کی طرف سے ایک پاکیزہ شریعت پر قائم ہوں جس میں توحید الٰہی کو اولین حیثیت حاصل ہے جسے تم لوگوں نے تصدیق کے بجائے بغیر غور و فکر کے جھٹلا دیا ہے، اس عظیم الشان کائنات میں صرف اللہ وحدہ لاشریک کا ہی حکم چلتا ہے، اور تم میری صداقت اور کذب کا پتہ چلانے کے لئے جس عذاب کی جلدی مچا رہے ہو وہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے، اگر اس کی حکمت و مشیت ہوئی تو جلدی عذاب نازل کر کے تمہیں متنبہ یا تباہ و برباد کر دے گا اور اگر اس کی عظیم حکمت و مصلحت اس کی متقضی ہوئی تو تمہیں مہلت عطا فرما دے گا، ہر طرح کے فیصلہ کرنے کا تمام تر اختیار اللہ رب العزت کو ہے، اور وہ حق کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور وہی دنیا و آخرت میں اپنے بندوں کے درمیان بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ؕ

آپ کہہ دیجئے کہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کا تم تقاضا کر رہے ہو تو میرا اور تمہارا باہمی قصہ فیصل ہو چکا ہوتا

وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۵۸ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ

اور ظالموں کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں (خزانے) ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے،

وَ يَعۡلَمُ مَا فِي الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ ؕ وَ مَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعۡلَمُهَا

اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہے اور جو کچھ دریاؤں میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے

وَ لَا حَبَّةٍ فِيۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَ لَا رَطۡبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۵۹﴾

اور کوئی دانا زمین کے تاریک حصوں میں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں،

وَ هُوَ الَّذِيۡ يَتَوَفّٰىكُمۡ بِالَّيۡلِ وَ يَعۡلَمُ مَا جَرَحۡتُمۡ بِالنَّهَارِ

اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو (ایک گونہ) قبض کر دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے،

ثُمَّ يَبۡعَثُكُمۡ فِيۡهِ لِيُقۡضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ

پھر تم کو جگا اٹھاتا ہے تاکہ میعاد معین تمام کر دی جائے پھر اسی کی طرف تم کو جانا ہے

ثُمَّ يُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۰﴾ (الانعام ۵۸ تا ۶۰)

پھر تم کو بتلائے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے

اے نبی ﷺ کہو! جس عذاب کی تم جلدی مچا رہے ہو اگر اسے نازل کرنے کا اختیار میرے پاس ہوتا یا اللہ تعالیٰ میرے طلب کرنے پر فوراً عذاب نازل کر دیتا تو میرے اور تمہارے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا مگر یہ معاملہ کلیتاً اللہ کی مشیت پر موقوف ہے اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ ظالموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جانا چاہیے،

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ قَالَ: لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ العَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلاَلٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ،فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا آپ پر کوئی دن احد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے، فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا، یہ وہ موقع تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا لیکن اس نے (اسلام کو قبول نہیں کیا اور) میری دعوت کو ٹھکرا دیا میں وہاں سے سخت غمگین ہو کر واپس ہوا (مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں کدھر جا رہا ہوں) جب میں قرن الثعالب پہنچا تب میرے اوسان ٹھیک ہوئے میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کیے ہوئے ہے

فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ

الجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ الجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ، ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلاَبِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

اور میں دیکھا کہ دیکھا جبرائیل علیہ السلام اس میں موجود ہیں انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا ہے اور جو انہوں نے رد کیا ہے وہ بھی سن چکا ہے، آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ ان کے بارے میں جو چاہیں انہیں حکم دے دیں، اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے پکارا اور سلام کیا اور پھر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! پھر انہوں نے بھی وہی بات کہی، آپ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الأَخْشَبَيْنِ؟ اگر آپ حکم دیں تو مکہ مکرمہ کے ان دونوں پہاڑوں (ابو قبیس اور قعیقعان جو شمال و جنوب میں ہیں) کو لا کر اکٹھے کر دوں (یعنی ان تمام کو ان دونوں کے درمیان پیس کر رکھ دوں) رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔[1]

اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، یعنی علم غیب خاصہ خداوندی ہے،

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:{مَفَاتِحُ الغَيْبِ}[2] خَمْسٌ:إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کی پانچ کنجیاں ہیں بے شک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ (حاملاؤں کے) پیٹوں میں ہے اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے **وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ** اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اسے موت آئے گی، بے شک اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے۔[3]

اور جسے وہ چاہتا ہے اسے ان غیوب میں سے کسی پر مطلع کر دیتا ہے، بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے، درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو، صحراؤں اور بیابانوں میں ریت و مٹی کے ذرات اور کنکر وغیرہ سب اس کے علم میں ہیں، جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝١٩[4]

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور وہ راز تک جانتا ہے جو سینوں میں چھپا رکھے ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری كتاب بدء الخلق بَابُ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ وَالمَلاَئِكَةُ فِي السَّمَاءِ، آمِينَ ۳۲۳۱،صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَذَى الْمُشْرِكِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۴۶۵۳

[2] الأنعام: ۵۹

[3] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الغَيْبِ لاَ يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۴۶۲۷،السنن الکبری للنسائی ۷۶۸۱، مسند احمد ۲۰۴۳

[4] المومن ۱۹

سَوَآءٌ مِّنۡكُمۡ مَّنۡ اَسَرَّ الۡقَوۡلَ وَمَنۡ جَهَرَ بِهٖ وَمَنۡ هُوَ مُسۡتَخۡفٍۭ بِالَّيۡلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ [1]

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو اس کے لئے سب یکساں ہیں۔

خشک و تر سب کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، وہ اکیلا ہی ہے جو بندوں کی ان کے سوتے جاگتے میں تدبیر کرتا ہے، وہ رات کو ایک گونہ تمہاری روحیں قبض کرتا ہے (یعنی وفات اصغر) جیسے فرمایا

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الۡاَنۡفُسَ حِيۡنَ مَوۡتِهَا وَالَّتِىۡ لَمۡ تَمُتۡ فِىۡ مَنَامِهَا‌ ۚ فَيُمۡسِكُ الَّتِىۡ قَضٰى عَلَيۡهَا الۡمَوۡتَ وَيُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔۔۔ ﴿۴۲﴾ [2]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا ہے اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسروں کی روحیں ایک وقت مقرر کے لئے واپس بھیج دیتا ہے۔

اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اسے جانتا ہے، یعنی وہ مخلوق کے لیل و نہار اور ان کی ہر حرکت کا احاطہ کیے ہوئے ہے، جیسے فرمایا

سَوَآءٌ مِّنۡكُمۡ مَّنۡ اَسَرَّ الۡقَوۡلَ وَمَنۡ جَهَرَ بِهٖ وَمَنۡ هُوَ مُسۡتَخۡفٍۭ بِالَّيۡلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ [3]

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ، اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو اس کے لیے سب یکساں ہیں۔

پھر زندگی کی مقرر مدت پوری کرنے کے لئے دوسرے روز وہ تمہاری روح لوٹا کر اسی دنیا میں واپس بھیج دیتا ہے، آخر کار قیامت والے دن زندہ ہو کر سب کو اللہ کی بارگاہ میں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے حاضر ہونا ہے، اس دن وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ دے گا۔

وَ هُوَ الۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهٖ وَ يُرۡسِلُ عَلَيۡكُمۡ حَفَظَةً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ

اور وہی اپنے بندے کے اوپر غالب ہے برتر ہے اور تم پر نگہداشت رکھنے والا بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی

اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ تَوَفَّتۡهُ رُسُلُنَا وَ هُمۡ لَا يُفَرِّطُوۡنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوۡۤا

موت آپہنچتی ہے، اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے، پھر سب اپنے

اِلَى اللّٰهِ مَوۡلٰٮهُمُ الۡحَـقِّ ؕ اَلَا لَهُ الۡحُكۡمُ قف وَ هُوَ اَسۡرَعُ الۡحٰسِبِيۡنَ ﴿۶۲﴾

مالک حقیقی کے پاس لائے جائیں گے، خوب سن لو فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلد حساب لے گا،

---

[1] الرعد ۱۰

[2] الزمر ۴۲

[3] الرعد ۱۰

قُلۡ مَنۡ يُّنَجِّيۡكُمۡ مِّنۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ تَدۡعُوۡنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفۡيَةً ۚ

آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات سے نجات دیتا ہے؟ تم اس کو پکارتے ہو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے کہ

لَئِنۡ اَنۡجٰنَا مِنۡ هٰذِهٖ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ

اگر تو ہم کو ان سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو

يُنَجِّيۡكُمۡ مِّنۡهَا وَمِنۡ كُلِّ كَرۡبٍ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تُشۡرِكُوۡنَ ﴿۶۴﴾ (الانعام ۶۱ تا ۶۴)

ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے، تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو۔

وہی ذات ہے جو ہر چیز پر غالب و قادر ہے، اس کی جلالت، عظمت عزت کے سامنے ہر کوئی پست ہے، وہ اپنے بندوں پر پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے فرشتے مقرر کر کے بھیجتا ہے، ایک فرشتے تو وہ ہیں جو بلاؤں سے اس کی جسمانی حفاظت کرتے ہیں جیسے فرمایا

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ ... ﴿۱۱﴾ [1]

ترجمہ: ہر شخص کے آگے اور پیچھے اس کے مقرر کیے ہوئے نگراں لگے ہوئے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

دوسری قسم کے فرشتے وہ ہیں جو انسانوں کے اعمال کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور ان کی نگہبانی کرتے رہتے ہیں۔

وَاِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحٰفِظِيۡنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيۡنَ ﴿۱۱﴾ [2]

ترجمہ: حالانکہ تم پر نگراں مقرر ہیں ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

اِذۡ يَتَلَقَّى الۡمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيۡدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيۡبٌ عَتِيۡدٌ ﴿۱۸﴾ [3]

ترجمہ: (اور ہمارے اس براہ راست علم کے علاوہ) دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لئے ایک حاضر باش نگراں موجود نہ ہو۔

یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو اس کے مقرر کردہ فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا قَالَ: أَعْوَانُ مَلَكِ الْمَوْتِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور کئی ائمہ نے فرمایا ہے کہ بہت سے فرشتے ملک الموت کے معاون ہیں۔ [4]

وہ جسم سے روح کو نکالتے ہیں اور جب وہ حلق تک پہنچ جاتی ہے تو ملک الموت اسے اپنے قبضے میں لے لیتا ہے، اور وہ اپنا فرض انجام دینے

---

[1] الرعد ۱۱

[2] الانفطار ۱۱،۱۰

[3] ق ۱۸،۱۷

[4] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۰۷/۴

اور متوفی کی روح کی حفاظت میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے، پھر سب کے سب اللہ اپنے حقیقی آقا کی طرف واپس لائے جاتے ہیں،اور نیک روحوں کو اللہ کے حکم سے علیین اور بری روحوں کو سجین میں ڈال دیتے ہیں، قرآن مجید میں روح قبض کرنے کی نسبت اللہ کی طرف بھی ہے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا... ﴿٤٢﴾ [1]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے۔

اس کی نسبت ایک فرشتے ملک الموت کی طرف بھی کی گئی ہے۔

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾ [2]

ترجمہ: ان سے کہو موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تم کو پورا کا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹا لائے جاؤ گے۔

اور اس کی نسبت متعدد فرشتوں کی طرف بھی کی گئی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ... ﴿٩٧﴾ [3]

ترجمہ: جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟۔

والوجه في ذلك أن الله تعالى هو الآمر بل هو الفاعل الحقيقي، والأعوان هم المزاولون لإخراج الروح من نحو العروق والشرايين والعصب، والقاطعون لتعلقها بذلك، والملك هو القابض المباشر لأخذها بعد تهيئتها

علامہ الوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ کی طرف اس کی نسبت اس لحاظ سے ہے کہ وہی اصل آمر (حکم دینے والا) بلکہ فاعل حقیقی ہے، متعدد فرشتوں کی طرف نسبت اس لحاظ سے ہے کہ وہ ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) کے مددگار ہیں، وہ رگوں، شریانوں، پٹھوں سے روح نکالنے اور اس کا تعلق ان تمام چیزوں سے کاٹنے کا کام کرتے ہیں اور ملک الموت کی طرف نسبت کے معنی یہ ہیں کہ پھر آخر میں وہ روح قبض کر کے آسمانوں کی طرف جاتا ہے۔ [4]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ:إِنَّ الْمَيِّتَ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، قَالُوا: اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ، اخْرُجِي حَمِيدَةً، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ، وَرَيْحَانٍ، وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ ، قَالَ: فَلَا يَزَالُ يُقَالُ ذَلِكَ حَتَّى تَخْرُجَ، ثُمَّ يُعْرَجَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَيُسْتَفْتَحُ لَهَا، فَيُقَالُ: مَنْ هَذَا؟ فَيُقَالُ: فُلَانٌ، فَيَقُولُونَ: مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ، ادْخُلِي حَمِيدَةً، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ، وَرَيْحَانٍ، وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ قَالَ: فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا حَتَّى يُنْتَهَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ،

---

[1] الزمر۴۲

[2] السجدة۱۱

[3] النساء۹۷

[4] تفسیر روح المعانی ۱۲۱/۳

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرنے والے کی روح کو نکالنے کے لئے فرشتے آتے ہیں اور اگر وہ شخص نیک ہوتا ہے تو اس سے کہتے ہیں نکل اے پاک روح! جو پاک جسم میں ہے، نکل جا تو نیک ہے اور اللہ کی رحمت اور خوشبو سے خوش ہو جا اور ایسے مالک سے جو تیرے اوپر خفا نہ ہے، فرمایا وہ اس سے برابر یہی کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جان بدن سے نکل جاتی ہے، پھر فرشتے اس کو آسمانوں پر لے جاتے ہیں، اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھولا جاتا ہے وہاں کے فرشتے پوچھتے ہیں کون ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں فلاں شخص ہے، وہ کہتے ہیں مرحبا ہے اے پاک روح! جو پاک بدن میں تھی، تعریف کیا گیا اندر داخل ہو جا اور اللہ کی رحمت اور خوشبو سے خوش ہو جا اور اس مالک سے جو تجھ پر غصہ نہیں ہے، فرمایا اس سے برابر (ہر آسمان پر) یہی کہا جاتا ہے، یہاں تک کہ یہ نیک روح اس آسمان تک پہنچتی ہے جہاں اللہ عزوجل ہے،

وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السَّوْءُ، قَالُوا: اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ، اخْرُجِي ذَمِيمَةً، وَأَبْشِرِي بِحَمِيمٍ وَغَسَّاقٍ، وَآخَرَ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٍ، فَلَا تَزَالُ تَخْرُجُ، ثُمَّ يُعْرَجَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَيُسْتَفْتَحُ لَهَا، فَيُقَالُ: مَنْ هَذَا؟ فَيُقَالُ: فُلَانٌ، فَيُقَالُ: لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيثَةِ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ، ارْجِعِي ذَمِيمَةً، فَإِنَّهُ لَا يُفْتَحُ لَكِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، فَتُرْسَلُ مِنَ السَّمَاءِ، ثُمَّ تَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ

اور جب کوئی برا آدمی ہوتا ہے تو موت کے فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اے خبیث روح جو گندے جسم میں تھی تو برائی کے ساتھ نکل اور گرم کھولتے ہوئے پانی اور سڑی بھسی غذا اور طرح طرح کے عذابوں سے خوش ہو جا، وہ اس سے یہی کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ روح نکل آتی ہے، پھر اسے آسمان کی طرف چڑھاتے ہیں مگر آسمان کا دروزہ نہیں کھلتا وہاں کے فرشتے پوچھتے ہیں کون ہے؟ فرشتے کہتے ہیں فلاں شخص ہے، وہ کہتے ہیں اس خبیث روح کے لئے مرحبا نہیں ہے جو ناپاک بدن میں تھی، تو برائی کے ساتھ لوٹ جا تیرے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھلیں گے، چنانچہ اسے زمین کی طرف پھینک دیا جاتا ہے، پھر قبر لائی جاتی ہے پھر قبر میں ان دونوں روحوں سے سوال و جواب ہوتے ہیں۔ [1]

خبردار ہو جاؤ، فیصلہ کے سارے اختیارات اسی کو حاصل ہیں اور وہ حساب لینے میں بہت تیز ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان کرتے ہوئے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے پوچھو صحرا کے بیابانوں اور رلق و دق سنسان جنگلوں اور سمندر کی تلاطم خیز موجوں میں کون تمہیں خطرات سے بچاتا ہے؟ کون ہے جس سے تم (مصیبت کے وقت) گڑگڑا، گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعائیں مانگتے ہو؟ اپنی شدید مشکلات و پریشانیوں میں کس سے کہتے ہو۔

...لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ [2]

ترجمہ: اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو ہم شکر گزار بندے بنیں گے۔

کہو اللہ تمہیں اس سے اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے پھر خوش حالی میں تم دوسروں کو اس کا شریک ٹھیراتے ہو، یعنی توحید ربوبیت

[1] مسنداحمد۸۷۶۹، سنن ابن ماجہ کتاب الزھدبَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالِاسْتِعْدَادِ لَهُ ۴۲۶۲

[2] یونس ۲۲

اور توحید الوہیت تو انسان کی فطرت میں چھپی ہوئی ہے کہ کائنات میں اللہ وحدہ لاشریک ہی قادر مطلق ہے اور وہی تمام قدرتوں اور اختیارات کا مالک ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ جب تم پر کوئی بڑی مصیبت آتی ہے اور نجات کا کوئی بھی حیلہ تمہیں نظر نہیں آتا تو اس وقت تم ہر طرف سے منہ موڑ کر بے اختیار خشوع وخضوع کے ساتھ اسی کو اپنی حاجت کے لئے پکارتے ہو، لیکن اس واضح حقیقت کے باوجود تم لوگوں نے اس کی قدرتوں اور اختیارات میں بلادلیل اور بغیر کسی سند کے دوسروں کو جو اس کی مخلوق ہیں اس کا شریک بنا رکھا ہے، وہ رزاق ہے اور آسمان وزمین سے تمہیں رزق بہم پہنچاتا ہے مگر تم اعتراف نعمت کے بجائے غیر اللہ کو ان داتا بناتے ہو، ہر طرف سے مایوس ہو کر مشکلات ومصائب میں اسے پکارتے ہو اور وہ اپنے فضل وکرم سے تمہاری پریشانیوں کو دور کر دیتا ہے مگر اس کے احسان مند ہونے کے بجائے غیر اللہ کو اپنا حامی وناصر سمجھتے ہو، اللہ تمہارا خالق ہے اور تم اس کے غلام ہو مگر اپنے معبود حقیقی کے بجائے غیر اللہ کی بندگی کرتے ہو، کٹھن حالات میں اس کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہو مگر جب وہ اس مصیبت کو ٹال دیتا ہے تو اسے مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنے کے بجائے غیر اللہ کو مشکل کشا اور حاجت روا کہتے ہو اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نذریں اور نیازیں پیش کرنے لگتے ہو، اسی مضمون کو متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے جیسے فرمایا

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ [1]

ترجمہ: جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں، مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو، انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے۔

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّا أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ... ﴿٢٣﴾ [2]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے، چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر باد موافق پر فرحاں وشاداں سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر یکایک باد مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ وہ طوفان میں گھر گئے ، اس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لئے خالص کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو ہم شکر گزار بندے بنیں گے، مگر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو پھر وہی لوگ حق سے منحرف ہو کر زمین میں بغاوت کرنے لگتے ہیں۔

وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ﴿٥٣﴾ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾ [3]

---

[1] بنی اسرائیل ٦٧

[2] یونس ٢٢، ٢٣

[3] النحل ٥٤،٥٣

ترجمہ: تم کو جو نعمت بھی حاصل ہے اللہ ہی کی طرف سے ہے پھر جب کوئی سخت وقت تم پر آتا ہے تو تم لوگ خود اپنی فریادیں لے کر اسی کی طرف دوڑتے ہو مگر جب اللہ اس وقت کو ٹال دیتا ہے تو یکا یک تم میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو (اس مہربانی کے شکریے میں) شریک کرنے لگتا ہے۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ

آپ کہیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا کہ تم کو

اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ

گروہ گروہ کر کے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھا دے، آپ دیکھئے تو سہی ہم کس طرح دلائل

لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَ هُوَ الْحَقُّ

مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ سمجھ جائیں، اور آپ کی قوم اس کی تکذیب کرتی ہے حالانکہ وہ یقینی ہے،

قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ (الانعام۶۵تا۶۷)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر تعینات نہیں کیا گیا ہوں، ہر خبر (کے وقوع) کا ایک وقت ہے اور جلد ہی تم کو معلوم ہو جائے گا۔

جو لوگ عذاب الٰہی کو اپنے سے دور پا کر حق دشمنی میں جرات پر جرات دکھا رہے تھے انہیں متنبہ کیا گیا کہ اللہ کے عذاب کے آتے کچھ دیر نہیں لگتی، تمہیں نجات دینے کے بعد اللہ اب بھی اس پر قادر ہے کہ وہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے برپا کر دے، جیسے فرمایا

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾

ترجمہ: تمہارا (حقیقی) رب تو وہ ہے جو سمندر میں تمہاری کشتی چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو حقیقت یہ ہے کہ وہ تمہارے حال پر نہایت مہربان ہے، جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے، اچھا تو کیا تم اس بات سے بالکل بے خوف ہو کہ اللہ کبھی خشکی پر ہی تم کو زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھراؤ کرنے والی آندھی بھیج دے اور تم اس سے بچانے والا کوئی حمایتی نہ پاؤ؟ اور کیا تمہیں

---

(۱) بنی اسرائیل۶۶تا۶۹

اس کا اندیشہ نہیں کہ اللہ پھر کسی وقت سمندر میں تم کو لے جائے اور تمہاری ناشکری کے بدلے تم پر سخت طوفانی ہوا بھیج کر تمہیں غرق کر دے اور تم کو ایسا کوئی نہ ملے جو اس سے تمہارے اس انجام کی پوچھ گچھ کر سکے؟ یا تمہارے معاملے کو غلط ملط یا مشتبہ کر دے جس کی وجہ سے تم گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم ہو جاؤ پھر تمہارا ایک دوسرے کو قتل کرے اس طرح ہر گروہ دوسرے گروہ کو لڑائی کا مزہ چکھائے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: {قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ} [الأنعام: 65]، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعُوذُ بِوَجْهِكَ، قَالَ: {أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ} [1]، قَالَ: أَعُوذُ بِوَجْهِكَ {أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ} [2] قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا أَهْوَنُ - أَوْ هَذَا أَيْسَرُ

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے جب یہ آیت کریمہ " کہو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے۔" نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! میں تیرے چہرہ اقدس کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، اور جب فرمایا " یا تمہارے قدموں کے نیچے سے برپا کر دے۔" تو اس کے بعد آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! میں تیرے چہرہ اقدس کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں " یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھوا دے۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا یہ (پہلی دو صورتوں کے مقابلے میں) ہلکا اور کم تر عذاب ہے۔ [3]

عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ مِنَ الْعَالِيَةِ، حَتَّى إِذَا مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ دَخَلَ، فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَدَعَا رَبَّهُ طَوِيلًا، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: سَأَلْتُ رَبِّي ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ، وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُ رَبِّي: أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالسَّنَةِ فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ: أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالْغَرَقِ فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيهَا

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہمارا گزر مسجد بنی معاویہ کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی، ہم نے بھی آپ کے ساتھ مل کر نماز ادا فرمائی، پھر آپ ﷺ نے اپنے رب سے طویل دعا کی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے تین چیزیں طلب کیں، میں نے دعا مانگی کہ میری تمام امت کو غرق نہ کرے، اللہ تعالیٰ نے یہ چیز مجھے عطا فرما دی، پھر میں نے دعا کی کہ میری امت عام قحط سالی سے ہلاک نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمالی، پھر میں نے دعا کی کہ ان میں آپس میں پھوٹ نہ پڑے، میری یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ [4]

---

[1] الأنعام: ٦٥

[2] الأنعام: ٦٥

[3] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ قُلْ: هُوَ القَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ ۴۶۲۸، مسند احمد ۱۴۳۱۶

[4] مسند احمد ۱۵۷۴، صحیح مسلم کتاب الفتن بَابُ هَلَاكِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ ۷۲۶۰، مسند البزار ۱۱۲۵، صحیح ابن

خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ، مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: رَاقَبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي لَيْلَةٍ صَلَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّهَا حَتَّى كَانَ مَعَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ جَاءَهُ خَبَّابٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لَقَدْ صَلَّيْتَ اللَّيْلَةَ صَلَاةً مَا رَأَيْتُكَ صَلَّيْتَ نَحْوَهَا؟

خباب بن ارت مولی بنی زہرہ جنہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں شرکت کی سعادت بھی حاصل ہوئی ہے سے مروی ہے مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ایسی رات میں حاضر رہنے کا شرف حاصل ہوا ہے جو ساری رات آپ نے نماز پڑھتے ہوئے گزاری تھی حتی کہ صبح ہوگئی، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آج تو ساری رات آپ نے اس طرح نماز میں گزاری ہے کہ میں نے اس سے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھا تھا کہ آپ نے اس طرح نماز ادا فرمائی ہو؟

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَجَلْ إِنَّهَا صَلَاةُ رَغَبٍ وَرَهَبٍ، سَأَلْتُ رَبِّي ثَلَاثَ خِصَالٍ: فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ، وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يُهْلِكَنَا بِمَا أَهْلَكَ بِهِ الْأُمَمَ قَبْلَنَا، فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْنَا عَدُوًّا غَيْرَنَا، فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يَلْبِسَنَا شِيَعًا فَمَنَعَنِيهَا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! یہ شوق اور ڈر پر مبنی نماز تھی، میں نے اس میں اپنے رب سے تین دعائیں کیں تو اس نے میری دو دعائیں کو شرف قبولیت سے نوازا اور ایک کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، میں نے رب سے دعا کی کہ وہ ہمیں اس طرح ہلاک نہ کرے جس طرح اس نے ہم سے پہلی امتوں کو ہلاک کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو قبول فرمالیا، میں نے رب سے دعا کہ کہ وہ ہمارے غیر میں سے ہمارے کسی دشمن کو ہم پر غالب نہ کرے، اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازا، اور میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ ہمیں مختلف فرقوں میں تقسیم ہونے سے بچائے، اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو قبول نہیں فرمایا۔ (١)

عَنْ أَبِي عَامِرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُحَيٍّ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَتَفْتَرِقُ هَذِهِ الْأُمَّةُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ (فِرْقَةً) كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً

ابو عامر عبد اللہ بن لحی سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور (میری) یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ایک فرقے کے سوا دیگر سب جہنم رسید ہوں گے۔ (٢)

خزیمة١٢١٧،سنن ابن ماجه كتاب الفتن بَابُ مَا يَكُونُ مِنَ الْفِتَنِ ٣٩٥٢،مصنف ابن ابی شيبة٢٩٥٠٩

(١) مسنداحمد٢١٠٥٣، السنن الكبرى للنسائى ١٣٣٤،جامع ترمذى أَبْوَابُ الْفِتَنِ بَابُ مَا جَاءَ فِي سُؤَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فِي أُمَّتِهِ ٢١٧٥،صحيح ابن حبان٧٢٣٦

(٢) مستدرک حاکم٤٤٣،سنن ابوداودكِتَاب السُّنَّةِ بَابُ شَرْحِ السُّنَّةِ٤٥٩٦،جامع ترمذى أَبْوَابُ الْإِيمَانِ مَا جَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الْأُمَّةِ ٢٦٤١،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ افْتِرَاقِ الْأُمَمِ ٣٩٩٢

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلاَنِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلاَّ مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر بھی وہی کچھ آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا اور دونوں میں اتنی مطابقت ہوگی جتنی جوتیوں کے جوڑے میں ایک دوسرے کے ساتھ، یہاں تک کہ اگر ان کی امت میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا کرنے والا آئے گا۔ بنی اسرائیل بہتر گروہوں میں تقسیم ہوگئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک گروہ کے، صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ فرمایا جس پر میں ہوں اور میرے اصحابی۔ [1]

دیکھو ہم کس طرح بار بار مختلف پہلوؤں سے اپنی نشانیاں ان کے سامنے پیش کر رہے ہیں شاید کہ یہ حق کو پہچان کر راہ راست اختیار کریں، تمہاری قوم کلام الٰہی کا انکار کر رہی ہے حالانکہ وہ سراسر حق ہے، ان سے کہہ دو کہ میں تم پر حوالدار نہیں بنایا گیا ہوں کہ میں تمہارے اعمال کی نگرانی کروں اور اس پر تمہیں بدلہ دوں میرا کام تو صرف حق اور باطل کو ممیز کر کے تمہارے سامنے پیش کر دینا ہے پھر تمہیں اختیار ہے کہ اللہ کی دعوت کو قبول کر و یا انکار کر دو، جیسے فرمایا

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَاۗءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاۗءَ فَلْيَكْفُرْ ... ﴿٢٩﴾ [2]

ترجمہ: صاف کہہ دو کہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے اب جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے۔

اگر تم نہیں مانتے تو جس برے انجام سے تمہیں ڈراتا ہوں اس کا ایک وقت مقرر ہے جو آگے پیچھے نہیں ہو سکتا، جیسے فرمایا

... لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ [3]

ترجمہ: ہر وعدے کے لیے لکھا ہوا وقت ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٤﴾ [4]

ترجمہ: ہر قوم کے لیے مہلت کی ایک مدّت مقرر ہے پھر جب کسی قوم کی مدّت آن پوری ہوتی ہے تو ایک گھڑی بھر کی تاخیر و تقدیم نہیں ہوتی۔

یعنی یہ عظیم الشان کائنات اور زندگی کوئی بے عقل حادثاتی نظام نہیں بلکہ کائنات کا سارا نظام ایک قانون، ایک مقرر شدہ پروگرام کے تحت چل رہا ہے جسے ہم تقدیر کہتے ہیں اور جس عذاب کی وعید سنائی گئی ہے تم اسے عنقریب جان لوگے۔

---

[1] جامع ترمذی کتاب الایمان مَا جَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الأُمَّةِ ۲۶۴۱

[2] الکہف ۲۹

[3] الرعد ۳۸

[4] الاعراف ۳۴

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿٨٨﴾ [۱]

ترجمہ: اور تھوڑی مدت ہی گزرے گی کہ تمہیں اس کا حال خود معلوم ہو جائے گا۔

وَ اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى

اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں یہاں تک کہ

يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى

وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر آپ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَ مَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

کے ساتھ مت بیٹھیں، اور جو لوگ پرہیز گار ہیں ان پر ان کی باز پرس کا کوئی اثر نہ پہنچے گا اور لیکن ان کے ذمہ نصیحت کر دینا ہے

وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَ ذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ

شاید وہ بھی تقویٰ اختیار کریں، ور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے

غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ ذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ

اور دنیوی زندگی نے انہیں دھوکا میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتے ہیں تاکہ کوئی شخص اپنے

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّ لَا شَفِيْعٌ ۚ وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ

کردار کے سبب (اس طرح) نہ پھنس جائے کہ کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار ہو اور نہ سفارشی اور یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا

لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ

معاوضہ بھی دے ڈالے تب بھی اس سے نہ لیا جائے، ایسے ہی ہیں کہ اپنے کردار کے سبب پھنس گئے، ان کے لیے

شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ (الانعام ۶۸ تا ۷۰)

نہایت گرم پانی پینے کے لیے ہو گا اور دردناک سزا ہو گی اپنے کفر کے سبب۔

رسول اللہ ﷺ کو مخاطب فرما کر امت مسلمہ کے ہر فرد کو تاکیدی حکم دیا گیا کہ اور اے محمد ﷺ! جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری آیات پر نکتہ چینیاں کر رہے ہوں، اقوال باطلہ کی تحسین کر رہے ہوں، ان کی طرف دعوت دے رہے ہوں یا اہل بدعت و اہل زیغ اپنی تاویلات رکیکہ اور توجیہات نحیفہ کے ذریعے آیات الٰہی کو توڑ مروڑ رہے ہوں تو ان سے اعراض کریں یہاں تک کہ وہ اپنی شیطانیت کو چھوڑ کر کسی

[۱] ص ۸۸

دوسری باتوں میں مشغول نہ ہو جائیں، جیسے فرمایا

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ﴿۱۴۰﴾ (۱)

ترجمہ: اللہ اس کتاب میں تم کو پہلے ہی حکم دے چکا ہے کہ جہاں تم سنو کہ اللہ کی آیات کے خلاف کفر بکا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہاں نہ بیٹھو جب تک کہ لوگ کسی دوسری بات میں نہ لگ جائیں اب اگر تم ایسا کرتے ہو تو تم بھی انہی کی طرح ہو، یقین جانو کہ اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک جگہ جمع کرنے والا ہے۔

اور اگر کبھی غفلت ونسیان کی وجہ سے ہماری یہ ہدایت تمہیں یاد نہ رہے اور تم بھول سے ایسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھے رہو تو جس وقت تمہیں اس غلطی کا احساس ہو جائے اس کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھو،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا تُوَسْوِسُ بِهِ صُدُورُهَا، مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ، أَوْ تَتَكَلَّمْ بِهِ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ

ابو ذر رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کو خطا اور بھول سے درگزر فرمالیا ہے اور ان کاموں سے بھی جو ان سے زبردستی مجبور کر کے کرائے جائیں۔ (۲)

جو اہل ایمان ایسی مجالس سے اجتناب کریں گے تو استہزا بآیات اللہ کا جو گناہ مذاق اڑانے والوں کو ملے گا وہ اس گناہ سے محفوظ رہیں گے، البتہ ایسے گمراہ لوگوں کو وعظ ونصیحت اور امر بالمعروف ونہی المنکر کا فریضہ حتی المقدور ادا کرنا ان کا فرض ہے شاید کہ وہ اللہ سے ڈریں اور غلط روی سے بچ جائیں، اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! چھوڑو ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور جنہیں دنیا کی زندگی فریب میں مبتلا کیے ہوئے ہے، ہاں مگر یہ قرآن سنا کر نصیحت اور تنبیہ کرتے رہو تا کہ کوئی شخص اپنی بداعمالیوں کے وبال میں گرفتار نہ ہو جائے، جیسا کہ فرمایا

كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ (۳)

ترجمہ: ہر شخص اپنے کسب کے بدلے رہن ہے، دائیں بازو والوں کے سوا۔

اور گرفتار بھی اس حال میں ہو کہ اللہ سے بچانے والا کوئی حامی ومددگار اور سفارشی اس کے لئے نہ ہو، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ... ﴿۲۵۴﴾ (۴)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جو کچھ مال متاع ہم نے تم کو بخشا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی، نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش۔

(۱) النساء ۱۴۰

(۲) سنن ابن ماجه كتاب الطلاق بَابُ طَلَاقِ الْمُكْرَهِ وَالنَّاسِي ۲۰۴۴، ۲۰۴۵

(۳) المدثر ۳۸،۳۹

(۴) البقرة ۲۵۴

اور اگر وہ ہر ممکن چیز فدیہ میں دے کر عذاب جہنم سے چھوٹنا چاہئے تو وہ بھی اس سے قبول نہ کی جائے، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۔۔۔ ﴿٩١﴾ [1]

ترجمہ: یقین رکھو جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں جان دی ان میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لئے روئے زمین بھر کر بھی سونا فدیہ میں دے تو اسے قبول نہ کیا جائے گا۔

کیونکہ ایسے لوگ تو خود اپنی بد اعمالیوں کے نتیجہ میں پکڑے جائیں گے ان کو تو اپنے کفر و شرک کے معاوضہ میں کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا جو ان کے چہروں کو بھون اور ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا اور جہنم کا دردناک عذاب بھگتنے کو ملے گا۔

قُلْ أَنَدْعُوا مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا

آپ کہہ دیجئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیز کو پکاریں کہ وہ نہ ہم کو نفع پہنچائے اور نہ ہم کو نقصان پہنچائے اور کیا ہم

بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللَّهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ

الٹے پھر جائیں اسکے بعد کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کر دی ہے، جیسے کوئی شخص ہو کہ اس کو شیطان نے کہیں جنگل میں بے راہ

لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ

کر دیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو، اس کے ساتھی بھی ہوں کہ وہ اس کو ٹھیک راستہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ہمارے پاس آ،

قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۖ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ

آپ کہہ دیجئے کہ یقینی بات ہے کہ راہ راست وہ خاص اللہ ہی کی راہ ہے اور ہم کو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پروردگار عالم

لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧١﴾ وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوهُ ۚ وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٧٢﴾

کے پورے مطیع ہو جائیں، اور یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے،

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُولُ كُن فَيَكُونُ ۚ

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا اور جس وقت اللہ تعالیٰ اتنا کہہ دے گا تو ہو جا وہ ہو پڑے گا،

قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ

اس کا کہنا حق اور با اثر ہے، اور ساری حکومت خاص اسی کی ہوگی جب کہ صور میں پھونک ماری جائے گی، وہ جاننے والا ہے

---

[1] آل عمران ۹۱

وَالشَّهَادَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ (الانعام ۷۱ تا ۷۳)

پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا۔

اسلام کے سوا سب راستوں کی منزل جہنم ہے:

قَالَ السُّدِّي: قَالَ الْمُشْرِكُونَ لِلْمُؤْمِنِينَ: اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا، وَاتْرُكُوا دِينَ مُحَمَّدٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ، عَزَّ وَجَلَّ: {قُلْ أَنَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَى أَعْقَابِنَا

سدی کہتے ہیں مشرکین اہل ایمان سے کہتے تھے محمد ﷺ کے دین کو چھوڑ کر ہمارے رستے پر یعنی اپنے آباؤاجداد کے دین میں پلٹ آؤ، اس پر یہ آیت کریمہ ''آپ کہہ دیجئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیز کو پکاریں کہ وہ نہ ہم کو نفع پہنچائے اور نہ ہم کو نقصان پہنچائے۔'' نازل ہوئی۔ [1]

اے محمد ﷺ! ان مشرکین سے پوچھو کیا ہم مالک الارض وسماوات کو چھوڑ کر اس کی مخلوق کو پکاریں جو نہ ہمیں کسی طرح کا نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان؟ اور جبکہ اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا چکا ہے تو کیا اب ہم ایمان کے بعد کفر اور توحید کے بعد ضلالت کی طرف لوٹ جائیں؟ نعمتوں بھری جنت کے راستے کو چھوڑ کر ان راستوں پر چل نکلیں جو اپنے سالک کو عذاب الیم کی منزل پر پہنچا دیتے ہیں، ایسی حالت والے شخص کی مثال اس شخص جیسی ہو گی جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ سیدھے راستے پر گامزن تھا مگر شیطانوں نے اسے بیابان میں بھٹکا دیا ہو اور وہ حیران وسرگرداں ادھر ادھر بھٹکتا پھر رہا ہو، دراں حالے کہ اس کے ساتھی خیر خواہی کے ساتھ اسے پکار رہے ہوں کہ گمراہی کی راہوں سے نکل کر ہماری طرف آجاؤ، یہ روشن راہ راست تمہارے سامنے موجود ہے جو سیدھی اللہ رب العزت کی طرف جاتی ہے؟ جس میں اس کی خوشنودی ، رحمت اور بخشش ہے، اس راستے کے سوا کوئی راستہ ہدایت کا راستہ نہیں ہے، اس راستے کے علاوہ دیگر راستے گمراہی، موت اور ہلاکت کے سوا کچھ نہیں، لیکن یہ بدنصیب ان کی پکار پر توجہ اور اعتماد نہیں کرتا، حقیقت تو یہ ہے کہ ہدایت اللہ کے قبضے میں ہے وہ جسے راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، جیسے فرمایا

... قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ... [2]

ترجمہ: صاف کہہ دو کہ راستہ بس وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ... ۝ [3]

ترجمہ: اور جسے وہ ہدایت دے اسے بھٹکانے والا بھی کوئی نہیں؟۔

... فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ [4]

---

[1] تفسیرطبری ۱۱؍۴۵۲

[2] البقرة ۱۲۰

[3] الزمر ۳۷

[4] النحل ۳۷

ترجمہ: اللہ جس کو بھٹکا دیتا ہے پھر اسے ہدایت نہیں دیا کرتا اور اس طرح کے لوگوں کی مدد کوئی نہیں کرسکتا۔

یہ نہیں کہ اللہ یوں ہی کسی کو ہدایت اور کسی کو گمراہ کر دیتا ہے بلکہ یہ اللہ کے مقررہ قانون کے مطابق ہوتی ہے، اور اس کی طرف سے ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ مالک کائنات کی وحدانیت کو مانیں اور اس کے اوامر و نواہی کے سامنے سر اطاعت خم کر دیں اور تقویٰ اور خشوع و خضوع کے ساتھ مقررہ وقت پر نماز قائم کریں، اور جس چیز کا اس نے حکم دیا اسے بجالائیں اور جس چیز سے روکا ہے اس سے اجتناب کریں، ایک مقررہ وقت پر اعمال کی جوابدہی کے لئے اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے، وہی ہے جس نے آسمان و زمین کو عبث اور دل بہلانے کے لئے نہیں بلکہ ایک خاص مقصد اور عدل اور حکمت کے ساتھ کائنات کی تخلیق کی ہے، جیسے دوسرے مقام پر فرمایا

...رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ... ﴿۱۹۱﴾ [۱]

ترجمہ: اے پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ [۲]

ترجمہ: ہم نے اس آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا ہے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ [۳]

ترجمہ: تو کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں یونہی فضول پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے۔

اس لئے اپنے خالق کو یاد رکھا جائے اور اس کی نعمتوں پر شکر گزار ہونا چاہیے، اور جس دن وہ کہے گا کہ حشر ہو جائے اسی دن وہ ہو جائے گا، اس کا ارشاد عین حق ہے اور جس روز صور پھونکا جائے گا اس روز پادشاہی اسی کی ہوگی، جیسے فرمایا

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ اِلْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ [۴]

ترجمہ: اس روز حقیقی بادشاہی صرف رحمان کی ہوگی اور وہ منکرین کے لئے بڑا سخت دن ہوگا۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ [۵]

ترجمہ: (اس روز پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہی کس کی ہے؟ (سارا عالم پکار اٹھے گا) اللہ واحد قہار کی۔

قیامت کے روز اللہ کے حکم سے ایک مرتبہ صور پھونکا جائے گا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ وَحَنَى جَبْهَتَهُ وَأَصْغَى سَمْعَهُ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْمَرَ أَنْ يَنْفُخَ فَيَنْفُخَ

---

[۱] آل عمران ۱۹۱

[۲] الانبیاء ۱۶

[۳] المومنون ۱۱۵

[۴] الفرقان ۲۶

[۵] المومن ۱۶

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کیونکر آرام کروں حالانکہ نرسنگے والا (اسرافیل علیہ السلام) نرسنگا کو منہ میں لئے اور اپنی پیشانی جھکائے حکم الٰہی کے منتظر کھڑے ہیں کہ جب انہیں کہا جائے تو اس میں پھونک دیں۔ [1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ:قَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الصُّورُ؟ قَالَ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک اعرابی نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! صور سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد وہ سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔ [2]

جس کی ہولناک آواز سے کائنات کا موجودہ نظام درہم برہم ہو جائے گا اور تمام مخلوقات ہلاک ہو جائیں گی، پھر جب اللہ چاہے گا دوسرا صور پھونکا جائے گا جس سے ایک دوسرا نظام، نئی صورت اور نئے قوانین کے ساتھ قائم ہو جائے گا،

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ... ﴿٤٨﴾ [3]

ترجمہ: ڈراؤ انہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے۔

اور تمام اولین وآخرین اپنی قبروں سے ازسرنو زندہ ہو کر اپنے آپ کو میدان محشر میں پائیں گے، وہ غیب اور شہادت ہر چیز کا عالم ہے اور دانا اور باخبر ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ آزر سے فرمایا کہ کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے؟

اِنِّيْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٤﴾ وَ كَذٰلِكَ نُرِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ

بے شک میں تجھ کو اور تیری ساری قوم کو صریح گمراہی میں دیکھتا ہوں، اور ہم نے ایسے ہی طور پر ابراہیم (علیہ السلام) کو

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ

آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھلائیں اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں سے ہو جائیں، پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ

تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے لیکن جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہو جانے

اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ

والوں سے محبت نہیں رکھتا، پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا یہ میرا رب ہے لیکن جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا اگر

[1] جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الزُّمَرِ ۳۲۴۳، مسند احمد ۱۱۰۳۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۶۷۰

[2] مسند احمد ۶۵۰۷

[3] ابراہیم ۴۸

يَهۡدِنِىۡ رَبِّىۡ لَاَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡقَوۡمِ الضَّآلِّيۡنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمۡسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا

مجھ کو میرے رب نے ہدایت نہ کی تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں گا، پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ

رَبِّىۡ هٰذَاۤ اَكۡبَرُ‌ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتۡ قَالَ يٰقَوۡمِ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِكُوۡنَ ﴿۷۸﴾

میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں،

اِنِّىۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِىَ لِلَّذِىۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ حَنِيۡفًا

میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر،

وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۷۹﴾ (الانعام ۷۷ تا ۷۹)

اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

اہل عرب بالعموم ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا اور مقتدا مانتے تھے خصوصاً قریش کے فخر و ناز کی ساری بنیاد ہی یہی تھی کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور ان کے تعمیر کردہ خانہ کعبہ کے متولی ہیں، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کے عقیدہ توحید اور شرک سے ان کے انکار اور مشرک قوم سے ان کی نزاع کے واقع کو اس امر کی تائید اور شہادت میں پیش کیا کہ جس طرح اللہ کی بخشی ہوئی ہدایت سے آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے شرک کا انکار کیا ہے اور بے شمار خود ساختہ معبودوں سے منہ موڑ کر ایک اللہ وحدہ لاشریک کے آگے سر اطاعت خم کر دیا ہے اسی طرح پہلے ابراہیم علیہ السلام بھی کر چکے ہیں، جس طرح آج تم لوگ اپنی جہالت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑ رہے ہو اسی طرح ابراہیم کی قوم بھی یہی جھگڑا کر چکی ہے اور جو جواب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو دیا تھا آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیروں کی طرف سے ان کی قوم کو بھی وہی جواب ہے، اگر تم واقعی ہی ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا اور مقتدا مانتے ہو، ان کے نسب میں ہونے اور خانہ کعبہ کے خادم ہونے پر فخر و ناز کرتے ہو تو طاغوت کی بندگی سے منہ موڑ کر ان کے طریقے کی پیروی کرو، فرمایا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ یاد کرو جب کہ اس نے اپنے باپ آزر کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا، بعض تاریخ داں ان کا نام تارخ بھی بیان کرتے ہیں، ممکن ہے ایک نام ہو اور دوسرا لقب، کیا تو اللہ رب العالمین کو چھوڑ کر جو تیرا خالق، مالک اور رزاق ہے مختلف چیزوں کے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کو الٰہ بناتے ہو؟ اللہ کے بجائے ان کے سامنے الحاج اور عاجزی اختیار کرتے ہو، جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، میں تو تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں، ایک مقام پر ان کی اپنے والد کو تبلیغ یوں بیان کی گئی ہے۔

اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا يَسۡمَعُ وَلَا يُبۡصِرُ وَلَا يُغۡنِىۡ عَنۡكَ شَيۡـًٔـا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡ قَدۡ جَآءَنِىۡ مِنَ
الۡعِلۡمِ مَا لَمۡ يَاۡتِكَ فَاتَّبِعۡنِىۡۤ اَهۡدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّيۡطٰنَ‌ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ
عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اَنۡ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ فَتَكُوۡنَ لِلشَّيۡطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنۡتَ عَنۡ
اٰلِهَتِىۡ يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ‌ۚ لَـئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ لَاَرۡجُمَنَّكَ وَاهۡجُرۡنِىۡ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيۡكَ‌ۚ سَاَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّىۡ‌ؕ اِنَّهٗ

كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝٤٧ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝٤٨ (١)

ترجمہ:(انہیں ذرا اس موقع کی یاد دلاؤ کہ) جبکہ اس نے اپنے باپ سے کہا اباجان! آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام بنا سکتی ہیں؟ اباجان! میرے پاس ایک ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا، آپ میرے پیچھے چلیں میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا، اباجان! آپ شیطان کی بندگی نہ کریں شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے، اباجان! مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ رحمٰن کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور شیطان کے ساتھی بن کر رہیں، باپ نے کہا ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے؟ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا بس تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے الگ ہو جا، ابراہیم علیہ السلام نے کہا سلام ہے آپ کو، میں اپنے رب سے دعا کروں گا کہ آپ کو معاف کر دے، میرا رب مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے، میں آپ لوگوں کو بھی چھوڑتا ہوں اور ان ہستیوں کو بھی جنہیں آپ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہیں، میں تو اپنے رب ہی کو پکاروں گا امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر نامراد نہ رہوں گا۔

ایک مقام پر ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝٥١ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝٥٢ (٢)

ترجمہ: اس سے بھی پہلے ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اس کی ہوشمندی بخشی تھی اور ہم اس کو خوب جانتے تھے، یاد کرو وہ موقع جب کہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ یہ مورتیں کیسی ہیں جن کے تم لوگ گرویدہ ہو رہے ہو؟۔

ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کے لئے دعا کرتے رہے مگر جب انہیں علم ہوا کہ انکا والد حالت کفر میں ہی مر گیا ہے تو آپ نے اس کے لئے استغفار کرنا چھوڑ دیا، جیسے فرمایا

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ... ۝١١٤ (٣)

ترجمہ: ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے جو دعائے مغفرت کی تھی وہ تو اس وعدے کی وجہ سے تھی جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا مگر جب اس پر یہ بات کھل چکی کہ اس کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَعَلَى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ، فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لاَ تَعْصِنِي، فَيَقُولُ أَبُوهُ: فَاليَوْمَ لاَ أَعْصِيكَ، فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ: يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لاَ تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ، فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَى مِنْ أَبِي الأَبْعَدِ؟ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: إِنِّي حَرَّمْتُ الجَنَّةَ عَلَى الكَافِرِينَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا إِبْرَاهِيمُ، مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ؟ فَيَنْظُرُ، فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلْتَطِخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ آزر سے ملاقات کریں گے تو اس کے چہرے

---

(١) مریم ٤٢ تا ٤٨

(٢) الانبیاء ٥١، ٥٢

(٣) التوبة ١١٤

پر سیاہی اور گرد و غبار دیکھیں گے ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کریں، وہ کہے گا آج میں تیری کسی بات کی مخالفت نہ کروں گا، ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ اے اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ قیامت کے دن تو مجھے رسوانہ کرے گا اس سے زیادہ رسوائی اور کیا ہوگی کہ میرا باپ تیری رحمت سے سب سے زیادہ دور ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے، پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم علیہ السلام! تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے کہ ایک ذبح کیا ہوا جانور، خون میں وہاں لتھڑا ہوا وہاں پڑا ہوگا اور پھر اس کو پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ [1] ابراہیم علیہ السلام کی قوم مظاہر پرست تھی اور چاند، سورج، مریخ، زہرہ، عطادر، مشتری اور زحل کی پرستش کرتی تھی، چنانچہ فرمایا کہ جس طرح تمہیں اللہ کی نشانیاں دکھائی جارہی ہیں مگر تم ان پر کوئی غور و فکر نہیں کرتے، اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کو بھی ہم زمین اور آسمانوں کے عجائبات دکھاتے تھے تاکہ وہ چشم بصیرت سے ان قطعی دلائل اور روشن براہین کا مشاہدہ کرلے جن پر زمین اور آسمان کی بادشاہی مشتمل ہے تاکہ وہ ان پر غور و فکر اور ان سے صحیح استدلال کر کے امر حق معلوم کرلے، چنانچہ ایک دن جب رات ہوئی تو آپ نے زہرہ ستارے کو مشرق سے نکلتے ہوئے دیکھ کر کہا یہ میرا رب ہے، مگر جب وہ مقررہ چال سے مقررہ جگہ پر چلتا ہوا غروب ہوگیا تو بولا یہ تو خود آزاد نہیں اور نہ ہی اسے خود پر قابو ہے، طلوع اور غروب ہوتا ہے، پھر طلوع ہوتا ہے تو تم پر یا دنیا پر اس کا کیا تصرف ہوگا یہ تو خود رب کی مخلوق ہے، جسے میرے رب نے روشنی دی ہوئی ہے پروردگار عالم تو دوام، لازوال اور انقلاب سے پاک ہوتا ہے، یہ میرا معبود ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا میں اسے اپنا معبود نہیں مان سکتا،

عَنْ قَتَادَةَ: {فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ} عَلِمَ أَنَّ رَبَّهُ دَائِمٌ لَا يَزُولُ

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ''پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو اس نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا یہ میرا رب ہے لیکن جب وہ غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا میں غروب ہوجانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ آپ جانتے تھے کہ رب تعالیٰ کی ذات گرامی دائم ہے اور اسے کبھی زوال نہیں۔ [2]

پھر جب چاند چمکتا نظر آیا جس کی روشنی ستاروں کی روشنی سے زیادہ ہے اور یہ ان کے مخالف بھی ہے تو کہا یہ ہے میرا رب مگر کچھ دیر بعد جب وہ بھی غروب ہوگیا تو آپ نے اس کو بھی عبادت کے لائق نہ ہونے کو ظاہر فرمایا، پھر جب چاند و ستارے چھپ گئے اور سورج کو اپنی پوری آب و تاب سے طلوع ہوتے دیکھا تو کہا یہ ہے میرا رب، یہ حجم اور روشنی میں سب سے بڑا ہے، مگر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کی بھی لاچاری اور اپنی توحید کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے برادران قوم! میرا رب رات کو دن سے اور دن کو رات سے ڈھانپتا ہے، سورج، چاند اور ستارے سب اسی کے زیر فرمان ہیں، میں اللہ تعالیٰ کے سوا تمام معبودوں کی عبادت، عقیدت اور محبت سے بیزار ہوں، اور اپنی تمام عبادت اللہ وحدہ لاشریک کے لئے مخصوص کرتا ہوں جس نے بغیر کسی نمونے کے زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے تخلیق فرمایا، میرا رب مجھے ہدایت نہ بخشتا تو میں بھٹک جاتا اور تمہاری طرح مظاہر فطرت کی پوجا پاٹ میں لگ جاتا اور میں ہرگز شرک کرنے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۳۳۵۰

[2] تفسیر طبری ۱۱/۴۸۰

والوں میں سے نہیں ہوں۔

وَ حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ

اور ان سے ان کی قوم نے حجت کرنا شروع کیا، آپ نے فرمایا کہ تم اللہ کے معاملے میں مجھ سے حجت کرتے ہو

وَ قَدْ هَدٰىنِ ؕ وَ لَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ

حالانکہ کہ اس نے مجھے طریقہ بتلادیا ہے اور میں ان چیزوں سے جن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا

اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۸۰

ہاں اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے، میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے، کیا تم پھر بھی خیال نہیں کرتے،

وَ كَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَ لَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ

اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک بنایا ہے حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھ

مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ

ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں فرمائی، سوان دو جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۸۱ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ

اگر تم خبر رکھتے ہو، جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے

وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۸۲ وَ تِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ ؕ

اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں، اور ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ۝۸۳ (الانعام ۸۰ تا ۸۳)

ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں، بیشک آپ کا رب بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے۔

مشرکین کا توحید سے فرار:

ابراہیم علیہ السلام کی توحید الٰہی کو ظاہر کرنے والے دلائل وبراہین سن کر قوم ان پر تفکر کرنے کے بجائے اس سے بحث ومباحثہ کرنے لگی، جب وہ کسی طرح نہ سمجھے تو ابراہیم علیہ السلام نے قوم سے کہا مجھے اس پر سخت تعجب ہے کہ تم لوگ اپنے خود ساختہ محض بے بس ولاچار معبودوں کو سچا ثابت کرنے کے لئے جنکی حقانیت کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں مجھ سے اللہ وحدہ لاشریک کے بارے میں بحث ومباحثہ اور جھگڑا کرتے ہو جو تمہاری

فطرت کی ہر مانگ پوری کرتا ہے، تمہاری زندگی کے لئے جو کچھ مطلوب ہوتا ہے مہیا کرتا ہے، جس نے تمہاری بقا اور ارتقاء کے لئے جن جن وسائل کی ضرورت تھی سب فراہم کئے، جس کی قدرت کے دلائل اسی کی دکھائی ہوئی راہ راست تمہارے سامنے پیش کر چکا ہوں، افسوس! اتنے دلائل سن کر بھی تمہارے دل نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ مجھے تو میرے رب نے راہ راست دکھا دی ہے، اس لیے میں تو تمہاری فضول باتوں میں ہر گز ہر گز آنے والا نہیں اور نہ ہی تمہاری دھمکیوں سے خوف کھانے والا ہوں، تم اور تمہارے باطل معبود مل کر میرے خلاف نقصان پہنچانے کا کوئی اختیار رکھتے ہو تو میرے خلاف جو بھی بن پڑے جلدی کر گزرو، ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی کہا تھا

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۳ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۵۴ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝۵۵ اِنِّىْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَاۗبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۵۶ [1]

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا اے ہود! تو ہمارے پاس کوئی صریح شہادت لے کر نہیں آیا ہے، اور تیرے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور تجھ پر ہم ایمان لانے والے نہیں ہیں، ہود نے کہا میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے خدائی میں شریک ٹھیرا رکھا ہے اس سے میں بیزار ہوں، تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھا رکھو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو، میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو، بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔

میرا توکل اللہ رب العالمین پر ہے، اس کی مشیت کے بغیر تم مجھے کسی قسم کا کوئی نقصان یا فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور وہ کائنات کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے، پھر کیا تم اس حقیقت سے واقف ہو کر بھی ہوش میں نہ آؤ گے کہ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا معبود ہے اور وہی عبودیت کا مستحق ہے؟ اور میں تمہارے خود ساختہ معبودوں سے کیوں ڈروں جو نہ کسی چیز کے خالق ہیں، نہ سن سکتے، نہ دیکھ سکتے اور نہ بول سکتے ہیں اور خود اتنے بے بس ہیں کہ خود اپنی مدد کرنے پر قادر نہیں، اگر ایک مکھی بھی ان سے کچھ چیز لے جائے تو اس سے واپس نہیں لے سکتے تو مجھے یا کسی اور کو کیا نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَـيْـــًٔـا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝۷۳ [2]

ترجمہ: لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے غور سے سنو جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور۔

حالانکہ ڈرنا تو تمہیں چاہیے کہ اللہ اپنے خالق و رازق کو بھول کر اس کی مخلوقات کو بغیر کسی دلیل یا سند کے اس کا شریک بناتے ہو تو تم خود فیصلہ

[1] ہود ۵۴تا۵۶

[2] الحج ۷۳

کرلو کہ جو معبود حقیقی کا بندہ ہو گا، اس کو ہی تمام قدرتوں اور اختیارات کا مالک تسلیم کرے گا، اس کے حضور ہی اپنی پیشانی جھکائے گا، اس سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارے گا، حیات بعد الموت اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو گا، روز قیامت ہر قسم کے خوف سے مامون ہو کر امن وچین کی بانسری بجائے گا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: {وَلَمۡ يَلۡبِسُوٓا} (۱) إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ؟ فَنَزَلَتْ: {إِنَّ ٱلشِّرۡكَ} (۲) لَظُلۡمٌ عَظِيمٌ

عبداللہ سے مروی ہے جب یہ آیت کریمہ ''اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے۔'' نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہم میں سے کس نے اپنے نفس پر ظلم نہیں کیا تو اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ''یقیناً شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔'' (۳)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَلَمۡ يَلۡبِسُوٓاْ} (۴) إِيمَٰنَهُم بِظُلۡمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ، وَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ الَّذِي تَعْنُونَ، أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: {يَٰبُنَيَّ لَا تُشۡرِكۡ بِٱللَّهِۖ إِنَّ ٱلشِّرۡكَ} (۵) لَظُلۡمٌ عَظِيمٌ إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب یہ آیت کریمہ ''جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے۔'' نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ بہت گراں گزری، اور انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کس نے اپنے آپ پر ظلم نہیں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے یہ مراد نہیں، کیا تم نے وہ بات نہیں سنی جو اللہ کے نیک بندے (لقمان) نے کہی تھی ''اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا بے شک شرک تو بڑا ظلم ہے۔'' اس آیت میں بھی شرک ہی مراد ہے۔ (۶)

یا تم جیسے غرور وتکبر میں ڈوبے ہوئے مشرک؟ جو کسی کو بارش کا دیوتا، کسی کو اولاد دینے والا، کسی کو مال ودولت دینے والا سمجھتے اور مانتے ہیں، جیسے فرمایا

أَمۡ لَهُمۡ شُرَكَٰٓؤُاْ شَرَعُواْ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمۡ يَأۡذَنۢ بِهِ ٱللَّهُۚ وَلَوۡلَا كَلِمَةُ ٱلۡفَصۡلِ لَقُضِيَ بَيۡنَهُمۡۗ وَإِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝٢١ (۷)

ترجمہ: کیا یہ لوگ کچھ ایسے شریک خدا رکھتے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کی نوعیت رکھنے والا ایک ایسا طریقہ مقرر کر دیا ہے جس کا اللہ

(۱) الأنعام: ۸۲
(۲) لقمان: ۱۳
(۳) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ۴۶۲۹
(۴) الأنعام: ۸۲
(۵) لقمان: ۱۳
(۶) مسند احمد ۳۵۸۹
(۷) الشوریٰ ۲۱

نے اذن نہیں دیا؟ اگر فیصلے کی بات طے نہ ہوگئی ہوتی تو ان کا قضیہ چکا دیا ہوتا، یقیناً ان ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اِنۡ هِىَ اِلَّاۤ اَسۡمَآءٌ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ‌ؕ اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهۡوَى الۡاَنۡفُسُ‌ۚ وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ مِّنۡ رَّبِّهِمُ الۡهُدٰىؕ ﴿۲۳﴾ (۱)

ترجمہ: دراصل یہ کچھ نہیں ہیں مگر بس چند نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں اللہ نے ان کے لئے کوئی سند نازل نہیں کی ،حقیقت یہ ہے کہ لوگ محض وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور خواہشات نفس کے مرید بنے ہوئے ہیں، حالاں کہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے۔

بتاؤ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی دلیلوں کے آگے مشرکین کھڑے نہ ہو سکے اور ابراہیم علیہ السلام قوم پر غالب آ گئے، ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبے عطا کرتے ہیں، جیسے فرمایا

...يَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ ۙ وَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ... ﴿۱۱﴾ (۲)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے، اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا۔

حق یہ ہے کہ تمہارا رب نہایت دانا اور علیم ہے۔

وَ وَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَ يَعۡقُوۡبَ‌ؕ كُلًّا هَدَيۡنَا‌ۚ وَ نُوۡحًا هَدَيۡنَا مِنۡ قَبۡلُ

اور ہم نے ان کو اسحاق دیا اور یعقوب، ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوح کو ہدایت کی

وَ مِنۡ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيۡمٰنَ وَ اَيُّوۡبَ وَ يُوۡسُفَ وَ مُوۡسٰى وَ هٰرُوۡنَ‌ؕ وَ كَذٰلِكَ

اور ان کی اولاد میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو اور اسی طرح ہم

نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۙ‏ ﴿۸۴﴾ وَ زَكَرِيَّا وَ يَحۡيٰى وَ عِيۡسٰى وَ اِلۡيَاسَ‌ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۙ‏ ﴿۸۵﴾

نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں، اور (نیز) زکریا کو یحییٰ کو عیسیٰ اور الیاس کو، سب نیک لوگوں میں شامل تھے،

وَ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ الۡيَسَعَ وَ يُوۡنُسَ وَ لُوۡطًا‌ؕ وَ كُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ‏ ﴿۸۶﴾ وَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ

اور نیز اسماعیل کو اور یسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی، اور نیز ان کے کچھ باپ دادوں

وَ ذُرِّيّٰتِهِمۡ وَ اِخۡوَانِهِمۡ‌ۚ وَ اجۡتَبَيۡنٰهُمۡ وَ هَدَيۡنٰهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ‏ ﴿۸۷﴾ (الانعام ۸۴ تا ۸۷)

کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو، اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی۔

---

(۱) النجم ۲۳

(۲) المجادلة ۱۱

خلیل اللہ کو اولاد کی بشارت:

آگ سے نکلنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے دوران ہجرت جبکہ ان کی عمر ۸۰ سال ہو چکی تھی اللہ سے گڑ گڑا کر ایک نیک اور صالح لڑکے کی دعا مانگی تا کہ وہی توحید میں ساتھ دے، پکار کو سننے والے نے یہ دعا قبول فرمائی

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿١٠١﴾ [1]

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی میری رہنمائی کرے گا اے پروردگار! مجھے ایک بیٹا عطا کر جو صالحوں میں سے ہو (اس دعا کے جواب میں) ہم نے اس کو ایک حلیم (بردبار) لڑکے کی بشارت دی۔

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ [2]

ترجمہ: پس جب وہ ان لوگوں سے اور ان کے معبودان غیر اللہ سے جدا ہو گیا تو ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو نبی بنایا۔

چنانچہ جب ہاجرہ کے بطن سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ کے حکم سے ابراہیم علیہ السلام نے انہیں بیت اللہ کے پاس جا بسایا، جہاں اس وقت ایک لق و دق ویرانہ کے سوا کچھ نہ تھا، جب ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے ہو گئے اور اولاد سے ناامید ہو گئے تو پھر جب اللہ نے فرشتوں کو قوم لوط کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے بھیجا تو پہلے فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو سارہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے جو بانجھ تھیں اسحاق علیہ السلام اور پوتے یعقوب علیہ السلام کی بشارت سنائی، جیسے فرمایا:

وَامْرَاَتُهٗ قَاۗىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿٧١﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿٧٣﴾ [3]

ترجمہ: ابراہیم کی بیوی بھی کھڑی ہوئی تھی وہ یہ سن کر ہنس دی پھر ہم نے اس کو اسحاق اور اسحاق کے بعد یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دی، وہ بولی ہائے میری کم بختی! کیا اب میرے ہاں اولاد ہو گی جب کہ میں بڑھیا پھونس ہو گئی اور میرے میاں بھی بوڑھے ہو چکے، بے شک یہ تو بڑی عجیب بات ہے، فرشتوں نے کہا اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ ابراہیم کے گھر والو! تم لوگوں پر تو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں اور یقیناً اللہ نہایت قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔

...وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿٢٩﴾ [4]

---

[1] الصافات ۹۹تا۱۰۱

[2] مریم۴۹

[3] هود۷۱تا۷۳

[4] الذاریات۲۸،۲۹

ترجمہ: اور اسے ایک ذی علم لڑکے کی پیدائش کا مژدہ سنایا، یہ سن کر اس کی بیوی چیختی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کہنے لگی بوڑھی، بانجھ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے بشارت فرمائی کہ ان کی اولاد کا سلسلہ چلے گا اور وہ نبی بھی ہوں گے۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ (۱)

ترجمہ: اور ہم نے اسے اسحاق کی بشارت دی ایک نبی صالحین میں سے۔

اور ہر ایک کو ہم نے راہ راست دکھائی، وہی راہ راست جو اس سے پہلے نوح علیہ السلام کو دکھائی تھی، طوفان نوح علیہ السلام میں ان کی قوم پانی میں غرق ہوگئی اور نوح علیہ السلام کی نسل پھیلی، انہیں کی نسل سے انبیاء ہوتے رہے، پھر ابراہیم علیہ السلام کے بعد تو نبوت انہی کے گھرانے میں رہی، جیسے فرمایا

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ... ﴿۲۷﴾ (۲)

ترجمہ: اور ہم نے اسے اسحاق علیہ السلام اور یعقوب (جیسی اولاد) عنایت فرمائی اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ... ﴿۲۶﴾ (۳)

ترجمہ: ہم نے نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا اور ان دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔

فرمایا اور نوح علیہ السلام یا ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہم نے داود علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو ہدایت بخشی، اس طرح ہم نیکو کاروں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں، اسی کی اولاد سے زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کو علم وعمل میں راہ یاب کیا ان میں سے ہر ایک اخلاق، اعمال اور علوم میں صالح تھا، اسی کے خاندان سے اسماعیل علیہ السلام، الیسع علیہ السلام، یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو راہ راست دکھائی، ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دنیا والوں پر فضیلت عطا کی، نیز ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں میں سے بہتوں کو ہم نے نوازا، انہیں اپنی خدمت کے لئے چن لیا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ السجدة (۴)

ترجمہ: یہ ہیں وہ لوگ جن پر انعام فرمایا اللہ نے انبیاء میں سے اولادِ آدم علیہ السلام میں سے اور ان لوگوں (کی نسل) میں سے جنہیں سوار کرایا ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ اور ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی نسل میں سے' اور ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت دی اور جنہیں ہم نے چن لیا جب ان پر رحمن کی آیات تلاوت کی جاتیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے تھے اور روتے رہتے تھے۔

---

(۱) الصافات ۱۱۲

(۲) العنکبوت ۲۷

(۳) الحدید ۲۶

(۴) مریم ۵۸

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ

اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے،

وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے، یہ لوگ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَ كَّلْنَا

کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی، سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لیے ایسے بہت سے لوگ مقرر

بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ

کر دیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں، یہی لوگ ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی، سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلیئے،

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ (الانعام ۸۸ تا ۹۰)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا یہ تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے۔

اٹھارہ انبیاء کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے شرک کی قباحت اور اس کے وبال کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے، پس اسی سے ہدایت طلب کرو، اگر وہ رہنمائی نہ کرے تو اس کے سوا تمہیں راہ راست دکھانے والا کوئی نہیں، لیکن اگر کہیں ان پیغمبروں نے بھی تمہاری طرح شرک کیا ہوتا تو ان کے سارے اعمال برباد ہو جاتے، پیغمبروں سے گناہ کا صدور ممکن نہیں، رسول اللہ ﷺ کی توسط سے امتوں کو شرک کی خطرناکی اور ہلاکت خیزی سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ [1]

ترجمہ: تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔

وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور اس کا صحیح فہم، اس کے اصولوں کو معاملات زندگی میں منطبق کرنے کی صلاحیت اور مسائل حیات میں فیصلہ کن رائے قائم کرنے کی خداداد قابلیت اور نبوت عطا کی تھی، اب اگر یہ مخالفین، مشرکین اور کفار کتاب وحکمت ونبوت کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو خواہ قریش ہوں، اہل کتاب ہوں یا کوئی اور عربی یا عجمی ہوں تو کوئی پروا نہیں، ہم نے مہاجرین وانصار اور قیامت تک آنے والے اہل ایمان کو یہ عظیم الشان نعمت سونپ دی ہے اور وہ اس کی قدر کرنے والے ہیں، اے نبی ﷺ! وہی انبیائے کرام اور ان کے آباؤ اجداد، اولاد اور بھائی جن کی طرف نسبت کی گی ہے اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے لہذا مسئلہ توحید اور ان احکام وشرائع میں جو منسوخ نہیں ہوئے انہی کی پیروی اور ان کی ملت کی اتباع کیجئے، کیونکہ اصول دین تمام شریعتوں میں ایک ہی رہا ہے گو شرائع میں کچھ کچھ اختلاف رہا، جیسے فرمایا

[1] الزمر ۶۵

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ... ⑬ [1]

ترجمہ: اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جسے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو دے چکے ہیں، اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔

اور واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پہلے انبیاء ومرسلین کی پیروی کی اور ان کے ہر کمال کو اپنے اندر جمع کر لیا،

أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ: أَفِي ص سَجْدَةٌ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ تَلاَ: {وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ} [2] إِلَى قَوْلِهِ {فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ} [3]، ثُمَّ قَالَ: هُوَ مِنْهُمْ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کیا سورہ ص میں سجدہ ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہے، پھر آپ نے سورۂ انعام کی آیت ۸۴ تا ۹۰ تک تلاوت کی اور کہا داود علیہ السلام بھی ان انبیاء میں شامل ہیں (جن کا ذکر آیت میں ہوا ہے) میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا تمہارے نبی بھی ان میں سے ہیں جنہیں اگلے انبیاء کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔ [4]

اور کہہ دو کہ میں اس تبلیغ ودعوت کے کام پر تم سے کسی مال اور تاوان کا مطالبہ نہیں کرتا جو تمہارے اسلام نہ لانے کا سبب بنے، میرے اس کام کا صلہ تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے اور وہ قیامت کے روز مجھے میرا صلہ عطا فرمائے گا، یہ قرآن تو تمام دنیا والوں کے لئے ایک عام نصیحت ہے، جو اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہے گا تو یہ اسے کفر وشرک کے گھپ اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی عطا کرے گا۔

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ

اور ان لوگوں نے اللہ کی جیسی قدر کرنا واجب تھی ویسی قدر نہ کی جب کہ یوں کہہ دیا کہ اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی،

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا

آپ یہ کہیئے وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ لائے تھے جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ نور ہے اور لوگوں

وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ

کے لیے وہ ہدایت ہے جس کو تم نے ان متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے جن کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو

---

[1] الشوریٰ ۱۳

[2] الأنعام: ۸۴

[3] الأنعام: ۹۰

[4] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة الانعام بَابُ قَوْلِهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ۴۶۳۲

وَ عُلِّمۡتُمۡ مَّا لَمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اَنۡتُمۡ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمۡ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ

اور تم کو بہت سی ایسی باتیں بتائی گئی ہیں جن کو تم نہیں جانتے تھے اور نہ تمہارے بڑے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نے نازل فرمایا

ثُمَّ ذَرۡهُمۡ فِیۡ خَوۡضِهِمۡ یَلۡعَبُوۡنَ ﴿۹۱﴾ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ

پھر ان کو ان کے خرافات میں کھیلتے رہنے دیجئے، اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے،

مُّصَدِّقُ الَّذِیۡ بَیۡنَ یَدَیۡهِ وَ لِتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰی وَ مَنۡ حَوۡلَهَا ؕ وَ الَّذِیۡنَ

اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے تاکہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو ڈرائیں، اور جو لوگ

یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ یُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وَ هُمۡ عَلٰی صَلَاتِهِمۡ یُحَافِظُوۡنَ ﴿۹۲﴾ (الانعام ۹۱،۹۲)

آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ: إِنَّهُ سَمِعَ مُجَاهِدًا، يَقُولُ: {وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖۤ اِذۡ قَالُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنۡ شَیۡءٍ} قَالَهَا مُشْرِكُو قُرَيْشٍ

عبداللہ بن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے مجاہد رحمہ اللہ کو آیت کریمہ ''اور ان لوگوں نے اللہ کی جیسی قدر کرنا واجب تھی ویسی قدر نہ کی جب کہ یوں کہہ دیا کہ اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔'' کے بارے میں کہتے ہوئے سنا کہ یہ آیت مشرکین قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[1]

مشرکین مکہ نے اللہ کی حکمتوں اور اس کی قدرتوں کا اندازہ لگانے میں غلطی کی ہے ورنہ وہ نبوت و رسالت کا انکار کرکے یہ نہ کہتے کہ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا ہے، جیسے فرمایا

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَهُمۡ قَدَمَ صِدۡقٍ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ... ﴿۲﴾[2]

ترجمہ: کیا لوگوں کے لئے یہ ایک عجیب بات ہوگئی کہ ہم نے خود انہی میں سے ایک آدمی پر وحی بھیجی کہ (غفلت میں پڑے ہوئے) لوگوں کو چونکا دے اور جو مان لیں ان کو خوشخبری دے دے کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچی عزت و سرفرازی ہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰۤی اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۴﴾ قُلۡ لَّوۡ كَانَ فِی الۡاَرۡضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّیۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَیۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۵﴾[3]

ترجمہ: لوگوں کے سامنے جب کبھی ہدایت آئی تو اس پر ایمان لانے سے ان کو کسی چیز نے نہیں روکا مگر ان کے اسی قول نے کہ اللہ نے

[1] تفسیر طبری ۱۱/۵۲۴

[2] یونس ۲

[3] بنی اسرائیل ۹۴،۹۵

بشر کو پیغمبر بنا کر بھیج دیا، ان سے کہو اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چل پھر رہے ہوتے تو ہم ضرور آسمان سے کسی فرشتے ہی کو ان کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجتے۔

اپنے اسی خیال کی بنیاد پر انہوں نے اس بات کی تکذیب کی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان پر کوئی کتاب نازل کی ہے، رسول اللہ ﷺ کا دعویٰ تھا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور اللہ نے تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے مجھ پر یہ کتاب نازل کی ہے، کفار قریش اور دوسرے مشرکین عرب کے یہود و نصاریٰ سے تجارتی تعلقات تھے اور یہ جانتے تھے کہ موسیٰ پر تورات اور عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی تھی اس لئے رسول اللہ کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے وہ اہل کتاب کی طرف رجوع کرتے تھے، اور ان سے دریافت کرتے تھے کہ کیا واقعی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور کیا ان پر اللہ کا کلام نازل ہوا ہے، مگر وہ اپنی مخالفت کے جوش میں اس قدر اندھے ہو چکے تھے کہ ان باتوں کی تصدیق نہیں کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر ایسی بات ہے تو ان سے پوچھو پھر تورات جسے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا تھا جو تمام انسانوں کے لئے روشنی اور رہدایت تھی، جسے تم متفرق اوراق میں رکھتے ہو، جو تمہاری خواہشات کے موافق ہوتا ہے اسے ظاہر کر دیتے ہو اور جو تمہارے خلاف ہوتا ہے اسے چھپا کر کتمان حق کے مرتکب ہوتے ہو، جیسے مسئلہ رجم یا نبی ﷺ کی صفات کا مسئلہ اور جس کے ذریعہ سے تم کو وہ علم دیا گیا جو نہ تمہیں حاصل تھا اور نہ تمہارے باپ دادا کو آخر اس کا نازل کرنے والا کون تھا؟ اور ابراہیم علیہ السلام پر صحیفہ، داود علیہ السلام پر زبور، عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کس نے نازل کی تھی، یہ سارے انبیاء انسان نوع بشر میں سے تھے، اور اللہ کے قرب اور اس کی وحی کی وجہ سے ان کا مقام و مرتبہ عام انسانوں سے بہت بلند تھا، یعنی رسول بشر ہو سکتا ہے اور بشر رسول پر اللہ تعالیٰ کا کلام بھی نازل ہو چکا ہے تو پھر اس کتاب کے نازل ہونے کی تم تکذیب کیوں کر رہے ہو، یہ لوگ تو اس کا کیا جواب دیں گے، آپ اتنا کہہ دیں کہ اسے اللہ نے نازل کیا تھا، پھر انہیں اپنی خرافات اور دلیل بازیوں سے کھیلنے کے لئے چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن سے جا ملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے، حقیقت یہ ہے کہ صحیفہ ابراہیم، زبور، تورات اور انجیل کی طرح یہ بھی ایک کتاب ہے جسے ہم نے اپنی رحمت سے نازل کیا ہے، یہ جلیل القدر کتاب بڑی خیر و برکت والی ہے جو صحیح عقائد کی تعلیم دیتی ہے، بھلائیوں کی ترغیب دیتی ہے، اخلاق فاضلہ کی تلقین کرتی ہے، پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرتی ہے، اور جہالت، خود غرضی، تنگ نظری، ظلم، فحش اور دوسری ان برائیوں سے جن کا انبار تم لوگوں نے کتب مقدسہ کے مجموعے میں بھر رکھا ہے سے بالکل پاک ہے، اور یہ کتاب پہلے سے منزل کتابوں سے ہٹ کر کوئی مختلف تعلیم پیش نہیں کرتی بلکہ جو کچھ ان میں پیش کیا گیا تھا اس کی تائید و تصدیق کرتی ہے، اور اس کتاب کے نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے تم بستیوں کے اس مرکز یعنی مکہ مکرمہ اور عرب قبائل اور عجمیوں کو غفلت اور کج روی کے انجام بد پر متنبہ کر دو، جیسے فرمایا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ... ﴿١٥٨﴾ [1]

ترجمہ: اے محمد ﷺ! کہو کہ اے انسانو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔

[1] الاعراف ۱۵۸

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ﴿۱﴾ [1]

ترجمہ: نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تا کہ سارے جہان والوں کے لئے خبر دار کر دینے والا ہو۔

ایک مقام پر فرمایا

...وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ [2]

ترجمہ: پھر اہل کتاب اور غیر اہل کتاب دونوں سے پوچھو کیا تم نے بھی اس کی اطاعت و بندگی قبول کی؟ اگر کی تو وہ راہ راست پا گئے اور اگر اس سے منہ موڑا تو تم پر صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے، آگے اللہ خود اپنے بندوں کے معاملات دیکھنے والا ہے۔

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الأَنْبِيَاءِ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِي الغَنَائِمُ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئی تھیں، میری ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ مدد دی گئی، اور زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنادی گئی، لہٰذا میری امت میں جس شخص پر نماز کا وقت (جہاں) آجائے، اسے چاہئے کہ (وہیں زمین پر) نماز پڑھ لے، اور میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیئے گئے، اور ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں، اور مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی۔ [3]

جو لوگ اللہ کی توحید، رسالت، حیات بعد الموت اور روز جزا کو برحق مانتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی منزل اس جلیل القدر کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی یاد کے لئے فرض نمازوں کو اپنے وقتوں پر خضوع وخشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ

اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے

وَ لَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ

حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے

---

[1] الفرقان۱

[2] آل عمران۲۰

[3] صحیح بخاری كِتَابُ الصَّلاَةِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا۴۳۸، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ باب جُعلت لي الأرض مسجدًا وطهورًا۱۱۶۳

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ

اسی طرح کامیں بھی لاتا ہوں اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے

بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ

ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو، آج تمہیں ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے کہ

تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى

تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے، اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے، اور تم ہمارے پاس تنہا تنہا آ گئے

كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ

جس طرح ہم نے اول بار تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا اس کو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ہمراہ

شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ

تمہارے ان شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعویٰ رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں،

لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ (الانعام ۹۴،۹۳)

واقع تمہارے آپس میں قطع تعلق تو ہو گیا اور تمہارا دعویٰ سب تم سے گیا گزرا ہوا ہے۔

مغضوب لوگ:

اور اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹا بہتان گھڑے کہ اللہ اولاد رکھتا ہے یا اس کے کئی شریک ہیں یا یہ کہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور مجھ پر وحی آئی ہے درآں حالے کہ نہ وہ اللہ کا رسول ہو اور نہ اس پر کوئی وحی نازل کی گئی ہو،

عَنْ عِكْرِمَةَ، قَوْلُهُ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ، قَالَ: نَزَلَتْ فِي مُسَيْلِمَةَ

عکرمہ آیت کریمہ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ کے بارے میں فرماتے ہیں یہ آیت مسیلمہ کذاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے [1]

یا جو اللہ کی نازل کردہ وحی کے مقابلہ میں صف آرا ہو کر کہے کہ میں بھی ایسا کلام پیش کر سکتا ہوں؟ یعنی وہ بھی اسی طرح شریعت بنا سکتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے، جیسے فرمایا

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ... ﴿۳۱﴾ [2]

[1] تفسیر طبری ۱۱؍۵۳۳

[2] الانفال ۳۱

ترجمہ: جب ان کو ہماری آیات سنائی جاتی تھیں تو کہتے تھے کہ ہاں سن لیا ہم نے، ہم چاہیں تو ایسی ہی باتیں ہم بھی بنا سکتے ہیں۔

کاش تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جب کہ وہ سکرات موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے ہیں اور فرشتے جان نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھا بڑھا کر اور مار پیٹ کر کہہ رہے ہوتے ہیں،

عَنِ الضَّحَّاكِ:وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ، قَالَ:بِالْعَذَابِ

ضحاک رحمہ اللہ اور ابو صالح رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ وہ ان کی طرف عذاب کے لیے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے۔[1]

جیسے ایک اور مقام پر فرمایا

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ يَتَوَفَّى ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ۙ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَـٰرَهُمْ ... ﴿٥٠﴾ [2]

ترجمہ: کاش! تم اس حالت کو دیکھ سکتے جب کہ فرشتے مقتول کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے وہ ان کے چہروں اور ان کے کولھوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے۔

جبکہ روحیں جسموں سے نکلنے سے انکار کریں گی تو فرشتے کہتے ہیں کہ لاؤ نکالو اپنی جان، آج سے تمہیں ان باتوں کی پاداش میں ذلت ورسوائی کا عذاب دیا جائے گا جو تم اللہ پر تہمت رکھ کر ناحق بکا کرتے تھے اور اس کی آیات کے مقابلہ میں سرکشی دکھاتے تھے، تفصیل کے ساتھ توحید پر دلائل بیان کرتے ہوئے مشرکین کو دعوت فکر دی گئی اور اس سلسلہ میں حشر کا ایک منظر بیان کیا گیا کہ جب اللہ انسانوں کو اسی جسم وجان کے ساتھ قبروں سے زندہ کرے گا اور پکارنے والے کی آواز پر وہ میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے تو اللہ فرمائے گا تم تو حیات بعد الموت، حساب کتاب اور جزا وسزا کو محال سمجھتے تھے تو اب دیکھ لو تم ویسے ہی تنہا ہماری بارگاہ میں حاضر ہو گئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا، جیسے فرمایا

وَعُرِضُوا۟ عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَـٰكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍۭ ۚ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾ [3]

ترجمہ: اور سب کے سب تمہارے رب کے حضور صف در صف پیش کیے جائیں گے لو دیکھ لو، آ گئے نا تم ہمارے پاس اسی طرح جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تمہارے لیے کوئی وعدے کا وقت مقرر ہی نہیں کیا ہے۔

جو کچھ ہم نے تمہیں دنیا میں دیا تھا، جن نعمتوں سے ہم نے تمہیں نوازا تھا، جس مال ودولت اور حیثیت ومرتبہ پر تم اتراتے اور جس کی وجہ سے ایمان لانے سے گریزاں تھے وہ سب تم دنیا میں چھوڑ آئے ہو وہ سب کچھ اب تمہارے کسی کام نہ آئے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَقُولُ الْعَبْدُ: مَالِي، مَالِي، إِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ: مَا أَكَلَ فَأَفْنَى، أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى، أَوْ أَعْطَى فَاقْتَنَى، وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ، وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ

[1] تفسیر طبری ۵۳۹،۱۱

[2] الانفال ۵۰

[3] الکہف ۴۸

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کہتا ہے میرا مال، میرا مال، حالانکہ تیرا مال وہی ہے جسے تو نے کھا پی لیا، وہ فنا ہوگیا یا تو نے پہن اوڑھ لیا، وہ پھٹا پرانا ہو کر ضائع ہوگیا یا تو نے اللہ کے نام پر خیرات کیا وہ باقی رہا، اس کے سوا جو کچھ ہے اسے تو تو اوروں کے لئے چھوڑ کر یہاں سے جانے والا ہے۔ (۱)

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ يُؤْتَى بِابْنِ آدَمَ يَوْمَ القيامة كأنه بذبح فَيَقُولُ لَهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَيْنَ مَا جَمَعْتَ؟ فَيَقُولُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهُ وَتَرَكْتُهُ أَوْفَرَ مَا كَانَ، فَيَقُولُ: فَأَيْنَ مَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَلا تَرَاهُ قَدَّمَ شَيْئًا وَتَلا هَذِهِ الآيَةَ:وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَى كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ ما خولناكم وراء ظهوركم.

حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا ابن آدم کو قیامت کے دن اس طرح لایا جائے گا کہ وہ بکری کے بچے کی طرح کمزور اور لاغر سا ہوگا اللہ عزوجل فرمائے گا تو نے جو مال جمع کیا تھا وہ کہاں ہے؟ بندہ جواب دے گا کہ اے میرے رب! میں نے اسے جمع تو کیا مگر جتنا جمع کیا اس سے بھی زیادہ پیچھے چھوڑ آیا ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا ابن آدم! ذرا یہ تو بتا کہ تو نے اپنے لیے آگے کیا بھیجا تھا؟ لیکن وہ کوئی ایسی چیز نہیں دیکھے گا جسے اس نے آگے بھیجا ہو پھر حسن بصری رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ '' (اور اللہ فرمائے گا) لو اب تم ویسے ہی تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا، جو کچھ ہم نے تمہیں دنیا میں دیا تھا وہ سب تم پیچھے چھوڑ آئے ہو۔'' کی تلاوت فرمائی۔ (۲)

اور اب ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے، جو دنیا میں تمہاری زندگیوں اور تمہارے دین وایمان کے ساتھ کھیلتے تھے، اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم مستحق عبادت سمجھتے تھے اور جن کے متعلق تم گمان کرتے تھے کہ تمہارے بگڑے کام بنانے میں ان کا بھی کچھ ساجھا ہے، اور روز قیامت وہ تمہاری شفاعت کریں گے اور اللہ کے عذاب سے بچالیں گے، بے بس اور لاچار معبودان کی بے چارگی کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ (۳)

ترجمہ: اور بھول نہ جائیں یہ لوگ اس دن کو جب کہ وہ ان کو پکارے گا اور پوچھے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کا تم گمان رکھتے تھے؟۔

وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ (۴)

ترجمہ: اور ان سے پوچھا جائے گا کہ اب کہاں ہیں وہ جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے؟ کیا وہ تمہاری کچھ مدد کر رہے ہیں یا خود اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں؟۔

لیکن آج تمہارے اور تمہارے شرکاء کے مابین سفارش وغیرہ کے تمام روابط اور تعلقات منقطع ہو گئے اور وہ سب شریک تم سے گم ہو گئے ہیں جن کا تم زعم رکھتے تھے۔

---

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنيا سجن للمومن وجنة للكافر ۷۴۲۲

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۴۹۹/۴

(۳) القصص ۶۲

(۴) الشعراء ۹۲،۹۳

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ (1)

ترجمہ: جب وہ سزا دے گا اور اس وقت کیفیت یہ ہو گی کہ وہی پیشوا اور رہنما جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی، اپنے پیرووں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے، مگر سزا پا کر رہیں گے اور ان کے سارے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا، اور وہ لوگ جو دنیا میں ان کی پیروی کرتے تھے کہیں گے کہ کاش! ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح آج یہ ہم سے بے زاری ظاہر کر رہے ہیں ہم ان سے بے زار ہو کر دکھا دیتے، یوں اللہ ان لوگوں کے وہ اعمال جو یہ دنیا میں کر رہے ہیں ان کے سامنے اس طرح لائے گا کہ یہ حسرتوں اور پشیمانیوں کے ساتھ ہاتھ ملتے رہیں گے مگر آگ سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٠١﴾ (2)

ترجمہ: پھر جونہی کہ صور پھونک دیا گیا، ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔

وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٢٥﴾ (3)

ترجمہ: اور اس نے (ابراہیم علیہ السلام) کہا تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنالیا ہے مگر قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور آگ تمہارا ٹھکانا ہو گی اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہو گا۔

وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ... ﴿٦٤﴾ (4)

ترجمہ: پھر ان سے کہا جائے گا کہ پکارو اب اپنے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کو، یہ انہیں پکاریں گے مگر وہ ان کو کوئی جواب نہ دیں گے اور یہ لوگ عذاب دیکھ لیں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿٢٣﴾ انظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۚ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ (5)

ترجمہ: جس روز ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے اور مشرکوں سے پوچھیں گے کہ اب وہ تمہارے ٹھیرائے ہوئے شریک کہاں ہیں جن کو تم اپنا الٰہ سمجھتے تھے تو وہ اس کے سوا کوئی فتنہ نہ اٹھا سکیں گے کہ (یہ جھوٹا بیان دیں کہ) اے ہمارے آقا! تیری قسم ہم ہرگز مشرک نہ تھے، دیکھو،

(1) البقرہ ۱۶۷،۱۶۶

(2) المومنون ۱۰۱

(3) العنکبوت ۲۵

(4) القصص ۶۴

(5) الانعام ۲۲ تا ۲۴

اس وقت یہ کس طرح اپنے اوپر آپ جھوٹ گھڑیں گے، اور وہاں ان کے سارے بناوٹی معبود گم ہو جائیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ

بے شک اللہ تعالیٰ دانہ کو اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والا ہے، وہ جاندار کو بے جان سے نکال لاتا ہے اور وہ بے جان کو

مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّيْلَ

جاندار سے نکالنے والا ہے اللہ تعالیٰ یہ ہے، سو تم کہاں الٹے چلے جا رہے ہو، وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو

سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾

راحت کی چیز بنایا ہے اور سورج اور چاند کو حساب سے رکھا ہے، یہ ٹھہرائی بات ہے ایسی ذات کی جو قادر ہے بڑے علم والا ہے،

وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں، خشکی میں

وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

اور دریا میں راستہ معلوم کرسکو، بے شک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں ان لوگوں کے لیے جو خبر رکھتے ہیں،

وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ

اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا پھر ایک جگہ زیادہ رہنے کی ہے اور ایک جگہ چندے رہنے کی،

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ (الانعام ۹۵ تا ۹۸)

بیشک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کر دیئے ان لوگوں کے لیے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حیرت ناک قدرت:

آخرت کی تصویر کشی کے بعد وحدانیت، بے مثال قدرت اور انوکھی صنعت گری پر دلائل کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی مردہ دانے اور مردہ گھٹلی کو جسے کاشت کار زمین کی تہ میں دبا دیتا ہے، جنہیں ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے لیکن جس جس چیز کے وہ دانے یا گھٹلیاں ہوتی ہیں ان کو زمین کی تہوں میں پھاڑ کر غلوں اور انواع و اقسام کے پھلوں کے تناور درخت ان سے پیدا فرما دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ

اَفَلَا يَشۡكُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ ①

ترجمہ:ان لوگوں کے لئے بے جان زمین ایک نشانی ہے،ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں،ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے تا کہ یہ اس کے پھل کھائیں،یہ سب کچھ ان کے اپنے ہاتھوں کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے پھر کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے۔

وہی اللہ وحدہ لاشریک بے جان مادہ سے زندہ مخلوق کو پیدا کرتا ہے اور جاندار اجسام میں سے بے جان مادوں کو خارج کرتا ہے،یہ سارے حیرت ناک افعال سرانجام دینے والا تو اللہ وحدہ لاشریک ہے،چنانچہ تمام مخلوق پر فرض ہے کہ وہ اس کی الوہیت وعبودیت کو تسلیم کرے مگر تم اس شان کے مالک رب کی عبادت کو چھوڑ کر ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہو جو خود اپنے لئے کسی نفع ونقصان،موت وحیات اور دوبارہ اٹھانے پر قادر نہیں ہیں،جس طرح اللہ تعالیٰ دانے اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے اسی طرح وہی رات کے گھٹاٹوپ اندھیرے کو دن کی نورانیت سے پھاڑ دیتا ہے،جیسے فرمایا

...يُغۡشِى الَّيۡلَ النَّهَارَ يَطۡلُبُهٗ حَثِيۡثًا... ﴿۵۴﴾ ②

ترجمہ:جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔

اور چونکہ مخلوق سکون،آرام اور ٹھہرنے کی محتاج ہوتی ہے اور یہ امور دن اور رات کے وجود کے بغیر مکمل نہیں ہوتے،اس لئے فرمایا اسی وحدہ لاشریک نے تمہارے لئے رات کو راحت وسکون کا وقت بنایا ہے،جیسے فرمایا

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ ③

ترجمہ:قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جبکہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے۔

وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ۙ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾ ④

ترجمہ:قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھا جائے اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو۔

وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۪﴿۳﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰىهَا ۪﴿۴﴾ ⑤

ترجمہ: اور دن کی قسم جب کہ وہ (سورج کو) نمایاں کر دیتا ہے،اور رات کی قسم جبکہ وہ (سورج کو) ڈھانک لیتی ہے۔

اسی نے روشن چاند اور چمکتے دھمکتے سورج کے طلوع وغروب کا حساب مقرر کیا ہے جس میں کوئی تغیر واضطراب نہیں ہوتا ہر ایک کی منزل مقرر ہے،جیسے فرمایا

① یٰسین ۳۵،۳۴

② الاعراف ۵۴

③ الضحیٰ ۱،۲

④ اللیل ۱،۲

⑤ الشمس ۳،۴

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ ... ۞۵ (۱)

ترجمہ: وہی ہے جس نے روشن کو اجیالا بنایا اور چاند کو چمک دی اور چاند کے گھٹنے بڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں۔

اب نہ تو سورج ہی سے بن پڑتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت حاصل کر سکتی ہے، ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں تیر رہا ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۞۴۰ (۲)

ترجمہ: نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لیجا سکتی ہے، سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

...وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ... ۞۵۴ (۳)

ترجمہ: جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔

یہ سب اسی کی زبردست قدرت اور علم رکھنے والے کے ٹھیرائے ہوئے اندازے ہیں جو اس کی بے انتہا عظمت اور عظیم سلطنت پر دلیل ہے، جیسے فرمایا

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ښ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۞۳۷ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۞۳۸ (۴)

ترجمہ: ان کے لیے ایک اور نشانی رات ہے ہم نے اس کے اوپر سے دن ہٹا دیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور سورج، وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔

...وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۞۱۲ (۵)

ترجمہ: اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے تاروں کو صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا اور ان کا دوسرا مقصد آسمان دنیا کی زینت ہے اور تیسرا مقصد یہ ہے کہ جب شیطان سن گن لینے کے لئے آسمان پر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ ان پر شعلہ بن کر گرتے ہیں، ان تین باتوں کے علاوہ ان ستاروں کے بارے میں اگر کوئی شخص کوئی اور عقیدہ رکھتا ہے تو وہ غلطی پر ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے، دیکھو ہم نے اس حقیقت کی نشانیاں کہ اس عظیم الشان کائنات میں اللہ صرف ایک ہے، وہی اپنی حکمت و مشیت کے مطابق اس کائنات میں تدبیر و تصرف کرتا ہے اس کے سوا کوئی ہستی نہ اس جیسی صفات کی مالک ہے اور نہ اس کے اختیارات میں کچھ ساجھے دار ہے، اہل دانش کے لیے ہم نے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں، اور وہی ہے جس نے ایک متنفس سے تم کو پیدا کیا، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا

(۱) یونس ۵
(۲) یٰسین ۴۰
(۳) الاعراف ۵۴
(۴) یٰسین ۳۸،۳۷
(۵) حم السجدۃ ۱۲

وَّنِسَآءً ... ① [1]

ترجمہ:لوگو!اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے۔

هُوَالَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ... ١٨٩ [2]

ترجمہ:وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا ... ٦ [3]

ترجمہ:اسی نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر وہی ہے جس نے اس جان سے اس کا جوڑا بنایا۔

پھر ہر ایک کے لئے ایک جائے قرار ہے اور سونپے جانے کی جگہ۔

قُلْتُ: {فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ} [4] قَالَ: الْمُسْتَقَرُّ فِي الرَّحِمِ وَالْمُسْتَوْدَعُ فِي الصُّلْبِ ،

امام حاکم رحمہ اللہ آیت فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ کے بارے میں لکھتے ہیں فَمُسْتَقَرٌّ سے مراد رحم مادر اور مُسْتَوْدَعٌ سے مراد صلب پدر ہے۔ [5]

بے شک سمجھ بوجھ رکھنے والوں کے لئے ہم نے انفس و آفاق کے مشاہداتی دلائل و براہین خوب کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں تا کہ وہ غور و فکر کریں۔

وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ

اور وہ ایسا ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کے نباتات کو نکالا پھر ہم نے اس سے سبز شاخ

كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا

نکالی کہ اس سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گچھے میں سے،

قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا

خوشے ہیں جو نیچے کو لٹکے جاتے ہیں اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار کہ بعض ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں

وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ يَنْعِهٖ ؕ

اور کچھ ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے، ہر ایک کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو

[1] النساء ١

[2] الاعراف ١٨٩

[3] الزمر ٦

[4] الأنعام : ٩٨

[5] مستدرک حاکم ٣٨٧٧

اِنَّ فِیْ ذٰلِکُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ (الانعام۹۹)

ان میں دلائل ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

اور یہ بھی اللہ وحدہ لاشریک ہی کی کاریگری ہے کہ انسانوں کی ضرورت اور حاجت کے وقت آسمان سے پے در پے پانی برساتا ہے اور اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگاتا ہے جسے انسان اور حیوانات کھاتے ہیں، جیسے فرمایا

...وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ... ﴿۳۰﴾ (۱)

ترجمہ: اور پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔

اور اسی پانی سے ہرے بھرے کھیت اور انواع واقسام کے درخت پیدا کر دیتا ہے، پھر ان سرسبز کھیتوں سے گندم، جو، جوار، باجرہ اور چاول وغیرہ کی اوپر تلے چڑھے ہوئے دانوں کی بالیاں نکالتا ہے اور اسی پانی سے کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کرتا ہے جو بوجھ کے مارے زمین کی طرف جھکے پڑتے ہیں،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ} يَعْنِي بِالْقِنْوَانِ الدَّانِيَةِ: قِصَارَ النَّخْلِ لَاصِقَةً عُذُوقُهَا بِالْأَرْضِ

علی بن ابوطلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ سے مراد کھجوروں کے وہ چھوٹے چھوٹے درخت ہیں جن کے گھچے زمین کے ساتھ لگے ہوتے ہیں۔ (۲)

اور اسی پانی سے انگوروں کے باغات پیدا کیے، جیسے فرمایا

وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّاَعْنَابٍ... ﴿۳۴﴾ (۳)

ترجمہ: ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے۔

اور زیتون اور انار کے باغ اگاتا ہے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں مگر شکل وصورت، رنگ، ذائقے، خوشبو اور دوائد میں جدا جدا ہوتے ہیں،

عَنْ قَتَادَةَ , قَوْلَهُ: {مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ} يُقَالُ: مُتَشَابِهًا وَرَقُهُ مُخْتَلِفًا ثَمَرُهُ

قتادہ رحمہ اللہ وغیرہ نے آیت کریمہ "بعض ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور کچھ ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے۔" کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ پتوں اور شکلوں کے اعتبار سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں مگر پھلوں کی شکل، ذائقے اور فوائد کے اعتبار سے یہ پھل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ (۴)

ان پھل دار درختوں پر پھول آنے پھر ان پھولوں سے پھل بننے اور پھر ان کے پکنے کی کیفیت کو ذرا تفکر و تدبر اور عبرت کی نظر سے دیکھو، اہل

(۱) الانبیاء ۳۰

(۲) تفسیر طبری ۵۷۶/۱۱، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۵۹/۴

(۳) یٰسین ۳۴

(۴) تفسیر طبری ۵۷۸/۱۱، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۵۹/۴

ایمان کے لئے ان تمام چیزوں میں خالق کائنات کے کمال قدرت کی واضح نشانیاں ہیں۔

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا

اور لوگوں نے شیاطین کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دے رکھا ہے حالانکہ ان لوگوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور ان لوگوں نے

لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۰۰ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ

اللہ کے حق میں بیٹے اور بیٹیاں بلاسند تراش رکھی ہیں اور وہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جو یہ کرتے ہیں، وہ آسمانوں

وَ الْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ

اور زمین کا موجد ہے، اللہ تعالیٰ کے اولاد کہاں ہوسکتی ہے حالانکہ اس کے کوئی بیوی تو ہے نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا

وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۰۱ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ تمہارا رب! اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چیز کا

فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۱۰۲ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ؗ

پیدا کرنے والا ہے، تم اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے، اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی

وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝۱۰۳ قَدْ جَآءَكُمْ

اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہوجاتا ہے اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے، اب بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے

بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ

حق بینی کے ذرائع پہنچ چکے ہیں سو جو شخص دیکھ لے گا وہ اپنا فائدہ کرے گا اور جو شخص اندھا رہے گا وہ اپنا نقصان کرے گا

وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝۱۰۴ (الانعام ۱۰۰ تا ۱۰۴)

اور میں تمہارا نگران نہیں ہوں۔

مشرکین کی مذمت:

اس پر بھی لوگ جنوں، بتوں اور قبروں میں مدفون اشخاص کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں، اپنی پریشانیوں اور مصائب میں ان کو پکارتے ہیں اور ان کی خوشنودی کے لئے عبادت کرتے ہیں جو اللہ کی مخلوق ہیں اور جن میں ربوبیت اور الوہیت کی کوئی بھی صفت نہیں ہے، وہ ان کو اس ہستی کا شریک ٹھہراتے ہیں جو خلق و امر کی مالک ہے اور وہ ہر قسم کی نعمت عطا کرنے والی اور تمام دکھوں اور تکلیفوں کو دور کرنے والی ہے، اس پر بھی لوگوں نے جنوں کو جو اللہ کی ایک مخلوق ہے اللہ کا شریک ٹھہرادیا، جنات سے مراد شیاطین ہیں اور اس کے کہنے سے ہی شرک کیا جاتا ہے اس

لئے گویا شیطان ہی کی عبادت کی جاتی ہے، جیسے فرمایا

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ (۱)

ترجمہ: وہ اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں، وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے، (وہ اس شیطان کی اطاعت کر رہے ہیں) جس نے اللہ سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا، میں انہیں بہکاؤں گا، میں انہیں آرزوؤں میں الجھاؤں گا، میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑیں گے، اور میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں ردوبدل کریں گے، اس شیطان کو جس نے اللہ کے بجائے اپنا ولی و سرپرست بنالیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔ وہ شیطان اللہ کی بارگاہ میں اپنے دعویٰ کے مطابق ان کو وعدے دیتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے اور جو کچھ شیطان انہیں وعدے دیتا ہے وہ دھوکا ہی دھوکا ہے۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ (۲)

ترجمہ: وہ ان لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے مگر شیطان کے سارے وعدے بجز فریب کے اور کچھ نہیں ہیں۔

...وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ (۳)

ترجمہ: اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے والد کو یہی فرمایا تھا

يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ (۴)

ترجمہ: اباجان! آپ شیطان کی بندگی نہ کریں شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کو پیغمبروں کی ذریعے ہمیشہ یہی ہدایت فرمائی۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ (۵)

ترجمہ: آدم کے بچو! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی بندگی کرو یہ سیدھا راستہ

---

(۱) النساء ۱۱۷تا۱۱۹

(۲) النساء ۱۲۰

(۳) بنی اسرائیل ۶۴

(۴) مریم ۴۴

(۵) یٰسین ۶۱،۶۰

ہے۔

اور فرشتے بھی قیامت کے روز مجرمین کے بارے میں یہی کہیں گے۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ (سبا۴۱)

ترجمہ: تو وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے آپ کی ذات، ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ ان لوگوں سے، دراصل یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے ان میں سے اکثر انہی پر ایمان لائے ہوئے تھے۔

یہودی عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں اور مشرکین عرب فرشتوں کو بغیر کسی دلیل کے اللہ تعالیٰ کی لڑکیاں سمجھتے تھے ،فرمایا اور اسی طرح مشرکین نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ و بہتان باندھتے ہوئے بغیر کسی علم کے اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تصنیف کر دیں حالانکہ وہ پاک اور بالاتر ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کہتے ہیں، وہ تو بغیر کسی سابقہ نمونے کے ساتوں آسمانوں اور زمین کو بہترین شکل میں بہترین نظام اور خوبصورتی کے ساتھ تخلیق کرنے والا ہے، یہ اس کی شان سے بعید ہے کہ اس کا کوئی بیٹا یا بیٹی ہو اور اس کا کوئی بیٹا یا بیٹی کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کوئی اس کا ہم کفو ہی نہیں، اس کی کوئی شریک زندگی ہی نہیں ہے، وہ اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز اور تمام مخلوق اس کی محتاج ہے جیسے فرمایا

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ (۱)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں رحمان نے کسی کو بیٹا بنایا ہے، سخت بے ہودہ بات ہے جو تم لوگ گھڑ لائے ہو، قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمان کے لئے اولاد ہونے کا دعوی کیا، رحمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔

اس نے کائنات کی ہر مخلوق کو بلا کسی شریک کے تخلیق کیا ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے، جیسے فرمایا

...وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ (۲)

ترجمہ: جب کہ وہ ماہر خلاق ہے۔

یہ ہے اللہ تمہارا رب، جو انتہائی تذلل اور انتہائی محبت کا مستحق ہے، اس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے، جو آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کا خالق ہے، جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے قوم سے کہا تھا

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (۳)

ترجمہ: اس نے کہا کیا تم اپنی ہی تراشی ہوئی چیزوں کو پوجتے ہو؟ حالاں کہ اللہ ہی نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور ان چیزوں کو بھی جنہیں تم بناتے ہو۔

لہذا تم اپنے معبود حقیقی کو پہچانو، اس کی وحدانیت کا اقرار کرو اور ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اسی کی بندگی کرو، اپنی تمام عبادات کو اسی کے

(۱) مریم ۸۸تا۹۱

(۲) یٰسین ۸۱

(۳) الصافات ۹۶،۹۵

لئے خالص کرو اور ان عبادات میں صرف اسی کی رضا کو مقصد بناؤ، تخلیق کائنات کا مقصد بھی یہی ہے اور اسی کی خاطر ان کو پیدا کیا گیا ہے ،جیسے فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ [١]

ترجمہ: میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔

اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے، اس کی مثال تو کجا دنیاوی آنکھ سے کوئی پیغمبر بھی اللہ تعالیٰ کو اس کی عظمت اور اس کے جلال وکمال کی بنا پر نہیں دیکھ سکتا،

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتی ہیں

مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: {لاَ تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الخَبِيرُ} [٢]

جس شخص نے بھی یہ دعوی کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شب معراج میں) اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اس نے قطعاً جھوٹ بولا ہے پھر انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی "نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے، وہ نہایت باریک بیں اور باخبر ہے۔" [٣]

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ، حِجَابُهُ النُّورُ - وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ: النَّارُ - لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر پانچ باتیں فرمائیں اللہ عزوجل سوتا نہیں اور نہ ہی سونا اس کی شان ہے، میزان اعمال کو جھکاتا اور بلند کرتا ہے، اس کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے بلند کیا جاتا ہے، اور اس کا حجاب نور ہے اور ابو بکر کی روایت میں ہے کہ اس کا حجاب آگ ہے اگر وہ اسے کھول دے تو اس کے چہرے کی شعاعیں جہاں تک اس کی نگاہیں پہنچتی ہیں مخلوق کو جلا دیں۔ [٤]

لیکن روز قیامت اہل ایمان جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے چہرہ مکرم کے نظارے سے خوش ہوں گے اور اس کے مقابلہ میں جنت کی ہر نعمت انہیں ہیچ محسوس ہو گی، جیسے فرمایا

[١] الذاريات٥٦

[٢] الأنعام: ١٠٣

[٣] صحيح بخارى تفسير سورة النجم باب ١،ح ٤٨٥٥، صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى٤٣٩

[٤] صحيح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابٌ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللهَ لَا يَنَامُ، وَفِي قَوْلِهِ: حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ٤٤٥،سنن ابن ماجه كتاب افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ١٩٦،١٩٥

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝۲۲ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝۲۳ ⁽¹⁾

ترجمہ: اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کی دید کے بارے میں بہت سی روایات ہیں مگر معتزلہ کہتے ہیں کہ آخرت میں کہیں بھی اللہ کا دیدار نہ ہو گا حالاں کہ اہل ایمان کے برعکس کفار اپنے رب کے دیدار سے محروم ہوں گے، جیسے فرمایا

كَلَّاۤ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ ۝۱۵ ⁽²⁾

ترجمہ: ہرگز نہیں، بالیقین اس روز یہ اپنے رب کی دید سے محروم رکھے جائیں گے۔

مگر وہ نگاہوں کو پالیتا ہے، وہ نہایت باریک بیں اور باخبر ہے، جیسے فرمایا

اَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ ۝۱۴ ⁽³⁾

ترجمہ: کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟ حالاں کہ وہ باریک بین اور باخبر ہے۔

اور لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی

يٰبُنَىَّ اِنَّهَاۤ اِنۡ تَكُ مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ فَتَكُنۡ فِىۡ صَخۡرَةٍ اَوۡ فِى السَّمٰوٰتِ اَوۡ فِى الۡاَرۡضِ يَاۡتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيۡفٌ خَبِيۡرٌ ۝۱۶ ⁽⁴⁾

ترجمہ: (اور لقمان نے کہا تھا کہ) بیٹا! کوئی چیز رائی کے دانے برابر بھی ہو اور کسی چٹان یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو اللہ اسے نکال لائے گا وہ باریک بین اور باخبر ہے۔

دیکھو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آ گئی ہیں جو حق کو واضح کرتی ہیں اور جنہیں ہم نے قرآن مجید میں بار بار بیان کیا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ نے احادیث میں بیان کیا ہے، ان دلائل و براہین کو دیکھ کر جو راہ راست اور عمل صالحہ اختیار کرے گا تو روز آخرت کامیاب و کامران ہو کر جنت کی انوع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے استفادہ کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور قابل تعریف ہے، اور جو ان سے صرف نظر کر کے نفس اور خواہشات کا بندہ بنے گا تو ناکام و نامراد ہو کر جہنم کے گڑھے میں پھینک دیا جائے گا، جیسے فرمایا

مَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى ... ۝۱۵ ⁽⁵⁾

ترجمہ: جو کوئی راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اس کے اپنے ہی لئے مفید ہے اور جو گمراہ ہو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے، کوئی

---

(1) القيامة ۲۲،۲۳)

(2) المطففين ۱۵

(3) الملک ۱۴

(4) لقمان ۱۶

(5) بنی اسرائیل ۱۵

بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

اے محمد ﷺ! ان سے کہہ دیں کہ میں تو داعی اور بشیر و نذیر ہوں، میرا کام تو اللہ کے احکام پوری امانت و دیانت کے ساتھ پہنچا دینا ہے، اس کے بعد ان ہدایات پر تفکر و تدبر کرنا تمہارا اپنا کام ہے، میرا یہ کام نہیں ہے کہ تمہارے اعمال پر نظر رکھوں اور تمہیں زور و زبردستی سے راہ راست پر لاؤں۔

وَ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَ لِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَ لِنُبَيِّنَهٗ

اور ہم اس طور پر دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں تاکہ یوں کہیں کہ آپ نے کسی سے پڑھ لیا ہے اور تاکہ ہم

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ

اس کو دانشمندوں کے لیے خوب ظاہر کر دیں، آپ خود اس طریقہ پر چلتے رہیے جس کی وحی آپ کے رب تعالیٰ کی طرف سے

مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ

آپ کے پاس آئی ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور مشرکین کی طرف خیال نہ کیجیے، اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا

مَآ اَشْرَكُوْا ۗ وَ مَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَ مَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٧﴾ وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ

تو یہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ کو ان کا نگران نہیں بنایا، اور نہ آپ ان پر مختار ہیں! اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے

كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ

ہم نے اسی طرح ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے، پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٨﴾ (الانعام ۱۰۵ تا ۱۰۸)

سو وہ ان کو بتلا دے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔

اس طرح ہم توحید کے دلائل و براہین کو بار بار مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں تاکہ کفار و مشرکین یوں کہیں کہ تم کسی سے پڑھ اور سیکھ کر آئے ہو، جیسے فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ ﴿٤﴾ وَقَالُوْٓا

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۵﴾ (۱)

ترجمہ: جن لوگوں نے نبی کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ فرقان ایک من گھڑت چیز ہے جسے اس شخص نے آپ ہی گھڑ لیا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے، بڑا ظلم اور سخت جھوٹ ہے جس پر یہ لوگ اتر آئے ہیں، کہتے ہیں یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جنہیں یہ شخص نقل کراتا ہے اور وہ اسے صبح و شام سنائی جاتی ہیں۔

اور کفار کے ایک سردار کا ذکر یوں فرمایا

اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ (۲)

ترجمہ: اس نے سوچا اور کچھ بات بنانے کی کوشش کی، تو اللہ کی مار اس پر کیسی بات بنانے کی کوشش کی، ہاں اللہ کی مار اس پر کیسی بات بنانے کی کوشش کی، پھر (لوگوں کی طرف) دیکھا پھر پیشانی سکیڑی اور منہ بنایا پھر پلٹا اور تکبر میں پڑ گیا آخر کار بولا کہ یہ کچھ نہیں ہے مگر ایک جادو جو پہلے سے چلا آ رہا ہے یہ تو ایک انسانی کلام ہے۔

اور جو لوگ علم رکھتے ہیں ان پر ہم حقیقت کو روشن کر دیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے نازل فرمایا ہے، جیسے فرمایا

لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ (۳)

ترجمہ: (وہ اس لیے ایسا ہونے دیتا ہے) تا کہ شیطان کی ڈالی ہوئی خرابی کو فتنہ بنا دے ان لوگوں کے لیے جن کے دلوں کو (نفاق کا) روگ لگا ہوا ہے اور جن کے دل کھوٹے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ عناد میں بہت دور نکل گئے ہیں، اور علم سے بہرہ مند لوگ جان لیں کہ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور وہ اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل اس کے آگے جھک جائیں، یقیناً اللہ ایمان لانے والوں کو ہمیشہ سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔

دوزخ کے فرشتوں کی تعداد کے بارے میں فرمایا

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰۗىِٕكَةً ۠ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا

(۱) الفرقان ۵،۴

(۲) المدثر ۱۸تا۲۵

(۳) الحج ۵۴،۵۳

يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۗ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے دوزخ کے یہ کارکن فرشتے بنائے ہیں، اور ان کی تعداد کو کافروں کے لیے فتنہ بنادیا ہے تا کہ اہل کتاب کو یقین آجائے اور ایمان لانے والوں کا ایمان بڑھے، اور اہل کتاب اور مومنین کسی شک میں نہ رہیں، اور دل کے بیمار اور کفار یہ کہیں کہ بھلا اللہ کا اس عجیب بات سے کیا مطلب ہوسکتا ہے، اس طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت بخش دیتا ہے، اور تیرے رب کے لشکروں کو خود اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور اس دوزخ کا ذکر اس کے سوا کسی غرض کے لیے نہیں کیا گیا کہ لوگوں کو اس سے نصیحت ہو۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ (۲)

ترجمہ: ہم اس قرآن کے سلسلہ تنزیل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لیے تو شفا اور رحمت ہے، مگر ظالموں کے لیے خسارے کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا۔

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ (۳)

ترجمہ: ان سے کہو یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لیے تو ہدایت اور شفا ہے مگر جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لیے یہ کانوں کی ڈاٹ اور آنکھوں کی پٹی ہے، ان کا حال تو ایسا ہے جیسے ان کو دور سے پکارا جا رہا ہو۔

مدار نجات یعنی اتباع کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! اس وحی کی پیروی کیے جاؤ جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے کیوں کہ اس ایک رب کے سوا کوئی اور معبود برحق نہیں ہے اور ان مشرکین سے درگزر اور ان کی ایذا دہی پر صبر کرو، یقین مانو کہ تمہارے غلبہ کا وقت دور نہیں، اللہ کی مصلحتوں کو کوئی نہیں جانتا اگر اللہ کی مشیت وحکمت ہوتی تو (وہ خود ایسا بندوبست کرسکتا تھا کہ) یہ لوگ شرک نہ کرتے، جیسے فرمایا

...وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ (۴)

ترجمہ: اگر اللہ چاہتا تو ممکن نہ تھا کہ ان رسولوں کے بعد جو لوگ روشن نشانیاں دیکھ چکے تھے وہ آپس میں لڑتے، مگر (اللہ کی مشیت یہ نہ تھی کہ وہ لوگوں کو جبراً اختلاف سے روکے، اس وجہ سے) انہوں نے باہم اختلاف کیا پھر کوئی ایمان لایا اور کسی نے کفر کی راہ اختیار کی، ہاں اللہ چاہتا تو وہ ہرگز نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اور دوٹوک انداز میں اعلان فرمایا کہ ہم نے اپنے رسول کو تم پر نگراں بنا کر نہیں بھیجا، یعنی وہ لوگوں کے اقوال واعمال کے جوابدہ نہیں ہیں۔

---

(۱) المدثر ۳۱

(۲) بنی اسرائیل ۸۲

(۳) حم السجدة ۴۴

(۴) البقرة ۲۵۳

فَذَكِّرْ ۗ إِنَّمَآ أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ (۱)

ترجمہ: اچھا (اے نبی ﷺ! نصیحت کیے جاؤ تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو۔

اپ کے ذمہ صرف اللہ کے احکام پہنچا دینا ہے حساب لینا ہمارا ذمہ ہے۔

...فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ (۲)

ترجمہ: بہر حال تمہارا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔

داعی اور مبلغ کو ہدایت فرمائی گئی کہ جوش خطابت میں کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے دشمن کے پیشواؤں اور معبودوں کو سب وشتم کرنے لگو، یہ چیز ان کو حق سے قریب لانے کے بجائے اور زیادہ دور پھینک دے گی اور وہ شرک سے آگے بڑھ کر لاعلمی اور تعصب کے باعث اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے لگیں گے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ} قَالَ: قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، لَتَنْتَهِيَنَّ عَنْ سَبِّ آلِهَتِنَا أَوْ لَنَهْجُوَنَّ رَبَّكَ، فَنَهَاهُمُ اللَّهُ أَنْ يَسُبُّوا أَوْثَانَهُمْ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ

علی بن ابوطلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ''اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔'' کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ مشرکوں نے کہا تھا کہ اے محمد (ﷺ) تم ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے باز آجاؤ ورنہ ہم بھی تمہارے رب کو برا کہیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بتوں کو برا کہنے سے منع فرمایا (کیونکہ انہیں برا کہنے کے نتیجے میں) کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔ (۳)

عَنْ مَعْمَرٍ , عَنْ قَتَادَةَ , قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَسُبُّونَ أَصْنَامَ الْكُفَّارِ , فَيَسُبُّ الْكُفَّارُ اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ , فَأَنْزَلَ اللَّهُ {وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

معمر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ مسلمان کفار کے بتوں کو برا کہا کرتے تھے تو جواب میں کفار بے ادبی سے اور بے سمجھے اللہ تعالیٰ کو برا کہنے لگ جاتے تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ''اور (اے ایمان لانے والو!) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو۔'' نازل فرمائی۔ (۴)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ:يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ

(۱) الغاشیة۲۲،۲۱

(۲) الرعد۴۰)

(۳) تفسیر طبری ۳۳،۱۲

(۴) تفسیر عبد الرزاق۸۴۰

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (حیرانی سے) دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا ؟فرمایا کہ وہ شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو (جواب میں) دوسرا بھی پہلے شخص کے ماں باپ کو گالی دے گا۔ [1]

اسی طرح ہم نے ہر گروہ کے لئے اس کے اعمال قبیحہ کو خوشنما بنادیا ہے اور وہ خود فریبی کا شکار ہو کر ان پر عمل پیرا رہتا ہے، مگر انجام کار ایک وقت مقررہ پر تمام مخلوق کو اپنے رب کی طرف پلٹ کر آنا ہے، اس وقت وہ انہیں بتادے گا کہ وہ کیسے اعمال کرتے رہے ہیں اور ان کے مطابق انہیں جزاو سزا دے گا۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ

اور ان لوگوں نے قسموں میں بڑا زور لگا کر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اگر ان کے پاس کوئی نشانی آجائے تو وہ ضرور ہی اس پر

لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ

ایمان لے آئیں گے، آپ کہہ دیجئے کہ نشانیاں سب اللہ کے قبضہ میں ہیں اور تم کو اس کی کیا خبر وہ نشانیاں جس وقت آجائیں گی

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَ نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا

یہ لوگ تب بھی ایمان نہ لائیں گے، اور ہم بھی ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا کہ یہ لوگ اس پر پہلی دفعہ

بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ نَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَ لَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ

ایمان نہیں لائے اور ہم ان کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے، اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے

وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا

اور ان سے مردے باتیں کرنے لگتے اور ہم تمام موجودات کو ان کے پاس ان کی آنکھوں کے روبرو لا کر جمع کر دیتے ہیں

لِيُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ (الانعام ۱۰۹ تا ۱۱۱)

تب بھی یہ لوگ ہر گز ایمان نہ لاتے، ہاں اگر اللہ ہی چاہے تو اور بات ہے لیکن ان میں زیادہ لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔

معجزوں کے طالب لوگ:

اہل ایمان کو شک وشبہ میں مبتلا کرنے کے لئے یہ مشرکین کڑی کڑی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ہماری خواہش کے مطابق کوئی معجزہ ظہور میں آ

[1] صحیح بخاری کتاب الادب بَابٌ لاَ يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ ۵۹۷۳، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا ۲۶۳، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي عُقُوقِ الوَالِدَيْنِ ۱۹۰۲، مسند احمد ۷۰۲۹

جائے تو ہم محمد (ﷺ) کی دعوت اور ان کی رسالت پر ضرور ایمان لے آئیں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مطالبے کے جواب میں فرمایا اے محمد ﷺ ! ان سے کہو کہ معجزات بنالانے کی قدرت مجھے حاصل نہیں ہے بلکہ اس کا تمام تر اختیار اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے اگر اس کی مشیت ہوئی تو وہ تمہارا مطالبہ پورا کر دے گا، مشرکین کی باتوں سے متاثر ہو کر بعض اہل ایمان بے تاب ہو کر تمنا کرتے اور کبھی اس خواہش کا اظہار بھی کر دیتے تھے کہ کوئی ایسا معجزہ ظاہر ہو جائے تا کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں، ان کی اس تمنا اور خواہش کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا مطالبہ معجزہ محض دفع اعتراض کے طور پر ہے طلب ہدایت کی نیت سے نہیں، اگر ہم ان کی خواہشات کے مطابق معجزات دکھا بھی دیں تب بھی یہ دعوت توحید پر ایمان نہیں لائیں گے، کیونکہ تاریخ انسانیت اس بات کی شاہد ہے کہ بے شمار اقوام ایسی گزری ہیں کہ معجزات دیکھ کر بھی راہ ہدایت ان کے حصے میں نہ آ سکی، جیسے فرمایا

وَمَا مَنَعَنَآ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنۡ كَذَّبَ بِهَا الۡاَوَّلُوۡنَ... ﴿۵۹﴾ (۱)

ترجمہ: اور ہم کو نشانیاں بھیجنے سے نہیں روکا مگر اس بات نے کہ ان سے پہلے کے لوگ ان کو جھٹلا چکے ہیں۔

ان لوگوں کی تکذیب اور کفر کی بنا پر ہم نے ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر دیا ہے، اب یہ کسی بات پر ایمان نہیں لائیں گے، اگر ان کی قسمت میں ایمان لانا ہوتا تو حق کی آواز پر پہلے ہی لبیک پکار اٹھتے، اس لئے اب ہم نے انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا ہے، ان کی ذہنی کیفیت تو یہ ہے کہ اگر ہم ان کے مطالبے میں فرشتے بھی ان کے روبرو کر دیتے۔

...اَوۡ تَاۡتِىَ بِاللّٰهِ وَالۡمَلٰۤـئِكَةِ قَبِيۡلًا ﴿۹۲﴾ (۲)

ترجمہ: یا اللہ اور فرشتوں کو رو در رو ہمارے سامنے لے آئے۔

یہ بھی کفار کا مطالبہ تھا

وَاِذَا جَآءَتۡهُمۡ اٰيَةٌ قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ حَتّٰى نُؤۡتٰى مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ... ﴿۱۲۴﴾ (۳)

ترجمہ: جب ان کے سامنے کوئی آیت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم نہ مانیں گے جب تک کہ وہ چیز خود ہم کو نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے۔

یہ بھی مطالبہ تھا

وَقَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا الۡمَلٰۤـئِكَةُ اَوۡ نَرٰى رَبَّنَا‌ ؕ لَقَدِ اسۡتَكۡبَرُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ وَعَتَوۡ عُتُوًّا كَبِيۡرًا ﴿۲۱﴾ (۴)

ترجمہ: جو لوگ ہمارے حضور پیش ہونے کا اندیشہ نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کیوں نہ فرشتے ہمارے پاس بھیجے جائیں؟ یا پھر ہم اپنے رب کو دیکھیں

(۱) بنی اسرائیل ۵۹
(۲) بنی اسرائیل ۹۲
(۳) الانعام ۱۲۴
(۴) الفرقان ۲۱

،بڑا گھمنڈ لے بیٹھے یہ اپنے نفس میں اور حد سے گزر گئے یہ اپنی سرکشی میں۔

قریب ہے وہ وقت جب یہ مجرم اپنی مکّاریوں کی پاداش میں اللہ کے ہاں ذلّت اور سخت عذاب سے دوچار ہوں گے۔ اور مردے زندہ ہو کر ان کو اللہ کی پاکیزہ دعوت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرتے اور روئے زمین کی چیزوں کو ہم ان کی آنکھوں کے سامنے جمع کر دیتے تب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے الا یہ کہ مشیت الٰہی یہی ہو کہ وہ ایمان لائیں، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٩٧﴾ (۱)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں پر تیرے رب کا قول راست آ گیا ہے ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آ جائے وہ کبھی ایمان لیکر نہیں آتے جب تک کہ دردناک عذاب سامنے آتا نہ دیکھ لیں۔

مگر اکثر لوگوں کی جہالت ان کے اور حق قبول کرنے کے درمیان حائل ہے۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے تھے کچھ آدمی اور کچھ جن، جن میں سے بعض بعضوں کو

إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ

چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکا میں ڈال دیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کر سکتے سو ان

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِينَ

لوگوں کو اور جو کچھ یہ افترا پردازی کر رہے ہیں اس کو آپ رہنے دیجئے اور تاکہ اس طرف ان لوگوں کے قلوب مائل ہو جائیں

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ ﴿١١٣﴾ (الانعام ۱۱۳،۱۱۲)

جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور تاکہ اس کو پسند کر لیں اور تاکہ مرتکب ہو جائیں ان امور کے جن کے وہ مرتکب ہوتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی تسلی و تشفی کے لئے فرمایا اے نبی ﷺ! آج اگر یہ شیاطین جن و انس متحد ہو کر دعوت حق کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں تو یہ کوئی نرالی بات نہیں ہے جو تمہارے ساتھ پیش آ رہی ہو، ہر دور میں ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ جب کوئی پیغمبر لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث کیا گیا تو شیطان جن و انس اس دعوت کی مخالفت میں کمر بستہ ہو گئے، یہ شیطان جن و انس داعی حق کے خلاف شکوک و شبہات پیدا کرتے اور دعوت حق کا راستہ روکنے کے لئے ایک دوسرے کو چالبازیاں اور حیلے سکھاتے ہیں، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ... ﴿٣٤﴾ (۲)

ترجمہ: تم سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں، مگر اس تکذیب پر اور ان اذیّتوں پر جو انہیں پہنچائی گئیں انہوں نے صبر کیا یہاں

(۱) یونس ۹۷،۹۶

(۲) الانعام ۳۴

تک کہ انہیں ہماری مدد پہنچ گئی۔

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم سے جو کچھ کہا جا رہا ہے اس میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو تم سے پہلے گزرے ہوئے رسولوں سے نہ کہی جا چکی ہو، بے شک تمہارا رب بڑا درگزر کرنے والا ہے اور اس کے ساتھ بڑی دردناک سزا دینے والا بھی ہے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ... ﴿۳۱﴾ (۲)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ہم نے تو اسی طرح مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے غار حرا سے واپسی پر جب ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو عیسائی عالم ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں تو اس نے کہا تھا

لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ

جو شخص بھی آپ کی طرح امر حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہی ہو گئے ہیں۔ (۳)

لہذا اللہ تعالیٰ پر توکل کریں اور ان کی عداوت کا کچھ بھی خیال نہ کریں، ان کا جھوٹ اور عداوت آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا، اللہ تعالیٰ ان شیطانی ہتھکنڈوں کو ناکام بنانے پر قدرت رکھتا ہے، لیکن وہ بالجبر ایسا نہیں کرتا کیونکہ یہ اس کے نظام اور اصول کے خلاف ہے جو اس نے اپنی مشیت کے تحت اختیار کیا ہے جس کی حکمتیں اور مصلحتیں وہی بہتر جانتا ہے، پس تم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کہ اپنی افترا پردازیاں کرتے رہیں، ہم انہیں یہ سب کچھ اس لئے کرنے دے رہے ہیں کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل اس خوشنما دھوکے کی طرف مائل ہو کر راضی ہو جائیں اور وہ بے فکر ہو کر ان برائیوں کا اکتساب کریں جن کا اکتساب وہ کرنا چاہتے ہیں، جیسے فرمایا

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ (۴)

ترجمہ: پس تم اور تمہارے یہ معبود اللہ سے کسی کو پھیر نہیں سکتے مگر صرف اس کو جو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھلسنے والا ہو۔

اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿۹﴾ (۵)

ترجمہ: (آخرت کے بارے میں) تمہاری بات ایک دوسرے سے مختلف ہے اس سے وہی برگشتہ ہوتا ہے جو حق سے پھرا ہوا ہے۔

---

(۱) حم السجدة ۴۳

(۲) الفرقان ۳۱

(۳) صحیح بخاری كتاب بدء الوحى كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ۳، صحیح مسلم كتاب الايمان بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۰۳

(۴) الصافات ۱۶۱ تا ۱۶۳

(۵) الذريات ۸، ۹

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ

تو کیا اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں حالانکہ وہ ایسا ہے اس نے ایک کتاب کامل تمہارے پاس بھیج دی،

مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ

اس کے مضامین خوب صاف صاف بیان کئے گئے ہیں اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس بات کو یقین کے ساتھ جانتے ہیں

اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

کہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ بھیجی گئی ہے سو آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوں، آپ کے رب کا کلام

صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ (الانعام ۱۱۵،۱۱۴)

سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے، اس کے کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اللہ کے فیصلے اٹل ہیں:

سید الامم محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے امت مسلمہ کو تعلیم دی گئی کہ جب حال یہ ہے تو کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والا تلاش کروں جو اس کے فیصلہ پر نظر ثانی کرے اور ایسا معجزہ بھیجے جس سے یہ لوگ ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں حالانکہ اس نے تمہاری طرف ایک کتاب کامل بھیج دی ہے، جس میں حلال وحرام، احکام شریعت اور دین کے اصول وفروع واضح کئے گئے ہیں، جس کے مضامین خوب صاف صاف بیان کئے گئے ہیں، جو حق و باطل میں واضح فرق ظاہر کرنے والی ہے، جو عدل و انصاف کے مطابق فیصلہ کرنے والی ہے اور سابقہ کتب تورات وانجیل کے حاملین یہود ونصاریٰ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے ٹھیک ٹھیک امر حق ہے، اور وہ ازلی وابدی حقیقت ہے جس میں کبھی فرق نہیں آیا ہے، لہٰذا تم شک وشبہ کرنے والوں میں شامل نہ ہو، جیسے فرمایا

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ [1]

ترجمہ: اب اگر تجھے اس ہدایت کی طرف سے کچھ بھی شک ہو جو ہم نے تجھ پر نازل کی ہے تو ان لوگوں سے پوچھ لے جو پہلے سے کتاب پڑھ رہے ہیں، فی الواقع یہ تیرے پاس حق ہی آیا ہے تیرے رب کی طرف سے لہٰذا تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

تمہارے رب نے اس کتاب عزیز میں جو خبریں بیان کی ہیں اس سے سچی خبر کوئی نہیں اور اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی سے بڑھ کر کسی حکم میں عدل وانصاف نہیں، یعنی اس کا ہر امر اور نہی عدل وانصاف پر مبنی ہے،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ، يَقُولُ: صِدْقًا وَعَدْلًا فِيمَا حَكَمَ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”آپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے، اس کے کلام کو کوئی بدلنے والا نہیں۔“ اس کے معنی

[1] یونس ۹۴

یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی باتیں قول کے اعتبار سے سچی اور حکم کے اعتبار سے انصاف پر مبنی ہیں۔ [1]

کیونکہ اس نے انہی باتوں کا حکم دیا ہے جن میں انسانوں کا فائدہ ہے اور انہی چیزوں سے منع کیا ہے جن میں نقصان اور فساد ہے گو انسان اپنی جہالت یا شیطانی وسوسوں کی بنا پر اس حقیقت کا ادراک نہ کرسکیں، جیسے فرمایا

...يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ... ﴿۱۵۷﴾ [2]

ترجمہ: وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے بدی سے روکتا ہے۔

اس آیت کے نزول نے گویا ختم وحی وعصمت پر مہر ثبت کر دی کہ جب رب کی باتیں اپنی سچائی اور انصاف میں کامل ہو چکی ہیں تو مزید کسی نبی کی ضرورت وحاجت نہ رہی البتہ یہ فریضہ رسالت اور پیغام ربانی آئندہ نسلوں تک پہنچانے کی ذمہ داری امت مسلمہ کے سبھی افراد پر ڈال دی گئی، اس عظیم الشان کائنات میں کوئی ایسی ہستی نہیں جو اس کے فرامین پر اعتراض، نظر ثانی یا ان میں تغیر و تبدل کر سکے اور وہ اپنے بندوں کی حاجتوں کو سننے والا اور ان کی حرکات وسکنات کو بخوبی جاننے والا ہے، اور روز قیامت ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔

وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں

اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں، بالیقین آپ کا رب ان کو خوب جانتا ہے

مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ (الانعام ۱۱۶،۱۱۷)

جو اس کی راہ سے بے راہ ہو جاتا ہے، اور وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ پر چلتے ہیں۔

لوگوں کی اکثریت گمراہ ہوتی ہے:

اللہ تعالیٰ نے سید الامم محمد رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کی اکثریت کی اطاعت سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا اے محمد ﷺ! اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے کیونکہ ان میں سے اکثر لوگ اپنے دین، اعمال اور علوم سے منحرف ہو چکے ہیں یعنی حق وباطل کا معیار دلائل وبراہین ہیں لوگوں کی اکثریت یا اقلیت حق کا معیار نہیں البتہ یہ حقیقت ہے کہ حق وصداقت کے راستے پر چلنے والے لوگ ہمیشہ تھوڑے ہی ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر ومنزلت اور اجر میں بہت عظیم ہوتے ہیں، جیسے فرمایا

[1] تفسیر طبری ۱۲/۶۳

[2] الاعراف ۱۵۷

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ (۱)

ترجمہ: حالاں کہ ان سے پہلے بہت سے لوگ گمراہ ہو چکے تھے۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ (۲)

ترجمہ: مگر تم خواہ کتنا ہی چاہو ان میں سے اکثر لوگ مان کر دینے والے نہیں ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلاَنِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً،قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر بھی وہی کچھ آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا اور دونوں میں اتنی مطابقت ہوگی جتنی جوتیوں کے جوڑے میں ایک دوسرے کے ساتھ، یہاں تک کہ اگر ان کی امت میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا کرنے والا آئے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سوائے ایک فرقہ کے سب فرقے والے دوزخی ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی وہ کون ہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں یعنی کتاب و سنت پر (۳)

اللہ کے سیدھے راستے کو چھوڑ کر وہ تو محض ظن و گمان کی پیروی کرتے ہیں، اور ان کے عقائد، تخیلات، فلسفے، اصول زندگی اور قوانین عمل سب کے سب قیاس آرائیوں پر مبنی ہیں، جبکہ ظن و گمان اور قیاس آرائیاں حق کے مقابلے میں کچھ کام نہیں آتیں، جیسے فرمایا

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۚ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ (۴)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ محض قیاس و گمان کے پیچھے چلے جا رہے ہیں حالانکہ گمان حق کی ضرورت کو کچھ بھی پورا نہیں کرتا۔

...اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ (۵)

ترجمہ: وہ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور گمان حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دے سکتا۔

درحقیقت تمہارا رب ہی صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے لوگوں کو جانتا ہے اور ان پر گمراہیاں آسان کر دیتا ہے اور وہ راہ راست پر چلنے والوں کا بھی یقینی علم رکھتا ہے اور انہیں ہدایت آسان فرما دیتا ہے، ہر شخص پر وہی کام آسان ہوتے ہیں جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

(۱) الصافات ۷۱

(۲) یوسف ۱۰۳

(۳) جامع ترمذی کتاب الایمان مَا جَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الأُمَّةِ ۲۶۴۱،المعجم الکبیر للطبرانی ۶۲،شرح السنة للبغوی ۱۰۴

(۴) یونس ۳۶

(۵) النجم ۲۸

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا

سو جس جانور پر اللہ کا نام لیا جائے اس میں سے کھاؤ! اگر تم اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہو، اور آخر کیا وجہ ہے کہ تم ایسے جانور

مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ

میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب جانوروں کی تفصیل بتا دی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے،

وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

مگر وہ بھی جب تمہیں سخت ضرورت پڑ جائے تو حلال ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی اپنے خیالات پر بلا کسی سند

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ

کے گمراہ کرتے ہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو خوب جانتا ہے، اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو

وَ بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾

اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو، بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کئے کی عنقریب سزا ملے گی،

وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ

اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ کام نافرمانی کا ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے

اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ (الانعام ۱۱۸ تا ۱۲۱)

دل میں ڈالتے ہیں تاکہ یہ تم سے جدال کریں اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔

صرف اللہ کے نام کا ذبیحہ حلال باقی سب حرام:

مشرکین از خود مر جانے والے اور بتوں کے استھانوں پر غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانوروں کو کھالیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا اگر تم لوگ اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس کے احکام کو مانتے ہو تو جس حلال جانور پر شکار یا ذبح یا نحر کرتے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو اس کا گوشت کھاؤ آخر کیا وجہ ہے کہ تم وہ چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو،

عَنْ عَامِرٍ، قَالَ:فَقَالَ: لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ

عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں سے کہا تھا تمہارے لئے ہر وہ ہڈی غذا ہے جس پر اللہ کا نام لیا جائے، تمہارے ہاتھ میں پڑتے ہی وہ گوشت سے پر ہو جائے گی اور ہر ایک اونٹ کی مینگنی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہڈی اور مینگنی

سے استنجا مت کرو کیونکہ وہ تمہارے بھائی جنوں اور ان کے جانوروں کی خوراک ہے۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ قَوْمًا قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَا بِاللَّحْمِ، لاَ نَدْرِي: أَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لاَ؟ فَقَالَ:سَمُّوا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُوهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (گاؤں کے) کچھ لوگ ہمارے یہاں گوشت (بیچنے) لاتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے ان جانوروں کے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام بھی لیا یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کھاتے وقت ان پر اللہ کا نام لے لیا کرو اور کھالیا کرو۔ (۲)

حالانکہ جن چیزوں کا استعمال حالت اضطرار کے سوا دوسری تمام حالتوں میں اللہ نے حرام کر دیا ہے ان کی تفصیل وہ تمہیں بتا چکا ہے، پھر کوئی اشکال اور کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ حرام میں پڑنے کے خوف کی وجہ سے بعض حلال چیزیں بھی کھانی چھوڑ دی جائیں، جیسے فرمایا

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ نے جو کچھ حرام کیا ہے وہ ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو البتہ بھوک سے مجبور اور بیقرار ہو کر اگر کوئی ان چیزوں کو کھائے بغیر اس کے کہ وہ قانون الٰہی کی خلاف ورزی کا خواہش مند ہو یا حد ضرورت سے تجاوز کا مرتکب ہو تو یقیناً اللہ معاف کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳﴾ (۴)

ترجمہ: تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت، وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو وہ جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا ٹکر کھا کر مرا ہو یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو نیز یہ بھی تمہارے لیے ناجائز ہے کہ پانسوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت معلوم کرو یہ سب افعال فسق ہیں، آج کافروں کو تمہارے دین کی طرف سے پوری مایوسی ہو چکی ہے لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الصلاة بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنِّ۱۰۰۷،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الأَحْقَافِ۳۲۵۸

(۲) صحیح بخاری کتاب الذبائح بَابُ ذَبِيحَةِ الأَعْرَابِ وَنَحْوِهِمْ ۵۵۰۷

(۳) النحل۱۱۵

(۴) المائدة۳

اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے (لہٰذا حرام و حلال کی جو قیود تم پر عائد کر دی گئی ہیں ان کی پابندی کرو) البتہ جو شخص بھوک سے مجبور ہو کر ان میں سے کوئی چیز کھا لے بغیر اس کے کہ گناہ کی طرف اس کا میلان ہو تو بے شک اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

بکثرت لوگوں کا حال یہ ہے کہ بغیر علم کے محض اپنی خواہشات اور ظن و گمان کی بنا پر گمراہ کن باتیں کرتے ہیں، ان حدود سے گزرنے والوں کو تمہارا رب خوب جانتا ہے، تم کھلے اور چھپے گناہوں مثلاً تکبر، خود پسندی اور ریا وغیرہ سے بھی پرہیز کرو،

عَنْ قَتَادَةَ: {وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ} :أَيْ قَلِيلُهُ وَكَثِيرُهُ وَسِرُّهُ وَعَلَانِيَتُهُ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔'' سے مراد ظاہری اور پوشیدہ طور پر کیا جانے والا گناہ کا کام ہو، خواہ تھوڑا ہو یا بہت۔ (۱)

عَنْ مُجَاهِدٍ:وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ}مَعْصِيَةُ اللَّهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔'' اس سے مراد ظاہری اور پوشیدہ طور پر کیا جانے والا معصیت کا کام ہے۔ (۲)

جیسے فرمایا

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ... ﴿٣٣﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو کہ میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں بے شرمی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے۔

بے شک جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے،

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ،فَقَالَ:الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ،وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ

نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلائی اور برائی کے متعلق سوال کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلائی حسن خلق کو کہتے ہیں اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو نہ چاہے کہ کسی کو اس کی اطلاع ہو جائے۔ (۴)

اور جس جانور کو عمداً اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا گیا ہو اس کا گوشت نہ کھاؤ ایسا کرنا فسق اور ناجائز ہے، شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں شکوک و اعتراضات القا کرتے ہیں کہ مسلمان اللہ کے ذبح کیے ہوئے جانور (یعنی مردہ) کو تو حرام اور اپنے ہاتھ سے ذبح شدہ کو حلال قرار دیتے

(۱) تفسیر طبری ۷۲/۱۲

(۲) تفسیر طبری ۷۳/۱۲

(۳) الاعراف ۳۳

(۴) صحیح مسلم کتاب البر و الصلة بَابُ تَفْسِيرِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ ۶۵۱۶، مسند احمد ۱۷۶۳۱، مستدرک حاکم ۲۱۷/۲، صحیح ابن حبان ۳۹۷، شعب الایمان ۶۸۸۸، سنن الدارمی ۲۸۳۱، السنن الکبری للبیہقی ۲۰۷۸۵، مصنف ابن ابی شیبة ۲۵۳۳۵، شرح السنة للبغوی ۳۴۹۴، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۷۸/۴

ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کو ماننے والے ہیں تا کہ وہ اس دلیل کو بنیاد بنا کر تم سے جھگڑا کریں مگر آپ شیطان اور اس کے دوستوں کے وسوسوں کے پیچھے مت لگیں، جو جانور بغیر ذبح کئے مر گیا وہ مردہ ہے اور اس کا کھانا حلال نہیں سوائے سمندری میتہ کے کہ وہ حلال ہے لیکن اگر تم نے اللہ کی شریعت اور فرمان کے خلاف ورزی کرتے ہوئے ان کی اطاعت قبول کر لی تو یقیناً تم مشرک ہو،

عَنِ السُّدِّيِّ: {وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ} [١] :إِنَّ الْمُشْرِكِينَ قَالُوا لِلْمُسْلِمِينَ: كَيْفَ تَزْعُمُونَ أَنَّكُمْ تَتَّبِعُونَ مَرْضَاةَ اللَّهِ، وَمَا ذَبَحَ اللَّهُ فَلَا تَأْكُلُونَهُ، وَمَا ذَبَحْتُمْ أَنْتُمْ أَكَلْتُمُوهُ؟ فَقَالَ اللَّهُ: {وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ} [٢] فَأَكَلْتُمُ الْمَيْتَةَ {إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ} [٣]

سدی نے اس آیت ''اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔'' کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ مشرکوں نے مسلمانوں سے یہ کہا کہ تم یہ کیسے دعوی کر سکتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلب گار ہو کیونکہ جس جانور کو اللہ قتل کر دے تم اسے کھاتے نہیں اور جس کو خود ذبح کرتے ہو تو اسے کھا لیتے ہو؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور اگر تم لوگ ان کے کہنے پر چلے اور مردار کو کھا لیا تو بے شک تم بھی ضرور مشرک ہو گے۔'' [٤]

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ

ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں

كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ

چلتا پھرتا ہے، کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا؟ اسی طرح کافروں کو ان کے

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٢﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا

اعمال خوش نما معلوم ہوا کرتے ہیں، اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تا کہ

لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢٣﴾ وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ

وہ لوگ وہاں فریب کریں، اور لوگ اپنے ہی ساتھ فریب کر رہے ہیں اور ان کو ذرا خبر نہیں، اور جب ان کو کوئی آیت پہنچتی ہے

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ

تو یوں کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم کو بھی ایسی ہی چیز نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہے،

[١] الأنعام: ١٢١

[٢] الأنعام: ١٢١

[٣] الأنعام: ١٢١

[٤] تفسیر طبری ١٢/٨١

اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيۡبُ الَّذِيۡنَ اَجۡرَمُوۡا

اس موقع کو تو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی پیغمبری رکھے؟ عنقریب ان لوگوں کو جنہوں نے جرم کیا

صَغَارٌ عِنۡدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيۡدٌۢ بِمَا كَانُوۡا يَمۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾ (الانعام ۱۲۲تا۱۲۴)

اللہ کے پاس پہنچ کر ذلت پہنچے گی اور ان کی شرارتوں کے مقابلے میں سزائے سخت۔

مومن اور کافر کا تقابلی جائزہ:

کیا وہ شخص جو پہلے کفر اور گناہوں کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا پھر ہم نے اس کے دل کو علم و ادراک، حقیقت شناسی اور اطاعت کے ذریعے سے زندگی بخشی اور اس کو کلام الٰہی کی روشنی عطا کی، جس کے احکام کی روشنی میں وہ ٹیڑھے راستوں کے درمیان حق کی سیدھی راہ کو دیکھ کر زندگی گزارتا ہے جس کا نتیجہ کامیابی و کامرانی ہے، اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو کفر و ضلالت کی تاریکیوں میں بھٹکتا پھرتا ہو اور کسی طرح ان سے نہ نکلتا ہو؟ جس کا نتیجہ ہلاکت و بربادی ہے،

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ، ثُمَّ أَلْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ يَوْمَئِذٍ فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ نُورِهِ يَوْمَئِذٍ، اهْتَدَى وَمَنْ أَخْطَأَهُ، ضَلَّ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا پھر ان پر اس دن اپنے نور کو ڈالا جس پر اس دن نور الٰہی (کا اثر) پہنچا وہ ہدایت یاب ہو گیا اور جو اسے محروم رہا وہ گمراہ ہو گیا۔[1]

جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ يُخۡرِجُوۡنَهُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۵۷﴾ (البقرہ ۲۵۷)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔

مَثَلُ الۡفَرِيۡقَيۡنِ كَالۡاَعۡمٰى وَالۡاَصَمِّ وَالۡبَصِيۡرِ وَالسَّمِيۡعِ ؕ هَلۡ يَسۡتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ [2]

ترجمہ: ان دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی تو ہو اندھا بہرا اور دوسرا ہو دیکھنے اور سننے والا کیا یہ دونوں یکساں ہو سکتے ہیں؟ کیا تم (اس مثال سے) کوئی سبق نہیں لیتے؟۔

وَمَا يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ ۙ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوۡرُ ۙ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الۡحَـرُوۡرُ ۚ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسۡتَوِى الۡاَحۡيَآءُ

---

[1] مسند احمد ۶۶۴۴

[2] ہود ۲۴

وَلَا الۡاَمۡوَاتُ... ﴿۲۲﴾ (۱)

ترجمہ: اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے، نہ تاریکیاں اور روشنی یکساں ہیں، نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے، اور نہ زندے اور مردے مساوی ہیں۔

اَفَمَنۡ یَّمۡشِیۡ مُکِبًّا عَلٰی وَجۡہِہٖۤ اَہۡدٰۤی اَمَّنۡ یَّمۡشِیۡ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۲۲﴾ (۲)

ترجمہ: بھلا سوچو جو شخص منہ اوندھائے چل رہا ہو وہ زیادہ صحیح راہ پانے والا ہے یا وہ جو سر اٹھائے سیدھا ایک ہموار سڑک پر چل رہا ہو؟۔

جن لوگوں کو دعوت حق پیش کی جائے اور وہ اس کی تکذیب کریں اور ٹیڑھے راستوں پر چلنے کو ترجیح دیں، ان کے لئے اللہ کا قانون یہی ہے کہ پھر انہیں کفر وضلالت کی تاریکیاں خوشنما بنا دی جاتی ہیں، وہ اپنی برائیوں کو ہی اچھائیاں سمجھتے ہیں، پھر یہ چیزیں عقیدہ بن کر ان کے دل میں بیٹھ جاتی ہیں، اور ان کا وصف راسخ بن کر ان کے کردار میں شامل ہو جاتی ہیں، کیونکہ کفار ومشرکین کے سردار اور قائدین جو دنیاوی دولت اور خاندانی وجاہت کے اعتبار سے نمایاں اور دینی معاملات میں مجرمانہ ذہنیت رکھتے ہیں، اس لئے ہمیشہ ہی انبیاء اور داعیان حق کی مخالفت میں پیش پیش ہوتے ہیں، انہی کے بارے میں فرمایا کہ اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرموں کو لگا دیا ہے کہ وہاں اپنے مکر وفریب کا جال پھیلائیں، انبیاء ومرسلین کی مخالفت کریں، جیسے فرمایا

وَکَذٰلِکَ جَعَلۡنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ... ﴿۳۱﴾ (۳)

ترجمہ: اے محمد! ہم نے تو اسی طرح مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے۔

اور ان کے پیروکاروں کو چکنی چپڑی باتوں، لالچ اور ظلم وستم سے راہ راست پر چلنے سے روکنے کی کوشش کریں اور اپنے گناہوں میں مزید اضافہ کریں، مگر ان کی سازشیں اور مکر وفریب انجام کار انہی کے خلاف پڑتا ہے مگر انہیں اس کا شعور نہیں، جیسے فرمایا

وَلَیَحۡمِلُنَّ اَثۡقَالَہُمۡ وَاَثۡقَالًا مَّعَ اَثۡقَالِہِمۡ ۫ وَلَیُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ عَمَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ (۴)

ترجمہ: ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بہت سے بوجھ بھی، اور قیامت کے روز یقیناً ان سے ان افترا پردازیوں کی باز پرس ہوگی جو وہ کرتے رہے ہیں۔

لِیَحۡمِلُوۡۤا اَوۡزَارَہُمۡ کَامِلَۃً یَّوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ۙ وَمِنۡ اَوۡزَارِ الَّذِیۡنَ یُضِلُّوۡنَہُمۡ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوۡنَ ﴿۲۵﴾ (۵)

ترجمہ: یہ باتیں وہ اس لئے کرتے ہیں کہ قیامت کے روز اپنے بوجھ بھی پورے اٹھائیں اور ساتھ ساتھ ان لوگوں کے بوجھ بھی سمیٹیں جنہیں یہ بربنائے جہالت گمراہ کر رہے ہیں، دیکھو! کیسی سخت ذمہ داری ہے جو یہ اپنے سر لے رہے ہیں۔

(۱) فاطر ۱۹ تا ۲۲

(۲) الملک ۲۲

(۳) الفرقان ۳۱

(۴) العنکبوت ۱۳

(۵) النحل ۲۵

جب ان کے سامنے کوئی آیت آتی ہے تو وہ غرور و تکبر اور خود پسندی میں اللہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم اس وقت تک اس پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ اللہ ہمیں بھی نبوت و رسالت کے منصب سے سرفراز نہ کرے اور فرشتے ہمارے پاس بھی وحی لے کر نازل ہوں، ایک مقام پر کفار کا یہ اعتراض بیان کیا گیا

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ [۱]

ترجمہ: کہتے ہیں یہ قرآن دونوں شہروں کے بڑے آدمیوں میں سے کسی پر کیوں نہ نازل کیا گیا؟۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے فاسد اعتراض کو رد کرتے ہوئے فرمایا اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون ہر قسم کے خلق جمیل سے متصف اور ہر قسم کے گندے اخلاق سے مبرا ہے اور کون منصب نبوت و رسالت کا اہل ہے، مجرموں کو وعید سناتے ہوئے فرمایا قریب ہے وہ وقت جب یہ مجرم اپنی سازشوں اور مکاریوں کی پاداش میں اللہ کے ہاں ذلت اور جہنم کے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے، اس دن ان کی ساری عیاریاں اور مکاریاں کھل جائیں گی،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ القِيَامَةِ، فَيُقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلاَنِ بْنِ فُلاَنٍ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بدعہد کی راہوں کے پاس قیامت کے دن ایک جھنڈ الہراتا ہوگا اور اعلان ہوتا ہوگا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری ہے۔[۲]

عَنْ نَافِعٍ قَالَ: لَمَّا خَلَعَ النَّاسُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ بَنِيهِ وَأَهْلَهُ، ثُمَّ تَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ ، وَإِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْغَدْرِ أَنْ لَا يَكُونَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ تَعَالَى، أَنْ يُبَايِعَ رَجُلٌ رَجُلًا عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، ثُمَّ يَنْكُثَ بَيْعَتَهُ، فَلَا يَخْلَعَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَزِيدَ، وَلَا يُشْرِفَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ فِي هَذَا الْأَمْرِ، فَيَكُونَ صَيْلَمٌ بَيْنِي وَبَيْنَهُ

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں جب لوگوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے سارے بیٹوں اور اہل خانہ کو جمع کیا شہادتین کا اقرار کیا اور فرمایا امابعد! ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے نام پر اس شخص کی بیعت کی تھی، اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر دھوکے باز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں شخص کی دھوکہ بازی ہے، اور شرک کے بعد سب سے بڑا دھوکہ یہ ہے کہ آدمی اللہ اور اس کے رسول کے نام پر کسی کی بیعت کرے اور پھر اسے توڑ دے، اس لئے تم میں سے

---

[۱] الزخرف ۳۱

[۲] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ ۶۱۷۸،صحیح مسلم کتاب الجهاد بَابُ تَحْرِيمِ الْغَدْرِ ۴۵۲۹،مسند احمد ۵۸۰۴

کوئی بھی یزید کی بیعت توڑے اور نہ ہی امیر خلافت میں جھانک کر بھی دیکھے ورنہ میرے اور اس کے درمیان کوئی تعلق نہیں رہے گا۔[۱]

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَ مَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ

سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے

يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ

اس کے سینے کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان پر چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط

عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲۵ وَ هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ

کر دیتا ہے، اور یہی تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے، ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو

لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝۱۲۶ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ

صاف صاف بیان کر دیا، ان لوگوں کے واسطے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے

وَ هُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۲۷ (الانعام ۱۲۵ تا ۱۲۷)

اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے۔

جس پر اللہ کا کرم اس پر راہ ہدایت آسان:

پس یہ حقیقت ہے کہ جسے اللہ ایمان و ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے، یعنی اس کے دل سے شکوک وشبہات اور تذبذب و تردد کو دور کر کے اسلام کی صداقت پر پوری طرح مطمئن کر دیتا ہے، اس کا نفس نیکی سے محبت اور نیکی میں لذت محسوس کرتا ہے جیسے فرمایا

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ...[۲]

ترجمہ: اب کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر چل رہا ہے (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس نے ان باتوں سے کوئی سبق نہ لیا)۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝۷[۳]

[۱] مسند احمد ۵۰۸۸

[۲] الزمر ۲۲

[۳] الحجرات ۷

ترجمہ: خوب جان رکھو کہ تمہارے درمیان اللہ کا رسول موجود ہے اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات مان لیا کرے تو تم خود ہی مشکلات میں مبتلا ہو جاؤ، مگر اللہ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے لئے دل پسند بنا دیا؟ اور کفر وفسق اور نافرمانی سے تم کو متنفر کر دیا ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل و احسان سے راست رو ہیں اور اللہ علیم و حکیم ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ يَقُولُ: يُوَسِّعُ قَلْبَهُ لِلتَّوْحِيدِ وَالْإِيمَانِ بِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ''سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو توحید اور ایمان کے لیے کشادہ فرما دیتا ہے۔ (١)

اور جسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینے کو علم، ایمان اور یقین کے بجائے شبہات و شہوات کے سمندر میں غرق کر دیتا ہے اور اس کے سینے کو ایسا بھینچتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا تصور کرتے ہی اسے یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے،

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: يَجْعَلُ صَدْرَهُ {ضَيِّقًا حَرَجًا} قَالَ: لَا يَجِدُ فِيهِ مَسْلَكًا إِلَّا صُعدا

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کے سینے کو تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے کہ وہ یوں محسوس کرتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے اور اس کے سوا وہ کوئی اور رستہ نہیں پاتا۔ (٢)

أَنْبَأَ الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ , عَنْ عِكْرِمَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلَهُ: كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ، يَقُولُ: فَكَمَا لَا يَسْتَطِيعُ ابْنُ آدَمَ أَنْ يَبْلُغَ السَّمَاءَ , فَكَذَلِكَ لَا يَقْدِرُ عَلَى أَنْ يُدْخِلَ التَّوْحِيدَ وَالْإِيمَانَ قَلْبَهُ حَتَّى يُدْخِلَهُ اللَّهُ فِي قَلْبِهِ

حکیم بن ابان نے عکرمہ سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ''جیسے کوئی آسمان پر چڑھتا ہے۔'' کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح ابن آدم آسمان تک پہنچنے کی استطاعت نہیں رکھتا اسی طرح اسے اس بات کی بھی استطاعت نہیں کہ توحید اور ایمان اس کے دل میں داخل ہو سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ توحید اور ایمان کو اس کے دل میں داخل فرما دے۔ (٣)

أَبُو جَعْفَرِ بْنُ جَرِيرٍ: وَهَذَا مَثَلٌ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى ذِكْرُهُ ضَرَبَهُ لِقَلْبِ هَذَا الْكَافِرِ فِي شِدَّةِ تَضْيِيقِهِ إِيَّاهُ عَنْ وُصُولِهِ إِلَيْهِ، مِثْلُ امْتِنَاعِهِ مِنَ الصُّعُودِ إِلَى السَّمَاءِ وَعَجْزِهِ عَنْهُ ، لِأَنَّ ذَلِكَ لَيْسَ فِي وُسْعِهِ وَطَاقَتِهِ

ابو جعفر بن جریر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ کافر کے دل کی ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ وہ ایمان کے قبول نہ کرنے اور ایمان کے اس تک پہنچنے کے لیے اس طرح تنگ ہوتا ہے جس طرح وہ آسمان پر چڑھنے سے عاجز و درماندہ ہے کیونکہ یہ بات اس کی استطاعت و قوت سے باہر ہے کہ وہ آسمان پر چڑھ سکے۔ (٤)

---

(١) تفسیر ابن ابی حاتم ١٣٨٤/٤

(٢) تفسیر طبری ١٠٥/١٢

(٣) تفسیر ابن ابی حاتم ١٣٨٦/٤

(٤) تفسیر طبری ١٠٩/١٢

دعوت حق سے فرار اور نفرت کی ناپاکی کے سبب اللہ ایسے لوگوں پر شیطان مسلط کر دیتا ہے جو انہیں بہکاتے رہتے ہیں۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ [1]

ترجمہ: جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے، یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہ راست پر آنے سے روکتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں، آخر کار جب یہ شخص ہمارے ہاں پہنچے گا تو اپنے شیطان سے کہے گا کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا بعد ہوتا تو تو بدترین ساتھی نکلا۔

حالانکہ توحید، ایمان اور اطاعت کا راستہ تمہارے رب کی سیدھی اور صاف جرنیلی سڑک ہے، جس پر کوئی اندھی کھائی کوئی اونچ نیچ اور کوئی چور اور لٹیرا نہیں، جو عزت و تکریم کے گھر تک پہنچانے والا معتدل راستہ ہے، اس راستہ کی صداقت کے دلائل و براہین ان سلیم الفطرت لوگوں کے لئے واضح کر دیئے گئے ہیں جو نصیحت قبول کرتے ہیں، راہ راست پر چلنے والوں کے لئے ان کے رب کے پاس انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنت ہے، طرح طرح کے انعامات کی بارش ہے، راحت و اطمینان، سرور اور خوشی ہی خوشی ہے، اللہ رب العزت کے چہرہ انور کا دیدار ہے جسے دیکھ کر جنت کی ہر نعمت ہیچ معلوم ہوگی، اور ان کے صحیح طرز عمل کی وجہ سے وہ ان کا ایسا دوست ہے جو ان کے تمام معاملات میں ان کے ساتھ لطف و کرم سے پیش آتا ہے، اور ہر مشکل میں ان کی دست گیری فرماتا ہے۔

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ

اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کرے گا (کہے گا) اے جماعت جنات کی! تم نے انسانوں میں سے بہت سے اپنا لیے

مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَ قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ

جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ

وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ

حاصل کیا تھا اور ہم اپنی اس معین میعاد تک آپہنچے جو تو نے جو ہمارے لئے معین فرمائی، اللہ فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

جس میں ہمیشہ رہو گے، ہاں اگر اللہ ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے، بیشک آپ کا رب بڑی حکمت والا بڑا علم والا ہے،

وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ (الانعام ۱۲۸،۱۲۹)

اور اسی طرح ہم بعض کفار کو بعض کے قریب رکھیں گے ان کے اعمال کے سبب۔

---

[1] الزخرف ۳۶ تا ۳۸

یوم حشر:

روز محشر جب اللہ مالک یوم الدین تمام خلائق کو گھیر کر جمع کرے گا، انسان، جنات، عابد اور معبود سب خوف و دہشت سے سر جھکائے ایک ہموار میدان میں کھڑے ہوں گے اس روز اللہ شیاطین جنوں سے خطاب کر کے فرمائے گا کہ اے گروہ جن! تم نے تو انسانوں کے ایک کثیر تعداد کو بہکا اور ورغلا کر اپنا پیروکار بنا لیا، جیسے ایک مقام پر فرمایا

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا۟ ٱلشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ ٱعْبُدُونِى ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا۟ تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾ [1]

ترجمہ: آدم کے بچو! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی بندگی کرو یہ سیدھا راستہ ہے؟ مگر اس کے باوجود اس نے تم میں سے ایک گروہ کثیر کو گمراہ کر دیا کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے۔

انسانوں میں سے جو جنوں کے رفیق تھے وہ عرض کریں گے پروردگار! ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے سے ناجائز فائدے حاصل کیے، ہر ایک دوسرے کو فریب میں مبتلا کر کے اپنی خواہشات پوری کرتا رہا ہے،

قَالَ الْحَسَنُ: وَمَا كَانَ اسْتِمْتَاعُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ إِلَّا أَنَّ الْجِنَّ أَمَرَتْ وَعَمِلَتِ الْإِنْسُ

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرنے کی صورت یہ تھی کہ جن حکم دیتے اور انسان اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔ [2]

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَوْلُهُ: {رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ} قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَنْزِلُ الْأَرْضَ فَيَقُولُ: أَعُوذُ بِكَبِيرِ هَذَا الْوَادِي فَذَلِكَ اسْتِمْتَاعُهُمْ، فَاعْتَذَرُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ابن جریج رحمہ اللہ آیت ''اے ہمارے پروردگار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی شخص کسی جگہ پڑاؤ ڈالتا تو وہ کہتا کہ میں اس وادی کے سربراہ کی پناہ طلب کرتا ہوں تو یہ تھا ان کا فائدہ حاصل کرنا جسے وہ قیامت کے دن بطور معذرت ذکر کریں گے۔ [3]

یوں جنوں نے انسانوں سے اپنی اطاعت، اپنی عبادت اور اپنی تعظیم کروا کے اور ان کی پناہ کی طلب سے فائدہ اٹھایا اور انسان جنوں کی خدمت کے مطابق اپنی اغراض اور شہوات کے حصول میں ان سے فائدے اٹھاتے ہیں، پھر گریہ زاری اور رقت سے کہیں گے اب ہم مقررہ وقت پر اپنی قبروں سے دوبارہ زندہ ہو کر میدان محشر میں پہنچ گئے ہیں جہاں ہمیں ہمارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، اب تو جو چاہے ہمارے ساتھ سلوک کر اور جو تیرا ارادہ ہے ہمارے بارے میں وہی فیصلہ کر ہمارے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہا، اللہ تعالیٰ عدل پر مبنی فیصلہ کرتے ہوئے

---

[1] یٰسین ۶۰ تا ۶۲

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۸۷/۴، الدر المنثور ۳۵۷/۳

[3] تفسیر طبری ۱۱۶/۱۲

فرمائے گا جہنم کے دردناک عذاب میں داخل ہو جاؤ اب یہی تمہارا دائمی ٹھکانا ہے، جیسے فرمایا

...وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ (۱)

ترجمہ: اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

اس الم ناک عذاب سے صرف وہی نجات پائیں گے جنہیں اللہ اپنے علم و حکمت سے بچانا چاہئے گا، اس سے نہ وہ عاجز ہے اور نہ کوئی اسے روکنے والا ہے، جیسے فرمایا

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ (۲)

ترجمہ: اسی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں الا یہ کہ تیرا رب کچھ اور چاہے، بے شک تیرا رب پورا اختیار رکھتا ہے کہ جو چاہے کرے، بیشک تمہارا رب دانا اور علیم ہے۔

دیکھو اس طرح ہم آخرت کی سزا پانے میں ظالموں کو ایک دوسرے کا ساتھی بنائیں گے اس کمائی کی وجہ سے جو وہ دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کرتے تھے،

عَنْ مَعْمَرٍ , عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا} فِي الدُّنْيَا ويَتْبَعُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي النَّارِ

معمر نے قتادہ سے آیت ''اور اسی طرح ہم بعض کفار کو بعض کے قریب رکھیں گے ان کے اعمال کے سبب۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کر دے گا اور وہ جہنم میں ایک دوسرے کے پیچھے چلیں گے۔ (۳)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وَمَا مِن يَد إِلَّا يدُ اللَّهِ فَوْقَهَا وَلَا ظَالِمٍ إِلَّا سَيُبلى بِظَالِمِ

ہر ہاتھ کے اوپر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور ہر ایک ظالم کو اپنے سے بڑے ظالم کے ساتھ واسطہ پیش آتا ہے۔ (۴)

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ

اے جنات اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کرتے

وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ

اور تم کو آج کے دن کی خبر دیتے؟ وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں اور ان کو دنیاوی زندگی نے

(۱) حم السجدة۴۶

(۲) هود۱۰۷

(۳) تفسیرعبدالرزاق۲/۶۶

(۴) أدب الدنيا والدين۱/۳۲۵،موارد الظمآن لدروس الزمان ۴/۵۱۸

الدُّنۡيَا وَ شَهِدُوۡا عَلٰۤى اَنۡفُسِهِمۡ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا كٰفِرِيۡنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنۡ لَّمۡ يَكُنۡ رَّبُّكَ

بھول میں ڈالے رکھا اور یہ لوگ اقرار کرنے والے ہوں گے کہ وہ کافر تھے، اس وجہ سے ہے کہ آپ کا رب

مُهۡلِكَ الۡقُرٰى بِظُلۡمٍ وَّ اَهۡلُهَا غٰفِلُوۡنَ ﴿۱۳۱﴾ (الانعام ۱۳۱،۱۳۰)

کسی بستی والوں کو کفر کے سبب ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس بستی کے رہنے والے بے خبر ہوں۔

میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کافر جنوں اور انسانوں سے سرزنش کرتے ہوئے یہ بھی پوچھے گا کہ اے گروہ جن وانس! کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ہمارے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو میرے احکام بیان کرتے اور اس دن کی ملاقات اور اس کے انجام سے ڈراتے تھے، تمام ائمہ سلف خلف کا مذہب یہی ہے کہ سارے انبیاء انسان ہی تھے کبھی کوئی جن رسول نہیں ہوا، جنات میں نیک لوگ جنوں کو نیکی کی تعلیم کرتے تھے،

عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزاحم: أَنَّهُ زَعَمَ أَنَّ فِي الْجِنِّ رُسُلًا وَاحْتَجَّ بِهٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ

مگر ضحاک بن مزاحم سے ایک روایت مروی ہے جنات میں بھی رسول ہوتے ہیں اور وہ اس آیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

مگر یہ کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں صراحت نہیں اور یہ آیت بالکل اس آیت جیسی ہے۔

مَرَجَ الۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا اللُّؤۡلُؤُ وَالۡمَرۡجَانُ ﴿۲۲﴾ [1]

ترجمہ: دوسمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں، پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے پس اے جن وانس! تم اپنے رب کی قدرت کے کن کن کرشموں کو جھٹلاؤ گے؟ ان سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔

حالانکہ موتی اور مونگے صرف کھاری پانی کے سمندروں سے نکلتے ہیں، میٹھے پانی سے نہیں، لیکن ان آیتوں میں دونوں قسم کے سمندروں میں سے موتیوں کا نکلنا پایا جاتا ہے کہ ان کی جنس میں سے مراد یہی ہے اس طرح اس آیت میں مراد انسانوں کی جنس میں سے ہے نہ کہ ان دونوں میں سے ہر ایک میں سے، اور رسولوں کے صرف انسان ہونے کی دلیل یہ ہے۔

اِنَّاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ كَمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى نُوۡحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ۚ وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰۤى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَعِيۡسٰى وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡنُسَ وَهٰرُوۡنَ وَسُلَيۡمٰنَ ۚ وَاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ۚ ﴿۱۶۳﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح علیہ السلام اور اس کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی، ہم نے ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یونس علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی، ہم نے داود علیہ السلام کو زبور دی۔

وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَجَعَلۡنَا فِىۡ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالۡكِتٰبَ وَاٰتَيۡنٰهُ اَجۡرَهٗ فِى الدُّنۡيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ

[1] الرحمٰن ۱۹ تا ۲۲

[2] النساء ۱۶۳

الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ [1]

ترجمہ: اور ہم نے اسے اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام (جیسی اولاد) عنایت فرمائی اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی اور اسے دنیا میں اس کا اجر عطا کیا اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین میں سے ہوگا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ابراہیم خلیل اللہ کے بعد نبوت آپ کی اولاد میں ہی رہی، اور اس بات کا کوئی بھی قائل نہیں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے جنات میں رسول ہوتے تھے اور پھر ان میں نبوت ختم کر دی گئی، ایک اور مقام پر فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ... ﴿۲۰﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی! تم سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے تھے وہ سب بھی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ... ﴿۱۰۹﴾ [3]

ترجمہ: اے نبی! تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے وہ سب بھی انسان ہی تھے اور انہی بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے اور انہی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے اور فجر کی نماز میں سورہ الرحمٰن تلاوت کر رہے تھے اس وقت کلام الٰہی کو سن کر جن اپنی قوم کی طرف چلے گئے اور انہیں یوں وعظ و نصیحت کی تھی۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ [4]

ترجمہ: (اور وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے) جب ہم جنوں کے ایک گروہ کو تمہاری طرف لے آئے تھے تاکہ قرآن سنیں، جب وہ اس جگہ پہنچے (جہاں تم قرآن پڑھ رہے تھے) تو انہوں نے آپس میں کہا خاموش ہو جاؤ پھر جب وہ پڑھا جا چکا تو وہ خبردار کرنے والے بن کر اپنی قوم کی طرف پلٹے انہوں نے جا کر کہا اے ہماری قوم کے لوگو! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے، تصدیق کرنے والی ہے اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتابوں کی، رہنمائی کرتی ہے حق اور راہ راست کی طرف، اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کر لو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور تمہیں عذاب الیم سے بچا دے گا اور جو کوئی اللہ کے داعی

[1] العنکبوت ۲۷

[2] الفرقان ۲۰

[3] یوسف ۱۰۹

[4] الاحقاف ۲۹ تا ۳۲

کی بات نہ مانے وہ نہ زمین میں خود کوئی بل بوتا رکھتا ہے کہ اللہ کو زچ کر دے اور نہ اس کے کوئی ایسے حامی و سرپرست ہیں کہ اللہ سے اس کو بچا لیں، ایسے لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

اگر جنات میں رسول ہوتے تو وہ موسیٰ علیہ السلام پر منزل کتاب تورات کا حوالہ نہ دیتے اور نہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ایمان لانے کی دعوت دیتے بلکہ یوں کہتے کہ جس طرح ہمارے فلاں رسول پر کتاب نازل ہوئی تھی ویسی ہی کتاب انسانوں میں محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہے، اور اگر جنات میں رسول ہوتے ہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ کو انہیں دعوت حق دینے کے لئے تشریف لے جانے کی کوئی ضرورت نہ تھی، ایک مقام پر فرمایا

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ (۱)

ترجمہ: اے زمین کے بوجھو (یعنی اے جنو و انسانو) عنقریب ہم تم سے باز پرس کرنے کے لئے فارغ ہوئے جاتے ہیں، پس تم دونوں (اے گروہ جن و انس!) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟۔

الغرض اس آیت میں جنوں کو بطور خطاب شامل کر لیا گیا ہے ورنہ رسول سب کے سب انسان ہی تھے۔

کیونکہ نامہ اعمال کے مطابق عدل پر مبنی فیصلہ ہو چکا ہو گا اس لئے مجرمین کو اپنے گناہوں کا اقرار کیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہو گا اس لئے عرض کریں گے ہاں ہمارے پاس تمہارے پیغمبر آئے تھے، جنہوں نے وعظ و تبلیغ کا حق ادا کر دیا تھا مگر ہم نے ان کو سختی سے جھٹلایا اور کھل کر ان کی مخالفت کی اور دعوت حق کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی، ہم اپنی سرکشی و بغاوت اور گناہوں کی خود گواہی دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں الم ناک عذاب کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمائے گا۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ... ﴿۳۸﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ فرمائے گا جاؤ تم بھی اسی جہنم میں چلے جاؤ جس میں تم سے پہلے گزرے ہوئے گروہ جن و انس جا چکے ہیں۔

آج دنیا کے مال و دولت، جاہ و حشمت اور گمراہ کن عقائد نے ان لوگوں کو دھوکے میں ڈال دیا ہے اور دنیا کی رنگینیوں نے انہیں آخرت سے غافل کر رکھا ہے مگر اس وقت وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے، جیسے فرمایا

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ﴿۸﴾ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ﴿۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۰﴾ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۱﴾ (۳)

ترجمہ: شدت غضب سے پھٹی جاتی ہو گی، ہر بار جب کوئی انبوہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے ہاں خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا اللہ نے کچھ

---

(۱) الرحمٰن ۳۱،۳۲

(۲) الاعراف ۳۸

(۳) الملک ۸تا۱۱

بھی نازل نہیں کیا ہے تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو، اور کہیں گے کاش! ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے، اس طرح وہ اپنے قصور کا خود اعتراف کر لیں گے، لعنت ہے ان دوزخیوں پر۔

یہ شہادت ان سے اس لئے لی جائے گی کہ یہ ثابت ہو جائے کہ تمہارا رب بستیوں کو اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ رسولوں کو بھیج کر حجت قائم نہ کر دے، اسی مضمون کو متعدد مقامات پر فرمایا

...وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾ [1]

ترجمہ: اور کوئی امت ایسی نہیں گزری ہے جس میں کوئی متنبہ کرنے والا نہ آیا ہو اب اگر یہ لوگ تمہیں جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں، ان کے پاس ان کے رسول کھلے دلائل اور صحیفے اور روشن ہدایات دینے والی کتاب لے کر آئے تھے۔

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾ [2]

ترجمہ: ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ (حق کو نیچا دکھانے کے لئے) ایسی ہی مکاریاں کر چکے ہیں تو دیکھ لو کہ اللہ نے ان کے مکر کی عمارت جڑ سے اکھاڑ پھینکی اور اس کی چھت اوپر سے ان کے سر پر آ رہی اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جدھر سے اس کے آنے کا ان کو گمان تک نہ تھا۔

مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿١٥﴾ [3]

ترجمہ: جو کوئی راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اس کے اپنے ہی لئے مفید ہے اور جو گمراہ ہو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لئے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں۔

وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٢﴾

اور ہر ایک کے لیے ان کے اعمال کے سبب درجے ملیں گے اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے،

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِن بَعْدِكُم مَّا يَشَاءُ

اور آپ کا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے، اگر وہ چاہے تم سب کو اٹھا لے اور تمہارے بعد جس کو چاہے تمہاری جگہ آباد کر دے

[1] فاطر ۲۴،۲۵

[2] النحل ۲۶

[3] بنی اسرائیل ۱۵

كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝١٣٣ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ

جیسا کہ تم کو ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہے، جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ بیشک آنے والی چیز ہے

وَّ مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝١٣٤ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ

تم عاجز نہیں کر سکتے، آپ یہ فرما دیجئے اے میری قوم! تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں، سو اب جلد ہی

تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝١٣٥ (الانعام ۱۳۲ تا ۱۳۵)

تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم کا انجام کار کس کے لیے نافع ہوگا، یہ یقینی بات ہے کہ حق تلفی کرنے والوں کو کبھی فلاح نہ ہو گی۔

اللہ سب مخلوق سے بے نیاز ہے:

ہر انسان اور جن کے ان کے باہمی درجات میں عملوں کے مطابق فرق و تفاوت ہو گا اور تمہارا رب لوگوں کے اعمال سے بے خبر نہیں،

الْقَوْلُ فِي تَأْوِيلِ قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ} [1] يَقُولُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ: وَكُلُّ ذَلِكَ مِنْ عَمَلِهِمْ يَا مُحَمَّدُ بِعِلْمٍ مِنْ رَبِّكَ يُحْصِيهَا وَيُثْبِتُهَا لَهُمْ عِنْدَهُ لِيُجَازِيَهُمْ عَلَيْهَا عِنْدَ لِقَائِهِمْ إِيَّاهُ وَمَعَادِهِمْ إِلَيْهِ

ابن جریر فرماتے ہیں آیت "اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ کا مفہوم یہ ہے کہ (اے محمد ﷺ!) آپ کا رب ان کے کسی عمل سے بھی بے خبر نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال کو شمار کر کے اپنے پاس محفوظ کر رہا ہے اور جب یہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے تو وہ قیامت کے دن ان کے اعمال کے مطابق انہیں بدلہ دے گا۔ [2]

تمہارا رب مخلوق سے بے نیاز ہے، وہ نہ تو تمہارا محتاج ہے اور نہ تمہاری عبادتوں کا حاجت مند، سارے انسانوں و جنوں کا ایمان لانا ان کے لئے نفع بخش ہے اور نہ ان تمام کا کفر اس کے لئے ضرر رساں، لیکن اس شان غنا کے ساتھ وہ رحیم و کریم ہے، جیسے فرمایا

...اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝٦٥ [3]

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ اللہ لوگوں کے حق میں بڑا شفیق اور رحیم ہے۔

اس کی بے نیازی اپنی مخلوق پر رحمت کرنے میں مانع نہیں ہے، اس لئے وہ تمہیں صحیح طرز عمل کی تعلیم دیتا ہے تاکہ تم راہ راست اختیار کر کے اس کی انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں کے وارث بنو اور عذاب جہنم سے بچ جاؤ، اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پناہ قوت اور غیر محدود قدرت کا اظہار فرمایا اگر تم اس کی پاکیزہ دعوت کی تکذیب اور اس کے رسول کو جھٹلا رہے ہو تو یاد رکھو کہ جس طرح اس نے کئی قوموں کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا اور ان کی جگہ نئی قوموں کو کھڑا کر دیا اسی طرح اگر وہ چاہے تو تمہیں تمہارے اعمال کے سبب نیست و نابود کر دے اور تمہاری جگہ ایسی قوم کو پیدا کر دے جو اپنے معبود حقیقی کی طاعت و فرمانبرداری کریں، اس مضمون کو متعدد مقام پر فرمایا

[1] الأنعام: ۱۳۲

[2] تفسیر طبری ۱۲۵/۱۲

[3] الحج ۶۵

اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡہِبۡکُمۡ اَیُّہَا النَّاسُ وَیَاۡتِ بِاٰخَرِیۡنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی ذٰلِکَ قَدِیۡرًا ﴿۱۳۳﴾ [1]

ترجمہ: اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو ہٹا کر تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے اور وہ اس کی پوری قدرت رکھتا ہے۔

...اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡہِبۡکُمۡ وَیَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ﴿۱۹﴾ [2]

ترجمہ وہ چاہے تو تم لوگوں کو لے جائے اور ایک نئی خلقت تمہاری جگہ لے آئے۔

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ۚ وَاللّٰہُ ہُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ ﴿۱۵﴾ اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡہِبۡکُمۡ وَیَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیۡزٍ ﴿۱۷﴾ [3]

ترجمہ: لوگو! تم ہی اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تو غنی وحمید ہے، وہ چاہے تو تمہیں ہٹا کر کوئی نئی خلقت تمہاری جگہ لے آئے ایسا کرنا اللہ کے لیے کچھ بھی دشوار نہیں۔

... وَاللّٰہُ الۡغَنِیُّ وَاَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ ۚ وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ ۙ ثُمَّ لَا یَکُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَکُمۡ ﴿۳۸﴾ [4]

ترجمہ: اللہ تو غنی ہے تم ہی اس کے محتاج ہو، اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

اور لوگو! قیامت کے قائم ہونے، حیات بعد الموت، حشر نشر اور اعمال کی جزا کا تم سے جو وعدہ کیا جا رہا ہے وہ یقیناً ایک وقت مقررہ پر پورا ہو کر رہے گا، تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، اس کے عذاب سے کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتے، کیونکہ تمہاری پیشانیاں اس کے قبضہ قدرت میں ہیں اور تم اس کی تدبیر اور تصرف کے شکنجے میں جکڑے ہوئے ہو، اللہ اس پر مکمل قدرت رکھتا ہے کہ جب تم مٹی کے ساتھ مل کر مٹی ہو چکے ہو گے تو تمہیں تمہاری قبروں سے دوبارہ پیدا کر دے اور تمہیں میدان محشر میں جمع کر کے اچھے اعمال کی جزا اور برے اعمال کی سزا دے ، اور کفار ومشرکین کو وعید دیتے ہوئے فرمایا اے محمد ﷺ! کفار ومشرکین سے کہہ دو کہ لوگو! اگر تم میرے وعظ ونصیحت پر تدبر وتفکر کرنے پر تیار نہیں اور شیطان جو تمہارا ازلی دشمن ہے کو اپنا ولی اور سرپرست بنا کر دعوت حق کی تکذیب کر رہے ہو، بغیر کسی دلیل اور سند کے غیر اللہ کو اللہ وحدہ لاشریک کا شریک ٹھہرانے پر مصر ہو اور اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنا رہے ہو تو ٹھیک ہے اپنے انہی عقائد واعمال پر قائم رہو اور اپنے کفر وبداعمالیوں پر پھولے نہ سماؤ، اور میں بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اعمال بجالاتا ہوں اور اس کی مرضی کی اتباع کرتا ہوں اور اپنی بھول چوک پر اس سے بخشش ومغفرت کا طلب گار ہوں، روز قیامت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون ہدایت پر تھا اور کون کفر وضلالت پر، کس کا انجام بہتر ہوتا ہے، کون اللہ کی جنتوں میں داخل ہو کر سرفراز اور کامران ہوتا ہے، کس کا استقبال ہوتا ہے اور کون سلامتی کے ترانے سنتا ہے اور کون جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا ہو کر موت کو پکارتا ہے، جیسے فرمایا

---

[1] النساء ۱۳۳

[2] ابراہیم ۱۹

[3] فاطر ۱۵تا۱۷

[4] محمد ۳۸

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ [1]

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے تو ان سے کہہ دو کہ تم اپنے طریقے پر کام کرتے رہو اور ہم اپنے طریقے پر کیے جاتے ہیں انجام کار کا تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی منتظر ہیں۔ اللہ نے اپنے رسول سے جو وعدے کیے ہیں وہ اٹل ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ ظالم کبھی فلاح نہیں پا سکتے،

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ» قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: {وَ كَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ إِنَّ أَخْذَهُٓ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ} [2]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو اسے چھوڑتا نہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی ''اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے ،فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔'' [3]

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا

اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کیے ہیں ان لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا اور بزعم خود کہتے ہیں کہ

هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ

یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے، پھر جو چیز ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ تو اللہ کی طرف نہیں پہنچتی اور

اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ كَذٰلِكَ

جو چیز اللہ کی ہوتی ہے وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتی ہے کیا برا فیصلہ وہ کرتے ہیں،اور اسی طرح

زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ

بہت سے مشرکین کے خیال میں ان کے معبودوں نے ان کی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا ہے تاکہ وہ ان کو برباد کریں

وَ لِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ

اور تاکہ ان کے دین کو ان پر مشتبہ کردیں اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو یہ ایسا کام نہ کرتے تو آپ ان کو

وَ مَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ (الانعام ۱۳۷،۱۳۶)

اور جو کچھ غلط باتیں بنا رہے ہیں یونہی رہنے دیجئے۔

---

[1] ہود ۱۲۲،۱۲۱

[2] ہود : ۱۰۲

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر بَابُ قَوْلِهِ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ القُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۴۶۸۶

بدعت کا آغاز:

کفار ومشرکین نے مویشیوں اور زرعی پیداوار میں بھی اپنے خود ساختہ عقائد گھڑ رکھے تھے، مشرکین اس بات کے قائل تھے کہ زمین اللہ کی ہے اور وہی اس میں سے پیداوار اگاتا ہے، اسی طرح جانوروں کا خالق بھی اللہ ہی ہے جن سے وہ خدمت لیتے ہیں، لیکن ان کا جاہلی تصور یہ تھا کہ ان پر اللہ کا یہ فضل وکرم ان بے شمار دیویوں، دیوتاؤں، فرشتوں، جنات، اجرام فلکی اور آباؤاجداد کی ارواح کا مرحون منت ہے جو ان پر نظر کرم رکھتے ہیں، اس لئے وہ مال مویشیوں اور زرعی پیداوار میں سے ایک مخصوص حصہ شکرانے کے طور پر اللہ کے لئے مقرر کر دیتے جس نے انہیں یہ کھیت اور جانور بخشے اور ایک مخصوص حصہ اپنے خود ساختہ معبودوں کے لئے مقرر کر دیتے تا کہ ان کی نظر کرم شامل حال رہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ} [1] الْآيَةَ، وَذَلِكَ أَنَّ أَعْدَاءَ اللَّهِ كَانُوا إِذَا احْتَرَثُوا حَرْثًا أَوْ كَانَتْ لَهُمْ ثَمَرَةٌ، جَعَلُوا لِلَّهِ مِنْهَا جُزْءًا، وَلِلْوَثَنِ جُزْءًا، فَمَا كَانَ مِنْ حَرْثٍ أَوْ ثَمَرَةٍ أَوْ شَيْءٍ مِنْ نَصِيبِ الْأَوْثَانِ حَفَظُوهُ وَأَحْصَوْهُ، فَإِنْ سَقَطَ مِنْهُ شَيْءٌ فِيمَا سُمِّيَ لِلَّهِ رَدُّوهُ إِلَى مَا جَعَلُوا لِلْوَثَنِ، وَإِنْ سَبَقَهُمُ الْمَاءُ إِلَى الَّذِي جَعَلُوهُ لِلْوَثَنِ فَسَقَى شَيْئًا جَعَلُوهُ لِلَّهِ، جَعَلُوا ذَلِكَ لِلْوَثَنِ،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن جب کوئی کھیتی بوتے یا کسی پھل کو حاصل کرتے تو اس میں سے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور ایک بت کے لیے مقرر کر دیتے، اور فصل، پھل یا کسی بھی دوسری چیز میں سے جو حصہ بتوں کے لیے ہوتا اس کی تو خوب حفاظت کرتے، اسے گن گن کر رکھتے اور اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیے ہوئے حصے میں سے اگر کوئی چیز گر جاتی تو اسے اٹھا کر بت کے حصے میں شامل کر دیتے اور اگر بت کے لیے مقرر کی ہوئی چیز کو پانی سیراب کرتے اور اللہ کے لیے مقرر کیے ہوئے حصے کو بھی سیراب کر دیتا تو سب کو بت کے لیے کر دیتے (بت کا حصہ اور اللہ کا حصہ جو سیراب ہو جاتا)

وَإِنْ سَقَطَ شَيْءٌ مِنَ الْحَرْثِ وَالثَّمَرَةِ الَّتِي جَعَلُوا لِلَّهِ فَاخْتَلَطَ بِالَّذِي جَعَلُوا لِلْوَثَنِ، قَالُوا: هَذَا فَقِيرٌ، وَلَمْ يَرُدُّوهُ إِلَى مَا جَعَلُوا لِلَّهِ. وَإِنْ سَبَقَهُمُ الْمَاءُ الَّذِي جَعَلُوا لِلَّهِ فَسَقَى مَا سُمِّيَ لِلْوَثَنِ تَرَكُوهُ لِلْوَثَنِ. وَكَانُوا يُحَرِّمُونَ مِنْ أَنْعَامِهِمْ: الْبَحِيرَةَ، وَالسَّائِبَةَ، وَالْوَصِيلَةَ، وَالْحَامَ، فَيَجْعَلُونَهُ لِلْأَوْثَانِ، وَيَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ يُحَرِّمُونَهُ لِلَّهِ، فَقَالَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ: {**وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا**} [2] الْآيَةَ

اور اگر کھیتی یا پھل میں سے اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیے ہوئے حصے میں سے کوئی چیز گر جاتی تو اسے بت کے لیے وقف کر دیتے اور کہتے کہ یہ فقیر ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیے ہوئے حصے میں شامل نہ کرتے، اور اگر اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیے ہوئے حصے کو پانی سیراب کر دیتا اور اسے بھی سیراب کر دیتا جسے بت کے لیے وقف کیا ہوتا تو اسے بت کے لیے چھوڑ دیتے تھے، اور اپنے اموال میں سے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو حرام قرار دے کر بتوں کے لیے وقف کر دیتے تھے، اور عقیدہ یہ رکھتے تھے کہ انہوں نے اپنے ان اموال

[1] الأنعام: ۱۳۶

[2] الأنعام: ۱۳۶

کو تقرب الٰہی کے حصول کے لیے حرام قرار دیا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے ”ان لوگوں نے اللہ کے لئے خود اسی کی پیدا کی ہوئی کھیتیوں اور مویشیوں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے۔“ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمام شریکوں سے بڑھ کر شرک سے بے نیاز ہوں، جو کوئی میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھیراتا ہے میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (۲)

انہی ظالموں کے بارے میں فرمایا کہ ان لوگوں نے اللہ کے لئے خود اسی کی پیدا کی ہوئی کھیتیوں اور مویشیوں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے اور بزعم خود کہتے ہیں یہ اللہ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کا حصہ ہے، پھر جو حصہ ان کے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کا حصہ ہے وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا مگر جو اللہ کا حصہ ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے یہ لوگ کیسے برے فیصلے کرتے ہیں،

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ، فِي قَوْلِهِ: {وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا} (۳) حَتَّى بَلَغَ: {وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ} (۴) ، قَالَ: كُلُّ شَيْءٍ جَعَلُوهُ لِلَّهِ مِنْ ذَبْحٍ يَذْبَحُونَهُ لَا يَأْكُلُونَهُ أَبَدًا حَتَّى يَذْكُرُوا مَعَهُ أَسْمَاءَ الْآلِهَةِ، وَمَا كَانَ لِلْآلِهَةِ لَمْ يَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ مَعَهُ. وَقَرَأَ الْآيَةَ حَتَّى بَلَغَ: {سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ} (۵)

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اس آیت ”ان لوگوں نے اللہ کے لئے خود اسی کی پیدا کی ہوئی کھیتیوں اور مویشیوں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے۔“ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو چیز اللہ کے نام پر ذبح کرتے اسے اس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک اس پر اپنے بتوں کے نام نہ لیتے تھے اور جسے وہ اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اس پر اللہ کا نام لینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے، پھر انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی۔ (۶)

عرب میں قتل اولاد کی تین صورتیں تھیں۔

- مشرکین اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے تاکہ قبائلی لڑائیوں میں وہ دشمن کے ہاتھ نہ پڑ جائیں، یا ان کا کوئی داماد نہ بنے، یا کسی دوسرے سبب سے ان کے لئے عار کا سبب نہ بن سکیں۔
- ذرائع معاش کی کمی کے سبب اپنے چھوٹے لڑکوں کو بھی قتل کر دیتے تھے تاکہ ان کی پرورش کا بوجھ نہ اٹھانا پڑے۔

---

(۱) تفسیر طبری ۱۳۲/۱۲، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۹۱/۴

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ مَنْ أَشْرَكَ فِي عَمَلِهِ غَيْرَ اللهِ ۷۴۷۵

(۳) الأنعام: ۱۳۶

(۴) الأنعام: ۱۳۶

(۵) الأنعام: ۱۳۶

(۶) تفسیر طبری ۱۳۴/۱۲، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۹۲/۴

وہ نذر و نیاز کے نام پر اپنے لڑکوں کو بتوں کی بھینٹ بھی چڑھاتے تھے۔

جیسے زمزم کے معاملہ کے موقع پر عبد المطلب نے نذر مانی تھی کہ اگر اس کے دس بیٹے ہوئے تو ایک بیٹے کو بتوں کی خوشنودی کے لئے بھینٹ چڑھائیں گے مگر معاملہ سو اونٹوں پر ٹل گیا

كَانَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنُ هَاشِمٍ قَدْ نَذَرَ حِينَ لَقِيَ مِنْ قُرَيْشٍ فِي حَفْرِ زَمْزَمَ ما لقي: لَئِنْ وُلِدَ لَهُ عَشَرَةُ نَفَرٍ ثُمَّ بَلَغُوا مَعَهُ حَتَّى يَمْنَعُوهُ، لَيَنْحَرَنَّ أَحَدَهُمْ لِلَّهِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ

اس لئے جب رسول اللہ ﷺ کے دادا عبد المطلب کا چاہ زمزم کھودنے کے معاملہ پر قریش سے جھگڑا ہوا اور ان کو دبنا پڑا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر ان کے دس بیٹے ہوئے اور وہ ان کی زندگی میں سن بلوغ کو پہنچ کر ان کی حمایت کے قابل ہو گئے تو وہ ان میں سے ایک کو کعبہ میں اللہ کے لئے قربان کر دیں گے۔[1]

اس طرف اشارہ فرمایا کہ ان کے سرداروں اور شیاطین نے مشرکین کے لئے ان کی اپنی اولاد کے زندہ درگور اور بھینٹ چڑھانے کے عمل کو خوشنما بنا دیا ہے تا کہ ان کو ہلاکت میں مبتلا کریں اور ان پر ان کے دین کو مشتبہ بنا دیں، جیسے فرمایا

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

ترجمہ: اللہ کی قسم اے نبی! تم سے پہلے بھی بہت سی قوموں میں ہم رسول بھیج چکے ہیں (اور پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے کہ) شیطان نے ان کے برے کرتوت انہیں خوشنما بنا کر دکھائے (اور رسولوں کی بات انہوں نے مان کر نہ دی) وہی شیطان آج ان لوگوں کا بھی سرپرست بنا ہوا ہے اور یہ دردناک سزا کے مستحق بن رہے ہیں۔

اگر اللہ اپنے اختیارات اور قدرت سے ان کے ارادہ و اختیار کی آزادی سلب کر لیتا تو پھر یقیناً وہ ایسا نہ کرتے، لیکن ایسا کرنا چونکہ جبر ہوتا جس سے انسان کی آزمائش نہیں ہو سکتی تھی جبکہ اللہ انسان کو ارادہ و اختیار کی آزادی دے کر آزمانا چاہتا ہے اس لئے اللہ نے جبر نہیں کیا، لہٰذا ان کے بارے میں غم زدہ نہ ہوں اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں تا کہ وہ اپنی افترا پردازیوں میں لگے رہیں، اللہ تعالیٰ عنقریب آپ کے اور ان کے درمیان خود فیصلہ فرما دے گا۔

وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ

اور وہ اپنے خیال پر یہ بھی کہتے ہیں یہ کچھ مواشی ہیں اور کھیت ہیں جن کا استعمال ہر شخص کو جائز نہیں ان کو کوئی نہیں کھا سکتا سوائے

بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ

ان کے جن کو ہم چاہیں اور مواشی ہیں جن پر سواری یا بار برداری حرام کر دی گئی، اور کچھ مواشی ہیں جن پر لوگ اللہ تعالیٰ کا نام

[1] تاریخ الرسل والملوک ۲۶۴/۱، سیرۃ ابن اسحاق ۳۲/۱، ابن ہشام ۱۵۱/۱، دلائل النبوۃ للبیہقی ۹۸/۱، الروض الانف ۸۴/۲

[2] النحل ۶۳

عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَ قَالُوْا

نہیں لیتے محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر، ابھی اللہ تعالیٰ ان کو ان کے افترا کی سزا دیئے دیتا ہے، اور وہ کہتے ہیں

مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ

کہ جو چیز ان مواشی کے پیٹ میں ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لیے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہیں،

وَ اِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾

اور اگر وہ مردہ ہے تو اس میں سب برابر ہیں، ابھی اللہ ان کی غلط بیانی کی سزا دیئے دیتا ہے بلاشبہ وہ حکمت والا اور بڑا علم والا ہے،

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ

واقع خرابی میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو محض براہ حماقت بلا کسی سند کے قتل کر ڈالا

وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ

اور جو چیزیں ان کو اللہ نے ان کو کھانے پینے کے لیے دی تھیں ان کو حرام کرلیا محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر،

قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ۧ (الانعام ۱۳۸ تا ۱۴۰)

بیشک یہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور کبھی راہ راست پر چلنے والے نہیں ہوئے۔

مشرکین نے جانوروں اور کھیتیوں کے سلسلے میں مختلف اصطلاحات وضع کر رکھی تھیں۔

- وہ خود ساختہ پابندی لگا کر کہتے کہ فلاں جانور اور فلاں کھیت کا استعمال ممنوع ہے ان کو صرف وہی لوگ کھا سکتے ہیں جنہیں ہم کھلانا چاہیں (اور یہ اجازت بتوں کے خادم اور مجاورین کے لئے ہوتی)
- وہ مختلف قسم کے جانوروں کو اپنے بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے اور ان پر سواری اور باربرداری کے کام حرام قرار دیتے، اس کی صورت یوں ہوتی۔

فَأَمَّا الْبَحِيرَةُ فَهِيَ بِنْتُ السَّائِبَةِ، وَالسَّائِبَةُ: النَّاقَةُ إِذَا تَابَعَتْ بَيْنَ عَشْرِ إِنَاثٍ لَيْسَ بَيْنَهُنَّ ذَكَرٌ، سُيِّبَتْ فَلَمْ يُرْكَبْ ظَهْرُهَا، وَلَمْ يُجَزَّ وَبَرُهَا وَلَمْ يَشْرَبْ لَبَنَهَا إِلَّا ضَيْفٌ

جو اونٹنی دس مادہ بچے پے در پے جن لیتی تھی اور ان کے درمیان کوئی نر بچہ پیدا نہ ہوتا تھا تو اس کو آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا پھر اس پر نہ تو سواری کرتے تھے اور نہ اس کے بال کترتے تھے اور اس کا دودھ بھی سوائے مہمان کے کسی کو نہیں پلاتے تھے ایسی اونٹنی کو سائبہ کہا کرتے تھے۔

فَمَا نُتِجَتْ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْ أُنْثَى شُقَّتْ أُذُنُهَا، ثُمَّ خُلِّيَ سَبِيلُهَا مَعَ أُمِّهَا فَلَمْ يُرْكَبْ ظَهْرُهَا، وَلَمْ يُجَزَّ وَبَرُهَا، وَلَمْ يَشْرَبْ لَبَنَهَا إِلَّا ضَيْفٌ كَمَا فُعِلَ بِأُمِّهَا

اگر یہ اونٹنی اس حالت میں کوئی مادہ جنتی تو اس بچہ کا کان چیر کر اس کو بھی ماں کے ساتھ چھوڑ دیتے اور اس پر بھی سواری نہ کرتے نہ اس کے بال کترتے اور نہ اس کا دودھ سوائے مہمان کے کسی کو پلاتے اس کا نام بحیرہ ہوتا تھا۔

ایک روایت میں ہے

وَالسَّائِبَةُ:الَّتِي يَنْذِرُ الرَّجُلُ أَنْ يسيبها إِن بَرِيءِ مِنْ مَرَضِهِ، أَوْ إِنْ أَصَابَ أَمْرًا يَطْلُبُهُ. فَإِذَا كَانَ أَسَابَ نَاقَةً مِنْ إِبِلِهِ أَوْ جَمَلًا لِبَعْضِ آلِهَتِهِمْ، فَسَابَتْ فَرَعَتْ لَا يُنْتَفَعُ بِهَا

جب کوئی ان میں سے بیمار ہو جاتا یا کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا تو وہ نذر مانتا کہ اگر وہ اس مصیبت سے رہا ہو جائے تو اونٹنی کو آزاد کر دے گا پھر جب اس کی مراد پوری ہو جاتی تو اپنے معبود کے نام پر کوئی اونٹنی یا اونٹ آزاد کر دیتا اور اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھاتا اونٹ یا اونٹنی کو جسے کسی نے اپنی کسی بیماری سے شفامندی یا کسی ضرورت کے پورا ہونے یا کسی بڑے خطرے سے نجات پانے کے بعد اپنی نذر کو پورا کرنے کے لئے شکرانے کے طور پر آزاد چھوڑ دیتا تھا اسے سائبہ کہتے تھے۔

قَدْ وَصَلَتْ، فَكَانَ مَا وَلَدَتْ بَعْدَ ذَلِكَ لِلذُّكُورِ مِنْهُمْ دُونَ إِنَاثِهِمْ، إِلَّا أَنْ يَمُوتَ مِنْهَا شَيْءٌ فَيَشْتَرِكُوا فِي أَكْلِهِ، ذُكُورُهُمْ وَإِنَاثُهُمْ.

اگر بکری کا پہلا بچہ نر پیدا ہوتا تو وہ اپنے دیوتاوں کی خوشنودی کے لئے ذبح کر دیا جاتا لیکن اگر بکری پہلا بچہ مادہ جنتی تو اسے ذبح نہ کیا جاتا اسے وصیلہ کہتے تھے، اس کے بعد اگر وہ کوئی بچہ جنتی تھی تو اس کو صرف ان کے مرد کھا سکتے تھے نہ کہ عورتیں، عورتوں کے واسطے اس کا گوشت حرام خیال کیا جاتا تھا مگر مردہ گوشت میں مرد وعورت مساوی خیال کیے جاتے تھے،

ایک روایت میں ہے

فَكَانَ مَا وَلَدَتْ بَعْدَ ذَلِكَ لِذُكُورِ بَنِيهِمْ دُونَ بَنَاتِهِمْ

اگر کوئی بکری پانچ حمل میں دس مادہ بچے متواتر جنتی تھی تو اس کو وصیلہ کہتے تھے۔

ایک روایت میں ہے

وَالْوَصِيلَةُ: الَّتِي تَلِدُ أُمُّهَا اثْنَيْنِ فِي كُلِّ بَطْنٍ، فَيَجْعَلُ صَاحِبُهَا لِآلِهَتِهِ الْإِنَاثَ (مِنْهَا) وَلِنَفْسِهِ الذُّكُورَ مِنْهَا، فَتَلِدُهَا أُمُّهَا وَمَعَهَا ذَكَرٌ فِي بَطْنٍ، فَيَقُولُونَ: وَصَلَتْ أَخَاهَا. فَيُسَيَّبُ أَخُوهَا مَعَهَا فَلَا يُنْتَفَعُ بِهِ

اگر کوئی بکری ایک حمل میں دو بچے ایک ساتھ دیتی جن میں ایک نر ہوتا اور ایک مادہ تو مادہ کو اپنے معبود کے واسطے رکھ دیتے اور نر کو اپنے واسطے مگر اس کو بھی آزاد کر دیتے اور اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھاتے، اسے وصیلہ کہتے تھے۔

وَالْحَامِي: الْفَحْلُ إِذَا نُتِجَ لَهُ عَشْرُ إِنَاثٍ مُتَتَابِعَاتٍ لَيْسَ بَيْنَهُنَّ ذَكَرٌ، حُمِيَ ظَهْرُهُ فَلَمْ يُرْكَبْ، وَلَمْ يُجَزَّ وَبَرُهُ، وَخُلِّيَ فِي إِبِلِهِ يَضْرِبُ فِيهَا، لَا يُنْتَفَعُ مِنْهُ بِغَيْرِ ذَلِك

اگر کسی اونٹ کے نطفہ سے دس بچے متواتر جنوائے جاتے تو اس کو آزاد چھوڑ دیتے تھے اس پر سواری کرنا اور اس کے بالوں کو کاٹنا حرام خیال

کرتے اور اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھاتے اسے حام کہتے تھے۔

○ اور تیسری صورت یہ ہوتی کہ کچھ جانوروں پر سوار ہونے کی حالت میں، بتوں کے استھانوں پر ذبح کرتے وقت یا کھانے کے وقت اللہ کے بجائے صرف اپنے بتوں کا نام لیتے۔

اور یہ سب کچھ انہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھ رکھا تھا حالانکہ اللہ نے انہیں ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ... ﴿۱۰۳﴾ [۱]

ترجمہ: اللہ نے نہ کوئی بحیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبہ نہ وصیلہ اور نہ حام مگر یہ کافر اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ [۲]

ترجمہ: اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ان سے کہو تم لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ جو رزق اللہ نے تمہارے لئے اتارا تھا اس میں سے تم نے خود ہی کسی کو حرام اور کسی کو حلال ٹھیرا لیا، ان سے پوچھو اللہ نے تم کو اس کی اجازت دی تھی یا تم اللہ پر افترا کر رہے ہو؟۔

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ} [۳] الْآيَةَ، تَحْرِيمٌ كَانَ عَلَيْهِمْ مِنَ الشَّيَاطِينِ فِي أَمْوَالِهِمْ وَتَغْلِيظٌ وَتَشْدِيدٌ، وَكَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيَاطِينِ وَلَمْ يَكُنْ مِنَ اللَّهِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یہ کچھ مواشی اور کھیت ہیں جن کا استعمال ہر شخص کو جائز نہیں۔" سے مراد وہ چیزیں ہیں جنہیں شیطان نے ان کے اموال میں سے ان کے لیے نہایت شدت سے حرام قرار دے رکھا تھا اور یہ حرمت شیطان کی طرف سے تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی۔ [۴]

شرک کو حلال ٹھیرانے اور کھانے پینے اور دیگر منفعت کی اشیاء کو حرام ٹھیرانے پر اللہ تعالیٰ بہت جلد انہیں دردناک عذاب سے دوچار کرے گا، پھر مشرکین ان آزاد کیے ہوئے بعض معین جانوروں کے بارے میں کہتے کہ ان کے پیٹ سے پیدا ہونے والا زندہ بچہ اور دودھ صرف مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام ہے اور اگر اس جانور کے پیٹ سے بچہ مردہ پیدا ہوتا تو کہتے اسے مرد و عورت دونوں کھا سکتے ہیں ہے،

---

[۱] المائدۃ ۱۰۳

[۲] یونس ۵۹

[۳] الأنعام: ۱۳۸

[۴] تفسیر طبری ۱۲/۱۴۳

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا} [۱] الْآيَةَ، فَهُوَ اللَّبَنُ كَانُوا يُحَرِّمُونَهُ عَلَى إِنَاثِهِمْ وَيَشْرَبُهُ ذُكْرَانُهُمْ، وَكَانَتِ الشَّاةُ إِذَا وَلَدَتْ ذَكَرًا ذَبَحُوهُ وَكَانَ لِلرِّجَالِ دُونَ النِّسَاءِ، وَإِنْ كَانَتْ أُنْثَى تُرِكَتْ فَلَمْ تُذْبَحْ، وَإِنْ كَانَتْ مَيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ. فَنَهَى اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ

عوفی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ''اور وہ کہتے ہیں کہ جو چیز ان مواشی کے پیٹ میں ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لیے ہے۔'' سے مراد دودھ ہے، اسے وہ عورتوں کے لیے حرام قرار دیتے تھے اور مرد اسے پیتے تھے، بکری جب بچہ جنم دیتی تو وہ اس بچے کو ذبح کر دیتے اور اسے صرف مرد کھا سکتے تھے عورتیں نہیں اور اگر بکری مادہ بچے کو جنم دیتی تو اسے چھوڑ دیتے اور ذبح نہ کرتے اور اگر وہ مردار ہوتا تو مرد اور عورتیں سب مل کر کھاتے تو اس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں منع فرمایا۔ [۲]

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: الْبَحِيرَةُ لَا يَأْكُلُ مِنْ لَبَنِهَا إِلَّا الرِّجَالُ، وَإِنْ مَاتَ مِنْهَا شَيْءٌ أَكَلَهُ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ، وَكَذَا قَالَ عِكْرِمَةُ، وَقَتَادَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بحیرہ جانوروں کے دودھ صرف مرد ہی استعمال کر سکتے تھے اور اگر کوئی بحیرہ جانور مر جاتا تو اس کے کھانے میں مرد و عورتیں سب شریک ہو جاتے تھے، عکرمہ، قتادہ اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ [۳]

فرمایا یہ جھوٹ جو انہوں نے اللہ پر باندھ لئے ہیں ان کا بدلہ اللہ انہیں دے کر رہے گا، جیسے فرمایا

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۱۷﴾ [۴]

ترجمہ: اور یہ وہ تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام، تو اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھا کرو جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے، دنیا کا عیش چند روزہ ہے آخر کار ان کے لیے دردناک سزا ہے۔

یقیناً وہ اپنے افعال و اقوال اور شریعت و تقدیر میں حکیم ہے اور اسے اپنے بندوں کی سب باتوں کی خبر ہے اور اپنے علم و حکمت کے مطابق وہ جزا و سزا کا پورا پورا اہتمام فرمائے گا، یقیناً خسارے میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو جہالت و نادانی کی بنا پر قتل کیا اور اللہ کے دیے ہوئے رزق کو اللہ پر افترا پردازی کر کے حرام ٹھہرا لیا، جیسے فرمایا

قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿۷۰﴾ [۵]

---

[۱] الأنعام: ۱۳۹

[۲] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۹۶/۵، تفسیر طبری ۱۴۷/۱۲

[۳] تفسیر طبری ۱۴۷/۱۲

[۴] النحل ۱۱۶، ۱۱۷

[۵] یونس ۶۹، ۷۰

ترجمہ:اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کہہ دو کہ جولوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پا سکتے،دنیا کی چند روزہ زندگی میں مزے کرلیں پھر ہماری طرف ان کو پلٹنا ہے پھر ہم اس کفر کے بدلے میں جس کا وہ ارتکاب کرتے رہے ہیں ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ یقیناً ان کے اسلاف صراط مستقیم سے بھٹک گئے اور ہرگز وہ راہ راست پانے والوں میں سے نہ تھے۔

وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ

اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو ٹٹیوں میں چڑھائے جاتے ہیں اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے

وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا

اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی مختلف چیزیں مختلف طور کی ہوتی ہیں اور زیتون اور انار جو باہم ایک دوسرے

وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ

کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے،ان سب کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ نکل آئے،

وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۙ﴿۱۴۱﴾

اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے،

وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ

اور مواشی میں اونچے قد کے اور چھوٹے قد کے (پیدا کیے) جو کچھ اللہ نے تم کو دیا کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۱۴۲﴾ (الانعام ۱۴۲،۱۴۱)

بلاشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

وہ اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے،اس کی ذات وصفات اور اختیارات میں کوئی شریک نہیں،جس نے اپنی قدرت کاملہ سے انواع واقسام کے باغات پیدا کیے،ان میں کچھ کمزور تنوں والے ہیں جو چھتریوں پر چڑھائے جاتے ہیں جو انہیں اوپر اٹھنے میں مدد دیتی ہیں اور بعض درخت اپنے مضبوط تنے پر کھڑے ہوتے یا زمین پر بچھ جاتے ہیں،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ:{مَعْرُوشَاتٍ} يَقُولُ:مَسْمُوكَاتٌ،وَبِهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ}[1] فَالْمَعْرُوشَاتُ: مَا عَرَشَ النَّاسُ، وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ: مَا خَرَجَ فِي الْبَرِّ وَالْجِبَالِ مِنَ الثَّمَرَاتِ

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ''جو ٹٹیوں میں چڑھائے جاتے ہیں۔'' سے بلند وبالا اور طویل درخت

[1] الأنعام: ۱۴۱

مراد ہیں اور ایک روایت میں ہے'' مَعْرُوشَاتٍ'' سے مراد وہ باغات ہیں جنہیں لوگوں نے چھتریوں پر چڑھایا ہو اور ''غَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ'' سے مراد جنگلوں اور پہاڑوں میں پیدا ہونے والے پھل ہیں۔ (۱)

عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ}قَالَ:مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكُرُومِ،{وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ} قَالَ:مَا لَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ

عطاء خراسانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ''جو ٹٹیوں میں چڑھائے جاتے ہیں۔'' سے مراد انگوروں کی بیلیں ہیں جنہیں چھتریوں پر چڑھالیا گیا ہو اور ''اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے۔'' سے مراد ایسی بیلیں ہیں جنہیں چھتریوں پر نہ چڑھایا گیا ہو۔ (۲)

اور کھجور کے درخت پیدا کیے اور طرح طرح کی کھیتیاں اگائیں جس سے قسم قسم کے ماکولات حاصل ہوتے ہیں، جس نے زیتون اور انار کے درخت پیدا کیے جس کے درخت ایک دوسرے سے مشابہ ہیں اور جدا جدا بھی، ان سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے مگر ان کے پھل صورت، رنگ، ذائقہ، خوشبو اور فوائد میں مختلف ہوتے ہیں،

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَوْلُهُ: {مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ} قَالَ:مُتَشَابِهًا فِي الْمَنْظَرِ، وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ فِي الطَّعْمِ

ابن جریج نے کہا ہے ''جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں۔'' سے مراد وہ پھل ہیں جو شکل وصورت کے اعتبار سے آپس میں ملتے جلتے ہیں اور ''اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے۔'' سے مراد وہ ہیں جو اپنے ذائقے کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ (۳)

جب کھیتیاں تیار ہو جائیں اور پھل پک کر تیار ہو جائیں تو اللہ کی عطا کردہ ان حلال و پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ، اور جب فصل کاٹو یا باغات سے پھل توڑو تو نصاب کے مطابق اللہ کا حق ادا کرو، یعنی اگر زمین بارانی ہو تو دسواں حصہ اور اگر زمین کنوئیں، ٹیوب ویل یا نہری پانی سے سیراب ہوتی ہو تو بیسواں حصہ عشر ادا کرو،

عَنْ مُجَاهِدٍ: {وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ}قَالَ:إِذَا حَضَرَكَ الْمَسَاكِينُ طَرَحْتَ لَهُمْ مِنْهُ

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ''اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر مسکین آجائیں تو انہیں بھی پھلوں میں سے دو۔ (۴)

عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ} قَالَ:عِنْدَ الزَّرْعِ يُعْطَى الْقَبْضُ , وَعِنْدَ الصِّرَامِ يُعْطَى الْقَبْضُ , وَيَتْرُكُهُمْ يَتَّبِعُونَ آثَارَ الصِّرَامِ

(۱) تفسیر طبری ۱۴۷/۱۲

(۲) تفسیر طبری ۱۵۶/۱۲

(۳) تفسیر طبری ۱۵۷/۱۲

(۴) تفسیر طبری ۱۶۳/۱۲

امام عبد الرزاق نے مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کریمہ ''اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ کھیتی کاٹتے وقت اور پھل توڑتے وقت مسکینوں کو بھی مٹھی بھر دے دیا جائے۔ (۱)

عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ سَعِيدٍ، فِي قَوْلِهِ: {وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ}قَالَ:كَانَ هَذَا قَبْلَ الزَّكَاةِ لِلْمَسَاكِينِ الْقَبْضَةُ، وَالضِّغْثُ لِعَلَفِ دَابَّتِهِ

ابن مبارک نے سعید بن جبیر سے آیت کریمہ ''اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ حکم زکوۃ کی فرضیت سے پہلے تھا کہ مسکینوں کو مٹھی بھر غلہ یا پھل دے دیا جائے اور ان کے جانوروں کے لیے بھی ایک مٹھی چارہ دے دیا جائے۔ (تفسیر طبری ۱۲/۱۶۷)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی جو اس موقع پر غریبوں اور مسکینوں کی دل جوئی کے لیے صدقہ وخیرات نہیں کرتے، جیسے فرمایا

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ (۲)

ترجمہ: ہم نے (ان اہل مکہ) کو اسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے جس طرح ایک باغ کے مالکوں کو آزمائش میں ڈالا تھا، جب انہوں نے قسم کھائی کے صبح وسویرے ضرور اپنے باغ کے پھل توڑیں گے، اور وہ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے، رات کو وہ سوئے پڑے تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا اس باغ پر پھر گئی، اور اس کا ایسا حال ہو گیا جیسے کٹی ہوئی فصل ہو صبح ان لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا کہ اگر پھل توڑنے ہیں تو سویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے باغ میں نہ آنے پائے، وہ کچھ نہ دینے کا فیصلہ کیے ہوئے صبح سویرے جلدی جلدی اس طرح وہاں گئے جیسے کہ وہ (پھل توڑنے پر) قادر ہیں مگر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راستہ بھول گئے ہیں بلکہ ہم محروم رہ گئے، ان میں جو سب سے بہتر آدمی تھا اس نے کہا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ وہ پکار اٹھے پاک ہے ہمارا رب! واقعی ہم گنہگار تھے، پھر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا، آخر کو انہوں نے کہا افسوس ہمارے حال پر بے شک ہم سرکش ہو گئے تھے بعید نہیں کہ ہمارا رب ہمیں بدلے میں اس سے بہتر باغ عطا فرمائے ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں، ایسا ہوتا ہے عذاب اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے، کاش یہ لوگ اس کو جانتے۔

---

(۱) تفسیر عبد الرزاق ۲/۶۷

(۲) القلم ۱۷ تا ۳۳

اور کھانے پینے اور صدقہ وخیرات میں اعتدال سے کام لو، کیونکہ اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا،

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: نَزَلَتْ فِي ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، جَدَّ نَخْلًا فَقَالَ: لَا يَأْتِيَنَّ الْيَوْمَ أَحَدٌ إِلَّا أَطْعَمْتُهُ، فَأَطْعِمْ حَتَّى أَمْسَى وَلَيْسَتْ لَهُ ثَمَرَةٌ، فَقَالَ اللَّهُ: {وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ} [1]

ابن جریج بیان کرتے ہیں یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے اپنی کھجوروں کا پھل توڑا اور کہا کہ آج جو بھی میرے پاس آئے گا میں اسے کھجوریں کھانے کے لیے دوں گا حتی کہ شام تک انہوں نے تمام کھجوریں تقسیم کر دیں اور ان کے پاس کچھ بھی باقی نہ بچیں تو اس موقع پر اللہ تعالی نے حکم نازل فرمایا'' اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔'' [2]

جیسے فرمایا

...وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۳۱ [3]

ترجمہ: اور کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ایک مقام پر فرمایا

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝۲۷ [4]

ترجمہ: فضول خرچ لوگ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ، أَوْ مَخِيلَةٌ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو اور پہنو اوڑھو لیکن اسراف اور تکبر سے بچو۔ [5]

اسی رب نے تمہارے لئے مویشیوں میں سے وہ جانور بھی پیدا کیے جن سے سواری و بار برداری کا کام لیا جاتا ہے اور وہ بھی جو کھانے اور بچھانے کے کام آتے ہیں، جیسے فرمایا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝۷۱ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝۷۲ [6]

ترجمہ: کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لئے مویشی پیدا کیے ہیں اور اب یہ ان کے مالک

[1] الأنعام: ۱۴۱

[2] تفسیرطبری ۱۷۴؍۱۲

[3] الاعراف ۳۱

[4] بنی اسرائیل ۲۷

[5] صحیح بخاری کتاب اللباس باب قل من حرم زینة اللہ۔۔۔،سنن ابن ماجہ کتاب اللباس بَابُ الْبَسْ مَا شِئْتَ، مَا أَخْطَأَكَ سَرَفٌ أَوْ مَخِيلَةٌ ۳۶۰۵

[6] یٰسین ۷۱،۷۲

ہیں، ہم نے انہیں اس طرح ان کے بس میں کر دیا کہ ان میں سے کسی پر یہ سوار ہوتے ہیں، کسی کا یہ گوشت کھاتے ہیں۔

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸ [۱]

ترجمہ: اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے تا کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہاری زندگی کی رونق بنیں وہ اور بہت سی چیزیں (تمہارے فائدے کے لئے) پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم تک نہیں ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝۶۶ [۲]

ترجمہ: اور تمہارے لیے مویشیوں میں بھی ایک سبق موجود ہے ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں، یعنی خالص دودھ جو پینے والوں کے لئے نہایت خوشگوار ہے۔

کھاؤ پھلوں، فصلوں اور چوپایوں میں سے جو اللہ نے اپنی رحمت سے تمہیں بخشی ہیں اور مشرکین کی طرح شیطان کی پیروی نہ کرو کہ غیر اللہ کا حصہ مقرر کرنے لگو اور حلال چیز کو حرام اور کسی حرام چیز کو حلال کر دو، بیشک شیطان تمہارا ازلی کھلا دشمن ہے، اس مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۶ [۳]

ترجمہ: درحقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے اس لیے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو وہ تو اپنے پیروؤں کو اپنی راہ پر بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا... ۝۲۷ [۴]

ترجمہ: اے بنی آدم، ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اسی طرح فتنے میں مبتلا کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنّت سے نکلوایا تھا اور ان کے لباس ان پر سے اتروا دیے تھے تا کہ ان کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے۔

...اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۰ [۵]

ترجمہ: اب کیا تم مجھے چھوڑ کو اس کو اور اس کی ذریت کو اپنا سرپرست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟ بڑا ہی برا بدل ہے جسے ظالم لوگ اختیار کر رہے ہیں۔

---

[۱] النحل ۸

[۲] النحل ۶۶

[۳] فاطر ۶

[۴] الاعراف ۲۷

[۵] الکہف ۵۰

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ

(پیدا کئے) آٹھ نر مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم، آپ کہئے کہ کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے

اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ

یا دونوں مادہ کو ؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہوئے ہوں؟ تم مجھ کو کسی دلیل سے بتاؤ اگر

صٰدِقِيْنَ ۝١٤٣ۙ وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ

سچے ہو، اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم، آپ کہئے کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے

اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ

یا دونوں مادہ کو ؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہوئے ہوں ؟ کیا تم حاضر تھے

اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا حکم دیا؟ تو اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل جھوٹی تہمت

لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٤٤ؒ (الانعام ۱۴۴،۱۴۳)

لگائے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے، یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھلاتا۔

اور اسی رب نے جانوروں میں آٹھ نر و مادہ پیدا کیے اور انسانوں کے لئے انہیں حلال قرار دیا، جیسے فرمایا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۝٦ [1] ترجمہ: اور اسی نے تمہارے لئے مویشیوں میں سے آٹھ نر و مادہ پیدا کیے۔ ان میں سے دو بھیڑ اور مینڈھا کی قسم سے اور دو بکری اور بکرا کی قسم سے ہیں، اے محمد ﷺ! ان سے پوچھو کہ اللہ نے ان جانوروں کے نر حرام کیے ہیں یا مادہ یا وہ بچے جو بھیڑوں اور بکریوں کے پیٹ میں ہوں؟ تم نے مختلف جانوروں کو بحیرہ، وصیلہ، سائبہ اور حام وغیرہ قرار دے کر خود پر حرام کر دیتے ہو اگر تمہارے پاس وہم و گمان یا آباؤ اجداد کے رسم و رواج کے بجائے کوئی یقینی دلیل ہے تو پیش کرو، یعنی اللہ نے نر کو حرام کیا ہے نہ مادہ کو اور نہ ان کے بچوں کو، اور اسی طرح دو اونٹ و اونٹنی کی قسم سے اور دو گائے و بیل کی قسم سے پیدا کیے، ان سے پوچھو ان کے نر اللہ نے حرام کیے ہیں یا مادہ یا وہ بچے جو اونٹنی اور گائے کے پیٹ میں ہوں؟ یعنی یہ کتنی نامعقول بات ہے کہ ایک ہی جانور کا نر تو حلال ہو اور مادہ حرام، یا مادہ حلال ہو اور نر حرام اور یا جانور خود حلال ہو اور اس کا بچہ حرام ہو،

وَقَالَ العَوْفِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ: {ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ} فَهٰذِهِ أَرْبَعَةُ أَزْوَاجٍ، {وَمِنَ الإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الأُنْثَيَيْنِ} يَقُولُ: لَمْ أُحَرِّمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ {[أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الأُنْثَيَيْنِ] }يَعْنِي: هَلْ يَشْمَلُ الرَّحِمُ إِلَّا عَلَى ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، فَلِمَ تُحَرِّمُونَ بَعْضًا

[1] الزمر ٦

وَتُحِلُّونَ بَعْضًا؟ {نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ} يَقُولُ: كُلُّهُ حَلَالٌ

عوفی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ "یہ آٹھ قسم کے جانور ہیں دو (دو) بھیڑوں میں سے اور دو (دو) بکریوں میں سے (ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ) کے بارے میں روایت کیا ہے اے پیغمبر! ان سے پوچھیں کہ اللہ نے دونوں (کے) نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں (کی ماداؤں کو) یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے تو ان میں سے کسی چیز کو حرام قرار نہیں دیا یا جو بچہ دونوں ماداؤں کے پیٹ میں ہو اسے۔ یعنی رحم میں جو بچہ ہوتا ہے وہ نر یا مادہ ہی ہوتا ہے پھر کیا بات ہے کہ تم ان میں سے بعض کو تو حرام اور بعض کو حلال قرار دے دیتے ہو؟ اگر تم سچے ہو تو مجھے سند سے بتاؤ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ سب چیزیں حلال ہیں۔ [۱]

کیا تم اس وقت حاضر تھے جب اللہ نے ان کے جانوروں کے حرام ہونے کا حکم تمہیں دیا تھا؟ یعنی تمہارے پاس اپنے دعویٰ کے سوا باقی کچھ بھی نہیں جس کی صداقت اور صحت کو پرکھنے کے لئے تمہارے پاس کوئی ذریعہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی حرمت کا کوئی حکم نہیں دیا یہ سب تمہارا اللہ پر بہتان عظیم ہے، پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی طرف منسوب کر کے جھوٹی بات کہے تا کہ علم کے بغیر لوگوں کو غلط راہ نمائی کرے،

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَرَأَيْتُ عَمْرًا يَجُرُّ قُصْبَهُ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کے بعض حصے بعض دوسرے حصوں کو کھائے جا رہے ہیں اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیاں اس میں گھسیٹتا پھر رہا ہے یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے (بتوں کے نام پر) سانڈ (بحیرہ، وصیلہ، سائبہ اور حام) چھوڑنے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ [۲]

یقیناً اللہ ایسے ظالموں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ

آپ کہہ دیجئے جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو

اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا

کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیوں کہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ

کہ غیر اللہ کے لیے نامزد کر دیا گیا ہو، پھر جو شخص مجبور ہو جائے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو تو

[۱] تفسیر ابن کثیر ۳۵۲/۳، تفسیر طبری ۱۸۷/۱۲

[۲] صحیح بخاری تفسیر سورۃ المائدہ بَابُ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلاَ سَائِبَةٍ، وَلاَ وَصِيلَةٍ وَلاَ حَامٍ ۴۶۲۴ ،صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ عن ابی ہریرہؓ ۷۱۹۲

فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٥﴾ (الانعام ۱۴۵)

واقعی آپ کا رب غفور الرحیم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حلال وحرام:

پہلی آیات میں مشرکین کے جاہلانہ طریقوں کا بیان کیا گیا تھا جن میں بعض جانوروں کا بھی ذکر ہے جو انہوں نے اپنے طور پر حلال وحرام کر کے اللہ کی طرف منسوب کر رکھے تھے، اس سیاق اور ضمن میں فرمایا کہ اے محمد ﷺ! ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو الا یہ کہ وہ مردار (وہ جانور جو شرعی طریقے سے ذبح کیے بغیر مر گیا ہو) ہو یا وہ خون جو جانور کو ذبح کرتے وقت خارج ہو گیا ہو، البتہ جانور کو ذبح کرنے کے بعد جو خون گوشت اور رگوں میں رہ جاتا ہے وہ حلال اور پاک ہے،

عَنْ قَتَادَةَ:أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا ،قَالَ:حَرَّمَ الدَّمَ مَا كَانَ مَسْفُوحًا، وَأَمَّا لَحْمٌ خَالَطَهُ دَمٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ''یا کہ بہتا ہوا خون ہو۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بہتا لہو حرام ہے اور اگر خون گوشت کے ساتھ لگا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ [۱]

سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے یا فسق ہو کہ اللہ کے سوا کسی غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَاتَتْ شَاةٌ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَاتَتْ فُلَانَةُ - يَعْنِي الشَّاةَ - فَقَالَ: فَلَوْلَا أَخَذْتُمْ مَسْكَهَا فَقَالَتْ: نَأْخُذُ مَسْكَ شَاةٍ قَدْ مَاتَتْ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {قُلْ لَّا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ} ، فَإِنَّكُمْ لَا تَطْعَمُونَهُ إِنْ تَدْبُغُوهُ فَتَنْتَفِعُوا بِهِ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهَا، فَسَلَخَتْ مَسْكَهَا، فَدَبَغَتْهُ، فَأَخَذَتْ مِنْهُ قِرْبَةً حَتَّى تَخَرَّقَتْ عِنْدَهَا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی بکری مر گئی تو انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! بکری مر گئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کی کھال کو کیوں نہ اتار لیا، انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم مری ہوئی بکری کی کھال اتارتے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ''اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو۔'' اور تم اسے کھاتے تو نہیں ہو لہذا اسے رنگ لو اور اس سے فائدہ اٹھا لو، تو سودہ رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیج کر اس کی کھال کو اتروا لیا اور اسے رنگ لیا اور اس سے ایک مشکیزہ بنا لیا جو ان کے استعمال میں رہا حتی کہ پھٹ گیا۔ [۲]

پھر جان کے خوف سے اگر کوئی شخص ان حرام اشیاء میں سے کوئی چیز کھا لے مگر وہ اللہ کا نافرمانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور نہ ضرورت سے زیادہ کھا کر حد ضرورت سے تجاوز کرے تو یقیناً تمہارا رب درگزر سے کام لینے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ جیسے فرمایا:

[۱] تفسیر طبری ۱۲؍۱۹۳

[۲] مسند احمد ۳۰۲۶

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۷۳﴾ (۱)

ترجمہ:اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ،خون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو،ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں،اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ... ﴿۳﴾ (۲)

ترجمہ:تم پر حرام کیا گیا ہے،خون،سور کا گوشت،وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو،وہ جو گلا گھو گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا ٹکر کھا کر مرا ہو یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو،نیز یہ بھی تمہارے لئے ناجائز ہے کہ پانسوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت معلوم کرو یہ سب افعال فسوق ہیں۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَّهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۱۱۶﴾ (۳)

ترجمہ:اللہ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے وہ ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو،البتہ بھوک سے مجبور اور بیقرار ہو کر اگر کوئی ان چیزوں کو کھالے،بغیر اس کے کہ وہ قانون الٰہی کی خلاف ورزی کا خواہش مند ہو یا حد ضرورت سے تجاوز کا مرتکب ہو تو یقیناً اللہ معاف کرنے اور رحم فرمانے والا ہے،اور یہ جو تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام،تو اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھو،جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے۔

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا

اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے اور گائے اور بکری میں سے ان دونوں کی چربیاں ان پر ہم نے حرام

عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَآ إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَآ أَوِ الْحَوَايَآ أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَٰهُم

کر دی تھیں مگر وہ جو ان کی پشت پر یا انتڑیوں میں لگی ہو یا ہڈی سے ملی ہو ان کی شرارت کے سبب ہم نے ان کو

(۱) البقرۃ ۱۷۳

(۲) المائدۃ ۳

(۳) النحل ۱۱۵،۱۱۶

بِبَغْيِهِمْ ۖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝۱۴۶ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ

یہ سزا دی اور ہم یقیناً سچے ہیں، پھر اگر یہ آپ کو کاذب کہیں تو آپ فرما دیجئے کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے

وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۴۷ (الانعام ۶:۱۴۷،۱۴۶)

اور اس کا عذاب مجرم لوگوں سے نہ ٹلے گا۔

مزید تفصیل متعلقہ حلال وحرام:

جن لوگوں نے یہودیت اختیار کی ہم نے ان پر سب ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے یعنی وہ ہاتھ والے چرند پرند جن کی انگلیاں پھٹی ہوئی نہ ہوں، مثلاً اونٹ، شتر مرغ، بطخ، قاز، گائے اور بکری وغیرہ اور گائے اور بکری کی چربی بھی حرام قرار دی تھی البتہ جو ان کی پیٹھ یا ان کی آنتوں یا ہڈی سے لگی ہوئی رہ جائے وہ حلال تھی،

عَنِ السُّدِّيِّ، قَوْلُهُ: حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا، قَالَ: الثَّرْبُ وَشَحْمُ الْكُلْيَتَيْنِ. وَكَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ: إِنَّمَا حَرَّمَهُ إِسْرَائِيلُ فَنَحْنُ نُحَرِّمُهُ

سدی اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ''چربیاں ان پر ہم نے حرام کر دی تھیں۔'' کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کے لیے بھیڑ، بکریوں اور گایوں کی خصوصاً ان کے گردوں کی چربی کو حرام قرار دے دیا تھا اور یہودی بات یہ بناتے تھے کہ چربی کے استعمال کو چونکہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے لیے حرام قرار دے لیا تھا اس لیے ہم بھی اسے حرام سمجھتے ہیں۔ (۱)

عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا، يَعْنِي: مَا عَلِقَ بِالظَّهْرِ مِنَ الشُّحُومِ

علی بن ابو طلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ''مگر وہ جو ان کی پشت میں لگی ہو۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے یعنی جو چربی ان جانوروں کی پیٹھ پر لگی ہو وہ ان کے لیے حرام نہیں تھی۔ (۲)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: {اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ} قَالَ: شَحْمُ الْأَلْيَةِ بِالْعُصْعُصِ، فَهُوَ حَلَالٌ، وَكُلُّ شَيْءٍ فِي الْقَوَائِمِ وَالْجَنْبِ وَالرَّأْسِ وَالْعَيْنِ قَدِ اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ، فَهُوَ حَلَالٌ

ابن جریج آیت کریمہ ''یا ہڈی سے ملی ہو۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کے لیے وہ چربی حلال تھی جو جانوروں کی چکی اور دم کے ساتھ لگی ہو، اسی طرح ہر وہ چربی جو پایوں، پہلو، سر، آنکھ اور ہڈی کے ساتھ لگی ہوتی تھی، وہ بھی ان کے لیے حلال تھی۔ (۳)

ہم نے یہ سزا ان کی شرارت، بغاوت اور ہمارے احکام کی مخالفت کی وجہ سے دی تھی، جیسے فرمایا

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۝۱۶۰ (۴)

(۱) تفسیر طبری ۱۲/۲۰۲
(۲) تفسیر طبری ۱۲/۲۰۲
(۳) تفسیر طبری ۱۲/۲۰۵
(۴) النساء ۱۶۰

ترجمہ: غرض ان یہودی بن جانے والوں کے اسی ظالمانہ رویّہ کی بنا پر (بہت سی) پاکیزہ چیزیں جو ان کے لیے حلال تھیں حرام کر دیں، اور اس بنا پر بھی کہ یہ (لوگوں کو) بکثرت اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔

اور یہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں بالکل سچ کہہ رہے ہیں،

وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: وَإِنَّا لَصَادِقُونَ فِيمَا أَخْبَرْنَاكَ بِهِ يَا مُحَمَّدُ مِنْ تَحْرِيمِنَا ذَلِكَ عَلَيْهِمْ ، لَا كَمَا زَعَمُوا مِنْ أَنَّ إِسْرَائِيلَ هُوَ الَّذِي حَرَّمَهُ عَلَى نَفْسِهِ

ابن جریر فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اے محمد (ﷺ)! ہم نے آپ کو جو یہ خبر دی ہے کہ ہم نے ان چیزوں کو ان کے لیے حرام قرار دے دیا تھا تو ہم اس میں سچے ہیں، یہودیوں کی یہ بات جھوٹ پر مبنی ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے ان چیزوں کو اپنے لیے ازخود حرام قرار دے لیا تھا۔ [1]

مگر یہودی اللہ کے حکم پر عمل پیرا ہونے والے نہ تھے جس طرح انہوں نے سبت والے دن میں مچھلیوں کے پکڑنے میں حیلہ بازی شروع کر دی تھی اسی طرح ان کی سرکشی یہاں بھی کام کرتی رہی اور انہوں نے چربی کو پگھلا کر اور فروخت کر کے اس کے پیسے بٹورنے لگے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ: سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ عَامَ الفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الخَمْرِ، وَالمَيْتَةِ وَالخِنْزِيرِ وَالأَصْنَامِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ شُحُومَ المَيْتَةِ، فَإِنَّهَا يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ؟ فَقَالَ: لاَ، هُوَ حَرَامٌ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: قَاتَلَ اللَّهُ اليَهُودَ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ، فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فتح مکہ کے سال آپ کا قیام ابھی مکہ مکرمہ ہی میں تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، سور اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دے دیا ہے، اس پر پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اسے ہم کشتیوں پر ملتے ہیں اور کھالوں پر اس سے تیل کا کام لیتے ہیں اور لوگ اس سے اپنے چراغ بھی جلاتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے، اسی موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ یہودیوں کو برباد کرے، اللہ تعالیٰ نے جب ان پر چربی حرام کی تو ان لوگوں نے اسے پگھلا کر اسے فروخت کیا اس کی قیمت کھانا شروع کر دی [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا عِنْدَ الرُّكْنِ، قَالَ: فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَضَحِكَ، فَقَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ، ثَلَاثًا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَبَاعُوهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا، وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا حَرَّمَ عَلَى قَوْمٍ أَكْلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو (بیت اللہ میں) حجر اسود کے پاس بیٹھے دیکھا آپ ﷺ نے اپنی

[1] تفسیر ابن کثیر ۳/۳۵۶

[2] صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ بَيْعِ المَيْتَةِ وَالأَصْنَامِ ۲۲۳۶، صحیح مسلم کتاب المساقاۃ بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْخَمْرِ، وَالْمَيْتَةِ، وَالْخِنْزِيرِ، وَالْأَصْنَامِ ۴۰۴۸، سنن ابوداود کتاب الاجارۃ بَابٌ فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ ۳۴۸۶، مسند احمد ۲۹۹۷

نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور ہنس دیے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے تین بار فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان پر چربیوں کا استعمال حرام کر دیا تو انہوں نے اسے بیچنا شروع کر دیا اور اس کی قیمت کھانے لگے بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کرتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام فرما دیتا ہے۔ (۱)

ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ أَنَّ فُلاَنًا بَاعَ خَمْرًا، فَقَالَ: قَاتَلَ اللَّهُ فُلاَنًا، أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:قَاتَلَ اللَّهُ اليَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ، فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو یہ خبر ملی کہ سمرہ نے شراب بیچی ہے، تو انہوں نے فرمایا اللہ سمرہ کو تباہ کرے، کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے کہ ان کے لیے چربیوں کو حرام قرار دیا گیا تو انہوں نے انہیں پگھلا لیا اور فروخت کر دیا۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بھی یہودیوں پر لعنت فرمائی،

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعُودُهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَوَجَدْنَاهُ نَائِمًا قَدْ غَطَّى وَجْهَهُ بِبُرْدٍ عَدَنِيٍّ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ:لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ يُحَرِّمُونَ شُحُومَ الْغَنَمِ وَيَأْكُلُونَ أَثْمَانَهَا

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لئے گیا اس وقت آپ عدن کی چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک سے چادر ہٹا کر فرمایا اللہ یہودیوں پر لعنت کرے کہ بکریوں کی چربی کو حرام مانتے ہوئے اس کی قیمت کھاتے ہیں۔ (۳)

یہ حلال و پاکیزہ چیزیں ہم نے ان پر ان کی سرکشیوں کی سزا کے طور پر حرام کی تھیں، جیسے فرمایا

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَاۗءِيْلُ عَلٰي نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْھَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ؀ (۴)

ترجمہ: کھانے کی یہ ساری چیزیں (جو شریعت محمدی میں حلال ہیں) بنی اسرائیل کے لئے بھی حلال تھیں البتہ بعض چیزیں ایسی تھیں جنہیں تورات کے نازل کیے جانے سے پہلے اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا، ان سے کہو اگر تم (اپنے اعتراض میں) سچے ہو تو لاؤ تورات اور پیش کرو اس کی کوئی عبارت۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَھُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؀ وَّاَخْذِهِمُ

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الاجارة بَابٌ فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ۳۴۸۸

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ البُيُوعِ بَابٌ لاَ يُذَابُ شَحْمُ المَيْتَةِ وَلاَ يُبَاعُ وَدَكُهُ۲۲۲۳،صحیح مسلم كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْخَمْرِ، وَالْمَيْتَةِ، وَالْخِنْزِيرِ، وَالْأَصْنَامِ۴۰۵۰، مسند احمد۱۷۰

(۳) مستدرک حاکم ۱۴۷۴

(۴) آل عمران۹۳

الرِّبٰوا وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ... ﴿۱۶۱﴾ (۱)

ترجمہ: ان یہودیوں کے اسی ظالمانہ رویہ کی بنا پر اور اس بنا پر کہ یہ بکثرت اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور سود لیتے ہیں جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور لوگوں کے مال ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں ہم نے بہت سی وہ پاک چیزیں ان پر حرام کر دیں جو پہلے ان کے لئے حلال تھیں۔ اور یہ جو کچھ ہم بیان کر رہے ہیں بالکل حق و سچ کہہ رہے ہیں،

وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: وَإِنَّا لَصَادِقُونَ فِيمَا أَخْبَرْنَاكَ بِهِ يَا مُحَمَّدُ مِنْ تَحْرِيمِنَا ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، لَا كَمَا زَعَمُوا مِنْ أَنَّ إِسْرَائِيلَ هُوَ الَّذِي حَرَّمَهُ عَلَى نَفْسِهِ

ابن جریر فرماتے ہیں ''اور ہم یقیناً سچے ہیں۔'' اس کے معنی یہ ہیں کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ کو جو خبر دی ہے کہ ہم نے ان چیزوں کو ان کے لیے حرام قرار دے دیا تھا تو ہم اس میں سچے ہیں اور یہودیوں کا یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ یہ چیزیں یعقوب علیہ السلام نے خود پر حرام کی ہوئی تھیں اور ہم ان کے اتباع میں ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں۔ (۲)

اتنے واضح بیان کے بعد بھی اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو آپ ترغیب و ترہیب کے ذریعے سے ان کو دعوت دیتے رہیں اور ان سے کہہ دیں کہ تمہارے رب بے پایاں رحمت کا مالک ہے جو تمام مخلوق کو شامل ہے لہذا اس کی رحمت کی طرف سبقت کرو جس کی اساس اور بنیاد سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر نازل ہونے والی وحی کی تصدیق ہے، جیسے فرمایا

...وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوۡ مَغۡفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلۡمِهِمۡ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۶﴾ (۳)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب لوگوں کی زیادتیوں کے باوجود ان کے ساتھ چشم پوشی سے کام لیتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تیرا رب سخت سزا دینے والا ہے۔

نَبِّئۡ عِبَادِيۡۤ اَنِّيۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيۡ هُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِيۡمُ ﴿۵۰﴾ (۴)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت درگزر کرنے والا اور رحیم ہوں، مگر اس کے ساتھ میرا عذاب بھی نہایت دردناک عذاب ہے۔

غَافِرِ الذَّنۡبِ وَقَابِلِ التَّوۡبِ شَدِيۡدِ الۡعِقَابِ ذِي الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿۳﴾ (۵)

ترجمہ: گناہ معاف کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت سزا دینے والا اور بڑا صاحب فضل ہے، کوئی معبود اس کے سوا نہیں اس کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔

---

(۱) النساء ۱۶۱،۱۶۰

(۲) تفسیر ابن کثیر ۳/۳۵۶

(۳) الرعد ۶

(۴) الحجر ۴۹،۵۰

(۵) المومن ۳

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝۱۲ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝۱۳ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝۱۴ (۱)

ترجمہ: درحقیقت تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے، وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا، اور وہ بخشنے والا ہے محبت کرنے والا ہے۔

اس لئے عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے مناسب ڈھیل دیتا ہے، لیکن ڈھیل دینے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے اللہ کے عذاب سے محفوظ و مامون ہو گیا ہے، اللہ جب مجرموں کو عذاب دینے کا فیصلہ فرمائے گا تو پھر اس کے غضب کو دنیا کی کوئی طاقت پھیر نہیں سکے گی۔

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَ لَآ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمْنَا

یہ مشرکین (یوں) کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو

مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا

حرام کر سکتے، اس طرح جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی تکذیب کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے

بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

عذاب کا مزہ چکھا، آپ کہیے کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو اس کو ہمارے روبرو ظاہر کرو، تم لوگ محض خیالی باتوں پر

وَ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ۝۱۴۸ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ

چلتے ہو اور تم بالکل اٹکل سے باتیں بناتے ہو، آپ کہئے کہ بس پوری حجت اللہ ہی کی رہی، پھر اگر وہ چاہتا تو تم سب

لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۱۴۹ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ

کو راہ راست پر لے آتا، آپ کہیے کہ اپنے گواہوں کو لاؤ جو اس بات پر شہادت دیں کہ اللہ نے ان چیزوں کو حرام کر دیا ہے،

فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو آپ اس کی شہادت نہ دیجئے اور ایسے لوگوں کے باطل خیالات کا اتباع مت کیجئے! جو ہماری آیتوں

بِاٰيٰتِنَا وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ هُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝۱۵۰ (الانعام ۱۴۸ تا ۱۵۰)

کی تکذیب کرتے ہیں، اور وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ اپنے رب کے برابر دوسروں کو ٹھہراتے ہیں۔

مشرکین اپنے شرک اور اللہ تعالیٰ کی حلال ٹھیرائی ہوئی چیزوں کو حرام ٹھیرانے پر اللہ تعالیٰ کی قضاو قدر سے دلیل پکڑتے ہیں اور اپنے آپ سے مذمت کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو جو خیر و شر ہر چیز کو شامل ہے دلیل بناتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے

(۱) البروج ۱۲ تا ۱۴

اور نہ ہمارے باپ دادا، اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھیراتے، جیسے فرمایا

وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُم ۗ مَّا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٢٠﴾ (۱)

ترجمہ: یہ کہتے ہیں اگر خدائے رحمٰن چاہتا (کہ ہم ان کی عبادت نہ کریں) تو ہم کبھی ان کو نہ پوجتے، یہ اس معاملے کی حقیقت کو قطعی نہیں جانتے محض تیر تکے لڑاتے ہیں۔

یہ وہ دلیل ہے جو انبیاء و رسل کو جھٹلانے والی قدیم اقوام انبیاء کی دعوت حق کو رد کرنے کے لئے پیش کرتی رہی ہیں، جیسے فرمایا

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ... ﴿٣٥﴾ (۲)

ترجمہ: یہ مشرکین کہتے ہیں اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے اور نہ اس کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام ٹھیراتے، ایسے ہی بہانے ان سے پہلے کے لوگ بھی بناتے رہے ہیں۔

مگر یہ دلیل ان کے کچھ کام نہ آئی اور وہ ہمارے ذلت آمیز عذاب کا مزا چکھ کر صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گئے، اور اگر آنکھیں کھول کر دیکھو تو ان کی بستیوں کے آثار و کھنڈرات عبرت کے طور پر تمہارے چاروں طرف پھیلے پڑے ہیں، دلیل کے لئے ضروری ہے کہ اس کی بنیاد علم اور برہان ہو، اگر دلیل محض گمان اور قیاسات پر مبنی ہو جو حق کے مقابلے میں کوئی کام نہیں آسکتی تو یہ باطل ہے۔

... إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿٢٨﴾ (۳)

ترجمہ: وہ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور گمان حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دے سکتا۔

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ... ﴿٣٦﴾ (۴)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ محض قیاس و گمان کے پیچھے چلے جا رہے ہیں، حالانکہ گمان حق کی ضرورت کو کچھ بھی پورا نہیں کرتا۔

اس لئے فرمایا اے نبی ﷺ! ان سے کہو کیا تمہارے پاس کوئی علمی دلیل ہے جسے اپنے دعوی کے صداقت میں ہمارے سامنے پیش کر سکو؟ ہرگز نہیں، تمہارے پاس محض اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کے سوا کوئی دلیل نہیں تم تو محض اوہام و قیاسات کے پیروکار ہو، اے نبی ﷺ! ان لوگوں سے پھر کہو تم اپنی معذرت میں یہ حجت پیش کرتے ہو کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھیراتے مگر اس سے پوری بات ادا نہیں ہوتی اگر پوری بات کہنا چاہتے ہو تو یوں کہو اگر اللہ کی مشیت و حکمت ہوتی تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔

---

(۱) الزخرف ۲۰

(۲) النحل ۳۵

(۳) النجم ۲۸

(۴) یونس ۳۶

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ [1]

ترجمہ: اگر تیرے رب کی مشیّت یہ ہوتی (کہ زمین میں سب مومن وفرمانبردار ہی ہوں) تو سارے اہل زمین ایمان لے آئے ہوتے پھر کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں؟۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿١١٨﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١١٩﴾ [2]

ترجمہ: بے شک تیرا رب اگر چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک گروہ بنا سکتا تھا مگر اب تو وہ مختلف طریقوں ہی پر چلتے رہیں گے، اور بے راہ رویوں سے صرف وہ لوگ بچیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہے، اسی (آزادی انتخاب واختیار اور امتحان) کے لیے ہی تو اس نے انہیں پیدا کیا تھا اور تیرے رب کی وہ بات پوری ہوگئی جو اس نے کہی تھی کہ میں جہنّم کو جن اور انسانوں سے بھر دوں گا۔

عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، قَالَ: لَا حُجَّةَ لِأَحَدٍ عَصَى اللَّهَ، وَلَكِنْ لِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ عَلَى عِبَادِهِ

ربیع بن انس فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اس کے پاس قطعاً کوئی دلیل نہیں ہے ،ہاں، البتہ اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے بندوں کے خلاف بہت مضبوط ومستحکم دلائل موجود ہیں۔ [3]

اے نبی ﷺ! جن لوگوں نے اللہ کی حلال ٹھیرائی ہوئی چیزوں کو حرام ٹھیرایا اور اس تحریم کو اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے ان سے کہو اپنے دعویٰ کی صداقت میں کوئی علمی دلیل تو تمہارے پاس ہے نہیں، اگر تمہارے پاس کوئی عادل گواہ ہیں تو پیش کرو جو اس بات کی شہادت دیں کہ حلال جانوروں کو حرام کرنے کے یہ ضوابط اللہ ہی کے مقرر کیے ہوئے ہیں، اول تو وہ گواہ پیش ہی نہیں کر سکیں گے اس صورت میں ان کا دعویٰ باطل اور دلیل اور گواہوں سے محروم ہو گا پھر اگر وہ جھوٹی شہادت دینے پر تل جائیں تو ایسے جھوٹے اور بہتان طراز شخص کی گواہی قابل قبول نہیں مگر تم ان کے کذب وافترا پر شہادت نہ دینا اور ہر گز ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلنا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے، جو اللہ کی اولاد تجویز کرتے ہیں، جو اپنے معبود حقیقی کو چھوڑ کر غیر اللہ کو اپنے رب کا ہمسر بناتے ہیں، جو اپنی خواہش نفس کے مطابق اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دیتے ہیں اور جو حیات بعد الموت اور اعمال کی جزا وسزا کے منکر ہیں۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا

آپ کہیے کہ آؤ تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن (یعنی جن کی مخالفت) کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے، وہ یہ کہ

تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ

اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو،

[1] یونس ۹۹

[2] ہود ۱۱۹،۱۱۸

[3] تفسیر طبری ۲۱۲/۱۲، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۴۱۳/۵

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ

ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ اعلانیہ ہوں خواہ پوشیدہ،

وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا اس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق کے ساتھ، ان کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو،

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ

اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے

وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَ اِذَا قُلْتُمْ

اور ناپ تول پوری پوری کرو انصاف کے ساتھ، ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، اور جب تم بات کرو تو

فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

انصاف کرو گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اس کو پورا کرو، ان کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

تاکہ تم یاد رکھو، اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ (الانعام ۱۵۱ تا ۱۵۳)

کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیز گاری اختیار کرو۔

اے محمد ﷺ! ان سے کہو کہ حرام وہ نہیں ہیں جن کو تم نے بلا دلیل محض اپنے اوہام وقیاسات کی بنیاد پر حرام قرار دے رکھا ہے، بلکہ حرام تو وہ چیزیں ہیں جن کو تمہارے رب نے حرام کیا ہے، اور میں تمہیں ان باتوں کی تفصیل بتلاتا ہوں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں جو ہمیشہ سے شرائع الٰہیہ کی اصل الاصول رہی ہیں۔

○ یہ کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اس کی الوہیت، بے شمار پاکیزہ صفات، افعال اور حقوق میں کوئی شریک نہیں، اس نے کسی مخلوق کو کوئی قدرت اور اختیار نہیں بخشا، تمام قدرتیں اور اختیارات اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں، وہی تمہارا خالق مالک اور رازق ہے، وہی حلال وحرام، جائز وناجائز کی حدود مقرر کرنے والا ہے، مصائب ومشکلات میں وہی تمہاری دعاؤں کو سننے اور قبول فرمانے والا ہے، وہی تمہاری قسمتوں کو بنانے اور بگاڑنے والا ہے،، وہی تمہاری خطاؤں کو بخشنے والا ہے، اللہ غنی ہے اور تمام مخلوق فقیر اور اپنی بقا کے لئے اس کی محتاج ہے اس لئے مخلوق کی اس طرح عبادت نہ کرو جس طرح اللہ کی عبادت کی جاتی ہے، یا مخلوق کی اس طرح تعظیم نہ کرو جس طرح اللہ کی تعظیم کی جاتی ہے، یا ربوبیت اور الوہیت کی صفات مخلوق میں ثابت نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو ظلم عظیم کے مرتکب ہو گے جس کی بخشش نہیں، یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے مشرک پر جنت اور اس کی انواع واقسام کی لازوال نعمتیں حرام کر دی ہیں،

أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ العَقَبَةِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ:بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلاَ تَسْرِقُوا، وَلاَ تَزْنُوا، وَلاَ تَقْتُلُوا أَوْلاَدَكُمْ، وَلاَ تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلاَ تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللَّهُ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو غزوہ بدر اور احد میں شریک تھے اور بیعت عقبہ کے وقت نقیب بنائے گئے تھے سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھی ہوئی تھی، اس وقت فرمایا تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے اور چوری نہ کرو گے اور زنا نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور نہ عمداً کسی پر کوئی ناحق بہتان باندھو گے اور کسی بھی اچھی بات میں (اللہ کی) نافرمانی نہ کرو گے جو کوئی تم میں (اس عہد کو) پورا کرے گا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے اور جو کوئی ان (بری باتوں) میں کسی کا ارتکاب کرے اور اسے دنیا میں (اسلامی قانون کے تحت) سزا دے دی گئی تو یہ سزا اس کے (گناہوں کے) لئے بدلا ہو جائے گی، اور جو کوئی ان میں سے کسی بات میں مبتلا ہو گیا اور اللہ نے اس کے (گناہ) کو چھپا لیا تو پھر اس کا (معاملہ) اللہ کے حوالے ہے اگر چاہے تو معاف کرے اور اگر چاہے تو سزا دے۔[1]

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَحْدَهُ، وَلَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ، قَالَ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ القَمَرِ، فَالْتَفَتَ فَرَآنِي، فَقَالَ:مَنْ هَذَا قُلْتُ: أَبُو ذَرٍّ، جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ، قَالَ:يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً، فَقَالَ:إِنَّ المُكْثِرِينَ هُمُ المُقِلُّونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللَّهُ خَيْرًا، فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ، وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًاقَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً، فَقَالَ لِي :اجْلِسْ هَا هُنَا قَالَ: فَأَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ،

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک رات میں باہر نکلا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا کہیں تشریف لے جا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی آدمی نہیں، میں نے خیال کیا کہ شاید آپ اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں کہ کوئی آپ کے ساتھ چلے اس لئے میں چاندنی میں آپ کے پیچھے پیچھے چلا، آپ مڑے تو مجھ کو دیکھ لیا فرمایا کون؟ میں نے جواب دیا ابو ذر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ذر آؤ، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھوڑی دیر تک چلتا رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ مال والے قیامت کے دن نیکی کے اعتبار سے مفلس ہوں گے مگر وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے اپنے دائیں بائیں آگے پیچھے اس کو خرچ کیا اور نیک کاموں میں اس مال کو لگایا (تو وہ شخص نیکی کے اعتبار سے بھی مالدار ہو گا) پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھوڑی دیر چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ یہیں بیٹھ جاؤ مجھے ایسے

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابٌ عَلاَمَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ ۱۸، صحیح مسلم کتاب الحدود بَابُ الْحُدُودُ كَفَّارَاتٌ لِأَهْلِهَا ۴۴۶۱

میدان میں بٹھلایا جس کے چاروں طرف پتھر تھے۔

فَقَالَ لِي :اجْلِسْ هَا هُنَا حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ قَالَ: فَانْطَلَقَ فِي الحَرَّةِ حَتَّى لاَ أَرَاهُ، فَلَبِثَ عَنِّي فَأَطَالَ اللُّبْثَ، ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ، وَهُوَ يَقُولُ: وَإِنْ سَرَقَ، وَإِنْ زَنَى قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ، مَنْ تُكَلِّمُ فِي جَانِبِ الحَرَّةِ، مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا؟ قَالَ: ذَلِكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الحَرَّةِ، قَالَ: بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لاَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ، قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، وَإِنْ سَرَقَ، وَإِنْ زَنَى؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ، وَإِنْ زَنَى؟ قَالَ:نَعَمْ، وَإِنْ شَرِبَ الخَمْرَ

،فرمایا کہ جب تک میں نہ لوٹوں اس وقت تک یہیں بیٹھے رہو، آپ پتھریلی زمین کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئے آپ نے وہاں بہت دیر لگائی پھر میں نے دیکھا کہ آپ واپس تشریف لا رہے ہیں میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگرچہ چوری کی ہو اگرچہ زنا کیا ہو، جب آپ میرے پاس تشریف لے آئے تو میں صبر نہ کرسکا اور پوچھ ہی لیا اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھ کو اللہ تعالیٰ آپ پر فدا کرے آپ اس پتھریلی زمین کی طرف کس سے گفتگو فرما رہے تھے میں نے کسی کو آپ سے بات کرتے ہوئے نہیں سنا؟ آپ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے میرے پاس پتھریلی زمین میں آئے تھے انہوں نے کہا کہ اپنی امت کو خوشخبری سنا دیجئے کہ جو شخص مر گیا، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا تو وہ جنت میں داخل ہوگا، میں نے کہا اے جبریل! اگرچہ چوری کی ہو اور اگرچہ زنا کیا ہو؟ کہا ہاں! میں نے کہا اگرچہ چوری کی ہو اور اگرچہ زنا کیا ہو؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں اگرچہ شراب پی ہو۔ (۱)

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى :يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ، إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي فَإِنِّي أَغْفِرُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا أُبَالِي، وَلَوْ أَتَيْتَنِي بِقِرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً أَتَيْتُكَ بِقِرَابِهَا مَغْفِرَةً مَا لَمْ تُشْرِكْ بِي شَيْئًاوَإِنْ أَخْطَأْتَ حَتَّى تَبْلُغَ خَطَايَاكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي، غَفَرْتُ لَكَ

مانس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور میری ذات سے امید رکھے گا میں بھی تیری خطاؤں کو معاف فرماتا رہوں گا خواہ وہ کیسی ہی ہوں کوئی پرواہ نہ کروں گا اور اگر تو میرے پاس زمین بھر کا خطائیں لائے گا تو میں تیرے پاس اتنی ہی مغفرت اور بخشش لے کر آؤں گا بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو نے اتنی خطائیں کی ہوں کہ وہ آسمان تک پہنچ گئی ہوں پھر بھی تو مجھ سے استغفار کرے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا :مَنْ مَاتَ لاَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس حالت میں مرے کہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھیراتا تھا تو وہ جہنم میں

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ المُكْثِرُونَ هُمُ المُقِلُّونَ ۶۴۴۳ ، صحیح مسلم کتاب الزكاة بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ ۲۳۰۵

(۲) جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالاِسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ بِعِبَادِهِ ۳۵۴۰،مسنداحمد ۲۱۵۰۵،شرح السنة للبغوی ۱۲۹۲، سنن الدارمی ۲۸۳۰،المعجم الکبیر للطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ۸۲۰

جائے گا اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو اس حال میں مرا کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھیراتا ہو وہ جنت میں جائے گا۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ کے ہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہو سکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہے، جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا۔

○ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد والدین کے ساتھ ادب، تعظیم کے ساتھ پیش آؤ، شرک کے علاوہ دنیاوی امور میں ان کی اطاعت کرو اور ان کی خدمت کرو جیسے فرمایا:

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ (۳)

ترجمہ: تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ... ﴿١٥﴾ (۴)

ترجمہ: لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان، دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ مگر پیروی اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ... ﴿٨٣﴾ (۵)

ترجمہ: یاد کرو اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ، وَمَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ ۱۲۳۸، وکتاب التفسیر بَابُ قَوْلِهِ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۴۴۹۷، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ ۲۶۸

(۲) النساء ۱۱۶

(۳) بنی اسرائیل ۲۴، ۲۳

(۴) لقمان ۱۵

(۵) البقرة ۸۳

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ... ﴿١٥﴾ (۱)

ترجمہ:ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔

عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ:الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَا قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:بِرُّ الوَالِدَيْنِ قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي بِهِنَّ، وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک مرتبہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال پوچھا کہ بارگاہ الٰہی میں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑھنا، میں نے پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک، میں نے پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں مجھ سے بیان فرمائیں اگر میں مزید سوالات کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ان کا جواب بھی مرحمت فرماتے۔ (۲)

○ اور شیطان کی اطاعت میں ضبط ولادت یا خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر یا مفلسی کے خوف سے اپنے بچوں اور بچیوں کو قتل نہ کرو، اللہ ہی اپنی مخلوقات کا رازق ہے اس کے خزانوں میں رزق کی کوئی کمی نہیں، اس نے تمہاری پیدائش سے پہلے ہی تمہارے رزق کا بندوبست کر دیا تھا اور ابھی تک تمہیں رزق دے رہا ہے اور تمہاری اولادوں کو بھی دے گا، جیسے فرمایا

وَلَا تَقْتُلُوٓا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيرًا ﴿٣١﴾ (۳)

ترجمہ:اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی، درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللَّهِ أَكْبَرُ، قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ قَالَ: وَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ} (۴)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ کے نزدیک کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے، میں نے عرض کی اس کے بعد کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یہ کہ تو اپنی اولاد اس خوف سے قتل کر دے کہ تیرے ساتھ کھائے گی، میں نے عرض کی اس کے بعد کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی ''جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں

---

(۱) الاحقاف ۱۵

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :وَوَصَّيْنَا الإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۵۹۷۰،صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْإِيمَانِ بِاللهِ تَعَالَى أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ ۲۵۲،جامع ترمذی أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ بَابٌ مِنْهُ ۱۷۳،مسند احمد ۳۸۹۰

(۳) بنی اسرائیل ۳۱

(۴) الفرقان : ٦٨

پکارتے اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔"[1]

○اور بے شرمی اور بے حیائی کے جتنے بھی طریقے ہیں ان کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ، جیسے فرمایا

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ... ﴿۳۳﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں بے شرمی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ... ﴿۱۲۰﴾ [3]

ترجمہ: تم کھلے گناہوں سے بھی بچو اور چھپے گناہوں سے بھی۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ، وَلِذَلِكَ حَرَّمَ الفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں، اسی وجہ سے تمام بے حیائیاں اللہ نے حرام کر دی ہیں خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ ہوں، اور نہ ہی کوئی اللہ سے بڑھ کر تعریف کو پسند کرنے والا ہے۔[4]

حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ، عَنْ وَرَّادٍ، كَاتِبِ المُغِيرَةِ عَنِ المُغِيرَةِ، قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، وَاللَّهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي، وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللَّهِ حَرَّمَ الفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلاَ أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ العُذْرُ مِنَ اللَّهِ، وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ بَعَثَ المُبَشِّرِينَ وَالمُنْذِرِينَ، وَلاَ أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ المِدْحَةُ مِنَ اللَّهِ، وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَعَدَ اللَّهُ الجَنَّةَ

عبدالملک بن عمیر نے وراد سے اور انہوں نے اپنے غلام مغیرہ سے روایت کیا ہے سعد بن عبادہ نے کہا کہ اگر میں کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھ لوں تو اسے تلوار سے قتل کر دوں جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت والے ہیں، اور غیرت ہی کے سبب سے اللہ نے بے حیائی کی ظاہری اور پوشیدہ باتوں کو حرام کر دیا ہے، اور عذر خواہی اللہ سے زیادہ کسی کو بھی محبوب نہیں ہے، اور اسی سبب سے خوشخبری سنانے والوں

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ وَالَّذِينَ لاَ يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلاَ يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَلاَ يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا۴۷۶۱، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ، وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ۲۵۷، سنن ابوداود كِتَاب الطَّلَاقِ بَابٌ فِي تَعْظِيمِ الزِّنَا۲۳۱۰، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الفُرْقَانِ ۳۱۸۲، السنن الکبری للنسائی ۷۰۸۶، مسند احمد ۴۱۰۲، مسند البزار ۱۶۸۷

[2] الاعراف ۳۳

[3] الانعام ۱۲۰

[4] صحیح مسلم كتاب التوبة بَابُ غَيْرَةِ اللهِ تَعَالَى وَتَحْرِيمِ الْفَوَاحِشِ ۶۹۹۱، صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة الانعام بَابُ قَوْلِهِ وَلاَ تَقْرَبُوا الفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۴۶۳۴

اور ڈرانے والوں کو بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو اپنی تعریف محبوب نہیں ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ (۱)

○ اور قصاص کے سلسلہ میں فرمایا اگر کوئی انسان قتل عمد کا مرتکب ہو یا دین حق کے قیام کی راہ میں مزاحم ہو یا دار الاسلام کے حدود میں بد امنی پھیلائے یا اسلامی نظام حکومت کو الٹنے کی سعی کرے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلاَثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ

اس کے علاوہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں، مگر ان تین باتوں میں سے کسی ایک پر قتل کیا جا سکتا ہے، جان کے بدلے جان (یعنی قصاص میں اس کو قتل کر دیا جائے) شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے، مرتد ہو کر مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کر لے۔ (۲)

ان پانچ صورتوں کے علاوہ کسی صورت میں انسان کا قتل انسان کے لئے حلال نہیں خواہ وہ مومن ہو یا ذمی یا عام کافر ہی ہو،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی ایسے شخص کو قتل کرے جس سے پہلے عہد و پیمان ہو چکا ہو تو اس قاتل کو جنت کی خوشبو تک نہ مل سکے گی در آں حالیکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ(فَقَدْ أَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللهِ) فَلَا يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ عَامًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس نے کسی ذمی کو قتل کیا جبکہ اس کے لیے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے تو اس نے اللہ کے عہد کو توڑا وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا اور بے شک اس کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس ہے (۴)

خط کشیدہ الفاظ جامع ترمذی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان باتوں کی تاکید کی ہے تا کہ تم اللہ کے حکم اور نہی کو سمجھ لو۔ اللہ تعالیٰ نے قصاص کے بارے میں ارشاد فرمایا

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ۷۴۱۶،صحیح مسلم كِتَابُ اللعان۳۷۶۴،المعجم الكبير للطبرانی۹۲۱، مسند احمد ۱۸۱۶۸

(۲) صحیح بخاری كتاب الديات بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالعَيْنَ بِالعَيْنِ وَالأَنْفَ بِالأَنْفِ وَالأُذُنَ بِالأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۶۸۷۸،صحیح مسلم كتاب القسامة بَابُ مَا يُبَاحُ بِهِ دَمُ الْمُسْلِمِ۴۳۷۵

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الجِزْيَةِ بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ۳۱۶۶

(۴) سنن ابن ماجه كِتَابُ الدِّيَاتِ بَابُ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا۲۶۸۷،جامع ترمذی أَبْوَابُ الدِّيَاتِ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَقْتُلُ نَفْسًا مُعَاهِدَةً۱۴۰۳

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ (البقرة ۱۷۹)

ترجمہ: عقل وخرد رکھنے والو! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے امید ہے کہ تم اس قانون کی خلاف ورزی سے پرہیز کرو گے۔

○ اور یہ کہ اگر کسی یتیم کی کفالت تمہاری ذمہ داری قرار پائے تو نیک نیتی کے ساتھ اس کی ہر طرح سے خیر خواہی کرنا تمہارا فرض ہے، اسی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ یتیم کو نقدی، زمین اور جائیداد کی صورت میں جو وراثت میں ملی ہے اس کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو بہترین ہو، اور اگر ان کے اموال کو ناجائز طریقوں سے ہضم کرو گے تو تمہارا ٹھکانہ جہنم ہو گا جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾ [۱]

ترجمہ: جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کے مال کھاتے ہیں درحقیقت وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور وہ ضرور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے۔

جب وہ یتیم بلوغت اور شعور کی عمر کو پہنچ جائے اور اسے مال میں تصرف کرنے کی معرفت حاصل ہو جائے تو گواہ بنا کر اس کے مال کو اس کے حوالے کر دو۔

○ اور شریعت الٰہی کے اصول کے مطابق ناپ تول میں پورا انصاف کرو، جیسے فرمایا

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰۗىِٕكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ [۲]

ترجمہ: تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لیے، جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کو یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں گھاٹا دیتے ہیں، کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں؟ ایک بڑے دن، اس دن جبکہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

شعیب علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اسی کی تلقین کی تھی۔

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ [۳]

ترجمہ: اور اے برادران قوم! ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

جن باتوں کی ہم تاکید کر رہے ہیں ایسے نہیں ہیں کہ جن پر عمل کرنا مشکل ہو اگر ایسا ہوتا تو ہم ان باتوں کا حکم ہی نہ دیتے کیونکہ ہم ہر شخص پر ذمہ داری کا اتنا ہی بار رکھتے ہیں جتنا اس کے امکان میں ہے، اس لئے دنیا و آخرت میں عزت و سرفرازی چاہتے ہو تو ان احکام الٰہی پر عمل کرو اور ان سے گریز مت کرو۔

---

[۱] النساء ۱۰

[۲] المطففین ۱ تا ۶

[۳] ہود ۸۵

○اور جب کسی معاملے میں گواہی دو تو حق وانصاف کے ساتھ گواہی دو خواہ یہ گواہی تمہارے اپنے رشتہ دار، بھائی یا خود تمہارے اپنے ہی خلاف کیوں نہ ہو، جیسے فرمایا

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ (۱)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! انصاف کے علمبردار اور اللہ واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو، فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے لہذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔

○عالم ارواح میں اللہ نے تم سے اپنی الوہیت کا عہد لیا تھا

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚۛ شَهِدْنَا ۚۛ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ (۲)

ترجمہ: اور اے نبی ﷺ! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں، یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔

لہذا اللہ کے اس عہد کو پورا کرو اور اس کے ساتھ اس کی مخلوق کو اس کا شریک مت بناؤ، اللہ نے ان باتوں کی تمہیں تاکید کی ہے شاید کہ تم نصیحت قبول کرو۔

○نیز اس کی تاکید یہ ہے کہ کلام الٰہی اور سنت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو جو ملت مسلمہ کی وحدت واجتماع کی بنیاد ہے، یہی میرا سیدھا اور صاف راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے لہذا تم اسی پر چلو اور دوسری بے شمار پگڈنڈیوں پر نہ چلو کہ وہ راہ راست سے بھٹکا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گی، جیسے فرمایا

...فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ (۳)

ترجمہ: مگر اس کے بعد جس نے تم میں سے کفر کی روش اختیار کی تو درحقیقت اس نے سواء السبیل گم کر دی۔

ایک مقام پر فرمایا

---

(۱) النساء۱۳۵

(۲) الاعراف۱۷۲

(۳) المائدۃ۱۲

اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ﴿۱۳﴾ [۱]

ترجمہ: دین کو قائم کرو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَّ خَطًّا هَكَذَا أَمَامَهُ، فَقَالَ: هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ ، وَخَطَّيْنِ عَنْ يَمِينِهِ، وَخَطَّيْنِ عَنْ شِمَالِهِ قَالَ: هَذِهِ سَبِيلُ الشَّيْطَانِ ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الْخَطِّ الْأَوْسَطِ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: {وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ، وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ، فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ، وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ} [۲]

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا اللہ کی سیدھی راہ یہی ہے، پھر اس کے (دو) دائیں (دو) بائیں اور لکیریں کھینچ کر فرمایا ان تمام راہوں پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک درمیان والی لکیر پر رکھا پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی نیز اس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے۔ [۳]

عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا، وَعَلَى جَنْبَتَيْ الصِّرَاطِ سُورَانِ، فِيهِمَا أَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ، وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُتُورٌ مُرْخَاةٌ، وَعَلَى بَابِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ، ادْخُلُوا الصِّرَاطَ جَمِيعًا، وَلَا تَتَعَرَّجُوا، وَدَاعٍ يَدْعُو مِنْ فَوْقِ الصِّرَاطِ، فَإِذَا أَرَادَ يَفْتَحُ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ، قَالَ: وَيْحَكَ لَا تَفْتَحْهُ، فَإِنَّكَ إِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ، وَالصِّرَاطُ الْإِسْلَامُ، وَالسُّورَانِ: حُدُودُ اللَّهِ، وَالْأَبْوَابُ الْمُفَتَّحَةُ: مَحَارِمُ اللَّهِ، وَذَلِكَ الدَّاعِي عَلَى رَأْسِ الصِّرَاطِ: كِتَابُ اللَّهِ، وَالدَّاعِي مِنَ فَوْقَ الصِّرَاطِ: وَاعِظُ اللَّهِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُسْلِمٍ

اور نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراط مستقیم کی مثال بیان فرمائی کہ اس راستے کے دونوں طرف دو دیواریں ہیں جن میں بہت سے دروازے ہیں اور سب چوپٹ کھلے پڑے ہیں اور ان پر پردے لٹکے ہوئے ہیں، اس سیدھی راہ کے سرے پر ایک پکارنے والا ہے جو پکارتا رہتا ہے لوگو! تم سب اس صراط مستقیم پر آجاؤ راستے میں بکھر نہ جاؤ، بیچ راہ کے بھی ایک شخص ہے جب کوئی شخص ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے خبردار اسے نہ کھولو، کھولو گے تو سیدھی راہ سے دور نکل جاؤ گے، پس سیدھی راہ اسلام ہے اور دونوں دیواریں اللہ کی حدود ہیں اور کھلے ہوئے دروازے اللہ کی حرام کردہ چیزیں ہیں اور نمایاں شخص اللہ کی کتاب ہے اور پکارنے والا اللہ کی طرف نصیحت کرنے والا ہے جو ہر مومن کے دل میں ہے۔ [۴] یہ ہے وہ ہدایات جو تمہارے رب نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم کج روی سے بچو۔

---

[۱] الشوریٰ ۱۳

[۲] الأنعام: ۱۵۳

[۳] مسند احمد، ۱۵۲۷۷، مستدرک حاکم ۳۲۴۱، سنن ابن ماجه كتاب السنة بَابُ اتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۱

[۴] مسند احمد ۱۷۶۳۴، جامع ترمذی کتاب الامثال بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ اللهِ لِعِبَادِهِ ۲۸۵۹

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَ تَفْصِيْلًا

پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی تھی جس سے اچھی طرح عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہو اور سب احکام کی

لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ هٰذَا كِتٰبٌ

تفصیل ہو جائے اور رہنمائی ہو اور رحمت ہو تاکہ وہ لوگ اپنے رب کو ملنے پر یقین لائیں، اور یہ ایک کتاب ہے

اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ

جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی، سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو، کہیں تم لوگ یوں نہ کہو کہ کتاب تو

عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا

صرف ہم سے پہلے جو دو فرقے تھے ان پر نازل ہوئی تھی اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے محض بے خبر تھے، یا یوں نہ کہو کہ

لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ

اگر ہم پر کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے بھی زیادہ راہ راست پر ہوتے، سو اب تمہارے پاس رب کے پاس سے

بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

ایک کتاب واضح اور رہنمائی کا ذریعہ اور رحمت آچکی ہے، اب اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو ہماری ان آیتوں کو جھوٹا بتائے

وَ صَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ

اور اس سے روکے، ہم جلدی ہی ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے روکتے ہیں ان کے اس

بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (الانعام ۱۵۴تا۱۵۷)

روکنے کے سبب سخت سزا دیں گے۔

اور ہم نے موسیٰ کو جامع کتاب تورات عنایت کی تھی جو نیکو کار انسانوں پر نعمت کی تکمیل اور ہر دینی ضروریات کی تمام چیزوں کی تفصیل اور سراسر ہدایت و رحمت کا باعث تھی تا کہ وہ لوگ اس کتاب کی حکیمانہ تعلیمات کا مطالعہ کر کے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جوابدہ سمجھیں اور ذمہ دارانہ زندگی بسر کریں، جیسے فرمایا

وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ... ﴿۱۴۵﴾ [1]

ترجمہ: اس کے بعد ہم نے موسیٰ کو ہر شعبہ زندگی کے متعلق نصیحت اور ہر پہلو کے متعلق واضح ہدایت تختیوں پر لکھ کر دے دی۔

اور اسی طرح دین و دنیا کی برکتوں اور بھلائیوں والی آخری کتاب قرآن عظیم اور ذکر حکیم ہم نے سید الامم ﷺ پر نازل کیا ہے، جیسے فرمایا

[1] الاعراف ۱۴۵

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۚ ﴿۱۲﴾ (۱)

ترجمہ: حالانکہ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب رہنما اور رحمت بن کر آچکی ہے اور یہ کتاب اس کی تصدیق کرنے والی زبان عربی میں آئی ہے تا کہ ظالموں کو متنبہ کر دے اور نیک روش اختیار کرنے والوں کو بشارت دے دے۔

ایک مقام پر جنوں کا قول بیان فرمایا

قَالُوْا يٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ (۲)

ترجمہ: انہوں نے جا کر کہا اے ہماری قوم کے لوگو! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے، تصدیق کرنے والی ہے اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتابوں کی، رہنمائی کرتی ہے حق اور راہ راست کی طرف۔

پس تم فہم، تدبر اور غور وفکر کے ساتھ اس کے امر ونہی کی پیروی کرو اور تقویٰ کی روش اختیار کرو بعید نہیں کہ تم پر رحم کیا جائے، اب تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کتاب کو ہم سے پہلے کے دو گروہوں (یہود ونصاریٰ) کو دی گئی تھی اور ہم کو کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کیا پڑھتے پڑھاتے تھے،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {أَنْ تَقُولُوا، إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا} وَهُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى

علی بن ابوطلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ أَنْ تَقُولُوا، إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ان دو گروہوں سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔ (۳)

مجاہد، سدی، قتادہ اور دیگر کئی ایک ائمہ تفسیر کا بھی یہی قول ہے۔ (۴)

اور اب تم یہ عذر بھی نہیں کر سکتے کہ اگر ہم پر جامع، واضح، روشن اور عربی میں کتاب نازل کی گئی ہوتی تو ہم یہود ونصاریٰ سے زیادہ راست رو ثابت ہوتے، جیسے فرمایا

وَلَوْلَاۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ (۵)

ترجمہ: کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے اپنے کیے کرتوتوں کی بدولت کوئی مصیبت جب ان پر آئے تو وہ کہیں اے پروردگار! تو نے کیوں نہ ہماری

---

(۱) الاحقاف ۱۲

(۲) الاحقاف ۳۰

(۳) تفسیر طبری ۱۲/۲۴۱

(۴) تفسیر طبری ۱۲/۲۴۱

(۵) القصص ۴۷

طرف کوئی رسول بھیجا کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اور اہل ایمان میں ہوتے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ... ﴿۴۲﴾ (۱)

ترجمہ: یہ لوگ کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی خبر دار کرنے والا ان کے ہاں آ گیا ہوتا تو یہ دنیا کی ہر دوسری قوم سے بڑھ کر راست رو ہوتے۔

اب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن اور واضح کتاب آ گئی ہے جو گمراہی کے اندھیروں سے روشنی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور جس میں دین و دنیا کی سعادت ہے، اب اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کے ارشادات کو جھٹلائے، ان پاکیزہ تعلیمات سے اعراض کرے اور لوگوں کو بھی اس سے روکے، جیسے فرمایا

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ (۲)

ترجمہ: مگر اس نے نہ سچ مانا اور نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور پلٹ گیا۔

جو لوگ ہمارے ارشادات سے منہ موڑتے ہیں انہیں اس روگردانی کی پاداش میں ہم بدترین سزا دے کر رہیں گے، اور آپ کا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا، جیسے فرمایا

... وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾ (۳)

ترجمہ: اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ

کیا یہ لوگ اس امر کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا ان کے پاس رب آئے یا آپ کے رب کی کوئی (بڑی) نشانی آئے؟

يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ

جس روز آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آ پہنچے گی، کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہیں آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا

اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو، آپ فرما دیجئے کہ تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں، بے شک جن لوگوں نے

فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ

اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے،

(۱) فاطر ۴۲

(۲) القیامۃ ۳۱،۳۲

(۳) حم السجدۃ ۴۶

ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿١٥٩﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ

پھر ان کو ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے، جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے،

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٦٠﴾ (الانعام ۱۵۸تا۱۶۰)

جو شخص برا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔

قیامت اور بے بسی:

اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول مبعوث کر کے اور ہدایت و رہنمائی کے لئے ایک واضح کتاب نازل کر کے تمام انسانوں پر حجت قائم کر دی ہے ،اس پر بھی اگر یہ اپنی گمراہی سے باز نہیں آتے تو ظلم و عناد پر جمے ہوئے لوگ کیا اب اس کے منتظر ہیں کہ ان کی روحیں قبض کرنے کے لئے فرشتے ان کے سامنے آ کھڑے ہوں اس وقت یہ ایمان لائیں گے یا قیامت برپا ہو جائے اور انہیں اعمال کی جزا کے لئے اللہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا جائے اس وقت یہ ایمان لائیں گے،یا تمہارے رب کی بعض قرب قیامت پر دلالت کرتی ہوئی صریح نشانیاں نمودار ہو جائیں؟اور ان کے ظاہر ہونے کے بعد امتحان و آزمائش کا کوئی سوال باقی نہ رہے،جیسے سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہو جائے،دجال آ جائے اور دَآبَّةً الْاَرْضِ ظاہر ہو جائے اس وقت یہ ایمان لائیں گے،اگر یہ اس انتظار میں ہیں تو بہت بڑی جہالت کا مظاہرہ کر رہے ہیں کیونکہ جس روز تمہارے رب کی حقیقت سے پردہ کشائی کرنے والی مخصوص نشانیاں نمودار ہو جائیں گی تو پھر کسی کافر کا ایمان لانا قبول نہیں کیا جائے گا اور نہ فاسق و فاجر شخص کی توبہ قبول ہو گی،اس کے بعد عمل صالحہ غیر مقبول ہو گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ، وَذَلِكَ حِينَ لاَ يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَاثُمَّ قَرَأَ الآيَةَ:لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہو،پس جب ایسا ہو گا اور لوگ اسے مغرب سے طلوع ہوتے دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے مگر اس وقت ایمان لانا بے سود ہو گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی،''پھر کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہو۔''[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ، أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ، وَدَابَّةُ الْأَرْضِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کی تین نشانیاں ظاہر ہو جائیں تو بے ایمان کو ایمان لانا،خیر سے رکے ہوئے

---

[1] صحیح بخاری کتاب تفسیرسورۃ الانعام بَابُ لاَ يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا۴۶۳۶،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِي لَا يُقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ ۳۹۶

لوگوں کو اس کے بعد نیکی یا توبہ کرنا کچھ سودمند نہ ہوگا سورج کا مغرب سے نکلنا اور دجال کا آنا اور دابتہ الارض کا ظاہر ہونا۔ [۱]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، تَابَ اللهُ عَلَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پیشتر جو توبہ کرے اس کی توبہ مقبول ہے۔ [۲]

عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا: أَتَدْرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: إِنَّ هَذِهِ تَجْرِي حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ، فَتَخِرُّ سَاجِدَةً، فَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يُقَالَ لَهَا: ارْتَفِعِي، ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا، ثُمَّ تَجْرِي حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ، فَتَخِرُّ سَاجِدَةً، وَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يُقَالَ لَهَا: ارْتَفِعِي، ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا، ثُمَّ تَجْرِي لَا يَسْتَنْكِرُ النَّاسَ مِنْهَا شَيْئًا حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا ذَاكَ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَيُقَالُ لَهَا: ارْتَفِعِي أَصْبِحِي طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ، فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَدْرُونَ مَتَى ذَاكُمْ؟ ذَاكَ حِينَ {لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا} [۳]

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سورج غروب ہوا تو ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم کو معلوم ہے یہ سورج (غروب ہوکر) کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول ہی کو علم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عرش کے نیچے اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر آتا ہے اور وہاں سجدہ کرتا ہے، پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو حکم دیا جاتا ہے کہ اونچا ہو جا اور وہیں چلا جا جہاں سے آیا ہے، وہ اپنے طلوع ہونے کی جگہ پر آتا ہے اور طلوع ہوتا ہے، پھر چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے، پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو حکم دیا جاتا ہے کہ اونچا ہو جا اور جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا، وہ اپنے طلوع ہونے کے مقام سے طلوع ہوتا ہے، پھر اسی طرح چلتا رہتا ہے، ایک بار اسی طرح چلے گا اور لوگوں کو اس کی چال میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوگا یہاں تک کہ عرش کے نیچے اپنے ٹھہرنے کے مقام پر آئے گا اس وقت اس کو حکم دیا جائے گا کہ اونچا ہو جا اور پچھم کی طرف نکل جا جدھر تو غروب ہوتا ہے، وہ پچھم کی طرف سے نکلے گا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کب ہوگا؟" یہ اس وقت ہوگا جب کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان میں نیک کام نہ کیے ہوں۔" [۴]

[۱] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِي لَا يُقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ ۳۹۸،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْأَنْعَامِ ۳۰۷۲،مسنداحمد ۹۷۵۲

[۲] صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ اسْتِحْبَابِ الِاسْتِغْفَارِ وَالِاسْتِكْثَارِ مِنْهُ ۲۷۰۳، مسنداحمد ۱۰۵۸۱

[۳] الأنعام: ۱۵۸

[۴] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِي لَا يُقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ ۳۹۹،صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بِحُسْبَانٍ ۳۱۹۹

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ، فَقَالَ:مَا تَذَاكَرُونَ؟ قَالُوا: نَذْكُرُ السَّاعَةَ، قَالَ: إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ - فَذَكَرَ - الدُّخَانَ، وَالدَّجَّالَ، وَالدَّابَّةَ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَأَجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ، تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ

حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قیامت کی نشانیوں کے بارے میں ذکر کر رہے تھے اسی اثنامیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کس چیز کے بارے میں گفتگو کر رہے ہو؟صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو،فرمایادھواں اور دجال کانکلنااور زمین سے جانور کانکلنااور سورج کامغرب سے طلوع ہونااور عیسیٰ بن مریم کانزول ہونااور یاجوج وماجوج کانکلنا،اور تین مقامات پر زمین کادھنسنا،ایک مشرق میں،دوسرے مغرب میں اور تیسرے جزیرہ عرب میں،اور ان سب نشانیوں کے بعد عدن کے درمیان سے ایک زبردست آگ پیدا ہوگی جولوگوں کو یمن سے نکالے گی اور ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔[1]

اور وعید فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان مشرکین سے کہہ دو کہ اچھا اگر تم دین حق قبول نہیں کرتے تو تم انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں بہت جلد تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ ہم میں سے کون اللہ کی رحمت اور فضل وکرم کا مستحق ہے،جیسے فرمایا

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَاۗءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَاۗءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۝۱۸ [2]

ترجمہ:اب کیا یہ لوگ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے؟اس کی علامات تو آچکی ہیں جب وہ خود آجائے گی تو ان کے لئے نصیحت قبول کرنے کا کونسا موقع باقی رہ جائے گا۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝۸۴ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸۵ [3]

ترجمہ:جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ وحدہ لاشریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں ان سب معبودوں کا جنہیں ہم اس کا شریک ٹھیراتے تھے مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لئے کچھ بھی نافع نہ ہوسکتا تھا کیوں کہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ گئے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۶۶ [4]

ترجمہ: کیا یہ لوگ اب بس اسی چیز کے منتظر ہیں کہ اچانک ان پر قیامت آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو؟۔

[1] محشر شام کی زمین ہے۔صحیح مسلم کتاب الفتن بَابٌ فِي الْآيَاتِ الَّتِي تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ ۷۲۸۵

[2] محمد۱۸

[3] المومن۸۵،۸۴

[4] الزخرف۶۶

یہود و نصاریٰ ہوں، یا مجوسی ہوں یا کفار و مشرکین ہوں یا مسلمان، جو متشابہات میں پڑ کر اور فروعی مسائل میں الجھ کر اختلافات کو بڑھاتے ہیں، جو اللہ کے دین میں پھوٹ اور افتراق پیدا کرتے ہیں، اور جو اللہ کے دین اور اس کے رسول کے طریقہ کو چھوڑ کر دوسرے طریقے اختیار کرتے ہیں اور اپنا ایک نام رکھ کر گروہ گروہ بن گئے یقیناً ان سے تمہارا کچھ تعلق واسطہ نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے، قیامت کے روز وہی ان کو بتائے گا کہ انہوں نے کیا کیا کارگزاریاں کی تھیں، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۱۷﴾ [۱]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صابئی اور نصاریٰ اور مجوس اور جن لوگوں نے شرک کیا، ان سب کے درمیان اللہ قیامت کے روز فیصلہ کر دے گا ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے۔

جو شخص اللہ کی بارگاہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد سے متعلق قولی، فعلی، ظاہری اور باطنی نیکی لے کر آئے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے اسے کم سے کم اس کا دس گنا اجر عطا فرمائے گا، جیسے فرمایا:

مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا ﴿۸۴﴾ [۲]

ترجمہ: جو کوئی بھلائی لے کر آئے گا اس کے لیے اس سے بہتر بھلائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: قَالَ: إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَمَحَاهَا اللهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللهِ إِلَّا هَالِكٌ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ بزرگ و برتر کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں ہیں پھر ان کو بیان کر دیا ہے، چنانچہ جس شخص نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا اور اس کے مطابق ابھی عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک پوری نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر اس نے نیکی کر کے عمل بھی کر لیا تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا تک لکھ دیتا ہے، اور جس شخص نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھ لیتا ہے اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر نیت کر کے عمل بھی کر لیا تو اس کے لئے ایک برائی لکھتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ اللہ معاف ہی فرما دے، سچ تو یہ ہے کہ ہلاکت والے ہی اللہ کے ہاں ہلاک ہوتے ہیں۔ [۳]

---

[۱] الحج ۱۷

[۲] القصص ۸۴

[۳] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ إِذَا هَمَّ الْعَبْدُ بِحَسَنَةٍ كُتِبَتْ، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَمْ تُكْتَب ۳۴۰، ۳۳۹، مسند احمد ۲۸۲۷، صحیح

اور جو بدی لے کر آئے گا اس کا اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جتنا اس نے قصور کیا ہے۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ [1]

ترجمہ: اور جو کوئی برائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگوں کو جنھوں نے برے عمل کئے ہوں گے اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنا کہ وہ عمل کرتے رہے تھے۔ اور کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ کیا جائے گا۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ

آپ کہ دیجئے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتایا ہے کہ وہ ایک دین مستحکم ہے جو طریقہ ہے

اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ

ابراہیم (علیہ السلام) کا جو اللہ کی طرف یکسو تھے، اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے، آپ فرمادیجئے کہ بالیقین

صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾

میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے،

لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ

اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں، آپ فرمادیجئے کہ کیا میں اللہ کے

اَبْغِيْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ

سوا کسی اور کو رب بنانے کے لیے تلاش کروں حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے

وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ

اور وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہوگا، پھر تم کو جتلائے گا

بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ

جس جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے، اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا اور ایک کا دوسرے پر رتبہ بڑھایا

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ

تاکہ تمہیں آزمائے ان چیزوں میں جو تم کو دی ہیں، بالیقین آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے

بخاری کتاب الرقاق بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ ۶۴۹۱

[1] القصص ۸۴

وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾ (الانعام۱۶۱تا۱۶۵)

اور بالیقین وہ واقعی بڑی مغفرت کرنے والامہربانی کرنے والا ہے۔

اے محمد ﷺ! کہو میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی کجی نہیں، یہ وہ طریقہ جسے ابراہیم علیہ السلام نے یکسو ہو کر اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ... ﴿١٣٠﴾ (۱)

ترجمہ: اب کون ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے طریقے سے نفرت کرے؟۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ...ۭ ﴿٧٨﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے اس نے تمہیں اپنے کام کے لیے چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی، قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٢١﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٣﴾ (۳)

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی ذات سے ایک پوری امت تھا، اللہ کا مطیع فرمان اور یکسو، وہ کبھی مشرک نہ تھا، اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا تھا اللہ نے اس کو منتخب کر لیا اور رسیدھا راستہ دکھایا، دنیا میں اس کو بھلائی دی اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین میں سے ہوگا، پھر ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یکسو ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چلو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْأَدْيَانِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟قَالَ:الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ کون سا دین اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آسان دین حنیف۔ (۴)

اخلاص کے ساتھ عبادت کا حکم فرمایا کہو میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ عِيدٍ بِكَبْشَيْنِ ،وَقَالَ حين ذبحهما وَجَّهْتُ

(۱) البقرة۱۳۰

(۲) الحج۷۸

(۳) النحل۱۲۰تا۱۲۳

(۴) مسند احمد ۲۱۰۷

وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے عید قربان کے دن دو مینڈھوں کی قربانی دی اور انہیں ذبح کرتے ہوئے یہ پڑھا'' میں نے اپنا چہرہ اس اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے، میں نے سب سے منہ موڑلیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں کہو میری نماز میرے تمام مراسم عبودیت میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔''(۱)

اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں، نوح علیہ السلام نے بھی یہی اعلان کیا تھا

...وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ (۲)

ترجمہ: اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ (خواہ کوئی مانے یا نہ مانے) میں خود مسلم بن کر رہوں۔

ابراہیم علیہ السلام جن کو یہود و نصاریٰ برحق تسلیم کرتے ہیں اور مشرکین عرب بھی انہیں راست رو اور خدا پرست تسلیم کرتے تھے نے بھی یہی فرمایا

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ (۳)

ترجمہ: اس کا حال یہ تھا کہ جب اس کے رب نے اس سے کہا مسلم ہو جا تو اس نے فوراً کہا میں مالک کائنات کا مسلم ہو گیا۔

اور ملت ابراہیمی سے وہی ہٹتا ہے جس کی قسمت پھوٹ گئی ہو، جیسے فرمایا

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ... ﴿۱۳۰﴾ (۴)

ترجمہ: اب کون ہے جو ابراہیم کے طریقے سے نفرت کرے؟ جس نے خود اپنے آپ کو حماقت و جہالت میں مبتلا کر لیا ہو اس کے سوا کون یہ حرکت کر سکتا ہے؟۔

ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہی وصیت کی تھی

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭيٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ (۵)

ترجمہ: اسی طریقے پر چلنے کی ہدایت اس نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیت یعقوب علیہ السلام اپنی اولاد کو کر گیا تھا اس نے کہا تھا کہ میرے بچو! اللہ نے تمہارے لئے یہی دین پسند کیا ہے لہذا مرتے دم تک مسلم ہی رہنا۔

یوسف علیہ السلام نے بھی یہی دعا کی تھی

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۴۳۴، ۵

(۲) یونس ۷۲

(۳) البقرۃ ۱۳۱

(۴) البقرہ ۱۳۰

(۵) البقرۃ ۱۳۲

...فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۱۰۱ (۱)

ترجمہ: زمین وآسمان کے بنانے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملادے۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا تھا

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۸۴ (۲)

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ لوگو! اگر تم واقعی اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اس پر بھروسہ کرو اگر تم مسلمان ہو۔

عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے کہا تھا

...قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۱۱۱ (۳)

ترجمہ: انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں۔

الغرض تمام انبیاء ومرسلین کو اسلام کے ساتھ ہی مبعوث کیا گیا تھا گو وہ اپنی اپنی مخصوص شریعتوں کے ساتھ مختص تھے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۲۵ (۴)

ترجمہ: ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اس کو یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی الہ نہیں ہے پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابن مریم کے دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ قریب ہوں اور تمام انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں کہ ان کی مائیں مختلف ہیں اور دین (جو مثل والد کے ہے) ایک ہے اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ (۵)

عَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَبَّرَ اسْتَفْتَحَ ثُمَّ قَالَ: **وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ، وَالْأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ** - وَقَالَ أَبُو النَّضْرِ: وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ - اللَّهُمَّ لَا إِلَهَ إِلا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا أَنْتَ،

(۱) یوسف ۱۰۱

(۲) یونس ۸۴

(۳) المائدۃ ۱۱۱

(۴) الانبیاء ۲۵

(۵) صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا ۳۴۴۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ۶۱۳۰

وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا، لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلا أَنْتَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو استفتاح کے طور پر یہ دعا پڑھتے تھے ''بے شک میں نے اپنا چہرہ اس پروردگار کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، سب سے منہ موڑ کر، اسی کا فرمانبردار بن کر اور میرا مشرکوں سے کوئی تعلق نہیں، میری نماز میرے تمام مراسم عبودیت میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔'' اے اللہ! تو (تمام کائنات کا) مالک ہے تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے اور میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں تو میرے تمام کے تمام گناہ معاف فرمادے، تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کرسکتا اور تو مجھے بہترین اخلاق کی ہدایت عطا فرما اس لیے کہ بہترین اخلاق کی تیرے سوا اور کوئی ہدایت عطا نہیں فرماسکتا اور برے اخلاق کو مجھ سے دور رکھ، برے اخلاق کو تیرے سوا اور کوئی مجھ سے دور نہیں رکھ سکتا تو بہت ہی برکت والا ہے اور بہت ہی بلند وبالا ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری ہی جانب رجوع کرتا ہوں۔ [1]

حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَيْكَ، قَالَ: فَغَضِبَ، وَقَالَ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَيَّ شَيْئًا يَكْتُمُهُ النَّاسَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ حَدَّثَنِي بِكَلِمَاتٍ أَرْبَعٍ، قَالَ: فَقَالَ: مَا هُنَّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: قَالَ:لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ

ابوالطفیل عامر بن واثلہ فرماتے ہیں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو چھپا کر کیا بتاتے تھے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ غصہ میں آگئے اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخفی طور پر کوئی ایسی چیز نہیں بتائی تھی کہ جو دوسرے لوگوں کو نہ بتائی ہو سوائے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار باتیں ارشاد فرمائی ہیں، اس آدمی نے عرض کیا اے امیر المومنین وہ کیا ہیں؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو آدمی اپنے والدین پر لعنت کرتا ہے ایسے آدمی پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی تعظیم کے لئے ذبح کرے ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے اور ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے جو کسی بدعتی آدمی کو پناہ دیتا ہے اور ایسے آدمی پر بھی اللہ کی لعنت ہوتی ہے جو آدمی زمین کی حد بندی کے نشانات کو مٹاتا ہے۔ [2]

وَأَمَّا لذبح لِغَيْرِ اللَّهِ فَالْمُرَادُ بِهِ أَنْ يَذْبَحَ بِاسْمِ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَنْ ذَبَحَ لِلصَّنَمِ أَوِ الصليب أو لموسى أولعيسى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمَا أَوْ لِلْكَعْبَةِ وَنَحْوِ ذَلِكَ فكل هذا حرام ولاتحل هَذِهِ الذَّبِيحَةُ سَوَاءٌ كَانَ الذَّابِحُ مُسْلِمًا أَوْ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُودِيًّا نَصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ وَاتَّفَقَ عَلَيْهِ أَصْحَابُنَا فَإِنْ قَصَدَ مَعَ ذَلِكَ تَعْظِيمَ الْمَذْبُوحِ لَهُ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْعِبَادَةَ لَهُ كَانَ ذَلِكَ كُفْرًا فَإِنْ كَانَ الذَّابِحُ مُسْلِمًا قَبْلَ ذَلِكَ صَارَ بِالذَّبْحِ مُرْتَدًّا

---

[1] مسند احمد ۷۲۹

[2] صحیح مسلم كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ وَمَا يُؤْكَلُ مِنَ الْحَيَوَانِ بَابُ تَحْرِيمِ الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللهِ تَعَالَى وَلَعْنِ فَاعِلِهِ ۵۱۲۴

امام نووی ﷫ نے کہا اللہ کے سوا اور کسی کے لیے ذبح کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا نام لے کر ذبح کرے، جیسے بت کا یا صلیب کا یا موسیٰ کا یا عیسیٰ کا یا کعبے کا یا مانند اس کے سب حرام ہیں اور ذبیحہ مردار ہے خواہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا نصرانی یا یہودی، اس پر امام شافعی ﷫ نے نص کر دیا ہے اور ہمارے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے، پھر اگر اس کے ساتھ غیر اللہ کی تعظیم بھی منظور ہو اور اس کی پرستش کا قصد ہو تو وہ کفر ہے، اور اگر ذبح کرنے والا اس سے پہلے مسلمان ہو گا تو اس فعل سے مرتد ہو جائے گا

وَذَكَرَ الشَّيْخُ ابراهيم المروزى من أصحابنا أن مايذبح عِنْدَ اسْتِقْبَالِ السُّلْطَانِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِ أَفْتَى أَهْلُ بُخَارَةَ بِتَحْرِيمِهِ لِأَنَّهُ مِمَّا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ الرَّافِعِيُّ هَذَا إِنَّمَا يَذْبَحُونَهُ اسْتِبْشَارًا بِقُدُومِهِ فَهُوَ كَذَبْحِ الْعَقِيقَةِ لِوِلَادَةِ الْمَوْلُودِ ومثل هذا لايوجب التَّحْرِيمَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

اور شیخ ابراہیم مروزی نے ہمارے اصحاب میں سے یہ کہا ہے بادشاہ کی سواری آتے وقت جو جانور کاٹے جاتے ہیں اہل بخارا ان کی حرمت کا فتویٰ دیتے ہیں کیونکہ میں داخل ہیں، اور رافعی نے کہا ہے ان جانوروں کو بادشاہ کی سواری کی خوشی میں کاٹتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہے جیسے عقیقہ کا ذبح اور حرمت کی کوئی وجہ نہیں ہے مگر رافعی کا قول اس وقت درست ہو گا جب ذبح سے ان کی نیت غیر اللہ کی تعظیم نہ ہو بلکہ ذبح اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو اور جو ذبح سے بادشاہ کی عظمت منظور ہو اور تقرب الی غیر اللہ تو وہ جانور حرام ہو گا گو اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔ (۱)

عن طارق بن شهاب أن رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: دخل الجنة رجل في ذباب، ودخل النار رجل في ذباب ،قالوا: وكيف ذلك؟ يا رسول الله!قال :مر رّجلان على قوم لهم صنم لا يجوزه أحد حتى يقرب له شيئافقالوا لأحدهما :قرب، قال: ليس عندي شيء أقرب، قالوا له: قرب ولو ذبابا فقرب ذبابا فخلواسبيله، فدخل النار وقالوا للآخر: قرب، فقال: ما كنت لأقرب لأحد شيئا دون الله عز وجل، فضربوا عنقه ،فدخل الجنة

طارق بن شہاب سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے جنت چلا گیا اور ایک شخص ایک مکھی ہی کی وجہ سے جہنم میں جا پہنچا، صحابہ کرام ﷢ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں کا ایک قوم پر گزر ہوا جس کا ایک بت تھا وہ کسی کو وہاں سے چڑھاوا چڑھائے بغیر گزرنے کی اجازت نہ دیتے تھے ان لوگوں نے ان میں سے ایک سے کہا چڑھاوا چڑھاؤ اس نے کہا میرے پاس چڑھاوے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے، انہوں نے کہا تمہیں یہ کام ضرور کرنا ہو گا خواہ ایک مکھی ہی چڑھاؤ، اس نے ایک مکھی کا چڑھاوا چڑھا دیا ان لوگوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور اسے آگے جانے کی اجازت دے دی وہ اس مکھی کے سبب جہنم میں جا پہنچا، انہوں نے دوسرے سے کہا تم بھی کوئی چڑھاوا چڑھاؤ، تو اس نے کہا میں تو اللہ عزوجل کے سوا کسی کے واسطے کوئی چڑھاوا نہیں چڑھا سکتا انہوں نے اسے قتل کر دیا اور وہ سیدھا جنت میں جا پہنچا۔ (۲)

اے نبی ﷺ! ان سے کہو کیا میں اللہ مالک الملک کو چھوڑ کر اس کی بے بس اور محتاج مخلوق کو اپنا معبود بنالوں حالاں کہ وہی ہر چیز کا خالق اور رازق ہے؟ وہی دعاؤں کو سننے اور بگڑی کو سنوارنے والا ہے، وہی پناہ دینے والا ہے اس کے سوا کوئی پناہ نہیں دے سکتا، اور وہی روز جزا کا مالک

(۱) شرح النووی علی مسلم ۱۴۱/۱۳

(۲) تفسیر القاسمی ۲۰/۴

ہے، ہر شخص جو اعمال کرتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔

قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ ﴿۲۶﴾ [1]

ترجمہ: ان سے کہو جو قصور ہم نے کیا ہو اس کی کوئی باز پرس تم سے نہ ہو گی اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس کی کوئی جواب طلبی ہم سے نہیں کی جائے گی، کہو ہمارا رب ہمیں جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا وہ ایسا زبردست حاکم ہے جو سب کچھ جانتا ہے۔

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کے ساتھ ہر شخص کے ساتھ معاملہ فرمائے گا، جیسے فرمایا

...فَلَا یَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ [2]

ترجمہ: اور کسی ظلم یا حق تلفی کا خطرہ نہ ہو گا۔

اور کسی کے گناہوں کا بوجھ کسی دوسرے پر نہیں ڈالے گا، اور کوئی قرابتدار دوسرے کے عوض نہیں پکڑا جائے گا، اس دن نہ کسی کے گناہ بڑھائے جائیں گے اور نہ کسی کی نیکی گھٹائی جائے گی، جیسے فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۴۶﴾ [3]

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لئے اچھا کرے گا جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

البتہ نیک بخت لوگوں کے نیک اعمال کی برکت ان کی اولاد کو بھی پہنچے گی، جیسے فرمایا

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ ﴿۲۱﴾ [4]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کی اولاد بھی کسی درجہ ایمان میں ان کے نقش قدم پر چلی ہے ان کی اس اولاد کو بھی ہم (جنت میں) ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عمل میں کوئی کھاٹا ان کو نہ دیں گے۔

پھر ایک وقت مقررہ پر تم سب کو اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے، اس وقت وہ تمہارے خیر و شر کے اختلافات کی حقیقت کے بارے میں تمہیں آگاہ کر دے گا کہ اس اختلاف میں حق اور رضا الٰہی کس کے ساتھ تھی، وہی ہے جس نے تم کو زمین پر حکمران بنا کر اختیارات سے نوازا، یا تمہیں ایک دوسرے کا جانشین بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر قوت، عافیت، رزق خلقت اور خلق میں فوقیت عطا کی، تا کہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے، جیسے فرمایا

---

[1] سبا ۲۶،۲۵

[2] طٰہٰ ۱۱۲

[3] حم السجدۃ ۴۶

[4] الطور ۲۱

...عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّکُمْ وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ [1]

ترجمہ: قریب ہے وہ وقت کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تم کو زمین میں خلیفہ بنائے پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا... ﴿۲﴾ [2]

ترجمہ: جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا (ظاہر میں) میٹھی اور سبز رنگ ہے (جیسے تازہ میوہ) اللہ تمہیں اس میں خلیفہ بنا کر دیکھ رہا ہے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو؟ پس دنیا اور عورتوں سے ہوشیار رہنا بنو اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتیں سے ہی شروع ہوا تھا۔ [3]

جو لوگ اللہ کی نافرمانی اور اس کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں بے شک تمہارا رب ان لوگوں کو بہت جلد سزا دینے والا ہے، اور جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں، نیک عمل کرتے ہیں اور مہلک گناہوں سے توبہ کرتے ہیں ان کے لئے بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا بھی ہے، قرآن کریم میں عموما یہ دونوں صفتیں ایک ساتھ بیان کی جاتی ہیں جیسے فرمایا

... وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلْمِهِمْ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾ [4]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب لوگوں کی زیادتیوں کے باوجود ان کے ساتھ چشم پوشی سے کام لیتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تیرا رب سخت سزا دینے والا ہے۔

نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾ [5]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت درگزر کرنے والا اور رحیم ہوں مگر اس کے ساتھ میرا عذاب بھی نہایت دردناک عذاب ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ رَحْمَتِهِ أَحَدٌ خَلَقَ اللَّهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ ، فَوَضَعَ وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهِ يَتَرَاحَمُونَ بِهَا وَعِنْدَ اللَّهِ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ رَحْمَةً

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بندہ مومن کو وہ سزائیں معلوم ہو جائیں جو اللہ نے تیار کر رکھی ہیں تو کوئی بھی جنت

[1] الاعراف ۱۲۹

[2] الملک ۲

[3] صحیح مسلم کتاب الرقاق بَابُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ ۶۹۴۸، مسند احمد ۱۱۱۶۹، صحیح ابن حبان ۳۲۲۱، شعب الایمان ۵۰۲۹، السنن الکبری للنسائی ۹۲۲۴، السنن الکبری للبیہقی ۱۳۵۲۳

[4] الرعد ۶

[5] الحجر ۴۹،۵۰

کی طمع نہ کرے (صرف جہنم سے بچنے کی دعا کرتے رہیں) اور اگر کافر کو اللہ کی رحمت کا اندازہ ہو جائے تو کوئی بھی جنت سے ناامید نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے ایک سو قسم کی رحمت پیدا فرمائی، اور ان میں سے صرف ایک قسم کی رحمت کو اپنی مخلوق میں بانٹ دیا اور اسی کی وجہ سے وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحمت کرتے ہیں اور باقی ننانوے اقسام کی رحمتیں خود اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ [۱]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ، كَتَبَ فِي كِتَابِهِ، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا كَتَبَ فِي كِتَابِهِ تو اپنی کتاب میں لکھا جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے بے شک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ [۲]

بیعت عقبہ اولیٰ

ذی الحجہ ۱۲ نبوی، جولائی ۶۲۱ء

جب مکہ مکرمہ میں اصحاب رسول پر شدائد و مصائب کی انتہا ہو گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر طائف سے بھی ناامیدی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت بھیجی اور دوسرے سال بارہ نبوی ذی الحجہ کو پہلی بیعت عقبہ (گیارہ نبوی ذی الحجہ) میں مدینہ منورہ سے چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن رباب ان کے ہمراہ نہیں تھے) اپنے ساتھ سات اور افراد کر لیکر حج کے لئے تشریف لائے اور آپکے دست مبارک پر آپ کی نصرت و حمایت کی بیعت کر کے واپس ہوئے جن کے نام یہ تھے۔

اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ	بنو نجار	(خزرج)
عوف بن الحارث رضی اللہ عنہ معروف با بن عفراء	بنو نجار	(خزرج)
رافع بن مالک رضی اللہ عنہ بن عجلان	بنو زریق	(خزرج)
قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بن حدیدہ	بنو سلمہ	(خزرج)
عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بن نابی	بنو غنم	(خزرج)
عوف بن حارث رضی اللہ عنہ معروف با بن عفراء کے بھائی معاذ رضی اللہ عنہ بن الحارث	بنو نجار	(خزرج)
ذکوان رضی اللہ عنہ بن عبد قیس	بنو زریق	(خزرج)
عبادہ رضی اللہ عنہ بن الصامت	بنو غنم	(خزرج)
ابو عبد الرحمٰن یزید رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ بلوی	بنو غنم کے حلیف	(خزرج)

[۱] مسند احمد ۸۴۱۵، ۱۰۲۸۰، ۹۱۶۴

[۲] صحیح مسلم کتاب التَّوْبَةِ بَابٌ فِي سِعَةِ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى وَأَنَّهَا سَبَقَتْ غَضَبَهُ ۶۹۶۹

عباس رضی اللہ عنہ بن عبادہ بن نضلہ	بنی سالم	(خزرج)
ابوالہیثم رضی اللہ عنہ مالک بن التیہان	بنی عبدالاشہل	(اوس)
عویم رضی اللہ عنہ بن ساعدۃ	بنی عمرو بن عوف	(اوس)

اس طرح دس افراد قبیلہ خزرج سے اور دو افراد قبیلہ اوس سے مسلمان ہوئے۔[1]

ہم بارہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے مدینہ منورہ سے آئے تھے، ہم نے مقام عقبہ میں جمع ہو کر بیعت کی جو بیعت نساء کے نام سے مشہور ہوئی اور اسی کے مطابق فتح مکہ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین سے بیعت لی تھی،

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ، فَقَالَ: أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلاَ تَسْرِقُوا، وَلاَ تَزْنُوا، وَلاَ تَقْتُلُوا أَوْلاَدَكُمْ، وَلاَ تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلاَ تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَطَهُورٌ، وَمَنْ سَتَرَهُ اللَّهُ فَذَلِكَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جماعت کے ساتھ بیعت کی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ میں تم سے عہد لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شرک نہیں ٹھیراؤ گے، تم چوری نہیں کرو گے اور زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کی جان نہیں لو گے، اپنے دل سے گھڑ کر کسی پر تہمت نہیں لگاؤ گے اور نیک کاموں میں میری نافرمانی نہ کرو گے، پس تم میں سے جو شخص اس وعدے کو پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر لازم ہے اور جو کوئی ان میں سے کچھ غلطی کر گزرے گا اور دنیا میں ہی اسے سزا بھی مل گئی تو یہ سزا اس کے لئے کفارہ ہو گی اور اسے پاک کرنے والی ہو گی، اور جس کی غلطی کو اللہ چھپا لے گا تو اس کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو اس کی مغفرت کر دے۔[2]

چنانچہ سب حضرات نے آپ کے دست مبارک پر اس بات کا عہد کیا، بعد میں یہی بیعت سورہ الممتحنہ ۱۲ میں ان الفاظ میں نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ [3]

ترجمہ: اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک

[1] ابن ہشام ۴۲۹؍۱، الروض الانف ۴۵؍۴

[2] صحیح بخاری کتاب کفارات الایمان بَابُ تَوْبَةِ السَّارِقِ ۶۸۰۱، و کتاب تفسیرالقرآن سورۃ الممتحنة بَابُ إِذَا جَاءَكَ المُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ ۴۸۹۴، وکتاب التوحیدالجهمية بَابُ فِي المَشِيئَةِ وَالإِرَادَةِ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۷۴۶۸، مسنداحمد ۲۲۷۴۳، ابن ہشام ۴۳۱؍۱، الروض الانف ۵۲؍۴، ابن سعد ۵؍۸

[3] الممتحنة ۱۲

نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو یقیناً اللہ درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ذکوان رضی اللہ عنہ بن عبد قیس نے بیعت کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی قیام فرمالیا اور جب ہجرت مدینہ منورہ کا حکم فرمایا گیا تو ہجرت فرما کر مدینہ چلے گئے،

ذَكْوَانُ، مُهَاجِرِيٌّ أَنْصَارِيٌّ

اس لئے ذکوان رضی اللہ عنہ مہاجر بھی ہیں اور انصار بھی۔[1]

مدینہ منورہ میں مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر عبدری کی کامیابی

فَلَمَّا انْصَرَفَ عَنْهُ الْقَوْمُ، بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ عَبْدِ الدَّارِ بْنِ قُصَيٍّ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُقْرِئَهُمُ الْقُرْآنَ، وَيُعَلِّمَهُمُ الْإِسْلَامَ، وَيُفَقِّهَهُمْ فِي الدِّينِ، فَكَانَ يُسَمَّى الْمُقْرِئَ بِالْمَدِينَةِ: مُصْعَبٌ. وَكَانَ مَنْزِلُهُ عَلَى أَسْعَدِ بْنِ زُرَارَةَ بْنِ عُدَسَ، أَبِي أُمَامَةَ

بیعت کی تکمیل اور حج کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقین اولین میں سے ایک پر جوش نوجوان مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر عبدری اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن ام مکتوم کو ان لوگوں کے ہمراہ مدینہ منورہ روانہ فرمایا تا کہ وہ ان لوگوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور اسلام اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں، تعمیل حکم میں مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر عبدری اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن ام مکتوم مدینہ منورہ چلے گئے اور اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کے گھر قیام فرمایا اور ان دونوں نے مل کر بڑے جوش و ولولہ سے اسلام کی تبلیغ شروع کر دی اور لوگوں کو قرآن مجید اور نماز پڑھانے لگے جس کی وجہ سے مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر عبدری مقری (پڑھانے والا) کے نام سے مشہور ہوئے،

عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ، قَالَ الْأَنْصَارُ: لِلْيَهُودِ يَوْمٌ يَجْتَمِعُونَ فِيهِ كُلَّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ وَلِلنَّصَارَى مِثْلَ ذَلِكَ فَهَلُمَّ فَلْنَجْعَلْ يَوْمًا نَجْتَمِعُ فِيهِ وَنَذْكُرُ اللهَ وَنُصَلِّي وَنَشْكُرُ أَوْ كَمَا قَالُوا، فَقَالُوا: يَوْمُ السَّبْتِ لِلْيَهُودِ وَيَوْمُ الْأَحَدِ لِلنَّصَارَى، فَاجْعَلُوا يَوْمَ الْعَرُوبَةِ كَانُوا يُسَمُّونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَوْمَ الْعَرُوبَةِ فَاجْتَمَعُوا إِلَى أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَصَلَّى بِهِمْ يَوْمَئِذٍ رَكْعَتَيْنِ فَذَكَّرَهُمْ فَسَمَّوْا الْجُمُعَةَ حِينَ اجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَذَبَحَ لَهُمْ شَاةً فَتَغَدَّوْا وَتَعَشَّوْا مِنْ شَاةٍ وَذَلِكَ لِقِلَّتِهِمْ

عبد بن حمید کہتے ہیں اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ نے دیکھا یہود نے سات دنوں میں شنبہ (ہفتہ) کے روز اور نصاریٰ نے یک شنبہ (اتوار) کے روز اپنی عبادت گاہوں میں جمع ہو کر اپنے دین کی باتیں بیان کرتے ہیں، اس وقت تک نماز جمعہ کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا تھا یہ دیکھ کر ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ مسلمان بھی ہفتہ میں ایک دن کسی جگہ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، نماز پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا

[1] ابن ہشام ۴۳۱/۱، الروض الانف ۴۸/۴

لائیں، جاہلیت میں اہل عرب جمعہ کے روز کو یوم عروبہ کہا کرتے تھے اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ نے اپنے اجتہاد سے یوم عروبہ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کے لئے منتخب فرمایا اور اسے جمعہ کا نام دے کر (نقیع الخضمات کے علاقہ میں بنی بیاضہ کی بستی ہزم النبیت جو مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر تھی) مسلمانوں کو جمعہ کی دو رکعت نماز پڑھائی اور ایک بکری ذبح کی، مسلمانوں کی تعداد اتنی کم تھی کہ وہی گوشت ان کے دو وقت صبح وشام کے کھانے کے لئے کافی ہوگیا۔ (۱)

وَكَانَ أَسْعَدُ بْنُ زرارة يجمع بِالْمَدِينَةِ بِمَنْ أَسْلَمَ

اسعد بن زرارہ مدینہ میں مسلمانوں کو جمعہ کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ (۲)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کی اس کوشش کو پسند فرمایا اور آیات نازل فرمائیں

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوْمِ ٱلْجُمُعَةِ فَٱسْعَوْاْ إِلَىٰ ذِكْرِ ٱللَّهِ وَذَرُواْ ٱلْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٩ (۳)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب پکارا جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے (دنیا کی مصروفیت سے) زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔

سہیلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر اتنا بڑا اہم دینی کام شروع کر دیا پھر انہوں نے دارقطنی کے حوالہ سے یہ روایت ذکر کی ہے

عَنْ ابْنِ عَبّاسٍ، قَالَ أَذِنَ النّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجُمُعَةِ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ وَلَمْ يَسْتَطِعْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَمّعَ بِمَكّةَ وَلَا يُبْدِيَ لَهُمْ فَكَتَبَ إلَى مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ: أَمّا بَعْدُ فَانْظُرْ الْيَوْمَ الّذِي تَجْهَرُ فِيهِ الْيَهُودُ بِالزّبُورِ لِسَبْتِهِمْ فَاجْمَعُوا نِسَاءَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ فَإِذَامَالَ النّهَارُ عَنْ شَطْرِهِ عِنْدَ الزّوَالِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَتَقَرّبُوا إلَى اللهِ بِرَكْعَتَيْنِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہجرت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے مسلمانوں کو نماز جمعہ پڑھنے کا حکم دیا مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ظلم وستم کی وجہ سے جمعہ نہیں پڑھا سکتے تھے، اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کے اس عمل کے کچھ روز بعد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نامہ مبارک مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کو لکھا امابعد! سورج ڈھلنے کے بعد سب مسلمان مل کر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کا تقرب حاصل کرو۔ (۴)

عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ قَائِدَ أَبِي كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ حِينَ ذَهَبَ بَصَرُهُ , وَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ بِهِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَسَمِعَ الْأَذَانَ بِهَا صَلَّى عَلَى أَبِي أُمَامَةَ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ , قَالَ: فَمَكَثَ حِينًا عَلَى ذَلِكَ , لَا يَسْمَعُ الْأَذَانَ لِلْجُمُعَةِ

(۱) فتح الباری ۸/۶۹، الروض الانف ۴/۵۶

(۲) ابن سعد ۱/۱۷۱

(۳) الجمعة ۹

(۴) الروض الانف ۴/۵۷

إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ وَاسْتَغْفَرَ لَهُ , فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا لَعَجْزٌ بِي حَيْثُ لَا أَسْأَلُهُ مَا لَهُ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ بِالْجُمُعَةِ صَلَّى عَلَى أَبِي أُمَامَةَ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ؟ قَالَ: فَخَرَجْتُ بِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَمَا كُنْتُ أَخْرُجُ بِهِ , فَلَمَّا سَمِعَ الْأَذَانَ بِالْجُمُعَةِ صَلَّى عَلَى أَبِي أُمَامَةَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُ , فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَتِ مَا لَكَ إِذَا سَمِعْتَ الْأَذَانَ بِالْجُمُعَةِ صَلَّيْتَ عَلَى أَبِي أُمَامَةَ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ , كَانَ أَوَّلَ مَنْ جَمَّعَ بِالْمَدِينَةِ فِي هَزْمِ بَنِي بَيَاضَةَ يُقَالُ لَهُ نَقِيعُ الْخَضَمَاتِ , قُلْتُ: وَكَمْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَرْبَعُونَ رَجُلًا.

عبدالرحمٰن کہا کرتے تھے جب میرے والد کعب رضی اللہ عنہ بن مالک نابینا ہو گئے تو میں ان کو جمعہ کی نماز کے لئے لے جایا کرتا تھا جب وہ جمعہ کی اذان سنتے تو اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کے لئے دعائے مغفرت فرماتے، کافی عرصہ اسی طرح گزر گیا کہ جب بھی اذان جمعہ سنتے تو ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے، میں نے اپنے دل میں کہا واللہ! یہ معذور ہیں میں ان سے دریافت کروں گا کہ جب یہ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابوامامہ اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کے لیے کیوں دعا کرتے ہیں؟ ایک روز ہم جمعہ کے لیے نکلے جیسا کہ نکلا کرتے تھے جب انہوں نے جمعہ کی اذان سنی تو اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کے لیے مغفرت کی دعا کی، میں نے انہیں کہا اے اباجان! اس کی کیا وجہ ہے کہ جب آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا اے بیٹے! اس کی وجہ یہ ہے کہ ابوامامہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینہ منورہ میں بنی بیضا کے سنگلاخ مقام کی زمین نَقِيعُ الْخَضَمَاتِ میں ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی، میں نے کہا آپ اس وقت کتنے لوگ تھے؟ کہا ہم چالیس آدمی تھے۔ [1]

مدینہ منورہ کے لوگ پہلے ہی حق کے پیاسے تھے اور مدت سے اس کے لئے تڑپ رہے تھے اس لئے مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کو اشاعت اسلام میں کوئی خاص زحمت نہ ہوئی، مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کی دعوت اسلام پر لوگ پروانہ وار ٹوٹ رہے تھے اور مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر پورے جوش و جذبے سے ان کو علم دین سکھا رہے تھے، یہاںتک کہ کچھ لوگ اندھی غیرت اور حمیت سے سرشار ہوتے اور اسلام کی طرف دیکھنا بھی عار سمجھتے لیکن جونہی دین کی برکتیں دیکھتے اور قرآن مجید فرقان حمید کی چند آیات سنتے تو پتھر موم ہو جاتے، خود بھی اسلام میں داخل ہو جاتے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے، جس کی ایک مثال یہ ہے

أَنَّ أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ خَرَجَ بِمُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ يُرِيدُ بِهِ دَارَ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، وَدَارَ بَنِي ظَفَرٍ، وَكَانَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ امْرِئِ الْقَيْسِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ الْأَشْهَلِ بْنَ خَالَةِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، فَدَخَلَ بِهِ حَائِطًا مِنْ حَوَائِطِ بَنِي ظَفَرِابْنِ مَالِكِ بْنِ الْأَوْسِ قَالَا: عَلَى بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا: بِئْرُ مَرَقٍ ، فَجَلَسَا فِي الْحَائِطِ، وَاجْتَمَعَ إِلَيْهِمَا رِجَالٌ مِمَّنْ أَسْلَمَ

اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ، مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر عبدری کو تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اپنے ہمراہ لے کر قبیلہ بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کے علاقوں میں تشریف لے گئے جن کے سردار سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ اور اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر تھے اور ابھی تک اپنے آبائی دین شرک پر قائم تھے، دونوں

---

[1] صحیح ابن خزیمة۱۷۲۴، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۷۶، مستدرک حاکم ۴۸۵۸، صحیح ابن حبان ۷۰۱۳، سنن الدارقطنی ۱۵۸۵، السنن الکبری للبیھقی ۵۶۰۵، معرفة السنن والآثار۶۳۱۱، السنن الصغیر للبیھقی۶۰۹، ابن ہشام ۴۳۵/۱، الروض الانف۵۵/۴، البدایة والنھایة۱۸۵/۳

حضرات بنی ظفر کے باغ کے اندر ایک کنواں جس کا نام مرق تھا کی منڈیر پر بیٹھ گئے ان کو دیکھ کر چند اور لوگ بھی ان کے گرد جمع ہو گئے اور اسلام کی باتیں کرنے لگے

وَسَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، يَوْمَئِذٍ سَيِّدَا قَوْمِهِمَا مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، وَكِلَاهُمَا مُشْرِكٌ عَلَى دِينِ قَوْمِهِ، فَلَمَّا سَمِعَا بِهِ قَالَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ لِأُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ: لَا أَبَا لَكَ، انْطَلِقْ إِلَى هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اللَّذَيْنِ قَدْ أَتَيَا دَارَيْنَا لِيُسَفِّهَا ضُعَفَاءَنَا، فَازْجُرْهُمَا وَانْهَهُمَا عَنْ أَنْ يَأْتِيَا دَارَيْنَا، فَإِنَّهُ لَوْلَا أَنَّ أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ مِنِّي حَيْثُ قَدْ عَلِمْتَ كَفَيْتُكَ ذَلِكَ، هُوَ ابْنُ خَالَتِي، وَلَا أَجِدُ عَلَيْهِ مُقَدَّمًا

کسی طور پر دونوں سرداروں کو بھی اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ اور مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کی آمد کا علم ہو گیا تو سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ نے اسید بن حضیر کو کہا کہ جاؤ اور ان دونوں کو جو ہمارے کمزوروں کو بیوقوف بنانے آئے ہیں ڈانٹ ڈپٹ کر واور آئندہ ہمارے محلوں میں آنے سے منع کر دو میں خود جاتا مگر اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ چونکہ میرا خالہ زاد بھائی ہے اس لئے تمہیں بھیج رہا ہوں

قَالَ: فَأَخَذَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ حَرْبَتَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَيْهِمَا، فَلَمَّا رَآهُ أَسْعَدُ ابْنُ زُرَارَةَ، قَالَ لِمُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ: هَذَا سَيِّدُ قَوْمِهِ قَدْ جَاءَكَ، فَاصْدُقْ اللَّهَ فِيهِ ، قَالَ مُصْعَبٌ: إِنْ يَجْلِسْ أُكَلِّمْهُ،قَالَ: فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا مُتَشَتِّمًا، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكُمَا إِلَيْنَا تُسَفِّهَانِ ضُعَفَاءَنَا؟ اعْتَزِلَانَا إِنْ كَانَتْ لَكُمَا بِأَنْفُسِكُمَا حَاجَةٌ، فَقَالَ لَهُ مُصْعَبٌ: أَوَتَجْلِسُ فَتَسْمَعَ، فَإِنْ رَضِيتَ أَمْرًا قَبِلْتَهُ، وَإِنْ كَرِهْتَهُ كُفَّ عَنْكَ مَا تَكْرَهُ؟

اسید بن حضیر نے اپنی تلوار اٹھائی اور باغ میں ان دونوں مسلمانوں کے پاس جا پہنچے، دور سے اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر کو آتا دیکھ کر اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ نے مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر سے کہا وہ دیکھو قوم عبد الاشہل کا سردار تمہارے پاس چلا آرہا ہے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سچائی اختیار کرنا، مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے کہا اگر یہ ہمارے پاس بیٹھا تو میں اس سے گفتگو کروں گا، اس اثنا میں اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر کنوئیں پر آن پہنچے اور آتے ہی دونوں مسلمانوں پر برس پڑے اور کہنے لگے کہ تم کیوں ہمارے محلوں میں آتے ہو؟ ہماری عورتوں اور بچوں کو کیوں بہکاتے ہو؟ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ اور اپنے ارادوں سے باز رہو، اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ اور مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے بڑے ضبط و تحمل سے ساری ڈانٹ ڈپٹ سنی، جب اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر چپ ہوئے تو مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے بڑے ادب سے گزارش کی کہ اے بنو عبد الاشہل کے سردار! کیا یہ ممکن ہے کہ آپ ہمارے پاس تشریف رکھیں اور ہم جو دعوت پیش کرتے ہیں اسے سنیں اگر ہماری دعوت پسند آجائے تو قبول کر لیں اور اگر پسند نہ آئے تو آپ کو اختیار ہے؟

قَالَ: أَنْصَفْتَ، ثُمَّ رَكَزَ حَرْبَتَهُ وَجَلَسَ إِلَيْهِمَا فَكَلَّمَهُ مُصْعَبٌ بِالْإِسْلَامِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ فَقَالَا: فِيمَا يُذْكَرُ عَنْهُمَا: وَاللَّهِ لَعَرَفْنَا فِي وَجْهِهِ الْإِسْلَامَ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي إِشْرَاقِهِ وَتَسَهُّلِهِ، ثُمَّ قَالَ: مَا أَحْسَنَ هَذَا الْكَلَامَ وَأَجْمَلَهُ! كَيْفَ تَصْنَعُونَ إِذَا أَرَدْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا فِي هَذَا الدِّينِ؟ قَالَا لَهُ: تَغْتَسِلُ فَتَطَّهَّرُ وَتُطَهِّرُ ثَوْبَيْكَ، ثُمَّ تَشْهَدُ شَهَادَةَ الْحَقِّ، ثُمَّ تُصَلِّي، فَقَامَ فَاغْتَسَلَ وَطَهَّرَ ثَوْبَيْهِ، وَتَشَهَّدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ

یہ بات سن کر اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر نے کہا آپ انصاف کی بات کہہ رہے ہیں اور تلوار رکھ کر دعوت اسلام سننے کے لئے بیٹھ گئے،

مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے انہیں اسلام کی چند خوبیاں بیان کیں اور قرآن مجید کی چند آیات کی تلاوت فرمائی جسے سنکر اسید بن حضیر کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، قرآن مجید کی حقانیت، سادگی اور وسعت نے انکے دل میں گھر کر لیا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انہیں اپنے رسول کی رفاقت کے لئے چن لیا، دنیا و آخرت میں ان کے لئے کامیابیوں، مرتبوں کے دروازے کھول دیئے، ان کے سچائی سے چمکتے چہرے دیکھ کر دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کی دلی کیفیت کا اندازہ ہو گیا کہ اللہ نے ان کے دل کی دنیا بدل دی ہے، کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اسید بن حضیر بولے یہ تو بہت ہی عمدہ اور بہترین کلام ہے! تمہارے دین میں داخل ہونے کا کیا طریقہ ہے؟ مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے کہا آپ غسل کر کے پاک کپڑے زیب تن کر لیں اور پھر کلمہ شہادت پڑھ کر دو رکعت نماز ادا کریں، اسید بن حضیر نے فوراً ہی غسل فرمایا پاک کپڑے پہنے اور کلمہ شہادت پڑھ کر دو رکعت نماز ادا فرمائی اس طرح وہ مسلمانوں میں شامل ہو گئے،

ثُمَّ قَالَ لَهُمَا: إِنَّ وَرَائِي رَجُلًا إِنْ اتَّبَعَكُمَا لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْهُ أَحَدٌ مِنْ قَوْمِهِ، وَسَأُرْسِلُهُ إِلَيْكُمَا الْآنَ، سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ ثُمَّ أَخَذَ حَرْبَتَهُ وَانْصَرَفَ إِلَى سَعْدٍ وَقَوْمِهِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي نَادِيهِمْ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُقْبِلًا، قَالَ أَحْلِفُ بِاللَّهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ أُسَيْدٌ بِغَيْرِ الْوَجْهِ الَّذِي ذَهَبَ بِهِ مِنْ عِنْدِكُمْ،فَلَمَّا وَقَفَ عَلَى النَّادِي قَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا فَعَلْتَ؟

اس کے بعد بولے میرے پیچھے سعد بن معاذ ہیں اگر اس نے تمہارا دین قبول کر لیا تو بنو عبد الاشہل کا کوئی فرد دین اسلام سے پیچھے نہیں رہے گا میں جا کر اسے تمہارے پاس بھیجتا ہوں، اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر نے اپنی تلوار اٹھائی اور واپس سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کے پاس جا پہنچے جو اس وقت اپنی قوم کے لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے، دور سے اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر کو آتا دیکھ کر سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ اپنی قوم سے بولے بخدا اسید بن حضیر جو چہرہ لے کر آ رہا ہے اس چہرہ سے مختلف ہے جو لے کر گیا تھا، جب اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر قریب پہنچ گئے تو سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ نے پوچھا اے سعد! تم نے ان دونوں مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا؟

قَالَ: كلّمت الرجلَيْن، فو الله مَا رَأَيْتُ بِهِمَا بَأْسًا، وَقَدْ نَهَيْتُهُمَا، فَقَالَا: نَفْعَلُ مَا أَحْبَبْتَ، وَقَدْ حُدِّثْتُ أَنَّ بَنِي حَارِثَةَ قَدْ خَرَجُوا إِلَى أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ لِيَقْتُلُوهُ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ قَدْ عَرَفُوا أَنَّهُ ابْنُ خَالَتِكَ، لِيُخْفِرُوكَ،قَالَ: فَقَامَ سَعْدٌ مُغْضَبًا مُبَادِرًا، تَخَوُّفًا لِلَّذِي ذُكِرَ لَهُ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ، فَأَخَذَ الْحَرْبَةَمِنْ يَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ مَا أَرَاكَ أَغْنَيْتَ شَيْئًا، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْهِمَا، فَلَمَّا رَآهُمَا سَعْدٌ مُطْمَئِنَّيْنِ، عَرَفَ سَعْدٌ أَنَّ أُسَيْدًا إِنَّمَا أَرَادَ مِنْهُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْهُمَافَوَقَفَ عَلَيْهِمَا مُتَشَتِّمًا، ثُمَّ قَالَ لِأَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ: يَا أَبَا أُمَامَةَ، (أَمَا وَاللَّهِ) ، لَوْلَا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ مِنْ الْقَرَابَةِ مَا رُمْتَ هَذَا مِنِّي، أَتَغْشَانَا فِي دَارَيْنَا بِمَا نَكْرَهُ

اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر نے جواب دیا ویسے تو میں نے انہیں یہاں آنے سے منع کر دیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ وہ وہی کچھ کریں گے جو آپ چاہیں گے مگر میں نے ان دونوں سے گفتگو کی تو واللہ مجھے ان کی باتوں میں کچھ غلط نظر نہیں آیا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی الحارثہ کے لوگ تمہارے خالہ زاد اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کو قتل کرنے گئے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ کا عہد توڑ دیں، اپنے خالہ زاد بھائی کے قتل کی بات سن کر سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی جاہلی حمیت بھڑک اٹھی اور وہ اپنی تلوار اٹھا کر سیدھے باغ میں دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس جا پہنچے جو اطمینان سے بیٹھے باتیں کر رہے تھے، سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ، اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر کی اس چال کو بھانپ گئے کہ اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر نے انہیں یہاں اس لئے

بھیجا ہے کہ وہ خود اپنے کانوں سے اس پاکیزہ کلام اور دعوت اسلام کو سنیں، مگر سعد بن معاذ انہیں برا بھلا کہنے لگے اور اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کی طرف متوجہ ہو کر بولے اے ابو امامہ بخدا اگر میرے اور تمہارے درمیان قرابت کا معاملہ نہ ہوتا اور تم میرے خالہ زاد بھائی نہ ہوتے تو ابھی تلوار سے تمہارا سر قلم کر دیتا، قوم کے بھولے بھالے لوگوں کو بہکانے کے لئے تم ہی ان لوگوں کو یہاں لے کر آئے ہو،

قَالَ: فَقَالَ لَهُ مُصْعَبٌ: أَوَتَقْعُدُ فَتَسْمَعَ، فَإِنْ رَضِيتَ أَمْرًا وَرَغِبْتَ فِيهِ قَبِلْتَهُ، وَإِنْ كَرِهْتَهُ عَزَلْنَا عَنْكَ مَا تَكْرَهُ؟قَالَ سَعْدٌ: أَنْصَفْتَ. ثُمَّ رَكَزَ الْحَرْبَةَ وَجَلَسَ،فَعَرَضَ عَلَيْهِ الْإِسْلَامَ، وَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ، قَالَا: فَعَرَفْنَا وَاللَّهِ فِي وَجْهِهِ الْإِسْلَامَ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ، لِإِشْرَاقِهِ وَتَسَهُّلِهِ، ثُمَّ قَالَ لَهُمَا: كَيْفَ تَصْنَعُونَ إِذَا أَنْتُمْ أَسْلَمْتُمْ وَدَخَلْتُمْ فِي هَذَا الدِّينِ؟ قَالَا: تَغْتَسِلُ فَتَطَهَّرُ وَتُطَهِّرُ ثَوْبَيْكَ، ثُمَّ تَشْهَدُ شَهَادَةَ الْحَقِّ، ثُمَّ تُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، قَالَ: فَقَامَ فَاغْتَسَلَ وَطَهَّرَ ثَوْبَيْهِ، وَتَشَهَّدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ، ثُمَّ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ

مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے کہا اے سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ! آپ کچھ دیر ہمارے پاس بیٹھیں اور ہماری دعوت کو سنیں اگر ہماری دعوت آپ کی سمجھ میں آجائے تو قبول کر لیں اور اگر ہماری دعوت آپ کو بار خاطر محسوس ہو تو ہم اس دعوت کو پھر آپ کے سامنے پیش نہیں کریں گے، سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کو مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کا انداز بیاں بہت پسند آیا اور کہنے لگے آپ نے دل لگتی بات کی ہے میں آپ کی دعوت ضرور سنوں گا یہ کہہ کر اپنی تلوار گود میں رکھ کر بیٹھ گئے، مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے انہیں اسلام پیش کیا اور قرآن مجید سے چند آیات تلاوت فرمائیں، اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنتے ہی ان کے دل کی دنیا بدل گئی، اللہ تعالیٰ نے ان پر رحمت کے دروازے کھول دیئے اور اپنے رسول کی رفاقت کے لئے انہیں چن لیا، سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کے چہرے کی تابانی دیکھ کر مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اور اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ نے فوراً اندازہ لگالیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کی دنیا روشن کر کے انہیں صراط مستقیم کی راہ عنایت فرمادی ہے کچھ دیر بعد سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ نے دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ جب تم لوگ اسلام قبول کرتے ہو تو کیا کرتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا آپ غسل کر کے پاک ہوجائیں، پاک کپڑے پہنیں اور پھر کلمہ شہادت پڑھیں اور دو رکعت نماز پڑھیں، سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ نے غسل کر کے پاک کپڑے پہنے پھر کلمہ شہادت پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی اور مسلمانوں میں شامل ہو گئے،

ثُمَّ أَخَذَ حَرْبَتَهُ، فَأَقْبَلَ عَامِدًا إِلَى نَادِي قَوْمِهِ وَمَعَهُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ.قَالَ: فَلَمَّا رَآهُ قَوْمُهُ مُقْبِلًا، قَالُوا: نَحْلِفُ بِاللَّهِ لَقَدْ رَجَعَ إِلَيْكُمْ سَعْدٌ بِغَيْرِ الْوَجْهِ الَّذِي ذَهَبَ بِهِ مِنْ عِنْدِكُمْ، فَلَمَّا وَقَفَ عَلَيْهِمْ قَالَ: يَا بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، كَيْفَ تَعْلَمُونَ أَمْرِي فِيكُمْ؟قَالُوا: سَيِّدُنَا (وَأَوْصَلُنَا)وَأَفْضَلُنَا رَأْيًا، وَأَيْمَنُنَا نَقِيبَةً، قَالَ: فَإِنَّ كَلَامَ رِجَالِكُمْ وَنِسَائِكُمْ عَلَيَّ حَرَامٌ حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ، قَالَا: فَو اللهِ مَا أَمْسَى فِي دَارِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَّا مُسْلِمًا وَمُسْلِمَةً

پھر تلوار اٹھا کر اسید بن حضیر کے ہمراہ اپنے قبیلے میں تشریف لے گئے، قبیلے کے لوگوں نے دور سے ہی ان کے بدلے ہوئے چہرے سے ہی اندازہ لگالیا کہ یہ وہ سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ نہیں جو اس محفل سے اٹھ کر گئے تھے، محفل میں پہنچ کر اپنے قبیلے کے لوگوں سے مخاطب ہو کر گویا ہوئے اے بنی عبد الاشہل! تم لوگ مجھے کیا سمجھتے ہو؟ اہل محفل نے جواب دیا آپ ہمارے سردار ہیں اور بہترین رائے اور مشورے میں افضل ہیں، سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ نے فرمایا اچھا تو سنو آج سے مجھ کو تمہارے مرد و عورت اور بچہ، بوڑھے سب سے کلام کرنا حرام ہے

جب تک تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ، سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ اپنے قبیلے میں بہت ہر دلعزیز تھے، قبیلہ کے لوگوں نے جب اپنے سردار کا ایسا سخت کلام سنا تو سورج ڈھلنے سے پیشتر ہی تمام قبیلہ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

صرف ایک شخص عمرو بن ثابت بن قیس جن کا لقب اصیرم تھا دائرہ اسلام سے باہر رہا اس نے غزوہ احد کے دن اسلام قبول کیا اور کوئی بھی عمل کرنے سے پہلے اسی غزوہ میں ہی شہادت کے منصب پر فائز ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنتی ہونے کی بشارت سنائی، ابن اسحاق سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے دریافت کرتے

كَانَ يَقُولُ: حَدِّثُونِي عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ لَمْ يُصَلِّ قَطُّ فَإِذَا لَمْ يَعْرِفْهُ النَّاسُ سَأَلُوهُ: مَنْ هُوَ؟فَيَقُولُ: أُصَيْرِمُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ عَمْرُو بْنُ ثَابِتِ بْنِ وَقْشٍ

بتاؤ وہ کون شخص ہے جس نے ایک بھی نماز نہیں پڑھی مگر جنت میں پہنچ گیا جب لوگ اس معمہ کا جواب نہ دے پاتے تو خود ہی جواب دیتے وہ شخص قبیلہ بنی عبدالاشہل میں اصیرم ہے۔ [1]

وَرَجَعَ أَسْعَدُ وَمُصْعَبٌ إلَى مَنْزِلِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، فَأَقَامَ عِنْدَهُ يَدْعُو النَّاسَ إلَى الْإِسْلَامِ، حَتَّى لَمْ تَبْقَ دَارٌ مِنْ دُورِ الْأَنْصَارِ إلَّا وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ مُسْلِمُونَ

ادھر ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور مصعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تلقین کرنی شروع کی یہاں تک کہ انصار میں سے کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں مرد و عورت سب مسلمان نہ ہوں، اس طرح مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اور اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کی کوششوں سے مدینہ منورہ کے ہر گھر میں توحید کی شمع روشن ہو گئی مگر کچھ بدنصیب تھے جو شرک پر اڑے رہے اور اپنے آبائی دین کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے جیسے بنوامیہ بن زید، خطمہ، وائل اور واقف کے گھرانوں کے کہ ابوقیس بن اسلت صیفی جو ایک شاعر اور ان کا لیڈر تھا اور وہ لوگ اس کے زیر اثر تھے اس کی سعی سے غزوہ احزاب پانچ ہجری تک اسلام میں داخل نہ ہوئے، اس طرح ایک ہی سال میں مدینہ منورہ میں گھر گھر دین کا چراغ روشن ہو گیا اور گلی گلی اسلام کا ڈنکا بجنے لگا، تقریباً ایک سال گزر چکا تھا حج کا مہینہ آنے والا تھا

فَقَدِمَ مَكَّةَ فَجَاءَ مَنْزِلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلًا وَلَمْ يَقْرَبْ مَنْزِلَهُ. فَجَعَلَ يُخْبِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الأَنْصَارِ وَسُرْعَتِهِمْ إِلَى الإِسْلامِ وَاسْتِبْطَائَهُمْ

مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کے حالات سے باخبر کرنے کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ منورہ میں تیز رفتاری سے مسلمان ہونے والے مرد وزن، قبائل کے آپس کی اختلافات، یہودیوں کی شورشوں، مخالفتوں اور ان کی جنگی طاقت ولیاقت کی رپورٹ پیش فرمائی۔ [2]

وَبَلَغَ أُمَّهُ أَنَّهُ قَدْ قَدِمَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ: يَا عَاقُّ أَتَقْدَمُ بَلَدًا أَنَا فِيهِ لا تَبْدَأُ بِي؟فَقَالَ: مَا كُنْتُ لأَبْدَأَ بِأَحَدٍ قَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْبَرَهُ بِمَا أَخْبَرَهُ ذَهَبَ إِلَى أُمِّهِ، فَقَالَتْ:

---

[1] مسند احمد ۲۳۶۳۴،شرح زرقانی علی المواهب۲/۸۵،ابن ہشام۲/۹۰،الروض الانف۶/۱۴

[2] ابن سعد۳/۸۸

إِنَّكَ لَعَلَى مَا أَنْتَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّبْأَةِ بَعْدُ! قَالَ: أَنَا عَلَى دَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الإِسْلامُ الَّذِي رَضِيَ اللَّهُ لِنَفْسِهِ وَلِرَسُولِهِ

جب مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کی والدہ کو بیٹے کے آنے کی خبر ہوئی تو اس نے انہیں کہلا بھیجا کہ تو اس شہر میں جس میں میں ہوں اس طرح آتا ہے کہ پہلے مجھ سے نہیں ملتا؟ انہوں نے کہا میں ایسا نہیں ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی اور سے ملوں، جب انہوں نے سلام کرلیا اور جو کچھ بتانا تھا بیان کر چکے تو اپنی والدہ کے پاس گئے، اس نے کہا تم اب تک اسی غیر دین پر ہو جس پر تھے، مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں جو اسلام ہے جس کو اللہ نے اپنے لئے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پسند فرمایا ہے،

قَالَتْ: مَا شَكَرْتَ مَا رَثَيْتُكَ مَرَّةً بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ وَمَرَّةً بِيَثْرِبَ.فَقَالَ: أَقِرُّ بِدِينِي إِنْ تَفْتُنُونِي. فَأَرَادَتْ حَبْسَهُ فَقَالَ: لَئِنْ أَنْتِ حَبَسْتَنِي لأحرصن على قتل من يتعرض لي، قال: فَاذْهَبْ لِشَأْنِكَ. وَجَعَلَتْ تَبْكِي، فَقَالَ مُصْعَبٌ: يَا أُمَّةُ إِنِّي لَكِ نَاصِحٌ عَلَيْكِ شَفِيقٌ فَاشْهَدِي أَنَّهُ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. قَالَتْ:وَالثَّوَاقِبِ لا أَدْخُلُ فِي دِينِكَ فَيُزْرَى بِرَأْيِي وَيُضَعَّفَ عَقْلِي وَلَكِنِّي أَدَعُكَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِ وَأُقِيمُ عَلَى دِينِي

اس نے کہا تم نے اس کا کیا شکر کیا جو میں نے ایک مرتبہ ملک حبشہ میں اور ایک مرتبہ یثرب میں تمہارا غم کیا، انہوں نے کہا میں اپنے دین پر قائم ہوں اگر اب کسی نے مجھے ایذا دینے کا ارادہ کیا تو میں اسے قتل کر دوں گا تم لوگ مجھے فتنے میں ڈالو (جب بھی) اس نے ان کے قید کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا اگر تو مجھے قید کرے گی تو جو مجھے روکے گا مجھے اس کے قتل کرنے کی حرص ہو گی، ماں نے کہا کہ اپنے حال پر چلا جا اور رونے لگیں، مصعب رضی اللہ عنہ نے اسے نہایت نرمی سے سمجھایا پیاری ماں! میں تیرا خیر خواہ ہوں اور تجھ پر شفیق ہوں تو لا الہ الا اللہ محمد عبدہ ورسولہ کی شہادت دے کہ تمہاری بھلائی اسی میں ہے، لیکن کفر وشرک ماں کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا اس نے کہا چمکتے ستاروں کی قسم! میں ہرگز تیرے دین میں داخل نہ ہوں گی کہ میری رائے کو عیب لگایا جائے اور عقل کو ضعیف کہا جائے، میں تجھے اور تیرے دین کو چھوڑتی ہوں (جی میں جیسا آئے ویسا کرنا) البتہ میں اپنے دین پر قائم ہوں۔[1]

قیس رضی اللہ عنہ بن مالک ارحبی کا قبول اسلام

ابن ماکولا رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھے (یعنی ہجرت سے قبل) کہ بنی ارحب کے ایک آدمی قیس رضی اللہ عنہ بن مالک ارحبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ پر ایمان لانے کے لئے حاضر ہوا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا پھر ان سے مخاطب ہو کر پوچھا اے گروہ ہمدان (بنو ارحب قبیلہ ہمدان کی ایک شاخ تھے) کیا تم مجھے ان باتوں کے ساتھ (جن کی میں تبلیغ کرتا ہوں) اپنے ساتھ لے جاؤ گے؟ قیس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، ہم دل وجان سے آپ کو اپنے ساتھ لے جائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت فرمائی کہ اپنی قوم کے پاس جاؤ اور اسے حق کی طرف دعوت دو، چنانچہ حسب ہدایت قیس رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے میں چلے گئے اور لوگوں کو دین حق کی طرف دعوت دینا شروع کر دیا یہاں تک کہ بنو ارحب

[1] ابن سعد ۳/۸۸

مشرف بہ اسلام ہو گئے، قیس رضی اللہ عنہ بن مالک نے واپس آ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قبیلے کے مسلمان ہونے کی اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مسرور ہوئے اور قیس رضی اللہ عنہ بن مالک کی تعریف فرمائی، قوم کا ایلچی قیس رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا ہے، اے قیس تو نے وعدہ وفائی کی ہے اللہ تجھ سے وعدہ وفائی فرمائے گا، آپ نے قیس رضی اللہ عنہ بن مالک کی پیشانی پر اپنا دست مبارک پھیرا لیکن آپ یمن نہیں گئے۔

حافظ بن حجر رحمہ اللہ اور علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس رضی اللہ عنہ بن مالک ارحبی کو ایک تحریر بھیجی تھی (جس کا زمانہ ہجرت کے کئی سال بعد کا معلوم ہوتا ہے) اس تحریر کا متن یہ تھا۔

بِاسْمِكَ اللهُمَّ:مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَيْسِ بْنِ مَالِكٍ

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ

أَمَّا بَعْدُ:ذَلِكُمْ إِنِّي أَسْتَعْمِلُكَ عَلَى قَوْمِكَ عَرَبِهِمْ وَخُمُورِهِمْ وَمَوَالِيهِمْ، وَأُقْطِعُكَ مِنْ ذُرَةِ نَشَانَ مِائَتَيْ صَاعٍ، وَمِنْ زَبِيبِ خَيْوَانَ مِائَتَيْ صَاعٍ، جَارٍ لَكَ ذَلِكَ وَلِعَقِبِكَ مِنْ بَعْدِكَ أَبَدًا أَبَدًا أَبَدًا

تم پر سلام ہو، بعد اس کے واضح ہو کہ میں نے تم کو تمہاری قوم پر خواہ وہ بدوی ہو یا شہری یا غلام سب پر حاکم بنایا اور مقام نساء کے غلہ سے دوسو صاع اور خیوان کے انگور سے دوسو صاع تمہارے لئے مقرر کیے، یہ عطیہ تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے ہمیشہ ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

قَالَ قَيْسٌ: فَقَوْلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَبَدًا أَبَدًا أَبَدًا أَحَبُّ إِلَيَّ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَبْقَى عَقِبِي أَبَدًا

قیس رضی اللہ عنہ بن مالک کہتے تھے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابدا، ابدا، ابدا کہنا بہت محبوب ہے، اس سے مجھے امید ہے کہ میری نسل ہمیشہ قائم رہے گی۔[1]

[1] اسدالغابۃ۴۲۱/۴ ، ۱۴۲/۴،جامع المسانیدوالسنن۸۹۱۷، مجموعة الوثائق السياسية للعهد النبوي والخلافة الراشدة۲۳۲/۱،معرفة الصحابة لابی نعیم۲۳۲۱/۴

۱۳ بعثتِ نبوی

مضامین سورۂ الاعراف:

اس سورہ کا مرکزی مضمون دعوت رسالت ہے، رسول اللہ ﷺ تیرہ سال سے اہل مکہ اور ارد گرد کے قبائل کو دعوت دین دیتے رہے مگر ان کی ہٹ دھرمی اور مخالفانہ ضد اپنی جگہ برقرار رہی، اس سورہ میں اہل مکہ کے ساتھ ساتھ دوسرے قبائل کو زبردست تنبیہ کی گئی کہ اگر اب بھی تم نے دین اسلام کو قبول نہ کیا تو تمہارا انجام سابقہ امتوں کی طرح ہوگا جنہیں دین اسلام قبول نہ کرنے کے جرم میں صفحہ ہستی سے مٹادیا گیا، گذشتہ اقوام کے عبرت اموز واقعات بیان کر کے یہودیوں کی منافقانہ روش، ان کی وعدہ خلافیوں کے بدترین انجام کا بیان کیا گیا، مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ أَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ کے روش پر چلتے رہیں اور اس حق کی پاداش کے سلسلہ میں جو بھی مشکلات پیش آئیں انہیں صبر وصلوٰۃ کے ذریعہ خندہ پیشانی سے برداشت کریں اور مخالفین کی اشتعال انگیزیوں اور چیرہ دستیوں کے مقابلہ میں صبر وضبط اور عفو ودرگزر کی تلقین کی گئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓصٓ ۝١ کِتٰبٌ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ فَلَا یَکُنۡ فِیۡ صَدۡرِکَ

المص، یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے پاس اس لیے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ ڈرائیں، سو آپ کے دل میں اس سے

حَرَجٌ مِّنۡہُ لِتُنۡذِرَ بِہٖ وَ ذِکۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝٢ اِتَّبِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ

بالکل تنگی نہ ہو اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے، تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے

وَ لَا تَتَّبِعُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ ۝٣ وَ کَمۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ

اور اللہ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی پیروی مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو، اور بہت بستیوں کو ہم نے

اَہۡلَکۡنٰہَا فَجَآءَہَا بَاۡسُنَا بَیَاتًا اَوۡ ہُمۡ قَآئِلُوۡنَ ۝٤ فَمَا کَانَ دَعۡوٰىہُمۡ

تباہ کر دیا اور ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت پہنچا یا ایسی حالت میں کہ وہ دوپہر کے وقت آرام میں تھے، سو جس وقت ان

اِذۡ جَآءَہُمۡ بَاۡسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ۝٥ (الاعراف ا تا ۵)

پر ہمارا عذاب آیا اس وقت ان کے منہ سے بجز اس کے اور کوئی بات نہ نکلی واقعی ہم ظالم تھے۔

ا،ل،م،ص۔ یہ خطاب محمد ﷺ سے ہے مگر اصل مخاطب امت محمد یہ ہے، فرمایا یہ ایک جلیل القدر سورۃ ہے جو اللہ نے تمہاری طرف نازل کی ہے، پس اے محمد ﷺ! تمہارے دل میں اس کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ ہونی چاہیے، اور جس طرح سابقہ اولوالعزم پیغمبروں نے صبر واستقامت کے ساتھ کلام الٰہی کی تبلیغ کی اسی طرح آپ بھی اس کے ابلاغ میں کوئی جھجک، خوف اور اندیشہ محسوس نہ کریں کہ مخالفین اس کا کیسا استقبال کریں گے، جیسے فرمایا

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾ [1]

ترجمہ: پس اے نبی ﷺ، صبر کرو جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے اور ان کے معاملہ میں جلدی نہ کرو جس روز یہ لوگ اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا انہیں خوف دلایا جارہا ہے تو انہیں یوں معلوم ہوگا کہ جیسے دنیا میں دن کی ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں رہے تھے، بات پہنچادی گئی اب کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہوگا؟

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ [2]

ترجمہ: ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ تم پر بناتے ہیں ان سے تمہارے دل کو سخت کوفت ہوتی ہے۔

یعنی تمہیں پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ جن لوگوں کو ضد اور ہٹ دھرمی اور مخالفت حق کا یہ حال ہے انہیں آخر کس طرح سیدھی راہ پر لایا جائے۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ... ﴿١٢﴾ [3]

ترجمہ: تو اے پیغمبر ﷺ! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ان چیزوں میں سے کسی چیز کو (بیان کرنے سے) چھوڑ دو جو تمہاری طرف وحی کی جارہی ہیں اور اس بات پر دل تنگ ہو کہ وہ کہیں گے اس شخص پر کوئی خزانہ کیوں نہ اتارا گیا؟ یا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا؟۔

اور یہ کلام نازل کرنے کی غرض وغایت یہ ہے کہ تم اس کے پرزور دلائل وبراہین سے منکرین کو دعوت حق قبول نہ کرنے کے نتائج سے ڈراؤ تا کہ ان پر اتمام حجت قائم ہوجائے اور اہل ایمان کو جو اس کی صداقت اور اس کے آسمانی کتاب ہونے پر یقین رکھتے ہیں نصیحت وعبرت ہو، جیسے فرمایا

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٥﴾ [4]

ترجمہ: البتہ نصیحت کرتے رہو کیوں کہ نصیحت ایمان لانے والوں کے لئے نافع ہے۔

اور وہ نصیحت یہ ہے کہ لوگو! اللہ کے اس آخری کلام قرآن مجید کے احکام اور سنت نبوی کی پیروی کرو اسی میں تمہاری دنیاوی سربلندی اور آخروی نجات پنہاں ہے،

[1] الاحقاف ۳۵

[2] الحجر ۹۷

[3] هود ۱۲

[4] الذاريات ۵۵

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ، وَمِثْلَهُ مَعَهُ

مقدام بن معدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قرآن اور اس کے مثل اس کے ساتھ دیا گیا ہوں۔ (۱)

عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، قَالَ: كَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسُّنَّةِ كَمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ بِالْقُرْآنِ، وَيُعَلِّمُهُ إِيَّاهَا كَمَا يُعَلِّمُهُ الْقُرْآنَ

حسان بن عطیہ رحمہ اللہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام (ایسے) سنت لے کر نازل ہوتے جس طرح قرآن لے کر نازل ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنت اسی طرح سکھاتے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سکھاتے تھے۔ (۲)

کیونکہ زمانہ جاہلیت میں سرداروں نجومیوں اور کاہنوں کی بات کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی حتی کہ حلال وحرام میں بھی ان کو سند تسلیم کیا جاتا تھا اس لئے اس سورۂ کا مرکزی مضمون فرمایا کہ لوگو!اللہ ہی کو اپنا معبود حقیقی تسلیم کرو اور صرف اس ہدایت کی پیروی اختیار کرو جو اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے بھیجی ہے،اگر ان ہدایات سے روگردانی کر کے کسی دوسرے کی پیروی کرو گے تو اس کا نتیجہ تباہی وبربادی کے سوا کچھ نہیں نکلے گا مگر تم نصیحت کم ہی مانتے ہو،جیسے فرمایا

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ... ﴿۱۱۶﴾ (۳)

ترجمہ:اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اگر تم ان لوگوں کی اکثریّت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ (۴)

ترجمہ: ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھیراتے ہیں۔

سینکڑوں اور ہزاروں ایسی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ان کی تکذیب حق وسرکشی کے سبب ہلاک کر دیا،جیسے فرمایا

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ (۵)

ترجمہ:اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے مگر ان مذاق اڑانے والوں پر آخر کار وہی حقیقت مسلّط ہو کر رہی جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ (۶)

ترجمہ: کتنی ہی خطا کار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا ہے اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں، کتنے ہی کنوئیں بے کار اور کتنے ہی قصر

---

(۱) سنن ابی داودکتاب السنة بَابٌ فِي لُزُومِ السُّنَّةِ ۴۶۰۴

(۲) المراسیل لابی داود۵۳۶،صحیح السنة للمروزی ۱۰۲

(۳) الانعام۱۱۶

(۴) یوسف ۱۰۶

(۵) الانعام۱۰

(۶) الحج۴۵

کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾ [1]

ترجمہ: اور کتنی ہی ایسی بستیاں ہم تباہ کر چکے ہیں جن کے لوگ اپنی معیشت پر اترا گئے تھے، سو دیکھ لو وہ ان کے مسکن پڑے ہوئے ہیں جن میں ان کے بعد کم ہی کوئی بسا ہے آخر کار ہم ہی وارث ہو کر رہے۔

ان پر ہمارا عذاب اچانک رات کے وقت جب وہ خواب غفلت کے مزے لے رہے تھے یا دو پہر کے وقت ٹوٹ پڑا جب وہ کھیل کود میں مصروف تھے، جیسے فرمایا

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ [2]

ترجمہ: پھر کیا بستیوں کے لوگ اب اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہماری گرفت کبھی اچانک ان پر رات کے وقت نہ آجائے گی جب کہ وہ سوتے پڑے ہوں؟ یا انہیں اطمینان ہو گیا ہے کہ ہمارا مضبوط ہاتھ کبھی یکا یک ان پر دن کے وقت نہ پڑے گا جب کہ وہ کھیل رہے ہوں؟۔

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ [3]

ترجمہ: پھر کیا وہ لوگ جو (دعوت پیغمبر کے مخالف میں) بدتر سے بدتر چالیں چل رہے ہیں اس بات سے بالکل ہی بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے یا ایسے گوشے سے ان پر عذاب لے آئے جدھر سے اس کے آنے کا ان کو وہم و گمان تک نہ ہو یا اچانک چلتے پھرتے ان کو پکڑ لے یا ایسی حالت میں انہیں پکڑے جبکہ انہیں خود آنے والی مصیبت کا کھٹکا لگا ہوا ہو۔

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِى السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِىَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِى السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿۱۷﴾ [4]

ترجمہ: کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ وہ جو آسمان میں ہے تمہیں زمین میں دھنسا دے اور یکا یک یہ زمین جھکولے کھانے لگے؟ کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ جو آسمان میں ہے تم پر پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیج دے؟ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میری تنبیہ کیسی ہوتی ہے۔

پھر جب ہمارا عذاب ان پر ٹوٹ پڑا اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا کہ اللہ اور اس کے رسول کی بات ہی سچ تھی اور مشکل کی اس گھڑی میں ان کے خود ساختہ معبودوں کی قدرت و اختیار کی باتیں محض جھوٹ ثابت ہوئیں تو پھر ان کی زبان پر یہی صدا تھی کہ واقعی ہم ظالم تھے، مگر اس وقت اس اعتراف کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، جیسے فرمایا

---

[1] القصص ۵۸

[2] الاعراف ۹۷،۹۸

[3] النحل ۴۵ تا ۴۶

[4] الملک ۱۶، ۱۷

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ﴿۸۵﴾ (۱)

ترجمہ: مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لئے کچھ بھی نافع نہیں ہوسکتا کیوں کہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ گئے۔

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۭ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ (۲)

ترجمہ: کتنی ہی ظالم بستیاں ہیں جن کو ہم نے پیس کر رکھ دیا اور ان کے بعد دوسری کسی قوم کو اٹھایا جب ان کو ہمارا عذاب محسوس ہوا تو لگے وہاں سے بھاگنے (کہا گیا) بھاگو نہیں، جاؤ اپنے انہی گھروں اور عیش کے سامانوں میں جن کے اندر تم چین کر رہے تھے شاید کہ تم سے پوچھا جائے، کہنے لگے ہائے ہماری کم بختی! بے شک ہم خطاوار تھے اور وہ یہی پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ان کو کھلیان کر دیا زندگی کا ایک شرارہ تک ان میں نہ رہا۔

مگر دنیا میں اس قدر ذلت ورسوائی کے بعد بھی نافرمانی کے وبال سے جان نہ چھوٹے گی، بلکہ ایسے کفار کو میدان حشر میں بھی ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس وقت وہ حقائق کو بھی جھٹلا نہ سکیں گے اور اس دن اپنے اعمال ہی انسان کی سفارش اور نجات کا سبب بن سکیں گے۔

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ﴿۶﴾

پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم پیغمبروں سے بھی ضرور پوچھیں گے،

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ

پھر ہم چونکہ پوری خبر رکھتے ہیں ان کے روبرو بیان کر دیں گے اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے، اور اس روز وزن بھی برحق ہے

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

پھر جس شخص کا پلا بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہونگے، اور جس شخص کا پلا ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ

اپنا نقصان کرلیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے، اور بیشک ہم نے تم کو زمین پر رہنے کی جگہ دی

---

(۱) المومن ۸۵

(۲) الانبیاء ۱۱تا۱۵

وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝۱۰ (الاعراف ۶ تا ۱۰)

اور ہم نے تمہارے لیے اس میں سامان رزق پیدا کیا، تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

جن قوموں کی طرف ہم نے پیغمبر بھیجے ہیں، روز قیامت ہم ان لوگوں سے یقیناً باز پرس کریں گے کہ ہم نے تمہارے پاس پیغمبر بھیجے تھے کیا انہوں نے تمہیں ہمارا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا یا دیا تھا، اور وہ جواب دیں گے ہاں اے ہمارے رب! تیرے پیغمبر ہمارے پاس آئے تھے لیکن وہ اپنے کفر وانکار اور فسق ونافرمانی کے لئے کوئی حجت پیش نہ کر سکیں گے، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ۝۶۵ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُونَ ۝۶۶ [1]

ترجمہ: اور (فراموش نہ کریں یہ لوگ) وہ دن جب کہ وہ ان کو پکارے گا اور پوچھے گا کہ جو رسول بھیجے گئے تھے انہیں تم نے کیا جواب دیا تھا؟ اس وقت کوئی جواب ان کو نہ سوجھے گا اور نہ یہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ ہی سکیں گے۔

اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے کہ انہوں نے اپنی اپنی قوم کو پیغام رسانی کا فرض کہاں تک انجام دیا اور ان کی قوموں نے انہیں اس دعوت کا کیا جواب دیا، وہ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں ہے، جیسے فرمایا

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَآ أُجِبْتُمْ ۖ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝۱۰۹ [2]

ترجمہ: جس روز اللہ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا تو وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں آپ ہی تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جانتے ہیں۔

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس کے زیر اختیار لوگوں کی بابت اس سے سوال ہوگا بادشاہ نگراں ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا اور ہر انسان اپنے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا اور ہر عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا اور خادم اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ [3]

پھر ہم خود پورے علم کے ساتھ امتوں اور پیغمبروں کی ساری سرگزشت ان کے آگے پیش کر دیں گے آخر ہم ان کے احوال دیکھتے اور لکھتے رہے تھے، جیسے فرمایا

[1] القصص ۶۵، ۶۶

[2] المائدة ۱۰۹

[3] صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ الجُمُعَةِ فِي القُرَى وَالمُدُنِ ۸۹۳، صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ، وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ، وَالْحَثِّ عَلَى الرِّفْقِ بِالرَّعِيَّةِ، وَالنَّهْيِ عَنْ إِدْخَالِ الْمَشَقَّةِ عَلَيْهِمْ ۴۷۲۴

...اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ... ۶ [1]

ترجمہ: وہ بھول گئے ہیں مگر اللہ نے ان کا سب کچھ کیا دھرا گن گن کر محفوظ کر رکھا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۱۷ [2]

ترجمہ: اور تمہارے اوپر ہم نے سات آسمان پیدا کیے اور ہم خلقت سے غافل نہیں ہیں۔

کیونکہ وہ ہماری آیات اور نشانیوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے، روز محشر اللہ تعالیٰ میزان عدل قائم فرمائے گا اور اعمال کو جسم عطا فرما کر وزن فرمائے گا۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۴۷ [3]

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہوگا۔ جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۶ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۷ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۸ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۹ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۱۰ نَارٌ حَامِيَةٌ ۱۱ [4]

ترجمہ: پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہوگی، اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟ بھڑکتی ہوئی آگ۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۱۰۱ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۱۰۲ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۱۰۳ [5]

ترجمہ: پھر جونہی کہ صور پھونک دیا گیا ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے، اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

اعمال کے وزن کرنے کے بارے میں ایک قول ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اعمال کو اجسام میں تبدیل کر دے گا اور پھر انہیں تولا جائے گا،

أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ، اقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ، وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ،

---

[1] المجادلة۶

[2] المومنون۱۷

[3] الانبیاء۴۷

[4] القارعة۶تا۱۱

[5] المومنون۱۰۱تا۱۰۳

أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا اقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرمارہے تھے قرآن پڑھو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی بن کر آئے گا، اور دو چمکتی ہوئی سورتیں سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن دو سائبانوں کی یا دو بادلوں کی یا پر پھیلائے ہوئے پرندوں کے دو جھنڈ کی صورت میں آئیں گے اور وہ اپنے پڑھنے والوں کے بارے میں جھگڑا کریں گی، سورت البقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا چھوڑنا باعث حسرت ہے اور جادوگر اس کو حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ [1]

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَجِيءُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ، فَيَقُولُ: أَنَا الَّذِي أَسْهَرْتُ لَيْلَكَ، وَأَظْمَأْتُ نَهَارَكَ

بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن اپنے قاری اور عامل کے پاس ایک تھکے ماندے شخص کی صورت میں آئے گا اور حافظ قرآن کو کہے گا میں نے ہی تجھے راتوں کو جگایا اور دن کو پیاسا رکھا تھا (یعنی دن کو روزہ رکھتا تھا)۔ [2]

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ، حَسَنُ الثِّيَابِ، طَيِّبُ الرِّيحِ فَيَقُولُ: أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ، هَذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ فَيَقُولُ لَهُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالْخَيْرِفَيَقُولُ: أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ۔۔۔وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ، قَبِيحُ الثِّيَابِ، مُنْتِنُ الرِّيحِ فَيَقُولُ: أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُوءُكَ، هَذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُفَيَقُولُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالشَّرِّفَيَقُولُ: أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثُ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر میں مومن کے پاس ایک خوبصورت چہرے والا نوجوان، خوب صورت کپڑے پہنے ہوئے، بہترین خوشبو لگائے ہوئے آتا ہے اور کہتا ہے تجھے آرام اور راحت کی بشارت ہو یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا، مومن آدمی پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تیرا چہرہ کتنا خوبصورت ہے تو خیر و برکت لے کر آیا ہے، وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں ۔۔۔ اور کافر و مشرک اور منافق کے پاس ایک بدصورت، غلیظ کپڑوں والا، بدترین بو والا شخص آتا ہے اور کہتا ہے تجھے برے انجام کی بشارت ہو، یہ ہے وہ دن جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا کافر کہتا ہے تو کون ہے؟ تیرا چہرہ بڑا ہی بھدا ہے، تو (میرے لئے) برائی لے کر آیا ہے وہ کہتا ہے میں تیرے اعمال ہوں۔ [3]

دوسرا قول ہے کہ کچھ لوگوں کے اعمال کے رجسٹر ترازو میں تولے جائیں گے،

عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ العَاصِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُءُوسِ الخَلَائِقِ يَوْمَ القِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ البَصَرِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَتُنْكِرُ مِنْ هَذَا

[1] صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، وَسُورَةِ الْبَقَرَةِ ۱۸۷۴

[2] سنن ابن ماجه کتاب الادب بَابُ ثَوَابِ الْقُرْآنِ ۳۷۸۱

[3] مسند احمد ۱۸۵۳۴، الترغيب والترهيب للمنذری ۵۳۹۶

شَيْئًا؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الحَافِظُونَ؟ فَيَقُولُ: لاَ يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: أَفَلَكَ عُذْرٌ؟فَيَقُولُ: لاَ يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً، فَإِنَّهُ لاَ ظُلْمَ عَلَيْكَ اليَوْمَ،

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت کے ایک شخص کو قیامت کے دن لوگوں کے سامنے لائے گا پھر اس کے گناہوں کے رجسٹر کھولے جائیں گے اور ہر رجسٹر حد نگاہ تک بڑا ہو گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم ان میں درج کسی گناہ کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے معزز لکھنے والوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا نہیں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا نہیں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہمارے پاس تیری نیکی بھی ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا

فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولُ: احْضُرْ وَزْنَكَ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا هَذِهِ البِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلاَّتِ، فَقَالَ: إِنَّكَ لاَ تُظْلَمُ، قَالَ: فَتُوضَعُ السِّجِلاَّتُ فِي كَفَّةٍ وَالبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ، فَطَاشَتِ السِّجِلاَّتُ وَثَقُلَتِ البِطَاقَةُ، فَلاَ يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللهِ شَيْءٌ.

پھر ایک پرچہ لایا جائے گا جس پر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ لکھا ہو گا، اللہ تعالیٰ اسے دے کر فرمائے گا اپنے اعمال کا وزن کرنے کے لئے جا، وہ عرض کرے گا اے میرے رب! یہ اتنا سا پرچہ ان دفتروں کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ پرچہ میزان کے ایک پلڑے میں اور وہ گناہوں کے رجسٹر ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا تو وہ سب رجسٹر ہلکے ہو جائیں گے اور وہ پرچہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ کے مبارک نام کے آگے کوئی چیز برابر نہیں ہو سکتی۔ [۱]

اور تیسرا قول یہ ہے کہ اعمال کرنے والے کا وزن کیا جائے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ العَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ القِيَامَةِ، لاَ يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَقَالَ: اقْرَءُوا، {فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ، [۲]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھرکم موٹا تازہ شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی قدر نہیں رکھے گا اور فرمایا کہ پڑھو، " یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا اس لئے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔ "[۳]

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ كَانَ يَجْتَنِي سِوَاكًا مِنَ الْأَرَاكِ، وَكَانَ دَقِيقَ السَّاقَيْنِ، فَجَعَلَتِ الرِّيحُ تَكْفَؤُهُ، فَضَحِكَ الْقَوْمُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مِمَّ تَضْحَكُونَ؟ قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ، فَقَالَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَهُمَا أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ أُحُدٍ

---

[۱] جامع ترمذی کتاب الایمان بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَمُوتُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ۲۶۳۹،سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ مَا يُرْجَى مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۴۳۰۰

[۲] الکھف: ۱۰۵

[۳] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الکھف بَابُ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۴۷۲۹،صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۷۰۴۵

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ وہ پیلو کی مسواک چن رہے تھے، ان کی پنڈلیاں پتلی تھیں جب ہوا چلتی تو وہ لڑ کھڑانے لگتے تھے لوگ یہ دیکھ کر ہنسنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کیوں ہنس رہے ہو؟ لوگوں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی پتلی پنڈلیاں دیکھ کر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ دونوں پنڈلیاں میزان عمل میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہیں۔ (۱)

الغرض جیسا اللہ تعالیٰ چاہے گا لوگوں کے اعمال، اس کے اعمال کا رجسٹر یا خود لوگوں کو عدل وانصاف کے ساتھ تولا جائے گا، پھر جن لوگوں کے ساتھ جتنا حق ہوگا ان کے پلڑے اتنے ہی بھاری ہوں گے اور وہی فلاح پائیں گے اور اللہ انہیں لازوال انواع واقسام کی نعمتوں، رواں چشموں اور گھنے سایوں والے باغوں میں داخل فرمائے گا اور جن کے پلڑے ہلکے رہیں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے۔ یعنی فیصلہ ترازو میں وزن کے لحاظ سے ہوگا کسی دوسری چیز یعنی شکل وصورت، حسب نسب اور نسبت کا ذرہ برابر لحاظ نہیں کیا جائے گا، لوگو! ہم نے تمہیں زمین میں اختیارات کے ساتھ بسایا اور تمہارے لئے یہاں ہر طرح کا سامان زیست فراہم کیا مگر انواع واقسام کی نعمتوں کے باوجود تم لوگ اپنے مالک حقیقی کے کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔ جیسے فرمایا

...وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝۳۴ (۲)

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا

اور ہم نے تم کو پیدا کیا، پھر ہم نے تمہاری صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝۱۱ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ

بجز ابلیس کے، وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا، حق تعالیٰ نے فرمایا تو سجدہ نہیں کرتا تو تجھ کو اس سے کونسا امر مانع ہے

اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ

جب کہ میں تم کو حکم دے چکا، کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں، آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو آپ نے

مِنْ طِيْنٍ ۝۱۲ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ

خاک سے پیدا کیا ہے، حق تعالیٰ نے فرمایا تو آسمان سے اتر، تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو آسمان میں رہ کر تکبر کرے سو نکل

اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝۱۳ (الاعراف ۱۱ تا ۱۳)

بیشک تو ذلیلوں میں سے ہے۔

(۱) مسند احمد ۳۹۹۱

(۲) ابراہیم ۳۴

ابلیس، آدم علیہ السلام اور نسل آدم:

ہم نے تمہاری تخلیق کا منصوبہ بنا کر تمہارا مادہ آفرینش تیار کیا، پھر اس سوکھی مٹی کے بدبودار اور لیس دار گارے کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بہترین انسانی صورت اور بہترین قامت عطا کی، پھر اپنی روح میں سے کچھ اس میں پھونکا، پھر جب ایک زندہ ہستی کی حیثیت سے انسان وجود میں آ گیا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کی تعظیم واکرام کے لئے سجدہ کرو، جیسے فرمایا

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي خَٰلِقٌۢ بَشَرًا مِّن طِينٍ ﴿٧١﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَٰجِدِينَ ﴿٧٢﴾ [1]

ترجمہ: تصور کرو اس وقت کا جب کہ تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک بشر مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں، پھر جب میں اسے پوری طرح تیار کرلوں اور اس کے اندر اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو سب اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي خَٰلِقٌۢ بَشَرًا مِّن صَلْصَٰلٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿٢٨﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَٰجِدِينَ ﴿٢٩﴾ [2]

ترجمہ: اور تصور کرو اس وقت کا جب کہ تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں خمیر اٹھی ہوئی مٹی کے گارے سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں پھر جب میں اسے پوری طرح تیار کرلوں اور اس کے اندر اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔

اللہ کے اس حکم پر سب فرشتوں نے بلا چوں وچرا اس سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے ابلیس! جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے تخلیق کیا میں نے اسے وہ شرف اور فضیلت عطا کی جو کسی اور کو عطا نہیں کی تو نے میرے حکم کی نافرمانی کر کے میری اہانت اور تحقیر کا ارتکاب کیا، جواب دو کس چیز نے اس بات پر مجبور کیا کہ تو اسے سجدہ نہ کرے، ابلیس آدم علیہ السلام کے شرف وعظمت کو نظر انداز کر کے تکبر سے بولا میں اس انسان سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے نور سے پیدا کیے گئے اور ابلیس آگ کی لپٹ سے پیدا کیا گیا اور آدم علیہ السلام اس سے جو قرآن میں بیان ہوا یعنی مٹی سے۔ [3]

عَنِ الْحَسَنِ، قَوْلُهُ: {خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُۥ مِن طِينٍ} قَالَ: قَاسَ إِبْلِيسُ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ قَاسَ

حسن بصری رحمہ اللہ سے آیت کریمہ ”آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا۔“ کی تفسیر میں روایت ہے کہ

---

[1] ص ۷۱، ۷۲

[2] الحجر ۲۹،۲۸

[3] صحیح مسلم کتاب الزهد بَابٌ فِي أَحَادِيثَ مُتَفَرِّقَةٍ ۷۴۹۵،مسند احمد ۲۵۱۹۴

یہ ابلیس کا قیاس تھا اور ابلیس ہی نے سب سے پہلے قیاس سے کام لیا۔ [۱]

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَاسَ إِبْلِيسُ، وَمَا عُبِدَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ إِلَّا بِالْمَقَايِيسِ

ابن سیرین رحمہ اللہ کا بھی قول ہے کہ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا اور سورج اور چاند کی پرستش بھی قیاس ہی کی وجہ سے کی گئی ہے۔ [۲]

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی کھلی سرتابی اور بڑائی کے زعم پر فرمایا اچھا اب تو آسمان سے نیچے زمین پر اتر جا جو طاہر لوگوں کا گھر ہے، تجھے کوئی حق نہیں ہے کہ آسمان پر رہ کر بڑائی کا گھمنڈ کرے، حالانکہ بڑائی صرف اللہ رب العالمین کو ہی زیب دیتی ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ:الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي ،فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَاقَذَفْتُهُ فِي النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے بڑائی میری (اوپر کی) چادر ہے اور عظمت میری (نیچے کی) چادر ہے جو کوئی ان میں سے کسی ایک کو بھی کھینچنے کی کوشش کرے گا (میرا شریک ہونے کی کوشش کرے گا) میں اسے جہنم میں جھونک دوں گا۔ [۳]

فرمایا نکل جا کہ یہاں سے، درحقیقت تو ان لوگوں میں سے ہے جو خود اپنی ذلت و خواری چاہتے ہیں۔

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ

اس نے کہا مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھ کو مہلت دی گئی، اس نے کہا بسبب اس کے کہ

اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ

آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا پھر ان پر حملہ کروں گا

مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ

ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی

وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ

اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پایئے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جا جو شخص ان میں

---

[۱] تفسیر طبری ۷، ۳۲۷، ۱۲

[۲] تفسیر طبری ۷، ۳۲۷، ۱۲

[۳] سنن ابوداودکتاب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ ۴۰۹۰، مسند احمد ۸۸۹۴

مِنۡهُمۡ لَاَمۡلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۱۸﴾ (الاعراف ۱۴تا۱۸)

تیرا کہنا مانے گا میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

تکبر، رسوائی کا سبب:

شیطان کو یہ تو کچھ نہ کچھ اندازہ ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کا نظام، دل آویز بہشت و ہولناک جہنم کو کھیل تماشا کے طور پر نہیں بنایا گیا ہے اور نہ ہی رب بے مقصد کام کرتا ہے، اب اللہ نے آدم کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا ہے تو یقیناً اس کو خلافت کا اتنا بڑا منصب عطا فرما کر زمین میں بسایا جائے گا پھر اس کا کوئی انجام بھی ہوگا، انسانوں کے اعمالوں کی کچھ جزا و سزا بھی ضرور ہوگی، چنانچہ اب میں رب پر یہ ثابت کروں گا کہ اس ادنیٰ مٹی کے جوہر سے بنائے ہوئے انسان کو ہر مخلوق پر ترجیح دے کر اس کو جو مقام، منصب تو نے عطا کیا وہ صحیح نہیں ،اس منصب کا صحیح حق دار میں تھا، اس طرح ابلیس کو اپنے راندہ درگاہ ایزدی ہونے پر جو اسے قلق اور مایوسی ہوئی اس نے اسے آدم علیہ السلام کے کھاتے میں ڈال دیا اس طرح سجدہ اعزاز کے ساتھ ہی آدم علیہ السلام کو ایک بہت بڑے خطرناک، چالاک دشمن سے پالا پڑ گیا جس نے آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کو رب العزت کی نگاہ سے گرانا ہی اپنا مقصد حیات بنالیا اس لئے اس نے بڑی جرت و بیباکی سے رب سے قیامت تک شر و فساد پھیلانے کی مہلت چاہی اور رب نے اپنی حکمت، ارادے اور مشیت کے مطابق اسکی درخواست بخوشی منظور فرمالی، تو اس نے ڈھٹائی سے اللہ تعالیٰ کو چیلنج دیا اور بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے، جیسے مشرکین مکہ کہتے تھے

وَقَالَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدۡنَا مِنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ شَىۡءٍ نَّحۡنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمۡنَا مِنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ شَىۡءٍ ... ﴿۳۵﴾ [۱]

ترجمہ: یہ مشرکین کہتے ہیں اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے اور نہ اس کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام ٹھیراتے۔

میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا یعنی تمام اطراف سے ان پر حملہ آور ہوں گا اور اپنے مکر وفریب اور جھوٹے وعدوں سے ہر خیر و نیکی کے راستے سے ان کو روکوں گا اور شر کو ان کی نظروں میں پسندیدہ بنا کر اس کو اختیار کرنے کی ترغیب دوں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا یعنی اکثر لوگوں کو میں توحید سے ہٹا کر شرک میں مبتلا کر دوں گا،

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ} أُشَكِّكُهُمْ فِي آخِرَتِهِمْ، {وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ} أُرَغِّبُهُمْ فِي دُنْيَاهُمْ {وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ} أشبه عَلَيْهِمْ أَمْرَ دِينِهِمْ {وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ} أُشَهِّي لَهُمُ الْمَعَاصِي.

علی بن ابو طلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ''میں آگے سے'' آنے کے معنی یہ ہیں میں انہیں آخرت کے بارے میں شک میں مبتلا کر دوں گا'' اور میں پیچھے سے'' آنے کے معنی یہ ہیں کہ میں انہیں دنیا کی محبت میں مبتلا کر دوں گا'' اور میں دائیں طرف سے'' آنے کے معنی یہ ہیں کہ میں ان پر دین کے معاملے کو مشتبہ کر دوں گا'' اور میں بائیں طرف سے'' آنے سے مراد یہ ہے کہ میں ان میں گناہوں اور

[۱] النحل ۳۵

نافرمانیوں کی خواہش پیدا کر دوں گا۔ (۱)

ایک مقام پر فرمایا

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ (۲)

ترجمہ: ابلیس بولا دیکھ تو سہی کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔

عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ، فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ لَهُ: أَتُسْلِمُ وَتَذَرُ دِينَكَ، وَدِينَ آبَائِكَ، وَآبَاءِ أَبِيكَ؟ قَالَ: فَعَصَاهُ، فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: أَتُهَاجِرُ وَتَذَرُ أَرْضَكَ، وَسَمَاءَكَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ قَالَ:فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ

سبرۃ بن فا کہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا شیطان ابن آدم کی تمام راہوں میں بیٹھتا ہے اور کہتا ہے تو اپنے آپ اور اپنے باپ دادا کے دین کو کیوں چھوڑتا ہے، آدمی اس کی باتوں میں نہیں آتا اور اسلام قبول کر لیتا ہے، وہ اس کو ہجرت کے راستے سے روکتا ہے اور کہتا ہے کہ تو اپنے وطن کو کیوں چھوڑتا ہے؟ اور مہاجر کی مثال ایسی ہے جیسے گھوڑا اپنے لم دوڑ میں، لیکن مسلمان اس کے بہکاوے میں نہیں آتا اور ہجرت کر گزرتا ہے

قَالَ: ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ: هُوَ جَهْدُ النَّفْسِ، وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ، فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ، وَيُقَسَّمُ الْمَالُ قَالَ:فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُمْ فَمَاتَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ

پھر جہاد کی روک کے لئے آتا ہے اس سے کہتا ہے کہ تو اپنی جان اور مال سے کیوں جہاد میں جاتا ہے؟ وہاں قتل کر دیا جائے گا پھر تیری بیوی دوسرے کے نکاح میں چلی جائے گی اور تیرا مال اوروں کے قبضے میں چلا جائے گا لیکن مسلمان اس کی نہیں مانتا اور جہاد میں قدم رکھ دیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کام کیے پس ایسے لوگوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں جنت میں داخل کرے اور اگر وہ مارا جائے تو ایسے لوگوں کا اللہ عزوجل پر حق ہے کہ انہیں جنت میں داخل کرے اور اگر وہ جانور سے گر کر ہی مر جائے تو ایسے لوگوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں جنت میں داخل کرے یا ڈوب کر مر جائے تو بھی ایسے لوگوں کا اللہ پر حق ہے کہ انہیں جنت میں داخل کرے۔ (۳)

مگر فی الواقع شیطان نے اپنا گمان سچا کر دکھایا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا

(۱) تفسیر طبری ۱۲، ۳۳۸

(۲) بنی اسرائیل ۶۲

(۳) مسند احمد ۱۵۹۵۸، سنن نسائی کتاب الجہاد مَا لِمَنْ أَسْلَمَ وَهَاجَرَ وَجَاهَدَ ۳۱۳۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۵۵۸، السنن الکبری للنسائی ۴۳۲۷، مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۹۳۲۹

لِنَعۡلَمَ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِالۡاٰخِرَةِ مِمَّنۡ هُوَ مِنۡهَا فِىۡ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ حَفِيۡظٌ ۞ (۱)

ترجمہ: ان کے معاملہ میں ابلیس نے اپنا گمان صحیح پایا اور انہوں نے اسی کی پیروی کی، بجز ایک تھوڑے سے گروہ کے جو مومن تھا، ابلیس کو ان پر کوئی اقتدار حاصل نہ تھا مگر جو کچھ ہوا وہ اس لیے ہوا کہ ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کون آخرت کا ماننے والا ہے اور کون اس کی طرف سے شک میں پڑا ہوا ہے، تیرا رب ہر چیز پر نگران ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے لعنت کرتے ہوئے فرمایا نکل جا یہاں سے ذلیل اور دھتکارا ہوا۔

اِنَّ عِبَادِىۡ لَـيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ ۞ (۲)

ترجمہ: بیشک جو میرے حقیقی بندے ہیں ان پر تیرا بس نہ چلے گا تیرا بس تو صرف ان بہکے ہوئے لوگوں پر ہی چلے گا جو تیری پیروی کریں۔

اور یقین رکھ کہ ان میں سے جو تیری پیروی کریں گے تجھ سمیت ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

قَالَ فَالۡحَـقُّ وَالۡحَـقَّ اَقُوۡلُ‌ ۞ لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۞ (۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو حق یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب لوگوں سے بھر دوں گا جو انسانوں میں سے تیری پیروی کریں گے۔

قَالَ اذۡهَبۡ فَمَنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمۡ جَزَآءً مَّوۡفُوۡرًا‏ ۞ وَاسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ مِنۡهُمۡ بِصَوۡتِكَ وَاَجۡلِبۡ عَلَيۡهِمۡ بِخَيۡلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكۡهُمۡ فِى الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ وَعِدۡهُمۡ‌ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا‏ ۞ اِنَّ عِبَادِىۡ لَـيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ‌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيۡلًا‏ ۞ (۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تو جا، ان میں سے جو بھی تیری پیروی کریں تجھ سمیت ان سب کے لیے جہنم ہی بھرپور جزا ہے، تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے، ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا، مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا، اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس، یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہوگا، اور توکل کے لیے تیرا رب کافی ہے۔

اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنی چاہیے کہ شیطان کسی بھی طرف سے حملہ آور ہو،

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُ هَؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي :اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي، اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي، وَآمِنْ رَوْعَاتِي، اللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي، وَعَنْ يَمِينِي، وَعَنْ شِمَالِي، وَمِنْ فَوْقِي،

---

(۱) سبا۲۱،۲۰

(۲) الحجر ۴۲

(۳) ص ۸۴، ۸۵

(۴) بنی اسرائیل ۶۳ تا ۶۵

وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام ان دعاؤں میں سے کسی دعاء کو ترک نہ فرماتے تھے ''اے اللہ! میں دنیا و آخرت میں آپ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں آپ سے اپنی دنیا اور دین اپنے اہل خانہ اور مال کے متعلق درگذر اور عافیت کی درخواست کرتا ہوں اے اللہ! میرے عیوب پر پردہ ڈال دیجئے اور خوف اور پریشانی سے مجھے امن عطاء کیجئے اے اللہ! آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر کی جانب سے میری حفاظت فرما اور میں آپ کی عظمت سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں کہ مجھے نیچے سے اچک لیا جائے یعنی زمین میں دھنسنے سے۔''[1]

وَ يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا

اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو، پھر جس جگہ سے چاہو دونوں کھاؤ

وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ

اور اس درخت کے پاس مت جاؤ ورنہ تم دونوں ظالموں میں سے ہوجاؤ گے، پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں

لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَاوٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ

وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرم گاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے اور کہنے لگا کہ

مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ

تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں

اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا

فرشتے ہوجاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہوجاؤ، اور ان دونوں کے روبرو قسم کھالی کہ یقین جانیے میں تم دونوں کا

لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا

خیر خواہ ہوں، سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا دونوں کی شرم گاہیں

وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا

ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہوگئیں اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے

عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ (الاعراف ۱۹تا۲۲)

ان کو پکارا کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے؟۔

[1] مسند احمد ۴۷۸۵

جنت الماویٰ میں داخلہ:

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز جنت الماویٰ میں داخل کر دیا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین دن جس میں سورج نکلتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے اسی دن میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی دن میں ان کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن میں ان کو جنت سے نکالا گیا۔

اور فرمایا جنت کی لازوال نعمتوں میں سے جو تمہیں پسند ہو سب کچھ کھاؤ پیو اور مزے اڑاؤ اور آزمائش کے طور پر پابندی عائد کر دی کہ اس خاص درخت کے پاس نا پھٹکنا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے،اور تاکید کے طور پر فرمایا

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے آدم سے کہا کہ دیکھو یہ شیطان تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے اور تم مصیبت میں پڑ جاو۔

ان دوہدایات کے بعد آدم علیہ السلام اور اماں حوّا جنت الماویٰ میں بڑے آرام وسکون سے رہ رہے تھے ہم جنس ساتھی بھی تھا اور اب تنہائی بھی نہیں تھی،شاہی خلعت فاخرہ بھی زیب تن تھی جو نہ تو میلی ہوتی تھی اور نہ ہی بوسیدہ،انہیں جنت میں انہیں کسی چیز کی کمی اور کسی قسم کا رنج وخوف نہ تھا رب کریم کا قرب حاصل تھا،اللہ تعالیٰ کی انگنت نعمتوں سے فیض یاب تھے اور یقیناً ہمیشہ وہاں رہنے کے خواہشمند تھے اور بھلا اللہ کی ایسی نعمتوں میں کون نہیں رہنا چاہے گا،اسی خواہش کی آڑ لیکر شیطان جس کا آنا جانا ابھی بند نہیں ہوا تھا آدم علیہ السلام کی گھات میں لگا ہوا موقع محل کا جائزہ لے رہا تھا،وہ خیر خواہی کا لبادہ پہن کر آہستہ آہستہ آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ کے دلوں میں وسوسے ڈالنے لگا کہ جنت کی یہ انواع واقسام کی لازوال نعمتیں تمہیں ہمیشہ کے لئے نہیں مل گئیں بلکہ بہت جلد تم ان سے محروم ہو جاوگے اس لئے تو اس درخت (شجر خلد) سے تمہیں کو روکا گیا ہے اگر تم ایسی نعمتوں میں ہمیشہ رہنے کے آرزومند ہو تو اس کا علاج یہ درخت ہے جس سے تمہیں روکا جا رہا ہے،اگر تم اس درخت کا پھل کھا لو گے تو فرشتے بن جاؤ گے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آرام وسکون سے یہاں رہتے رہو گے،جیسے فرمایا

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ (۲)

ترجمہ: لیکن شیطان نے اسکو پھسلایا کہنے لگا آدم بتاوں تمہیں وہ درخت جس سے ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہوتی ہے ۔

شیطان لعین کو اندازہ تھا کہ رب کے فرمان کی خلاف ورزی کے کیا نتیجے نکلتے ہیں اس لئے اس مردود نے سب سے پہلی ضرب انسان کو سیدھی راہ سے ہٹانے کے لئے چلی یہ تھی کہ اس کے جذبہ شرم وحیا پر ضرب لگائے اور برہنگی کے راستے سے اس کے لئے فواحش کا دروازہ کھولے اور اس کو جنسی معاملات میں بدراہ کر دے جو ہر برائی کا راستہ ہے،ایک عرصہ تک وہ ایسی باتیں بناتا رہا اور پھر مزید یقین دلانے کے لئے اللہ کی بابرکت ذات کی قسم بھی اٹھائی تو آدم علیہ السلام شیطان لعین کی باتوں میں رفتہ رفتہ خلقی اور طبعی کمزوری جو انسان میں موجود ہے عزم وارادے

(۱) طٰہٰ ۱۱۷

(۲) طٰہٰ ۱۲۰

کی کمزوری میں مبتلا ہو گئے، اور ہر نیک شریف آدمی کی طرح اللہ کی قسم اٹھانے پر شیطان جس کا ہر وعدہ جھوٹ اور فریب پر مشتمل ہوتا ہے پر اعتبار کر بیٹھے اور اس شجر ممنوعہ کے پھل کو کھالیا،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ} فَحَلَفَ لَهُمَا بِاللَّهِ حَتَّى خَدَعَهُمَاوَقَدْ يُخْدَعُ الْمُؤْمِنُ بِاللَّهِ، فَقَالَ: إِنِّي خُلِقْتُ قَبْلَكُمَا وَأَنَا أَعْلَمُ مِنْكُمَافَاتَّبِعَانِي أُرْشِدْكُمَا

قتادہ رحمہ اللہ نے اس آیت ''اور اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔'' کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ابلیس نے آدم و حوا دونوں کے سامنے اللہ کے نام کی قسم کھائی اور اس طرح انہیں دھوکا دیا اور مومن اللہ کے نام کی وجہ سے دھوکا کھا ہی جاتا ہے، چنانچہ ابلیس نے اللہ کے نام کی قسم کھا کر کہا کہ میں تم سے پہلے پیدا ہوا ہوں اور میں تم سے زیادہ جانتا ہوں لہذا تم دونوں میری بات کو تسلیم کرو میں تمہاری رہنمائی کروں گا۔ [1]

تو پھر کیا تھا اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کا صدور ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے سزا کا حکم سنا دیا اور وہ تمام آسائشیں ان سے چھین لی گئیں جو سرکاری انتظام سے ان کو مہیا کی جاتی تھیں اور اس کا اولین ظہور جنت کا حریری لباس چھن جانے کی شکل میں ہوا، اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر شرم و حیا کا فطری جذبہ رکھا ہے اور اس کا اولین مظہر وہ شرم ہے جو اپنے جسم کے مخصوص حصوں کو دوسروں کے سامنے کھولنے میں آدمی فطرتاً محسوس کرتا ہے لہذا جب سرکاری پوشاک اچانک اتر گئی اور آدم علیہ السلام اور اماں حوا دونوں ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہو گئے تو دونوں دوڑ کر جنت کے درختوں کے پتوں کو توڑ کر اپنے اپنے جسم کو ڈھانکنے اور چھپانے لگے، غذا پانی اور جنت جیسے مسکن سے محرومی کی نوبت تو بعد کو ہی آنی تھی،

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ آدَمَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ رَجُلًا طُوَالًا، كَأَنَّهُ نَخْلَةٌ سَحُوقٌ، كَثِيرَ شَعْرِ الرَّأْسِ، فَلَمَّا وَقَعَ بِمَا وَقَعَ بِهِ مِنَ الْخَطِيئَةِ، بَدَتْ لَهُ عَوْرَتُهُ عِنْدَ ذَلِكَ، وَكَانَ لَا يَرَاهَا. فَانْطَلَقَ هَارِبًا فِي الْجَنَّةِ، فَعُلِّقَتْ بِرَأْسِهِ شَجَرَةٌ مِنْ شَجَرِ الْجَنَّةِ، فَقَالَ لَهَا: أَرْسِلِينِي، قَالَتْ: إِنِّي غَيْرُ مُرْسِلَتِكَ. فَنَادَاهُ رَبُّهُ: يَا آدَمُ، أَمِنِّي تَفِرُّ؟ قَالَ: رَبِّ، إِنِّي اسْتَحْيَيْتُكَ

ابی بن کعب سے روایت ہے آدم علیہ السلام طویل قد تھے گویا وہ کھجور کا تن آور درخت ہوں اور انکے سر پر کالے گھنے بال تھے، جب انہوں نے ممنوعہ درخت سے کھالیا تو آپ کے ستر کی پوشیدہ چیز جسے وہ پہلے نہیں دیکھتے تھے ظاہر ہو گئی، تو شرم و حیا کی وجہ سے دونوں اپنا ستر چھپانے کے لئے جنت سے بھاگنے لگے تو جنت کے ایک درخت نے آپ کو سر سے پکڑ کر روک لیا، آدم علیہ السلام نے کہا مجھے چھوڑ دو، اس درخت نے کہا نہیں میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا کیا مجھ سے بھاگتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں اے میرے رب! بلکہ میں آپ سے حیا کرتا ہوں۔ [2]

جیسے فرمایا: فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْءَاتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۚ (۱۲۱) [3]

ترجمہ: نتیجہ یہ ہوا کہ فوراً ہی ان کے ستر ایک دوسرے کے آگے کھل گئے اور لگے دونوں اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ الشَّجَرَةُ الَّتِي نَهَى اللَّهُ عَنْهَا آدَمَ وَزَوْجَتَهُ السُّنْبُلَةُ، فَلَمَّا أَكَلَا مِنْهَا بَدَتْ لَهُمَا سَوْءَاتُهُمَا

(۱) تفسیر طبری ۱۲/۳۵۱

(۲) تفسیر طبری ۱۲/۳۵۴

(۳) طٰہٰ ۱۲۱

وَكَانَ الَّذِي وَارَى عَنْهُمَا مِنْ سَوْءَاتِهِمَا أَظْفَارُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ، وَرَقِ التِّينِ يُلْصِقَانِ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ، فَانْطَلَقَ آدَمُ مُوَلِّيًا فِي الْجَنَّةِ، فَأَخَذَتْ بِرَأْسِهِ شَجَرَةٌ مِنَ الْجَنَّةِ، فَنَادَاهُ: يَا آدَمُ، أَمِنِّي تَفِرُّ؟ قَالَ: لا، ولكني استحييتك يَا رَبِّ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ درخت جس سے آدم وحوا کو منع فرمایا گیا تھا وہ گندم کا درخت تھا جب دونوں نے اسے کھایا تو ان کی شرم گاہیں کھل گئیں اور وہ جلدی جلدی اپنے اوپر جنت کے درختوں کے پتے ڈالنا شروع ہوئے اور وہ پتے انجیر کے درخت کے تھے جو ایک دوسرے کے ساتھ چپک جاتے تھے، پس آدم علیہ السلام دوہرا ہو کر جنت میں بھاگنے لگے اور ایک درخت میں پناہ لی، اللہ تعالیٰ نے ندا دی کیا مجھ سے بھاگتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں اے میرے رب! بلکہ میں آپ سے حیا کرتا ہوں۔ (۱)

ایک روایت یوں ہے

فَلَمَّا أَصَابَ الْخَطِيئَةَ فِي الْجَنَّةِ بدت له سوأته فَخَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ فَلَقِيَتْهُ شَجَرَةٌ فَأَخَذَتْ بِنَاصِيَتِهِ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ أَفِرَارًا مِنِّي يَا آدَمُ، قَالَ: بَلْ حَيَاءً مِنْكَ وَاللَّهِ يَا رَبِّ

آدم علیہ السلام اپنے آپ کو پتوں سے چھپانے کے لئے بھاگے تو ایک درخت نے ان کے پیشانی کے بال پکڑ لئے آدم علیہ السلام اس سے لڑنے جھگڑنے لگے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم مجھ سے بھاگتے ہو، آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے مالک! تجھ سے شرم آتی ہے۔ (۲)

عَنْ مُجَاهِدٍ:يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنَ الْوَرَقِ كَهَيْئَةِ الثَّوْبِ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں انہوں نے جنت کے پتوں کو اپنے اوپر اس طرح لپیٹنا شروع کر دیا جس طرح کپڑے کو تن بدن پر لپیٹ دیا جاتا ہے۔ (۳)

تب ان کے رب نے انہیں پکارا کیا میں نے تمہیں اس درخت سے روکا نہ تھا اور کہا نہ تھا کہ شیطان سے بچ کر رہنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے؟ اس واضح تنبیہ کے باوجود تم شیطان کے وسوسوں کا شکار ہو گئے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتة وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا

دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے، حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے ایسی حالت میں جاؤ کہ تم باہم ایک دوسرے

عَدُوٌّ ج وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا

کے دشمن ہو گے اور تمہارے واسطے زمین میں رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ہے ایک وقت تک، فرمایا تم کو وہاں ہی

(۱) تفسیر طبری ۳۵۳/۱۲

(۲) البداية والنهاية ۸۷/۱

(۳) تفسیرطبری ۳۵۳/۱۲

تَحْيَوْنَ وَ فِيهَا تَمُوتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ (الاعراف ۲۳تا۲۵)

زندگی بسر کرنا ہے اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے پھر نکالے جاؤ گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:قَالَ: قَالَ آدَمُ، عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا رَبِّ، أَلَمْ تَخْلُقْنِي بِيَدِكَ؟ قِيلَ لَهُ: بَلَى. وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ؟ قِيلَ لَهُ: بَلَى. وعَطستُ فقلتَ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، وَسَبَقَتْ رحمتُك غضبَكَ؟ قِيلَ لَهُ: بَلَى، وَكَتَبْتَ عَلَيَّ أَنْ أَعْمَلَ هَذَا؟ قِيلَ لَهُ: بَلَى. قَالَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ تبتُ هَلْ أَنْتَ رَاجِعِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تھی کہ اے میرے پروردگار! کیا تونے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا؟ جواب ملاہاں، اس کے بعد آدم علیہ السلام نے عرض کی کیا تونے مجھ میں اپنی روح نہیں پھونکی؟ جواب ملاہاں، آدم علیہ السلام نے عرض کی اور جب مجھے چھینک آئی تو تونے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے جواب ملا درست ہے، (اللہ تعالیٰ کے اس جواب کے پیش نظر) آدم علیہ السلام نے عرض کی (اس طرح) تیری رحمت کو تیرے غضب پر سبقت حاصل ہوئی، جواب ملاہاں، آدم علیہ السلام نے عرض کی کیا میرا (یہ) عمل میرے اعمال میں پہلے سے نہیں لکھا گیا تھا؟ جواب ملاہاں، (آخر میں) آدم علیہ السلام نے عرض کی (پس) اگر میں توبہ واستغفار کرلوں تو کیا تیرے پیش نظر یہ ہے کہ تو مجھے جنت میں بھیج دے گا؟ جواب ملاہاں۔ [1]

ایک روایت ہے کہ دونوں نے اللہ کو واسطے دیئے جیسا کہ مشہور ہے،

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ قَالَ يَا رَبِّ أسألك بحقِّ محمَّد أن غَفَرْتَ لِي فَقَالَ اللَّهُ فَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ بَعْدُ؟ فَقَالَ: يَا رَبِّ لِأَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مَنْ رُوحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّك لَمْ تُضِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أحبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ، فَقَالَ اللَّهُ: صَدَقْتَ يَا آدَمُ إِنَّهُ لَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ وَإِذْ سَأَلْتَنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا محمَّد مَا خَلَقْتُكَ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے لغزش صادر ہوگئی تو انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی اے پروردگار! میں آپ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ آپ میری مغفرت فرمادیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تونے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے جان لیا جبکہ اس کو اب تک میں نے پیدا نہیں فرمایا؟ آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار! جب آپ نے مجھے اپنے ہاتھوں پیدا فرمایا اور آپ نے مجھ میں جان ڈالی، تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے عرش پر لکھا دیکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے جان لیا تھا کہ جس ذات کا نام آپ نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے اس سے بڑھ کر آپ کے نزدیک اور کوئی محبوب نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تونے سچ کہا وہ میرے نزدیک مخلوق میں سب سے محبوب ہیں اور چونکہ تونے ان کے وسیلے سے مجھ سے دعا کی ہے تو پس میں نے تیری بخشش کر دی، اور اگر محمد نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ [2]

---

[1] البداية والنهاية ۸۱/۱

[2] البداية والنهاية ۹۱/۱

قَالَ الْبَيْهَقِيُّ تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَهُوَ ضَعِيفٌ

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت میں راوی عبد الرحمن بن زید بن اسلم کذاب ہے اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔

اس روایت میں آدم علیہ السلام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ استعمال کرنے کی تہمت لگائی گئی ہے جبکہ قرآن اور حدیث کے مطابق دعا کے لئے صرف تین وسیلے یا واسطے اختیار کیے جاسکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ، نیک اعمال، اور زندہ انسان سے دعا کروا کر، بلکہ آدم علیہ السلام توبہ واستغفار کے وہ کلمات کہنے لگے جو اللہ نے انہیں سکھائے، جیسے فرمایا

فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ... ﴿٣٧﴾ [1]

ترجمہ: اس وقت آدم نے اپنے رب سے کلمات سیکھ کر توبہ کی جس کو اس کے رب نے قبول کرلیا۔

ایک مقام پر فرمایا

...وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ﴿١٢٢﴾ [2]

ترجمہ: آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہِ راست سے بھٹک گیا، پھر اس کے رب نے اُسے برگزیدہ کیا اور اس کی توبہ قبول کرلی اور اسے ہدایت بخشی۔

یہاں وہ کلمات بیان فرمائے جو اللہ نے انہیں سکھائے تھے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾ [3]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ستم کیا اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔

وَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ فِي قَوْلِهِ: {رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ} هِيَ الْكَلِمَاتُ الَّتِي تَلَقَّاهَا آدَمُ مِنْ رَبِّهِ

ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ نے "اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ستم کیا اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔" کے بارے میں کہا ہے کہ یہ وہ کلمات تھے جو آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے سیکھے تھے۔ [4]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی، اللہ تعالیٰ نے اپنی منشا کی تکمیل کے لئے جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا فرمایا اب تم دونوں یہاں سے نکل کر نیچے زمین پر اتر جاؤ، جیسے فرمایا

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا ... ﴿١٢٣﴾ [5]

ترجمہ: فرمایا تم دونوں (فریق یعنی انسان اور شیطان) یہاں سے اتر جاؤ۔

---

[1] البقرة ۳۷

[2] طٰہٰ ۱۲۲،۱۲۱

[3] الاعراف ۲۳

[4] تفسیر طبری ۳۵۷/۱۲

[5] طٰہٰ ۱۲۳

ابلیس اور تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور ایک مقررہ مدت تک زمین ہی تمہارا ٹھکانہ اسی میں تمہارا سامان زیست رکھ دیا گیا ہے، وہیں تم کو اپنی زندگی کی مقررہ گھڑیاں پوری کرنی ہیں اور اسی میں مر کر دفن ہونا ہے اور پھر جب اللہ چاہے گا اعمال کی جوابدہی کے لئے اسی میں سے تم کو نکال لائے گا، جیسے فرمایا

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ (۱)

ترجمہ: اس زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا ؕ

اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد! ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے

وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور موجب زینت بھی ہے اور تقوے کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں،

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ

اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر کر دیا

يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ

ایسی حالت میں ان کا لباس بھی اتروا دیا تاکہ وہ ان کو ان کی شرم گاہیں دکھائے، وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ

لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ (الاعراف ۷: ۲۶، ۲۷)

تم ان کو نہیں دیکھتے ہو، ہم نے شیطانوں کو ان ہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

لباس اور داڑھی جمال و جلال:

کتب سیرت میں ہے کہ اہل عرب کا خیال تھا کہ جن کپڑوں کو پہن کر اللہ کی نافرمانیاں کی ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں پہن کر طواف کیا جا سکے، البتہ قریش جو خود کو حمس کہتے تھے اپنے کپڑوں میں طواف کرتے تھے اور جن لوگوں کو قریش کپڑے ادھار دیں وہ بھی ان کے دیے ہوئے کپڑے پہن کر طواف کر سکتا تھا یا وہ شخص کپڑے پہنے طواف کر سکتا تھا جس کے پاس نئے کپڑے ہوں، پھر طواف کے بعد ہی انہیں اتار ڈالتا تھا کہ اب یہ کپڑے کسی کی ملکیت نہیں ہو سکتے پس جس کے پاس نیا کپڑا نہ ہو اور کوئی قریشی بھی اس کو اپنا کپڑا ادھار نہ دیتا تو وہ شخص دن کے وقت ننگا ہو کر طواف کر لیتا تھا،

كَانُوا يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ عُرَاةً يَقُولُونَ: نَطُوفُ كَمَا وَلَدَتْنَا أُمَّهَاتُنَا فَتَضَعُ الْمَرْأَةُ عَلَى قُبُلِهَا النِّسْعَةَ أَوِ الشَّيْءَ فَتَقُولُ: الْيَوْمَ

(۱) طٰہٰ ۵۵

يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْ كُلُّهُ فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلا أُحِلُّهُ

چنانچہ مرد ننگے ہو کر طواف کرتے اور کہتے کہ جیسے ہماری ماؤں نے ہمیں پیدا کیا اسی حالت میں طواف کریں گے اور عورتیں (رات کے وقت طواف کرنے کے لیے) اپنی شرمگاہ کے آگے چمڑے کا چھوٹا سا ٹکڑا یا کوئی اور چیز رکھ لیتی اور کہتی اس کا تھوڑا سا حصہ ظاہر ہو جائے گا اور جتنا بھی ظاہر ہو میں اسے اس کے لئے جائز نہیں رکھتی۔ (۱)

کیونکہ ان کی نگاہ میں یہ ایک مذہبی فعل تھا اور وہ اسے نیک کام سمجھ کر اس کا ارتکاب کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو متنبہ کیا کہ فطری شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر دوسروں کے سامنے اپنی ستر کھول دینا اور برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنا نیکی کا عمل نہیں بلکہ شیطانی کام ہے، تمہارے جد امجد آدم علیہ السلام اور حوا کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان نے پہلا وار یہی تو کیا تھا کہ اس نے اپنے مکر وفریب سے ان کے باعزت لباس اتروا دیئے تھے جس کے باعث انہیں جنت سے نکلنا پڑا تھا اور اب تم اسی کے اشاروں پر اپنی ستر دوسروں کے سامنے کھول رہے ہو، فرمایا اے اولاد آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لئے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے،

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ، فِي قَوْلِهِ:{وَلِبَاسُ التَّقْوَى}يَتَّقِي اللَّهُ فَيُوَارِي عَوْرَتَهُ، ذَلِكَ لِبَاسُ التَّقْوَى

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم "اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔" کے بارے میں کہتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اپنے ستر کے مقام کو چھپا لیتا ہے تو یہ لباس تقویٰ ہے۔ (۲)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نیا لباس پہنا تو کہا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے ایسا لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاؤں اور اپنی زندگی میں اس سے زینت حاصل کروں، پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نیا لباس پہن کر) یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا ہے "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے ایسا لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاؤں اور اپنی زندگی میں اس سے زینت حاصل کروں۔" (۳)

یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے شاید کہ لوگ اس سے سبق لیں، اہل ایمان کو شیطان اور اس کے چیلے چانٹوں کی مکاریوں سے

---

(۱) تفسیرطبری ۱۲/۳۷۷، تفسیرابن ابی حاتم ۵/۱۴۶۴، تفسیر القرطبی ۷/۱۸۹، تفسیرابن کثیر ۳/۴۰۲، ابن ہشام ۱/۲۰۲، البدایۃ والنہایۃ ۲/۳۰۵

(۲) تفسیر طبری ۱۲/۳۶۸

(۳) جامع ترمذی ابواب الدعوات باب احادیث شتی ۳۵۶۰، سنن ابن ماجہ کتاب اللباس بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا ۳۵۵۷

ڈرایا فرمایا اے بنی آدم! اپنے کھلے دشمن ابلیس کے شب خون سے ہوشیار اور چوکنے رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سامنے گناہ اور معاصی کو آراستہ کر کے تمہیں اس کی طرف ترغیب دے اور تم اس کی اطاعت کرلو جس طرح اس نے تمہارے والدین کو فتنے میں مبتلا کر کے جنت سے نکلوایا تھا اور ان کے لباس ان پر سے اتروا دیے تھے تاکہ ان کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے، پھر کیا تم اللہ کے اس باغی اور اپنے کھلے دشمن کو اپنا دوست بناتے ہو، جیسے فرمایا

...اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۰ (۱)

ترجمہ: اب کیا تم مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی ذریت کو اپنا سرپرست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟ بڑا ہی برا بدل ہے جسے ظالم لوگ اختیار کر رہے ہیں۔

وہ اور اس کے ساتھی (شیطان اور اس کا قبیلہ) تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے، اس لئے تمہیں ان کے مکر و فریب سے بچنے کا اہتمام اور فکر بھی زیادہ کرنا چاہیے، ان شیاطین کے شکار اہل ایمان نہیں بلکہ کفار و مشرکین اور منافقین قسم کے لوگ ہوتے ہیں، جیسے فرمایا

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۹۹ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَي الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝۱۰۰ (۲)

ترجمہ: اسے ان لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں، اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔

تاہم اہل ایمان پر بھی وہ ڈورے ڈالتا رہتا ہے، کچھ اور نہیں تو شرک خفی (ریاکاری) اور شرک جلی میں ہی ان کو مبتلا کر دیتا ہے۔

وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا

اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ نے بھی ہم کو

بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۲۸

یہی بتلایا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا، کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کی تم سند نہیں رکھتے؟

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کا اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو

وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ

اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خاص اللہ ہی کے واسطے رکھو، تم کو اللہ نے جس طرح شروع میں

(۱) الکہف ۵۰
(۲) النحل ۹۹،۱۰۰

تَعُوْدُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ

پیدا کیا تھا اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہو گے، بعض لوگوں کو اللہ نے ہدایت دی ہے اور بعض پر گمراہی ثابت ہو گئی ہے، ان لوگوں

اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٠﴾ (الاعراف ۲۸ تا ۳۰)

نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنالیا ہے اور خیال رکھتے ہیں کہ وہ راست پر ہیں۔

یہ مشرکین جب کسی شرمناک کام کا ارتکاب کرتے ہیں تو خوش فہمی سے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اسی طریقہ پر پایا ہے اور اللہ ہی نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے اگر یہ اللہ کا فرمان نہ ہوتا تو ہمارے آباؤ اجداد ایسا کیوں کرتے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عذر کی تردید فرمائی کہ اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ تو شرم وحیا اور پاکیزگی کا حکم دیتا ہے، وہ اپنے بندوں کو بے حیائی اور فحش کا حکم نہیں دیا کرتا، اگر تمہارے مذہب میں ایسا حکم ہے تو یہ اس بات کی صریح علامت ہے کہ تمہارا مذہب اللہ کی طرف سے نہیں ہے کیا تم اللہ کا نام لے کر وہ باتیں کہتے ہو جس کی تم کوئی سند نہیں رکھتے؟ اس سے بڑھ کر اللہ پر اور کون سا بہتان ہو سکتا ہے، اللہ کا حکم تو یہ ہے کہ ہر عبادت کو رسولوں کی لائی ہوئی شریعت اور اخلاص کے ساتھ عمل کرو، اور اس میں اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کسی اور کی بندگی کا شائبہ تک نہ ہو اور ہر مشکلات ومصائب میں صرف اللہ رب العالمین کو پکارو جو تمہاری فریادوں کو سننا اور پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہے، جس طرح اس نے تمہیں اب پیدا کیا ہے، اسی طرح ایک معین وقت پر وہ تمہیں تمہاری قبروں سے اعمال کی جوابدہی کے لئے دوبارہ زندہ کرے گا،

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ، فِي قَوْلِهِ:{ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ }قَالَ:كَمَا خَلَقَهُمْ أَوَّلًا، كَذَلِكَ يُعِيدُهُمْ آخِرًا

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کا آیت کریمہ ’’تم کو اللہ نے جس طرح شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہو گے۔‘‘ کے بارے میں قول ہے کہ جس طرح اس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا اسی طرح وہ تمہیں دوبارہ بھی پیدا فرمائے گا۔ [1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا:{ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ} [2] الآيَةَ،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک وعظ میں فرمایا لوگو! تم اللہ کے سامنے ننگے پیروں، ننگے بدنوں بے ختنہ جمع کیے جاؤ گے ’’جیسے کہ ہم نے تمہیں پیدائش میں کیا تھا اسی کا پھر اعادہ کریں گے یہ ہمارا وعدہ ہے جسے ہم پورا کر کے ہی رہنے والے ہیں۔‘‘ [3]

ایک گروہ کو تو اس نے راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمادی ہے مگر دوسرے گروہ نے گمراہی کے اسباب اختیار کیے اور ہلاکت کے اسباب پر عمل پیرا ہوئے،

عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ فَرِيقًا هَدَى وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ،قَالَ: إِنَّ اللَّهَ

---

[1] تفسیر طبری ۱۲/۳۸۵

[2] الأنبياء : ۱۰۴

[3] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ كَيْفَ الحَشْرُ ۶۵۲۶، صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۷۲۰۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الأَنْبِيَاءِ ۳۱۶۷

سُبْحَانَهُ بَدَأَ خَلْقَ ابْنِ آدَمَ مُؤْمِنًا وَكَافِرًا كَمَا قَالَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ: هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ، ثُمَّ يُعِيدُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا بَدَأَ خَلْقَهُمْ مُؤْمِنًا وَكَافِرًا

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ''جس طرح اس نے تمہیں اب پیدا کیا ہے اسی طرح تم پھر پیدا کیے جاؤ گے، اور ایک گروہ کو تو اس نے سیدھا راستہ دکھادیا ہے، مگر دوسرے گروہ پر گمراہی چسپاں ہو کر رہ گئی ہے۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کی پیدائش اس طرح شروع کی کہ ان میں سے کچھ مومن اور کچھ کافر تھے، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے ''وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن اور وہ روز قیامت انہیں اسی طرح دوبارہ پیدا فرمائے گا جس طرح پہلی مرتبہ انہیں مومن اور کافر پیدا کیا تھا۔''[1]

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ:فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَدْخُلُهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک تم میں سے کوئی اہل جنت کے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر کا لکھا ہوا غالب آجاتا ہے اور وہ اہل جہنم کا سا عمل کر لیتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے کوئی اہل جہنم جیسے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر کا لکھا ہوا غالب آجاتا ہے اور وہ اہل جنت والا عمل کر لیتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔[2]

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ، فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الأَرْضَ، فَقَالَ:مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ، وَمَقْعَدُهُ مِنَ الجَنَّةِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلاَ نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا، وَنَدَعُ العَمَلَ؟ قَالَ: اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ، ثُمَّ قَرَأَ: {فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى}[3] الآيَةَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں شریک تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز لی اور اس سے زمین کریدنے لگے

[1] تفسیر طبری ۳۸۲/۱۲

[2] صحیح بخاری کِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۰۸، صحیح مسلم کتاب الْقَدَرِ بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ ۲۶۴۳، سنن ابوداودکتَاب السُّنَّةِ بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۴۷۰۸، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْقَدَرِ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الأَعْمَالَ بِالخَوَاتِيمِ ۲۱۳۷، سنن ابن ماجه افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۷۶، مسند احمد ۴۰۹۱

[3] اللیل : ۶

پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کا ٹھکانا دوزخ اور جنت میں نہ لکھ دیا گیا ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو پھر ہم اپنے لکھے پر بھروسہ کیوں نہ کر لیں اور عمل چھوڑ دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرو اس لئے کہ ہر شخص کو اسی چیز میں آسانی ہوتی ہے جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے، جو شخص اہل سعادت میں سے ہوگا اس کو نیک بختوں کے عمل میں آسانی ہوگی، اور جو شخص اہل شقاوت میں سے ہوگا اس کو بد بخت کے عمل میں آسانی ہوگی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت " تو جس نے (اللہ کی راہ میں) مال دیا اور (اللہ کی نافرمانی سے) پرہیز کیا اور بھلائی کو سچ مانا اس کو ہم آسان راستے کے لیے سہولت دیں گے۔"(۱)

اس لئے اللہ تعالی نے گمراہی کو ان پر واجب کر دیا کیونکہ انہوں نے اللہ کے بجائے شیاطین کو اپنا رفیق بنالیا ہے اس لئے وہ اللہ کی مدد و توفیق سے محروم ہو گئے، مگر وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم سیدھی راہ پر ہیں، یعنی ان کے ہاں حقائق بدل گئے اور انہوں نے باطل کو حق اور حق کو باطل سمجھ لیا۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ

اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت پر اپنا لباس پہن لیا کرو، اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو،

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۟ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ

بیشک اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا، آپ فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے اسباب زینت کو،

الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ

جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے

اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

کہ یہ اشیاء اس طور پر کہ قیامت کے روز خالص ہونگی اہل ایمان کے لئے، دنیوی زندگی میں مومنوں کے لیے بھی ہیں،

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۟ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ

ہم اس طرح تمام آیات کو سمجھ داروں کے واسطے صاف صاف بیان کرتے ہیں، آپ فرمادیجیے کہ البتہ میرے رب نے

رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو اعلانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو

وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا

اور اس بات کو کہ اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی

(۱) صحیح مسلم کتاب الْقَدَرِ بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ ۶۷۳۳، صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى ۴۹۴۹

وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۳ (الاعراف ۳۱ تا ۳۳)

اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمے ایسی بات نہ لگادو جس کو تم جانتے نہیں۔

برہنہ ہو کر طواف ممنوع قرار دیا گیا:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ننگے مرد دن کو طواف کرتے تھے اور ننگی عورتیں رات کو، اس وقت عورتیں کہا کرتی تھیں

مَنْ يُعِيرُنِي تِطْوَافًا؟ تَجْعَلُهُ عَلَى فَرْجِهَاوَتَقُولُ:الْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْ كُلُّهُ فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا أُحِلُّه

کون دیتا ہے مجھ کو ایک کپڑا کہ میں اسے اپنی شرمگاہ پر ڈال لیتی اور کہتی آج اس کے خاص جسم کا کل حصہ یا کچھ حصہ ظاہر ہو جائے لیکن کسی کو وہ اس کا دیکھنا جائز نہیں کرتیں۔[1]

چنانچہ اس کے برعکس اہل ایمان کو حکم فرمایا کہ اے بنی آدم! ہر عبادت کے موقع پر حسب استطاعت صاف ستھرے مکمل لباس سے آراستہ رہو،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ، وَإِنَّ مِنْ خَيْرِ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدَ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ سب سے بہترین لباس ہے اور ان ہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو اور تمہارا بہترین سرمہ اثمد ہے جو بینائی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال اگاتا ہے۔[2]

اور یہ صرف عبادات تک محدود نہیں ہے بلکہ مردوں کے لیے گھٹنوں سے لے کر ناف تک کے حصے کو ڈھانپنا ہر حال میں ضروری ہے چاہیے آدمی خلوت میں ہی ہو کیونکہ ستر ڈھانپنا بدن کی زینت ہے، اور اللہ نے جو پاکیزہ رزق تمہیں عطا کیا ہے اسے کھاؤ پیو مگر اس کی مقرر کردہ حدوں سے تجاوز نہ کرو خواہ یہ تجاوز حلال کو حرام کر لینے کی شکل میں ہو یا حرام کو حلال کر لینے کی شکل میں ہو، اللہ تعالیٰ مقررہ حدوں سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا،

قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ: جَمَعَ اللَّهُ الطِّبَّ كُلَّهُ فِي نِصْفِ آيَةٍ:وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں بعض علمائے سلف کہتے ہیں اس آدھی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ساری طب اور حکمت کو جمع فرما دیا اور کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو۔[3]

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُوا وَاشْرَبُوا وَالبَسُوا وَتَصَدَّقُوا، فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلاَ مَخِيلَةٍ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:كُلْ مَا شِئْتَ، وَالبَسْ مَا شِئْتَ ، مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ: سَرَفٌ، أَوْ مَخِيلَةٌ

مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہو کھاؤ، پیو، پہنو، اور خیرات کرو البتہ اسراف اور تکبر سے گریز کرو، اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جو تیرا جی چاہے (بشرطیکہ حلال ہو) کھاؤ اور جو تیرا جی چاہے (مباح کپڑوں میں سے) پہن مگر دو باتوں سے ضرور بچو اسراف اور تکبر سے۔

---

[1] صحيح مسلم كتاب التفسيربَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ۷۵۵۱

[2] مسنداحمد۲۲۱۹،سنن ابوداود كِتَاب الطِّبِّ بَابٌ فِي الْأَمْرِ بِالْكَحْلِ ۳۸۷۸

[3] تفسیرابن کثیر ۳؍۴۰۸

①

الْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِي كَرِبَ الْكِنْدِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، حَسْبُ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ، فَثُلُثٌ طَعَامٍ، وَثُلُثُ شَرَابٍ، وَثُلُثٌ لِنَفْسِهِ

مقدام بن معدی کرب کندی سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابن آدم نے پیٹ سے زیادہ بدترین کسی برتن کو نہیں بھرا، حالانکہ ابن آدم کے لئے تو اتنے لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھ سکیں، اگر زیادہ کھانا ہی ضروری ہو تو اسے چاہیے کہ ایک تہائی کھانا کے لیے، ایک تہائی پانی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے رکھے۔ ②

جس طرح مشرکین ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اسی طرح حج میں چربی کو بھی اپنے اوپر حرام جانتے تھے، چنانچہ فرمایا کہ اے محمد ﷺ! ان سے کہو زینت وآرائش کی چیزیں جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں ان کو کس نے حرام قرار دے دیا اور کس نے اللہ کی بخشی ہوئی حلال وطیب چیزیں ممنوع کر دیں؟ یعنی اللہ نے تو دنیا کی ساری زینتیں اور پاکیزہ چیزیں بندوں ہی کے لئے پیدا کی ہیں پھر اللہ انہیں بندوں کے لئے کیوں حرام کر قرار دے گا، اللہ نے تو وسعت رکھی ہے مگر تم خود ہی تنگی میں مبتلا ہوتے ہو، کہو یہ ساری حلال وطیب چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لیے ہیں گو کفار ومشرکین بھی ان سے فیض یاب اور متمتع ہو لیتے ہیں اور بسا اوقات اہل ایمان سے بڑھ کر انہیں نعمتوں سے نواز دیا جاتا ہے مگر روز قیامت تو یہ نعمتیں خالصتہ اہل ایمان کے لئے ہوں گی اور کفار ومشرکین ان سے کچھ بھی نہ پا سکیں گے، اس طرح ہم اپنی باتیں صاف صاف بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو علم رکھنے والے ہیں، اے محمد ﷺ! ان سے کہو کہ میرے رب نے ہر طرح کے بے شرمی، بے حیائی اور فواحش کے کام خواہ وہ کھلے بندوں کیے جائیں یا چھپ کر کیے جائیں حرام قرار دیئے ہیں اور گناہ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَلِذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا، وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل سے زیادہ کوئی شخص غیرت مند نہیں ہو سکتا اسی لئے اس نے ظاہری اور باطنی فحش کاموں سے منع فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ تعریف کو پسند کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ ③

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ فَقَالَ:الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھلائی حسن خلق

① صحیح بخاری كِتَابُ اللِّبَاسِ باب قول اللہ تعالیٰ قل من حرم زینۃ اللہ

② مسنداحمد۱۷۱۸۶، جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الأَكْلِ۲۳۸۰، السنن الکبری للنسائی ۶۷۳۹

③ مسنداحمد۳۶۱۶، صحیح بخاری كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ الغَيْرَةِ۵۲۲۰، صحیح مسلم کتاب التَّوْبَةِ بَابُ غَيْرَةِ اللهِ تَعَالَى وَتَحْرِيمِ الْفَوَاحِشِ۶۹۹۲

کو کہتے ہیں اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور لوگوں کے اس پر مطلع ہونے کو تو برا سمجھے۔ (۱)

اور ناحق ظلم و تعدی، سرکشی اور غرور کو بھی اس نے حرام کیا ہے اور یہ کہ اللہ وحدہ لاشریک کی ذات، صفات اور افعال میں تم کسی کو شریک کرو جس کے لئے اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور یہ کہ اللہ کے نام پر کوئی ایسی بات کہو جس کے متعلق تمہیں علم نہ ہو کہ وہ حقیقت میں اسی نے فرمائی ہیں۔

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

اور ہر گروہ کے لیے ایک معیاد معین ہے سو جس وقت انکی میعاد معین آجائے گی اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے

وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ

اور نہ آگے بڑھ سکیں گے، اے اولاد آدم! اگر تمہارے پاس پیغمبر آئیں جو تم میں ہی سے ہوں جو میرے احکام تم سے بیان کریں

فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

تو جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور درستی کرے سو ان لوگوں پر نہ کچھ اندیشہ ہے، اور نہ وہ غمگین ہوں گے، اور جو لوگ

بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ (الاعراف ۳۴ تا ۳۶)

ہمارے ان احکام کو جھٹلائیں اور ان سے تکبر کریں وہ لوگ دوزخ والے ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

موت کی ساعت طے شدہ اور اٹل ہے:

اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو جنت سے نکال کر زمین پر آباد کر دیا اور ہر قوم کو آزمانے کے لئے مہلت کی ایک معین مدت مقرر فرما دی ہے کہ وہ اس عرصہ میں اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتی ہے یا اس کی سرکشی اور بغاوت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، بعض دفعہ یہ مہلت پوری زندگیوں تک محیط ہوتی ہے اور اللہ ان کو آخرت میں ہی سزا دے گا اور بعض کو دنیا میں ہی عذاب سے دوچار کر دیتا ہے، پھر جب کسی قوم کی مقررہ مدت آن پوری ہوتی ہے تو پھر ایک گھڑی بھر کی تاخیر و تقدیم بھی نہیں ہوتی، جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا۔

يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ... ﴿۴﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور تمہیں ایک وقت مقرر تک باقی رکھے گا۔

اور یہ بات اللہ نے آغاز تخلیق ہی میں صاف فرما دی تھی کہ اے بنی آدم! یاد رکھو اگر تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایسے رسول آئیں جو تمہیں میری آیات سنا رہے ہوں یعنی ہماری طرف دعوت دے رہے ہوں تو جو کوئی ہمارے رسولوں اور ہماری دعوت پر ایمان لائے گا اور تقویٰ اختیار کرے گا یعنی شرک اور دیگر کبیرہ اور صغیرہ گناہ سے بچ گیا اور ظاہری و باطنی اعمال کی اصلاح کر لی اس کے لئے بخشش و مغفرت اور جنت

---

(۱) صحیح مسلم کتاب البروصلة بَابُ تَفْسِيرِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ ۶۵۱۶، جامع ترمذی ابواب الزهد بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِرِّ وَالْإِثْمِ ۲۳۸۹

(۲) نوح ۴

کے انعامات کی نوید ہو گی اور اس کے برعکس جو لوگ ہمارے رسولوں اور ہماری آیات کی تکذیب کریں گے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی برتیں گے وہی اہل دوزخ ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ

سو اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو گا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتائے، ان لوگوں کے نصیب کا

مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ

جو کچھ کتاب سے ہے وہ ان کو مل جائے گا، یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی جان قبض کرنے

قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا

آئیں گے تو کہیں گے کہ وہ کہاں گئے جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے، وہ کہیں گے کہ وہ سب غائب ہو گئے

وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝٣٧ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ

اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو فرقے تم سے پہلے گزر چکے ہیں

قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ

جنات میں سے بھی اور آدمیوں میں سے بھی ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں جاؤ، جس وقت بھی کوئی جماعت داخل ہو گی

اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ

اپنی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہو جائیں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ

کہیں گے کہ ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا سو ان کو دوزخ کا عذاب دوگنا دے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ

لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝٣٨ وَ قَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا

سب ہی کا دوگنا ہے لیکن تم کو خبر نہیں، اور پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے کہیں گے کہ پھر تم کو ہم پر کوئی

مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝٣٩ ع (الاعراف ۷ ۳۷تا۳۹)

فوقیت نہیں سو تم بھی اپنی کمائی کے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو۔

ظاہر ہے کہ اس سے بڑا ظالم اور کون شخص ہو گا جو بالکل جھوٹی باتیں گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرے یا اللہ کی نازل کردہ سچی آیات کو جھٹلائے ایسے لوگ اپنے نوشتہ تقدیر کے مطابق اپنی عمر اور رزق حاصل کرتے رہیں گے، جیسے فرمایا

قُلْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ
الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! کہہ دو کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پا سکتے، دنیا کی چند روزہ زندگی میں مزے کر لیں پھر ہماری طرف ان کو پلٹنا ہے۔

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۚ إِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٢٤﴾ (۲)

ترجمہ: اب جو کفر کرتا ہے اس کا کفر تمہیں غم میں مبتلا نہ کرے، انہیں پلٹ کر آنا تو ہماری ہی طرف ہے، پھر ہم انہیں بتادیں گے کہ وہ کیا کچھ کر کے آئے ہیں، یقیناً اللہ سینوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے، ہم تھوڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں پھر ان کو بے بس کر کے ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ لے جائیں گے۔

یہاں تک کہ موت کی وہ مقررہ گھڑی آ جائے گی جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے کے لئے پہنچیں گے اس وقت وہ ان سے بطور طنز پوچھیں گے کہ بتاؤ اب کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے تھے؟ جن سے حیثیت ومرتبہ، رزق اور اولاد امیدیں وابستہ کرتے تھے، جنہیں مشکل کشا سمجھتے تھے، اب ضرورت کا وقت ہے اگر مشکل گھڑی میں وہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں یا اس تکلیف کو دور کر سکتے ہیں تو ان کو بلاؤ، اور وہ بے بسی ولاچاری سے جواب دیں گے کہ سب ہم سے گم ہو گئے، اللہ کے عذاب کے مقابلے میں ہمارے کسی کام کے نہیں، ابھی تو یہ غرور وتکبر میں مبتلا ہیں اور حق کو حق تسلیم نہیں کرتے مگر جان کنی کے وقت خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ ہم واقعی منکر حق تھے، فرشتے ان سے کہیں گے جاؤ تم بھی اسی جہنم میں چلے جاؤ جس میں تم سے پہلے گزرے ہوئے گروہ جن وانس جا چکے ہیں، ہر گروہ جو کفر وشقاق اور شرک وتکذیب میں ایک جیسے ہوں گے جب جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے پیش رو گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہوگا جیسے فرمایا

...يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ... ﴿٢٥﴾ (۳)

ترجمہ: روز قیامت تم ایک دوسرے کا انکار کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے۔

إِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا
لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ
بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ (۴)

ترجمہ: جب وہ سزا دے گا اس وقت کیفیت یہ ہوگی کہ وہی پیشوا اور رہنما، جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی اپنے پیروؤں سے بے تعلقی ظاہر

---

(۱) یونس ۷۰،۶۹

(۲) لقمان ۲۴،۲۳

(۳) العنکبوت ۲۵

(۴) البقرۃ ۱۶۷،۱۶۶

کریں گے مگر سزا پا کر رہیں گے اور ان کے سارے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا، اور وہ لوگ جو دنیا میں ان کی پیروی کرتے تھے کہیں گے کہ کاش ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح آج یہ ہم سے بے زاری ظاہر کر رہے ہیں، ہم ان سے بے زار ہو کر دکھا دیتے، یوں اللہ ان لوگوں کے وہ اعمال جو یہ دنیا میں کر رہے ہیں، ان کے سامنے اس طرح لائے گا کہ یہ حسرتوں اور پشیمانیوں کے ساتھ ہاتھ ملتے رہیں گے مگر آگ سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

حتی کہ جب جہنم میں اولین و آخرین، ائمہ ضلالت اور ان کے پیروکار و مقلدین سب جمع ہو جائیں گے تو روساء و قائدین کے پیروکار اپنے سرداروں اور روساء کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتے ہوئے کہیں گے کہ اے رب! یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا لہٰذا انہیں آتش جہنم کا دوگنا عذاب دے، کیوں کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اور ناپاک اعمال کو ہمارے سامنے مزین کر کے پیش کیا جیسے فرمایا

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: اور کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کر دیا اے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔

جواب میں ارشاد ہو گا ایک دوسرے کو طعنے دینے، کوسنے اور ایک دوسرے پر الزام دھرنے سے کوئی فائدہ نہیں تم سب ہی اپنی اپنی جگہ بڑے مجرم ہو اس لئے تم سب کو دوہرا ہی عذاب ہے، ایک سزا اپنے جرائم کی اور دوسری سزا دوسروں کے لئے جرائم پیشگی کی میراث چھوڑ آنے کی مگر تم جانتے نہیں ہو، جیسے فرمایا

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿٨٨﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: جن لوگوں نے خود کفر کی راہ اختیار کی اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکا انہیں ہم عذاب پر عذاب دیں گے اس فساد کے بدلے جو وہ دنیا میں برپا کرتے رہے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ... ﴿١٣﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بہت سے بوجھ بھی۔

لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ ⁽⁴⁾

ترجمہ: یہ باتیں وہ اس لیے کرتے ہیں کہ قیامت کے روز اپنے بوجھ بھی پورے اٹھائیں اور ساتھ ساتھ کچھ ان لوگوں کے بوجھ بھی سمیٹیں جنہیں یہ بربنائے جہالت گمراہ کر رہے ہیں، دیکھو! کیسی سخت ذمہ داری ہے جو یہ اپنے سر لے رہے ہیں۔

---

(1) الاحزاب ٦٨،٦٧

(2) النحل ٨٨

(3) العنکبوت ١٣

(4) النحل ٢٥

اور سردار و رؤساء اپنے پیروکاروں سے کہیں گے کہ اگر ہم قابل الزام تھے تو تم کو ہم پر کونسی فضیلت حاصل تھی، اب اپنی کمائی کے نتیجہ میں عذاب کا مزا چکھو یعنی ہم گمراہی، ضلالت اور عذاب کے اسباب اختیار کرنے میں مشترک ہیں تمہیں ہم پر کون سی فضیلت ہے،

عَنِ السُّدِّيِّ: {وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ} [1] فَقَدْ ضَلَلْتُمْ كَمَا ضَلَلْنَا

سدی کہتے ہیں ''اور پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے کہیں گے کہ پھر تم کو ہم پر کوئی فوقیت نہیں۔'' اس کے معنی یہ ہیں، کہ تم بھی گمراہ تھے جس طرح کہ ہم گمراہ تھے۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ کی اس باہمی تکرار کو ایک مقام پر یوں بیان فرمایا

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٣﴾ [3]

ترجمہ: کاش! تم دیکھو ان کا حال اس وقت جب یہ ظالم اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے، وہ بڑے بننے والے ان دبے ہوئے لوگوں کو جواب دیں گے کیا ہم نے تمہیں اس ہدایت سے روکا تھا جو تمہارے پاس آئی تھی؟ نہیں بلکہ تم خود مجرم تھے، وہ دبے ہوئے لوگ ان بڑے بننے والوں سے کہیں گے نہیں بلکہ شب و روز کی مکاری تھی جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کریں اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھیرائیں، آخر کار جب یہ لوگ عذاب دیکھیں گے تو اپنے دلوں میں پچھتائیں گے اور ہم ان منکرین کے گلوں میں طوق ڈال دیں گے، کیا لوگوں کو اس کے سوا اور کوئی بدلہ دیا جا سکتا ہے کہ جیسے اعمال ان کے تھے ویسی ہی جزا وہ پائیں۔

الْمُنْذِرَ بْنَ جَرِيرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي صَدْرِ النَّهَارِ، فَجَاءَ قَوْمٌ عُرَاةً حُفَاةً مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ، عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ، بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ، فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا، وَبَثَّ مِنْهُمَا، رِجَالًا كَثِيرًا، وَنِسَاءً، وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ، وَالْأَرْحَامَ، إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا، وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ،

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم لوگ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ابھی دن کا آغاز ہی ہوا تھا اس دوران کچھ لوگ ننگے جسم ننگے پاؤں اور تلواروں کو لٹکائے ہوئے آئے قبیلہ مضر میں سے بلکہ تمام کے تمام لوگ قبیلہ مضر کے تھے، یہ دیکھ کر رسول کریم

[1] الأعراف: ۳۹

[2] تفسیر طبری ۲۰ر۴۲۰، ۱۲

[3] سبا ۳۱ تا ۳۳

ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا ان کی غربت کی کیفیت دیکھ کر پہلے آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے اور پھر باہر تشریف لائے اور اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ کو اذان پڑھنے کا حکم فرمایا چنانچہ انہوں نے اذان پڑھی اور نماز تیار ہو گئی آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی، پھر خطبہ پڑھا اور ارشاد فرمایا " اے ایمان والو! تم لوگ اپنے پروردگار سے ڈرو کہ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر اس میں سے اس کی بیوی پیدا کی پھر ان دونوں سے بہت سے مردوں اور خواتین کو پھیلایا (یعنی لوگ اس سے باہمی ہمدردی اور خیر سگالی سے کام لیں) اور تم لوگ اس خدا سے ڈرو کہ تم جس کے نام کے ذریعہ سے مانگتے ہو ایک دوسرے سے اور رشتوں کے ذریعہ سے بلاشبہ خداوند قدوس تم کو دیکھ رہا ہے اور تم لوگ خداوند قدوس سے ڈرو "اور ہر ایک آدمی دیکھ لے کہ جو اس نے کل کے دن کے واسطے (یعنی قیامت کے دن کے واسطے اس نے سامان کیا ہے)۔"

تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ، مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ، حَتَّى قَالَ: وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا، بَلْ قَدْ عَجَزَتْ، ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ، وَثِيَابٍ، حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ،

آدمی اپنے دینار سے صدقہ خیرات کرے اپنے درہم سے صدقہ کرے اپنے کپڑے سے صدقہ کرے ایک صاع گیہوں سے صدقہ ہے یک صاع کھجور سے صدقہ کرے حتی کہ آپ ﷺ نے فرمایا چاہے کھجور کا ٹکڑا ہی صدقہ کرے، پھر انصار میں سے ایک آدمی (اشرفیوں سے بھری) اتنی بھاری تھیلی اٹھا کر لایا کہ اس کی ہتھیلی اس سے عاجز ہو رہی تھی بلکہ عاجز ہو ہی گئی تھی، اس کے بعد لوگوں کا تانتا بندھ گیا حتی کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے ایک غلے کا اور ایک کپڑوں کا، میں نے اس وقت رسول کریم ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کی جو اس طرح چمک دمک رہا تھا گویا کہ اس پر سونا چڑھا دیا گیا ہو

فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا، وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اسلام میں نیکی اور بھلائی کا راستہ نکالے (بشرطیکہ وہ کام شریعت میں موجود ہو اور جس سے کہ مذہب اسلام میں ترقی حاصل ہو) تو اس شخص کو اس نیک راستہ پر چلنے کا اجر و ثواب ہے اور ان لوگوں کا ثواب بھی اس کو ملے گا جو کہ اس پر عمل کرتے جائیں گے لیکن عمل کرنے والا کا اجر و ثواب کم نہ ہو گا اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے گا (جو شریعت میں موجود نہ ہو تو یہ بدعت ہو گی) تو اس پر اس راستہ کے نکالنے کا عذاب ہے اور ان لوگوں کا عذاب بھی اس شخص پر ہے جو کہ اس پر عمل کریں گے لیکن عمل کرنے والوں کے عذاب میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔ [1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا، إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِأَنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا میں جو انسان بھی ظلم کے ساتھ قتل کیا جاتا ہے اس کے خون ناحق کا ایک

[1] سنن نسائی کتاب الزکوۃ بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ۲۵۵۵

حصہ آدم کے اس پہلے بیٹے کو پہنچتا ہے جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا کیونکہ قتل انسان کا راستہ سب سے پہلے اسی نے کھولا تھا۔ [۱]

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے

وَ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ

اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ کے اندر سے نہ چلا جائے

وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝۴۰ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ

اور ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں، ان کے لیے آتش دوزخ کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر (اسی کا) اوڑھنا ہوگا

وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۱ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں، اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ ؗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۴۲

ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کسی کا مکلف نہیں بناتے، وہی لوگ جنت والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے،

وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَ قَالُوا

اور جو کچھ ان کے دلوں میں (کینہ) تھا ہم اس کو دور کر دیں گے، ان کے نیچے نہریں جاری ہونگی، اور وہ لوگ کہیں گے کہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ

اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتا،

لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ نُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا

واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آئے تھے، اور ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ اس جنت کے تم وارث

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۴۳ (الاعراف ۴۰ تا ۴۳)

بنائے گئے ہو اپنے اعمال کے بدلے۔

---

[۱] مسند احمد ۳۶۳۰

بدکاروں کی روحیں دھتکاری جاتی ہیں:

یقین جانو جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی ہے اور رسولوں کے مقابلہ میں سرکشی وبغاوت کا رویہ اختیار کیا ہے ان کے لئے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے، اور ان کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزرنا

عَنْ سَعِيدٍ: {لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ} قَالَ: لَا يُرْفَعُ لَهُمْ عَمَلٌ صَالِحٌ وَلَا دُعَاءٌ

سعید بن جبیر کا آیت کریمہ ''ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے۔'' کے بارے میں قول ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آسمان کے دروازوں سے ان کا کوئی نیک عمل یا دعا نہیں اٹھائی جائے گی۔ (۱)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، قَالَ: لِأَرْوَاحِهِمْ وَلَا لِأَعْمَالِهِمْ

ابن جریج نے اس آیت کریمہ ''ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے۔'' کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ان کے اعمال اور ان کی روحوں کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ (۲)

اور نہ ان کی روحوں کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے، اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے،

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ، مَعَهُمُ الْمُسُوحُ، فَيَجْلِسُونَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ، حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ، اخْرُجِي إِلَى سَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَغَضَبٍ، قَالَ: فَتُفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ، فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّودُ مِنَ الصُّوفِ الْمَبْلُولِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کافر آدمی دنیا سے کوچ کرنے لگتا ہے اور آخرت کی طرف روانہ ہوتا ہے تو اس کی طرف سیاہ چہرے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان کے پاس ٹاٹ (کے کفن) ہوتے ہیں اور وہ اس سے حد نگاہ کے فاصلہ پر بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) آتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے خبیث روح! نکل اور اللہ کے غصے اور غضب کی طرف چل، روح جسم کے اندر چھپنے کی کوشش کرتی ہے اور فرشتے اسے اس طرح باہر کھینچتے ہیں جیسے کانٹے دار لوہے کی سیخ گیلی اون سے باہر نکالی جاتی ہے، فرشتہ اس کی روح نکال لیتا ہے تو دوسرے فرشتے لمحہ بھر کے لئے بھی ملک الموت کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے بلکہ اسے ٹاٹ (کے کفن) میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس روح سے روئے زمین پر کسی مردار سے اٹھنے والی بدترین سڑاند جیسی بدبو آ رہی ہوتی ہے

فَيَصْعَدُونَ بِهَا فَلَا يَمُرُّونَ بِهَا عَلَى مَلَأٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، إِلَّا قَالُوا: مَا هَذَا الرُّوحُ الْخَبِيثُ؟ فَيَقُولُونَ: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَقْبَحِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمَّى بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ، فَلَا يُفْتَحُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ

(۱) تفسیر طبری ۴۲۳/۱۲

(۲) تفسیر طبری ۴۲۳/۱۲

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ،{۱}

فرشتے اسے لے کر اوپر آسمانوں کی طرف چڑھتے ہیں جہاں کہیں ان کا گزر مقرب فرشتوں کی جماعت پر ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں یہ خبیث روح کس کی ہے؟ جواب میں فرشتے کہتے ہیں یہ فلاں ابن فلاں کی روح ہے، اور اس کا بدترین نام بتاتے ہیں جو دنیا میں لیا جاتا تھا یہاں تک کہ یہ اسے آسمان دنیا کے دروازے تک پہنچ جاتے ہیں فرشتے آسمان کا دروازہ کھولنے کے لئے درخواست کرتے ہیں دروازہ کھولا نہیں جاتا، پھر آپ ﷺ نے آیت ”ان کے لیے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے ان کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزرنا۔“ کی تلاوت فرمائی۔{۲}

جیسے فرمایا

...إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ... ﴿۷۲﴾ {۳}

ترجمہ: جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

مجرموں کو ہمارے ہاں ایسا ہی بدلہ ملا کرتا ہے، ان کے لئے تو جہنم کا بچھونا اور جہنم ہی کا اوڑھنا ہو گا یہ ہے وہ جزا جو ہم ظالموں کو دیا کرتے ہیں، بخلاف اس کے جن لوگوں نے ہماری آیات کو مان لیا ہے اور عمل صالحہ اختیار کیے ہیں، اور اس بات میں ہم ہر ایک کو اس کی استطاعت ہی کے مطابق ذمہ دار ٹھہراتے ہیں، یعنی ایمان اور عمل صالحہ یہ ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ جو انسانی طاقت سے زیادہ ہوں اور انسان ان پر عمل کرنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں، جیسے فرمایا

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا... ﴿۲۸۶﴾ {۴}

ترجمہ: اللہ کسی متنفس پر اس کی مقدرات سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔

...لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا... ﴿۷﴾ {۵}

ترجمہ: اللہ نے جس کو جتنا کچھ دیا ہے اس سے زیادہ کا وہ اسے مکلف نہیں کرتا۔

...وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ... ﴿۷۸﴾ {۶}

ترجمہ: اللہ نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ... ﴿۱۶﴾ {۷}

ترجمہ: جہاں تک تمہارے بس میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو۔

{۱} الأَعْرَافِ: ۴۰

{۲} مسند احمد ۱۸۵۳۴، اثبات عذاب القبر للبیهقی ۴۴، مصنف ابن ابی شیبة۱۲۰۵۹،الترغیب والترهیب للمنذری ۵۳۹۲

{۳} المائدة۷۲

{۴} البقرة۲۸۶

{۵} الطلاق ۷

{۶} الحج۷۸

{۷} التغابن۱۶

وہ اہل جنت ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے دنیا میں ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کچھ رنجشیں، بدمزگیاں اور آپس کی غلط فہمیاں رہی ہوں گی انہیں ہم اپنے فضل سے نکال دیں گے، کیونکہ جنت اور اہل جنت کے شایان شان نہیں کہ کینہ دل میں رکھا جائے، چنانچہ ان کے دل ایک دوسرے کے بارے میں آئینے کی طرح صاف ہو جائیں گے اور وہ مخلص دوستوں کی حیثیت سے جنت میں داخل ہوں گے ،جیسے فرمایا

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٤٧﴾ [۱]

ترجمہ: ان کے دلوں میں جو تھوڑی بہت کھوٹ کپٹ ہو گی اسے ہم نکال دیں گے، وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھیں گے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا خَلَصَ المُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيَتَقَاصُّونَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا نُقُّوا وَهُذِّبُوا، أُذِنَ لَهُمْ بِدُخُولِ الجَنَّةِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَأَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهِ فِي الجَنَّةِ أَدَلُّ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومنوں کو دوزخ سے نجات مل جائے گی تو انہیں جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک لیا جائے گا اور وہیں ان کے مظالم کا بدلہ دے دیا جائے گا جو وہ دنیا میں باہم کرتے تھے، پھر جب پاک صاف ہو جائیں گے تو پھر انہیں جنت میں داخلے کی اجازت دی جائے گی، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے ان میں سے ہر شخص اپنے جنت کے گھر کو اپنے دنیا کے گھر سے بھی زیادہ بہتر طور پر پہچان لے گا۔ [۲]

عَنِ السُّدِّيِّ: {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ} ،الأعراف: 43] ، قَالَ:إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا سِيقُوا إِلَى الْجَنَّةِ، فَبَلَغُوا، وَجَدُوا عِنْدَ بَابِهَا شَجَرَةً فِي أَصْلِ سَاقِهَا عَيْنَانِ. فَشَرِبُوا مِنْ إِحْدَاهُمَا، فَيُنْزَعُ مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ، فَهُوَ الشَّرَابُ الطَّهُورُ. وَاغْتَسَلُوا مِنَ الْأُخْرَى، فَجَرَتْ عَلَيْهِمْ نَضْرَةُ النَّعِيمِ، فَلَمْ يَشْعَثُوا وَلَمْ يَتَّسِخُوا بَعْدَهَا أَبَدًا

سدی رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ ”ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف جو کچھ کدورت ہو گی اسے ہم نکال دیں گے ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔“ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اہل جنت کو جب جنت کی طرف لے جایا جائے گا تو وہ جنت کے دروازے پر ایک ایسا درخت پائیں گے جس کے تنے کے پاس دو چشمے ہوں گے وہ ان میں سے ایک چشمے کا پانی پئیں گے تو اس سے ان کے سینوں کا تمام کینہ جاتا رہے گا اور یہی شراب طہور ہے، اور دوسرے چشمے کے پانی سے وہ غسل فرمائیں گے تو اس سے ان کے چہروں پر راحت کی تازگی پھیل جائے گی، تو اس کے بعد کبھی بھی ان کے چہروں پر کسی قسم کا کوئی میل کچیل نظر نہیں آئے گا۔ [۳]

جنت میں ان کے بالاخانوں کے نیچے انواع واقسام کی نہریں بہتی ہونگی، اہل جنت اس بات پر پھول نہیں جائیں گے کہ ہم نے دنیا میں ایسے

[۱] الحجر ۴۷

[۲] صحیح بخاری کتاب المظالم باب قصاص المظالم ۲۴۴۰

[۳] تفسیر طبری ۱۲/۴۳۹

ایسے عمل صالحہ کیے تھے جس کے صلے میں ہمیں جنت ملی ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور شکر واحسان مندی میں رطب اللسان ہوں گے اور کہیں گے کہ تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں ایمان اور عمل صالحہ کی توفیق بخشی اور پھر انہیں بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا درجہ بھی حاصل ہوا، یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور اس کا فضل ہے اگر یہ رحمت اور فضل الٰہی نہ ہوتا تو ہم یہاں تک نہ پہنچ سکتے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَنْ يُنَجِّيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ، قَالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟قَالَ:وَلاَ أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ، سَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَاغْدُوا وَرُوحُوا، وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ، وَالقَصْدَ القَصْدَ تَبْلُغُوا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو محض اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اور آپ کو بھی نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے بھی نہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے دامن رحمت میں نہ سمیٹ لے، پس تم کو چاہیے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو، صبح اور شام، اسی طرح رات کو ذرا سا چل لیا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلا کرو منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔[1]

ہمارے رب کے بھیجے ہوئے رسول واقعی حق ہی لے کر آئے تھے، دوسری طرف اللہ تعالیٰ ان پر اپنا احسان نہ جتائے گا بلکہ جواب میں ارشاد ہوگا کہ یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو بھیک کے ٹکڑے نہیں ہیں بلکہ تمہیں ان اعمال صالحہ کے صلہ میں ملی ہے جو تم دنیا میں کرتے رہے تھے۔

وَ نَادٰۤی اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ اَصۡحٰبَ النَّارِ اَنۡ قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا

اور اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے اس کو واقعہ کے مطابق پایا،

فَہَلۡ وَجَدۡتُّمۡ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمۡ حَقًّا ؕ قَالُوۡا نَعَمۡ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ

سو تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو واقعہ کے مطابق پایا؟ وہ کہیں گے ہاں، پھر ایک پکارنے والا

بَیۡنَہُمۡ اَنۡ لَّعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿ۙ۴۴﴾ الَّذِیۡنَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ

دونوں کے درمیان میں پکارے گا کہ اللہ کی مار ہو ان ظالموں پر جو اللہ کی راہ سے اعراض کرتے تھے

وَ یَبۡغُوۡنَہَا عِوَجًا ۚ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ کٰفِرُوۡنَ ﴿ۘ۴۵﴾ (الاعراف ۴۴،۴۵)

اور اس میں کجی تلاش کرتے تھے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر تھے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ القَصْدِ وَالمُدَاوَمَةِ عَلَى العَمَلِ ۶۴۶۳، وکتاب المرضی بَابُ تَمَنِّي المَرِيضِ المَوْتَ ۵۶۷۳،صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ بَلْ بِرَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى ۷۱۱۱، مسند احمد ۷۵۸۷

اہل جنت اور اہل جہنم میں مکالمہ:

پھر جب مومن جنت میں امن وچین سے بیٹھ جائیں گے تو اہل دوزخ کو شرمندہ کرنے کے لئے پکار کر کہیں گے کہ ہمارے رب نے ہم سے جو وعدے کیے تھے ہم نے ان ساروں کو ٹھیک پالیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں دعوت حق پر ایمان لانے اور عمل صالحہ اختیار کرنے پر ہم سے انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت کا وعدہ فرمایا تھا ہم نے اس کے وعدہ کو سچا پایا ہے، اس نے اپنی رحمت سے ہمیں جنت میں داخل کر دیا اور ہم نے وہاں وہ سب کچھ ویسا ہی دیکھا جو اس نے ہمارے لئے بیان کیا تھا، اور تمہارے کفر اور معاصی پر تمہارے رب نے جو وعدہ تم سے فرمایا تھا کیا تم نے بھی اسے سچا پایا؟ یہی بات رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے موقع پر کفار کے ستر مقتولین کو جب وہ کنوئیں میں پھینک دیے گئے تھے خطاب کر کے کہی تھی اے ابوجہل بن ہشام، اے عتبہ بن ربیعہ، اے شیبہ بن ربیعہ اور دوسرے سرداروں کا بھی نام لیا تھا اور فرمایا تھا أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا، فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لاَ أَرْوَاحَ لَهَا؟فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ

کیا آج تمہارے لئے یہ بات بہتر نہیں تھی کہ تم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی؟ بے شک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ ہمیں پوری طرح حاصل ہو گیا تو کیا تمہارے رب کا تمہارے متعلق جو وعدہ (عذاب کا) تھا وہ بھی تمہیں پوری طرح مل گیا، اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بول پڑے اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ایسے لوگوں سے کیوں خطاب فرما رہے ہیں جو ہلاک ہو چکے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ تم لوگوں سے زیادہ سن رہے ہیں لیکن اب جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ [1]

وہ ندامت سے جواب دیں گے ہاں ہمارے رب نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا ہم نے بھی ان کو ٹھیک پایا ہے، پس تمام مخلوق کے سامنے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٥٠﴾ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ﴿٥١﴾ يَقُولُ أَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ﴿٥٢﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَدِينُونَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ أَنتُم مُّطَّلِعُونَ ﴿٥٤﴾ فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللَّهِ إِن كِدتَّ لَتُرْدِينِ ﴿٥٦﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿٥٧﴾ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿٥٩﴾ [2]

ترجمہ: پھر وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر حالات پوچھیں گے، ان میں سے ایک کہے گا دنیا میں میرا ایک ہم نشین تھا جو مجھ سے کہا کرتا تھا کیا تم بھی تصدیق کرنے والوں میں سے ہو؟ کیا واقعی جب ہم مر چکے ہوں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ ۳۹۷۶، صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ ۷۲۲۳، مسند احمد ۱۲۴۷۱

[2] الصافات ۵۰ تا ۵۹

توہمیں جزاو سزادی جائے گی،اب کیا آپ لوگ دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ صاحب اب کہاں ہیں؟ یہ کہہ کر جونہی وہ جھکے گا تو جہنم کی گہرائی میں اس کو دیکھ لے گا اور اس سے خطاب کر کے کہے گا اللہ کی قسم تو تو مجھے تباہ ہی کر دینے والا تھا اگر میرے رب کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو آج میں بھی ان لوگوں میں سے ہوتا جو پکڑے ہوئے آئے ہیں، اچھا تو کیا اب ہم مرنے والے نہیں ہیں؟ موت جو ہمیں آنی تھی وہ بس پہلے آچکی؟ اب ہمیں کوئی عذاب نہیں ہونا۔

تب ایک پکارنے والا اہل جہنم اور اہل جنت کے درمیان پکار کر کہے گا کہ اللہ کی رحمت سے ابدی دوری اور محرومی ہو ان ظالموں پر جو خود تو گمراہ تھے ہی اس کے ساتھ لوگوں کو راہ حق اور شریعت ہدیٰ سے روکتے تھے اور اپنی خواہش نفس کے مطابق اللہ کی شریعت کو ٹیڑھا کرنا چاہتے تھے تاکہ اس پر کوئی عمل نہ کرے اور حیات بعد الموت اور اعمال کی جوابدہی کے منکر تھے اس لئے فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے تھے۔

وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَ عَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ

اور ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہوگی اور اعراف کے اوپر بہت سے آدمی ہوں گے وہ لوگ ہر ایک کو ان کے

كُلًّاۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَ نَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَمْ يَدْخُلُوْهَا

قیافہ سے پہچانیں گے اور اہل جنت کو پکار کر کہیں گے السلام علیکم! ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے

وَ هُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝۴۶ وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا

اور اس کے امیدوار ہوں گے،اور جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف پھریں گی تو کہیں گے اے ہمارے رب!

لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۷ وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ

ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کر،اور اہل اعراف بہت سے آدمیوں کو جن کو ان کے قیافہ سے پہچانیں گے

بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۴۸

پکاریں گے کہیں گے کہ تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے کچھ کام نہ آیا،

اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا

کیا یہ وہی ہیں جن کی نسبت تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نہ کرے گا،ان کو یوں حکم ہوگا کہ جاؤ

الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝۴۹ (الاعراف ۴۶تا۴۹)

جنت میں تم پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ تم مغموم ہو گے۔

جنت اور جہنم میں دیوار اور اعراف والے:

ان دونوں گروہوں کافروں اور مومنوں کے درمیان ایک اوٹ حائل ہو گی،

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: الْأَعْرَافُ: حِجَابٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ سُورٌ لَهُ بَابٌ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اعراف جنت اور جہنم کے درمیان ایک حجاب ہے ایک دیوار ہے جس میں دروازہ ہو گا۔ (۱)

جیسے ایک مقام پر فرمایا

...فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ (۲)

ترجمہ: پھر ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہو گا، اس دروازے کے اندر رحمت ہو گی اور باہر عذاب۔

اس کی بلندیوں (اعراف) پر کچھ اور لوگ ہوں گے،

عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَصْحَابِ الْأَعْرَافِ قَالَ فَقَالَ: هُمْ قَوْمٌ اسْتَوَتْ حَسَنَاتُهُمْ وَسَيِّئَاتُهُمْ فَقَعَدَتْ بِهِمْ سَيِّئَاتُهُمْ عَنِ الْجَنَّةِ وَخَلَّفَتْ بِهِمْ حَسَنَاتُهُمْ عَنِ النَّارِ، قَالَ فَوَقَفُوا هُنَاكَ عَلَى السُّورِ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِيهِمْ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جب اہل اعراف کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی، ان کی نیکیاں جہنم میں جانے سے اور برائیاں جنت میں جانے سے مانع ہوں گی اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعی فیصلہ ہونے تک درمیان میں معلق ہوں گے۔ (۳)

کیونکہ جنتیوں کے چہرے روشن اور تروتازہ اور جہنمیوں کے چہرے سیاہ اور آنکھیں خوف ودہشت سے نیلی ہوں گی، اس لئے اعراف پر بیٹھے ہوئے یہ لوگ دونوں گروہ کو اس کی علامت سے پہچانیں لیں گے اور اہل جنت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو، یہ لوگ ابھی تک جنت میں داخل تو نہیں ہوئے ہوں گے مگر اس میں داخل ہونے کے امیدوار ہوں گے، اور جب غیر اختیاری طور پر ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف پھریں گے اور وہ ان کو بہت ہی ہولناک اور قبیح منظر میں دیکھیں گے تو کہیں گے تو بارگاہ الٰہی میں التجا کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں جہنم میں مبتلائے عذاب ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا، پھر یہ اعراف کے لوگ دوزخ میں ائمہ کفر وضلالت کو ان کی علامتوں سے پہچان کر کہیں گے کہ دنیا میں تم اپنی شان وشوکت، حیثیت ومرتبہ، مضبوط جتھوں اور مال ودولت پر بڑا گھمنڈ کرتے تھے، اور ان ہی کی محبت میں دین حق قبول کرنے سے گریزاں تھے مگر اب تم نے دیکھ لیا ہے کہ آج تمہاری شان وشوکت، حیثیت ومرتبہ اور بڑے جتھے جن کی طاقت پر تمہیں بڑا فخر وناز تھا تمہارے کسی کام آئے اور نہ ہی تمہارا وہ مال ودولت تمہارے کسی کام آیا جن کو تم بڑی چیز سمجھتے تھے، اہل اعراف کہیں گے یا اللہ کی طرف سے اہل جہنم کو کہا جائے گا کیا یہ اہل جنت وہی غریب ومسکین اور مفلس ونادار قسم لوگ نہیں ہیں جن کے متعلق تم نفرت وحقارت سے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ اگر یہ اللہ کے پسندیدہ بندے ہوتے تو دنیا میں مفلوک الحال اور کمزور ہرگز نہ ہوتے اور مزید جسارت کرتے ہوئے دعویٰ کرتے تھے کہ جس طرح دنیا میں اللہ نے ہمیں ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا ہوا ہے اسی طرح روز قیامت بھی اللہ کی رحمت ہم پر

(۱) تفسیر طبری ۱۲؍۴۵۱

(۲) الحدید ۱۳

(۳) تفسیر طبری ۱۲؍۴۵۳، تفسیر ابن کثیر ۳؍۳۷۵، تفسیر الخازن ۲؍۲۰۲

ہو گی ان کو تو اللہ اپنی رحمت میں سے کچھ بھی نہ دے گا؟ مگر تمہارے دعویٰ کے برعکس آج انہی کمزور اور مفلوک الحال لوگوں سے کہا گیا ہے کہ سلامتی کے ساتھ جنت کی لازوال نعمتوں میں داخل ہو جاؤ جہاں تمہارے لئے نہ خوف ہے نہ رنج، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ [1]

ترجمہ: مجرم لوگ دنیا میں ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے جب ان کے پاس سے گزرتے تو آنکھیں مار مار کر ان کی طرف اشارے کرتے تھے اپنے گھروں کی طرف پلٹتے تو مزے لیتے ہوئے پلٹتے تھے اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ بہکے ہوئے لوگ ہیں حالانکہ وہ ان پر نگراں بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے، آج ایمان لانے والے کفار پر ہنس رہے ہیں مسندوں پر بیٹھے ہوئے ان کا حال دیکھ رہے ہیں، مل گیا نا کافروں کو ان کی حرکتوں کا ثواب جو وہ کیا کرتے تھے۔

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۚ

اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو یا اور ہی کچھ دے دو جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے،

قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٥٠﴾ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ

جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کی کافروں کے لیے بندش کر دی ہے، جنہوں نے دنیا میں اپنے دین کو

لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَٰذَا

لہو و لعب بنا رکھا تھا اور جن کو دنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا، سو ہم (بھی) آج کے روز ان کا نام بھول جائیں گے

وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿٥١﴾ (الاعراف ۵۱،۵۰)

جیسا کہ وہ اس دن بھول گئے اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

اہل جنت اور اہل دوزخ کا ایک مکالمہ:

جب اہل جہنم کو عذاب پوری طرح گھیر لے گا اور وہ بے انتہا بھوک اور انتہائی تکلیف دہ پیاس میں مبتلا ہوں گے تو اپنے قریبی اہل جنت رشتہ داروں وغیرہ سے گڑگڑا کر درخواست کریں گے کہ ہمیں پینے کے لئے ایک دو گھونٹ پانی دے دو یا اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو رزق عنایت فرمایا ہے اسی میں سے ایک دو لقمیں ہمیں بھی کھانے کے لئے دے دو، پہلے گزر چکا ہے کہ روز قیامت کھانے پینے کی نعمتیں صرف اہل ایمان کے لئے ہوں گی۔

[1] المطففین ۲۹ تا ۳۶

... خَالِصَةً يَّوۡمَ الۡقِيٰمَةِ... ﴿۳۲﴾ [1]

ترجمہ: اور قیامت کے روز تو خالصتہ انہی کے لئے ہوں گی۔

اس کی مزید وضاحت جنتیوں کی زبان سے کر دی گئی کہ اہل جنت جواب دیں گے کہ اللہ نے یہ دونوں چیزیں ان منکرین حق پر حرام کر دی ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {وَنَادَىٰٓ أَصۡحَٰبُ ٱلنَّارِ أَصۡحَٰبَ ٱلۡجَنَّةِ أَنۡ أَفِيضُواْ عَلَيۡنَا مِنَ ٱلۡمَآءِ أَوۡ مِمَّا رَزَقَكُمُ ٱللَّهُ}قَالَ: يُنَادِي الرَّجُلُ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ، فَيَقُولُ: قَدِ احْتَرَقْتُ، أَفِضْ عَلَيَّ مِنَ الْمَاءِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: أَجِيبُوهُمْ، فَيَقُولُونَ:إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ’’ اور دوزخ کے لوگ جنت والوں کو پکاریں گے کہ کچھ تھوڑا سا پانی ہم پر ڈال دو یا جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ پھینک دو۔‘‘ کی تفسیر میں بیان کی گیا ہے آدمی اپنے باپ یا بھائی کو پکار کر کہے گا کہ میں آگ سے جل گیا ہوں لہذا مجھ پر پانی بہادو تو ان سے یہ کہا جائے گا کہ تم ان دوزخیوں کو یہ جواب دو کہ اللہ نے یہ دونوں چیزیں ان منکرین حق پر حرام کر دی ہیں۔

جنہوں نے دنیا میں دین قیم کے بدلے لہو ولعب کو اختیار کر لیا تھا اور جن کو دنیا نے اپنی زیب و زینت سے اور دنیا کی طرف بلانے والوں کی کثرت نے دھوکے میں ڈال دیا، فرمایا آج ہم بھی انہیں اسی طرح بھلا دیں گے جس طرح وہ ابلیس کے ساتھی بن کر یوم الحساب کو بھولے رہے اور جاہلانہ ضد اور تعصّبات میں گم ہو کر ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے، جیسے فرمایا

... نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمۡ ... [2]

ترجمہ: یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا۔

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتۡكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيۡتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الۡيَوۡمَ تُنۡسٰى ﴿۱۲۶﴾ [3]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں اسی طرح تو ہماری آیات کو جبکہ وہ تیرے پاس آئی تھیں تو نے بھلا دیا تھا اسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے۔

وَقِيۡلَ الۡيَوۡمَ نَنۡسٰٮكُمۡ كَمَا نَسِيۡتُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هٰذَا ... ﴿۳۴﴾ [4]

ترجمہ: اور ان سے کہہ دیا جائے گا کہ آج ہم بھی اسی طرح تمہیں بھلائے دیتے ہیں جس طرح تم اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے۔

عَنِ السُّدِّيِّ، قَوْلُهُ:{فَالۡيَوۡمَ نَنۡسٰٮهُمۡ كَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ يَوۡمِهِمۡ هٰذَا} قَالَ: كَمَا تَرَكُوا أَنْ يَعْمَلُوا لِلِقَاءِ يَوْمِهِمْ هَذَا

سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ’’ آج ہم بھی انہیں اسی طرح بھلا دیں گے جس طرح وہ اس دن کی ملاقات بھولے رہے۔‘‘ کے معنی یہ ہیں کہ ہم انہیں رحمت سے محروم کر دیں گے جس طرح انہوں نے آج کے اس دن کی ملاقات کے لیے عمل کو چھوڑ دیا تھا۔ [5]

---

[1] الاعراف ٣٢

[2] التوبة ٦٧

[3] طه ١٢٦

[4] الجاثية ٣٤

[5] تفسیرابن ابی حاتم ١٤٩٢/٥

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ: فَيَلْقَى الْعَبْدَ، فَيَقُولُ: أَيْ فُلْ أَلَمْ أُكْرِمْكَ، وَأُسَوِّدْكَ، وَأُزَوِّجْكَ،وَأُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ، وَأَذَرْكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ؟ فَيَقُولُ: بَلَى،قَالَ: فَيَقُولُ: أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلَاقِيَّ؟ فَيَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: فَإِنِّي أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ روز قیامت بندے سے کہے گا اے فلاں بندے! کیا میں نے تجھے عزت واکرام سے نہیں نوازا تھا اور تجھ کو بیوی بچے نہیں دیئے تھے؟ اور گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرے تابع نہیں کر دیا تھا؟ اور تو لوگوں سے چوتھائی حصہ (بطور چنگی) وصول نہیں کرتا تھا؟ بندہ کہے گا ہاں، یہ سب باتیں صحیح ہیں، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کیا تو میری ملاقات کا یقین رکھتا تھا؟ بندہ کہے گا نہیں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا پس جس طرح تو مجھے بھولا رہا آج میں تجھے بھول جاتا ہوں۔ (۱)

وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ

اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جس کو ہم نے اپنے علم کامل سے بہت واضح کر کے بیان کر دیا ہے،

هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۵۲ هَلْ يَنْظُرُوْنَ

وہ ذریعہ ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لائے ہیں، ان لوگوں کو اور کسی بات کا انتظار نہیں صرف اس کے

اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ

اخیر نتیجہ کا انتظار ہے، جس روز اس کا اخیر نتیجہ پیش آئے گا اور اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے یوں کہیں گے کہ

قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ

کہ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی سچی باتیں لائے تھے، سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ ہماری سفارش کر دے یا

اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ

کیا ہم پھر واپس بھیجے جا سکتے ہیں تاکہ ہم لوگ ان اعمال کے جن کو ہم کیا کرتے تھے برخلاف دوسرے اعمال کریں،

قَدْ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۵۳ (الاعراف ۵۳،۵۲)

بیشک ان لوگوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال دیا اور یہ جو جو باتیں تراشتے تھے سب گم ہو گئیں۔

ہم نے تو اپنے علم کامل کے مطابق ایک ایسی کتاب بھیج دی تھی جو تمام مطالب کو کھول کھول کر بیان کرتی اور حق وباطل اور رشد وضلالت کے درمیان واضح طور پر فرق کرنے والی تھی، جیسے فرمایا

كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱ (۲)

---

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیاسجن للمومن وجنة للکفر ۷۴۳۸

(۲) ھودا

ترجمہ: فرمان ہے، جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں، ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے۔

پھر اس کی جو تفصیل ہے وہ بھی علم پر ہے، جیسے فرمایا

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ... ﴿۱۶۶﴾ (۱)

ترجمہ: (لوگ نہیں مانتے تو نہ مانیں) مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ اے نبی! جو کچھ اس نے تم پر نازل کیا ہے اپنے علم سے نازل کیا ہے۔

ان لوگوں نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا تو ان کی بدقسمتی ورنہ جو لوگ اس کتاب پر ایمان لے آئے وہ ہدایت و رحمت الٰہی سے فیض یاب ہوئے ، یعنی اللہ تعالیٰ نے رسولوں اور کتابوں کو نازل کر کے ان کی ہدایت و رہنمائی کا پورا بندوبست کر دیا تھا اب اگر انہوں نے اس سے استفادہ حاصل نہیں کیا اور مستحق عذاب ہوئے تو ان کی بدقسمتی ہے، جیسے فرمایا

... وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ (۲)

ترجمہ: اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لئے) پیغام بر نہ بھیج دیں۔

اب کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ قیامت قائم ہو جائے جس کی یہ کتاب خبر دے رہی ہے؟ مگر جس روز قیامت قائم ہو جائے گی اور یہ لوگ مشاہدہ کر لیں گے تو وہی لوگ جنہوں نے اسے فراموش کر دیا تھا کہیں گے کہ واقعی ہمارے رب کے رسول سچے تھے، ان کی دعوت اور رب کی کتابیں برحق تھیں، کاش! اب ہمیں کچھ شفارشی مل جائیں جو ہمارے حق میں سفارش کریں اور ہمیں اس ہلاکت سے نجات دلائیں؟ مگر انہیں کوئی سفارشی نہ ملے گا، جیسے فرمایا

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ (۳)

ترجمہ: اس وقت سفارش کرنے والوں کی کوئی سفارش ان کے کسی کام نہ آئے گی۔

یا ہمیں دوبارہ واپس ہی بھیج دیا جائے تا کہ جو کچھ ہم پہلے کرتے تھے اس کے بجائے اب دوسرے طریقے پر کام کر کے دکھائیں، جیسے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ (۴)

ترجمہ: جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کاش! کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔

... فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ... ﴿۴۴﴾ (۵)

ترجمہ: اس وقت یہ ظالم کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑی سی مہلت اور دیدے ہم تیری دعوت کو لبیک کہیں گے اور رسولوں کی

(۱) النساء ۱۶۶

(۲) بنی اسرائیل ۱۵

(۳) المدثر ۴۸

(۴) الانعام ۲۷

(۵) ابراہیم ۴۴

پیروی کریں گے۔

وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ [1]

ترجمہ: کاش! تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تا کہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ... ﴿۳۷﴾ [2]

ترجمہ: وہ وہاں چیخ چیخ کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال لے تا کہ ہم نیک عمل کریں ان اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے۔

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ [3]

ترجمہ: کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی شخص کہے افسوس! میری اس تقصیر پر جو میں اللہ کی جناب میں کرتا رہا بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں شامل تھا یا کہے کاش! اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا؟ یا عذاب دیکھ کر کہے کاش! مجھے ایک موقع اور مل جائے اور میں بھی نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں۔

قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾ [4]

ترجمہ: وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے واقعی ہمیں دو دفعہ موت اور دو دفعہ زندگی دے دی، اب ہم اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں اب یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی سبیل ہے۔

مگر اعتراف حق کرنے یا دوبارہ دنیا میں بھیجے جانے کی آرزو اور کسی سفارشی کی تلاش سب بے فائدہ ہوں گی، وہ معبود بھی ان سے گم ہو جائیں گے جن کی وہ اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے، جن کو مصائب و مشکلات میں پکارتے اور ان سے لاحاصل امیدیں وابستہ کرتے تھے، جن کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے چڑھاوے چڑھاتے اور نذر و نیاز پیش کرتے تھے، وہ ان کی مدد کر سکیں گے نہ سفارش اور نہ عذاب جہنم سے چھڑا ہی سکیں گے، جیسے فرمایا

ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ

---

[1] السجدة ۱۲

[2] فاطر ۳۷

[3] الزمر ۵۶تا۵۸

[4] المومن ۱۱

شَیْـًٔا۔۔۔ ﴿۷۴﴾ (۱)

ترجمہ: پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ اب کہاں ہیں اللہ کے سوا وہ دوسرے الٰہ جن کو تم شریک کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کھوئے گئے وہ ہم سے، بلکہ ہم اس سے پہلے کسی چیز کو نہ پکارتے تھے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۫

بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے، پھر عرش پر قائم ہوا،

یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ

وہ شب سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے

وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ

ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں، یاد رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا،

تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ؕ

بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے، تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑگڑا کے بھی اور چپکے چپکے بھی،

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۵۵﴾ ۚ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ

واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں، اور دنیا میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کر دی گئی ہے فساد مت

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ

پھیلاؤ اور تم اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے،

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ (الاعراف ۵۴تا۵۶)

بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔

درحقیقت تمہارا رب اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے جس نے ساتوں آسمانوں، زمینوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کو چھ دنوں میں تخلیق کر دیا (مگر ان دنوں کی اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے)

كَمَا أَخْبَرَ بِذَلِكَ فِي غَيْرِ مَا آيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، وَالسِّتَّةُ الْأَيَّامُ هِيَ: الْأَحَدُ، وَالِاثْنَيْنُ، وَالثُّلَاثَاءُ، وَالْأَرْبِعَاءُ، وَالْخَمِيسُ، وَالْجُمُعَةُ، وَفِيهِ اجْتَمَعَ الْخَلْقُ كُلُّهُ

(۱) المومن ۴۷، ۷۳

جیسا کہ اسے قرآن مجید کے دیگر کئی ایک مقامات پر بھی بیان کیا گیا ہے، ان چھ دنوں سے اتوار، سوموار، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ مراد ہیں، جمعے کے دن ہی ساری مخلوق جمع ہوئی۔ (۱)

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر دن جس میں سورج نکلتا ہے جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن وہاں سے نکالے گئے۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَقَالَ: خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فِي آخِرِ الْخَلْقِ، فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتے کے دن پیدا کیا اور اس میں پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا کیا اور درختوں کو اس میں سوموار کے دن پیدا کیا اور شر کو منگل کے دن پیدا کیا اور خیر کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جاندار چیزوں کو جمعرات کے دن پیدا کر کے اس میں پھیلا دیا اور آدم علیہ السلام کو آخری مخلوق کے طور پر جمعے کے دن کی آخری گھڑیوں میں عصر اور رات کے درمیان کی کسی گھڑی میں پیدا فرمایا تھا۔ (۳)

پھر وہ اپنے جلال، اپنی عظمت اور اپنی لامحدود سلطنت کے لائق اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا، لیکن کس طرح کس کیفیت کے ساتھ اسے ہم بیان نہیں کر سکتے نہ کسی کے ساتھ تشبیہ ہی دے سکتے ہیں کیونکہ اس کے مشابہ کوئی چیز نہیں جیسے فرمایا

...لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿١١﴾ (۴)

ترجمہ: کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد نعیم بن حماد خزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

مَنْ شَبَّهَ اللَّهَ بِخَلْقِهِ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ جَحَدَ مَا وَصَفَ اللَّهُ بِهِ نَفْسَهُ فَقَدْ كَفَرَ وَلَيْسَ فِيمَا وَصَفَ اللَّهُ بِهِ نَفْسَهُ وَلَا رَسُولَهُ تَشْبِيهٌ، فَمَنْ أَثْبَتَ لِلَّهِ تَعَالَى مَا وَرَدَتْ بِهِ الْآيَاتُ الصَّرِيحَةُ وَالْأَخْبَارُ الصَّحِيحَةُ، عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي يَلِيقُ بِجَلَالِ اللَّهِ تَعَالَى، وَنَفَى عَنِ اللَّهِ تَعَالَى النَّقَائِصَ، فَقَدْ سَلَكَ سَبِيلَ الْهُدَى

جو شخص اللہ کو اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے اس نے کفر کیا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ان صفات میں سے کسی صفت کا انکار کرے جو اللہ

(۱) تفسیر ابن کثیر ۳/۴۲۶

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ الْجُمُعَةِ بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ۱۹۷۶، السنن الکبری للنسائی ۱۶۷۵

(۳) صحیح مسلم كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ بَابُ ابْتِدَاءِ الْخَلْقِ وَخَلْقِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۷۰۵۴

(۴) الشوریٰ ۱۱

تعالیٰ نے اپنی ذات گرامی کے لیے بیان فرمائی ہیں تو اس نے بھی کفر کیا،اللہ تعالیٰ نے اپنی جو صفات بیان فرمائی ہیں یا اس کے رسول نے اس کی جو صفات بیان کی ہیں ان میں کوئی تشبیہ نہیں ہے ،جو شخص اللہ تعالی کے لیے ان صفات کو ثابت کرے جن کا ذکر آیات کریمہ اور احادیث صیحہ میں ہے اور وہ ان کو تسلیم کرے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے شایان شان ہیں اور تمام نقائص کی اس کی ذات سے نفی کرے ،ایسی روش ہی راہ ہدایت ہے۔ [1]

جو اپنی قدرت کاملہ سے رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے اور یہ گردش لیل و نہار ہمیشہ جاری رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات کی بساط لپیٹ دے گا اور بندے اس جہان فانی سے دوسرے جہان میں منتقل ہو جائیں گے ،جس نے اپنی حکمت بالغہ سے چمکتا دہمکتا سورج اور ٹھنڈی روشنی والا چاند اور آسمان کی زینت تارے پیدا کیے،اور اس کی تمام مخلوق اس کے تابع فرمان ہیں،جیسے فرمایا

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ [2]

ترجمہ:ان کے لئے ایک اور نشانی رات ہے،ہم اس کے اوپر سے دن ہٹادیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور سورج وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جارہا ہے،یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے،اور چاند اس کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند رہ جاتا ہے نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لیجا سکتی ہے سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

خبردار رہو! کائنات کی چھوٹی بڑی تمام مخلوق کو اللہ وحدہ لاشریک نے تخلیق کیا ہے،وہی کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم ہے،تمام اختیارات اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں عملاً اسی کا ہی حکم نافذ ہوتا ہے،اللہ وہ ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے بھی اپنی عظمت اوصاف اور کمال صفات کی بنا پر بہت بابرکت ہے اور مخلوق کو بے پایاں بھلائی اور بے شمار نیکی سے نواز کر دوسروں کو بھی برکت عطا فرماتا ہے ،پس اس کائنات میں جو برکات نظر آتی ہیں وہ اس کی رحمت کے آثار ہیں،اور وہ اکیلا ہی سارے جہانوں کا مالک و پروردگار ہے،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ عَلَى مَا عَمِلَ مِنْ عَمَلٍ صَالِحٍ، وَحَمِدَ نَفْسَهُ، قَلَّ شُكْرُهُ وَحَبِطَ عَمَلُهُ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ اللَّهَ جَعَلَ لِلْعِبَادِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْئًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى أَنْبِيَائِهِ، لِقَوْلِهِ: {أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ} ، [3]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے کسی نیکی پر اللہ کی حمد نہ کی بلکہ اپنے نفس کو سراہا پس اس نے کفر کیا اور اس کے اعمال غارت ہوئے،اور جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ نے کچھ اختیارات اپنے بندوں کو بھی دیئے ہیں تو اس نے اس کے ساتھ کفر کیا جو اللہ نے اپنے نبیوں

(۱) تفسیر ابن کثیر ۴۲۶/۳

(۲) یٰسین ۳۷تا۴۰

(۳) الأعراف : ۵۴

پر نازل فرمایا ہے، کیونکہ اس کا فرمان ہے "سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے) اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔"[۱]

جیسے فرمایا

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ۞ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۞ [۲]

ترجمہ: بڑا متبرک ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک چمکتا ہوا چاند روشن کیا، وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا، ہر اس شخص کے لئے جو سبق لینا چاہے یا شکر گزار ہونا چاہے۔

آداب دعا ذکر فرمایا کہ لوگو! اپنی مشکلات و مصائب میں صرف اپنے رب کو عاجزی و انکساری کے ساتھ چپکے چپکے پکارو کیونکہ با آواز بلند اور علانیہ گڑگڑانے سے ریا کا اندیشہ ہوتا ہے یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا،

عَنْ أَبِي نَعَامَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُغَفَّلٍ سَمِعَ ابْنَهُ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ عَنْ يَمِينِ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلْتُهَا، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، سَلِ اللَّهَ الْجَنَّةَ، وَعُذْ بِهِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ وَالطَّهُورِ

ابو نعامہ سے مروی ہے عبداللہ بن مغفل نے اپنے بیٹے کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جب میں جنت میں داخل ہوں تو جنت کے دائیں طرف مجھے سفید محل عطا فرمانا، انہوں نے کہا اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کچھ لوگ دعا اور طہارت میں حد سے بڑھ جائیں گے۔[۳]

زمین کے انتظام میں فساد برپا نہ کرو جب کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا ولی و سرپرست اور کارساز اور کارفرما قرار دے کر مدد کے لئے نہ پکارو اور اللہ کے سوا کسی اور سے امیدیں وابستہ نہ کرو، جیسے فرمایا

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ... ۞ [۴]

ترجمہ: خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے۔

اور اللہ ہی کو پکارو خوف کے ساتھ اور طمع کے ساتھ یعنی اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کے ثواب کی امید رکھتے ہوئے اسے پکارو، نیز یہ امید بھی رکھو کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرمائے گا اور اس بات سے بھی ڈرو کہ کہیں اللہ تعالیٰ دعا کو رد نہ کر دے۔

---

[۱] تفسیر طبری ۱۲،۴۸۶

[۲] الفرقان ۶۱،۶۲

[۳] مسند احمد ۲۰۵۵۴، سنن ابوداود كِتَاب الطَّهَارَةِ بَابُ الْإِسْرَافِ فِي الْمَاءِ ۹۶، سنن ابن ماجه كِتَابُ الدُّعَاءِ بَابُ كَرَاهِيَةِ الِاعْتِدَاءِ فِي الدُّعَاءِ ۳۸۶۴

[۴] الروم ۴۱

ان آیات میں چار چیزوں کی تلقین کی گئی ہے۔

۱۔اللہ تعالیٰ سے آہ وزاری با آواز بلند نہیں بلکہ خفیہ طریقے سے دعا کی جائے،

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، وَلَكِنْ تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے تو تکبیر کہتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! اپنے اوپر رحم کرو تم کسی بہرے یا غائب اللہ کو نہیں پکار رہے ہو تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے۔ (۱)

۲۔دعا میں زیادتی نہ کی جائے یعنی اپنی حیثیت اور مرتبہ سے بڑھ کر دعا نہ کی جائے۔

۳۔اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا ولی وسرپرست اور کارساز اور کارفرما دے کر مدد کے لئے نہ پکارا جائے ورنہ اللہ کے سوا کسی اور سے امیدیں وابستہ کی جائیں۔

۴۔بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے اللہ کے عذاب کا ڈر بھی دل میں ہو اور اس کی رحمت کی امید بھی ہونی چاہیے۔

اس طریقہ سے دعا کرنے والے محسنین ہیں، یقیناً اللہ کی رحمت نیک کردار لوگوں سے قریب ہے، جیسے فرمایا

...وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۵۶ (۲)

ترجمہ: مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے اور اسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو نافرمانی سے پرہیز کریں گے، زکواۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔

وَ هُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا

اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں، یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری

ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ

بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں، تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں، پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۵۷ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ

پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں، یوں ہی ہم مردوں کو نکال کھڑا کریں گے تاکہ تم سمجھو، اور جو ستھری سرزمین ہوتی ہے

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا عَلاَ عَقَبَةً ۶۳۸۴، وکتاب الجهاد بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ ۲۹۹۲، صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ اسْتِحْبَابِ خَفْضِ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ ۶۸۶۲

(۲) الاعراف ۱۵۶

يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ الَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ

اس کی پیداوار تو اللہ کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور جو خراب ہے اس کی پیداوار بہت کم نکلتی ہے ،

كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ (الاعراف ۵۸،۵۷)

اس طرح ہم دلائل کو طرح طرح سے بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو شکر کرتے ہیں۔

تمام مظاہر قدرت اس کی شان کے مظہر ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت و ربوبیت کے اثبات میں مزید دلائل بیان فرما کر پھر اس سے احیاء موتی کا اثبات فرمایا کہ وہ اللہ ہی ہے جو بھینی بھینی خوشگوار ہواؤں کو بارش برسانے سے پہلے خوشخبری لئے ہوئے بھیجتا ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ (۱)

ترجمہ: وہی ہے جو لوگوں کے مایوس ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ... ﴿۴۶﴾ (۲)

ترجمہ: اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے بشارت دینے کے لیے۔

پھر جب وہ ہوائیں پانی سے بھرے ہوئے بوجھل سیاہ بادل اٹھا لیتی ہیں، اور بعض دوسری ہوائیں ان کو اکٹھا کرتی ہیں تو وہ انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں امرت بھری بوندوں کو برسا کر اسی مری ہوئی زمین سے یکا یک طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے جو رنگوں، ذائقوں، خوشبوؤں اور شکل و صورت میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، جیسے فرمایا

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ... ﴿۳۵﴾ (۳)

ترجمہ: ان لوگوں کے لئے بے جان زمین ایک نشانی ہے، ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں، ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے نکالے تاکہ یہ اس کے پھل کھائیں۔

دیکھو جس طرح ہم پانی کے ذریعے سے مردہ زمین میں روئیدگی پیدا کر دیتے ہیں اور وہ انواع و اقسام کے غلے اور پھل پھول پیدا کرتی ہے اسی طرح روز قیامت تمام انسانوں کو جن کی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر مٹی میں مل کر مٹی ہو چکی ہوں گی ہم دوبارہ زندہ کریں گے اور ان سے ان کے اعمال کا محاسبہ کریں گے شاید کہ تم اس روزمرہ کے مشاہدے سے نصیحت حاصل کرو، جیسے فرمایا

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ (۴)

(۱) الشوریٰ ۲۸

(۲) الروم ۴۶

(۳) یسین ۳۳ تا ۳۵

(۴) الروم ۵۰

ترجمہ: دیکھو اللہ کی رحمت کے اثرات کہ مردہ پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح جلا اٹھاتا ہے، یقیناوہ مردوں کو زندگی بخشنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جو زمین اچھی ہوتی ہے وہ اپنے رب کے حکم سے خوب پھل پھول لاتی ہے اور جو زمین خراب ہوتی ہے اس سے ناقص اور خسیس نباتات کے سوا کچھ نہیں نکلتا جس میں کوئی فائدہ اور کوئی برکت نہیں ہوتی یعنی وعظ ونصیحت قبول کرنے والا دل بارش کو قبول کرنے والی زمین کی طرح آیات الٰہی کو سن کر ایمان وعمل صالح میں مزید پختہ ہوتا ہے اور دوسرا دل اس کے برعکس شور زدہ زمین کی طرح ہے جو بارش کا پانی قبول ہی نہیں کرتی یا کرتی ہے تو برائے نام، جس سے پیداوار بھی نکمی اور برائے نام ہوتی ہے،

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الهُدَى وَالعِلْمِ، كَمَثَلِ الغَيْثِ الكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ، قَبِلَتِ المَاءَ، فَأَنْبَتَتِ الكَلَأَ وَالعُشْبَ الكَثِيرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ، أَمْسَكَتِ المَاءَ، فَنَفَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ، فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لاَ تُمْسِكُ مَاءً وَلاَ تُنْبِتُ كَلَأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللَّهِ، وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے جس علم وہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی طرح ہے جو زمین پر (خوب) برسے، بعض زمین جو زرخیز ہوتی ہے وہ پانی کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہے اور بہت چارہ اور گھاس خوب اگاتی ہے اور بعض زمین جو سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے (یعنی اس میں پانی جذب نہیں ہوا) اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ اس سے خود بھی پیتے ہیں اور کھیتوں کو بھی سیراب کرتے ہیں، اور کچھ زمین کے بعض خطوں پر پڑتا ہے جو بالکل چٹیل میدان ہوتے ہیں، نہ پانی روکتے ہیں اور نہ ہی سبزہ اگاتے ہیں تو یہ اس شخص کی مثال ہے جو اللہ کی دین میں سمجھ حاصل کرے اور اس کو وہ چیز نفع دے جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں، اس نے علم دین سیکھا اور سکھایا اور اس شخص کی مثال جس نے سر نہیں اٹھایا (یعنی توجہ نہیں کی) اور اسے قبول نہیں کیا جو ہدایت دے کر میں بھیجا گیا ہوں۔ [1]

اسی طرح ہم دلائل وبراہن کو طرح طرح سے پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب کی نعمتوں کا اعتراف اور اقرار کر کے اس کے شکر گزار ہوتے ہیں، اور ان نعمتوں میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق تصرف کرتے ہیں۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو

[1] صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ ۷۹، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ بَيَانِ مَثَلِ مَا بُعِثَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ ۵۹۵۳

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾

اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں، مجھ کو تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے،

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ يٰقَوْمِ

ان کی قوم کے بڑے لوگوں نے کہا ہم تم کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم!

لَيْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾

مجھ میں تو ذرا بھی گمراہی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا رسول ہوں، تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے ان امور کی خبر رکھتا ہوں جن کی تم کو خبر نہیں،

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ

اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت

مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾

جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی تا کہ وہ شخص تم کو ڈرائے اور تا کہ تم ڈر جاؤ اور تا کہ تم پر رحم کیا جائے، س

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا

سو وہ لوگ ان کی تکذیب ہی کرتے رہے تو ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اور ان کو جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے بچالیا

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع (الاعراف ۵۹ تا ۶۴)

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو ہم نے غرق کر دیا، بے شک وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے۔

سورت کے آغاز میں آدم علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا تھا پھر اس کے متعلقات بیان فرمائے، اب پھر انبیاء کے واقعات بیان فرمائے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ نُوحٍ، وَآدَمَ، عَشَرَةُ قُرُونٍ، كُلُّهُمْ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنَ الْحَقِّ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس پشتوں کا فاصلہ ہے جو شریعت حق یعنی اسلام پر گزرے تھے۔ [1]

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَاءِ التَّفْسِيرِ: وَكَانَ أَوَّلُ مَا عُبِدَتِ الْأَصْنَامُ، أَنَّ قَوْمًا صَالِحِينَ مَاتُوا، فَبَنَى قَوْمُهُمْ عَلَيْهِمْ مساجدَ وَصَوَّرُوا صُوَرَ أُولَئِكَ فِيهَا، لِيَتَذَكَّرُوا حَالَهُمْ وَعِبَادَتَهُمْ، فَيَتَشَبَّهُوا بِهِمْ. فَلَمَّا طَالَ الزَّمَانُ، جَعَلُوا تِلْكَ الصُّوَرَ أَجْسَادًا عَلَى تِلْكَ الصُّوَرِ. فَلَمَّا تَمَادَى الزَّمَانُ عَبَدُوا تِلْكَ الْأَصْنَامَ وَسَمَّوْهَا بِأَسْمَاءِ أُولَئِكَ

[1] تفسیر طبری ۴/۲۷۵

الصَّالِحِينَ وَدًّا وَسُوَاعًا ويغُوث وَيَعُوق وَنَسْرَا. فَلَمَّا تفَاقَمَ الْأَمْرُ بَعَثَ اللَّهُ، سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى -وَلَهُ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ -رَسُولَهُ نُوحًا يأمرهم بعبادة الله وحده لا شريك

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر کئی علمائے تفسیر نے بیان کیا ہے پھر سب سے پہلے توحید ربی سے انحراف یعنی بتوں کی پرستش اس طرح شروع ہوئی، جب قوم کے صالحین فوت ہو گئے تو ان کے عقیدت مندوں نے ان پر سجدہ گاہیں (عبادت خانے) قائم کر دیں اور ان میں ان نیک لوگوں کی تصویریں بنا کر لٹکا دیں، ان کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح ان کی عبادت کی کیفیت سے وہ بھی اللہ کا ذکر کیا کریں گے اور ذکر الٰہی میں ان کی مشابہت اختیار کریں گے، جب طویل زمانہ گزر گیا تو انہوں نے ان تصویروں کے بجائے ان کے مجسمے تراش لیے اور پھر کچھ اور عرصہ گزرنے کے بعد ان کی پوجا پاٹ شروع ہوگئی، اور ان مجسموں کو قوم نوح کے انہی صالحین ود، سواعا، یعوق، یغوث اور نسر کے نام سے موسوم کر دیا، جب یہ معاملہ بہت ہی شدت اختیار کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اسکی قوم کی اصلاح کے لئے بھیجا انہوں نے اپنی قوم کو حکم دیا کہ وہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں۔ (۱)

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بت صرف سونے چاندی، لکڑی اور پتھر وغیرہ کی مورتی کا نام ہے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ ہر وہ چیز جو آپ کے دل میں اللہ سے زیادہ اہمیت اختیار کر جائے وہی آپ کا بت ہے، جیسے فرمایا

أَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَىٰهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ (۲)

ترجمہ: کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہو؟ کیا تم ایسے شخص کو راہ راست پر لانے کا ذمہ لے سکتے ہو؟۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ ونصیحت کرتے ہوئے کہا اے برادران قوم! طاغوت کی پرستش سے تائب ہو کر صرف اپنے معبود حقیقی اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے، وہی تمہارا خالق اور رازق اور وہی تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے، اس کے سوا ہر چیز مخلوق اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر وتصرف کے تحت ہے اور کسی معاملے میں اسے کوئی اختیار نہیں، اور انہیں عدم اطاعت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے ہوئے کہا اگر تم لوگوں نے طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر دعوت حق قبول نہ کی تو میں تمہارے حق میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں، مگر قوم کے سرداروں اور دولت مند رہنماؤں نے اس تنبیہ پر کوئی توجہ نہ کی اور بدترین جواب دیا کہ تم صرف ہمارے جیسے ایک بشر ہو اور ہمیں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے ہٹانا چاہتے ہو اور ہم سمجھتے ہیں کہ تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو، ہر قوم کے فاسقوں اور فاجروں کا ہمیشہ یہی حال ہوتا ہے وہ خود کو سیدھے راستہ پر اور اللہ کے برگزیدہ بندوں کو گمراہ ہی سمجھتے ہیں۔

وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوٓا۟ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّونَ ﴿٣٢﴾ (۳)

ترجمہ: اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ بہکے ہوئے لوگ ہیں۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ ۚ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ

(۱) تفسیر ابن کثیر ۴۳۱/۳

(۲) الفرقان ۴۳

(۳) المطففین ۳۲

قَدِيْمٌ ⑪ ⁽¹⁾

ترجمہ: جن لوگوں نے ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ ایمان لانے والوں کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر اس کتاب کو مان لینا کوئی اچھا کام ہوتا تو یہ لوگ اس معاملے میں ہم سے سبقت نہ لے جاسکتے تھے چونکہ انہوں نے اس سے ہدایت نہ پائی اس لیے اب یہ ضرور کہیں گے کہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے۔

نوح علیہ السلام نے نہایت لطیف پیرائے میں جواب دیا اے برادران قوم! میں کسی طرح کی گمراہی میں مبتلا نہیں ہوں بلکہ میں تو ہدایت یافتہ اور راہ ہدایت دکھانے والا ہوں، اور فرمایا میں اللہ رب العالمین کا رسول ہوں جو میرا اور تمہارا اور تمام مخلوق کا رب ہے، جو مختلف انواع کی ربوبیت کے ذریعے سے مخلوق کو نوازتا ہے، اور اس کی سب سے بڑی ربوبیت یہ ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی طرف اپنے رسول بھیجے جو انہیں عقائد صحیحہ، اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کا حکم دیتے ہیں اور ان کے منافی اور متضاد امور سے روکتے ہیں، میری ذمہ داری یہ ہے کہ میں پوری خیر خواہی اور ایمان داری کے ساتھ تمہاری ہدایت ورہنمائی کے اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں ہے، اس لئے جو چیز متعین ہے وہ یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو اور اگر تم علم رکھتے ہو تو میرے حکم کی تعمیل کرو، کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے پاس خود تمہاری اپنی قوم کے ایک آدمی کے ذریعہ سے تمہارے رب کی یاد دہانی آئی جس کی حقیقت، صداقت اور حال سے تم واقف ہو تا کہ تمہیں اللہ کے دردناک عذاب سے ڈرائے اور تم غلط روی کو چھوڑ کر پرہیز گاری اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے؟ جیسے فرمایا

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۚ ㉔ ⁽²⁾

ترجمہ: اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا وہ کہنے لگے کہ یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم جیسا اس کی غرض یہ ہے کہ تم پر برتری حاصل کرے، اللہ کو اگر بھیجنا ہوتا تو فرشتے بھیجتا یہ بات تو ہم نے کبھی اپنے باپ دادا کے وقتوں میں سنی ہی نہیں (کہ بشر رسول بن کر آئے)۔

نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو شد ومد سے تبلیغ کی، مگر قوم نے دعوت حق نہ سننے کی گویا قسم ہی کھالی تھی۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۙ ⑤ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْۤ اِلَّا فِرَارًا ⑥ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۚ ⑦ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۙ ⑧ ثُمَّ اِنِّيْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ ⑨ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ⁽³⁾ ⑩

ترجمہ: (آخر کار نوح علیہ السلام) نے عرض کیا اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب و روز پکارا مگر میری پکار نے ان کے فرار ہی میں اضافہ کیا اور جب بھی میں نے ان کو بلایا تا کہ تو انہیں معاف کر دے انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانک لیے اور اپنی روش پر اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا پھر میں نے ان کو ہانکے پکارے دعوت دی، پھر میں نے علانیہ بھی ان کو تبلیغ کی اور چپکے چپکے

⁽¹⁾ الاحقاف ۱۱

⁽²⁾ المومنون ۲۴

⁽³⁾ نوح ۵ تا ۱۰

بھی سمجھایا میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔
مگر قوم انہیں بہکا ہوا اور دیوانہ کہنے لگی، جیسے فرمایا

...فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ (۱)

ترجمہ: انہوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا قرار دیا اور کہا کہ نوح علیہ السلام دیوانہ ہے، اور وہ بری طرح جھڑکا گیا ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ (۲)

ترجمہ: کچھ نہیں بس اس آدمی کو ذرا جنون لاحق ہو گیا ہے کچھ مدت اور دیکھ لو (شاید افاقہ ہو جائے)۔
پھر انہوں نے دعوت قبول نہ کرنے کی یہ توجیہ پیش کی۔

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ (۳)

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا کیا ہم تجھے مان لیں حالانکہ تیری پیروی رذیل ترین لوگوں نے اختیار کی ہے؟۔
اور پھر قوم نے اپنے معبودان باطلہ کو چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ (۴)

ترجمہ: انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ود اور سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔

آخر کار جب مہلت کا وقت ختم ہو گیا تو ہم نے نوح علیہ السلام اور اہل ایمان کو ایک کشتی میں نجات دی اور باقی قوم کو تکذیب حق اور اس کا مذاق اڑانے کی پاداش میں پانی میں غرق کر دیا۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾ (۵)

ترجمہ: پھر نوح علیہ السلام کو اور کشتی والوں کو ہم نے بچا لیا اور اسے دنیا والوں کے لیے ایک نشان عبرت بنا کر رکھ دیا۔

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ (۶)

ترجمہ: اپنی خطاؤں کی بنا پر ہی وہ غرق کیے گئے اور آگ میں جھونک دیے گئے پھر انہوں نے اپنے لیے اللہ سے بچانے والا کوئی مددگار نہ پایا۔
یقیناً وہ اندھے لوگ تھے جو حق دیکھتے تھے اور نہ اس پر ایمان لانے کو تیار تھے۔

کفار و مشرکین کا ذہن ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے اس لئے ان کے پیغمبروں پر اعتراض بھی ایک جیسے ہی رہے اور اسی طرح ان کا انجام بھی ایک جیسا ہی ہوا ہے، ہر قوم نے رسولوں کی اس لئے تکذیب کی کہ کوئی بشر رسول نہیں ہو سکتا رسالت کے لئے تو کوئی فرشتہ ہونا چاہئے تھا، وہ

(۱) القمر ۹
(۲) المومنون ۲۵
(۳) الشعراء ۱۱۱
(۴) نوح ۲۳
(۵) العنکبوت ۱۵
(۶) نوح ۲۵

رسولوں کی دعوت حق کو سن کر اسے دیوانہ اور بہکا ہوا کہتے، رسولوں پر یہ الزام لگاتے کہ یہ ہمیں ہمارے آباؤ اجداد کے صحیح دین سے ہٹانا چاہتا ہے اور ایک دوسرے کو اپنے دین پر جم جانے کی تلقین کرتے، رسول اور اہل ایمان کی مفلسی کا مذاق اڑاتے اور کہتے کہ اس نرالی دعوت کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ہم پر اپنا اقتدار اور برتری قائم کرنا چاہتا ہے، دعوت حق پر غور وفکر کرنے کے بجائے رسولوں اور اہل ایمان کو اپنے مشرکانہ دین پر واپس لانے کے لئے ان پر مظالم ڈھاتے، انہیں ملک بدر کرنے کی دھمکی دیتے اور کہتے اس نے یہ کتاب خود تصنیف کر لی ہے اور اللہ پر جھوٹ گھڑا ہے، پھر معجزات کا مطالبہ کرتے اور پھر کھلم کھلا اللہ کے عذاب کو چیلنج کر دیتے، اہل مکہ بھی رسول اللہ ﷺ پر اسی طرح کے الزامات لگاتے تھے، یہ قصے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مخاطبوں کو سمجھایا جائے کہ تم سے پہلی امتیں بھی اپنے رسولوں پر اس طرح کے اعتراضات کر چکی ہیں اور دعوت حق قبول نہ کرنے کی پاداش میں عبرت کا نشانہ بن گئیں اگر تم بھی انہی قوموں کی روش پر قائم رہے اور دین حق کو قبول نہ کیا تو تمہارا انجام ان قوموں سے مختلف نہیں ہوگا۔

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا، انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، سو کیا تم نہیں ڈرتے، ان کی قوم میں جو بڑے لوگ کافر تھے انہوں نے کہا ہم تم کو

مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿٦٦﴾ قَالَ یٰقَوْمِ

کم عقلی میں دیکھتے ہیں، اور ہم بیشک تم کو جھوٹے لوگوں میں سمجھتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم!

لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿٦٧﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ

مجھ میں ذرا بھی کم عقلی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں، تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں

وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ﴿٦٨﴾ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں، اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے

عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ

پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آ گئی تا کہ وہ شخص تم کو ڈرائے اور تم یہ حالت یاد کرو

مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ

کہ اللہ نے تم کو قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا،

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ (الاعراف ۶۵تا۶۹)

سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم کو فلاح ہو۔

ہود علیہ السلام اور ان کی قوم:

اور عاد اولیٰ جو یمن کے ریتلے پہاڑوں میں رہائش رکھتی تھی اور اپنی قوت وطاقت میں بے مثال تھی۔

الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ (۱)

ترجمہ: جن کی مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی تھی۔

اور وہ قوم خود بھی اپنی قوت کے گھمنڈ میں کہتی تھی۔

...وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً... (۲)

ترجمہ: اور کہنے لگے کون ہے ہم سے زیادہ زور آور۔

جن کی شوکت وحشمت ضرب المثل تھی کی طرف ہم نے ان ہی کی قوم کے ایک فرد ہود علیہ السلام کو بھیجا اس نے دعوت حق دیتے ہوئے کہا اے برادران قوم! اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو، جو تمہارا خالق مالک اور رازق ہے، اس کی ذات وصفات اور افعال میں کوئی شریک نہیں ہے، اس کے سوا کسی کے پاس کوئی قدرت واختیار نہیں ہے، بلکہ تمام مخلوق اپنی بقا کے لئے اپنے رب کے در کے فقیر ہے، پھر کیا تم غلط عقائد، برے اعمال اور برے اخلاق سے پرہیز نہ کرو گے؟ اس کی قوم کے سرداروں، قائدین نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر رہے تھے جواب میں کہا جو دعوت تم ہمیں پیش کر رہے ہو اسے سن کر ہم تو تمہیں بے وقوف اور بے راہ رو سمجھتے ہیں اور ہمیں گمان ہے کہ تم جھوٹے ہو، ہود علیہ السلام نے کہا اے برادران قوم! میں کسی طرح کی گمراہی میں مبتلا نہیں ہوں بلکہ میں اللہ رب العالمین کا رسول ہوں، اور تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لئے تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہارا ایسا خیرخواہ ہوں جس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے، پس تم پر فرض ہے کہ تم میری رسالت کو مانتے ہوئے اور بندوں کے رب کی اطاعت کرتے ہوئے اسے قبول کرو، کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے پاس خود تمہاری اپنی قوم کے ایک آدمی کے ذریعہ سے تمہارے رب کی یاد دہانی آئی تا کہ وہ تمہیں گزشتہ قوموں کے عبرتناک واقعات اور روز محشر اس کی بارگاہ میں پیش ہونے سے ڈرائے، بھول نہ جاؤ کہ تمہارے رب نے قوم نوح علیہ السلام کو غرق کرنے کے بعد تم کو اس کا جانشین بنایا اور تمہیں خوب تنومند کیا، پس اللہ کی نعمتوں اور اس کے احسانات کو بھی یاد رکھو اور اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرو، اور اس کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں زمین میں اقتدار عطا کیا ہے اور یہ نہ بھولو کہ وہ تم سے یہ تمام نعمتیں چھین لینے کی قدرت بھی رکھتا ہے، اگر اللہ کی نعمتوں پر اس کے شکر گزار ہو گے تو امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ

انہوں نے کہا کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور جس کو ہمارے باپ دادا

(۱) الفجر ۸

(۲) حم السجدة ۱۵

اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷۰ قَالَ

پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں، پس ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اس کو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو، انہوں نے فرمایا

قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ

کہ بس اب تم پر اللہ کی طرف سے عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے باب میں جھگڑتے ہو

سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا

جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھہرالیا ہے؟ ان کے معبود ہونے کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں بھیجی، سو تم منتظر رہو

اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۷۱ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں، غرض ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور ان لوگوں کی

وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۷۲ (الاعراف ۷۰ تا ۷۲)

جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور ایمان لانے والے نہ تھے۔

قوم عاد کا باغیانہ رویہ:

آباؤاجداد کی تقلید ہر دور میں گمراہی کی بنیاد رہی ہے، چنانچہ قوم عاد نے بھی دعوت توحید کے مقابلے میں یہی دلیل پیش کی اور کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور ان دوسرے معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے آباؤاجداد کرتے آئے ہیں؟ جیسے قریش مکہ نے کہا تھا

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝۵ [1]

ترجمہ: کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

یعنی قوم عاد کو اللہ تعالیٰ کی بندگی سے انکار نہیں تھا مگر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ دوسرے خود ساختہ معبودوں کی عبادت ترک کرنے کو تیار نہ تھے، مشرک کی ہمیشہ ہی مت ماری ہوئی ہوتی ہے، عقل مندی کا تقاضا تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ یہ کہا جاتا کہ اے ہمارے رب! اگر یہ دعوت حق و سچ ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہمیں اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما، مگر اس کے برعکس انہوں نے مطالبہ عذاب کر دیا اور کہا اگر تو سچا ہے تو لے آ وہ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے، قریش نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے جواب میں بھی یہی کہا تھا

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۲ [2]

---

[1] ص ۵

[2] الانفال ۳۲

ترجمہ: اور وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ اللہ! اگر یہ واقعی حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

ہود علیہ السلام نے کہا تم پر تمہارے رب کی پھٹکار پڑ گئی اور اس کا غضب ٹوٹ پڑا یعنی اب اللہ تعالیٰ کے عذاب کا واقع ہونا اٹل ہے، کیا تم مجھ سے لکڑی، پتھر وغیرہ کے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کے ناموں صدا، صمود اور ہباء وغیرہ پر جھگڑتے ہو،

وَقَدْ ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَغَيْرُهُ: أَنَّهُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ أَصْنَامًا فَصَنَمٌ يُقَالُ لَهُ: صُدَاء،وَآخَرُ يُقَالُ لَهُ: صمودوَآخَرُ يُقَالُ لَهُ: الْهَبَاءُ

محمد بن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ قوم ہود کے لوگ بتوں کی پرستش کرتے تھے، ان کے ایک بت کا نام صدا تھا دوسرے بت کا نام صمود تھا اور تیسرے بت کا نام ہباء تھا۔ [1]

جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اور انہیں تصرف کے مختلف اختیارات سونپ کر ان کی پرستش کرتے ہو، اللہ نے ان خود ساختہ معبودوں کی الہیت و ربوبیت کے حق میں کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے، اگر یہ واقعی معبود ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کی تائید میں ضرور کوئی دلیل نازل فرماتا، جیسے قوم نوح نے اپنے بتوں کے یہ نام رکھے ہوئے تھے، ودا، سواعا، یغوث، یعوق اور نسر، اور مشرکین مکہ نے اپنے بتوں کے یہ نام رکھے ہوئے تھے الات، العزی، مناۃ اور ہبل وغیرہ اور آج کل کے مشرکانہ عقائد و اعمال میں ملوث لوگوں نے یہ نام رکھے ہوئے ہیں، داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز، بابا فرید شکر گنج، عبد القادر جیلانی غوث اعظم الغرض جن کے معبود یا داتا، یا مشکل کشائی یا گنج بخش وغیرہ ہونے کی کوئی دلیل نہ ان قوموں کے پاس تھی اور نہ ان لوگوں کے پاس ہے، عاد علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعید دیتے ہوئے فرمایا اچھا تو تم بھی اللہ کے عذاب کا انتظار کرو جو تم پر ٹوٹ پڑنے والا ہے اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کی رحمت کس کے ساتھ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں کے درمیان فیصلہ فرما دیا، اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر باد تند کی شکل میں اپنا عذاب نازل کیا جو سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل جاری رہا جس نے ہر چیز کو تہس نہس کر کے رکھ دیا اور قوم عاد کے لوگ جنہیں اپنی قوت و طاقت اور رجاہ وحشمت پر بڑا فخر و غرور تھا ان کے لاشے کھجور کے کٹے ہوئے تنوں کی طرح زمین پر پڑے نظر آتے تھے، جیسے فرمایا

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهۡلِكُوۡا بِرِيۡحٍ صَرۡصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝٦ سَخَّرَهَا عَلَيۡهِمۡ سَبۡعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوۡمًا فَتَرَى الۡقَوۡمَ فِيۡهَا صَرۡعٰى ۙ كَاَنَّهُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ خَاوِيَةٍ ۝٧ فَهَلۡ تَرٰى لَهُمۡ مِّنۡۢ بَاقِيَةٍ ۝٨ [2]

ترجمہ: اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیئے گئے، اللہ تعالیٰ نے اس کا مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ وہاں اسطرح پچھڑے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں، اب کیا ان میں سے کوئی تمہیں باقی بچا نظر آتا ہے۔

اور اپنی سنت کے مطابق ہود علیہ السلام اور اس کے اہل ایمان ساتھیوں کو اس دردناک عذاب سے بچا لیا اور باقی مشرک قوم کا نام ونشان تک

[1] تفسیر طبری ۷،۵۰۷/۱۲

[2] الحاقة ٦ تا ٨

دنیا میں باقی نہ چھوڑا جو ہماری آیات کو جھٹلا چکے تھے اور ان پر ایمان لانے والے نہ تھے، تب ان کا انجام ہلاکت، رسوائی اور فضیحت کی صورت میں ظاہر ہوا، جیسے فرمایا

وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا کَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ [1]

ترجمہ: آخر کار اس دنیا میں بھی ان پر پھٹکار پڑی اور قیامت کے روز بھی، سنو! عاد نے اپنے رب سے کفر کیا، سنو! دور پھینک دیے گئے عاد ہود کی قوم کے لوگ۔

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا، انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو

مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ

اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے، یہ اونٹنی ہے

لَکُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْکُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسکو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا

فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ وَ اذْکُرُوْۤا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ

کہ کہیں تم کو دردناک عذاب آپکڑے، اورتم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا

وَّ بَوَّاَکُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ

اور تم کو زمین پر رہنے کا ٹھکانا دیا کہ نرم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے ہو،

فَاذْکُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا

سو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ، ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے

مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ

جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح (علیہ السلام) اپنے رب کی طرف سے

رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾

بھیجے ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بے شک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے،

---

[1] ہود ٦٠

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝۷۶ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ

وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس بات پر یقین لائے ہوئے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں، پس انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا

وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ

ور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے کہ اے صالح! جس کی آپ ہم کو دھمکی دیتے تھے اس کو منگوایئے

اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۷۷ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۷۸

اگر آپ پیغمبر ہیں، پس ان کو زلزلہ نے آپکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے،

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

اس وقت (صالح (علیہ السلام)) ان سے منہ موڑ کر چلے گئے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم! میں نے تو تم کو اپنے

رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۷۹ (الاعراف ۷۳ تا ۷۹)

پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔

قوم ثمود اور اس کا عبرت ناک انجام:

اور حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ میں سکونت پذیر عرب کی قدیم ترین قوم ثمود کی طرف ہم نے ان ہی کے قبیلہ کے ایک فرد صالح علیہ السلام کو بھیجا، دیگر انبیاء و مرسلین کی طرح صالح علیہ السلام نے بھی قوم کو دعوت توحید پیش کی اور کہا اے برادران قوم! اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو جو تمہارا خالق، مالک اور رزاق ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے انکی ہمیشہ سے یہی دعوت رہی ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝۲۵ [1]

ترجمہ: ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ... ۝۳۶ [2]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبر دار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک خارق عادت دلیل آ گئی ہے جو میری سچائی پر دلالت کرتی ہے، اللہ نے تمہارا معجزہ طلب کرنے پر یہ گابھن اونٹنی تمہاری آنکھوں کے سامنے ایک سنگلاخ چٹان سے برآمد کر دی ہے، جیسے فرمایا

---

[1] الانبیاء ۲۵

[2] النحل ۳۶

...فَأْتِ بِآيَةٍ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٥٤﴾ [1]

ترجمہ: لا کوئی نشانی اگر تو سچا ہے۔

لہذا شرف وفضل کی حامل اس اونٹنی کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں آزادانہ چرتی پھرے، اس کو کسی برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ یکایک اللہ کا دردناک عذاب تم پر ٹوٹ پڑے گا، قوم عاد کے دردناک انجام سے سبق حاصل کرو جس نے اپنی قدرت کاملہ سے اس مفسد قوم کو برباد کر کے تمہیں اس کا جانشین بنایا اور تم کو زمین میں یہ منزلت بخشی کہ آج تم اس کے ہموار میدانوں میں نرم زمین سے مٹی لے کر اینٹیں تیار کرتے ہو اور ان پکی ہوئی اینٹوں سے عالی شان محل بناتے اور اس کے پہاڑوں کو مہارت سے تراش کر مکانات بناتے ہو، پس عاد کے انجام سے نصیحت حاصل کرو اور کفران نعمت اور معصیت کا ارتکاب کر کے اللہ کی زمین پر فساد پھیلانے کے بجائے ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرو اور اس کی اطاعت کا راستہ اختیار کرو، اس کی قوم کے نوفسادی روساء اور اشراف جنہوں نے تکبر سے حق کو ٹھکرا دیا تھا ان مستضعفین سے جو دعوت حق پر ایمان لے آئے تھے کہا کیا تم واقعی یہ جانتے ہو کہ صالح علیہ السلام اپنے رب کے پیغمبر ہیں؟ مستضعفین نے اس سوال سے تعرض ہی نہیں کیا کیونکہ وہ صالح علیہ السلام کے رسول من اللہ ہونے کو بحث کے قابل ہی نہیں سمجھتے تھے اور جواب دیا بے شک جو دعوت توحید وہ لے کر آئے ہیں وہ حق وسچ اور فطرت کی آواز ہے اور ہم اس پر صدق دل سے ایمان لے آئے ہیں، اس معقول جواب پر بڑائی کے ان مدعیوں نے کہا جس دعوت پر تم لوگ بغیر کچھ سوچے سمجھے ایمان لے آئے ہو ہم اس کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں، پھر انہوں نے واضح ہدایت کے باوجود اللہ کی اس اونٹنی کو مار ڈالا، اور پورے تمرد کے ساتھ اپنے رب کے حکم کی خلاف ورزی کر گزرے۔

فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنبِهِمْ فَسَوَّاهَا ﴿١٤﴾ [2]

ترجمہ: مگر انہوں نے اس کی بات کو جھوٹا قرار دیا اور اونٹنی کو مار ڈالا آخر کار ان کے گناہ کی پاداش میں ان کے رب نے ان پر ایسی آفت توڑی کہ ایک ساتھ سب کو پیوند خاک کر دیا۔

...وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا... ﴿٥٩﴾ [3]

ترجمہ: چنانچہ دیکھ لو ثمود کو ہم علانیہ اونٹنی لا کر دی اور انہوں نے اس پر ظلم کیا۔

یعنی ساری قوم ہی اس اونٹنی کے قتل پر راضی تھی،

قَالَ قَتَادَةُ: بَلَغَنِي أَنَّ الَّذِي قَتَلَ النَّاقَةَ طَافَ عَلَيْهِمْ كُلِّهِمْ، أَنَّهُمْ رَاضُونَ بِقَتْلِهَا حَتَّى عَلَى النِّسَاءِ فِي خُدُورِهِنَّ، وَعَلَى الصِّبْيَانِ

قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جس نے اس اونٹنی کو قتل کیا تھا وہ ان میں سے ہر ایک پاس گیا تھا اور اس نے معلوم کر لیا تھا کہ سب اس کے قتل سے راضی ہیں حتی کہ پردہ نشین عورتوں اور بچوں سے بھی اس نے پوچھا تو سب نے رضامندی کا اظہار کیا۔ [4]

[1] الشعراء ۱۵۴

[2] الشمس ۱۴

[3] بنی اسرائیل ۵۹

[4] تفسیرابن کثیر ۴۴۱/۳

اور اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو کر صالح علیہ السلام سے کہہ دیا کہ اگر تو واقعی پیغمبروں میں سے ہے تو لے آ وہ دردناک عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے، صالح علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے قوم کو خبردار کر دیا کہ تین دن مزید اپنے گھروں میں رہ کر نعمتوں اور لذتوں سے استفادہ کرلو اس کے بعد تمہارے حصے میں کوئی لذت نہ ہو گی، اس کے بعد اللہ کا عذاب نازل ہو جائے گا جسے تم ٹال نہ سکو گے۔ جیسے فرمایا

...فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ [۱]

ترجمہ: اس پر صالح علیہ السلام نے ان کو خبردار کر دیا کہ بس تین دن اپنے گھروں میں اور رہ بس لو یہ ایسی معیاد ہے جو جھوٹی نہ ثابت ہو گی۔

آخر کار تین دن کے بعد ایک وقت مقررہ پر آسمان سے سخت کڑاکا ہوا جس کی ہولناک دہشت انگیز چنگھاڑ نے ان کے کلیجے پھاڑ دیئے اور اس کے ساتھ ہی نیچے سے زبردست زلزلے نے سونے پر سہاگا کا کام کیا اور ایک ہی ساعت میں وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے، جیسے فرمایا

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ [۲]

ترجمہ: ہم نے ان پر بس ایک ہی دھماکا چھوڑا اور وہ باڑے والے کی روندی ہوئی باڑھ کی طرح بھس ہو کر رہے گئے۔

اور عذاب سے پہلے صالح علیہ السلام یہ کہتے ہوئے ان کی بستیوں سے نکل گے کہ اے میری قوم! میں نے اپنے رب کا پیغام پوری امانت و دیانت کے ساتھ تجھے پہنچادیا اور میں نے تیری بہت خیر خواہی کی، مگر میں کیا کروں کہ تجھے اپنے خیر خواہ پسند ہی نہیں ہیں، نو ہجری میں تبوک جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان کے مساکن اور وادی سے گزر ہوا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لاَ تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلاَءِ المُعَذَّبِينَ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلاَ تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ، لاَ يُصِيبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا ان عذاب والوں کے آثار سے گزرو تو روتے ہوئے گزرو (یعنی عذاب الٰہی سے پناہ مانگتے ہوئے گزرو) اگر تم اس موقع پر رو نہ سکو تو ان سے گزرو ہی نہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی ان جیسا عذاب آجائے۔ [۳]

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ

اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کا تم سے پہلے کسی نے

مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ

دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا، تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر،

---

[۱] ہود ۶۵

[۲] القمر ۳۱

[۳] صحیح بخاری کتاب الصلوۃ بَابُ الصَّلاَةِ فِي مَوَاضِعِ الخَسْفِ وَالعَذَابِ ۴۳۳ ،صحیح مسلم کتاب الزھد بَابُ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ، إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ ۷۴۶۵

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ مَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ

بلکہ تم تو حد ہی سے گزر گئے ہو، اور ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا بجز اس کے آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو اپنی

مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾

بستی سے نکال دو، یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں، سو ہم نے لوط (علیہ السلام) کو اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا

فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ

بجز ان کی بیوی کے کہ وہ ان ہی لوگوں میں رہی جو عذاب میں رہ گئے تھے، اور ہم نے ان پر خاص طرح کا مینہ برسایا

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ (الاعراف ۸۰ تا ۸۴)

پس دیکھو تو سہی ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا؟۔

قوم لوط:

اور لوط علیہ السلام (جو ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے تھے) کو ہم نے خلعت رسالت سے نواز کر سرسبز و شاداب علاقہ میں قیام پذیر اہل سدوم کی طرف مبعوث کیا، انہوں نے بھی ہر نبی کی بنیادی دعوت کے مطابق اپنی قوم کو اللہ کی توحید اور اپنی اطاعت کی دعوت پیش کی اور دوسری بڑی خرابی کا ذکر کیا کہ کیا تم ایسے بے حیا ہو گئے ہو کہ وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا؟ تم عورتوں کو چھوڑ کر جن کو اللہ نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے، جن سے تمتع کرنا فطرت اور جبلی شہوت کے مطابق ہے خلاف فطرت مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو، جیسے فرمایا

قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ [1]

ترجمہ: لوط علیہ السلام نے کہا اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو یہ میری (قوم کی) بیٹیاں موجود ہیں! ۔

حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود کو پھلانگتے ہو اور اس کے محرمات کے ارتکاب کی جسارت کرتے ہو، اس کے جواب میں ان کی قوم نے کہا

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ [2]

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا تجھے تو معلوم ہی ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ہے اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ ہم چاہتے کیا ہیں۔

لوط علیہ السلام کی قوم اخلاقی پستی میں اس حد تک گر چکی تھی کہ انہیں اپنے درمیان چند نیک انسانوں اور نیکی کی طرف دعوت دینے والوں اور برائی سے روکنے والوں کا وجود تک گوارا نہ تھا، اس لئے نصیحت پر کان دھرنے کے بجائے قوم نے بطور استہزا کے کہا کہ نکالو ان لوگوں کو اپنی بستیوں سے بڑے پاکباز بنتے ہیں یہ،

[1] الحجر ۷۱

[2] ہود ۷۹

عَنْ مُجَاهِدٍ:{إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ} قَالَ:مِنْ أَدْبَارِ الرِّجَالِ وَأَدْبَارِ النِّسَاءِ

مجاہد رحمہ اللہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ ”بڑے پاکباز بنتے ہیں یہ۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ مردوں اور عورتوں کی شرم گاہوں سے پاک رہنا چاہتے ہیں۔ ①

آخر کار عذاب نازل ہونے سے قبل ہم نے لوط علیہ السلام اور اس کے گھر والوں کو بجز اس کی بیوی کے جو ایمان نہیں لائی تھی اور جس کی ہمدردیاں مجرمین کے ساتھ تھیں کو اس علاقہ سے بچا کر نکال دیا، جیسے فرمایا

فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾ ②

ترجمہ: پھر ہم نے ان سب لوگوں کو نکال لیا جو اس بستی میں مومن تھے اور وہاں ہم نے ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا۔

اور پھر اس قوم کی بستیوں کو صبح کے وقت الٹ پلٹ کر دیا اور پھر ان پر نشان زدہ پتھروں کی تابڑ توڑ بارش برسائی، جیسے فرمایا

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ ﴿٨٢﴾ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ... ﴿٨٣﴾ ③

ترجمہ: پھر جب ہمارے فیصلہ کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اس بستی کو تل پٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا۔

پھر اے محمد ﷺ! دیکھو جو لوگ علانیہ اللہ کی معاصی کا ارتکاب اور پیغمبروں کی تکذیب کرتے ہیں کہ ان مجرموں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ عمل لواطت کتنا بڑا گناہ ہے اس کے بارے فرمایا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ، وَالْمَفْعُولَ بِهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے تم لوطی فعل کرتے پاؤ (چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ) تو فاعل اور مفعول (دونوں) کو قتل کر دو۔ ④

اسی طرح اگر کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ عمل قوم لوط کرے تو اس کے گناہ کے بارے میں فرمایا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت سے دبر میں مباشرت کرے وہ ملعون ہے۔ ⑤

---

① تفسیر طبری ۱۲/۵۵۰

② الذاریات ۳۶،۳۵

③ هود ۸۲، ۸۳

④ مسند احمد ۲۷۳۲،سنن ابوداود کتاب الحدود بَابٌ فِيمَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ ۴۴۶۲،جامع ترمذی کتاب الحدود بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ اللُّوطِيِّ ۱۴۵۶،سنن ابن ماجه کتاب الحدود بَابُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ ۲۵۶۳

⑤ سنن ابوداود کتاب النکاح بَابٌ فِي جَامِعِ النِّكَاحِ ۲۱۶۲، مسند احمد ۹۷۳۳،۱۰۲۰۶

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس مرد کی طرف ہر گز نظر رحمت سے نہ دیکھے گا جو عورت سے دبر میں مباشرت کرے۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ أَتَى كَاهِنًافَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ ،امْرَأَتَهُ حَائِضًا أَوْ أَتَى امْرَأَةً،مْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ

ایک اور روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کاہن کے پاس گیا جو غیب کی خبریں دیتا ہو اور اس کی پیشین گوئیوں کی تصدیق کی ہے اپنی بیوی سے اس کے ایام حیض میں مجامعت کی، اس کی دبر میں مباشرت کی اس نے اس تعلیم سے کفر کیا جو محمد پر نازل ہوئی ہے۔ [2]

وَ اِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاهُمۡ شُعَیۡبًا ؕ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ

اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ اسلام) کو بھیجا، انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو

مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ ؕ قَدۡ جَآءَتۡکُمۡ بَیِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ فَاَوۡفُوا الۡکَیۡلَ

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے، پس تم ناپ اور

وَ الۡمِیۡزَانَ وَ لَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَهُمۡ

تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو، اور روئے زمین میں اس کے بعد اس کی

وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۚ﴿۸۵﴾

درستی کردی گئی فساد مت پھیلاؤ، یہ تمہارے لیے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو،

وَ لَا تَقۡعُدُوۡا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوۡعِدُوۡنَ وَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ

اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کے راہ سے روکو

مَنۡ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذۡکُرُوۡۤا اِذۡ کُنۡتُمۡ قَلِیۡلًا فَکَثَّرَکُمۡ ۪ وَ انۡظُرُوۡا کَیۡفَ

اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو، اور اس حالت کو یاد کرو جب تم کم تھے پھر اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ

[1] صحیح ابن حبان ۴۲۰۳،سنن ابن ماجه كتاب النكاح بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ ۱۹۲۴، مسند احمد ۸۵۳۲

[2] سنن ابوداودكتاب الكهانة والتطير بَابٌ فِي الْكَاهِنِ ۳۹۰۴، جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِتْيَانِ الحَائِضِ ۱۳۵،سنن ابن ماجه كتاب الطهارةبَابُ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ الْحَائِضِ ۶۳۹

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ

کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا، اور اگر تم میں سے کچھ لوگ اس حکم پر جس کو دے کر مجھ کو بھیجا گیا ایمان لے آئے ہیں

وَ طَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ

اور کچھ ایمان نہیں لائے تو ذرا ٹھہر جاؤ! یہاں تک کہ ہمارے درمیان اللہ فیصلہ کئے دیتا ہے

وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ (الاعراف ۸۵ تا ۸۷)

اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

قوم شعیب علیہ السلام:

اور حجاز کے راستے میں معان کے قریب قیام پذیر ایک معروف قبیلہ مدین کی طرف ہم نے انہی کی قوم کے ایک فرد شعیب علیہ السلام کو مبعوث کیا ،دوسرے مقام پر مدین والوں کو اصحاب الایکہ کہا گیا ہے۔

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ [1]

ترجمہ: اصحاب الایکہ نے رسولوں کو جھٹلایا یاد کرو جب کہ شعیب علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کیا تم ڈرتے نہیں ؟۔

شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی توحید کی دعوت دیتے ہوئے کہا اے برادران قوم! طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو، اس پوری کائنات میں اس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے، وہ وحدہ لاشریک ہے، کوئی اس کا معاون نہیں کوئی اس کا شریک نہیں اور قوم کی اخلاقی پستی اور گراوٹ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی صاف رہنمائی آ گئی ہے لہذا وزن اور پیمانے پورے کرو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو، جیسے فرمایا

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾ [2]

ترجمہ: تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لئے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں گھاٹا دیتے ہیں۔

اور زمین میں دین حق اور اخلاق صالحہ پر زندگی کا جو نظام انبیائے سابقین کی ہدایت ورہنمائی میں قائم ہو چکا ہے اسے اپنی اعتقادی گمراہیوں اور اخلاقی بدراہیوں سے خراب نہ کرو ، اگر واقعی تم مومن ہو تو تمہارے نزدیک خیر وبھلائی، راستبازی اور دیانت میں ہونی چاہیے اور تمہارا معیار خیر وشران دنیا پرستوں سے مختلف ہونا چاہیے جو اللہ اور آخرت کو نہیں مانتے، زندگی کے ہر راستے پر رہزن بن کر نہ بیٹھ جاؤ کہ لوگوں کو خوف زدہ کرنے اور ایمان لانے والوں کو اللہ کے راستے سے روکنے لگو اور اللہ کی سیدھی راہ کو ٹیڑھا کرنے کے درپے ہو جاؤ، یاد کرو وہ زمانہ کہ تم قلیل التعداد تھے پھر اللہ نے اپنی رحمت سے تمہیں بیویاں، نسل، صحت، بے حساب رزق اور دشمن سے محفوظ کر کے تمہیں کثیر

[1] الشعراء ۱۷۶،۱۷۷

[2] المطففین ۱تا ۳

التعداد اور زور آور کر دیا، رب کی اس نعمت کا شکر ادا کرو، آنکھیں کھول کر اپنے چاروں طرف پھیلے ہوئے تباہ شدہ اقوام کے آثار و کھنڈرات کو دیکھو کہ دنیا میں مفسدوں کا کیا انجام ہوا ہے، اللہ نے ہر قوم کو ان کے ظلم وجبر کے سبب نیست و نابود کر کے نشان عبرت بنا دیا، اگر تم میں سے ایک گروہ اس تعلیم پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں ایمان لاتا ہے اور دوسرا ایمان نہیں لاتا تو صبر کے ساتھ دیکھتے رہو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے، اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے، پس وہ اہل حق کی نصرت فرمائے گا اور حق کی تکذیب کرنے والوں پر عذاب واقع کرے گا، جیسے فرمایا

...فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝۵۲ [1]

ترجمہ: اچھا تو اب تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ

ان قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور آپ کے ہمراہ جو ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا

الا یہ کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ، شعیب (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آجائیں گو ہم اس

كٰرِهِيْنَ ۝۸۸ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ

کو مکروہ ہی سمجھتے ہوں، ہم تو اللہ تعالیٰ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہوجائیں گے اگر ہم تمہارے دین میں آجائیں

بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَ مَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس سے نجات دی اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں پھر آجائیں،

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ

لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے مقدر کیا ہو، ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے، ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں،

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝۸۹ (الاعراف ۸۸،۸۹)

اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور رہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے

اس کی قوم کے متکبر اور سرکش سرداروں نے جنہوں نے اپنی لذات میں مستغرق ہو کر اپنی خواہشات نفس کی پیروی کی تھی ایمان و توحید کی دعوت کو ہی رد نہیں کیا بلکہ اس سے بھی تجاوز کر کے اللہ کے پیغمبر اور اس پر ایمان لانے والوں کو دھمکی دی کہ یا تو اپنے آبائی مذہب پر واپس آجاؤ، نہیں تو ہم تمہیں اپنی بستی سے جلاوطن کر دیں گے، شعیب علیہ السلام نے تعجب سے جواب دیا کیا ہمیں زبردستی آباؤ اجداد کے مشرکانہ ملت

[1] التوبة ۵۲

پر پھیرا جائے گا خواہ ہم تمہارے دین سے بیزار ہی ہوں، اگر ہم تمہاری مشرکانہ ملت میں پلٹ آئیں جبکہ اللہ ہمیں اس سے نجات دے چکا ہے تو ہم اللہ پر جھوٹ گھڑنے اور بہتان طرازی کرنے والے ہوں گے، راہ راست پر آجانے کے بعد ہمارے لئے تو تمہارے آباؤ اجداد کے دین کی طرف پلٹنا اب کسی طرح ممکن نہیں الا یہ کہ اللہ ہمارا رب ہی ایسا چاہے، ہمارے رب کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، وہ جانتا ہے کہ بندوں کے لئے کیا درست ہے اور کس چیز کے ذریعے سے وہ بندوں کی تدبیر کرے، ہمارا تمام کاموں میں توکل اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے، ہمیں اس پر اعتماد ہے کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر پر ثابت قدم رکھے گا اور جہنم کے تمام راستوں سے ہمیں بچائے گا، ہم پر اپنی نعمت کا اتمام فرمائے گا اور اپنے عذاب سے محفوظ رکھے گا، اے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾

اور ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا اگر تم شعیب (علیہ السلام) کی راہ پر چلو گے تو بیشک بڑا نقصان اٹھاؤ گے،

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۱﴾ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا

پس ان کو زلزلے نے آپکڑا سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے، جنھوں نے شعیب (علیہ السلام) کی

كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۛۚ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا

تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہوگئی جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے، جنھوں نے شعیب (علیہ السلام) کی تکذیب کی

كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ

وہی خسارے میں پڑ گئے، اس وقت شعیب (علیہ السلام) ان سے منہ موڑ کر چلے گئے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم! میں نے

اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۹۳﴾ (الاعراف ۹۰ تا ۹۳)

تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچا دیئے تھے اور میں نے تو تمہاری خیر خواہی کی، پھر میں ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں۔

اس کی قوم کے سرداروں نے جو دعوت حق کو رد کر چکے تھے ایک دوسرے کو شعیب علیہ السلام کی اتباع سے ڈراتے ہوئے کہا کہ شعیب علیہ السلام جس ایمان داری اور راست بازی کی دعوت دے رہا ہے اور اخلاق و دیانت کے جن مستقل اصولوں کی پابندی کرانا چاہتا ہے اگر ان کو مان لو گے تو برباد ہو جاؤ گے، اسی طرح اگر بے ضرر اور پر امن ہو کر قافلوں کو چھیڑ نا بند کر دو گے تو جو معاشی اور سیاسی فوائد تمہیں حاصل ہیں وہ سب ختم ہو جائیں گے، اور آس پاس کی قوموں پر ہماری جو دھونس قائم ہے وہ باقی نہیں رہے گی، آخر ایک وقت مقررہ پر ایک زبر دست زلزلے نے ان کو آلیا، ایک مقام پر صَّیْحَةُ (چیخ، دھماکا، کڑاکا) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

...وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ... ﴿۹۴﴾ [1]

(۱) ھود ۹۴

ترجمہ: اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک سخت دھماکے نے آ پکڑا۔

ایک مقام پر ظُلَّۃِ (بادل کا سایہ) کے الفاظ استعمال ہوئے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٨٩﴾ [1]

ترجمہ: انہوں نے اسے جھٹلا دیا آخر کار چھتری والے دن کا عذاب ان پر آ گیا اور وہ بڑے ہی خوفناک دن کا عذاب تھا۔

یعنی تینوں عذاب ان پر ایک ساتھ آئے، پہلے بادل نے ان پر سایہ کیا جس میں شعلے، چنگاریاں اور آگ کے بھبھوکے تھے، پھر آسمان سے سخت قسم کا دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی زمین میں بھونچال آ گیا جس سے ان کی روحیں پرواز کر گئیں اور وہ اپنے گھروں میں بے جان لاشے ہو کر پرندوں کی طرح گھٹنوں میں منہ دے کر اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے، جن لوگوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا اور اللہ کے رسول اور ان کے پیروکاروں کو اپنی بستیوں سے نکالنے پر تلے ہوئے تھے، اللہ کے عذاب کے بعد وہ ایسے مٹے کہ گویا کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے، اللہ کے عذاب نے ان کو لہو ولعب اور لذات کی دنیا سے نکال کر حزن وغم، عقوبت اور ہلاکت کے گڑھوں میں منتقل کر دیا، اور وفور جذبات میں شعیب علیہ السلام یہ کہہ کر ان کی بستیوں سے نکل گیا کہ اے برادران قوم! میں نے اپنے رب کے پیغامات پوری امانت و دیانت سے تمہیں پہنچا دیئے اور تمہاری خیرخواہی اور غمخواری کا حق ادا کر دیا ہے اب میں اس معذب قوم پر کیوں رنج وغم کر کے اپنی جان ہلکان کروں جو قبول حق سے انکار کرتی اور کفر وشرک پر ڈٹی رہی ہے۔

اوپر مختلف اقوام کے جتنے عبرت ناک قصے بیان کیے گئے ہیں وہ سب قریش مکہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے پورے چسپاں ہوتے ہیں، ہر قصہ میں ایک فریق نبی ہے جس کی تعلیم، جس کی دعوت، جس کی نصیحت وخیرخواہی اور جس کی ساری باتیں بعینہ وہی ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیں اور دوسرا فریق حق سے منہ موڑنے والی قوم ہے جس کی اعتقادی گمراہیاں، جس کی اخلاقی خرابیاں، جس کی جاہلانہ ہٹ دھرمیاں، جس کے سرداروں کا استکبار، جس کے منکروں کی اپنی ضلالت پر اصرار الغرض سب کچھ وہی ہے جو قریش میں پایا جاتا تھا، پھر ہر قصے کا جو انجام پیش کیا گیا ہے اس سے دراصل قریش کو عبرت دلائی گئی ہے کہ اگر تم نے اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر کی دعوت کو تسلیم نہ کیا اور اصلاح حال کا یہ موقع ضائع کر دیا تو تمہیں بھی تباہ شدہ اقوام کی طرح تباہی وبربادی سے دوچار ہونا پڑے گا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿٩٤﴾

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا کہ وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے سختی اور تکلیف میں نہ پکڑا ہو تاکہ وہ گڑگڑائیں،

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰي عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَاۗءَنَا الضَّرَّاۗءُ

پھر ہم نے اس بدحالی کی جگہ خوش حالی بدل دی، یہاں تک کہ ان کو خوب ترقی ہوئی اور کہنے لگے کہ ہمارے آباؤاجداد کو بھی تنگی

وَالسَّرَّاۗءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩٥﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓي اٰمَنُوْا

اور راحت پیش آئی تھی تو ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا اور ان کو خبر بھی نہ تھی، اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے

[1] الشعراء ۱۸۹

وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ

اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا

اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا، کیا پھر بھی ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب شب

بَيَاتًا وَّ هُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا

کے وقت آ پڑے جس وقت وہ سوتے ہوں، اور کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر

ضُحًى وَّ هُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ

ہمارا عذاب دن چڑھے آ پڑے جس وقت کہ وہ اپنے کھیلوں میں مشغول ہوں، کیا پس وہ اللہ کی اس پکڑ سے بے فکر ہو گئے،

فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ (الاعراف ۹۶تا۹۹)

سو اللہ کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔

مختلف انبیاء اور ان کی قوموں کا معاملہ الگ الگ بیان کرنے کے بعد جامع ضابطہ بیان فرمایا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے کسی بستی میں نبی بھیجا ہو اور اس بستی کے لوگوں نے اس دعوت کا مذاق اور رسول کی تکذیب نہ کی ہو، ان اقوام کو راہ راست کی طرف پھیرنے کے لئے ہم نے انہیں مصائب، قدرتی آفات اور بیماریوں میں مبتلا کیا کہ شاید ان کی فخر و غرور سے اکڑی ہوئی گردن ڈھیلی ہو، اس کا غرور طاقت اور نشہ دولت ٹوٹ جائے، ان کے سخت دل نرم پڑ جائیں اور انہیں محسوس ہو جائے کہ سب کچھ ان کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ اوپر کوئی اور بالا دست طاقت بھی ہے جس کے ہاتھ میں ان کی قسمت کی باگیں ہیں، اور وہ حقیقت حال سے واقف ہو کر اللہ کی طرف رجوع کریں اور اس کی بارگاہ میں عاجزی سے گڑگڑائیں، مگر قحط، قدرتی وبائیں، تجارتی خسارے، جنگی شکست اور اسی طرح کی دوسری تکالیف سے بھی جب ان کے اندر رجوع الی اللہ کا داعیہ پیدا نہ ہوا اور وہ اپنے تکبر پر جمے رہے اور اپنی سرکشی میں بڑھتے ہی چلے گئے تو ہم نے ان کی تنگ دستی کو خوش حالی سے، فقیری کو امیری سے اور بیماری کو صحت و عافیت کے فتنہ سے بدل دیا، یہاں تک کہ وہ خوب پھلے پھولے اور اس بات کو بھول گئے کہ ان پر کیا تکالیف اور مصیبتیں نازل ہوئی تھیں، اور دونوں حالتوں میں قدرت الٰہی اور اس کے ارادہ کو سمجھنے میں ناکام ہو کر کہنے لگے کہ حالات کا اتار چڑھاؤ اور قسمت کا بگاڑ اور بناؤ میں اللہ کی کسی تدبیر کا کوئی دخل نہیں بلکہ یہ تو انقلابات زمانہ اور گردش لیل و نہار ہے، ہمارے اسلاف پر بھی رنج و راحت کے حالات آتے ہی رہے ہیں، جبکہ مومنین کا حال اس سے مختلف ہوتا ہے،

عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی حالت پر تعجب ہے اس کا ثواب کہیں نہیں گیا، یہ بات کسی کو حاصل نہیں

ہے،اگر اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے اور جو اس کو نقصان پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے۔ (۱)

پس مومن رنج و راحت دونوں میں اپنی آزمائش کو سمجھ لیتا ہے، آخر کار ایک وقت مقررہ پر ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا اور انہیں خبر تک نہ ہوئی،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَوْتِ الْفَجْأَةِ؟ فَقَالَ: رَاحَةٌ لِلْمُؤْمِنِ، وَأَخْذَةُ أَسَفٍ لِلْفَاجِرِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک موت کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچانک موت مومن کے لیے رحمت ہے اور کافر کے لیے افسوس ناک پکڑ۔ (۲)

یہی ضابطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے موقع پر بھی برتا گیا اور شامت زدہ قوموں کے جس طرز عمل کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے ٹھیک وہی طرز عمل اس سورۂ کے نزول کے زمانہ میں قریش والوں سے ظاہر ہو رہا تھا،

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوهُ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ، فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ، يَعْنِي كُلَّ شَيْءٍ، حَتَّى كَانُوا يَأْكُلُونَ المَيْتَةَ، فَكَانَ يَقُومُ أَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ الجَهْدِ وَالجُوعِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دعوت اسلام پیش کی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور آپ کے ساتھ سرکشی کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بد دعا کی کہ اے اللہ! میری ان کے خلاف یوسف علیہ السلام جیسے قحط کے ذریعہ مدد فرما (اللہ تعالیٰ نے دعا کو مقبول فرمایا) چنانچہ قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہوگئی، حتی کہ لوگ مردار کھانے لگے، کوئی شخص کھڑا ہو کر آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک اور فاقہ کی شدت کی وجہ سے آسمان اور اس کے درمیان دھواں ہی دھواں نظر آتا۔ (۳)

آخر کار اہل مکہ نے جن میں ابوسفیان پیش پیش تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمارے لئے اللہ سے دعا فرمائیں، مگر جب آپ کی دعا سے اللہ نے وہ برا وقت ٹال دیا اور بھلے دن آئے تو ان لوگوں کی گردنیں پہلے سے زیادہ اکڑ گئیں اور جن کے دل تھوڑے بہت پسیج گئے تھے ان کو بھی اشرار قوم نے یہ کہہ کہہ کر ایمان سے روکنا شروع کر دیا کہ یہ تو گردش لیل و نہار ہے، پہلے بھی آخر قحط آتے رہے ہیں یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے کہ اس مرتبہ ایک لمبا قحط پڑ گیا لہذا اس بات سے دھوکا کھا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتوں میں نہ پھنس جانا، فرمایا اگر بستیوں کے لوگ صدق دل سے ایمان لاتے، ان کے اعمال اس ایمان کی تصدیق کرتے، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے، یعنی عام طور پر ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اگر اللہ کے دین پر عمل کرنے لگیں تو ہماری دنیا تباہ ہو جائے گی، اور کہا جاتا ہے کہ دین کی خاطر دنیا کو قربان کرنا پڑتا ہے، اس غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

(۱) صحیح مسلم کتاب الزھدبَابُ الْمُؤْمِنُ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ۷۵۰۰

(۲) مسند احمد ۲۵۰۴۲

(۳) صحیح بخاری کتاب تفسیرالقرآن سورة الدخان بَابُ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۴۸۲۱

دین پر عمل کرنے میں دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی ہے اور اسے چھوڑنے پہ دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے، مگر انہوں نے تو دعوت حق اور رسولوں کو جھٹلایا اور برائیوں اور حرام کاریوں سے نہ ہٹے، ہم نے اپنی سنت کے مطابق ایک مقررہ وقت تک انہیں سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے ڈھیل دی، پھر اچانک ہم نے اس بری کمائی کے حساب میں انہیں پکڑ لیا جو وہ سمیٹ رہے تھے، جیسے فرمایا

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۱﴾ (۱)

ترجمہ: خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے ان کو ان کے بعض اعمال کا شاید کہ وہ باز آئیں۔

اور کیا بستیوں کے لوگ اب اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا دردناک عذاب کبھی اچانک ان پر رات کے وقت نہ آجائے گا جب کہ وہ سوتے پڑے ہوں؟ یا انہیں اطمینان ہو گیا ہے کہ ہمارا مضبوط ہاتھ کبھی یکایک ان پر دن کے وقت نہ پڑے گا جب کہ وہ کھیل کود رہے ہوں؟ کیا یہ لوگ اللہ کی چال سے بے خوف ہیں؟ حالانکہ اللہ کی خفیہ چال سے وہی قوم بے خوف ہوتی ہے جو تباہ ہونے والی ہو۔

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، رَحِمَهُ اللَّهُ: الْمُؤْمِنُ يَعْمَلُ بِالطَّاعَاتِ وَهُوَ مُشْفِق وَجِل خَائِفٌ، وَالْفَاجِرُ يَعْمَلُ بِالْمَعَاصِي وَهُوَ آمِنٌ

حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ مومن نیک کام کرتے ہوئے بھی ڈرتا، لرزتا اور خوف کھاتا ہے اور فاجر گناہ کے کام کرتے ہوئے بھی امن وسکون میں رہتا ہے۔ (۲)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ،أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْكَبَائِرُ؟قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ،وَالْإِيَاسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ،وَالْقَنُوطُ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اللہ کی تدبیر اور گرفت سے بے خوف ہونا۔ (۳)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ: الْإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَالْأَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللهِ، وَالْقَنُوطُ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ، وَالْيَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونا، اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا اور اللہ کے فضل سے مایوس ہونا۔ (۴)

أَوَ لَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا

اور کیا ان لوگوں کو جو زمین کے وارث ہوئے وہاں کے لوگوں کی ہلاکت کے بعد (ان واقعات مذکور میں ہیں) یہ بات نہیں بتلائی

---

(۱) الروم ۴۱

(۲) تفسیر ابن کثیر ۳/۴۵۱

(۳) مجمع الزوائد ۱/۱۰۴،۳۹۱

(۴) المعجم الکبیر للطبرانی ۸۷۸۴

اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے جرائم کے سبب ان کو ہلاک کر ڈالیں اور ہم ان کے دلوں پر بند لگادیں، پس وہ نہ سن سکیں،

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

ان بستیوں کے کچھ کچھ قصے ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں اور ان سب کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لے کر آئے،

فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

پھر جس چیز کو انہوں نے ابتدا میں جھوٹا کہہ دیا یہ بات نہ ہوئی کہ پھر اس کو مان لیتے، اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر بند

وَ مَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَ اِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ (الاعراف ۱۰۰تا۱۰۲)

لگادیتا ہے اور اکثر لوگوں میں وفائے عہد نہ دیکھا اور ہم نے اکثر لوگوں کو بے حکم ہی پایا۔

اور کیا ان لوگوں کو جو تباہ شدہ اقوام کے بعد زمین کے وارث ہوئے ہیں اس امر واقعی نے کچھ سبق نہیں دیا کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے قصوروں پر انہیں پکڑ سکتے ہیں؟ مگر وہ سبق آموز حقائق سے تغافل برتتے ہیں جیسے فرمایا

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ [1]

ترجمہ: پھر کیا ان لوگوں کو (تاریخ کے اس سبق سے) کوئی ہدایت نہ ملی کہ ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کی (برباد شدہ) بستیوں میں آج یہ چلتے پھرتے ہیں؟ درحقیقت اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سلیم رکھنے والے ہیں۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ [2]

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کو (ان تاریخی واقعات میں) کوئی ہدایت نہیں ملی کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کی جگہوں میں آج یہ چلتے پھرتے ہیں؟ اس میں بڑی نشانیاں ہیں، کیا یہ سنتے نہیں ہیں؟۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾ [3]

ترجمہ: ان سے پہلے ہم کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں پھر آج کہیں تم ان کا نشان پاتے ہو یا ان کی بھنک بھی کہیں سنائی دیتی ہے۔

اور جب وہ تاریخ سے اور عبرتناک آثار کے مشاہدے سے سبق نہیں لیتے، اللہ تعالیٰ انہیں خبردار کرے تو وہ متنبہ نہیں ہوتے، پیغمبر انہیں نصیحت کرے مگر وہ نصیحت نہیں پکڑتے اور مسلسل گناہوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں تو سزا کے طور پر ہم ان کے دلوں پر مہر لگادیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حق کی آواز کے لئے ان کے کان بند ہو جاتے ہیں، ان کی آنکھیں اللہ کے بصائر نہیں دیکھتیں پھر انذار اور وعظ و نصیحت ان

---

[1] طه ۱۲۸

[2] السجدة ۲۶

[3] مریم ۹۸

کے لئے بیکار ہو جاتے ہیں، یہ قومیں جن کے قصے ہم تمہیں سنا رہے ہیں تمہارے سامنے مثال میں موجود ہیں ان کے رسول ان کے پاس واضح دلائل و براہین اور معجزات لے کر آئے مگر جس دعوت کو وہ جاہلی تعصّبات یا نفسانی اغراض کی بنا پر ایک دفعہ جھٹلا چکے تھے پھر باوجود دلائل کے بھی وہ اس پر ایمان نہ لائے، دیکھو اس طرح ہم منکرین حق کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں، جیسے فرمایا

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰۹ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۱۰ (۱)

ترجمہ: یہ لوگ کڑی کڑی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر کوئی نشانی (یعنی معجزہ) ہمارے سامنے آجائے تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے، اے نبی! ان سے کہو نشانیاں تو اللہ کے اختیار میں ہیں اور تمہیں کیسے سمجھایا جائے کہ اگر نشانیاں آبھی جائیں تو یہ ایمان لانے والے نہیں، ہم اسی طرح ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی مرتبہ اس (کتاب) پر ایمان نہیں لائے تھے، ہم انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکنے کے لئے چھوڑے دیتے ہیں۔

ہم نے ان میں سے اکثر میں کوئی پاس عہد نہ پایا بلکہ اکثر کو فاسق ہی پایا، روز اول تمام بنی آدم سے عہد لیا گیا تھا

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ...ۙ ۝۱۷۲ (۲)

اور اے نبی ﷺ! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا کیا میں تمارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے اسی پر انہیں پیدا کیا، اسی فطرت اور جبلت میں رکھا گیا اور اسی کی تاکید کے لئے انبیاء مبعوث ہوتے رہے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ... ۝۳۶ (۳)

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہو گئی۔

لیکن انہوں نے اپنے پروردگار سے کیے ہوئے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا اور اس عہد کے خلاف غیر اللہ کی پرستش شروع کر دی، اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک، رازق اور لائق عبادت مان کر آئے تھے لیکن دنیا میں اس کے سراسر خلاف کرنے لگے اور بلا دلیل، خلاف عقل و نقل، خلاف فطرت اور خلاف شرع اللہ کے دوسروں کی عبادت میں لگ گئے،

(۱) الانعام ۱۱۰،۱۰۹

(۲) الاعراف ۱۷۲

(۳) النحل ۳۶

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ،وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے تمام بندوں کو دین اسلام پر پیدا کیا تھا مگر شیطانوں نے ان کے پاس آ کر انہیں دین سے بہکا دیا اور ان کے لیے وہ چیزیں حرام قرار دے دیں جو میں نے ان کے لیے حلال قرار دی تھیں۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَثَلِ البَهِيمَةِ تُنْتَجُ البَهِيمَةَ هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی، مجوسی بنا لیتے ہیں، بالکل اس طرح جیسے جانور کے بچے صحیح سالم ہوتے ہیں کیا تم نے (پیدائشی طور پر) ان کے جسم کے کسی حصہ کو کٹا ہوا دیکھا ہے۔ [2]

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ىِٕهٖ

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے دلائل دے کر فرعون اور اس کے امرا کے پاس بھیجا مگر ان لوگوں نے

فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ قَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ

ان کا بالکل حق ادا نہ کیا، سو دیکھئے ان مفسدوں کا کیا انجام ہوا؟ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے فرعون!

اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبر ہوں، میرے لیے یہی شایان ہے کہ بجز سچ کے اللہ کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں،

حَقِيْقٌ عَلٰۤى اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی دلیل بھی لایا ہوں،

قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ

سو تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے، فرعون نے کہا اگر آپ کوئی معجزہ لے کر آئے ہیں

بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ

تو اس کو اب پیش کیجئے! اگر آپ سچے ہیں، پس آپ نے اپنا عصا ڈال دیا، سو دفعتاً وہ صاف ایک اژدھا بن گیا اور اپنا ہاتھ

[1] صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ الصِّفَاتِ الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ ۷۲۰۷

[2] صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلاَدِ الْمُشْرِكِينَ ۱۳۸۵، صحیح مسلم کتاب القدر:بَابُ مَعْنَى كُلِّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَحُكْمِ مَوْتِ أَطْفَالِ الْكُفَّارِ وَأَطْفَالِ الْمُسْلِمِينَ ۶۷۵۵

فَاِذَا ہِیَ ثُعۡبَانٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّ نَزَعَ یَدَہٗ فَاِذَا ہِیَ بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ (الاعراف ۱۰۳تا۱۰۸)

باہر نکالا سو وہ یکا یک سب دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا۔

قوم نوح علیہ السلام، قوم ہود علیہ السلام، قوم صالح علیہ السلام، قوم لوط علیہ السلام اور قوم شعیب علیہ السلام کے بعد ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو واضح دلائل ومعجزات کے ساتھ فرعون مصر اور اس کی قوم کے سرکش سرداروں کے پاس بھیجا جس کی بادشاہی شام سے لیبیا تک اور بحر روم کے سواحل سے حبش تک تھی، وہ اس عظیم الشان ملک کا نہ صرف مطلق العنان بادشاہ بلکہ معبود بنا ہوا تھا، مگر انہوں نے بھی ہماری نشانیوں کو (جو خود اپنے من جانب اللہ ہونے پر صریح گواہی دے رہی تھیں) تکبر کے ساتھ جھٹلایا اور انہیں جادوگری قرار دے کر ٹالنے کی کوشش کی حالانکہ ان کے دلوں میں یقین گھر کر چکا تھا، جیسے فرمایا

وَجَحَدُوۡا بِہَا وَاسۡتَیۡقَنَتۡہَاۤ اَنۡفُسُہُمۡ ظُلۡمًا وَّ عُلُوًّا ... ﴿۱۴﴾ [1]

ترجمہ: انہوں نے سراسر ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالاں کہ دل ان کے قائل ہو چکے تھے۔

پس دیکھو کہ دعوت حق کی تکذیب، اللہ کی راہ سے روکنے اور رسولوں کے ساتھ استہزا کرنے والوں کا کیا انجام ہوا، موسیٰ علیہ السلام نے دربار میں پہنچ کر کہا اے فرعون! (جس کا نام منفتہ یا منفتاح تھا اور ہر فرعون کی طرح وہ بھی سورج دیوتا کی اولاد سمجھا جاتا تھا) میں کائنات کے مالک کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں، مجھے یہی لائق ہے کہ اللہ کے بارے میں وہی باتیں کہوں جو سراسر حق ہوں، میں تم لوگوں کے پاس تمہارے رب کی طرف سے اپنی رسالت کی صریح دلیل لے کر آیا ہوں لہٰذا تو بنی اسرائیل کو غلامی سے آزاد کر کے میرے ساتھ بھیج دے تاکہ یہ اپنے آبائی مسکن میں جا کر عزت واحترام کی زندگی گزاریں اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں، جو تمہارا بھی رب ہے، فرعون نے کہا اے موسیٰ! میں تجھے سچا نہیں سمجھتا اور جو مطالبہ تم کر رہے ہو وہ میں نہیں مان سکتا اگر تم واقعی رب العالمین کے نمائندے ہو تو اپنی رسالت کی تصدیق میں کوئی معجزہ لائے ہو تو اسے پیش کرو، اس مطالبہ کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے ہاتھ میں پکڑا ہوا اپنا عصا زمین پر پھینکا اور وہ عصا یکا یک ایک جیتا جاگتا اژدہا بن کر ادھر ادھر دوڑنے لگا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَلْقَى عَصَاهُ، فَتَحَوَّلَتْ حَيَّةً عَظِيمَةً فَاغِرَةً فَاهَا، مُسْرِعَةً إِلَى فِرْعَوْنَ، فَلَمَّا رَأَى فِرْعَوْنُ أَنَّهَا قَاصِدَةٌ إِلَيْهِ، اقْتَحَمَ عَنْ سَرِيرِهِ، فَاسْتَغَاثَ بِمُوسَى أَنْ يَكُفَّهَا عَنْهُ، فَفَعَلَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ''پھینک اپنا عصا۔'' کی تفسیر میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈالی تو وہ ایک ایسے زبردست سانپ کی شکل میں بدل گئی، جو اپنا منہ کھولے ہوئے فوراً فرعون کی طرف لپک رہا تھا، فرعون نے جب یہ دیکھا کہ سانپ اس کی طرف آ رہا ہے تو وہ اپنے تخت سے نیچے اتر آیا اور موسیٰ علیہ السلام سے یہ فریاد کرنے لگا کہ اسے مجھ سے روکو تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے روک دیا۔ [2]

اس طرح کی اور بھی روایات ہیں۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اپنی بغل میں ڈالا اور جب نکالا تو وہ بغیر کسی عیب اور مرض کے سب اہل دربار کے سامنے چمک رہا تھا، جیسے فرمایا

---

[1] النمل ۱۴

[2] تفسیر طبری ۱۶؍۱۳

وَاَدۡخِلۡ يَدَكَ فِيۡ جَيۡبِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ ۔۔۔ ﴿۱۲﴾ (۱)

ترجمہ: اور ذرا اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں توڈالو چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے، یعنی بے عیب۔

ثُمَّ أَعَادَهَا إِلَى كُمِّهِ, فَعَادَتْ إِلَى لَوْنِهَا الْأَوَّلِ موسی علیہ السلام نے جب اسے دوبارہ اپنی بغل میں داخل کیا تو ہاتھ کا رنگ پہلے جیسا ہو گیا (۲)

قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۰۹﴾ يُّرِيۡدُ اَنۡ يُّخۡرِجَكُمۡ

قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے انہوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے، یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری

مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ‌ ۚ فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ وَاَرۡسِلۡ فِى الۡمَدَآئِنِ

سرزمین سے باہر کردے سوتم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو، انہوں نے کہا کہ آپ ان کو ان کے بھائی کو مہلت دیجئے اور شہروں میں

حٰشِرِيۡنَ ۙ﴿۱۱۱﴾ يَاۡتُوۡكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيۡمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرۡعَوۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ كُنَّا

ہر کاروں کو بھیج دیجئے کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لاکر حاضر کردیں، اور وہ جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے، کہنے

نَحۡنُ الۡغٰلِبِيۡنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمۡ وَاِنَّكُمۡ لَمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾ (الاعراف ۱۰۹ تا ۱۱۴)

لگے کہ اگر ہم غالب آگئے تو ہم کو کوئی بڑا صلہ ملے گا؟ فرعون نے کہا ہاں اور تم مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے۔

اس دور میں جادوگری کو بڑا عروج حاصل تھا اس لئے اہل دربار نے ان دونوں نشانیوں کو من جانب اللہ سمجھنے کے بجائے جادوگری گردانا اور آپس میں کہنے لگے یقیناً یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے۔

قَالَ لِلۡمَلَاِ حَوۡلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيۡمٌ ۙ﴿۳۴﴾ (۳)

ترجمہ: فرعون اپنے گردوپیش کے سرداروں سے بولا یہ شخص یقیناً ایک ماہر جادوگر ہے۔

اور اس جادوگری کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ تمہیں تمہاری زمین سے بے دخل کر کے خود قابض ہونا چاہتا ہے، جیسے فرمایا

قَالَ اَجِئۡتَنَا لِتُخۡرِجَنَا مِنۡ اَرۡضِنَا بِسِحۡرِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿۵۷﴾ (۴)

ترجمہ: فرعون کہنے لگا اے موسیٰ! کیا علیہ السلام تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے ہم کو ہمارے ملک سے نکال باہر کرے؟۔

اور سیاسی انقلاب کا خطرہ محسوس کر کے کہنے لگے اگر عوام نے اس کایہ پر اثر جادو دیکھ لیا تو اس کے ہم نوا ہو جائیں گے اور ان کی جمعیت ہماری

(۱) النمل ۱۲

(۲) تفسیر طبری ۱۶/ ۱۳

(۳) الشعراء ۳۴

(۴) طٰہٰ ۵۷

حکومت کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہو گی،اب کہو اس خطرے کا کیا توڑ کیا جائے؟پھر ان سب سرداروں نے ایک رائے پر متفق ہو کر فرعون کو مشورہ دیا کہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی ہارون علیہ السلام کو انتظار میں رکھیے اور تمام شہروں میں ہر کارے بھیج دیجئے کہ ہر ماہر فن جادوگر کو آپ کے پاس لے آئیں،اور ان کے ذریعے سے لاٹھیوں اور رسیوں کو سانپوں میں تبدیل کر کے لوگوں کو دکھادیا جائے تاکہ عامتہ الناس کے دلوں میں اس پیغمبرانہ معجزے سے جو ہیبت بیٹھ گئی ہے وہ اگر بالکلیہ دور نہ بھی ہو تو کم از کم شک ہی میں تبدیل ہو جائے گی اور اس طرح عامتہ الناس میں اس کا اثر رسوخ بڑھ نہیں سکے گا،فرعون نے سرداروں کا مشورہ مان لیا اور موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔

فَلَنَاۡتِيَنَّكَ بِسِحۡرٍ مِّثۡلِهٖ فَاجۡعَلۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكَ مَوۡعِدًا لَّا نُخۡلِفُهٗ نَحۡنُ وَلَاۤ اَنۡتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوۡعِدُكُمۡ يَوۡمُ الزِّيۡنَةِ وَاَنۡ يُّحۡشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرۡعَوۡنُ فَجَمَعَ كَيۡدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ [1]

ترجمہ:اچھا،ہم بھی تیرے مقابلے میں ویسا ہی جادو لاتے ہیں طے کر لیے کب اور کہاں مقابلہ کرنا ہے نہ ہم اس قرارداد سے پھریں گے نہ تو پھریو، کھلے میدان میں سامنے آجا،موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا جشن کا دن طے ہوا اور دن چڑھے لوگ جمع ہوں،فرعون نے پلٹ کر اپنے سارے ہتھکنڈے جمع کیے اور مقابلے میں آ گیا۔

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے وقت طے کر کے اپنے مشیروں کو حکم دیا کہ ہر ماہر فن جادوگر کو دربار میں پیش کیا جائے،چنانچہ جادوگر وقت مقررہ پر فرعون کے پاس آ گئے،جادوگر طالب دنیا تھے،وہ دنیا کمانے کے لئے ہی شعبدہ بازی کا فن سیکھتے تھے اس لئے موقع غنیمت جان کر انہوں نے مقابلہ کے میدان میں کھڑے ہو کر کہا اے فرعون مصر!اگر ہم موسیٰ کے مقابلے میں غالب رہے تو ہمیں اس کا انعام واکرام تو ضرور ملے گا؟فرعون نے جواب دیا ہاں،منہ مانگی اجرت کے ساتھ تم مقرب بارگاہ بھی ہو جاؤ گے،جیسے فرمایا

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوۡا لِفِرۡعَوۡنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ كُنَّا نَحۡنُ الۡغٰلِبِيۡنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمۡ وَاِنَّكُمۡ اِذًا لَّمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ﴿۴۲﴾ [2]

ترجمہ:جب جادوگر میدان میں آئے تو انہوں نے فرعون سے کہا ہمیں انعام تو ملے گا اگر ہم غالب رہے اس نے کہا ہاں،اور تم تو اس وقت مقربین میں شامل ہو جاو گے۔

تاکہ وہ انعام کے لالچ میں موسیٰ کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور انہیں ہار سے ہمکنار کر دیں۔

قَالُوۡا يٰمُوۡسٰۤى اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِىَ وَ اِمَّاۤ اَنۡ نَّكُوۡنَ نَحۡنُ الۡمُلۡقِيۡنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلۡقُوۡا ۚ

ان ساحروں نے عرض کیا اے موسیٰ! خواہ آپ ڈالئے اور یا ہم ہی ڈالیں،(موسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا کہ تم ہی ڈالو،

فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا سَحَرُوۡۤا اَعۡيُنَ النَّاسِ وَ اسۡتَرۡهَبُوۡهُمۡ وَ جَآءُوۡ بِسِحۡرٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۱۶﴾

پس جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کر دی اور ان پر ہیبت غالب کر دی اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھایا،

---

[1] طٰہ ۵۸تا۶۰

[2] الشعراء ۴۲،۴۱

وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اَنۡ اَلۡقِ عَصَاکَ ۚ فَاِذَا ہِیَ تَلۡقَفُ

ہم نے موسیٰ (علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا عصا ڈال دیجئے! سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے ان کے سارے بنے بنائے کھیل کو

مَا یَاۡفِکُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾ ۚ فَوَقَعَ الۡحَقُّ وَ بَطَلَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾ ۚ فَغُلِبُوۡا ہُنَالِکَ وَ انۡقَلَبُوۡا

نگلنا شروع کیا، پس حق ظاہر ہو گیا اور انہوں نے جو کچھ بنایا تھا سب جاتا رہا، پس وہ لوگ اس موقع پر ہار گئے اور خوب ذلیل ہو کر

صٰغِرِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾ ۚ وَ اُلۡقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیۡنَ ﴿۱۲۰﴾ ۚ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۲۱﴾ ۙ

پھرے، اور وہ جو ساحر تھے سجدہ میں گر گئے، کہنے لگے ہم ایمان لائے رب العالمین پر،

رَبِّ مُوۡسٰی وَ ہٰرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ (الاعراف ۱۱۵ تا ۱۲۲)

جو موسیٰ اور ہارون کا بھی رب ہے۔

یوم الزینۃ کو دار السلطنت کے میدان میں اب جادوگر اور موسیٰ مقابلے کے لئے آمنے سامنے آ گئے جادوگروں کو اپنے آپ پر مکمل اعتماد تھا اس لئے موسیٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اے موسیٰ پہلے تم اپنا جادو ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں، جیسے فرمایا

قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِیَ وَ اِمَّاۤ اَنۡ نَّکُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰی ﴿۶۵﴾ [1]

ترجمہ: جادوگر بولے موسی، تم پھینکتے ہو یا پہلے ہم پھینکیں؟۔

دوسری طرف موسیٰ کو اللہ کی تائید حاصل تھی اور انہیں اپنے رب کی نصرت کا کامل یقین تھا اس لئے انہوں نے بغیر کسی خوف و تامل کے جادوگروں کو اپنے ہر طرح کے شعبدے ڈالنے کے لئے کہا تاکہ تمام حاضرین پر واضح ہو جائے کہ جادوگروں کی اتنی بڑی تعداد سے جو فرعون جمع کر کے لے آیا ہے اور اس طرح ان کے ساحرانہ کمال سے وہ خوف زدہ نہیں ہیں، دوسرے جادوگروں کی ساحرانہ شعبدہ بازیاں جب معجزہ ربی سے چشم زدن میں خاک ہو جائیں گی تو یہ لوگوں کے لئے زیادہ متاثر کن ہوگا جس سے ان کی صداقت واضح تر ہو گی اور لوگوں کے لئے اس دعوت کو قبول کرنا سہل ہو جائے گا، اس کے ساتھ جادوگر بھی یقیناً یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ موسیٰ کی پاکیزہ دعوت جادو نہیں بلکہ اسے رب کی تائید و حمائیت حاصل ہے کہ آن واحد میں اس کی ایک لاٹھی ہمارے سارے شعبدہ بازیوں کو نگل گئی، چنانچہ موسیٰ کے انہیں پہل کرنے پر جادوگروں نے بڑے زبردست جادو کا مظاہرہ کیا اور لوگوں کی آنکھوں پر نظر بندی کر کے اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو میدان مقابلہ میں پھینکا جس سے سارا میدان سانپوں سے بھر گیا جو دیکھنے والوں کو دوڑتے ہوئے محسوس ہوتے تھے، اتنے سارے سانپوں کو لہراتے ہوئے دیکھ کر لوگ دہشت زدہ ہو گئے، جادو کے زور سے موسیٰ کو بھی ان کی پھینکی ہوئی رسیاں اور لکڑیاں سانپ کی طرح دوڑتی ہوئی اپنی طرف لپکتی ہوئی محسوس ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا خوف نہ کر تو ہی غالب رہے گا، جیسے فرمایا

فَاَوۡجَسَ فِیۡ نَفۡسِہٖ خِیۡفَۃً مُّوۡسٰی ﴿۶۷﴾ قُلۡنَا لَا تَخَفۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰی ﴿۶۸﴾ وَ اَلۡقِ مَا فِیۡ یَمِیۡنِکَ تَلۡقَفۡ مَا صَنَعُوۡا

---

[1] طٰہٰ ۶۵

اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ (۱)

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ السلام اپنے دل میں ڈر گیا ہم نے کہا مت ڈر تو ہی غالب رہے گا، پھینک جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے ابھی ان کی ساری بناوٹی چیزوں کو نگلے جاتا ہے یہ جو کچھ بنا کر لائے ہیں یہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا خواہ کسی شان سے وہ آئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَلْقَوْا حِبَالًا غِلَاظًا وَخَشَبًا طُوَالًا، قَالَ: فَأَقْبَلَتْ تُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے موٹی موٹی رسیاں اور لمبی لمبی لاٹھیاں ڈالی تھیں اور ان کے جادو کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ میدان میں ادھر ادھر دوڑ رہی ہیں۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اپنا عصا میدان میں پھینک دو، جادوگروں نے جو کچھ بھی کیا تھا ایک تخیل، شعبدہ بازی اور جادو تھا جو حقیقت کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے جیسے ہی اپنا عصا میدان میں پھینکا تو وہ خوفناک اژدھے کی شکل اختیار کر کے آن کی آن میں ان کے اس جھوٹے طلسم کو نگلتا چلا گیا، اس طرح جو حق تھا وہ حق ثابت ہوا اور جو کچھ انہوں نے بنا رکھا تھا وہ باطل ہو کر رہ گیا، فرعون اور اس کے ساتھی میدان مقابلہ میں مغلوب ہوئے اور فتح مند ہونے کے بجائے الٹے ذلیل ہو گئے، جادوگر جادو کے فن اور اس کی اصل حقیقت سے بخوبی واقف تھے انہوں نے اپنے جادو کا یہ حال دیکھا تو سمجھ لیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ دکھایا ہے وہ جادو ہرگز نہیں بلکہ وہ واقعہ ہی اللہ کا نمائندہ ہے اور اللہ ہی کی مدد سے اس نے یہ معجزہ پیش کیا ہے چنانچہ انہوں نے اپنے کفر پر قائم رہنے کے بجائے بھرے مجمع میں سجدے میں گر کر اعلان کر دیا کہ ہم نے مان لیا رب العالمین کو، اس رب کو جسے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام مانتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ، لَا تَمُرُّ بِشَيْءٍ مِنْ حِبَالِهِمْ وَخَشَبِهِمُ الَّتِي أَلْقَوْهَا إِلَّا الْتَقَمَتْهُ، فَعَرَفَتِ السَّحَرَةُ أَنَّ هَذَا أَمْرٌ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَيْسَ هَذَا بِسِحْرٍ، فَخَرُّوا سُجَّدًا وَقَالُوا: {آمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (۳)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کا عصا جادوگروں کی جس رسی یا لاٹھی کے پاس سے گزرتی اسے فوراً نگل جاتا اس سے جادوگروں کو یہ معلوم ہوگیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے اس عمل کا جادو سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ان کے اس عمل کو آسمانی تائید حاصل ہے اس لیے وہ فوراً سجدہ ریز ہو گئے اور پکار اٹھے " ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون کا بھی رب ہے۔" (۴)

عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: أَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ أَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ، فَأَلْقَى عَصَاهُ مِنْ يَدِهِ، فَاسْتَعْرَضَتْ مَا أَلْقَوْا مِنْ حِبَالِهِمْ وَعِصِيِّهِمْ، وَهِيَ حَيَّاتٌ، فِي عَيْنِ فِرْعَوْنَ وَأَعْيُنِ النَّاسِ تَسْعَى فَجَعَلَتْ تَلْقَفُهَا: تَبْتَلِعُهَا حَيَّةً حَيَّةً، حَتَّى مَا يُرَى بِالْوَادِي قَلِيلٌ وَلَا كَثِيرٌ مِمَّا أَلْقَوْهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا مُوسَى فَإِذَا هِيَ عَصَاهُ فِي يَدِهِ كَمَا كَانَتْ، وَوَقَعَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا: آمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ، لَوْ كَانَ هَذَا سِحْرًا مَا غَلَبَنَا

(۱) طٰہٰ ۶۷ تا ۶۹

(۲) تفسیر طبری ۲۸/ ۱۳

(۳) الأعراف: ۱۲۲

(۴) تفسیر طبری ۲۹/ ۱۳

محمد بن اسحاق نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اپنا عصا میدان میں پھینک دو، حکم کی تعمیل میں انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا عصا فوراً میدان میں پھینک دیا، موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے بننے والے سانپ نے جادوگروں کی ڈالی ہوئی ایک ایک رسی اور ایک ایک لاٹھی کو فرعون اور لوگوں کے سامنے نگلنا شروع کر دیا حتی کہ میدان میں جادوگروں کی ڈالی ہوئی کوئی چھوٹی بڑی رسی اور لاٹھی نہ بچی، پھر موسیٰ علیہ السلام نے اس سانپ کو پکڑ لیا تو وہ حسب سابق ان کے ہاتھ میں پھر عصا بن گیا، یہ منظر دیکھ کر جادوگر فوراً سجدے میں گر گئے اور پکار اٹھے ”ہم اللہ رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا رب ہے ایمان لاتے ہیں۔“ کیونکہ اگر موسیٰ علیہ السلام جادوگر ہوتے تو وہ ہم پر کبھی بھی غالب نہ آ سکتے۔ [1]

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ

فرعون کہنے لگا کہ تم موسیٰ پر ایمان لائے ہو بغیر اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں؟ بیشک یہ سازش تھی جس پر تمہارا عمل درآمد ہوا ہے

فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اس شہر میں تاکہ تم سب اس شہر سے یہاں کے رہنے والوں کو باہر نکال دو، سو اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے،

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا

میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا، انہوں نے جواب دیا کہ

اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ ۚ وَ مَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا

ہم (مر کر) اپنے مالک ہی کے پاس جائیں گے، اور تو نے ہم میں کونسا عیب دیکھا ہے بجز اس کے کہ ہم اپنے رب کے

بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَآ اَفْرِغْ

احکام پر ایمان لے آئے جب وہ ہمارے پاس آئے، اے ہمارے رب! ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما

عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ ع (الاعراف ۱۲۳ تا ۱۲۶)

اور ہماری جان حالت اسلام پر نکال۔

فرعون اپنے ملک کے ماہر ترین جادوگروں سے فتح کی امید لگائے بیٹھا تھا مگر ان کی واضح شکست اور بھرے مجمع میں اعلان توحید سے اس کے اوسان خطا ہو گئے، پانسہ پلٹتے دیکھ کر اس نے فریب کاری سے کام لیتے ہوئے جادوگروں سے کہا قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم موسیٰ علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آئے یقیناً یہ کوئی خفیہ سازش تھی جو تم لوگوں نے اس دار السلطنت میں کی تا کہ اس کے مالکوں کو اقتدار، مال و دولت اور جاہ و حشمت سے بے دخل کر دو،

---

[1] تفسیر طبری ۳۰/۱۳

عَنِ السُّدِّيِّ، فِي حَدِيثٍ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي مَالِكٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَنْ نَاسٍ، مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الْتَقَى مُوسَى وَأَمِيرُ السَّحَرَةِ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: أَرَأَيْتَكَ إِنْ غَلَبْتُكَ أَتُؤْمِنُ بِي وَتَشْهَدُ أَنَّ مَا جِئْتُ بِهِ حَقٌّ؟ قَالَ السَّاحِرُ: لَآتِيَنَّ غَدًا بِسِحْرٍ لَا يَغْلِبُهُ سِحْرٌ فَوَاللَّهِ لَئِنْ غَلَبْتَنِي لَأُومِنَنَّ بِكَ وَلَأَشْهَدَنَّ أَنَّكَ حَقٌّ، وَفِرْعَوْنُ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، فَهُوَ قَوْلُ فِرْعَوْنَ: {إِنَّ هَذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ} إِذِ الْتَقَيْتُمَا لِتَظَاهَرَا فَتُخْرِجَا مِنْهَا أَهْلَهَا

سدی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اپنی مشہور سند کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آیت کریمہ إِنَّ هَذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ کے بارے میں روایت کیا ہے موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے امیر کی ملاقات ہوئی، موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا اگر میں تم پر غالب آ گیا تو کیا تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے اور اس بات کی گواہی دو گے کہ جو میں لایا ہوں یہ حق ہے؟ جادوگر نے جواب دیا کہ کل میں ایسے جادو کا مظاہرہ کروں گا کہ کوئی اس جادو پر غالب نہ آ سکے گا، لیکن اللہ کی قسم! اگر تم مجھ پر غالب آ گئے تو میں تم پر ایمان بھی لے آؤں گا اور اس بات کی گواہی بھی دوں گا کہ تم جس دین کو لے کر آئے ہو یہ ایک سچا دین ہے اور فرعون دونوں کو باتیں کرتے ہوئے اس وقت دیکھ رہا تھا اسی وجہ سے اس نے کہا تھا ''یقیناً یہ کوئی خفیہ سازش تھی جو تم لوگوں نے اس دارالسلطنت میں کی تا کہ اس کے مالکوں کو اقتدار سے بے دخل کر دو اور سارا تصرف اور اقتدار تمہیں حاصل ہو جائے۔''[1]

اور جادوگروں کو دھمکی دیتے ہوئے بولا اچھا تو اس سازش کا نتیجہ اب تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے میں تمہارے ہاتھ پاوں مخالف سمتوں سے کٹوا دوں گا اور اس کے بعد تم سب کو کھجور کے تنوں پر سولی پر چڑھا دوں گا، جیسے فرمایا

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿۷۱﴾ [2]

ترجمہ: فرعون نے کہا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دیتا معلوم ہو گیا کہ یہ تمہارا گرو ہے جس نے تمہیں جادوگری سکھائی تھی، اچھا اب میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کٹواتا ہوں اور کھجور کے تنوں پر تم کو سولی دیتا ہوں پھر تمہیں پتہ چل جائے گا کہ ہم دونوں میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ [3]

ترجمہ: فرعون نے کہا تم موسیٰ علیہ السلام کی بات مان گئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دیتا ضرور یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھلایا ہے، اچھا ابھی تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں میں کٹواؤں گا اور تم سب کو سولی چڑھا دوں گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلَبَ وَأَوَّلُ

---

[1] تفسیر طبری ۳۴۳/۱۳

[2] طٰہٰ ۷۱

[3] الشعراء ۴۹

مَنْ قَطَعَ الْأَيْدِي وَالْأَرْجُلَ مِنْ خِلَافٍ فِرْعَوْنُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ''میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوادوں گا اور اس کے بعد تم سب کو سولی پر چڑھاؤں گا۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں فرعون ہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے انسانوں کو سولی دی اور مخالف جانب سے ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا دی۔ (۱)

فرعون کا جادوگروں کو دردناک موت کی دھمکی پر اللہ تعالیٰ نے ان اولین مسلمانوں کو ایمان پر ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائی اور فرعون کے رعب و دبدبہ کے مقابلے میں ان پر سکینت نازل کی، دردناک موت کی دھمکی کے جواب میں ان اولین اہل ایمان نے فرعون کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے خوف وخطر جواب دیا اے شاہ مصر! ہمیں مطلق پرواہ نہیں کہ تو ہمیں کیسے موت سے ہمکنار کرتا ہے، یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے یہ زندگی فانی ہے، موت تو جلد یا بدیر آ کر رہنی ہے اور آخر کار ہمیں اپنے اعمال کی جزا کے لیے واپس تو اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہی ہے، اس دنیا میں دوام تو کسی ہستی کو نہیں پھر اس کا کیا خوف کھانا کہ موت کب اور کیسے آتی ہے، اگر تو ہمیں بے قصور موت سے دوچار کر دے گا تو کیا ہو گا بس ہم اپنے رب کے حضور پہنچ جائیں گے جس کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے، اور تجھے بھی اس بات کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ تجھے اس جرم کی سخت سزا دے گا، تو جس بات پر ہم سے انتقام لینا چاہتا ہے وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہمارے رب کی نشانیاں جب ہمارے سامنے آگئیں تو ہم نے تمام دنیاوی مفادات کو ٹھکرا کر حقیقت کو اپنا لیا، ہم اپنے رب سے اپنے گناہوں پر نادم اور شرمسار ہیں کہ تیرے اکسانے پر اللہ کے رسولوں سے مقابلے پر آئے مگر ہمیں اپنے غفور ورحیم رب سے قوی امید ہے کہ اس کھلے میدان میں جب اصل حقیقت حال کھل چکی تو ہم نے دعوت حقا کو تسلیم کرنے میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں کی اور پیش قدمی کر کے اول مسلمانوں میں شامل ہو گئے، اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ایمان لانے میں سبقت کرنے پر ہماری خطائیں معاف فرما کر مغفرت و رحم فرمائے گا، جیسے فرمایا

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ؕ ﴿۷۲﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی ﴿۷۴﴾ وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰی ﴿۷۵﴾ (۲)

ترجمہ: جادوگروں نے جواب دیا قسم ہے اس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم روشن نشانیاں سامنے آجانے کے بعد بھی (صداقت پر) تجھے ترجیح دیں تو جو کچھ کرنا چاہے کر لے، تو زیادہ سے زیادہ بس اسی دنیا کی زندگی کا فیصلہ کر سکتا ہے، ہم تو اپنے رب پر ایمان لے آئے، تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے اور اس جادوگری سے جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا، درگزر فرمائے۔

اللہ ہی اچھا ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے، اے فرعون! غور سے سن، حقیقت یہ ہے کہ جو روز محشر جو اپنے رب کا نافرمان اور مجرم بن کر اس کے حضور حاضر ہو گا اس کے لیے دہکتی ہوئی جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا، اور جو اس کے حضور مومن کی حیثیت سے حاضر ہو گا جس نے نیک عمل کیے ہوں گے ایسے سب لوگوں کے لیے بلند درجے ہیں۔

---

(۱) تفسیر طبری ۳۴/۱۳

(۲) طٰہ ۷۲تا۷۵

قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۚ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَآ اَنْ کُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ ﴿۵۱﴾ (۱)

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا کچھ پرواہ نہیں، ہم اپنے رب کے حضور پہنچ جائیں گے اور ہمیں توقع ہے کہ ہمارا رب ہمارے گناہ معاف کر دے گا کیونکہ سب سے پہلے ہم ایمان لائے ہیں۔

جادوگروں کے اس جواب کا رعایا کے سامنے ایک ہی مفہوم آیا کہ اگر فرعون کے کہنے کے مطابق سازش کے افسانہ میں کچھ بھی حقیقت ہوتی تو ملک کے ماہر فن جادوگر خوشی خوشی موت کو گلے لگانے کو تیار نہ ہو جاتے بلکہ اپنی جان کو اولیت دیتے، اس لئے موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کی ملی بھگت کا افسانہ محض ایک چال ہے، پھر ان اولین مسلمانوں نے روئے سخن فرعون سے پھیر کر اللہ کی طرف کر لیا اور اس کی بارگاہ میں دست بدعا ہو گئے۔

...رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ (۲)

ترجمہ: اے رب! ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمیں دنیا سے اٹھا تو اس حال میں کہ ہم تیرے فرمابردار ہوں۔

فرعون کو اس دوٹوک جواب کی بھی توقع نہیں تھی اس بے باک جواب نے شعلوں کو ہوا دکھانے کا کام کیا جس پر فرعون کے حکم پر انہیں ایسی ہی سزا دی گئی جیسے کہی گئی تھی مگر اہل ایمان کے قدم نہ ڈگمگائے، اور وہ اپنے رب سے ڈرتے اور مغفرت کی دعائیں مانگتے ہوئے ہنستے ہنستے سولی پر چڑھ گئے اور قوم کو یہ پیغام چھوڑ گئے کہ سچ کا راستہ یہی ہے، صراط مستقیم یہی ہے، اخروی نجات اسی راہ پر ہے کہ اللہ کی اطاعت اور رسولوں کی پیروی کر لی جائے، دنیا کی کوئی مخلوق چاہئے جتنی بھی جاہ وحشم کی مالک ہو رب نہیں ہو سکتی، مخلوق نے تو خود فنا ہو کر مٹی کے ساتھ مٹی ہو جانا ہے باقی ہمیشہ رب کی ذات بابرکات نے رہنا ہے جسے موت نہیں، جسے فنا نہیں، جیسے فرمایا

کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ۚ ﴿۲۶﴾ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۚ ﴿۲۷﴾ (۳)

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰی وَ قَوْمَهٗ

اور قوم فرعون کے سرداروں نے کہا کہ کیا آپ موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کی قوم کو یوں ہی رہنے دیں گے کہ

لِیُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ یَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ

وہ ملک میں فساد کرتے پھریں، اور آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترک کئے رہیں، فرعون نے کہا ہم ابھی ان لوگوں

اَبْنَآءَهُمْ وَ نَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم کو ان پر ہر طرح کا زور ہے،

(۱) الشعراء ۵۱،۵۰

(۲) الاعراف ۱۲۶

(۳) الرحمٰن ۲۷،۲۶

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫

موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ تعالیٰ کا سہارا حاصل کرو اور صبر کرو، یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے،

يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْٓا

اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے وہ مالک بنادے اور آخیر کامیابی ان ہی کی ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں، قوم کے لوگ کہنے لگے

اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ

کہ ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے، آپ کی تشریف آوری سے قبل بھی اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی،

قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ

موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بہت جلد اللہ تمہارے دشمن کو ہلاک کرے گا اور بجائے ان کے تم کو

فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ؑ (الاعراف ۱۲۷ تا ۱۲۹)

اس سرزمین کا خلیفہ بنادے گا پھر تمہارا طرز عمل دیکھے گا۔

ہر دور کے مفسدین کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ اہل ایمان کو گمراہ، فسادی اور ان کی دعوت ایمان و توحید کو گمراہی اور فساد سے تعبیر کرتے ہیں، اسی طرح فرعون کے سرداروں نے جن کو ملکی حالات بگڑنے اور اپنی گدی کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی تو فرعون کو مزید اکسانا، ابھارنا شروع کیا، فرعون کو اگرچہ دعوائے ربوبیت تھا۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: پھر اس نے کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

لیکن دوسرے چھوٹے چھوٹے معبود بھی تھے جن کے ذریعے سے لوگ فرعون کا تقرب حاصل کرتے تھے، اس لئے اہل دربار کہنے لگے کہ یہ فسادی لوگ نہ تو تمہیں اپنا رب مانتے ہیں اور ساتھ ہی تمہارے معبودوں کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں اور اب ان کے حوصلے اتنے بلند ہو گئے ہیں کہ کھلم کھلا تمہاری رعایا کو دعوت توحید، مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی تلقین کے ذریعے سے تمہارے آبائی دین کے خلاف بہکاتے پھرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تمہارے پر امن ملک کی عوام میں بغاوت پھوٹ پڑے گی اور بدامنی پھیل جائے گی جس کا پھر کوئی علاج ممکن نہ ہو گا ان کو چھوٹ دینے کے بجائے جلد از جلد کوئی علاج تجویز کرو، فرعون نے اپنے سرداروں کی بات سن کر بے رحمی سے جواب دیا کہ میں اسی حکمت عملی پر گامزن رہوں گا کہ پہلے کی طرح بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کیا جائے اور انکی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے اس طرح بنی اسرائیل کی جمعیت ٹوٹ جائے گی اور یہ کمزور پڑ جائیں گے اور بالآخر ان کا نام ونشان ہی مٹ جائے گا ہمیں ایسا کرنے کی ان پر قدرت ہے، یہ ہمارے اس انتظام میں روکاوٹ نہیں ڈال سکتے، موسیٰ سے پہلے بنی اسرائیل کے نومولود لڑکوں کا قتل عام جاری تھا اب فرعون کی شکست کے بعد ظلم وستم

⁽¹⁾ النازعات ۲۴

کانیادور دوبارہ شروع ہوگیا تو موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو تسلی دی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے اور مصائب وابتلاء کے دور ہونے کی امید رکھتے ہوئے صبر کرنے کی تلقین فرمائی اور ساتھ ہی تسلی دی کہ فرعون کی چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر گھبراؤ نہیں بلکہ پامردی کے ساتھ برداشت کرتے جاؤ، حالات کیسے ہی سنگین ہوں تم چٹانوں کی طرح حق پر جمے رہو اور مشکلات وتکالیف پر صبر کرو، اگر تم صراط مستقیم پر گامزن رہنے کے لئے رب کے فرامین پر عمل کرتے رہوگے تو پھر اللہ کی قدرت وحکمت کے کرشمے دیکھو گے، زمین اللہ کی ملکیت ہے، فرعون اور اس کی قوم کی ملکیت نہیں کہ وہ اس زمین پر حکم چلائیں، وہ اپنی مشیت اور حکمت کے مطابق اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس زمین کا وارث بنادیتا ہے، بالآخر فتح متقین کے لئے ہے، زمین کا اقتدار بالآخر تمہیں ہی ملے گا اور اللہ تعالیٰ تمہیں امن وعزتوں سے نوازے گا اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل وخوار کر دے گا، موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو صبر کی تلقین کے جواب میں قوم کہنے لگی اے موسیٰ! تیری پیدائش سے پہلے بھی رعمیس ثانی کے دور میں ہم پر مظالم ڈھائے جاتے رہے ہیں اور اب تیرے رسول ہونے کے بعد فرعون منفتاح کے دور میں بھی صورت حال وہی ہے اس میں کچھ کمی واقع نہیں ہوئی کیا یہ کبھی ختم نہ ہوں گی اور ہم ہمیشہ ذلیل وخوار ہی ہوتے رہیں گے، موسیٰ علیہ السلام نے ان کو آل فرعون کے شر سے نجات اور اچھے وقت کی امید دلاتے ہوئے فرمایا اے میری قوم کے لوگو! رب کی رحمت سے مایوس نہ ہوں کوئی اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا اس کی رحمت سے تو کافر اور مشرک ہی ہوتے ہیں، جیسے فرمایا

قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ۞ (١)

ترجمہ: ابراہیم نے کہا اپنے رب کی رحمت سے مایوس تو گمراہ لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔

اس کے ہر کام میں حکمت پنہاں ہے، وہ وقت دور نہیں جب تمہارا رب تمہارے دشمن فرعون اور اس کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور پھر زمین کا غلبہ تمہیں عنایت کرے گا، مگر یہ مت سمجھنا کہ یہ خلافت ارضی اور وزارت وامارت یہ داد عیش کے لئے ہے بلکہ پھر تمہاری آزمائش کا ایک نیا دور شروع ہوگا ابھی تم تکلیفوں، مصیبتوں کے ذریعہ سے آزمائے جا رہے ہو پھر انعام واکرام کی بارش اور اختیار واقتدار سے بہرہ مند کر کے تمہیں آزمایا جائے گا کہ تم اس کے نازل کردہ فرمانوں کے مطابق زندگی گزارتے ہو، اس کے شکر گزار بندے بنتے ہو یا ابلیس کے گروہ میں شامل ہو کر کفر وشرک اور ناشکری کا راستہ اختیار کرتے ہو۔

وَ لَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۞ (١٣٠)

ہم نے فرعون والوں کو مبتلا کیا قحط سالی میں اور پھلوں کی کم پیداواری میں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں،

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى

سو جب ان پر خوشحالی آجاتی تو کہتے یہ تو ہمارے لیے ہونا ہی چاہئے اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش آتی تو (موسیٰ (علیہ السلام)

وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ (١٣١)

اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے، یاد رکھو ان کی نحوست اللہ تعالیٰ کے پاس ہے لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے،

(١) الحجر ٥٦

وَ قَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾

اور یوں کہتے کیسی ہی بات ہمارے سامنے لاؤ کہ ان کے ذریعے سے ہم پر جادو چلاؤ جب بھی تمہاری بات ہر گز نہ مانیں گے،

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫

پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے،

فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا

سو وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ کچھ تھے ہی جرائم پیشہ،اور جب ان پر کوئی عذاب واقع ہوتا تو یوں کہتے کہ

يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ

اے موسیٰ!ہمارے لیے رب سے اس بات کی دعا کر دیجئے! جس کا اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے،اگر آپ اس عذاب کو

عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ

ہم سے ہٹادیں تو ہم ضرور ضرور آپ کے کہنے سے ایمان لے آئیں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی (رہا کر کے) آپ کے ہمراہ

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ

کر دیں گے،پھر جب ان سے عذاب کو ایک خاص وقت تک کہ اس تک ان کو پہنچنا تھا ہٹا دیتے

بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ (الاعراف ۱۳۰ تا ۱۳۵)

تو وہ فوراً عہد شکنی کرنے لگتے۔

ہم نے آل فرعون کو ظلم اور استکبار سے باز رکھنے کے لئے کئی سال تک بارش کے فقدان اور اجناس و پھلوں کی پیداوار کی کمی میں مبتلا رکھا کہ شاید وہ غور وفکر کریں اور اپنے معبود حقیقی کی طرف پلٹ آئیں، مگر ان کا حال یہ تھا کہ جب کچھ عرصہ کے لئے قحط سالی ٹل جاتی اور غلے اور پھلوں کی پیداوار خوب ہوتی تو اللہ کا شکر بجالانے کے بجائے کہتے کہ یہ ہماری محنت کا ثمرہ ہے اور اس کے برعکس جب رب کی طرف انہیں کوئی جھٹکا پہنچتا تو کہتے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور اہل ایمان کی نحوست کی وجہ سے ہے،حالانکہ جو بھی خیر ہو یا شر ،خوش حالی ہو یا قحط سالی اس کے اسباب تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں،موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے اس کا سبب نہیں تھے،ان کی بدشگونی کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ وہ دعوت حق آنے کے بعد اس پر عقل وشعور سے غور وفکر کرتے مگر اس کے برعکس وہ اپنے پرانے کفر وشرک پر جمے ہوئے تھے ،اللہ تعالیٰ نے انہیں حق وباطل سمجھنے کی جو فطری تمیز عطا کر رکھی تھی اس آواز پر کان نہ دھرے اور اپنے بغض وعناد پر ڈٹے رہے حالانکہ ان کے دل اندر سے قائل ہو چکے تھے مگر بغض وعناد اور ہٹ دھرمی سے کہتے کہ موسیٰ علیہ السلام انہیں مرعوب کرنے کے لئے جادو کے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے،جیسے فرمایا

فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ اٰيٰتُنَا مُبۡصِرَةً قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوۡا بِهَا وَاسۡتَيۡقَنَتۡهَاۤ اَنۡفُسُهُمۡ ظُلۡمًا وَّعُلُوًّا ۔ ﴿۱۴﴾ [1]

ترجمہ: جب ہماری نشانیاں علانیہ ان کی نگاہوں کے سامنے آئیں تو انہوں نے کہا کہ یہ کھلا جادو ہے حالانکہ ان کے دل اندر سے قائل ہو چکے تھے مگر انہوں نے محض ظلم اور سرکشی کی راہ سے اس کا انکار کیا۔

موسیٰ علیہ السلام دعوت دین میں سرگرم رہتے مگر قبطی آپ علیہ السلام کو جواب دیتے اے موسیٰ تو کچھ بھی کر لے اور کوئی بھی نشانی لے آ ہم تو تجھے جھوٹا اور سازشی سمجھتے ہیں، ہم تیری دعوت قبول کر کے اپنا آبائی دین و دھرم کبھی ترک نہیں کریں گے، آخر کار ہم نے ان پر بارش اور اولوں کا طوفان بھیجا جس سے فصلیں اور پھل برباد ہو گئے اور انہیں بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑا، اور پھر ہم نے ان پر ٹڈی دل چھوڑے جو باقی ماندہ غلوں، پھلوں اور ہر قسم کی نباتات کو چٹ کر گئی، ٹڈی ایک حلال جانور ہے،

ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ سِتًّا، كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الجَرَادَ

عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ یا سات غزووں میں شریک ہوئے ہم آپ کے ساتھ ٹڈیاں کھاتے تھے۔ [2]

عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرَادِ، فَقَالَ: أَكْثَرُ جُنُودِ اللَّهِ، لَا آكُلُهُ، وَلَا أُحَرِّمُهُ

سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹڈی کی نسبت سوال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے لشکر بہت سے ہیں جنہیں نہ میں کھاتا ہوں نہ حرام ٹھیراتا ہوں۔ [3]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ، وَدَمَانِ. فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ: فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ وَأَمَّا الدَّمَانِ: فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ

ایک اور رویت میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مردے اور دو خون ہمارے لئے حلال کئے گئے ہیں مردے تو مچھلی اور ٹڈی ہے اور دو خون کلیجی اور تلی ہے۔ [4]

اور جوؤں اور گھن کے کیڑے پھیلائے جنہوں نے آدمیوں اور غلے کے محفوظ ذخیروں پر حملہ کر دیا اور ان کا بیشتر حصہ کو کھا کر ختم کر دیا، پھر مصر کے لاکھوں مربع میل زمین پر پھیلے ہوئے علاقوں میں ہر جگہ سے مینڈک ایک بلا کی طرح امڈ پڑے جس سے ان کا کھانا پینا سونا، آرام کرنا اور چلنا پھرنا حرام ہو گیا، پھر ان مینڈکوں کے مرنے سے ہر سو تعفن پھیل گیا، مصریوں نے دریائے نیل کو بھی تقدیس اور خدائی کا درجہ دیا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک خاص قسم کا بیکٹریا پیدا کر دیا جس نے پانی کی آکسیجن کو ختم کر دیا اور اس میں مضر صحت زہریلے مادے

---

[1] النمل ۱۳، ۱۴

[2] صحیح بخاری کتاب الذبائح بَابُ أَكْلِ الجَرَادِ ۵۴۹۵، صحیح مسلم کتاب الصیدبَابُ إِبَاحَةِ الْجَرَادِ ۵۰۴۵، سنن ابوداودکتاب الاطعمة بَابٌ فِي أَكْلِ الْجَرَادِ ۳۸۱۲

[3] سنن ابوداودکتاب الاطعمة بَابٌ فِي أَكْلِ الْجَرَادِ ۳۸۱۳، سنن ابن ماجه کتاب الصیدبَابُ صَيْدِ الْحِيتَانِ، وَالْجَرَادِ ۳۲۱۹

[4] مسنداحمد ۵۷۲۳، سنن ابن ماجه کتاب الاطعمة بَابُ الْكَبِدِ وَالطِّحَالِ ۳۳۱۴

پیدا کر دیئے، جب وہ اپنی روزانہ ضرورت کے لئے نیل کا پانی لیتے تو وہ پانی جمے ہوئے سرخ مواد میں بدل جاتا اور استعمال کے قابل نہ رہتا اس طرح پانی کا حصول ناممکن ہو گیا، پانی میں یہ مہلک مادے مچھلیوں اور مینڈکوں کے لئے مہلک بنے اور مچھلیاں جو مصریوں کی غذائیت کا ایک اہم زریعہ تھیں ختم ہو گئیں، یہ تمام کھلے کھلے اور جدا جدا عذاب تھے جو وقفے وقفے سے ان پر نازل ہوئے اور ہر عذاب ایک علیحدہ معجزے کی حیثیت رکھتا ہے مگر پھر انہوں نے رب کی قدرت کو نہ پہچانا اور رسولوں سے مقابلے پر تلے رہے، ظلم و جبر کرتے نامولود لڑکوں کو قتل کرتے ہوئے ماؤں کی آہ و بکا سے ان کے دل نہ پسیجے، سچ ہے جو رب سے نہیں ڈرتا وہ انسانوں سے کیا ڈرے گا بڑے ہی مجرم لوگ تھے جنہیں رب نے بڑی مہلتیں دیں، نشانیاں دکھلائیں مگر وہ نافرمان ہی رہے، فرعون اور اہل فرعون کا یہ وطیرہ بن گیا کہ رب کی طرف سے جو آفت ان پر نازل ہوتی تو اس سے تنگ آ کر موسیٰ علیہ السلام سے کہتے کہ اے موسیٰ علیہ السلام! رب کی طرف سے جو منصب رسالت تجھے ملا ہوا ہے اس کی بنا پر اپنے رب سے دعا کر کہ یہ عذاب ہم سے ٹال دے اگر اس دفعہ یہ عذاب تو ہم سے دور کرا دے گا تو ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ تیری خواہش کے مطابق بنی اسرائیل کو آزاد کر دیں گے اور تو جہاں چاہئے ان کو لے جانا، موسیٰ رب سے دعا کرتے، رب کریم ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا کر کے ایک مقررہ وقت تک کے لئے عذاب ٹال دیتا تو بنی اسرائیل کو آزاد کرنے اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بجائے فوراً اپنے قول و قرار سے پھر جاتے، قادر مطلق پھر دوسرا عذاب بھیجتا تو پھر اسی طرح کرتے لن ترانیاں کرتے ہوئے آتے، یوں کچھ کچھ وقفوں سے ان پر پانچ عذاب آئے لیکن ان کے دلوں میں جو رعونت اور دماغوں میں جو تکبر بھرا ہوا تھا وہ دعوت حق کی راہ میں ان کے لئے زنجیر پا بنا رہا اور اتنی واضح نشانیاں دیکھنے کے باوجود وہ ایمان کی دولت سے محروم ہی رہے۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا یعنی ان کو دریاؤں میں غرق کر دیا اور اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے

وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝۱۳۶ وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ

اور ان سے بالکل ہی غفلت کرتے تھے، اور ہم نے ان لوگوں کو جو بالکل کمزور شمار کئے جاتے تھے اس سرزمین کے

وَ مَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬

پورب پچھم کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے

بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ

صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا اور ہم نے فرعون کے اور اس کی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی

وَ مَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝۱۳۷ وَ جٰوَزْنَا بِبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ

عمارتیں بنواتے تھے سب کو درہم برہم کر دیا، اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا، پس ان لوگوں کا ایک قوم پر

يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰـهًا

گزر ہوا جو اپنے چند بتوں سے لگے بیٹھے تھے، کہنے لگے اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے!

كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿١٣٨﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ

جیسے ان کے یہ معبود ہیں، آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے، یہ لوگ جس کام میں لگے ہیں یہ تباہ کیا جائے گا

مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٩﴾ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰـهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ

اور ان کا یہ کام محض بے بنیاد ہے، فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کر دوں؟ حالانکہ اس نے تم کو

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٠﴾ وَ اِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ

تمام جہان والوں پر فوقیت دی ہے، اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے بچالیا جو تم کو

سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ

بڑی سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے، تمہارے بیٹوں کو قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے

وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿١٤١﴾ (الاعراف ۱۳۶تا۱۴۱)

اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی بھاری آزمائش تھی۔

اتنی بڑی بڑی نشانیوں کے باوجود وہ ایمان لانے کے لئے اور خواب غفلت سے بیدار ہونے کے لئے تیار نہیں ہوئے تو بالآخر ہم نے ان سے انتقام لیا اور فرعون کو اس کے سرداروں سمیت سمندر میں غرق کر دیا، اور ان کی جگہ ہم نے بنی اسرائیل کو جو مغلوب اور غلام بنا کر رکھے گئے تھے فلسطین کے مشرقی اور مغربی حصہ میں غلبہ عطا کیا جو بکثرت انبیاء کا مسکن و مدفن رہا اور ظاہری شادابی وخوش حالی میں ممتاز تھا، اس طرح بنی اسرائیل کے حق میں تیرے رب کا وعدہ خیر پورا ہوا کیونکہ انہوں نے صبر سے کام لیا تھا، جیسے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی زبانی فرمایا گیا

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ڐ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٨﴾ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٩﴾ (1)

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو، زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور آخری کامیابی انہی کے لئے ہے جو اس سے ڈرتے ہوئے کام کریں، اس کی قوم کے لوگوں نے کہا تیرے آنے سے پہلے بھی ہم ستائے جاتے تھے اور اب تیرے آنے پر بھی ستائے جا رہے ہیں اس نے جواب دیا قریب ہے وہ وقت کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تم کو زمین میں خلیفہ بنا لے پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

(1) الاعراف ۱۲۹،۱۲۸

ایک مقام پر یوں فرمایا

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝۶ (۱)

ترجمہ: اور ہم یہ ارادہ رکھتے تھے کہ مہربانی کریں ان لوگوں پر جو زمین میں ذلیل کر کے رکھے گئے تھے اور انہیں پیشوا بنادیں اور انہی کو وارث بنائیں اور زمین میں ان کو اقتدار بخشیں اور ان سے فرعون وہامان اور ان کے لشکروں کو وہی کچھ دکھلادیں جس کا انہیں ڈر تھا۔

اور ہم نے فرعون اور اسکی قوم کے کارخانے، اونچی اونچی عالی شان عمارتیں، سجے سجائے گھر، انگوروں کے ہرے بھرے باغات جو وہ چھتریوں پر چڑھاتے تھے، چشمے اور کھیتیاں وغیرہ تباہ وبرباد کر دیئے اور بنی اسرائیل کو ہم نے معجزانہ طریق پر بخیر وخوبی بحراحمر سے گزار دیا، شکر گزاری کا ڈھنگ تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ بنی اسرائیل اس رب کے گن گاتے رہتے جس نے ان پر احسان کیے تھے، ان میں رسول معبوث فرمایا تھا جو ایک عرصہ سے انہیں توحید ربی کی پاکیزہ دعوت دے رہا تھا، جو شرک کی مذمت اور رب کو یاد کرنے کے لئے نماز کی تلقین کرتا تھا، فرعون اور اس کی قوم کے باطل معبودوں کی بے بسی اور لاچاری وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے کہ ڈوبتے ہوئے قبطیوں کا کوئی بھی معبود ان کی مدد پر قادر نہ ہوسکا بلکہ انہوں نے ان کو خسارے میں ڈالے رکھا، لیکن جب ان کو قبطیوں سے آزادی مل گئی تو وہ چند ہی دنوں سب کچھ بھول گئے، سمندر سے پار خیر وعافیت سے گزرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل علیہ السلام کو واپس مصر نہیں لے گئے کیونکہ مصر نا قابل اصلاح ہو چکا تھا اس کی باقیات بھی کم خطرناک نہ تھیں، اس کے علاوہ بنی اسرائیل کی تربیت بھی مقصود تھی اس لئے اپنی منزل مقصود سرزمین شام وفلسطین کی بستیوں کی طرف ہجرت کرتے ہوئے جنوب کی طرف چل پڑے (پھر داود علیہ السلام کے زمانہ نبوت ۱۰۱۳ قبل مسیح سے ۹۷۳ قبل مسیح تک بنی اسرائیل کے ساتھ جو بھی واقعات پیش آئے سب جزیرہ نمائے سینا، شمالی عرب، شرق اردن اور فلسطین میں پیش آئے) اور عیون موسیٰ علیہ السلام، مارہ، ایلیم، المرخہ اور فاران رفیدیم کے راستے سیناء جا پہنچے (جو آجکل جبل موسیٰ کے نام سے منسوب ہے) دوران سفر بنی اسرائیل کا ایک بت پرست قوم پر گزر ہوا جو مصریوں کی طرح اپنے ہاتھوں پتھر کے تراشے ہوئے بتوں کی عبادت کر رہے تھے،

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَكَانُوا يَعْبُدُونَ أَصْنَامًا عَلَى صُوَرِ الْبَقَرِ، فَلِهَذَا أَثَارَ ذَلِكَ شُبْهَةً لَهُمْ فِي عِبَادَتِهِمُ الْعِجْلَ

ابن جریج نے لکھا ہے یہ لوگ گائے کی صورت کے مطابق بنے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے تھے تو اس بات نے ان کے دلوں میں پھر سے بچھڑے کی محبت کا ولولہ تازہ کر دیا۔ (۲)

بنی اسرائیل ایک عرصہ تک قبطی قوم کے غلام رہے تھے جو فرعون کو رب الاعلیٰ کہتے اور بے شمار چھوٹے بڑے پانچ سو بتوں کی پوجا کرتے تھے، بنی اسرائیل حالانکہ مسلمان تھے مگر غلامی زندگی بسر کرتے ہوئے فرعون کی قوم کا مشرکانہ رنگ ان پر بھی چڑھ چکا تھا اس جاہل قوم کو دیکھ کر موسیٰ کو کہنے لگے کہ اے موسیٰ! علیہ السلام ہمارے لئے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کا معبود ہے تا کہ ہم بھی اسے دیکھ کر عبادت کریں، موسیٰ نے انہیں ڈانٹ کر کہا تم اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال سے محض ناواقف اور ناشکرے لوگ ہو، ان لوگوں کا یہ فعل باطل ہے جو ان

(۱) القصص ۶،۵

(۲) تفسیر ابن کثیر ۴۶۷ /۳

لوگوں کے لئے خسارے کا باعث اور رب کو ناراض کرنے والا ہے، کیا تم نے دیکھا نہیں جب چند روز بیشتر رب نے تمہیں فرعون اور اس کے لشکروں سے نجات دی ہے، جو ایسے ہی بے شمار باطل معبودوں کی عبادت کرتے تھے تو کیا ان باطل معبودوں نے فرعون اور اس کے لشکر کو عذاب الٰہی سے بچالیا، اس قوم کے مورتیوں کے پجاری جن کے حال نے تمہیں دھوکے میں مبتلا کر دیا ہے ان کا مقدر تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں، اور کیا میں رب العالمین کے سوا جس نے تم پر اتنے احسانات کیے فرعون جیسے ظالم اور جابر بادشاہ سے تمہیں نجات بخشی جس نے تم پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ ڈالے تھے، جو تمہاری نسل کشی کرتا تھا تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا اور بیٹوں کو قتل کر دیتا تھا، تم پر جو بھی ظلم وستم ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی، چنانچہ رب نے تمہارے صبر کی بدولت تمہیں جہانوں پر فضیلت دی اور پیشوا بنایا، اس قدر دان رب کو چھوڑ کر کیا میں تمہارا کوئی اور رب تلاش کروں جو اپنی ذات، صفات اور افعال میں آپ محمود ہے، مختلف چیزوں سے تراشے ہوئے یہ بے جان بت تو کچھ نہیں کر سکتے اور یہ کتنی بڑی ناشکری ہے کہ احسان کرے تم پر اللہ تعالیٰ اور پوجا پاٹ کرو تم ان بے جان معبودوں کی جو اس کی مخلوق ہے۔

وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور دس رات مزید سے ان تیس راتوں کو پورا کیا،

رَبِّهٖۤ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَ قَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ

سو ان کے پروردگار کا وقت پورے چالیس رات کا ہو گیا، اور موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے بھائی ہارون (علیہ السلام) سے کہا

اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۱۴۲ وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى

کہ میرے بعد ان کا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے رہنا اور بدنظم لوگوں کی رائے پر عمل مت کرنا، اور جب موسیٰ (علیہ السلام)

لِمِيْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْۤ

ہمارے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجئے

اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ

کہ میں ایک نظر آپ کو دیکھ لوں، ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو

اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ

وہ اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے، پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کے پرخچے اڑا دیئے

سُبۡحٰنَكَ	قَالَ	اَفَاقَ	فَلَمَّآ	صَعِقًا ۚ	مُوۡسٰى

اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کیا بے شک آپ کی ذات منزہ ہے

تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ يٰمُوۡسٰۤى اِنِّى اصۡطَفَيۡتُكَ عَلَى النَّاسِ

میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں، ارشاد ہوا اے موسیٰ! میں نے پیغمبری

بِرِسٰلٰتِىۡ وَبِكَلَامِىۡ ۖ فَخُذۡ مَاۤ اٰتَيۡتُكَ وَكُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾ (الاعراف ۱۴۲ تا ۱۴۴)

پیغمبری اور اپنی ہم کلامی سے اور لوگوں پر تم کو امتیاز دیا ہے تو جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو۔

جب بنی اسرائیل غلامی سے نجات حاصل کر کے جزیرہ نما سینا میں پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پہلی مرتبہ ستر برگزیدہ آدمیوں کے ہمراہ چالیس راتوں کے لئے کوہ طور کے داہنی طرف بلایا تا کہ بنی اسرائیل کی ہدایت و رہنمائی کے لئے کتاب (شریعت) دی جائے، موسیٰ، ہارون علیہ السلام کو (اس مقام پر چھوڑ کر جو آجکل بنی صالح اور کوہ سیناء کے درمیان وادی شیخ کہلاتی ہے، اور وہ حصہ جہاں بنی اسرائیل نے پڑاوَ ڈالا تھا آجکل میدان الراحہ کہلاتا ہے) اپنا خلیفہ بنا کر کوہ طور پر چلے گئے، موسیٰ علیہ السلام جب روانہ ہونے لگے تو اپنے بھائی اور وزیر ہارون علیہ السلام کو جن کا فرض منصبی بھی ہدایت و اصلاح تھا اپنی نیابت کے لئے بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے اور ان کو نصیحت فرمائی کہ دیکھو میرے بعد میری قوم کی اچھے طور پر جانشینی کرنا اور ان کی اصلاح کرتے رہنا اور مفسدین کے راستہ پر نہ چلنا، جب موسیٰ منتخب آدمیوں کو پیچھے چھوڑ کر وقت سے پہلے طور پر پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا

وَمَآ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمۡ اُولَاۤءِ عَلٰۤى اَثَرِىۡ وَعَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى ﴿۸۴﴾ [1]

ترجمہ: اور کیا چیز تمہیں اپنی قوم سے پہلے لے آئی موسیٰ علیہ السلام! اس نے عرض کیا وہ بس میرے پیچھے آ رہے ہیں میں جلدی کر کے تیرے حضور آ گیا ہوں اے میرے رب! تا کہ تو مجھ سے خوش ہو جائے۔

اور رب سے براہ راست گفتگو ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام کے دل میں رب کریم کے دیدار کا اشتیاق پیدا ہوا، التجا کی اے میرے پروردگار! مجھے اپنا دیدار کرا دے کہ میں بس ایک نظر آپ کو دیکھ لوں، اللہ رب العالمین نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! تم نے گزارش تو کی ہے مگر اس وقت تم مجھے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، اس سے معتزلہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ ہو گا کیونکہ لن ابدی نفی کے لئے آتا ہے، لیکن یہ خیال بالکل ہی بودا ہے کیونکہ متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ اہل ایمان کو روز قیامت اللہ کا دیدار ہو گا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ [2]

ترجمہ: اس روز کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

اور مجرم اللہ کے دیدار سے محروم ہوں گے۔

---

[1] طٰہ ۸۴، ۸۳

[2] القیامۃ ۲۲، ۲۳

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝﴿۱۵﴾ (۱)

ترجمہ: ہرگز نہیں، بالیقین اس روز یہ اپنے رب کی دیدار سے محروم رکھے جائیں گے۔

یہ نفی دنیا کے لئے ہے آخرت کے لئے نہیں، آخرت میں تو مومنین چہرہ انور کے جلوے سے متمتع ہوں گے،

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ القَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الكِبْرِ، عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہوں گی، اس کے برتن اور سب چیزیں چاندی کی ہوں گی، اور دو جنتیں سونے کی ہوں گی اس کے برتن اور سب چیزیں سونے کی ہوں گی، اور لوگوں کو اپنے پروردگار کے دیکھنے میں کوئی آڑ نہ ہو گی، جنت العدن میں سوائے ایک بزرگی کی چادر کے جو اللہ کے منہ پر ہو گی۔ (۲)

فرمایا ہاں میں سامنے والے پہاڑ پر تجلی کرتا ہوں اگر پہاڑ میری تجلی سے اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے، چنانچہ رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی، بھلا پہاڑ رب کی تجلی کو کیسے برداشت کر سکتا تھا اس کے پرخچے اڑ گئے اور موسیٰ اللہ کے جلال کی برداشت نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو کر گر پڑے،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى:{فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ} قَالَ:قَالَ: هَكَذَا، يَعْنِي أَنَّهُ أَخْرَجَ طَرَفَ الْخِنْصَرِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ " اس کے رب نے جب پہاڑ پر تجلّی کی۔" کی تفسیر یوں منقول ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی انگلی خنصر کا ایک کنارہ (یا اس کے بقدر) ہی ظاہر فرمایا تھا۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِ اللَّهِ:{فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا}قَالَ: مَا تَجَلَّى مِنْهُ إِلَّا قَدْرُ الْخِنْصَرِ. {جَعَلَهٗ دَكًّا} قَالَ: تُرَابًا. {وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا} قَالَ: مَغْشِيًّا عَلَيْهِ ،جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ " اس کے رب نے جب پہاڑ پر تجلّی کی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا۔" کے بارے میں روایت ہے اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی انگلی خنصر ہی کے بقدر جلوہ فرمایا اور پہاڑ مٹی کی طرح ریزہ ریزہ کر دیا" اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔" (۴)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ اليَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الأَنْصَارِ لَطَمَ فِي وَجْهِي، قَالَ:ادْعُوهُ فَدَعَوْهُ، قَالَ:لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ؟ قَالَ:

(۱) المطففين ۱۵

(۲) صحیح بخاری کتاب تفسیرالقرآن سورة الرحمٰن بَابُ قَوْلِهِ وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ۴۸۷۸،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ إِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ رَبَّهُمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى۴۴۸،جامع ترمذی ابواب الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ غُرَفِ الجَنَّةِ ۲۵۲۸،سنن ابن ماجه کتاب السنة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۸۶

(۳) مسند احمد ۱۲۲۶۰

(۴) تفسیرطبری۹۷/۱۳

يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي مَرَرْتُ بِاليَهُودِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى البَشَرِ، فَقُلْتُ: وَعَلَى مُحَمَّدٍ، وَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهُ، قَالَ:لَا تُخَيِّرُونِي مِنْ بَيْنِ الأَنْبِيَاءِ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ العَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّورِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے منہ پر کسی نے طمانچہ مارا تھا اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے انصاری صحابہ میں سے ایک شخص نے میرے چہرے پر تھپڑ مارا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں بلاؤ، لوگوں نے انہیں بلایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے اسے طمانچہ کیوں مارا ہے؟ اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں یہودیوں کی طرف سے گزرا تو میں نے سنا کہ یہ کہہ رہا تھا اس ذات کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، میں نے کہا اور کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی؟ مجھے اس بات پر غصہ آ گیا اور میں نے اسے طمانچہ مار دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دیا کرو قیامت کے دن تمام لوگ بے ہوش کر دیئے جائیں گے سب سے پہلے میں ہوش آؤں گا لیکن موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا ایک پایہ تھامے کھڑے ہیں، اب مجھے نہیں معلوم کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا انہیں کوہ طور کی بے ہوشی کے بدلے میں میدان محشر کی بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا گیا۔[1]

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللَّهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید موسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے استثنا کر لیا۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لاَ يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ کہنا لائق نہیں کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہوں۔[3]

جب موسیٰ کو ہوش آیا تو اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور تعظیم وجلال بیان کرنے لگے بولے اے میرے رب! تو پاک ہے، میں تیرا عاجز بندہ ہوں اور دنیا میں تیرے دیدار کا متحمل نہیں ہوسکتا، میں تیرے حضور اپنے سوال سے توبہ کرتا ہوں، رب نے فرمایا اے موسیٰ! ہم نے تجھے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر رسول منتخب کیا ہے تا کہ تو ہماری پیغمبری کرے اور ہم سے ہم کلام ہو پس میں نے جو مناجات اور کلام تجھے دیا ہے اسے تھام لے اور مضبوطی سے اس پر استقامت رکھ اور جتنا ہو سکے میرا شکر ادا کرو۔

وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ

اور ہم نے چند تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل ان کو لکھ کر دی، تم ان کو پوری طاقت سے پکڑ لو

[1] صحیح بخاری تفسیرسورۃ الاعراف باب وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ، قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ ٤٦٣٨،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ٦١٥١

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ وَفَاةِ مُوسَى وَذِكْرِهِ بَعْدُ ٣٤٠٨،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ٦١٥٣

[3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ المُرْسَلِينَ ٣٤١٦،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي ذِكْرِ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ٦١٥٩

فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّ اْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

اور اپنی قوم کو حکم کرو کہ ان کے اچھے اچھے احکام پر عمل کریں، اب بہت جلد تم لوگوں کو ان بے حکموں کا مقام دکھلاتا ہوں،

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَ اِنْ يَّرَوْا كُلَّ

میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں، جس کا ان کو کوئی حق نہیں اور اگر تمام

اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ

نشانیاں دیکھ لیں تب بھی وہ ان پر ایمان نہ لائیں، اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا

الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

راستے دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں، یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل رہے،

وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ لِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ

اور یہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو اور قیامت کے پیش آنے کو جھٹلایا ان کے سب کام غارت گئے،

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ (الاعراف ۱۴۵ تا ۱۴۷)

ان کو وہی سزا دی جائے گی جو کچھ یہ کرتے تھے۔

اس کے بعد ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ہر شعبہ زندگی کے متعلق نصیحت اور ہر پہلو کے متعلق یعنی احکام شریعت، عقائد، اخلاق اور آداب وغیرہ کی واضح ہدایت پتھر کی تختیوں پر لکھ کر دے دی، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ [1]

ترجمہ: پچھلی نسلوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا کی، لوگوں کے لیے بصیرتوں کا سامان بنا کر ہدایت اور رحمت بنا کر تا کہ شاید لوگ سبق حاصل کریں۔

اور اس سے کہا ان ہدایات و احکام کو قائم کرنے کی بھرپور جدوجہد کرو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ رخصتوں کی تلاش کرنے، حیلے بہانوں اور فتنوں کی گنجائش نکالنے کے بجائے ان کے بہتر مفہوم کی پیروی کریں، عنقریب میں تم لوگوں کو ان اقوام کے آثار و کھنڈرات دکھلاؤں گا جنہوں نے اللہ کی بندگی و اطاعت سے منہ موڑا اور غلط روی اختیار کی، ان عبرت ناک آثار و کھنڈرات کو دیکھ کر تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کی راہ سے منہ موڑنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے، میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کی نگاہیں پھیر دوں گا جو بغیر کسی حق کے اللہ کی زمین میں اللہ کی آیات و احکام کے مقابلے میں اور اللہ کے بندوں کے ساتھ تکبر کرتے ہیں اور ایسا طرز عمل اختیار کرتے ہیں کہ وہ

[1] القصص ۴۳

نہ اللہ کے بندے ہیں اور نہ ہی اللہ رب العالمین ان کا رب ہے، پھر وہ حق سے اتنے دور ہو جائیں گے کہ کسی طرح کی بھی نشانی انہیں حق کی طرف لانے میں کامیاب نہیں ہو گی، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ [1] ﴿٩٧﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں پر تیرے رب کا قول راست آ گیا ہے ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آ جائے وہ کبھی ایمان لا کر نہیں دیتے جب تک کہ دردناک عذاب سامنے آتا نہ دیکھ لیں۔

احکام الٰہی سے اعراض کرنے والوں کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ہدایت و استقامت کی راہ ان کے سامنے آ جائے جو اللہ رب العزت تک اور عزت و اکرام کے گھر تک پہنچاتا ہے تو اسے اختیار نہ کریں گے اور اگر گمراہی کا راستہ نظر آ جائے جو بدبختی کی منزل ہے تو لپک کر اس پر رواں دواں ہو جائیں گے اس لئے کہ انہوں نے ہماری عظیم نشانیوں کو جھٹلایا اور ان سے بے پروائی کرتے رہے، جس کسی نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور روز آخرت اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے کا انکار کیا اور اسی عقیدے پر ان کی موت واقع ہوئی کیونکہ ان کی کوئی اساس نہ تھی اور ان کے صحیح ہونے کی شرط مفقود تھی اس لئے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے، کیا لوگ اس کے سوا کچھ اور جزا پا سکتے ہیں کہ جیسا کریں ویسا بھریں۔

وَ اتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ

اور موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیوروں کا ایک بچھڑا معبود ٹھہرا لیا جو کہ ایک قالب تھا جس میں

خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَ لَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ وَ كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿١٤٨﴾

ایک آواز تھی، کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات نہیں کرتا تھا اور نہ کوئی راہ بتلاتا تھا اس کو انہوں نے معبود قرار دیا

وَ لَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَ رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا ۙ قَالُوا لَئِنْ لَّمْ

اور بڑی بے انصافی کا کام کیا، اور جب نادم ہوئے اور معلوم ہوا کہ واقعی وہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے تو کہنے لگے کہ اگر

يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَ يَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿١٤٩﴾ وَ لَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ

ہمارا رب! ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا گناہ معاف نہ کرے تم ہم بالکل گئے گزرے ہو جائیں گے، اور جب موسیٰ (علیہ السلام)

إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي ۖ

اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی بری جانشینی کی؟

[1] یونس ۹۶، ۹۷

اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَ اَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَ اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ

کیا اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کر لی، اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر

يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ

ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے، ہارون (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے ماں جائے! ان لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا

وَ كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖؗ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَ لَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں تو تم مجھ پر دشمنوں کو مت ہنساؤ اور مجھ کو ان ظالموں کے ذیل میں مت شمار کرو،

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِاَخِيْ وَ اَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖؗ

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے رب! میری خطا معاف فرما اور میرے بھائی کی بھی اور ہم دونوں کو اپنی رحمت

وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ (الاعراف ۱۴۸ تا ۱۵۱)

میں داخل فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

مصر میں گائے کی پرستش اور تقدیس کا رواج تھا اور بنی اسرائیل اس سے شدت کے ساتھ متاثر ہو چکے تھے، جیسے فرمایا

...وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ... ﴿۹۳﴾ [1]

ترجمہ: ان کی باطل پرستی کا یہ حال تھا کہ دلوں میں ان کے بچھڑا ہی بسا ہوا تھا۔

چنانچہ فرعون کی غلامی سے نکلنے کے بعد انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے ایک پتھر کے معبود کی فرمائش کی اور پھر صرف تین مہینے کے بعد جب موسیٰ علیہ السلام کتاب لینے کے لئے کوہ سینا پر تشریف لے گئے تو ان کے پیچھے سامری نے بنی اسرائیل کے سونے کے زیورات اکٹھے کر کے بچھڑے کا کھوکھلا پتلا بنالیا اور اس میں خاک کی ایک مٹھی بھی ڈال دی، چنانچہ اس پتلے میں سے جب ہوا گزرتی تو اس میں سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی، کیا انہیں نظر نہ آتا تھا کہ وہ نہ ان سے بولتا ہے نہ کسی معاملہ میں ان کی رہنمائی کرتا ہے اور نہ ان کے نفع و نقصان کا کچھ اختیار رکھتا ہے۔ مگر پھر بھی انہوں نے اسے معبود بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی اور وہ سخت ظالم تھے، جیسے فرمایا

...وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۙ فَنَسِيَ ؕ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ [2]

ترجمہ: معاملہ یہ ہوا کہ لوگوں کے زیورات کے بوجھ سے ہم لد گئے تھے اور ہم نے بس انکو پھینک دیا تھا پھر اسی طرح سامری نے بھی کچھ ڈالا

---

[1] البقرة ۹۳

[2] طه ۸۷ تا ۸۹

اور ان کے لئے ایک بچھڑے کی صورت بنا کر نکال لایا جس میں سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی، لوگ پکار اٹھے یہی ہے تمہارا رب اور موسی علیہ السلام کا رب، موسی علیہ السلام اسے بھول گیا، کیا وہ دیکھتے نہ تھے کہ نہ وہ ان کی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ ان کے نفع و نقصان کا کچھ اختیار رکھتا ہے۔ پھر جب ان کی فریب خوردگی کا طلسم ٹوٹ گیا اور انہوں نے خوب جان لیا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ فرمایا اور شرک کا جو گناہ عظیم ہم سے صادر ہوا ہے اس سے درگزر نہ کیا تو ہم برباد ہو جائیں گے، کوہ سینا سے موسی علیہ السلام غصے اور رنج میں بھرا ہوا اپنی قوم کی طرف پلٹے، آتے ہی انہوں نے قوم سے کہا تم لوگوں نے میرے بعد بہت بری جانشینی کی، کیا تم لوگوں سے اتنا صبر نہ ہوا کہ چند دن اپنے رب کے حکم کا انتظار کر لیتے اور دینی غیرت و حمیت میں بے خود ہو کر غیر اختیاری طور پر تورات کی تختیاں زمین پر پھینک دیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى لَيْسَ الْمُعَايِنُ كَالْمُخْبَرِ أَخْبَرَهُ رَبُّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّ قَوْمَهُ فُتِنُوا، فَلَمْ يُلْقِ الْأَلْوَاحَ ، فَلَمَّا رَآهَا وَعَايَنَهُمْ أَلْقَى الْأَلْوَاحَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے مشاہدہ کرنے والا سنی خبر والے کی طرح نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے جب انہیں یہ خبر دی کہ ان کی قوم کے لوگ ان کے بعد فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں تو انہوں نے تختیوں کو زمین پر نہ ڈالا مگر انہوں نے جب قوم کو خود دیکھ لیا تو تختیاں زمین پر ڈال دیں۔ (۱)

اور ہارون علیہ السلام جن کو وہ اپنا خلیفہ بنا کر گئے تھے کے سر اور داڑھی کے بال پکڑ کر اسے کھینچا، موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سگے بھائی تھے، اس لئے ہارون علیہ السلام نے کہا اے میری ماں کے بیٹے! ان لوگوں نے مجھے کمزور سمجھ کر دبا لیا اور میرے روکنے پر مجھے مار ڈالنے کے درپے ہو گئے، پس تو شرک کا ارتکاب کرنے والوں کے ساتھ مجھے شامل کر کے ان جیسا معاملہ نہ کرو، جیسے فرمایا

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝۹۲ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝۹۳ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝۹۴ (۲)

ترجمہ: موسی علیہ السلام (قوم کو ڈانٹنے کے بعد ہارون علیہ السلام کی طرف پلٹا اور بولا) ہارون علیہ السلام! تم نے جب دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو رہے ہیں تو کس چیز نے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا کہ میرے طریقے پر عمل نہ کرو کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی، ہارون علیہ السلام نے جواب دیا اے میری ماں کے بیٹے! میری داڑھی نہ پکڑ نہ میرے سر کے بال کھینچ، مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ تو آ کر کہے گا تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا، ہارون علیہ السلام سے تسلی بخش جواب سن کر موسیٰ نے رب سے دعا فرمائی اے رب! مجھے اور میرے بھائی کو معاف کر اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما تو سب سے بڑھ کر رحیم ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ

بے شک جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس

(۱) تفسیرابن ابی حاتم۱۵۷۰،۵

(۲) طه ۹۲تا۹۴

فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَ الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ

دنیاوی زندگی ہی میں پڑے گی اور ہم افترا پردازوں کو ایسی سزا دیا کرتے ہیں، اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کئے

ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْۤا ؗ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۵۳﴾

اور پھر ان کے بعد توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں تو تمہارا رب اس توبہ کے بعد گناہ معاف کر دینے والا، رحمت کرنے والا ہے،

وَ لَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖۚ وَ فِیْ نُسْخَتِهَا هُدًی وَّ رَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ

اور جب موسیٰ (علیہ السلام) کا غصہ فرو ہوا تو ان تختیوں کو اٹھا لیا اور ان کے مضامین میں ان لوگوں کے لئے

هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (الاعراف ۱۵۲تا۱۵۴)

جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ہدایت اور رحمت تھی۔

جواب میں ارشاد ہوا کہ جن لوگوں نے مجھ معبود حقیقی کو چھوڑ کر بچھڑے کو اپنا معبود بنایا تھا وہ ہمارے غضب اور زندگی بھر ذلت و رسوائی کے مستحق ہو گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے خالق سے توبہ کرو اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو پھر تمہاری توبہ قبول ہو گی، جیسے فرمایا

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْۤا اِلٰی بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَیْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۴﴾ [1]

ترجمہ: یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام (یہ نصیحت لئے ہوئے پلٹا) تو اس نے اپنی قوم سے کہا لوگو! تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر سخت ظلم کیا ہے لہٰذا تم لوگ اپنے خالق کے حضور توبہ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاک کرو اس میں تمہارے خالق کے نزدیک تمہاری بہتری ہے اس وقت تمہارے خالق نے تمہاری توبہ قبول کر لی کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

چنانچہ شرک کرنے والوں کو جن کی تعداد تورات کے مطابق تین ہزار بیان کی جاتی ہے ایک صف میں کھڑا کر دیا گیا اور جو اس گناہ عظیم سے محفوظ رہے تھے انہوں نے ان کو قتل کر دیا اس طرح رب العالمین نے ان کی توبہ قبول کر لی کہ شاید وہ شکر گزار بندے بنیں، رب پر جھوٹ باندھنے والوں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں، ہمارے توبہ کے دروازے کھلے ہیں جن لوگوں نے شرک، کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا پھر شرمندہ ہو کر خلوص نیت سے اپنے گزشتہ گناہوں پر ندامت کریں گے اور ہماری نازل شدہ ہدایات پر زندگی گزاریں گے تو آپ کا رب انہیں معاف کر دے گا خواہ یہ زمین بھر ہی کیوں نہ ہوں، اللہ بڑا ہی غفور ورحیم ہے، جب موسیٰ نے پوری تحقیق کر لی اور ان کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہوا تو انہوں نے رب کی عطا کردہ جلیل القدر تختیاں جس میں رب کی طرف سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت اور اپنی رحمت کے احکام دیئے گئے تھے اور جو گرنے کی وجہ سے ٹوٹی نہیں تھیں اٹھا لیں، بعض کہتے ہیں چند تختیاں ٹوٹ گئی تھیں۔

[1] البقرة ۵۴

وَ اخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

اور موسیٰ (علیہ السلام) نے ستر آدمی اپنی قوم میں سے ہمارے وقت معین کے لیے منتخب کئے، سو جب ان کو زلزلہ نے آپکڑا

قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِیَّایَ ؕ

تو موسیٰ (علیہ السلام) عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار! اگر تجھ کو یہ منظور ہوتا تو اس سے قبل ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیتا،

اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ

کیا تو ہم میں سے چند بیوقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دے گا؟ یہ واقعہ محض تیری طرف سے امتحان ہے،

تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِیُّنَا

ایسے امتحانات سے جس کو تو چاہے گمراہی میں ڈال دے اور جس کو چاہے ہدایت پر قائم رکھے، تو ہی ہمارا کارساز ہے

فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَ اكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً

پس ہم پر مغفرت اور رحمت فرما اور تو سب معافی دینے والوں سے زیادہ اچھا ہے، اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دے

وَّ فِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ ؕ قَالَ عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ

اور آخرت میں بھی، ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر

مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ

چاہتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے، تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں

وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ (الاعراف ۱۵۵،۱۵۶)

اور زکوۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستر برگزیدہ آدمیوں کو منتخب کیا (تاکہ وہ اس کے ساتھ) ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر حاضر ہوں، راستے میں ان لوگوں کو ایک سخت زلزلے اور بجلی کی کڑک نے آپکڑا اور وہ بطور عذاب ہلاک کر دیئے گئے، یہ ستر برگزیدہ آدمی کون تھے، اس سلسلہ میں بعض مفسرین کی رائے ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو تورات کے احکام سنائے تو انہوں نے شک وشبہ کا اظہار کیا اور کہا ہم کیسے یقین کرلیں کہ یہ کتاب واقعی اللہ تعالیٰ طرف سے نازل شدہ ہے؟ ہم تو جب تک خود اللہ تعالیٰ کو کلام کرتے ہوئے نہ سن لیں اسے تسلیم نہیں کریں گے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستر برگزیدہ آدمیوں کو منتخب کیا اور انہیں کوہ سینا پر لے گئے، وہاں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوا جسے ان لوگوں نے بھی سنا لیکن وہاں انہوں نے ایک نیا مطالبہ کر دیا کہ ہم تو جب تک اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ

لیں گے ایمان نہیں لائیں گے، بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ ستر برگزیدہ آدمی وہ تھے جو بچھڑے کی عبادت کے جرم عظیم کی توبہ او رمعذرت اور ازسرنو اطاعت کا عہد استوار کرنے کے لئے پوری قوم کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ سینا پر گئے تھے اور وہاں جاکر انہوں نے اللہ کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی، جیسے فرمایا

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿٥٥﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ [١]

ترجمہ: یاد کرو جب تم نے موسی علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہم تمہارے کہنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کہ اپنی آنکھوں سے علانیہ اللہ کو (تم سے کلام کرتے) نہ دیکھ لیں، اس وقت تمہارے دیکھتے دیکھتے ایک زبردست (بجلی کے) کڑاکے نے تم کو آلیا تم بے جان ہوکر گرچکے تھے مگر پھر ہم نے تم کو جلا اٹھایا شاید کہ اس احسان کے بعد تم شکر گزار بن جاؤ۔

...فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ... ﴿١٥٣﴾ [٢]

ترجمہ: اس سے توانہوں نے کہا تھا کہ ہمیں اللہ کو اعلانیہ دکھادو اور اسی سرکشی کی وجہ سے یکا یک ان پر بجلی ٹوٹ پڑی تھی۔

بعض کی رائے ہے کہ یہ ستر برگزیدہ آدمی وہ تھے جنہوں نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا لیکن انہیں اس سے منع نہیں کیا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، {وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا} قَالَ: كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَهُ أَنْ يَخْتَارَ مِنْ قَوْمِهِ سَبْعِينَ رَجُلًا فَاخْتَارَ سَبْعِينَ رَجُلًا فَبَرَزَ بِهِمْ لِيَدْعُوا رَبَّهُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، فَكَانَ فِيمَا دَعُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ قَالُوا: اللَّهُمَّ أَعْطِنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا قَبْلَنَا، وَلَا تُعْطِ أَحَدًا بَعْدَنَا فَكَرِهَ اللَّهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ ذَلِكَ مِنْ دُعَائِهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ ''اور موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستّر آدمیوں کو منتخب کیا تا کہ وہ (اس کے ساتھ) ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر حاضر ہوں۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم سے ستر آدمیوں کا انتخاب کریں توانہوں نے ستر برگزیدہ آدمیوں کو کوہ طور پر لے جانے کے لئے انتخاب کیا اور انہیں باہر لے گئے تا کہ وہ اپنے رب تعالیٰ سے دعا کریں، وہاں جاکر انہوں نے اللہ عزوجل سے دعائیں کیں جن میں ایک دعا یہ بھی تھی کہ یا اللہ ہمیں تو وہ کچھ عطا فرما جو اس سے قبل تو نے کسی کو عطا نہیں کیا اور نہ آئندہ وہ کسی کو عطا کرنا اللہ تعالیٰ کو دعا پسند نہ آئی جس پر وہ زلزلے اور بجلی کی کڑک سے ہلاک کر دئے گئے۔ [٣]

مگر زیادہ تر مفسرین دوسری رائے کے قائل ہیں، موسیٰ اس واقعہ سے سخت پریشان ہوئے کہ واپس جاکر قوم کو کیا جواب دیں گے، چنانچہ موسیٰ نے رب سے ان کی زندگی کی دعا فرمائی کہ اے ہمارے رب! اگر تو چاہتا توان لوگوں کو اس وقت ہلاک کر دیتا جب یہ بچھڑے کی پوجا پاٹ میں لگے ہوئے تھے، اے میرے رب! کیا چند لوگوں کی کرنی کی سزا تو ہم سب کو دے گا یہ تو تیری آزمائش ہے جس کے ذریعہ سے تو جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے، اس دنیا اور آخرت میں تو ہی ہمارا کارساز ہے، ہماری مغفرت فرما اور رحم

[١] البقرۃ۵۵،۵۶

[٢] النساء۱۵۳

[٣] تفسیرابن ابی حاتم ۱۵۷۴؍۵،تفسیر طبری ۱۴۱؍۱۳

پر رحم کر تو تمام معاف کرنے والوں سے زیادہ بہتر معاف کر دینے والا ہے اور اے ہمارے رب! اس دنیا میں بھی ہمارے لئے اپنی رحمت سے بھلائیاں لکھ دے اور آخرت میں بھی بھلائی لکھ دے ہم تم سے توبہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے دعا کے جواب میں فرمایا کہ میں اپنا عذاب اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں یعنی اس کو جو بد بخت ہے اور بدبختی کے اسباب اختیار کرتا ہے اور میری بے پایاں رحمت نے عالم علوی اور عالم سفلی، نیک اور بد، مومن اور کافر سب کو ڈھانپ رکھا ہے، کوئی مخلوق ایسی نہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سایہ کناں نہ ہو اور اس کے فضل وکرم نے اس کا ڈھانپ نہ رکھا ہو۔

...رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا... ۞ [۱]

ترجمہ: اے ہمارے رب! تو اپنی رحمت اور اپنے علم کے ساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔

جُنْدُبٌ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، ثُمَّ عَقَلَهَا، ثُمَّ صَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَتَى رَاحِلَتَهُ، فَأَطْلَقَ عِقَالَهَا ثُمَّ رَكِبَهَا، ثُمَّ نَادَى: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا، وَلَا تُشْرِكْ فِي رَحْمَتِنَا أَحَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَقُولُونَ هَذَا أَضَلُّ أَمْ بَعِيرُهُ، أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ:لَقَدْ حَظَرْتَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ، إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ مِائَةَ رَحْمَةٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ رَحْمَةً وَاحِدَةً يَتَعَاطَفُ بِهَا الْخَلَائِقُ، جِنُّهَا وَإِنْسُهَا وَبَهَائِمُهَا، وَعِنْدَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ، أَتَقُولُونَ هُوَ أَضَلُّ أَمْ بَعِيرُهُ؟

جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ ایک اعرابی آیا اس نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا پھر اسے باندھ دیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی، نماز سے فراغت کے بعد وہ اپنی سواری کے پاس آیا اس کی رسی کھولی اور اس پر سوار ہو گیا پھر اس نے بلند آواز سے یہ دعاء کی کہ اے اللہ! مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور اپنی اس رحمت میں ہمارے ساتھ کسی کو شریک نہ فرما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا یہ بتاؤ کہ یہ شخص زیادہ نادان ہے یا اس کا اونٹ؟ تم نے سنا نہیں کہ اس نے کیا کہا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو نے اللہ کی وسیع اور بے پایاں رحمت کو محدود کر دیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے سو طرح کی رحمتیں پیدا فرمائی ہیں اور ان میں سے ایک رحمت نازل فرما دی جس کی وجہ سے تمام مخلوقات جن وانس اور حیوانات تک ایک دوسرے پر رحم اور مہربانی کرتے ہیں اور بقیہ ننانوے رحمتیں اسی کے پاس ہیں، اب بتاؤ کہ یہ زیادہ نادان ہے یا اس کا اونٹ؟۔ [۲]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ، وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى وَلَدِهَا، وَأَخَّرَ اللهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً، يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصہ ہیں، ان میں سے ایک رحمت جنوں، آدمیوں، جانوروں اور کیڑوں میں اتاری، اسی ایک رحمت کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے اور وحشی جانور اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں اور اس

---

[۱] المومن ۷

[۲] مسند احمد ۱۸۷۹۹

نے اپنی رحمت کے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں جن کا اظہار روز قیامت ہو گا۔[1]

مگر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت جو دنیاو آخرت کی سعادت کی باعث ہوتی ہے وہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی، اور وہ میں ان لوگوں کے حق میں لکھ دوں گا جو ہمارے احکامات کی نافرمانی سے کنارہ کش رہیں گے، یعنی صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں، جیسے فرمایا

... كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ... ﴿٥٤﴾[2]

ترجمہ: تمہارے رب نے رحم و کرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔

جو نماز قائم کریں گے، غریبوں محتاجوں اور ضرورت مندوں کو زکواۃ دیں گے، ہمارے دین کو نافذ کرنے کی کوشش کریں گے اور ہماری نشانیوں پر ایمان لائیں گے، جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کیا اور انہیں دوبارہ زندہ کر دیا کہ شاید اس احسان کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن جائیں۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس

التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں

وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ

اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو

كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ

دور کرتے ہیں، سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع

الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٥٧﴾ۧ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو!

اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۣ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ

میں تم سب کی طرف سے اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں پر اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی

---

[1] صحیح مسلم کتاب التوبة بَابٌ فِي سِعَةِ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى وَأَنَّهَا سَبَقَتْ غَضَبَهُ۶۹۷۴،۶۹۷۲، سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِبَابُ مَا يُرْجَى مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۴۲۹۳

[2] الانعام۵۴

اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر

الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ (الاعراف ۱۵۸،۱۵۷)

اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم راہ پر آجاؤ۔

موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے جواب کے بعد موقع کی مناسبت سے فوراً بنی اسرائیل کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی دعوت دی گئی، فرمایا پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے جو اس پیغمبر نبی امی کی پیروی اختیار کریں جس کا نام اور صفات کا ذکر انہیں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے،

عَنْ أَبِي صَخْرٍ الْعُقَيْلِيِّ، حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنَ الْأَعْرَابِ، قَالَ: جَلَبْتُ جَلُوبَةً إِلَى الْمَدِينَةِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ بَيْعَتِي قُلْتُ: لَأَلْقَيَنَّ هَذَا الرَّجُلَ فَلَأَسْمَعَنَّ مِنْهُ، قَالَ: فَتَلَقَّانِي بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ يَمْشُونَ، فَتَبِعْتُهُمْ فِي أَقْفَائِهِمْ حَتَّى أَتَوْا عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ نَاشِرًا التَّوْرَاةَ يَقْرَؤُهَا، يُعَزِّي بِهَا نَفْسَهُ عَلَى ابْنٍ لَهُ فِي الْمَوْتِ، كَأَحْسَنِ الْفِتْيَانِ وَأَجْمَلِهِ،

ابوصخر عقیلی سے مروی ہے مجھ سے ایک اعرابی نے یہ بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دودھ والے جانور مدینہ منورہ لے گیا جب میں انہیں بیچ کر فارغ ہوا تو میں نے کہا کہ میں اس شخص سے ضرور ملوں گا اور ان کی دعوت کو سنوں گا، میری آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملاقات ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان چل رہے تھے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا حتی کہ یہ حضرات ایک یہودی کے پاس آئے جو تورات کو کھولے ہوئے اسے پڑھ رہا تھا اور اس سے وہ اپنے اس بیٹے کے بارے میں تسلی حاصل کر رہا تھا جو بڑا ہی خوبصورت نوجوان تھا اور موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا،

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْشُدُكَ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ، هَلْ تَجِدُ فِي كِتَابِكَ ذَا صِفَتِي وَمَخْرَجِي؟ ، فَقَالَ بِرَأْسِهِ هَكَذَا، أَيْ: لَا، فَقَالَ ابْنُهُ: إِي وَالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ إِنَّا لَنَجِدُ فِي كِتَابِنَا صِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ: «أَقِيمُوا الْيَهُودَ عَنْ أَخِيكُمْ ، ثُمَّ وَلِيَ كَفَنَهُ وَجَنَنَهُ وَالصَّلَاةَ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا میں تجھے اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تورات کو نازل فرمایا ہے کیا تو اپنی اس کتاب میں میری صفات اور میری بعثت کا ذکر موجود پاتا ہے؟ اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا کہ نہیں، مگر اس کے بیٹے نے کہا ہاں، اس ذات کی قسم جس نے تورات کو نازل فرمایا ہے ہم اپنی کتاب میں آپ کے اوصاف اور آپ کی بعثت کا ذکر موجود پاتے ہیں اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودیوں کو اپنے بھائی کے پاس سے اٹھا دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کفن و دفن کا اہتمام فرمایا اور اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ [1]

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ، قَالَ: أَجَلْ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ كَصِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ: {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

[1] مسند احمد ۲۳۴۹۲

وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا} [الأحزاب: 45] وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا صَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ وَلَنْ نَقْبِضَهُ حَتَّى نُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ، بِأَنْ يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَنَفْتَحُ بِهِ قُلُوبًا غُلْفًا وَآذَانًا صُمًّا، وَأَعْيُنًا عُمْيًا. قَالَ عَطَاءٌ: ثُمَّ لَقِيتُ كَعْبًا فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَمَا اخْتَلَفَا حَرْفًا، إِلَّا أَنَّ كَعْبًا قَالَ بِلُغَتِهِ: قُلُوبًا غُلُوفِيَا. وَآذَانًا صُمُومِيَا، وَأَعْيُنًا عُمُومِيَا

عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، اور ان سے عرض کی کہ مجھے یہ بتائیے کہ تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا اوصاف لکھے ہوئے ہیں ؟ انہوں نے کہا اللہ کے قسم! تورات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی اوصاف بیان کیے گئے ہیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تمہیں گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے" آپ ان پڑھوں کے لیے محافظ اور میرے عبد اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے، آپ بدخو اور سخت دل نہیں ہیں اور نہ بازاروں میں شور وغل مچانے والے ہیں، اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں بلکہ معاف اور درگزر کرنے والے ہیں، ہم اس وقت تک آپ کو اپنے پاس نہیں بلائیں گے جب تک کج رو ملت کو آپ کے ساتھ سیدھا کر دیں، کہ وہ لاالہ الا اللہ کہنے لگ جائیں، ہم آپ کے ساتھ بند دلوں، بہرے کانوں اور اندھی آنکھوں کو درست فرمادیں گے، عطاء بیان کرتے ہیں اس کے بعد میں کعب سے ملا اور ان سے یہ سوال کیا تو انہوں نے بھی بعینہ یہی جواب دیا سوائے اس کے انہوں نے غلفا کے بجائے غلوفیا اور صما کے بجائے صمومیا اور عمیا کے بجائے عمومیا کہا۔[1]

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تم پر اللہ کی رحمت نازل ہونے کے لئے جو شرائط عائد کی گئی تھیں وہی آج تک قائم ہیں اور دراصل یہ انہی شرائط کا تقاضا ہے کہ تم اس پیغمبر پر ایمان لاؤ، تم سے کہا گیا تھا کہ اللہ کی رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے جو اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کریں تو آج سب سے بڑی بنیادی نافرمانی یہ ہے کہ سید الامم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب جس کو اللہ نے تمہاری طرف مبعوث کیا ہے اس کی رہنمائی تسلیم کرنے سے انکار کیا جائے لہذا جب تک اس نافرمانی سے پرہیز نہ کرو گے تقویٰ کی جڑ ہی سرے سے قائم نہ ہو گی خواہ جزئیات وفروعات میں تم کتنا ہی تقویٰ بگھارتے رہو، تم سے کہا گیا تھا کہ اللہ کی رحمت سے حصہ پانے کے لئے زکواۃ بھی ایک شرط ہے تو آج کسی انفاق مال پر اس وقت تک زکوٰۃ کی تعریف صادق نہیں آسکتی جب تک اقامت دین حق کی اس جدوجہد کا ساتھ نہ دیا جائے جو اس پیغمبر کی قیادت میں ہو رہی ہے لہذا جب تک اس راہ میں مال صرف نہ کرو گے زکوٰۃ کی بنیاد ہی استوار نہ ہو گی چاہے کتنی ہی خیرات اور نذر ونیاز کرتے رہو، تم سے کہا گیا تھا کہ اللہ نے اپنی رحمت صرف ان لوگوں کے لئے لکھی ہے جو اللہ کی آیات پر ایمان لائیں تو آج جو آیات اس پیغمبر پر نازل ہو رہی ہیں ان کا انکار کر کے تم کسی طرح بھی آیات الٰہی کے ماننے والے قرار نہیں پا سکتے لہذا جب تک ان پر ایمان نہ لاؤ گے یہ آخری شرط بھی پوری نہ ہو گی خواہ توراۃ پر ایمان رکھنے کا تم کتنا ہی دعویٰ کرتے رہو، پیغمبر انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، شرک، قتل ناحق، زنا، شراب اور نشہ دار مشروبات پینے، تمام مخلوق پر ظلم کرنے، جھوٹ، فسق وفجور اور دیگر برائیوں سے روکتا ہے، ان کے لئے ماکولات، مشروبات اور منکوحات میں سے طیبات اور پاک چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے اور ماکولات اور مشروبات میں سے ناپاک چیزوں، ناپاک اقوال وافعال اور ناپاک عورتوں کو حرام قرار دیتا ہے، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وصف یہ ہے کہ آپ کالایا ہوا دین نہایت آسان، نرم اور کشادہ ہے، اس دین میں کوئی

---

[1] تفسیر طبری ۱۶۴/۱۳، صحیح بخاری كِتَابُ البُيُوعِ بَابُ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوقِ ۲۱۲۵

بوجھ، کوئی نار وابندش، کوئی مشقت اور کوئی تکلیف نہیں، چنانچہ ان کے فقیہوں نے اپنی قانونی موشگافیوں سے ان کے روحانی مقتداؤں نے اپنے تورع کے مبالغوں سے، اور ان کے جاہل عوام نے اپنے توہمات اور خود ساختہ حدود وضوابط سے ان کی زندگی کو جن بوجھوں تلے دبا رکھا ہے اور جن جکڑ بندیوں میں کس رکھا ہے یہ پیغمبر وہ سارے بوجھ اتار دیتا ہے اور وہ تمام بندشیں توڑ کر زندگی کو آزاد کر دیتا ہے،

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ بِالْيَهُودِيَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِيَّةِ، وَلَكِنِّي بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح مبعوث نہیں کیا گیا میں آسان دین حنیفی کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ [1]

لہذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور آپ کی توقیر و تعظیم کریں اور اس کی حمایت اور نصرت کریں اور اس روشنی (قرآن اور وحی) کی پیروی اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے وہی لوگ دنیا و اخرت کی بھلائی سے فیضیاب ہوں گے، یہی لوگ دنیا و آخرت کے شر سے نجات پائیں گے، جیسے فرمایا

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ [2]

ترجمہ: تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آ گئی ہے اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کی طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

یعنی نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد نہیں بلکہ قرآن مجید ہے، ہاں یہ الگ بات ہے کہ آپ کی صفات میں ایک صفت نور بھی ہے، جس سے کفر و شرک کی تاریکیاں دور ہوئیں، لیکن آپ کے نوری صفت ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور من نور اللہ ہونا ثابت نہیں ہوتا، چونکہ آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں سے اہل تورات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی دعوت دی ہے اور بسا اوقات کوئی شخص اس وہم میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ یہ حکم صرف بنی اسرائیل تک محدود ہے، اس لئے وہ اسلوب اختیار کیا جو عمومیت اور آفاقیت پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہو کہ اے انسانو! میں تم سب عربی و عجمی، کالے اور گوروں، اور اہل کتاب اور دیگر تمام قوموں کی طرف اللہ کا پیغمبر ہوں، جیسے فرمایا

...قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ... ﴿۱۹﴾ [3]

ترجمہ: کہو میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تا کہ تمہیں اور جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔

[1] مسند احمد ۲۲۲۹۱

[2] المائدة ۱۶، ۱۵

[3] الانعام ۱۹

...وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ... ⑰ ①

ترجمہ: اور انسانی گروہوں میں سے جو کوئی اس کا انکار کرے تو اس کے لئے جس جگہ کا وعدہ ہے وہ دوزخ ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

...وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ⑳ ②

ترجمہ: پھر اہل کتاب اور غیر اہل کتاب دونوں سے پوچھو کیا تم نے بھی اس کی اطاعت و بندگی قبول کی؟ اگر کی تو وہ راہ راست پا گئے اور اگر اس سے منہ موڑا تو تم پر صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے، آگے اللہ خود اپنے بندوں کے معاملات دیکھنے والا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، أَوْ نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَا يُؤْمِنُ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! اس زمانے کا (یعنی میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنے اور پھر اس پر ایمان نہ لائے جس کو دے کر میں بھیجا گیا ہوں (یعنی قرآن) تو وہ جہنم میں جائے گا۔ ③

أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِي المَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کے انبیاء کو نہیں دی گئیں، مہینے بھر کی مسافت تک رعب سے امداد و نصرت اور میرے لئے ساری زمین پاک اور پاک کرنے والی کی گئی، پھر جس شخص کو جہاں وقت نماز کا وقت آجائے وہ وہیں نماز پڑھ لے اور غنیمتوں کا حلال کیا جانا جو پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھیں اور مجھے شفاعت عطا ہوئی ہے اور پہلے کے انبیاء صرف اپنی قوم کی طرف ہی بھیجے جاتے تھے مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ ④

جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے، وہ ایک ہے اور اس کی ذات، صفات اور افعال میں کوئی شریک نہیں ہے، اس کی عبادت کی معرفت صرف اس کے انبیاء و مرسلین کے توسط ہی سے حاصل ہو سکتی ہے، اس کی جملہ تدابیر و تصرفات میں سے زندہ کرنا اور مارنا ہے، جس میں کوئی ہستی شریک نہیں ہو سکتی، پس ایمان لاؤ اللہ وحدہ لاشریک پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر

① هود۱۷

② آل عمران۲۰

③ مسند احمد۸۶۰۹، صحيح مسلم كتاب الايمان باب وجوب إيمان أهل الكتاب برسالة الإسلام۳۸۶

④ صحيح بخاری كِتَابُ التَّيَمُّمِ باب ۱،ح۳۳۵، صحيح مسلم كتاب المساجدباب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ ۱۱۶۳،سنن نسائی كتاب الغسل بَابُ التَّيَمُّمِ بِالصَّعِيدِ۴۳۲

جو اپنے عقائد و اعمال میں راست رو ہے، پس جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا اور نبی امی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیروی اختیار کرتا ہے تو امید ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں راہ راست پالے گا۔

وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اور قوم موسیٰ میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتی ہے اور اسی کے مطابق انصاف بھی کرتی ہے،

وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى

اور ہم نے ان کو بارہ خاندانوں میں تقسیم کر کے سب کی الگ الگ جماعت مقرر کر دی اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا

اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ؕ

جب کہ ان کی قوم نے ان سے پانی مانگا کہ اپنے عصا کو فلاں پتھر پر مارو پس فوراً اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے،

قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَ ظَلَّلْنَا عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا

ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع معلوم کرلیا، اور ہم نے ان پر ابر کا سایہ فگن کیا اور ان کو

عَلَیْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا

من وسلویٰ (ترنجبین اور بیٹریں) پہنچائیں، کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان

وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَ اِذْ قِیْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ وَ كُلُوْا مِنْهَا

نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے، اور جب ان کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ اس آبادی میں جا کر رہو اور کھاؤ اس سے

حَیْثُ شِئْتُمْ وَ قُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ

جس جگہ تم رغبت کرو اور زبان سے یہ کہتے جانا (حِطَّةٌ حِطَّةٌ) توبہ ہے اور جھکے جھکے دروازہ میں داخل ہونا ہم تمہاری خطائیں

خَطِیْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ

معاف کر دیں گے، جو لوگ نیک کام کریں گے ان کو مزید برآں اور دیں گے، سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک

قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس کی ان سے فرمائش کی گئی تھی، اس پر ہم نے ان پر ایک آفت سماوی بھیجی

بِمَا كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ (الاعراف ۱۵۹ تا ۱۶۲)

اس وجہ سے کہ وہ حکم کو ضائع کرتے تھے۔

جب بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی کے جرم کا ارتکاب کیا اور حق کی طرف سے اس پر گرفت ہوئی تو اس وقت ساری قوم بگڑی ہوئی نہ تھی بلکہ ایک اچھا خاصا صالح عنصر موجود تھا چنانچہ فرمایا موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو حق کے مطابق ہدایت کرتا اور حق ہی کے مطابق انصاف کرتا تھا، جیسے فرمایا

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ (۱)

ترجمہ: مگر سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راہ راست پر قائم ہیں، راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں یہ صالح لوگ ہیں۔

وَاِنَّ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ (۲)

ترجمہ: اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئی تھی، اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ (۳)

ترجمہ: جن لوگوں کو اس سے پہلے ہم نے کتاب دی تھی وہ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں، اور جب یہ ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ واقعی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے، ہم تو پہلے ہی سے مسلم ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دوبار دیا جائے گا اس ثابت قدمی کے بدلے جو انہوں نے دکھائی، وہ برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰھُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ﴿۱۲۱﴾ (۴)

ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے وہ اس (قرآن) پر سچے دل سے ایمان لے آتے ہیں۔

(۱) آل عمران ۱۱۴،۱۱۳

(۲) آل عمران ۱۹۹

(۳) القصص ۵۲تا۵۴

(۴) البقرة ۱۲۱

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم اسے مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے انہیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں پاک ہے ہمارا رب! اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اسے سن کر ان کا خشوع اور بڑھ جاتا ہے۔

اور ہم نے یعقوب علیہ السلام کے دس بیٹوں اور یوسف علیہ السلام کے دو بیٹوں سے بارہ الگ الگ قبیلے بنائے اور انہیں مستقل گروہوں کی شکل دے دی تھی اور ہر قبیلے پر ایک ایک نقیب بھی مقرر کر دیا تھا تاکہ وہ ان کے اندر اخلاقی، مذہبی، تمدنی و معاشرتی اور فوجی حیثیت سے نظم رکھے اور احکام شریعت کا اجراء کرتا رہے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ... ﴿۱۲﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور ان میں بارہ نقیب مقرر کیے تھے۔

فرعون کے غرق ہونے کے بعد موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو جن کی تعداد کئی لاکھ تھی صحرائے سینا یا میدان تیہ میں لے آئے تاکہ ان کی مزید تربیت ہو، وہاں ان کو پانی کی شدید طلب ہوئی جس پر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پانی کے لئے درخواست فرمائی، رب کریم نے موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ایک اور معجزہ عطا کر کے موسیٰ کو حکم فرمایا کہ فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو یعنی دعا کے ساتھ کوشش کو لازمی قرار دیا، چنانچہ خالی دعا جس میں انسانی محنت کا حیلہ شامل نہ ہو قبولیت اللہ کی سنت نہیں، موسیٰ علیہ السلام نے تعمیل حکم میں مطلوبہ پتھر پر عصا مارا، عصا کے مارتے ہی رب کے حکم سے پتھر سے بارہ قبیلوں کے لئے بارہ چشمے پھوٹ پڑے (یہ چشمے بحر احمر کے مشرقی بیابان میں سویز سے زیادہ دور نہیں مگر اب ان چشموں کا پانی بہت کچھ سوکھ چکا ہے اور بعض کے تو آثار بھی معدوم ہو چکے ہیں، یہ کنوئیں عیون موسیٰ کے نام سے مشہور ہیں) تاکہ ان بارہ قبیلوں میں پانی پر باہمی نزاع نہ کھڑا ہو جائے، موسیٰ نے ہر قبیلہ کو ایک چشمہ مخصوص کر دیا اس طرح ہر قبیلہ نے اطمینان کا سانس لیا اور اپنے اپنے چشمہ سے سیراب ہونے لگا، اللہ تعالیٰ نے پھر ہدایت فرمائی کہ ہمارا دیا ہوا پاکیزہ اور حلال رزق کھاؤ پیو مگر زمین پر فساد نہ پھیلاتے پھرو یعنی اس زمین پر جو ہر گناہ کی گواہ ہے امن قائم کرو، یہ زمین روز قیامت اپنے اندر سے سب کچھ نکال کر باہر رکھ دے گی، غیر فطرتی کام نہ کرو، لوگوں پر ظلم و زیادتی سے بچو اور ہماری زمین میں رہنے والی مخلوقات کو تنگ نہ کرو، ہمارے عطا کیے ہوئے رزق اور اس زمین کے پانیوں کو بھی معمولی نعمت سمجھ کر ضائع نہ کرو، ہم نے حدود مقرر کی ہوئی ہیں ان حدود کو پامال مت کرو بلکہ ان کا احترام کرو ان سب کا تم سے حساب لیا جائے گا اگر ہماری ہدایات پر عمل نہیں کرو گے تو ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔ جیسے فرمایا

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ

(۱) بنی اسرائیل ۱۰۷ تا ۱۰۹

(۲) المائدۃ ۱۲

أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۞ [1]

ترجمہ: یاد کرو جب موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہافلاں چٹان پر اپنا عصا مار و چنانچہ اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے نے جان لیا کہ کون سی جگہ اس کے پانی لینے کی ہے،(اس وقت یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ) اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ پیو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

سفر کرتے ہوئے بنی اسرائیل دشت سین میں ایلیم اور سینا کے درمیان (جسے آجکل جبل موسیٰ کہتے ہیں) گزر رہے تھے کہ خوراک کے ذخیرے ختم ہو گئے اور نوبت فاقوں پر پہنچ گئی، اس وقت رب نے اپنی رحمت سے ان پر صحرا کی چلچلاتی دھوپ سے بچاؤ کے لئے ابر کا سایہ کیے رکھا، اس لق و دق ویرانے میں کھانے کے لئے من وسلوی فراہم کیا جو ان کو بغیر کسی دقت کے پہنچ جاتا تھا اور فلسطین کے آباد علاقے میں پہنچنے تک پورے چالیس سال یہ سلسلہ جاری رہا (مَنّ دھنیے کے بیج کی طرح سفید چھوٹی چھوٹی گول گول چیز تھی جیسے پالے کے دانے ہوتے ہیں یہ رات کو اوس کے ساتھ آسمان سے برستی تھی، لوگ اسے جمع کر لیتے اور چکی میں پیستے اور اوکھلی میں کوٹ لیتے تھے پھر اسے ہانڈیوں میں ابال کر روٹیاں بناتے تھے، اس کا مزہ شہد کے بنے ہوئے پوئے کی طرح تھا، کھنبی مَنَّ کی اس قسم سے ہے جو بغیر کسی کے بونے کے پیدا ہو جاتی ہے جو موسیٰ پر نازل ہوئی،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الكَمْأَةُ مِنَ المَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءُ العَيْنِ

سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی من کی قسم ہے (خود رو ہے) اور اس کا پانی آنکھ کیلئے فائدہ مند ہے۔ [2]

اور سلوی بٹیر یا چڑیا کی طرح کا ایک پرندہ تھا جو جھنڈ کے جھنڈ ان کے پاس آتے جسے ہاتھ بڑھا کر آسانی سے پکڑ لیتے اور ذبح کر کے کھا لیتے ،پانی اور خوراک کی وافر فراہمی اور دھوپ سے بچانے کے لئے بادل کے سایہ کی تین نعمتوں کے بعد رب نے انہیں کہہ دیا کہ اس کی عطا کردہ پاک وحلال چیزیں کھاؤ اور حرام اور ناجائز چیزوں کی طرف تجاوز مت کرو، اور تمہارے اسلاف نے جو کچھ کیا انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا تھا بلکہ خود اپنی جانوں پر ظلم وزیادتی کی تھی، لیکن یہود ان کمال مہربانیوں کے باوجود اللہ کا شکر کرنے کے بجائے خوش نہیں تھے، پھر رب نے حکم دیا کہ تمہارے سامنے جو ایلیا یعنی قدس کی بستی ہے اس میں داخل ہو جاؤ اور اس شہر کی پیداوار کو جس طرح چاہو مزے سے کھاؤ اور جب بستی کے دروازے سے اندر داخل ہونا تو سجدہ ریز ہوتے ہوئے اور حطہ حطہ کہتے ہوئے داخل ہونا (حِطَّةٌ کے دو معنیٰ ہیں ایک یہ کہ اللہ سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے ہوئے جانا دوسرے یہ کہ لوٹ مار اور قتل عام کے بجائے بستی کے باشندوں میں درگزر اور عام معافی کا اعلان کرتے جانا) یعنی بارگاہ الٰہی میں عجز وانکساری کا اظہار کرتے اپنے پرانے گناہوں سے مغفرت چاہتے، اعتراف شکر کرتے اور اللہ کی حمد وثنا کرتے ہوئے اور ہم تمہاری خطائیں معاف فرما دیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ عنایت کریں گے، مگر یہاں بھی بنی اسرائیل نفس کے بندے نکلے، ان کے اخلاق وکردار اتنے زوال پذیر ہو چکے تھے اور ان کی سرتابی اور سرکشی اتنی بڑھ چکی تھی کہ اتنے احسانات اور رحم وکرم کرنے پر بھی انہوں نے احکام الٰہی سے تمسخر واستہزا کا مظاہرہ کیا

[1] البقرۃ ۶۰

[2] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ ۴۶۳۹ ،صحیح مسلم كتاب الْأَشْرِبَةِ بَابُ فَضْلِ الْكَمْأَةِ، وَمُدَاوَاةِ الْعَيْنِ بِهَا ۵۳۴۲

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: {ادْخُلُوا البَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ [1]. فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ، فَبَدَّلُوا، وَقَالُوا: حِطَّةٌ، حَبَّةٌ فِي شَعَرَةٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ جب شہر میں داخل ہو تو سجدہ کرتے ہوئے اور حطۃ کالفظ بولتے ہوئے جانا مگر وہ سجدہ کرنے کے بجائے سرینوں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے اور حطۃ کا جو لفظ بولنے کو کہا گیا تھا اس کے بجائے دانہ بال کے اندر رہونا چاہیے کہتے ہوئے داخل ہوئے۔[2]

بنی اسرائیل متواتر گناہ گار اور نافرمان تو تھے ہی لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر بھی بہترین نعمتوں اور فضل وکرم سے نوازتارہا، انہیں راہ راست پر لانے کے لئے کبھی ان پر سختی کرتا اور کبھی نرمی، یوں حالات میں اتار چڑھاؤ آتا رہا، اس طرح رب کریم ان کو شکر ادا کرنے کا موقعہ فراہم کرتا رہا لیکن اب انہوں نے نافرمانیوں کی انتہا کرتے ہوئے رب کے غضب کو دعوت دی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے طاعون کی شکل میں ان پر اپنا عذاب نازل فرمایا،

فَقَالَ أُسَامَةُ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الطَّاعُونُ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ أُرْسِلَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ ،وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ

اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ایک عذاب ہے جو پہلے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ایک گزشتہ امت پر بھیجا گیا تھا اس لئے جب کسی جگہ کے متعلق تم سنو (کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے) تو وہاں مت جاؤ لیکن اگر کسی ایسی جگہ یہ وبا پھیل جائے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔[3]

اسی مضمون کو ایک اور مقام پر فرمایا

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا ھٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَھُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ [4]

ترجمہ: ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا، من وسلوٰی کی غذا تمہارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا کہ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں کھاؤ

[1] البقرۃ: ۵۸

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ البقرۃبَابُ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَـٰذِهِ الْقَرْيَـةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا البَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّـةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ المُحْسِنِينَ۴۴۷۹،صحیح مسلم کتاب التَّفْسِيرِباب فی تفسیرآیات متفرقۃعن ابی ہریرہ۷۵۲۳

[3] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ باب ۵۴،ح۳۴۷۳، صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ الطَّاعُونِ وَالطِّيَرَةِ وَالْكَهَانَةِ وَنَحْوِهَا ۵۷۷۲،جامع ترمذی ابواب الجنائزبَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الفِرَارِ مِنَ الطَّاعُونِ ۱۰۶۵

[4] البقرۃ۵۷تا۵۹

(مگر تمہارے اسلاف نے جو کچھ کیا) وہ ہم پر ان کا ظلم نہ تھا بلکہ انہوں نے آپ اپنے ہی اوپر ظلم کیا، پھر یاد کرو جب ہم نے کہا تھا کہ یہ بستی (جو تمہارے سامنے ہے) اس میں داخل ہو جاؤ اس کی پیداوار جس طرح چاہو مزے سے کھاؤ مگر بستی کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہونا اور کہتے جانا حطۃ حطۃ ہم تمہاری خطاؤں سے درگزر کریں گے اور نیکوکاروں کو مزید فضل و کرم سے نوازیں گے مگر جو بات ان سے کہی گئی تھی ظالموں نے اسے بدل کر کچھ اور کر دیا آخر کار ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا یہ سزا تھی ان نافرمانیوں کی جو وہ کر رہے تھے۔

وَ سْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ

اور آپ ان لوگوں سے اس بستی والوں کا جو کہ دریائے (شور) کے قریب آباد تھے اس وقت کا حال پوچھئے! جب کہ وہ

فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّ يَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ

ہفتہ کے بارے میں حد سے نکل رہے تھے جب کہ ان کے ہفتہ کے روز تو ان کی مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں،

لَا تَاْتِيْهِمْ ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا

اور وہ ہفتہ کے دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں، ہم ان کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے اس سبب سے کہ وہ

يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ

بے حکمی کیا کرتے تھے ،اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو

ۨاللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ

ن کو اللہ بالکل ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت سزا دینے والا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے روبرو

وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ

عذر کرنے کے لیے اور اس لیے کہ شاید یہ ڈر جائیں، سو جب وہ اس کو بھول گئے جو ان کو سمجھایا جاتا تھا تو ہم نے ان لوگوں کو

يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍۭ

تو بچا لیا جو اس بری عادت سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو کہ زیادتی کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ

اس وجہ سے کہ وہ بے حکمی کیا کرتے تھے، یعنی جب وہ، جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا اس میں حد سے نکل گئے ت

قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ

تو ہم نے ان کو کہہ دیا تم ذلیل بندر بن جاؤ، اور وہ وقت یاد کرنا چاہیے کہ آپ کے رب نے یہ بات بتلادی کہ وہ ان یہود پر

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ط اِنَّ رَبَّكَ

قیامت تک ایسے شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سزائے شدید کی تکلیف پہنچاتا رہے گا، بلاشبہ آپ کا رب جلدی ہی

لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚۖ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ (الاعراف ۱۶۳تا۱۶۷)

سزا دے دیتا ہے اور بلاشبہ وہ واقعی بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے۔

حرام کی طرف بڑھنے سے حلال کا راستہ بند ہو جاتا ہے:

ایک عرصہ تک بنی اسرائیل ہفتہ کے دن کی حرمت کے رب سے کئیے ہوئے عہد و پیمان پر قائم رہے اور اس دن جن کاموں سے روکا گیا تھا اس سے بچتے رہے، مگر رفتہ رفتہ ان کی فطری کج روی اور سرکشی عود کر آئی اور وہ اپنے اس عہد کو بھی کاروباری اور دنیاوی مصروفیات میں الجھ کر نباہ نہ سکے اور کھلم کھلا اس عہد کی خلاف ورزیاں شروع کر دیں اور بڑی بے باکی سے اپنی بدعملیوں پر فخر کرنے لگے جب انسان آخری حد تک دنیاداری میں پھنس جاتا ہے تو وہ انسانیت کے درجے سے بہت نیچے گر جاتا ہے اور اسے مقصد انسانیت سے دور دور کا بھی واسطہ نہیں رہتا، اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ان کی بے حکمی کی سزا دینے کے لئے ہفتے والے دن گھروں میں آگ جلانے، جانوروں اور لونڈی غلاموں سے خدمت لینا اور مچھلیوں کا شکار کرنے سے منع کر دیا گیا تھا جو ان کا قدرتی شکار تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور آزمائش ہفتے والے دن دریائے شور میں مچھلیاں کثرت سے آتیں اور پانی کے اوپر ظاہر ہو ہو کر انہیں دعوت شکار دیتیں اور جب یہ دن گزر جاتا تو ہفتہ کے باقی دنوں میں پانی کی تہہ میں چلی جاتیں اور ہفتہ کے دن کی طرح نہ آتیں، کچھ عرصہ تک تو یہودی بڑے صبر سے صورت حال کو دیکھتے رہے اور رب کی طرف سے اس آزمائش کو نہ سمجھ سکے، بالاخر انہوں نے ایک حیلہ کر کے حکم الٰہی سے تجاوز کیا کہ بحر قلزم کے مقام ایلہ یا ایلات کے کنارے گڑھے کھود لئے تاکہ ہفتہ کے روز پانی کی لہروں کے ساتھ مچھلیاں اس میں آ کر پھنسی رہیں اور جب ہفتہ کا دن گزر جاتا تو پھر انہیں پکڑ لیتے، کچھ لوگ جمعہ کے روز جال سمندر میں ڈال جاتے اور ہفتہ کے روز جال پڑا رہنے دیتے اس طرح ہفتہ کے روز جو مچھلیاں جال میں پھنس جاتیں اسے اتوار کو باآسانی پکڑ لیتے ،

أبي هريرة مرفوعا :أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: لَا تَرْتَكِبُوا مَا ارْتَكَبَتِ الْيَهُودُ، فَتَسْتَحِلُّوا مَحَارِمَ اللَّهِ بِأَدْنَى الْحِيَلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی اس جرم کا ارتکاب نہ کرو جس کا یہودیوں نے ارتکاب کیا تھا کہ ادنی حیلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور کو حلال قرار دینے لگو۔ [1]

صالحین کی ایک جماعت (جو اس حیلے کا ارتکاب نہیں بلکہ اجتناب کرتی تھی) حیلہ گروں کو سمجھا سمجھا کر ان کی اصلاح سے مایوس بھی ہوگئی تھی

---

[1] إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل ۵/۳۷۵، حديث ۱۵۳۵

تاہم کچھ اور لوگ بھی سمجھانے والے تھے جو انہیں وعظ ونصیحت کرتے تھے، صالحین کی یہ جماعت انہیں یہ کہتی کہ ایسے لوگوں کو وعظ ونصیحت کا کیا فائدہ جن کی قسمت میں ہلاکت وعذاب الٰہی ہے، نافرمان اور تجاوز کرنے والے کہتے کہ جب تمہارے خیال میں ہلاکت یا عذاب الٰہی ہمارا مقدر ہے تو پھر ہمیں کیوں وعظ ونصیحت کرتے ہو تو وہ جواب دیتے کہ ایک تو اپنے رب کے سامنے معذرت پیش کرنے کے لئے تا کہ ہم تو اللہ کی گرفت سے محفوظ رہیں کیونکہ معصیت الٰہی کا ارتکاب ہوتے ہوئے دیکھنا اور پھر اسے روکنے کی کوشش نہ کرنا بھی جرم ہے جس پر اللہ کی گرفت ہوسکتی ہے، اور دوسرا یہ کہ شاید یہ لوگ حکم الٰہی سے تجاوز کرنے سے باز ہی آجائیں، اس طرح اس بستی میں تین قسم کے لوگ موجود تھے۔

حیلہ باز اور ان کے سرپرست: وہ جو دھڑلے سے احکام الٰہی کی خلاف ورزی کر رہے تھے، جنہوں نے وعظ ونصیحت کی کوئی پرواہ نہ کی اور نافرمانی پر اڑے رہے اور اللہ کے حکموں سے سرتابی کو انہوں نے اپنا شیوہ اور وطیرہ بنالیا۔

گوشہ نشین: وہ جو خود تو خلاف ورزی نہیں کرتے تھے مگر اس خلاف ورزی کو خاموشی کے ساتھ بیٹھے دیکھ رہے تھے اور ناصحوں سے کہتے تھے ان کم بختوں کو نصیحت کرنے سے کیا حاصل ہے۔

اس گناہ اور حیلہ بازی سے روکنے والے: وہ جن کی غیرت ایمانی حدود اللہ کی اس کھلم کھلا بے حرمتی کو برداشت نہ کرسکتی تھی اور وہ اس خیال سے نیکی کا حکم کرنے اور بدی سے روکنے میں سرگرم تھے کہ شاید یہ مجرم لوگ ان کی نصیحت سے راہ راست پر آجائیں اور اگر وہ راہ راست نہ اختیار نہ کریں تب بھی ہم اپنی حد تک تو اپنا فرض ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی برات کا ثبوت پیش کر ہی دیں اس صورت حال میں جب اس بستی پر اللہ کا عذاب آیا تو ان تینوں گروہوں میں سے صرف تیسرا گروہ ہی اس سے بچا لیا گیا کیونکہ اسی نے اللہ کے حضور اپنی معذرت پیش کرنے کی فکر کی تھی اور وہی تھا جس نے اپنی برات کا ثبوت فراہم کر رکھا تھا باقی دونوں گروہوں کا شمار ظالموں میں ہوا اور وہ اپنے جرم کی حد تک مبتلائے عذاب ہوئے، چنانچہ اجتماعی جرائم کے باب میں اللہ کا قانون یہی ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾ [1]

ترجمہ: اور بچو اس فتنے سے جس کی شامت مخصوص طور پر صرف انہی لوگوں تک محدود نہ رہے گی جنہوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو، اور جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَوْلًى لَنَا أَنَّهُ سَمِعَ عَدِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتَّى يَرَوْا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ وَهُمْ قَادِرُونَ عَلَى أَنْ يُنْكِرُوهُ فَلَا يُنْكِرُوهُ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَذَّبَ اللَّهُ الْخَاصَّةَ وَالْعَامَّةَ

عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ خواص کے عمل کی وجہ سے عوام کو عذاب نہیں دیتا، ہاں اگر وہ کھلم کھلا نافرمانی کرنے لگیں اور وہ روکنے پر قدرت کے باوجود انہیں نہ روکیں تو پھر اللہ تعالیٰ خواص اور عوام سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ [2]

[1] الانفال ۲۵

[2] مسند احمد ۱۷۷۲۰

أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ،سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ::مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ، فَبِقَلْبِهِ ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے تو (اولاً) اس کو ہاتھ سے روکے اور اگر وہ اس بات کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے (منع کرے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو دل سے (اس کو برا مانے) اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔[1]

عُبَيْدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْعَطَّارُ، نا عَمَّارُ بْنُ سَيْفٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ،عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَوْحَى اللَّهُ إِلَى مَلَكٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَنِ اقْلِبْ مَدِينَةَ كَذَا وَكَذَا عَلَى أَهْلِهَا قَالَ: إِنَّ فِيهِ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ: اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ، فَإِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ لِي سَاعَةً قَطُّ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ فلاں بستی کو اٹھا کر پلٹ دو، انہوں نے عرض کی اے اللہ !اس بستی میں تو تیرا وہ بندہ بھی ہے جس نے پلک جھپکتے تیری نافرمانی نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا پہلے اسے اٹھا کر پھینکو اور اس کے اوپر بستی کو الٹ دو کیونکہ جب وہاں اللہ کی نافرمانیاں کی جارہی تھیں اس وقت غصہ سے اس کے چہرہ بھی متغیر نہ ہوا۔[2]

یہ روایت راوی عبید بن اسحاق العطار کی وجہ سے ضعیف ہے جو متروک ہے

وقال البخاري: عنده مناكير.وقال الأزدي: متروك الحديث.وقال الدارقطني: ضعيف.وقال ابن عدي: عامة حديثه منكر.

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ منکر روایات بیان کرتا ہے، الازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ متروک حدیث ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ کہتے ہیں ضعیف ہے، ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ عام طور پر منکر روایات بیان کرتا ہے۔ شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف روایات میں لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ سخت ضعیف روایت ہے۔

آج ہم لوگ مصلحتوں کا شکار ہو جاتے ہیں، ہمیں اپنی عزیز داری، مفادات اور تعلقات زیادہ عزیز ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں ہم لوگ کھلم کھلا احکام الٰہی اور سنت رسول کی مخالفت اور بغاوت دیکھتے ہیں اور ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، حقیقت یہ ہے کہ انسان کے اعمال کے مطابق ہی اس کی شخصیت بنتی ہے، اللہ نے نافرمان لوگوں کی انسانی شکلوں کو جن کا باطن تو پہلے ہی سے بندروں کی طرح ذلیل تھا اور جو پوری سرکشی کے ساتھ حکم کی خلاف ورزی کرتے چلے گئے تھے، ان کی چالاکی، حجت بازی اور ڈھٹائی کی وجہ سے دو قسطوں میں عذاب نازل ہوا، پہلی قسط جسے بِعَذَابٍ بَئِيسٍ فرمایا گیا اور دوسری قسط میں انہیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دئے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾[3]

---

[1] مسند احمد ۱۱۱۵۰

[2] المعجم الاوسط للطبرانی ۷۶۶۱،شعب الایمان ۷۱۸۹

[3] البقرة ۶۵،۶۶

ترجمہ: پھر تمہیں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قصہ تو معلوم ہی ہے جنہوں نے سبت کا قانون توڑا تھا ہم نے انہیں کہہ دیا کہ بندر بن جاؤ اور اس حال میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پھٹکار پڑے، اس طرح ہم نے ان کے انجام کو اس زمانے کے لوگوں اور بعد کی آنے والی نسلوں کے لئے عبرت اور ڈرنے والوں کے لئے نصیحت بنا کر چھوڑا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ} فَزَعَمَ أَنَّ شَبَابَ الْقَوْمِ صَارُوا قِرْدَةً وَالْمَشْيَخَةَ صَارُوا خَنَازِيرَ فُوَاقًا ثُمَّ هَلَكُوا. مَا كَانَ لِلْمَسْخِ نَسْلٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آیت ''ہم نے کہا کہ بندر ہو جاؤ ذلیل اور خوار۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں مغضوب گروہ کے نوجوان بندر کی شکل میں مسخ کیے گئے اور بوڑھے سور کی شکل میں مسخ ہوئے، اور یہ لوگ چند یوم بعد ہی فنا کر دیے گئے اور ان کی نسل نہیں ہوئی۔[1]

اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے اعمال کے سبب عبرت ناک سزا دی تا کہ دوسرے لوگ رب کے پاکیزہ فرامین کو مذاق نہ سمجھیں اور اپنا دامن اسے اعمال سے بچائے رکھیں، اور یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے اعلان کر دیا کہ وہ قیامت تک برابر ایسے لوگ بنی اسرائیل پر مسلط کرتا رہے گا جو ان کو بدترین عذاب دیں گے،

وَيُقَالُ: إِنَّ مُوسَى، عَلَيْهِ السَّلَامُ، ضَرَبَ عَلَيْهِمُ الْخَرَاجَ سَبْعَ سِنِينَ وَقِيلَ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً، وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ ضَرَبَ الْخَرَاجَ، ثُمَّ كَانُوا فِي قَهْرِ الْمُلُوكِ مِنَ الْيُونَانِيِّينَ وَالْكَشْدَانِيِّينَ وَالْكَلْدَانِيِّينَ، ثُمَّ صَارُوا فِي قَهْرِ النَّصَارَى وَإِذْلَالِهِمْ وَإِيَّاهُمْ أَخْذِهِمْ مِنْهُمُ الْجِزْيَةَ وَالْخَرَاجَ، ثُمَّ جَاءَ الْإِسْلَامُ، وَمُحَمَّدٌ، عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامُ، فَكَانُوا تَحْتَ صُغَارِهِ وَذِمَّتِهِ يُؤَدُّونَ الْخَرَاجَ وَالْجِزَى، ثُمَّ آخِرُ أَمْرِهِمْ أَنَّهُمْ يَخْرُجُونَ أَنْصَارَ الدَّجَّالِ، فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُونَ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَذَلِكَ آخِرَ الزَّمَانِ.

چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ خود موسیٰ علیہ السلام نے ان پر تاوان مقرر کر دیا تھا اور یہ سات اور ایک روایت کے مطابق تیرہ سال تک ادا کرتے رہے اور سب سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے ہی خراج لگایا تھا، پھر ان پر یونانیوں، کسرانیوں، کلدانیوں اور نصرانیوں کی حکومت ہوئی ان سب حکومتوں کے زمانے میں یہ ذلیل و حقیر رہے ان سے جزیہ لیا جاتا رہا اور انہیں پستی سے ابھرنے کا کوئی موقعہ نہ ملا، پھر عیسائیوں نے انہیں ذلیل و رسوا کیا اور ان سے جزیہ اور خراج وصول کیا، پھر اسلام آیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں پست کیا ان سے جزیہ اور خراج برابر وصول ہوتا رہا، الغرض یہودیوں کی پوری تاریخ اسی ذلت و مسکنت اور غلامی و محکومی کی تاریخ ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دی ہے، پھر آخر زمانے میں یہ دجال کے ساتھ مل جائیں گے لیکن مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جا کر ان کی تخم ریزی کر دیں گے۔[2]

جو بھی اللہ کی شریعت کی مخالفت کرتا ہے، اللہ کے فرمان کی تحقیر کرتا ہے یقیناً تمہارا رب اسے جلدی ہی سزا دے دیتا ہے اور اگر ان میں سے کوئی توبہ کر کے اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو یقیناً اللہ بھی اس کے ساتھ بخشش و رحمت سے پیش آتا ہے۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲۸۹/۱

[2]

وَ قَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫

اور ہم نے دنیا میں ان کی مختلف جماعتیں کر دیں، بعض ان میں نیک تھے اور بعض ان میں اور طرح کے تھے

وَ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

اور ہم ان کو خوش حالیوں اور بدحالیوں سے آزماتے رہے شاید باز آجائیں، پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے

خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ

کہ کتاب کو ان سے حاصل کیا وہ اس دنیائے فانی کا مال متاع لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہماری ضرور مغفرت ہو جائے گی

وَ اِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ

حالانکہ اگر ان کے پاس ویسا ہی مال متاع آنے لگے تو اس کو بھی لے لیں گے، کیا ان سے اس کتاب کے اس

مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَ دَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ

مضمون کا عہد نہیں لیا گیا کہ اللہ کی طرف سے بجز حق بات کے اور کسی بات کی نسبت نہ کریں، اور انہوں نے اس کتاب میں

خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَ الَّذِيْنَ

جو کچھ تھا اس کو پڑھ لیا اور آخرت والا گھر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو تقویٰ رکھتے ہیں، پھر کیا تم نہیں سمجھتے، اور جو لوگ

يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾

کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں، ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کریں گے،

وَ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهٗ

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے پہاڑ کو اٹھا کر سائبان کی طرح ان کے اوپر معلق کر دیا اور ان کو یقین ہو گیا کہ اب

وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِيْهِ

ان پر گرا اور کہا کہ جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اسے مضبوطی کے ساتھ قبول کرو اور یاد رکھو جو احکام اس میں ہیں

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ (الاعراف ۱۶۸ تا ۱۷۱)

اس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ

ہم نے یہود کو زمین میں گروہ گروہ کر کے بہت سی قوموں میں تقسیم کر دیا، جیسے فرمایا

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿١٠٤﴾ [1]

ترجمہ: اور اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ اب تم زمین میں بسو پھر جب آخرت کے وعدے کا وقت آن پورا ہوگا تو ہم تم سب کو ایک ساتھ لا حاضر کریں گے۔

کچھ لوگ ان میں نیک تھے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرتے تھے اور کچھ اس کے برعکس اور ہم ان کو اچھے اور برے دونوں حالات سے آزمائش میں مبتلا کرتے رہے کہ شاید یہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں اور اللہ کی طرف رجوع کریں، پھر اگلی نسلوں کے بعد ایسے نالائق لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے کتاب الٰہی میں اپنی خواہشات اور طمع وحرص کے طرف میلان کے باعث اللہ تعالیٰ کی طرف باطل قول منسوب کرنے لگے اور مال ودولت کے بدلے ناحق فتوے اور حق کے خلاف فیصلے کرنے لگے جس سے ان کے اندر رشوت کی بیماری پھیل گئی، مگر طالب دنیا ہونے کے باوجود یہ مغفرت کی امید رکھتے ہیں، پھر جب ان کو مال اور رشوت پیش کی جاتی تو یہ جاننے کے باوجود کہ یہ گناہ ہے مگر اس بھروسے پر اس گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں کہ ہم تو اللہ کے چہیتے ہیں کسی نہ کسی طریقے سے ہماری بخشش تو ہو ہی جائے گی،

عَنْ مُجَاهِدٍ: {يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا الْأَدْنَىٰ} قَالَ: مَا أَشْرَفَ لَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فِي الْيَوْمِ مِنَ الدُّنْيَا حَلَالٌ أَوْ حَرَامٌ يَشْتَهُونَهُ أَخَذُوهُ، وَيَبْتَغُونَ الْمَغْفِرَةَ {وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا} وَإِنْ يَجِدُوا عَرَضًا مِثْلَهُ يَأْخُذُوهُ

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ''اسی دنیائے فانی کے فائدے سمیٹتے ہیں۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں انہیں دنیا کی جو چیز بھی نظر آتی ہے اسے لے لیتے ہیں خواہ وہ حلال ہو یا حرام، اور اس کے باوجود وہ مغفرت کی تمنا رکھتے ہیں ''اور کہتے ہیں جلد ہمیں بخش دیا جائے گا۔'' اور اگر (دوبارہ) ان کے سامنے ویسا ہی مال آجائے تو وہ اسے لے لیں۔ [2]

عَنِ السُّدِّيِّ، قَوْلُهُ: {فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ، [3] إِلَى قَوْلِهِ: {وَدَرَسُوا مَا فِيهِ} ، [4] قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لَا يَسْتَقْضُونَ قَاضِيًا إِلَّا ارْتَشَى فِي الْحُكْمِ. وَإِنَّ خِيَارَهُمُ اجْتَمَعُوا فَأَخَذَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ الْعُهُودَ أَنْ لَا يَفْعَلُوا وَلَا يَرْتَشُوا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ إِذَا اسْتُقْضِيَ ارْتَشَى، فَيُقَالُ لَهُ: مَا شَأْنُكَ تَرْتَشِي فِي الْحُكْمِ؟ فَيَقُولُ: سَيُغْفَرُ لِي، فَيَطْعَنُ عَلَيْهِ الْبَقِيَّةُ الْآخَرُونَ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِيمَا صَنَعَ. فَإِذَا مَاتَ أَوْ نُزِعَ، وَجُعِلَ مَكَانَهُ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَطْعُنُ عَلَيْهِ فَيَرْتَشِي، يَقُولُ: وَإِنْ يَأْتِ الْآخَرِينَ عَرَضُ الدُّنْيَا يَأْخُذُوهُ. وَأَمَّا عَرَضُ الْأَدْنَى، فَعَرَضُ الدُّنْيَا مِنَ الْمَالِ

سدی رحمہ اللہ آیت کریمہ ''پھر اگلی نسلوں کے بعد ایسے ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جو کتاب الٰہی کے وارث ہو کر اسی دنیائے فانی کے فائدے سمیٹتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ توقع ہے ہمیں معاف کر دیا جائے گا اور اگر وہی متاع دنیا پھر سامنے آتی ہے تو پھر لپک کر اسے لے لیتے ہیں، کیا ان سے کتاب کا عہد نہیں لیا جا چکا ہے کہ اللہ کے نام پر وہی بات کہیں جو حق ہو؟ اور یہ خود پڑھ چکے ہیں جو کتاب میں لکھا ہے۔'' کے بارے میں کہتے ہیں یہودی اپنے جس شخص کو بھی قاضی یا جج مقرر کرتے تو وہ رشوت لینے لگ جاتا، ان کے کچھ اچھے لوگوں نے جمع ہو کر یہ

[1] بنی اسرائیل ۱۰۴

[2] تفسیر طبری ۲۱۲/۱۳

[3] الأعراف: ۱۶۹

[4] الأعراف: ۱۶۹

عہد و پیمان کیا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے اور ہر گز رشوت نہیں لیں گے، لیکن ان میں سے جب بھی کسی کو منصب قضاء پر فائز کیا جاتا تو وہ بھی رشوت لینے لگ جاتا اور جب اس سے پوچھا جاتا کہ کیا بات ہے تم نے بھی رشوت لینی شروع کر دی؟ تو وہ کہتا ہاں، میں رشوت لیتا ہوں لیکن مجھے معاف کر دیا جائے گا تو رشوت لینے پر باقی بنی اسرائیل اس پر طعن کرتے اور جب وہ مر جاتا یا اسے معزول کر دیا جاتا اور اس کی جگہ کسی اور کو مقرر کر دیا جاتا جو پہلے پر رشوت کی وجہ سے طعن کیا کرتا تھا تو وہ بھی رشوت لینے لگ جاتا اور کہتا کہ اگر دوسرے لوگوں کے پاس یہ دینوی مال آتا تو انہوں نے بھی تو اس مال کو لے لینا تھا۔ (۱)

اس طرح نہ یہ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوتے ہیں اور نہ توبہ کرتے ہیں حالانکہ ان سے تورات میں مضبوط عہد و پیمان لیا جا چکا ہے کہ یہ اللہ کے نام پر حق ہی بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں، جیسے فرمایا

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ (۲)

ترجمہ: ان اہل کتاب کو وہ عہد بھی یاد دلاؤ جو اللہ نے ان سے لیا تھا کہ تمہیں کتاب کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلانا ہوگا انہیں پوشیدہ رکھنا نہیں ہوگا مگر انہوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر اسے بیچ دیا، کتنا برا کاروبار ہے جو یہ کر رہے ہیں۔

اور تورات میں جو لکھا ہوا ہے یہ خود اس کو پڑھ چکے ہیں مگر اس کے باوجود وہ اللہ طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنے سے باز نہیں آتے، اور ان کا یہ خیال کہ یہ اللہ کے چہیتے ہیں اور اللہ کسی نہ کسی طریقے سے ان کو بخش دے گا حالانکہ تورات میں کہیں بھی ان کی غیر مشروط نجات کا ذکر نہیں کیا گیا اور نہ کسی پیغمبر نے انہیں ایسا اطمینان دلایا ہے، چنانچہ یاد رکھو بخشش و مغفرت کسی کا ذاتی یا خاندانی اجارہ نہیں ہے، وہاں تو تمہیں وہی کچھ ملے گا جو کچھ تم دنیا میں بو کر جاؤ گے، اور آخرت کا اچھا مقام اور بہتر بدلہ تو متقین کے لئے ہے کیا تم اتنی سی بات نہیں سمجھتے؟ ان میں سے جو لوگ خواہش نفس کے بجائے تقویٰ کا راستہ اختیار کر لیں اور تورات کے احکام پر عمل کرتے ہوئے رسالت محمد ﷺ پر ایمان لے آئیں اور نماز کو پابندی اور خشوع و خضوع سے قائم کریں تو یقیناً ایسے مصلحین کا اجر ہم ضائع نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کتاب کی پابندی کا عہد و اقرار کرنے کے لئے دامن کوہ میں جمع کیا، اللہ تعالیٰ نے ان سے معمولی طور پر عہد و اقرار لینے کے بجائے مناسب جانا کہ اس عہد و اقرار کی اہمیت ان کو اچھی طرح محسوس کرا دی جائے تا کہ اقرار کرتے وقت انہیں یہ احساس رہے کہ وہ کس قادر مطلق ہستی سے اقرار کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ بدعہدی کرنے کا کیا انجام ہو سکتا ہے، چنانچہ جب بنی اسرائیل دامن کوہ میں جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے بلند و بالا طور پہاڑ کو اٹھا کر معلق ان کے اوپر سائبان کی طرح کھڑا کر دیا کہ گویا اب وہ ان پر گرا ہی چاہتا ہے، جیسے فرمایا

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ ... ﴿۱۵۴﴾ (۳)

ترجمہ: اور ان لوگوں پر طور کو اٹھا کر ان سے (اس فرمان کی اطاعت کا) عہد لیا۔

---

(۱) تفسیر طبری ۱۳؍۲۱۳

(۲) آل عمران ۱۸۷

(۳) النساء ۱۵۴

اللہ کے جلال اور اس کی عظمت و برتری کے اس پرشکوہ ماحول میں موسیٰ نے ان سے مقدس تورات پر مضبوطی سے عمل پیرا ہونے کا پختہ عہد لیا کہ رب نے جو کتاب تمہیں عنایت کی ہے اسے مضبوطی سے تھامے رہنا اور جو احکامات اس میں درج ہیں انہیں یاد رکھنا اس طرح امید کی جاسکتی ہے کہ تم تقویٰ اور پرہیز گاری کی روش اختیار کرو اور ایک متقی قوم بن جاؤ، چنانچہ انہوں نے تورات پر عمل کرنے کا عہد تو کر لیا مگر ان کے دلوں میں بچھڑا بسا ہوا تھا جیسے فرمایا

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ (۱)

ترجمہ: یاد کرو وہ وقت جب ہم نے طور کو تم پر اٹھا کر تم سے پختہ عہد لیا تھا اور کہا تھا کہ یہ کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھامو اور جو احکام ہدایات اس میں درج ہیں انہیں یاد رکھنا اسی ذریعے سے توقع کی جاسکتی ہے کہ تم تقویٰ کی روش پر چل سکو گے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ... ﴿۹۳﴾ (۲)

ترجمہ: اس میثاق کو یاد کرو جب طور کو تمہارے اوپر اٹھا کر ہم نے تم سے لیا تھا ہم نے تاکید کی تھی کہ جو ہدایات ہم دے رہے ہیں ان کی سختی کے ساتھ پابندی کرو اور کان لگا کر سنو تمہارے اسلاف نے کہا کہ ہم نے سن لیا مگر مانیں گے نہیں اور انکی باطل پرستی کا یہ حال تھا کہ دلوں میں ان کے بچھڑا ہی بسا ہوا تھا۔

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں، تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو

اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ

کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے، یا یوں کہو کہ پہلے پہلے شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کے بعد

وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَ كَذٰلِكَ

ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟ ہم اسی طرح

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ (الاعراف ۱۷۲تا۱۷۴)

آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں اور تاکہ وہ باز آجائیں۔

(۱) البقرۃ ۶۳

(۲) البقرۃ ۹۳

عہد فطرت:

بنی اسرائیل سے بندگی واطاعت کے عہد کے بعد عام انسانوں کی طرف خطاب فرمایا کہ بنی اسرائیل ہی کی کوئی خصوصیت نہیں ہے، درحقیقت تم سب اپنے خالق کے ساتھ ایک میثاق میں بندھے ہوئے ہو اور تمہیں ایک وقت مقررہ پر اس کی جواب دہی کرنی ہے کہ تم نے اس عہد و پیمان کی کہاں تک پابندی کی، چنانچہ فرمایا اور اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے تخلیق آدم علیہ السلام کے موقع پر فرشتوں کو جمع کر کے انہیں تعظیمی سجدہ کرایا گیا اور زمین پر انسان کی خلافت کا اعلان کیا گیا،

عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ **وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ** فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فَأَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ

مسلم بن یسار جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی'' اور اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا کیا میں تمارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں ہم اس پر گواہی دیتے ہیں، یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ہم اس بات سے بے خبر تھے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے سنا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پھر ان کی پشت پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرا اور ان سے اولاد نکالی، اور فرمایا یہ میں نے جنت کے لئے پیدا کی ہے اور یہ لوگ جنتیوں والے عمل کریں گے، پھر ان کی پشت پر اپنا ہاتھ دوبارہ پھیرا اور ان سے اولاد نکالی، اور فرمایا میں نے ان کو دوزخ کے لئے بنایا ہے اور یہ دوزخیوں والے عمل کریں گے۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ، فَسَقَطَ مِنْ ظَهْرِهِ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ، وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبِيصًا مِنْ نُورٍ، ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى آدَمَ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ، مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ، فَرَأَى رَجُلاً مِنْهُمْ فَأَعْجَبَهُ وَبِيصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ، فَقَالَ: أَيْ رَبِّ مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا رَجُلٌ مِنْ آخِرِ الأُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ يُقَالُ لَهُ دَاوُدُ فَقَالَ: رَبِّ كَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهُ؟ قَالَ: سِتِّينَ سَنَةً، قَالَ: أَيْ رَبِّ، زِدْهُ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَلَمَّا قُضِيَ عُمْرُ آدَمَ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ، فَقَالَ: أَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَوَلَمْ تُعْطِهَا ابْنَكَ دَاوُدَ قَالَ: فَجَحَدَ آدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ، وَنَسِيَ آدَمُ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ، وَخَطِئَ آدَمُ فَخَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهُ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت کو چھوا تو ان کی پشت سے وہ تمام

---

[1] جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الأَعْرَافِ ۳۰۷۵،سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۴۷۰۳،مستدرک حاکم ۷۴،صحیح ابن حبان ۶۱۶۶،السنن الکبری للنسائی ۱۱۱۲۶،شرح السنة للبغوی ۷۷

روحیں نکل آئیں جن کو اللہ ان کی اولاد سے قیامت تک پیدا کرنے والا ہے اور ہر انسان کی آنکھوں کے درمیان ایک نور پیدا کیا پھر اللہ تعالیٰ ان روحوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا، آدم علیہ السلام نے پوچھا اے میرے رب! یہ کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہاری اولاد ہے، آدم علیہ السلام کو ایک شخص کی آنکھوں کے درمیان نور بہت پسند آیا آدم علیہ السلام نے پوچھا اے میرے رب! یہ شخص کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری نسل کی آخری جماعتوں میں یہ داؤد ہوگا، آدم علیہ السلام نے عرض کیا اس کی عمر کتنی رکھی گئی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساٹھ سال، آدم علیہ السلام نے گزارش کی اے میرے رب! میری عمر سے اس کی عمر میں چالیس (۴۰) سال بڑھادے، پھر جب آدم علیہ السلام کی باقی عمر گزر گئی اور ملک الموت آیا تو آدم علیہ السلام نے فرمایا کیا میری عمر میں ابھی چالیس سال باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے کہا آپ نے یہ چالیس سال اپنے بچے داؤد کو ہبہ کر دیئے ہیں، فرمایا آدم نے انکار کیا تو اس کی اولاد بھی انکار کی عادی ہے اور آدم علیہ السلام خود بھول گئے ان کی اولاد بھی بھولتی ہے اور آدم نے خطا کی ان کی اولاد بھی خطا کرتی ہے۔[1]

اور مستدرک حاکم میں ہے

قَالَ: أَيْ رَبِّ فَزِدْهُ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ: إِذَنْ يُكْتَبُ وَيُخْتَمُ وَلَا يُبَدَّلُ

آدم علیہ السلام نے کہا اے رب! میری عمر میں سے اس کی عمر میں چالیس برس بڑھادے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تب یہ لکھ دیا جائے گا اور اس پر مہر لگادی جائے گی اور اسے بدلا نہیں جائے گا۔[2]

الغرض اللہ تعالیٰ نے پوری نسل آدم کو جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھی بیک وقت زندگی، شعور و ادراک اور گویائی کی طاقت بخش کر اپنے سامنے حاضر کیا تھا اور ان سے اپنی الوہیت و ربوبیت کی شہادت لینے کے لئے خود ان کو اپنے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تمام ارواح نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے کہا بیشک آپ ہی ہمارے رب ہیں ہم اس پر گواہی دیتے ہیں، اس لئے ہر انسان کی فطرت میں اللہ کی عظمت و محبت اور اس کی وحدانیت ودیعت کر دی گئی ہے، جیسے فرمایا

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۔۔۔[3] ﴿۳۰﴾

ترجمہ: پس (اے نبی ﷺ! اور نبی کے پیرو) یک سو ہو کر اپنا رخ اس دین کی سمت میں جمادو، قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَثَلِ البَهِيمَةِ تُنْتَجُ البَهِيمَةَ هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں بالکل اس طرح جیسے جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے کیا تم نے (پیدائشی طور پر) ان کے جسم کا کوئی حصہ کٹا ہوا دیکھا ہے۔[4]

[1] جامع ترمذی کتاب یفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الأَعْرَافِ ۳۰۷۶

[2] مستدرک حاکم۴۱۳۲

[3] الروم۳۰

[4] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلاَدِ المُشْرِكِينَ ۱۳۸۵، صحیح مسلم کتاب القدربَابُ مَعْنَى كُلِّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَتِهِ: أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ، مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هَذَا، كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ، وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا

عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ میں فرمایا آگاہ رہو! میرے رب نے مجھے حکم کیا ہے کہ میں تم کو وہ باتیں سکھاؤں جو اللہ تعالیٰ نے آج مجھے سکھائی ہیں جو مال میں اپنے بندے کو دوں وہ اس کے لئے حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو مسلمان بنایا پھر ان کے پاس شیطان آئے اور انہیں ان کے دین سے بہکا دیا اور جو چیزیں میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں وہ حرام کر دیں اور انہیں مجھ سے شرک کرنے کا حکم دیا جس کے لئے میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ (١)

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ اللَّهُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ، كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَدْ أَرَدْتُ مِنْكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هَذَا، وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي، فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِي

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت سب سے کم عذاب پانے والے سے پوچھا جائے گا اگر تمام دنیا تیری ہو تو کیا تو خوش ہے کہ اسے اپنے فدیئے میں دے کر میرے عذابوں سے آج بچ جائے؟ وہ کہے گا ہاں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تو اس سے بہت ہی ہلکے درجے کی چیز تجھ سے طلب کی تھی، اور اس کا وعدہ بھی تجھ سے لے لیا تھا کہ میرے سوا تو کسی اور کی عبادت نہ کرے لیکن تو اسے توڑے بغیر نہ رہا اور دوسرے کو میرا شریک عبادت ٹھیرایا۔ (٢)

ہم نے یہ اخذ عہد اور اپنی ربوبیت کی گواہی اس لئے لی تا کہ روز قیامت تم یہ عذر پیش نہ کرسکو کہ ہم تو اس بات سے غافل تھے یا یہ نہ کہنے لگو کہ شرک کی ابتدا تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم بعد کو ان کی نسل سے پیدا ہوئے اور ان کے نقش قدم پر چلے اور ان کے باطل میں ہم نے ان کی پیروی کی، پھر کیا آپ ہمیں ان مشرک لوگوں کے قصور میں پکڑتے ہیں، یعنی انسانوں پر یہ بات واضح کر دی کہ جو شخص بھی شرک کا ارتکاب کرے گا، اپنے خالق کے احکام سے بغاوت کرے گا، وہ اپنے گناہوں کا خود ذمہ دار ٹھہرے گا روز قیامت وہ لاعلمی کا عذر تراش کر یا سابقہ نسلوں کی گمراہی کی تقلید کا بہانہ بنا کر بری نہ ہو سکے گا، اس طرح ہم آیات کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تا کہ یہ لوگ بغاوت وانحراف کی روش چھوڑ کر بندگی واطاعت کی طرف پلٹ آئیں۔

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا

اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے کہ جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا،

الْفِطْرَةِ وَحُكْمِ مَوْتِ أَطْفَالِ الْكُفَّارِ وَأَطْفَالِ الْمُسْلِمِينَ ٦٧٥٥

(١) صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ الصِّفَاتِ الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ ٧٢٠٧، مسند احمد ١٧٤٨٤

(٢) مسند احمد ١٢٣١٢، صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ ٦٥٥٧، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقين بَابُ طَلَبِ الْكَافِرِ الْفِدَاءَ بِمِلْءِ الْأَرْضِ ذَهَبًا ٧٠٨٣

فَاتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗٓ

پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہوگیا، اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت

اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ

بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہوگیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہوگئی

اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی وہ ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے، یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلًا اِلْقَوْمُ

ہماری آیتوں کو جھٹلایا، سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں، ان لوگوں کی حالت بھی بری حالت ہے

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ

جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں اور وہ اپنا نقصان کرتے ہیں، جس کو اللہ ہدایت کرتا ہے سو ہدایت پانے والا وہی ہوتا ہے

وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ

اور جس کو وہ گمراہ کر دے سو ایسے ہی لوگ خسارے میں پڑنے والے ہیں، اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور

وَ الْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ

انسان دوزخ کے لیے پیدا کئے ہیں جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے

وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ

اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے، یہ لوگ بھی چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں،

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ (الاعراف ۱۷۵تا۱۷۹)

یہی لوگ غافل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی آیات سے بغاوت، ایک مثال:

اور اے محمد ﷺ! ان کے سامنے اس شخص (بلعم بن باعوراء، امیہ بن ابی الصلت یا صیفی بن الراہب) کا حال بیان کرو جس کو ہم نے کتاب الٰہی کا علم عطا کیا تھا اور وہ ایک ماہر عالم بن گیا، اس علم کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اس رویہ سے بچتا جس کو وہ غلط جانتا تھا اور وہ طرز عمل

اختیار کرتا جو اسے صحیح معلوم ہوتا تھا، جس پر اللہ تعالیٰ اسے انسانیت کے بلند مراتب پر ترقی عطا فرماتا، لیکن وہ دنیا کے عارضی فائدوں، لذتوں اور آرائشوں کی طرف جھک پڑا، خواہشات نفس کے تقاضوں کا مقابلہ کرنے کے بجائے اس نے ان کے آگے سپر ڈال دی، مالی امور کی طلب میں دنیا کی حرص وطمع سے بالاتر ہونے کے بجائے وہ اس حرص وطمع سے ایسا مغلوب ہوا کہ اپنے سب اونچے ارادوں اور اپنی عقلی واخلاقی ترقی کے سارے امکانات کو طلاق دے بیٹھا اور ان تمام حدود کو توڑ کر نکل بھاگا جن کی نگہداشت کا تقاضا خود اس کا علم کر رہا تھا، جب وہ علم وایمان کی مضبوط پناہ گاہ سے نکل بھاگا تو شیطان جو اس کی گھات میں لگا ہوا تھا اس کے پیچھے پڑ گیا اور اسے گناہوں پر آمادہ کیا اور ایک گناہ سے دوسرے گناہ کی طرف دھکیلتا رہا اور اسے ان لوگوں کے زمرے میں پہنچا کر ہی دم لیا جو اس کے دام میں پھنس کر پوری طرح اپنی متاع عقل وہوش گم کر چکے ہیں، لہذا حرص کی نہ بجھنے والی آگ میں اس کی حالت کتے کی سی ہوگئی کہ تم اس پر حملہ کرو تب بھی زبان لٹکائے رہے اور اسے چھوڑ دو تب بھی زبان لٹکائے رہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، الَّذِي يَعُودُ فِي هِبَتِهِ كَالكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْئِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لیے بری مثال نہیں ہے لیکن جو شخص اپنی ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس پھر لے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ [1]

یہی مثال ہے ان لوگوں کی جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں، انہیں وعظ کرو یا نہ کرو اس کا حال ایک ہی رہے گا، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ [2]

ترجمہ: جن لوگوں نے ان باتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ان کے لئے یکساں ہے خواہ تم انہیں خبردار کرو یا نہ کرو، بہرحال وہ ماننے والے نہیں۔

اور دنیا کے مال ومتاع کے حصول کے لئے اس کی رال ٹپکتی رہے گی، تم یہ حکایات ان کو سناتے رہو شاید کہ یہ کچھ عبرت حاصل کر کے گمراہی سے بچیں اور حق کو اپنائیں، بڑی ہی بری مثال ہے ایسے لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ آپ اپنے ہی اوپر ظلم کرتے رہے ہیں، اور قانون مشیت کا بیان فرمایا کہ جسے اللہ نیکیوں کی توفیق عطا کر کے راہ راست دکھادے اور ناپسندیدہ امور سے بچالے اور ان چیزوں کے علم سے نوازدے جنہیں وہ نہیں جانتا تو وہی حقیقی ہدایت یافتہ ہے، اور جس کو اللہ اس کے حال پر چھوڑ کر اور بھلائی کی توفیق سے محروم کر کے گمراہ کردے تو اس کی شومی قسمت میں کیا شک ہے یہی لوگ روز قیامت اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈالنے والے ہیں، خبردار! یہی کھلا خسارہ ہے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ قَالَ فِي خُطْبَةِ الْحَاجَةِ: إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ، فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ، فَلَا هَادِيَ لَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،

---

[1] ۔ صحیح بخاری کتاب الھبۃ بَابٌ لاَ يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَرْجِعَ فِي هِبَتِهِ وَصَدَقَتِهِ ۲۶۲۲

[2] البقرۃ ٦

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ حاجت اس طرح سکھایا ہے " بیشک سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں ، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے ہی مدد مانگتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے نفسوں کی شرارتوں اور برے عملوں سے پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

اور غم کی کیفیت میں فرمایا کہ ہم نے بہت سے جن اور انسان کو جہنم ہی کے لئے پیدا کیا یعنی ہم نے تو ان کو پیدا کیا تھا، دل، دماغ، آنکھیں، کان اور دیگر صلاحتیں عطا کی تھیں، مگر ان ظالموں نے ان سے کوئی کام نہ لیا اور اپنی غلط کاریوں کی بدولت آخر کار جہنم کا ایندھن بن کر رہے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: كَتَبَ اللهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوقات کی تقدیر کو لکھا فرمایا اس وقت پروردگار کا عرش پانی پر تھا[1]

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، قَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ صادق ومصدوق تھے، فرمایا تم میں سے ہر ایک کی پیدائش ماں کے پیٹ میں پوری کی جاتی ہے چالیس دن تک (نطفہ رہتا ہے) پھر اتنے ہی دنوں تک مضغہ گوشت رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم دے کر بھیجتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل اس کا رزق اور اس کی عمر لکھ دے اور یہ (بھی لکھ دے) کہ وہ بدبخت (جہنمی) ہے یا نیک بخت (جنتی) پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے، بیشک تم میں سے ایک آدمی ایسے عمل کرتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان (صرف) ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتہ (تقدیر) غالب آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل کرنے لگتا ہے، اور (ایک آدمی) ایسے عمل کرتا ہے کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان (صرف) ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اتنے میں تقدیر (الٰہی) اس پر غالب آجاتی ہے اور وہ اہل جنت کے کام کرنے لگتا ہے۔[2]

ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے غور وفکر نہیں کرتے، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے اللہ وحدہ لاشریک کی ہر سو بکھری ہوئی نشانیوں کو نہیں دیکھتے، اللہ کے عذاب سے تباشدہ اقوام کے آثار وکھنڈرات دیکھ کر عبرت حاصل نہیں کرتے، ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان

[1] صحيح مسلم كتاب القدر بَابُ حِجَاجِ آدَمَ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ۶۷۴۸

[2] صحيح بخارى كتاب بدء الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۰۸،صحيح مسلم كتاب القدر بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ ۶۷۲۳،شرح السنة للبغوى ۶۷

سے حق کی آواز نہیں سنتے، جیسے فرمایا

...وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ... ﴿٢٦﴾ (۱)

ترجمہ: ان کو ہم نے کان، آنکھیں اور دل، سب کچھ دے رکھے تھے، مگر نہ وہ کان ان کے کسی کام آئے، نہ آنکھیں، نہ دل، کیونکہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاۗءً وَّنِدَاۗءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٧١﴾ (۲)

ترجمہ: ان کی حالت بالکل ایسی ہے جیسے چرواہا جانوروں کو پکارتا ہے اور وہ ہانک پکار کی صدا کے سوا کچھ نہیں سنتے، یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں اس لئے کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

جب اللہ نے ان کو ہر طرح کی صلاحیتیں بخشیں مگر انہوں نے غور وفکر، تذکر اور تدبر سے کام نہ لیا تو ان اوصاف قبیحہ کے حامل انسان عقل وشعور سے محروم جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ گئے گزرے، کیونکہ چوپائے آواز پر کان تو کھڑے کر دیتے ہیں، اپنے نفع نقصان کا کچھ شعور رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے اعراض کرنے والے شخص کے اندر تو یہ تمیز کرنے کی صلاحیت بھی ختم ہو جاتی ہے، اسے تو اپنی پیدائش کی غرض وغایت بھی معلوم نہیں ہوتی، اس لئے تو اللہ سے کفر کرتے ہیں اور غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ نفع بخش چیز سے غافل ہیں۔

وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ

اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو

فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَ مِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ

اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی، اور ہماری مخلوق میں ایک جماعت

يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿١٨١﴾ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

ایسی بھی ہے جو حق کے موافق ہدایت کرتی ہے اور اس کے موافق انصاف بھی کرتی ہے، اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٢﴾ وَ اُمْلِيْ لَهُمْ ۭ

ہم ان کو بتدریج (گرفت میں) لئے جا رہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں، اور ان کو مہلت دیتا ہوں، ب

(۱) الاحقاف ۲۶

(۲) البقرة ۱۷۱

اِنَّ كَيْدِىْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ (الاعراف ۱۸۰تا۱۸۳)

بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

اسماءالحسنٰی:

لوگوں کو چند نمایاں ترین گمراہیوں پر متنبہ فرمایا کہ اللہ رب العالمین اچھے ناموں کا مستحق ہے جن سے اس کی مختلف صفات کمالیہ، اس کی عظمت وجلالت، اس کے تقدس اور پاکیزگی اور اس کی قدرت وطاقت کا اظہار ہوتا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لِلَّهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا، مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا لاَ يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الجَنَّةَ، وَهُوَ وَتْرٌ يُحِبُّ الوَتْرَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ننانوے نام ہیں،اور فرمایا جوان کو شمار کرے گا(یعنی ان پر ایمان لانا،ان کو گننا اور انہیں ایک ایک کر کے بطور تبرک اخلاص کے ساتھ پڑھنا یا حفظ کرنا،ان کے معانی جاننا اور ان سے اپنے کو متصف کرنا) جنت میں داخل ہوگا،اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔[1]

اور علماء نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اللہ کے ناموں کی تعداد ننانوے پر منحصر نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہیں،

أَنَّ بَعْضَهُمْ جَمَعَ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ أَلْفَ اسْمٍ

امام ابوبکر بن عربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کتاب وسنت سے جمع کیے ہیں جن کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ گئی ہے۔[2]

لہٰذا اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو یعنی ہر مطلوب میں اللہ تعالیٰ کو اس کے اس اسم مبارک سے پکارا جائے جو اس مطلوب سے مناسبت رکھتا ہو،مثلاً دعا مانگنے والا یوں دعا مانگے اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما بے شک تو بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے،اے توبہ قبول کرنے والے میری توبہ قبول فرما،اے رزق دینے والے مجھے رزق عطا فرما اور اے لطف وکرم کے مالک مجھے اپنے لطف سے نواز وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنی کے علاوہ کسی کے واسطے یا وسیلے سے دعا مانگنے کے متعلق حنفی علماء کرام اپنی کتابوں میں فرماتے ہیں

يُكْرَهُ أَنْ يَقُولُ الرَّجُلُ أَسْأَلُك بِحَقِّ فُلَان اور بِحَقِّ أَنْبِيَائِك وَرُسُلِك وبحق بيت الحرام والْمَشْعَرِ الْحَرَامِ إِذْ لَيْسَ لِأَحَدٍعلى الله حق

کسی آدمی کا اس طرح مانگنا مکروہ ہے کہ اے اللہ!میں تجھ سے فلاں کے وسیلے یا نبیوں اور رسولوں کے وسیلے سے اور بیت اللہ یا مشعر الحرام

---

[1] صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابٌ لِلَّهِ مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدٍ ۶۴۱۰،وکتاب الشروط بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الِاشْتِرَاطِ وَالثُّنْيَا فِي الإِقْرَارِ، وَالشُّرُوطِ الَّتِي يَتَعَارَفُهَا النَّاسُ بَيْنَهُمْ، وَإِذَا قَالَ: مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ ۲۷۳۶،صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابٌ فِي أَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى وَفَضْلِ مَنْ أَحْصَاهَا ۶۸۰۹

[2] تفسیرابن کثیر ۳/۵۱۴

کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کیونکہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں۔ [۱]

فقہ حنفی کی اہم ترین کتاب الہدیہ ہے اور حنفی علماء کرام نے اس کتاب کے متعلق کہا ہے

الهداية كالقران

ہدایہ قرآن کی طرح ہے۔

یعنی جس طرح قرآن نے پہلی آسمانی کتابیں منسوخ کر دیں اسی طرح ہدایہ نے فقہ کی پہلی کتابیں منسوخ کر دیں،

وَيُكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الرجل فی دعاءٔ بِحَقِّ فُلَانٍ وبِحَقِّ أَنْبِيَا ئك وَرُسُلِك اذلَا حَقَّ لِلْمَخْلُوقِ عَلَى الْخَالِقِ

چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں اور کسی آدمی کا اپنی دعا میں یہ کہنا مکروہ ہے کہ فلاں کے وسیلے سے یا نبیوں اور رسولوں کے وسیلے سے یہ سوال کرتا ہوں کیونکہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں۔ [۲]

فقہ حنفی کی مبسوط کتاب البحر الرائق شرح كنز الدقائق میں امام ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

لَا يَجُوزُ أَنْ يَقُولَ بِحَقِّ فُلَانٍ عَلَيْك وَكَذَا بِحَقِّ أَنْبِيَائِك، وَأَوْلِيَائِك وَرُسُلِك وَالْبَيْتِ وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ لِأَنَّهُ لَا حَقَّ لِلْمَخْلُوقِ عَلَى الْخَالِقِ وَإِنَّمَا يَخُصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ غَيْرِ وُجُوبٍ عَلَيْهِ

اس طرح کہنا جائز نہیں کہ میں فلاں کے وسیلے سے اس طرح تیرے رسول اور تیرے ولیوں اور رسولوں، بیت اللہ اور مشعر الحرام کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کیونکہ مخلوق کا خالق پر کوئی احسان رحق نہیں، وہ اپنی جس کو چاہے (ولایت یا رسالت) کے لیے خاص کر دے۔ [۳]

فتاوی عالمگیری میں جسے پانچ صد (۵۰۰) حنفی علماء کرام کے بورڈ نے مرتب کیا تھا لکھا ہے

وَيكرهُ أَن يَقُول فِي دُعَائِهِ: بحق فلان، أَو بِحَق أنبيائك ورسلك

اس طرح دعا مانگنا مکروہ ہے کہ میں فلاں کے وسیلے اور اس طرح تیرے نبیوں اور تیرے ولیوں یا رسولوں کے وسیلے سے مانگتا ہوں۔ [۴]

فقہ حنفی کی کتاب رد المحتار على الدر المختار میں ہے

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَدْعُوَ اللَّهَ إلَّا بِهِ وَالدُّعَاءُ الْمَأْذُونُ فِيهِ الْمَأْمُورُ بِهِ مَا اُسْتُفِيدَ مِنْ قَوْله تَعَالَى - {وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا} ، [۵]

اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ وہ اللہ کو اس کے (اسماء وصفات کے سوا) کسی کی ذات کو پکڑ کر پکارے جس چیز کا اذن ہے اور اس کا حکم ہے، وہ اللہ کے اس قول سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے " اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں تم ان کے وسیلے سے

---

[۱] شرح فقه اكبر۱۷

[۲] الهداية في شرح بداية المبتدي۳۸۰,۴

[۳] البحر الرائق شرح كنز الدقائق۲۳۵,۸

[۴] فتاوى عالمگیری ۳۸

[۵] الأعراف : ۱۸۰

اللہ کو پکارو۔''[1]

(مزید تحقیق کے لیے امام زبیدی کی شرح احیاء العلوم ۲/۲۵۸ اور امام ابوالحسین قدوری حنفی کی شرح کرخی دیکھیں)

فقہ حنفی کی مایہ ناز کتاب درمختیار میں حنفی بزرگوں کے ارشاد ملاحظہ فرمائیں

وَاعْلَمْ أَنَّ النَّذْرَ الَّذِي يَقَعُ لِلْأَمْوَاتِ مِنْ أَكْثَرِ الْعَوَّامِ وَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّيْتِ وَنَحْوِهَا إِلَى ضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ فَهُوَ بِالْإِجْمَاعِ بَاطِلٌ وَحَرَامٌ

اور جان لو کہ عوام کی وہ نذریں اور نیازیں جو فوت شدگان بزرگوں کے نام پر دیتے ہیں اور درہم اور شمع اور تیل اور اس طرح کے دیگر نذرانے جو وہ اولیاء کرام کے آستانوں پر دیتے ہیں وہ بالاتفاق باطل اور حرام ہیں۔[2]

اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے نام رکھنے میں راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَصَابَ أَحَدًا قَطُّ هَمٌّ وَلَا حَزَنٌ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ، ابْنُ عَبْدِكَ، ابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي، وَنُورَ صَدْرِي، وَجِلَاءَ حُزْنِي، وَذَهَابَ هَمِّي، إِلَّا أَذْهَبَ اللَّهُ هَمَّهُ وَحُزْنَهُ، وَأَبْدَلَهُ مَكَانَهُ فَرَحًا ، قَالَ: فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا نَتَعَلَّمُهَا؟ فَقَالَ:بَلَى، يَنْبَغِي لِمَنْ سَمِعَهَا أَنْ يَتَعَلَّمَهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کو جب کبھی کوئی مصیبت یا غم لاحق ہو اور وہ یہ کلمات کہہ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت اور غم کو دور کر کے اس کی جگہ خوشی عطاء فرمائے گا وہ کلمات یہ ہیں ''اے اللہ! میں آپ کا غلام ابن غلام ہوں، آپ کی باندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی آپ کے ہاتھ میں ہے، میری ذات پر آپ ہی کا حکم چلتا ہے، میری ذات کے متعلق آپ کا فیصلہ عدل وانصاف والا ہے، میں آپ کو آپ کے ہر اس نام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جو آپ نے اپنے لیے خود تجویز کیا یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو وہ نام سکھایا یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا یا اپنے پاس علم غیب میں ہی اسے محفوظ رکھا کہ آپ قرآن کریم کو میرے دل کی بہار، سینے کا نور اور پریشانی کی دوری کا ذریعہ بنا دے۔'' تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مصیبت، پریشانی اور غم وفکر کو دور فرما کر اسے خوشی اور مسرت سے بدل دے گا، کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اس دعاء کو سیکھ لیں، فرمایا کیوں نہیں، جو بھی اس دعاء کو سنے اس کے لئے مناسب ہے کہ اسے سیکھ لے۔[3]

وَالْإِلْحَادُ فِي أَسْمَائِهِ سُبْحَانَهُ يَكُونُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ،إِمَّا بِالتَّغْيِيرِ كَمَا فَعَلَهُ الْمُشْرِكُونَ،كَمَا فَعَلَهُ الْمُشْرِكُونَ، فَإِنَّهُمْ أَخَذُوا اسْمَ اللَّاتِ مِنَ اللَّهِ، وَالْعُزَّى مِنَ الْعَزِيزِ، وَمَنَاةَ مِنَ الْمَنَّانِ ،أَوْ بِالزِّيَادَةِ عَلَيْهَا بِأَنْ يَخْتَرِعُوا أَسْمَاءً مِنْ عِنْدِهِمْ

[1] رد المحتار على الدر المختار۳۹۶/۶

[2] رد المحتار على الدر المختار۴۳۹/۲

[3] مسند احمد ۳۷۱۲، مسند البزار ۱۹۹۴، المعجم الكبير للطبرانی ۱۰۳۵۲، صحيح ابن حبان ۹۷۲،مصنف ابن ابی شيبة۲۹۳۱۸، مسند ابی یعلی۵۲۹۷

لَمْ يَأْذَنِ اللَّهُ بِهَا،أَوْ بِالنُّقْصَانِ مِنْهَا، بِأَنْ يَدْعُوهُ بِبَعْضِهَا دُونَ بَعْضٍ

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد (کج روی) کی تین صورتیں ہیں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں تبدیلی کر دی جائے جیسے کہ مشرکین نے کیا مثلاً اللہ کے ذاتی نام اللہ سے اپنے ایک بت کا نام اللاتُ اور اس کی صفاتی ناموں عزیز سے الْعُزّٰی بنالیا اور منان سے مَنَاۃَ بنالیا۔ اللہ کے ناموں میں اپنی طرف سے اضافے کر لینا جس کا حکم اللہ نے نہیں دیا۔

یا اس کے ناموں میں کمی کر دی جائے مثلاً اسے کسی ایک ہی مخصوص نام سے پکارا جائے اور دوسرے صفاتی ناموں سے پکارنے کو برا سمجھا جائے۔ (۱)

الذين يلحدون في أسماء الله فيؤلونها، أو يعطلونها، أو يشبهونها

اللہ کے ناموں میں الحاد کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ان میں تاویل یا تعطیل یا تشبیہ سے کام لیا جائے۔ (۲)

جس طرح معتزلہ، معطلہ اور مشبہ وغیرہ گمراہ فرقوں کا طریقہ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان سب سے بچ کر رہو، اگر یہ لوگ سیدھی طرح سمجھانے سے نہیں سمجھتے تو ان کی کج بحثیوں میں تم کو الجھنے کی کوئی ضرورت نہیں اپنی گمراہی کا انجام وہ خود دیکھ لیں گے، ہماری مخلوق میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو حق کا علم رکھتا ہے، اس پر عمل کرتا ہے اور حق کے مطابق ہدایت کی طرف راہ نمائی کرتا ہے اور جب وہ لوگوں کے مال، خون، حقوق اور ان کے مقالات وغیرہ کے بارے میں فیصلے کرتے ہیں تو حق کی بنیاد پر انصاف کرتے ہیں،

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ كَذَلِكَ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا کوئی ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آئے (یعنی قیامت) اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔ (۳)

وَفِي رِوَايَةٍ : وَهُمْ بِالشَّامِ

ایک روایت میں ہے یہ گروہ شام میں ہوگا۔ (۴)

موحدین اور منکرین کے تذکرے کے بعد شان نبوت میں گستاخی کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا رہے وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا ہے تو انہیں ہم بتدریج ایسے طریقہ سے تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہو گی، یعنی اللہ تعالیٰ ان پر رزق اور اسباب معیشت کے دروازے کھول دے گا جس سے وہ مبتلائے فریب ہوں جائیں گے، جیسے فرمایا

---

(۱) فتح القدیر ۲،۳۰۵

(۲) ایسر التفاسیر ۲،۲۶۷

(۳) صحیح بخاری کتاب المناقب باب ۲۸، ح۳۶۴۰، صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ ۴۹۵۰

(۴) صحیح بخاری كِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۷۴۶۰

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝۴۴ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۵ [1]

ترجمہ: پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی بھلا دیا تو ہم نے ہر طرح کی خوشحالیوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیے، یہاں تک کہ جب وہ ان بخششوں میں جو انہیں عطا کی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا اور اب حال یہ تھا کہ وہ ہر خیر سے مایوس تھے، اس طرح ان لوگوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی جنہوں نے ظلم کیا تھا اور تعریف ہے اللہ رب العالمین کے لیے (کہ اس نے ان کی جڑ کاٹ دی)۔

میں ان کو ڈھیل دے رہا ہوں یہاں تک کہ وہ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ان کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا اور ان کو سزا نہیں دی جائے گی مگر جب ہماری مشیت مواخذہ کرنے کی ہو گی تو وہ منہ تکتے رہے جائیں گے اور کوئی اس سے بچانے پر قادر نہیں ہو گا کیونکہ میری مضبوط و مستحکم چال کا کوئی توڑ نہیں ہے۔

اَوَ لَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۸۴

کیا ان لوگوں نے اس بات پر غور نہ کیا کہ ان کے ساتھی کو ذرا بھی جنون نہیں وہ تو صرف ایک صاف صاف ڈرانے والے ہیں،

اَوَ لَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ

اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کیں ہیں

وَّ اَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۸۵

اور اس بات میں کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آ پہنچی ہو، پھر قرآن کے بعد کون سی بات پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَ يَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۸۶ (الاعراف ۱۸۴تا۱۸۶)

جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اس کو کوئی راہ پر نہیں لا سکتا، اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے۔

صداقت رسالت پر اللہ کی گواہی:

ہر دور میں مشرکین کا ذہن ایک ہی رہا ہے اور رسولوں پر ان کے اعتراض بھی ایک ہی طرح کے رہے ہیں، پچھلی قوموں کی طرح مشرکین مکہ بھی رسول اللہ ﷺ کو بشر تسلیم نہیں کرتے تھے، جس طرح وہ اپنے رسولوں سے معجزات کا مطالبہ کرتے تھے اسی طرح مشرکین مکہ بھی کرتے تھے، جس طرح وہ اپنے رسولوں کی حق و سچ باتیں سن کر ان پر ایمان لانے کے بجائے اپنے کفر و شرک پر ڈٹے رہتے اور انہیں ساحر اور مجنون کے القاب سے نوازتے تھے مشرکین مکہ کا رویہ بھی اس سے مختلف نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم جو محمد مصطفی ﷺ کو اس کی پاکیزہ دعوت، بہترین اخلاق و اطوار اور کامل ترین سیرت و صفات کے باوجود ساحر اور مجنون کہتے ہو تو یہ تمہارے عدم تفکر کا نتیجہ ہے، جیسے فرمایا

[1] الانعام ۴۴،۴۵

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ [۱]

ترجمہ: اور (اے اہل مکہ) تمہارا رفیق مجنون نہیں ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ [۲]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ میں تمہیں بس ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں، اللہ کے لئے تم اکیلے اکیلے اور دو دو مل کر اپنا دماغ لڑاؤ اور سوچو تمہارے صاحب میں آخر کون سی بات ہے جو جنون کی ہو؟ وہ تو ایک سخت عذاب کی آمد سے پہلے تم کو متنبہ کرنے والا ہے۔

حالانکہ محمد رسول اللہ ﷺ تو ہمارا آخری پیغمبر ہے جو ہمارے احکامات تمہیں پوری امانت و دیانت کے ساتھ پہنچانے اور ان سے غفلت و اعراض کرنے والوں کو ڈرانے والا ہے، اگر یہ لوگ بغیر ستونوں والا بلند و بالا آسمان و وسیع و ہموار زمین کے کسی قسم کی کجی سے پاک انتظام پر غور و تدبر کریں، جیسے فرمایا

الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ﴿۴﴾ [۳]

ترجمہ: تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے، پھر پلٹ کر دیکھو کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔

اور اللہ کی تخلیق کردہ کسی چیز کو بھی بنظر تامل دیکھتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ رب کی الوہیت و وحدانیت، شرک کی تردید، معبود حقیقی رب العالمین کی بندگی کی دعوت اور دنیا میں انسان کی ذمہ داری اور آخرت میں جوابدہی کے بارے میں جو کچھ محمد ﷺ انہیں سمجھا رہے ہیں اس کی صداقت پر یہ پورا نظام کائنات اور خلق اللہ کا ذرہ ذرہ شہادت دے رہا ہے، پھر یہ اپنے خود ساختہ شریکوں کو چھوڑ کر ایمان لے آئیں اور اپنے معبود حقیقی کی قدرتوں وحکمتوں کے گن گانے لگیں، اس کے رسول کی تصدیق اور اس کی اطاعت اختیار کر لیں، اور کیا ان لوگوں کو کچھ بھی فکر نہیں کہ اگر اللہ کی توحید کے بجائے انہی گمراہیوں اور بداعمالیوں میں ان کی موت واقع ہو جائے تو ان کا انجام کتنا بھیانک ہو گا، اور یہ کتنے بڑے خسارے کی بات ہو گی، پھر آخر پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے انذار و تہدید اور جلیل القدر قرآن مجید جس میں ان کی ہدایت و رہنمائی اور تباہ شدہ اقوام کی تباہی و بربادی کے اسباب تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کے بعد بھی اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو اس سے بڑھ کر انہیں ڈرانے والی چیز اور کیا ہو گی جو اللہ کی طرف سے نازل ہو اور پھر یہ اس پر ایمان لائیں، جس کو اللہ گمراہ کر دے پھر کوئی اسے ہدایت نہیں دے سکتا چاہے وہ کتنی ہی نشانیاں دیکھ لے پھر ایسے لوگوں کو اللہ ان کی سرکشی ہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے، جیسے فرمایا

... وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَـيْـــــًٔا ... ﴿۴۱﴾ [۴]

[۱] التکویر ۲۲

[۲] سبا ۴۶

[۳] الملک ۳،۴

[۴] المائدۃ ۴۱

ترجمہ: جسے اللہ ہی نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کرلیا ہو اس کو اللہ کی گرفت سے بچانے کے لیے تم کچھ نہیں کر سکتے۔

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾ [1]

ترجمہ: اِن سے کہو زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اسے آنکھیں کھول کر دیکھو اور جو لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے ان کے لیے نشانیاں اور تنبیہیں آخر کیا مفید ہو سکتی ہیں۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا

یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ فرما دیجئے اس کا علم صرف میرے

عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ

رب ہی کے پاس ہے، اس کے وقت پر اس کو سوا اللہ کے کوئی ظاہر نہ کرے گا، وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری (حادثہ)

لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ

ہوگا وہ تم پر محض اچانک آپڑے گی، وہ آپ اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں، آپ فرما دیجئے

اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٧﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ

کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی

نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ

نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت منافع

مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١٨٨﴾

حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں،

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ

اور اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے تم کو ایک تن واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس اپنے جوڑے سے انس

فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ

حاصل کرے، پھر جب میاں نے بیوی سے قربت کی تو اس کو حمل رہ گیا ہلکا سا، سو وہ اس کو لئے ہوئے چلتی پھرتی رہی،

[1] یونس ۱۰۱

فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ

پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں میاں بیوی اللہ سے جو ان کا مالک ہے دعا کرنے لگے اگر تم نے ہم کو صحیح سالم اولاد دے دی

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٨٩﴾ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ ف

تو ہم خوب شکر گزاری کریں گے ، سو جب اللہ نے دونوں کو صحیح سالم اولاد دے دی تو اللہ کی دی ہوئی چیز میں وہ

تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿١٩٠﴾ (الاعراف ۱۹۰،۱۸۷)

دونوں اللہ کے شریک قرار دینے لگے، سو اللہ پاک ہے ان کے شرک سے۔

قیامت کب اور کس وقت:

یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر قیامت کی گھڑی کب نازل ہو گی؟ جیسے فرمایا

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ [1]

ترجمہ: یہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہو گا؟۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٠﴾ [2]

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قیامت کی دھمکی آخر کب پوری ہو گی؟ بتاؤ اگر تم سچے ہو، دراصل یہ جس چیز کی راہ تک رہے ہیں وہ بس ایک دھماکا ہے جو یکایک انہیں اس حالت میں دھر لے گا جب یہ (اپنے دنیاوی معاملات میں) جھگڑ رہے ہوں گے اور اس وقت یہ وصیت تک نہ کر سکیں گے، نہ اپنے گھروں کو پلٹ سکیں گے۔

کہو اس کا یقینی علم نہ کسی مقرب فرشتے کو ہے نہ کسی نبی مرسل کو، اللہ کے سوا اس کا علم کسی کے پاس نہیں، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ... [3]

ترجمہ: اس گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ:مَا المَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ،ثُمَّ تَلاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ} [4]، الآيَةَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبرئیل علیہ السلام نے بھی جب اعرابی کا روپ دھار کر سائل کی شکل میں آپ کے پاس بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت

[1] الملک ۲۵

[2] یٰسین ۴۸تا۵۰

[3] لقمان ۳۴

[4] لقمان : ۳۴

کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے صاف جواب دیا کہ اس کا علم نہ مجھے ہے نہ تجھے، پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”اس گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے وہی بارش برساتا ہے وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کو موت آنی ہے، اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔“[1]

اور وہی اسے اپنے وقت پر ظاہر کرے گا وہ تم پر اچانک آجائے گی،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ فَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ، فَذَلِكَ حِينَ: {لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ، أَوْ كَسَبَتْ فِىٓ إِيمَٰنِهَا خَيْرًا}[الأنعام: 158] وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلاَنِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلاَ يَتَبَايَعَانِهِ، وَلاَ يَطْوِيَانِهِ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلاَ يَطْعَمُهُ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيطُ حَوْضَهُ فَلاَ يَسْقِي فِيهِ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أَحَدُكُمْ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلاَ يَطْعَمُهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع نہ ہو، اور جب لوگ آفتاب مغرب سے طلوع ہوتا ہوا دیکھ لیں گے تو سارے لوگ ایمان لے آئیں گے، ” لیکن ایسا وقت ہوگا جس میں کسی شخص کا ایمان اس کو نفع نہ پہنچائے گا جب تک کہ پہلے سے ایمان نہ لایا ہو۔“ اور قیامت اس طرح قائم ہو جائے گی کہ دو آدمی (خرید و فرخت کے لئے) کپڑے پھیلائے ہوں گے لیکن خرید و فرخت نہیں پائیں گے اور نہ اس کو لپیٹ سکیں گے، اور کوئی شخص اونٹنی کا دودھ لے کر چلا ہو گا لیکن وہ اس کو پینے نہ پائے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی، ایک آدمی اپنے جانور کو پلانے کے لئے حوض تیار کر رہا ہو گا اور اپنے جانوروں کو پلانے نہ پائے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی، ایک شخص اپنا لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھائے گا اور اسے کھانے بھی نہ پائے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَحْلُبُ اللِّقْحَةَ، فَمَا يَصِلُ الْإِنَاءُ إِلَى فِيهِ حَتَّى تَقُومَ، وَالرَّجُلَانِ يَتَبَايَعَانِ الثَّوْبَ، فَمَا يَتَبَايَعَانِهِ حَتَّى تَقُومَ، وَالرَّجُلُ يَلِطُ فِي حَوْضِهِ، فَمَا يَصْدُرُ حَتَّى تَقُومَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی اونٹنی دوہتا ہو گا، دودھ کا برتن اس کے منہ تک نہیں پہنچا ہو گا قیامت قائم ہو جائے گی، اور دو مرد خرید و فروخت کرتے ہوں گے کپڑے کی خرید و فروخت نہ کر چکے ہوں گے کہ قیامت آجائے گی، اور کوئی مرد اپنا حوض درست کر رہا ہو گا اس کو درست کر کے واپس نہ آئے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔[3]

وَقَالَ قَتَادَةُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى:{لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً} قَضَى اللَّهُ أَنَّهَا {لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً} قَالَ: وَذُكِرَ لَنَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ السَّاعَةَ تَهِيجُ بِالنَّاسِ، وَالرَّجُلُ يُصْلِحُ حَوْضَهُ، وَالرَّجُلُ يَسْقِي مَاشِيَتَهُ، وَالرَّجُلُ يُقِيمُ سِلْعَتَهُ فِي السُّوقِ، وَيُخْفِضُ مِيزَانَهُ وَيَرْفَعُهُ

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الإِيمَانِ، وَالإِسْلاَمِ، وَالإِحْسَانِ، وَعِلْمِ السَّاعَةِ ۵۰، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِيمَانُ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ۹۹،۹۷

[2] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا۶۵۰۶

[3] صحیح مسلم کتاب الفتن بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ۷۴۱۳

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ” وہ اچانک آئے گی۔“ کے بارے میں قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ وہ اچانک آئے گی، اور اس کے بارے میں ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک قیامت لوگوں پر اس طرح ہلچل مچادے گی کہ کوئی اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا، کوئی اپنے مویشی کو پانی پلا رہا ہوگا، کوئی بازار میں اپنے سامان تجارت کی نمائش کر رہا ہوگا اور کوئی اپنے ترازو کو نیچا اور اونچا کر رہا ہوگا۔ (۱)

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ البَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ؟ قَالَ:وَيْلَكَ، وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَاقَالَ:مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ:إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ فَقُلْنَا: وَنَحْنُ كَذَلِكَ؟ قَالَ:نَعَمْ فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک بدوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا (وہ آنے والی تو قطعاً ہے) افسوس تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ (یعنی اس فکر کو چھوڑ کہ قیامت کب اور کس وقت قائم ہوگی بلکہ اس کی فکر کرو کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے اور تم نے اپنے آگے کیا بھیجا ہے) اس نے عرض کی میں نے اس کے لئے تو کوئی تیاری نہیں کی ہے البتہ میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے اپنے دل کو لبریز پاتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر تم قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگا جس سے تم محبت رکھتے ہو، ہم نے عرض کی اور ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا؟ فرمایا کہ ہاں، ہم اس دن بہت زیادہ خوش ہوئے۔ (۲)

اور جب قیامت کی گھڑی قائم ہوگی آسمانوں اور زمین میں وہ بڑا سخت وقت ہوگا،

وَقَالَ الْحَسَنُ:ثَقُلَتۡ فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرۡضِ إِذَا جَاءَتْ ثَقُلَتْ عَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ وَأَهْلِ الْأَرْضِ , يَقُولُ: كَبُرَتْ عَلَيْهِمْ

حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے ” آسمانوں اور زمین میں وہ بڑا سخت وقت ہوگا۔“ کے معنی یہ ہیں کہ جب قیامت آئے گی تو وہ آسمانوں اور زمین والوں پر بہت شاق اور دشوار ہوگی۔ (۳)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ:{ثَقُلَتۡ فِي السَّمَوَاتِ وَالۡأَرۡضِ} قَالَ: إِذَا جَاءَتِ انْشَقَّتِ السَّمَاءُ، وَانْتَثَرَتِ النُّجُومُ، وَكُوِّرَتِ الشَّمْسُ، وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ، وَكَانَ مَا قَالَ اللَّهُ، فَذَلِكَ ثِقَلُهَا

اور ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت کریمہ ” آسمانوں اور زمین میں وہ بڑا سخت وقت ہوگا۔“ کے معنی یہ ہیں جب قیامت آئے گی تو آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے جھڑ جائیں گے سورج کو لپیٹ دیا جائے گا اور پہاڑ چلا دیئے جائیں گے اور اللہ عزوجل نے جو فرمایا ہے اسی طرح ہوگا یہی وجہ ہے کہ قیامت بہت بھاری ہوگی۔ (۴)

(۱) تفسیر طبری ۲۹۷/ ۱۳

(۲) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ ٦١٦٧، صحیح مسلم کتاب البرو الصلة بَابُ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ٦٧١١

(۳) تفسیر عبدالرزاق ۱۰۱/ ۲

(۴) تفسیر طبری ۲۹٦/ ۱۳

یہ لوگ اس کے متعلق تم سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا آپ نے رب کے پیچھے پڑ کر اس کی بابت ضروری علم حاصل کر رکھا ہے، کہو! اس کا علم تو صرف اللہ کو ہے مگر اکثر لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں، اے محمد ﷺ! ان سے کہو کہ میں اپنی ذات کے متعلق کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ ہی چاہتا ہے، نہ میں عالم الغیب ہوں، میں تو صرف وہ جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ مجھے معلوم کرا دے، علام الغیوب تو اللہ کی ذات ہے، جیسے فرمایا

قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ [۱]

ترجمہ: کہو میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ قریب ہے یا میرا رب اس کے لئے کوئی لمبی مدت مقرر فرماتا ہے، وہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جسے اس نے (غیب کا علم دینے کے لئے) پسند کر لیا ہو تو اس کے آگے اور پیچھے وہ محافظ لگا دیتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: وَقَالَ آخَرُونَ: مَعْنَى ذَلِكَ: لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَأَعْدَدْتُ لِلسَّنَةِ الْمُجْدِبَةِ مِنَ الْمُخْصِبَةِ، وَلَعَرَفْتُ الغَلاءَ مِنَ الرُّخْصِ، فَاسْتَعْدَدْتُ لَهُ مِنَ الرُّخْصِ

ابن جریر فرماتے ہیں کہ دیگر مفسرین نے اس آیت کریمہ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں اپنے لئے بہت سے فائدے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا، اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو خوشحالی کے دور میں قحط سالی کی تیاری کر لیتا، چیزوں کے سستا ہونے کے دور میں مہنگائی کے دور کی تیاری کر لیتا۔ [۲]

میں تو محض ایک خبردار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کے لئے جو میری بات مانیں، جیسے فرمایا

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ [۳]

ترجمہ: اس کلام کو ہم نے آسان کر کے تمہاری زبان میں اسی لئے نازل کیا ہے کہ تم پرہیزگاروں کو خوشخبری دے دو اور ہٹ دھرم لوگوں کو ڈرا دو۔

وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں آدم علیہ السلام سے پیدا کیا اور انہی سے ان کی بیوی حوا کو پیدا کیا تاکہ اس کے پاس اطمینان وسکون حاصل کرے، پھر ان دونوں سے نسل انسانی جاری کی جیسے فرمایا

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ... ﴿۲۱﴾ [۴]

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔

[۱] الجن ۲۵ تا ۲۷

[۲] تفسیر طبری ۱۳؍۳۰۲

[۳] مریم ۹۷

[۴] الروم ۲۱

يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا... ﴿۱۳﴾ [۱]

ترجمہ: لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً... ﴿۱﴾ [۲]

ترجمہ: لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑ ابنایا اور ان دونوں سے بہت مرد وعورت دنیا میں پھیلا دیے۔

پھر جب مرد نے عورت کو وطی کرنے کے لئے ڈھانک لیا تو بحکم الٰہی اسے ایک خفیف سا حمل رہ گیا، جب تک وہ نطفے، خون اور لوتھڑے کی شکل میں ہوتا ہے ہلکا سا رہتا ہے اور وہ بغیر گرانی کے اپنے کام کاج وغیرہ میں لگی رہی، پھر کچھ وقت گزر جانے کے بعد پیٹ میں بچہ بڑا ہو گیا اور ولادت کا وقت قریب آ گیا تو میاں بیوی دونوں کے دل میں خطرات اور توہمات پیدا ہوئے اور پھر دونوں نے مل کر اللہ اپنے رب سے دعا کی کہ اگر تو ہمیں بغیر کسی نقص کے صحیح سالم بیٹا عطا فرما دے تو ہم تیرے شکر گزار ہوں گے مگر جب اللہ نے ان کو ایک صحیح وسالم بچہ دے دیا تو وہ اس کی بخشش وعنایت میں دوسروں کو اس کا شریک ٹھیرانے لگے کہ یہ بچہ فلاں بزرگ یا فلاں پیر کی نظر کرم کا نتیجہ ہے اور شکریے کے لئے ان کی درگاہوں پر نذریں اور نیازیں چڑھانے لگے اور پھر اس کا نام عبد الرسول، عبد العزیٰ، امام بخش، پیراں دتہ، عبد شمس، بندہ علی وغیرہ رکھ لیتے ہیں اللہ بہت بلند وبرتر ہے ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

قال ابن حزم: اتفقوا على تحريم كل اسم معبد لغير الله كعبد عمرو، وعبد الكعبة، وما أشبه ذلك حاشى عبد المطلب

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس نام میں غیر اللہ کی عبدیت کا اظہار ہو وہ حرام ہے مثلاً عبد عمرو اور عبد الکعبہ وغیرہ البتہ عبد المطلب نام میں اختلاف ہے۔ [۳]

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا

کیا ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہو جو کسی کو پیدا نہ کرسکیں اور وہ خود ہی پیدا کئے گئے ہوں، اور وہ ان کو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے

وَّ لَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ

اور وہ خود بھی مدد نہیں کرسکتے، اگر تم ان کو کوئی بات بتلانے کو پکارو تو تمہارے کہنے پر نہ چلیں تمہارے اعتبار سے دونوں امر

[۱] الحجرات ۱۳

[۲] النساء ۱

[۳] مراتب الإجماع في العبادات والمعاملات والاعتقادات ۱۵۴/۱

اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

برابر ہیں خواہ تم ان کو پکارو یا خاموش رہو،واقع تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی

عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

تم جیسے ہی بندے ہیں سو تم انکو پکارو پھر ان کو چاہئے کہ تمہارا کہنا کردیں اگر تم سچے ہو،

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ

کیاان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہوں یاان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ کسی چیز کو تھام سکیں، یاان کی آنکھیں ہیں جن سے

يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ

وہ دیکھتے ہوں، یاان کے کان ہیں جن سے سنتے ہوں، آپ کہہ دیجئے! تم اپنے سب شرکا کو بلالو، پھر میری ضرر رسانی کی

فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِيِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

تدبیر کروپھر مجھ کوذرا مہلت مت دو،یقیناًمیرامددگاراللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اوروہ نیک بندوں کی مدد کرتا ہے،

وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَ لَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

اور تم جن لوگوں کی اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کرسکتے اور نہ وہ اپنی مدد کرسکتے ہیں،

وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَ تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ

اور ان کو اگر کوئی بات بتلانے کو پکارو تو اس کو نہ سنیں اور ان کو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں

وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ (الاعراف ۱۹۱تا۱۹۸)

اور وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔

انسان کا المیہ خود معبود سازی اور اللہ سے دوری ہے:

یہ لوگ کتنے نادان ہیں کہ ان ہستیوں کو اللہ کا شریک ٹھیراتے ہیں جو مخلوق میں کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود اللہ خالق کائنات انہیں پیدا کرتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ قوت اور عزت والا تو اللہ ہی ہے، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ (۱)

ترجمہ: اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بت پرست قوم کو یہی تو فرمایا تھا

(۱) النحل ۲۰

قَالَ اَتَعۡبُدُوۡنَ مَا تَنۡحِتُوۡنَ ﴿۹۵﴾ (۱)

ترجمہ: اس نے کہا کیا تم اپنی ہی تراشی ہوئی چیزوں کو پوجتے ہو؟۔

جو نہ ان کی مدد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ آپ اپنی مدد کرنے کی استطاعت اور قدرت رکھتے ہیں، جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے بتوں کو توڑ پھوڑ کر برابر کر دیا مگر وہ اپنی مدد پر قادر نہ ہو سکے اور نہ ہی ابراہیم علیہ السلام کو کوئی نقصان ہی پہنچا سکے۔

فَرَاغَ عَلَيۡهِمۡ ضَرۡبًۢا بِالۡيَمِيۡنِ ﴿۹۳﴾ (۲)

ترجمہ: اس کے بعد وہ ان پر پل پڑا اور سیدھے ہاتھ سے خوب ضربیں لگائیں۔

فَجَعَلَهُمۡ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيۡرًا لَّهُمۡ لَعَلَّهُمۡ اِلَيۡهِ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۵۸﴾ (۳)

ترجمہ: چنانچہ اس نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور صرف ان کے بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

اور ان کے معبودوں کی کمزوری اور ناتوائی کا یہ حال تو یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو واپس بھی نہیں لا سکتے دوسروں کو کیا دیں گے، جیسے فرمایا

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَنۡ يَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَهٗ ؕ وَاِنۡ يَّسۡلُبۡهُمُ الذُّبَابُ شَيۡـًٔا لَّا يَسۡتَنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالۡمَطۡلُوۡبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ﴿۷۴﴾ (۴)

ترجمہ: لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے غور سے سنو جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے، مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور، ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ پہچانی جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے۔

جب شریک ٹھیرائی ہوئی اس ہستی کی یہ حالت ہو کہ وہ ایک ذرہ بھی پیدا کرنے پر قادر نہ ہو بلکہ خود مخلوق ہو تو بھلا اس کو اللہ کے ساتھ معبود کیسے بنایا جا سکتا ہے، اس کو اللہ کی صفات اور اختیارات میں کیسے شامل کیا جا سکتا ہے؟ بلاشبہ یہ سب سے بڑا ظلم اور سب سے بڑی حماقت ہے، ان معبودان باطلا کا حال یہ ہے کہ سیدھی راہ دکھانا اور اپنے پرستاروں کی رہنمائی کرنا تو درکنار وہ بیچارے تو کسی رہنما کی پیروی کرنے کے قابل بھی نہیں حتی کہ کسی پکارنے والے کی پکار کا جواب تک نہیں دے سکتے، تم خواہ انہیں پکارو یا خاموش رہو دونوں صورتوں میں تمہارے لئے یکساں ہی ہے، جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا

اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا يَسۡمَعُ وَلَا يُبۡصِرُ وَلَا يُغۡنِىۡ عَنۡكَ شَيۡـًٔا ﴿۴۲﴾ (۵)

(۱) الصافات ۹۵

(۲) الصافات ۹۳

(۳) الانبیاء ۵۸

(۴) الحج ۷۳، ۷۴

(۵) مریم ۴۲

ترجمہ: (انہیں ذرا اس موقع کی یاد دلاؤ) جبکہ اس نے اپنے باپ سے کہا اباجان! آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام بنا سکتی ہیں۔

مشرکانہ مذاہب میں تین چیزیں الگ الگ پائی جاتی ہیں۔

وہ اصنام، تصاویر یا علامات جو مرجع پرستش ہوتی ہیں۔

وہ اشخاص یا ارواح یا معانی جو دراصل معبود قرار دیے جاتے ہیں اور جن کی نمائندگی اصنام اور تصاویر وغیرہ کی شکل میں کی جاتی ہے۔

وہ اعتقادات جو ان مشرکانہ عبادات واعمال کی تہ میں کارفرما ہوتے ہیں۔

قرآن مجید مختلف طریقوں سے ان تینوں چیزوں پر ضرب لگاتا ہے، اس مقام پر اس کی تنقید کا رخ پہلی چیز کی طرف ہے، اصل میں مشرک کبھی بھی بت کو پتھر سمجھ کر نہیں پوجتا بلکہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جس شخصیت کی شبیہ یا مجسمہ سامنے ہے اس کی روح اس میں حلول کر گئی ہے اور وہ روح مجھے یوں عبادت کرتے دیکھ کر خوش ہوتی ہے اور پھر شیطان اسی انداز اور ان تخیلات کو نئی نئی شکلیں دیتا رہتا ہے، چنانچہ فرمایا جن ہستیوں کو تم لوگ اللہ قادر مطلق کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تو محض تم جیسے بے بس اور لاچار بندے ہیں، ان سے دعائیں مانگ دیکھو اگر ان کے بارے میں تمہارے عقائد صحیح ہیں یہ تمہاری دعاؤں کا جواب دیں، کیا یہ پاؤں رکھتے ہیں کہ ان سے چلیں؟ کیا یہ ہاتھ رکھتے ہیں کہ ان سے پکڑیں؟ کیا یہ آنکھیں رکھتے ہیں کہ ان سے دیکھیں؟ کیا یہ کان رکھتے ہیں کہ ان سے سنیں؟ مشرکین رسول اللہ ﷺ کو دھمکیاں دیتے تھے کہ اگر تم ہمارے معبودوں کی مخالفت کرنے سے باز نہ آئے اور لوگوں کے عقائد خراب کرتے رہے تو تم پر ہمارے معبودوں کا غیض وغضب ٹوٹ پڑے گا اور وہ تمہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے، اس کا جواب فرمایا کہ اے محمد ﷺ! ان سے کہو کہ میرے بارے میں تمہارا یہ زعم ہے کہ میں ان بتوں کی گستاخی کے باعث کسی وبال کا شکار ہو جاؤں گا تو یہ میرا اعلان ہے کہ تمہارے معبود کچھ طاقت و قدرت اور اختیار رکھتے ہیں اور تمہارے مددگار ہیں تو مجھے برائی اور تکلیف پہنچانے کے لئے تم اور تمہارے معبود اکٹھے ہو جاؤ اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو تب بھی تم مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچا سکو گے، میرا حامی و ناصر وہ اللہ رب العزت ہے جو مجھے ہر قسم کی منفعت عطا کرتا اور ہر قسم کے ضرر سے بچاتا ہے، جس نے یہ جلیل القدر کتاب قرآن مجید نازل کیا ہے جو سراسر ہدایت، شفا اور روشنی ہے، اور وہ نیک آدمیوں کی حمایت و مدد کرتا ہے، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ...۝۲۵۷ (۱)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔

اور ان کے دین و دنیا کی بھلائی اور مصالح میں ان کی مدد کرتا ہے اور ان کے ایمان کے ذریعے سے ان سے ہر ناپسندیدہ چیز کو دور کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ...۝۳۸ (۲)

ترجمہ: یقیناً اللہ مدافعت کرتا ہے ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں۔

ہود علیہ السلام نے بھی مشرکین کی دھمکیوں کے جواب میں یہی بات کہی تھی۔

... قَالَ اِنِّىْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّىْ بَرِىْۤءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۵۴ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِىْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝۵۵ اِنِّىْ

(۱) البقرۃ ۲۵۷

(۲) الحج ۳۸

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَاۗبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٦﴾ (۱)

ترجمہ: ہود علیہ السلام نے کہا میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ یہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے خدائی میں شریک ٹھیرا رکھا ہے اس سے میں بیزار ہوں، تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھار کھو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو، میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو فرمایا تھا

وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ ﴿٨١﴾ (۲)

ترجمہ: اور آخر میں تمہارے ٹھیرائے ہوئے شریکوں سے کیسے ڈروں جب کہ تم اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو خدائی میں شریک بناتے ہوئے نہیں ڈرتے جن کے لئے اس نے تم پر کوئی سند نازل نہیں کی ہے۔

بخلاف اس کے تم اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہو وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود ہی اپنی مدد ہی کرنے کے قابل ہیں، پھر جو اپنی مدد آپ کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو وہ بھلا دوسروں کی مدد کیا کر سکتے ہیں، بلکہ اگر تم انہیں سیدھی راہ پر آنے کے لئے کہو تو راہ راست پر آنا تو کجا وہ تمہاری بات سن بھی نہیں سکتے، جیسے فرمایا

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ ﴿١٤﴾ (۳)

ترجمہ: انہیں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں سن نہیں سکتے۔

بظاہر تم کو ایسا نظر آتا ہے کہ وہ اپنی مصنوعی آنکھوں سے تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں مگر فی الواقع وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿١٩٩﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ

آپ درگزر اختیار کریں نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہوجائیں ،اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ

مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٠٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے، یقیناً جو لوگ

اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿٢٠١﴾ۚ

خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں، سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں،

---

(۱) ہود ۵۴تا۵۶

(۲) الانعام۸۱

(۳) فاطر ۱۴

وَ اِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَ اِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ

اور جو شیاطین کے طابع ہیں وہ ان کو گمراہی میں کھینچے لے جاتے ہیں پس وہ باز نہیں آتے، اور جب آپ کوئی معجزہ ان کے سامنے

قَالُوْا لَوْ لَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ

ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ یہ معجزہ کیوں نہ لائے؟ آپ فرما دیجئے! کہ میں اس کا اتباع کرتا ہو جو مجھ پر

مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ

میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے یہ گویا بہت سی دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا

ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں، اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ (الاعراف ۱۹۹ تا ۲۰۴)

امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔

مبلغ کی شان:

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ذریعہ سے ان سب لوگوں کو حکمت سکھائی جو رسول اللہ کے قائم مقام بن کر دنیا کو راہ راست دکھانے کے لئے کھڑے ہوں فرمایا اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ظلم کے مقابلے میں معاف کر دینے، قطع رحمی کے مقابلے میں صلہ رحمی اور برائی کے بدلہ احسان وسلوک اور جہاہلو ں سے نرمی و درگزر اور ان کے نقائص سے چشم پوشی کا طریقہ اختیار کرو، سیدھی اور صاف نیکیوں کی تلقین کرتے رہو اور اگر جاہل الجھنے اور الجھانے کی کوشش کریں تو ان کی طرف سے منہ پھیر لیا کرو، جیسے فرمایا

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ [1]

ترجمہ: اور اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں، تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ... [2]

ترجمہ: اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! برائی کو اس طریقہ سے دفع کرو جو بہترین ہو۔

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ رَجُلٍ، قَدْ سَمَّاهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ

[1] حم السجدة ۳۴

[2] المومنون ۹۶ تا ۹۸

الْجَاهِلِينَ}قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا جِبْرِيلُ مَا هَذَا ؟قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ، وَتُعْطِيَ مَنْ حَرَمَكَ،وَتَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ

سفیان بن عیینہ از ابی سے روایت ہے جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر یہ آیت کریمہ ’’اے نبی، نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ الجھو۔‘‘ نازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے کہا اے جبریل علیہ السلام اس سے کیا مراد ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ جو آپ پر ظلم کرے آپ اسے معاف کر دیں اور جو آپ کو نہ دے آپ اسے دیں اور جو آپ سے قطع تعلق کرے آپ اس سے مل کر رہیں۔ (۱)

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُما، قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الحُرِّ بْنِ قَيْسٍ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ، وَكَانَ القُرَّاءُ أَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ، كُهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا، فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ: يَا ابْنَ أَخِي، هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هَذَا الأَمِيرِ، فَاسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ، قَالَ: سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:فَاسْتَأْذَنَ الحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ: هِيْ يَا ابْنَ الخَطَّابِ، فَوَاللَّهِ مَا تُعْطِينَا الجَزْلَ وَلاَ تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ أَنْ يُوقِعَ بِهِ، فَقَالَ لَهُ الحُرُّ: يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ} (۲)، وَإِنَّ هَذَا مِنَ الجَاهِلِينَ، وَاللَّهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلاَهَا عَلَيْهِ، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس آئے اور حر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جن کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خاص قرب حاصل تھا، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہم نشین اور مشیر قرآن کریم کے عالم اور قاری ہوتے تھے، ادھیڑ عمر ہوں یا جوان اس کی کوئی پابندی نہ تھی، عیینہ بن حصن نے اپنے بھتیجے سے کہا اے بھتیجے! تجھے تو اس امیر کے ہاں خاص قرب حاصل ہے، لہذا میرے لیے بھی ان سے ملاقات کی اجازت طلب کرو، حر بن قیس نے کہا اچھا میں ضرور آپ کے لیے اجازت طلب کروں گا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حر نے عیینہ کیلئے اجازت طلب کی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی، عیینہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ اے خطاب کے بیٹے! اللہ کی قسم! نہ تو تم انصاف کرتے ہو اور نہ ہمارے ساتھ کچھ سخاوت سے پیش آتے ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر غضب ناک ہو گئے اور قریب تھا کہ اسے ماریں، اس وقت حر نے ان کی خدمت میں عرض کی اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر (ﷺ) سے فرمایا ہے ’’اے نبی! نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ الجھو۔‘‘ اور بیشک یہ بھی جاہلوں سے ہے، (عبداللہ بن عباس کا بیان ہے) جس وقت حر نے یہ آیت تلاوت کی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسے سننے کے بعد ذرہ برابر بھی آگے نہ بڑھے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے پاس ٹھیر جانے والے تھے۔ (۳)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

---

(۱) تفسیرابن ابی حاتم ۱۶۳۸/۵، تفسیرطبری ۳۳۰/۱۳

(۲) الأعراف: ۱۹۹

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ خُذِ العَفْوَ وَأْمُرْ بِالعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِينَ ۴۶۴۲

خُذ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بعُرفٍ كَمَا   أُمِرتَ وأعْرض عَنِ الجاهلينْ

عفو کو اختیار کرو جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے اور جاہلوں سے کنارہ کشی کر لو

وَلِنْ فِي الكَلام لكُلِّ الْأَنَامِ   فَمُسْتَحْسَن مِنْ ذَوِي الْجَاهِ لِينْ

اور تمام لوگوں کے لیے کلام میں نرمی اختیار کرو، اصحاب جاہ کے لیے نرمی ہی مستحسن ہے۔ (۱)

اس موقع پر اگر شیطان تمہیں اشتعال میں لانے کی کوشش کرے تو اللہ کی پناہ طلب کرو، جیسے فرمایا

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۳۶ (۲)

ترجمہ: اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو، وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

قال أبو جعفر: يَعْنِي جَلَّ ثَنَاؤُهُ بِقَوْلِهِ: (وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ)، وَإِمَّا يُغْضِبَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ غَضَبٌ، يَصُدُّكَ عَنِ الْإِعْرَاضِ عَنِ الْجَاهِلِينَ، وَيَحْمِلُكَ عَلَى مُجَازَاتِهِمْ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ

ابن جریر نے آیت کریمہ ''اگر کبھی شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو۔'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اگر شیطان کی طرف سے تمہیں اس قدر غصہ آ جائے جو تمہیں جاہلوں سے کنارہ کشی سے روک دے اور ان سے انتقام لینے پر آمادہ کرے تو اس کے وسوسے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ (۳)

ایسا کرنے سے شیطانی وسوسہ دفع ہو جائے گا اور تم اخلاق کریمانہ پر عامل ہو جاؤ گے، آپ جو کچھ کہتے ہیں اللہ اسے سنتا ہے، وہ آپ کی نیت، آپ کی کمزوری اور آپ کی پناہ لینے کی قوت کو خوب جانتا ہے، وہ آپ کو شیطان کے فتنے سے محفوظ رکھے گا اور آپ کو شیطان کے وسوسوں سے بچائے گا، جیسے فرمایا

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ڏ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶ (۴)

ترجمہ: کہو میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ، انسانوں کے حقیقی معبود کی اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ، فَأَحَدُهُمَا احْمَرَّ وَجْهُهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ

سلیمان بن صرد سے مروی ہے میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور (قریب ہی) دو شخص آپس میں گالی گلوچ کر رہے تھے

---

(۱) زهر الآداب وثمر الألباب ۲/۴۲۷، حياة الحيوان الكبرى ۲/۳۲۰

(۲) حم السجدة ۳۶

(۳) تفسیر طبری ۱۳/۳۳۲

(۴) الناس ۱تا۶

،ان میں سے ایک کا منہ سرخ ہوگیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں (یعنی ایک شخص سخت غضبناک ہوگیا) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا، اگر یہ شخص میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان سے کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ (۱)

حقیقت میں جو لوگ متقی ہیں ان کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی برا خیال اگر انہیں چھو بھی جاتا ہے تو وہ فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں اور شیطانی شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے لگتے ہیں، پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ ان کے لئے صحیح طریق کار کیا ہے، رہے شیاطین کے بھائی بند اور ان کے دوست، جیسے فرمایا

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ۔۔۔ ﴿٢٧﴾ (۲)

ترجمہ: فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔

تو وہ انہیں ان کی کج روی میں کھینچے لئے چلے جاتے ہیں اور انہیں بھٹکانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، جیسے فرمایا

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾ (۳)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم نے ان منکرین حق پر شیاطین چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں خوب خوب (مخالفت حق پر) اکسا رہے ہیں؟۔

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠٣﴾ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ (۴)

ترجمہ: اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! جب تم ان لوگوں کے سامنے کوئی نشانی (یعنی معجزہ) پیش نہیں کرتے تو یہ کہتے ہیں کہ تم نے اپنے لئے کوئی نشانی کیوں نہ انتخاب کر لی؟ ان سے کہو میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب نے میری طرف بھیجی ہے، یہ بصیرت کی روشنیاں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو اسے قبول کریں، جب قرآن تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو شاید کہ تم پر بھی رحمت ہو جائے۔

سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے:

مشرکین مکہ سرکشی اور عناد کے ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے معجزہ طلب کرتے اور آپ اسے پیش نہ کرتے تو کہتے اگر یہ نبی ہوتا تو اپنی صداقت میں کوئی معجزہ ظاہر کر دیتا اس لئے ہم اپنے آباؤ اجداد کے دین کو ترک کر کے اس پر ایمان کیوں لائیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! جب تم ان لوگوں کے سامنے ان کی خواہش کے مطابق کوئی معجزہ پیش نہیں کرتے تو یہ کہتے ہیں کہ تم نے اپنے لئے کوئی نشانی کیوں نہ انتخاب کر لی؟ اللہ

(۱) صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ ۳۲۸۲ ،وکتاب الادب بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ ۶۰۴۸ ،وبَابُ الحَذَرِ مِنَ الغَضَبِ ۶۱۱۵

(۲) بنی اسرائیل ۲۷

(۳) مریم ۸۳

(۴) الاعراف ۲۰۴، ۲۰۳

تعالیٰ نے فرمایا اگر ہم چاہتے تو آسمان سے کوئی نشانی اتار دیتے جس سے ان کی گردنیں جھک جاتیں۔

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝۴ (۱)

ترجمہ: ہم چاہیں تو آسمان سے ایسی نشانی نازل کر سکتے ہیں کہ ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں۔

مگر آپ ان لوگوں سے کہیں معجزات پیش کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے، یہ تو رب کے اختیار میں ہے کہ اپنی حکمت و مشیت سے چاہئے تو معجزہ ظاہر فرمادے اور نہ چاہے تو نہ فرمائے، میرا منصب یہ نہیں ہے کہ جس چیز کی مانگ ہو یا جس کی میں خود ضرورت محسوس کروں اسے خود ایجاد یا تصنیف کر کے پیش کر دوں، میں تو ایک رسول ہوں اور صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب نے میری طرف بھیجی ہے، ہاں البتہ یہ قرآن جو میرے پاس آیا ہے یہ بجائے خود ایک بہت بڑا معجزہ ہے، جس میں تمہارے رب کی طرف سے واضح دلائل و براہین اور راور ہدایت و رحمت ہے، اس کے بعد کسی اور معجزے کی طلب باقی نہیں رہتی بشرطیکہ کوئی ایمان لانے والا ہو، رسول اللہ ﷺ جب کسی کے سامنے تلاوت قرآن فرماتے تو مشرکین خود بھی شور و غل مچاتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی ایسا کرنے کا کہتے تا کہ کوئی اس پر اثر کلام کو توجہ سے سن نہ سکے، جیسے فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝۲۶ (۲)

ترجمہ: یہ منکرین حق کہتے ہیں اس قرآن کو ہرگز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو شاید کہ اسی طرح تم غالب آجاؤ۔

ان لوگوں سے فرمایا کہ تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تم لوگ قرآن کی آواز کو سنتے ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہو اور شور و غل مچاتے ہو تا کہ نہ تم خود سنو اور نہ کوئی دوسرا سن سکے، اس روش کو چھوڑ کر اگر تم قرآن کو توجہ سے سنو اور خاموش رہو تو شاید اللہ رب العالمین تمہیں ہدایت سے نواز دے اور تم رحمت الٰہی کے مستحق بن جاؤ یہ یاد رہے کہ اس آیت میں جو خاموش رہنے کا حکم ہے یہ صرف اس قرآن کے لئے ہے جو سورۂ فاتحہ کے سوا ہو،

عن عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ: مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ فليقرأبِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو وہ سورۂ فاتحہ ضرور پڑھ لے۔ (۳)

ابْنُ عَبَّاسٍ يقول: اقرأ خَلْفَ الْإِمَامِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھو۔ (۴)

پس فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے اور قرات کے وقت خاموشی کا حکم ہے۔

---

(۱) الشعراء۴

(۲) حم السجدة۲۶

(۳) کنزالعمال ۱۹۶۸۳

(۴) کنز العمال ۲۲۹۶۶

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ

اور اے شخص! اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز

بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝۲۰۵ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

کے ساتھ صبح اور شام اور اہل غفلت میں سے مت ہونا، یقیناً جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝۲۰۶ (الاعراف ۲۰۶،۲۰۵)

اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

اللہ کی یاد بکثرت کرو مگر خاموشی سے:

اے نبی ﷺ! اپنے رب کو عاجزی اور تذلل سے صبح و شام یاد کیا کرو، جیسے فرمایا

...وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝۳۹ [1]

ترجمہ: اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے۔

دل ہی دل میں زاری اور خوف کے ساتھ اور زبان سے بھی ہلکی آواز کے ساتھ، جیسے فرمایا

...وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝۱۱۰ [2]

ترجمہ: اور اپنی نماز نہ بہت زیادہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ بہت پست آواز سے، ان دونوں کے درمیان اوسط درجے کا لحجہ اختیار کرو۔

قَالَ أَرَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَقَرِيبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِيهِ، أَمْ بَعِيدٌ فَنُنَادِيهِ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ

ایک اعرابی سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی چپکے چپکے کرلیا کریں یا دور ہے کہ ہم پکار پکار کر آوازیں دیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، ”اور اے نبی! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔“ [3]

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ، هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ، تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَى جَدُّهُ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم ایک سفر (غزوہ خیبر) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جب ہم کسی وادی میں اترتے تو کہتے لاالہ

[1] ق ۳۹

[2] بنی اسرائیل ۱۱۰

[3] العظمة لابی الشیخ الاصبهانی ۲/۵۳۵

الااللہ اور ہماری آواز بلند ہو جاتی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اپنی جانوں پر ترس کھاؤ تم کسی بہرے یا کسی غائب اللہ کو نہیں پکار رہے ہو، وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہے، بے شک وہ سننے والا اور تم سے بہت قریب ہے (وہ تو تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے) برکتوں والا ہے، اس کا نام اور اس کی عظمت بہت ہی بڑی ہے۔ ⑴

تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم رہ گئے ہیں جو فرشتے تمہارے رب کے حضور تقرب کا مقام رکھتے ہیں وہ کبھی اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں آ کر اس کی عبادت سے منہ نہیں موڑتے بلکہ اس کی عبادت کے لئے سرافگندہ اور اپنے رب کے احکام کے سامنے مطیع ہیں اور رات دن اس کی حمد و ثنا بیان کرنے میں مگن رہتے ہیں اور اللہ وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں سجدے کرتے ہیں، اس لئے اگر تم ترقی و بلندی اور اللہ کے تقرب کے خواہشمند ہو تو اپنے طرز عمل کو ملائکہ کے طرز عمل کے مطابق بناؤ،

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ:فَقَالَ:أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ:يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُوَلَ وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ

جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس طرح صف باندھا کرو جس طرح فرشتے بارگاہ الٰہی میں صف بستہ رہتے ہیں ہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! فرشتے بارگاہ الٰہی میں کیسے صف بستہ ہوتے ہیں؟ وہ پہلے اول صف کو پورا کرتے ہیں اور صفوں میں ذرا سی بھی گنجائش اور جگہ باقی نہیں چھوڑتے۔ ⑵

اس آیت پر سجدہ واجب ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، يَقُولُ: يَا وَيْلَهُ - وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ: يَا وَيْلِي - أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب انسان سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہٹ کر رونے لگتا ہے کہ افسوس! ابن آدم کو سجدے کا حکم ملا اس نے سجدہ کر لیا اب اس کو جنت ملے گی، اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے انکار کر دیا میرے لئے جہنم ہے۔ ⑶

⑴ صحیح بخاری كتاب الجهادبَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ ٢٩٩٢،صحیح مسلم كتاب الذكروالدعاء بَابُ اسْتِحْبَابِ خَفْضِ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ ٢٧٠٤

⑵ صحیح مسلم كتاب الصلاة بَابُ الْأَمْرِ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلَاةِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ، وَرَفْعِهَا عِنْدَ السَّلَامِ، وَإِتْمَامِ الصُّفُوفِ الْأُوَلِ وَالتَّرَاصِّ فِيهَا وَالْأَمْرِ بِالِاجْتِمَاعِ ٩٦٨

⑶ صحیح مسلم كتاب الايمان بَابُ بَيَانِ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ٢٤٤،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ ١٠٥٢،مسنداحمد٩٧١٣،صحیح ابن خزیمة٥٤٩،صحیح ابن حبان ٢٧٥٩،شعب الايمان ١٤٠٧،السنن الكبرى للبيهقى ٣٧٠٠،شرح السنة للبغوى ٦٥٣

مضامین سورۂ یوسف:

اہل مکہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پر نازل آیات اللہ کا کلام نہیں بلکہ ان کا اپنا تصنیف کردہ کلام ہے، فرمایا کہ یہ قرآن کوئی گھڑی ہوئی کہانی نہیں بلکہ پہلے نازل ہونے والی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ہر ضروری بات کی تفصیل بیان کرنے والی کتاب ہے، یہ مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا ذریعہ ہے، کفار مکہ کی فرمائش پر مدینہ کے یہود نے ان کو چند سوال بھیجے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں کہ بنی اسرائیل فلسطین سے مصر کیسے پہنچے اس کے جواب میں یہ سورہ نازل ہوئی جس میں صرف تاریخ یا قصہ گوئی کے انداز کو نہیں اپنایا گیا بلکہ پورے قصہ کے ساتھ ساتھ دعوت اسلام دی گئی اور کرداروں کا تقابلی مقابلہ کر کے بتایا گیا کہ رب پر ایمان اور آخرت پر یقین رکھنے والوں کا اور رب پر ایمان نہ لانے والوں کفر و جاہلیت میں مبتلا، دنیا پرست اور آخرت سے بے خوف لوگوں کا کیا کردار ہوتا ہے، قرآن میں جو قصے بیان کئے گئے ہیں ان کا مقصد افسانہ گوئی ہرگز نہیں بلکہ ہر عقل مند کے لئے اس میں نصیحت کے پہلو ہیں چنانچہ اس قصہ میں مشرکین مکہ کو سمجھایا گیا کہ اللہ رب العالمین کی قدرت سے کوئی کام بعید نہیں جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو انسان اپنی تدبیروں سے اس کے منصوبوں کو روکنے اور بدلنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا، جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بڑے بھائیوں نے بغض وحسد میں مبتلا ہو کر اپنے چھوٹے بھائی کے خلاف تدابیر اختیار کیں مگر انجام کار خود ہی شرمندگی اور شرمساری سے سر جھکائے یوسف علیہ السلام کے دربار میں کھڑے تھے، عزیز مصر کی اہلیہ نے اپنے مقصد بد میں ناکام ہو کر انتقامی طور پر یوسف علیہ السلام کو زنداں میں پہنچا دیا مگر بھرے دربار میں خفت و ندامت سے خود ہی اپنی خیانت کا اقرار کر کے شرمندگی اٹھائی، اسی طرح مصر اور احکام مصر کے کردار ہیں، اس سورہ میں یہ سبق ہے کہ مقصد کے حصول کے لئے غلط راستوں کے بجائے صحیح راستے کا انتخاب کرو اور پھر نتائج کے لئے رب کی رحمت پر بھروسہ کرو کیونکہ کسی بھی کام کی کامیابی کا انحصار رب کی مرضی پر منحصر ہے، پھر سیدھی راہ اختیار کرنے پر جو بھی آلام و مصائب درپیش ہوں انہیں عارضی سمجھو، جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے بیگانگی، بے وطنی، بے سروسامانی، غلامی و کمزوری میں ہونے کے باوجود کس طرح بامراد ہو کر مصر کا اقتدار حاصل کرلیا اور اگر کوئی غلط راہ اختیار کرتا ہے تو وہ رب کی گرفت سے نہیں بچ سکتا، اس طرح اہل مکہ کو بتایا گیا کہ ابھی سوچنے سنبھلنے کا وقت ہے، ابھی موقع تمہارے ہاتھ میں ہے یاد رکھو کوئی بھی مجرم ہمارے ہاتھوں کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۟﴿۱﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲﴾

الر، یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں، یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے کہ تم سمجھ سکو،

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ٭ۖ

ہم آپ کے سامنے بہترین بیان پیش کرتے ہیں اس وجہ سے کہ ہم نے آپ کی جانب یہ قرآن وحی کے ذریعے نازل کیا

وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۞ (یوسف ا تا ۳)

اور یقیناً آپ اس سے پہلے بے خبروں میں سے تھے۔

الر، یہ بکثرت پڑھی جانے والی کتاب کی آیات ہیں جو اپنا مدعا صاف صاف بیان کرتی ہیں، ہم نے اس کو فصاحت و بلاغت والی عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم (اہل عرب) اس کو اچھی طرح سمجھ سکو، آسمانی کتابوں کے نزول کا مقصد لوگوں کی ہدایت و رہنمائی ہے اور یہ مقصد اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب وہ کتاب اس زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ سکیں، اس لئے ہر آسمانی کتاب اسی قومی زبان میں نازل ہوئی جس قوم کی ہدایت کے لئے وہ اتاری گئی تھی، قرآن مجید کے مخاطب اول چونکہ عرب تھے اس لئے قرآن بھی عربی زبان میں نازل ہوا، اے محمد ﷺ! ہم اس قرآن کو تمہاری طرف وحی کر کے بہترین پیرایہ میں واقعات اور حقائق تم سے بیان کرتے ہیں، ورنہ اس سے پہلے تو ان چیزوں سے تم بالکل ہی بے خبر تھے، یعنی نزول وحی سے قبل آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا چیز ہے؟ جیسے فرمایا

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ ...۵۲ (۱)

ترجمہ: اور اسی طرح (اے نبی ﷺ) ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تمہاری طرف وحی کی ہے تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔

قرآن مجید کے ان الفاظ سے واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے، علام الغیوب صرف اللہ رب العالمین کی ذات ہے۔

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ

جب کہ یوسف نے اپنے باپ سے ذکر کیا کہ ابا جان میں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج چاند کو دیکھا کہ وہ سب مجھے سجدہ

لِيْ سٰجِدِيْنَ ۞۴ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ

کر رہے ہیں، یعقوب علیہ السلام نے کہا پیارے بچے! اپنے اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا، ایسا نہ ہو کہ

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۞۵ وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ

وہ تیرے ساتھ کوئی فریب کاری کریں، شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے، اور اسی طرح تجھے تیرا پروردگار برگزیدہ کرے گا

رَبُّكَ وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ عَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ

اور تجھے معاملہ فہمی (یا خوابوں کی تعبیر) بھی سکھائے گا اور اپنی نعمت تجھے بھرپور عطا فرمائے گا اور یعقوب کے گھر والوں کو بھی،

كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ ؕ

جیسے کہ اس نے اس سے پہلے تیرے دادا اور پردادا یعنی ابراہیم و اسحاق کو بھی بھرپور اپنی نعمت دی،

(۱) الشوریٰ ۵۲

اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (یوسف ۴ تا ۶)

یقیناً تیرا رب بہت بڑے علم والا اور زبردست حکمت والا ہے۔

اے محمد ﷺ! اپنی قوم کے سامنے یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کرو جب یوسف علیہ السلام بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام نے کم سنی میں ایک خواب دیکھا اور اس عجیب وغریب خواب کا ذکر اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے کیا،

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَغَيْرُهُ: كَانُوا أَهْلَ بَادِيَةٍ وَمَاشِيَةٍ.

ابن جریج وغیرہ نے لکھا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے خاندان کے لوگ بادیہ نشین تھے اور مال مویشی پال کر گزارہ کیا کرتے تھے۔ (۱)

وَقَالَ: كَانُوا يَسْكُنُونَ بالعَرَبَات مِنْ أَرْضِ فِلَسْطِينَ، مِنْ غَوْرِ الشَّامِ

اور سرحد شام پر فلسطین کے علاقت عربات میں رہتے تھے۔ (۲)

کہا اباجان! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے ہیں اور سورج اور چاند ہیں اور وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا} إِخْوَتُهُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا، وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، يَعْنِي بِذَلِكَ :أَبَوَيْهِ

قتادہ رحمہ اللہ آیت " جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا اباجان! میں نے خواب دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے ہیں اور سورج اور چاند ہیں اور وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔" کے بارے میں کہتے ہیں گیارہ ستاروں سے مراد گیارہ بھائی اور سورج اور چاند سے مراد یعقوب علیہ السلام اور ان کی سوتیلی والدہ ہیں۔ (۳)

اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کو بہت علم عطا فرمایا تھا بیٹے کا خواب سن کر اس کی تہہ میں پہنچ گئے کہ ان کا یہ چہیتا بیٹا عظمت شان کا حامل ہو گا، یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا کہ سوتیلے بھائی یوسف علیہ السلام سے بغض وحسد رکھتے ہیں اور اخلاقی لحاظ سے بھی ایسے صالح نہیں کہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے کوئی ناروا کاروائی کرنے میں انہیں کوئی تامل ہو گا، اس لئے انہیں اندیشہ ہوا کہ یہ خواب سن کر اس کے سوتیلے بھائی اس کی عظمت کا اندازہ کر کے کہیں اسے نقصان نہ پہنچادیں اس لئے صالح بیٹے یوسف علیہ السلام کو متنبہ کر دیا کہ اپنے اس خواب کا ذکر اپنے دس سوتیلے بھائیوں سے ہرگز نہ کریں ورنہ شیطان ان کے دلوں کو مزید بغض وحسد میں مبتلا کر دے گا اور وہ کسی حیلے بہانے سے تجھے پست کرنے کی فکر کرنے لگ جائیں گے اور کوئی بڑی سازش کر کے کاری وار کر گزریں گے جس سے تمہاری جان کو نقصان پہنچ سکتا ہے،

أَبَا سَلَمَةَ، يَقُولُ: لَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي، حَتَّى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ، يَقُولُ: وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِي، حَتَّى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:الرُّؤْيَا الحَسَنَةُ مِنَ اللَّهِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلاَ يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ، وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ، وَلْيَتْفِلْ ثَلاَثًا، وَلاَ يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا،

(۱) تفسیرطبری ۱۶،۲۷۶

(۲) تفسیرطبری ۱۶،۲۷۵

(۳) تفسیرطبری ۱۵،۵۵۷

فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب میں خواب دیکھتا تو بیمار پڑ جاتا یہاں تک کہ میں نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں خواب دیکھتا تو بیمار پڑ جاتا یہاں تک کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے، جب تم میں سے کوئی شخص ایسی بات دیکھے جو تو اس کا ذکر صرف اسی سے کرے جو اسے محبوب ہو اور جب برا خواب دیکھے تو اللہ کی اس کے شر سے پناہ مانگے اور شیطان کے شر سے اور تین مرتبہ تھتکار دے اور اس کا کسی سے ذکر نہ کرے پس وہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (۱)

عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الرُّؤْيَا عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ، مَا لَمْ تُعَبَّرْ فَإِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ

معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تک خواب کی تعبیر بیان نہ کی جائے تو وہ ایسے ہے جیسے پرندے کے پاؤں پر ہو اور جب خواب کی تعبیر بیان کر دی جائے تو وہ وقوع پذیر ہو جاتی ہے۔ (۲)

اور بیٹا شیطان تو ازل سے ہی انسان کا دشمن ہے، اور وہ اپنے دعویٰ کے مطابق دن رات، کھلے چھپے انسانوں کو گمراہ کرنے اور انہیں بغض وحسد میں مبتلا کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کرتا، اے بیٹا! تیرا یہ خواب سچا ہے اور اللہ کے حکم سے پورا ہو کر رہے گا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تجھے برگزیدگی عطا فرما کر منصب نبوت سے سرفراز فرمائے گا اور ہر طرح کی باتوں کی معاملہ فہمی اور حقیقی رسی کی تعلیم عطا فرمائے گا اور ایسی بصیرت عطا فرمائے گا جس سے تو ہر معاملہ کی گہرائی میں اترنے اور اس کی تہہ میں پہنچنے کے قابل ہو جائے گا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے دادا اسحاق علیہ السلام اور پردادا ابراہیم علیہ السلام پر اپنی نعمتیں پوری فرمائیں تھیں اسی طرح وہ تم پر اور آل یعقوب پر بھی اپنی نعمتیں پوری فرمائے گا، یقینا تیرا رب علیم اور حکیم ہے، والد محترم کی نصیحت سن کر یوسف علیہ السلام نے اپنے خواب کا تذکرہ بھائیوں کے سامنے نہیں کیا۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَ اِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآىِٕلِيْنَ ۝۷ اِذْ قَالُوْا

یقیناً یوسف اور اس کے بھائیوں میں دریافت کرنے والوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں، جب کہ انہوں نے کہا کہ

لَيُوْسُفُ وَ اَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِيْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ

یوسف اور اس کا بھائی بہ نسبت ہمارے، باپ کو بہت زیادہ پیارے ہیں، حالانکہ ہم (طاقتور) جماعت ہیں، کوئی شک نہیں

اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝۸ ۚۖ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ

کہ ہمارے ابا صریح غلطی میں ہیں، یوسف کو تو مار ہی ڈالو یا اسے کسی (نامعلوم) جگہ پھینک دو کہ تمہارے والد کا

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیر بَابُ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلاَ يُخْبِرْ بِهَا وَلاَ يَذْكُرْهَا۷۰۴۴، صحیح مسلم کتاب الرُّؤْيَاباب فی کون الرویامن اللہ وانهاجزء من النبوة۵۸۹۷،سنن ابوداودكِتَاب الْأَدَبِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّؤْيَا۵۰۲۱،جامع ترمذی أَبْوَابُ الرُّؤْيَا بَابُ إِذَا رَأَى فِي الْمَنَامِ مَا يَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ۲۲۷۷

(۲) مسند احمد ۱۶۱۸۲

وَجۡهُ اَبِیۡکُمۡ وَ تَکُوۡنُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ قَوۡمًا صٰلِحِیۡنَ ﴿۹﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡهُمۡ لَا تَقۡتُلُوۡا یُوۡسُفَ

رخ صرف تمہاری طرف ہی ہوجائے اس کے بعد تم نیک ہوجانا، ان میں سے ایک نے کہا یوسف کو قتل تو نہ کرو بلکہ

وَ اَلۡقُوۡهُ فِیۡ غَیٰبَتِ الۡجُبِّ یَلۡتَقِطۡهُ بَعۡضُ السَّیَّارَةِ اِنۡ کُنۡتُمۡ فٰعِلِیۡنَ ﴿۱۰﴾ (یوسف ۷ تا ۱۰)

اسے کسی اندھے کنوئیں (کی تہ) میں ڈال آؤ کہ اسے کوئی (آتا جاتا) قافلہ اٹھا لے جائے اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو یوں کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ یوسف اور اس کے قصہ میں ان پوچھنے والوں کے لئے بڑی عبرتیں و نصیحتیں ہیں، اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی نشانیاں ہیں، یہ قصہ یوں شروع ہوتا ہے کہ اب یعقوب علیہ السلام کی محبت یوسف علیہ السلام سے دوچند ہوگئی، اب وہ یوسف علیہ السلام کو آنکھوں سے اوجھل ہی نہیں ہونے دیتے تھے، یعقوب علیہ السلام کی یہ غیر معمولی محبت سوتیلے بھائیوں کو بری طرح کھٹکنے لگی اور وہ اپنے والد کی توجہ حاصل کرنے کے لئے منصوبے بنانے لگے، اس کے بھائیوں نے آپس میں کہا یہ یوسف اور اس کا حقیقی بھائی بن یمین یا بنیامین دونوں ہمارے والد کو ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم دس بھائی طاقتور جماعت اور اکثریت میں ہیں مگر اس کے باوجود وہ اپنی محبت اور شفقت میں ان دونوں کو فضیلت دیتے ہیں سچی بات یہ ہے کہ ہمارے ابا جان ان دونوں کی محبت میں بالکل ہی سٹھیا گئے ہیں، اس لئے تو ہم جوان بیٹوں کے جتھے کو جو برے وقت پر ان کے کام آسکتا ہے ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو جو ان کے کسی کام نہیں آسکتے بلکہ الٹے خود ہی حفاظت کے محتاج ہیں ہم پر ترجیح دیتے ہیں، بھائیوں کی آتش حسد اتنی بھڑکی ہوئی تھی کہ پہلے ان کی مشاورت میں یہ طے پایا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل کردو یا اسے کسی دور علاقہ میں پھینک دو، اگر تم نے ان دونوں امور میں سے کسی ایک پر عمل کر لیا تو پھر لامحالہ والد کی محبت و شفقت ہمیں حاصل ہوجائے گی، یوسف علیہ السلام سے اس طرح چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد پھر اللہ سے اس گناہ کی توبہ کرلیں گے اور نیک زندگی گزاریں گے، مگر سب سے بڑے بھائی (روبیل یا یہوذا یا شمعون) نے ڈرتے ڈرتے از راہ شفقت کہا نہیں صرف عداوت میں آکر خون ناحق اپنی گردن پر نہ ڈالو خون ناحق اللہ معاف نہیں کرتا، اگر تم نے کچھ کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو میری رائے یہ ہے کہ اسے دور کسی بہت گہرے کنوئیں میں پھینک دو اور جب کوئی قافلہ وہاں پڑاؤ کرے گا اور کنوئیں سے پانی نکالے گا تو ان کے علم میں آجائے گا کہ کنوئیں کے اندر کوئی انسان گرا ہوا ہے، اور وہ اسے باہر نکال کر اپنے ہمراہ لے جائیں، اس طرح ہم قتل کے جرم سے بھی بچ جائیں گے اور یوسف علیہ السلام سے بھی جان چھوٹ جائے گی، نہ ہوگا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔

قَالُوۡا یٰۤاَبَانَا مَا لَکَ لَا تَاۡمَنَّا عَلٰی یُوۡسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوۡنَ ﴿۱۱﴾

انہوں نے کہا ابا! آخر آپ یوسف (علیہ السلام) کے بارے میں ہم پر اعتبار کیوں نہیں کرتے ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں،

اَرۡسِلۡهُ مَعَنَا غَدًا یَّرۡتَعۡ وَ یَلۡعَبۡ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴿۱۲﴾

کل آپ اسے ضرور ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ خوب کھائے پیئے اور کھیلے، اس کی حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں،

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ

(یعقوب (علیہ السلام) نے) کہا اسے تمہارا لے جانا مجھے تو سخت صدمہ دے گا اور مجھے یہ بھی کھٹکا لگا رہے گا

الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا لَىِٕنْ

کہ تمہاری غفلت میں اسے بھیڑیا کھا جائے، انہوں نے جواب دیا کہ ہم جیسی (زور آور) جماعت کی موجودگی میں بھی اگر

اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۱۴ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ

اسے بھیڑیا کھا جائے تو ہم بالکل نکمے ہی ہوئے، پھر جب اسے لے چلے اور سب نے مل کر ٹھان لیا اسے

وَ اَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ

غیر آباد گہرے کنوئیں کی تہ میں پھینک دیں، ہم نے یوسف (علیہ السلام) کی طرف وحی کی کہ یقیناً (وقت آرہا ہے کہ) تو

لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۱۵ (یوسف ۱۱ تا ۱۵)

انہیں اس ماجرا کی خبر اس حال میں دے گا کہ وہ جانتے ہی نہ ہوں۔

اس منصوبہ پر اتفاق کر کے ایک دن وہ سب یعقوب علیہ السلام کے پاس گئے اور کہا اباجان! کل ہم سب بھائیوں نے شکار کا پروگرام بنایا ہے، ہم جانتے ہیں کہ آپ یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں ہم پر بھروسہ نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے بڑے بھائی ہونے کے ناطے سچے ہمدرد اور بہی خواہ ہیں؟ مگر ہماری خواہش ہے کہ آپ یوسف علیہ السلام کو بھی ہمارے ہمراہ روانہ کریں، صحرا کی کھلی ہوا میں بھاگ دوڑ کرے گا، کچھ کھائے پیئے گا جس سے اس کا ذہن اور صحت بہتر ہو گی، اگر آپ اجازت عطا کرتے ہیں تو پھر فکر مند نہ ہوں وہاں ہم اس کی اچھی طرح دیکھ بھال رکھیں گے، کیونکہ میدانوں اور صحراؤں میں خونخوار بھیڑیے عام تھے اس لئے یعقوب علیہ السلام باپ نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا کہ تمہارا یوسف علیہ السلام کو لیجانا مجھے فکرمند اور شاق گزرتا ہے کیونکہ میں اس کی جدائی برداشت نہیں کرسکتا اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہاں جا کر تم کھیل کود میں مشغول ہو کر لاپرواہی کرو گے اور کہیں جنگل سے بھیڑیا آ کر یوسف کو نہ پھاڑ کھائے اور تمہیں علم ہی نہ ہو، بیٹوں نے جواب دیا اباجان! آپ بالکل اندیشہ نہ کریں اور یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں ہم اس کا دھیان رکھیں گے اور ہر تکلیف دہ چیز سے اس کی حفاظت کریں گے، ہم دس جوان مردوں کے ہوتے ہوئے بھیڑیا یوسف علیہ السلام کو کھا جائے اور ہم دیکھتے رہے جائیں تو پھر ہم کچھ کرنے کے قابل ہی نہ ہوئے، جب سب بیٹوں نے ساتھ لے جانے پر بہت اصرار کیا تو یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو تفریح کے لئے بھائیوں کے ہمراہ جانے کی اجازت دے دی،

فَيُقَالُ: إِنَّ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، لَمَّا بَعَثَهُ مَعَهُمْ ضَمَّهُ إِلَيْهِ، وقَبَّله وَدَعَا لَهُ

جب یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ روانہ کیا تو اسے گلے لگایا، بوسہ دیا اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ [1]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۴/۳۷۴

یوسف علیہ السلام کے بھائی منصوبہ بندی تو پہلے ہی کر چکے تھے کہ کیا کرنا ہے چنانچہ سخت دلی سے اپنے بھائی کی قمیص اتار کر بیت المقدس کے کچھ فاصلے پر ایک گہرے کنوئیں میں گرا کر مشفق ومہربان بوڑھے باپ کی نظروں سے اوجھل کر دیا، یوسف علیہ السلام اس وقت سخت خوف زدہ تھے، اس وقت اللہ علیم وبصیر نے اپنے لطف وکرم سے یوسف کو تسلی دینے کے لئے وحی کی کہ گھبراؤ نہیں ہم تمہاری حفاظت کریں گے اور ایک بلند مقام پر تجھے فائز کریں گے، پھر ایک وقت آئے گا جب تمہارے یہ بھائی ندامت سے سر جھکا کر بھیک مانگتے ہوئے تیرے حضور حاضر ہوں گے اور تو انہیں جتلائے گا کہ اپنے چھوٹے کم سن بھائی کے ساتھ تم نے کس طرح کا سنگدلانہ معاملہ کیا تھا، تمہارے بھائیوں کو علم نہیں ہے کہ ان کے اس فعل کے کیا نتائج نکلیں گے۔

وَ جَآءُوْ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿١٦﴾ قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ

اور عشاء کے وقت (وہ سب) اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے پہنچے اور کہنے لگے ابا جان! ہم تو آپس میں دوڑ میں لگ گئے

وَ تَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا

اور یوسف (علیہ السلام) کو ہم نے اسباب کے پاس چھوڑا تھا پس اسے بھیڑیا کھا گیا، آپ تو ہماری بات نہیں مانیں گے

وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿١٧﴾ وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ

گو ہم بالکل سچے ہی ہوں، اور یوسف کے کرتے کو جھوٹ موٹ کے خون سے خون آلود بھی کر لائے تھے، باپ نے کہا

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ

یوں نہیں، بلکہ تم نے اپنے دل ہی میں سے ایک بات بنالی ہے، پس صبر ہی بہتر ہے

وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١٨﴾ (یوسف ۱۶تا۱۸)

اور تمہاری بنائی ہوئی باتوں پر اللہ ہی سے مدد کی طلب ہے۔

جب شکار کرنے کے بعد شام کو واپس گھر لوٹے تو تمام بھائی بظاہر حزن وملال اور غم کا تاثر دینے کے لیے آنسو بہاتے ہوئے یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے اور پروگرام کے مطابق کہنے لگے ابا جان! اگر ہم آپ کے نزدیک ثقہ اور اہل صدق ہوتے تب بھی یوسف علیہ السلام کے معاملے میں ہماری بات کی تصدیق نہ کرتے اور اب تو ویسے ہی ہماری حیثیت متہم اور مشکوک افراد کی سی ہے، اب آپ کس طرح ہماری بات کی تصدیق کریں گے اور اس بات میں آپ حق بجانب ہیں، مگر واقعہ یوں ہوا ہے کہ ہم جنگل میں جا کر ایک دوسرے سے دوڑ کا یا تیراندازی یا نیزہ بازی کا مقابلہ کرتے ہوئے کچھ دور نکل گئے تھے اور یوسف علیہ السلام کو آرام اور ساز وسامان کی حفاظت کے لئے وہیں چھوڑ گئے تھے، جب ہم واپس لوٹے تو دیکھا کہ اسی اثنا میں ایک بھیڑیا آیا اور یوسف علیہ السلام کو کھا گیا، اور اپنی بات کا یقین دلانے کے لئے انہوں نے فوراً ہی یعقوب علیہ السلام کے سامنے یوسف علیہ السلام کی قمیص کو رکھ دیا جس پر وہ بکری کا خون لگا کر آئے تھے، یعقوب علیہ السلام نے ثابت سالم قمیص کو دیکھ کر فرمایا یہ واقعہ اس

طرح پیش نہیں آیا جس طرح تم بیان کر رہے بلکہ تمہارے نفس نے تمہارے لئے ایک بڑے کام کو آسان بنا دیا، تاہم تم نے جو کرنا تھا کر چکے میں اس آزمائش پر مخلوق کے پاس شکوہ شکایت کرنے کے بجائے ضبط و تحمل اور صبر جمیل سے کام لوں گا اور رب کریم سے مدد کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے اس دکھ کو ٹال دے، وہی رب میرا مددگار ہے، منافقین نے جب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تو

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللَّهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، قُلْتُ: إِنِّي وَاللَّهِ لاَ أَجِدُ مَثَلًا، إِلَّا أَبَا يُوسُفَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ [1]، وَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ العَشْرَ الآيَاتِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تم بے قصور ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری بریت کا اظہار کر دے گا اور اگر تم سے یہ گناہ ہو گیا ہے تو پھر اللہ سے توبہ اور معافی مانگنا چاہیے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے جواب میں فرمایا تھا واللہ! مجھے اس کے لئے کوئی مثال نہیں ملتی ہے سوائے یعقوب علیہ السلام کے کہ انہوں نے یہ کہا تھا اور میں بھی وہی کہتی ہوں " اچھا صبر کروں گا اور بخوبی کروں گا جو بات تم بنا رہے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔" آخر اللہ نے میری بے قصوری کے سلسلہ میں سورۂ نور کی ابتدائی دس آیات نازل فرمائیں۔ [2]

وَ جَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى

اور ایک قافلہ آیا اور انہوں نے اپنے پانی لانے والے کو بھیجا اس نے اپنا ڈول لٹکا دیا، کہنے لگا واہ واہ خوشی کی بات ہے

هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

یہ تو ایک لڑکا ہے، انہوں نے اسے مال تجارت قرار دے کر چھپا لیا اور اللہ تعالیٰ اس سے باخبر تھا جو وہ کر رہے تھے،

وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَ كَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾

انہوں نے اسے بہت ہی ہلکی قیمت پر گنتی کے چند درہموں پر بیچ ڈالا، وہ تو یوسف کے بارے میں بہت ہی بے رغبت تھے،

وَ قَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى

مصر والوں میں سے جس نے اسے خریدا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسے بہت عزت و احترام کے ساتھ رکھو،

اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ٝ وَ لِنُعَلِّمَهٗ

بہت ممکن ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا اسے ہم اپنا بیٹا ہی بنا لیں، یوں ہم نے مصر کی سرزمین پر یوسف کا قدم جما دیا، کہ ہم اسے

[1] یوسف: ۱۸

[2] صحیح بخاری کتاب تفسیر سورۃ یوسف بَابُ قَوْلِهِ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۴۶۹۰

مِنۡ تَاۡوِيۡلِ الۡاَحَادِيۡثِ ؕ وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمۡرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۲۱

خواب کی تعبیر کا کچھ علم سکھا دیں، اللہ اپنے ارادے پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں،

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيۡنٰهُ حُكۡمًا وَّ عِلۡمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝۲۲ (یوسف ۱۹ تا ۲۲)

اور جب (یوسف) پختگی کی عمر کو پہنچ گئے ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم دیا، ہم نیکوں کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

کنوئیں سے بازار مصر تک:

قادر کریم کی قدرتوں اور حکمتوں کو کون جان سکتا ہے، ادھر بھائیوں نے کمر موڑی اور دوسری طرف سے اسماعیلیوں کا ایک قافلہ جو جلعاد سے گرم مصالحہ اور روغن بلسان وغیرہ لے کر مصر کے دار الحکومت جارہا تھا اس نے اسی کنوئیں کے قریب پڑاؤ ڈالا اور پانی لینے کے لئے ہراول سقے کو کنوئیں پر بھیجا، سقت نے پانی لینے کے لئے ڈول کنوئیں میں ڈالا تو ڈول کے ہمراہ رسی پکڑ کر یوسف علیہ السلام باہر نکل آئے، ڈول کے ہمراہ ایک خوبصورت کمسن لڑکے کو دیکھ کر وارد خوشی سے با آواز بلند پکارا کہ اے قافلہ والو! یہاں کنوئیں سے ایک خوبصورت کمسن لڑکا نکل آیا ہے، قافلہ والوں نے یہ سوچ کر کہ بچے کا اس کنوئیں میں پایا جانا اس بات کی علامت ہے کہ یہ بچہ یہیں قریب ہی کا ہے اور کھیلتے کودتے اس کنوئیں میں گر گیا ہے چنانچہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو سامان تجارت قرار دے کر چھپا لیا کہ کہیں اس کے عزیز و اقارب اس کی تلاش میں نہ آ پہنچیں اور یوں لینے کے دینے پڑ جائیں، مگر اس علیم و بصیر رب کہ جس کے حکم کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں تھی، مگر رب کی حکمتیں اسی کے ساتھ ہیں جس میں دیر تو ہے مگر اندھیر نہیں اس نے یہ سب کچھ اس لئے ہونے دیا تا کہ تقدیر الٰہی بروے کار آئے، آخر کار قافلہ مصر کے دار الحکومت افاریس (صان الحجر) پہنچ گیا، اہل قافلہ کو یوسف علیہ السلام بغیر کسی تگ و دو کے مل گئے تھے اور انہیں آپ کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہی نہ تھا اس لئے انہوں نے یوسف علیہ السلام کو شاہ مصر ریان بن ولید کے دربار میں اچھے منصب (وزارت خزانہ) پر فائز شخص (قطفیر یا مالک بن ذعر بن قریب یا طیفار) جو عزیز مصر کہلاتا تھا اور بڑا دوربین اور روردرس تھا کے ہاتھوں چند درہموں کے عوض بیچ ڈالا، اس طرح سارہ رحمہا اللہ کی اولاد مصر میں غلام ہو کر بکی، یوسف علیہ السلام کے چہرے سے خیر و صلاح جھلکتی تھی، منصب دار تاڑ گیا کہ یہ لڑکا غلام نہیں ہے بلکہ کسی بڑے شریف خاندان کا چشم و چراغ ہے جسے حالات کی گردش یہاں کھینچ لائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں آپ کی عزت و وقعت بھی ڈال دی، اس نے گھر جا کر اپنی بیوی (راعیل یا زلیخا) کو وصیت کرتے ہوئے کہا اس لڑکے کو اپنے ہاں عزت و احترام کے ساتھ رکھو بعید نہیں کہ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہو یا ہم اسے بیٹا ہی بنالیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: أَفْرَسُ النَّاسِ ثَلَاثَةٌ: الْعَزِيزُ حِينَ قَالَ لِامْرَأَتِهِ أَكۡرِمِي مَثۡوَاهُ عَسَىٰٓ أَن يَنفَعَنَآ أَوۡ نَتَّخِذَهُۥ وَلَدًا، وَالَّتِي قَالَتْ {يَٰٓأَبَتِ ٱسۡتَـٔۡجِرۡهُۖ إِنَّ خَيۡرَ مَنِ ٱسۡتَـٔۡجَرۡتَ ٱلۡقَوِيُّ ٱلۡأَمِينُ} [1]، وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ تَفَرَّسَ فِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے تین شخص بہت ہی صاحب فراست تھے، عزیز مصر کہ اس نے اپنی بیوی سے کہا "اس کو عزت و احترام سے

[1] القصص: ۲۶

رکھو، عجب نہیں کہ یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔'' وہ عورت جس نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنے باپ سے کہا تھا'' ابا جان، اس شخص کو نوکر رکھ لیجیے، بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہوسکتا ہے جو مضبوط اور امانتدار ہو۔'' اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا تھا۔ (۱)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے بغض وحسد سے بچا کر مصر میں ایک معقول ٹھکانا عطا کیا، ظاہر ہے اس عہدے دار کے ہاں امور ومسائل مملکت کے بارے میں بات چیت ہوتی ہوگی جس سے یوسف علیہ السلام کو سیاسی سمجھ بوجھ پیدا ہوئی، اس طرح اللہ تعالیٰ نے کمسنی سے ہی آپ کی آئندہ حکمرانی کے لئے معاملہ فہمی کی تربیت کا بندوبست فرمایا، اللہ کی مشیت پوری ہوکر رہتی ہے کوئی ہستی اسے باطل کرسکتی ہے نہ اللہ تعالیٰ پر غالب آسکتی ہے مگر اکثر لوگ اس حقیقت سے بیخبر ہیں، اور جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا اور ان میں یہ صلاحیت پیدا ہوگئی کہ وہ نبوت اور رسالت کا بھاری بوجھ اٹھا سکتے ہیں تو ہم نے اسے نبوت اور سلطنت کا نظم ونسق چلانے کے لئے قوت فیصلہ عطا فرمائی، اور یہ کوئی نئی بات نہیں نیک لوگوں کو ہم اس طرح اچھی جزا دیتے ہیں۔

وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ

اس عورت نے جس کے گھر میں یوسف تھے، یوسف کو بہلانا پھسلانا شروع کیا کہ وہ اپنے نفس کی نگرانی چھوڑ دے

وَ قَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ

اور دروازہ بند کرکے کہنے لگی لو آجاؤ، یوسف نے کہا اللہ کی پناہ! وہ میرا رب ہے، مجھے اس نے بہت اچھی طرح رکھا ہے،

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ

بے انصافی کرنے والوں کا بھلا نہیں ہوتا، اس عورت نے یوسف کی طرف کا قصد کیا اور یوسف اس کا قصد کرتے اگر وہ

اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ ؕ

اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھتے، یونہی ہوا اس واسطے کہ ہم اس سے اس سے برائی اور بے حیائی دور کردیں،

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ (یوسف ۲۳، ۲۴)

بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔

آزمائش:

یوسف علیہ السلام کا اب دوسرا امتحان شروع ہوا، یوسف علیہ السلام حسین وجمیل تو بچپن ہی سے تھے اس پر پاکیزہ جوانی بھی خوب نکلی، نیکی وشرافت ان کے چہرے سے جھلکتی تھی مزید یہ کہ ان کا چال چلن اور گفتار بھی دل آویز تھا، یہ سارے گن دیکھ کر عزیز مصر کی بیوی کی نیت میں کھوٹ بھر گیا

(۱) مستدرک حاکم ۳۳۲۰

،اور وہ دفعتاً فوقتاً آپ کو گناہ پر آمادہ کرنے کے لئے رجھانے اور پھسلانے کی کوشش کرنے لگی، آخر ایک دن جب عزیز مصر گھر پر نہیں تھا اسے یوسف علیہ السلام کو قابو کرنے کا موقعہ حاصل ہوگیا، اس عورت نے سولہ سنگھار کر کے یوسف علیہ السلام کو اپنی مطلب برداری کے لئے اپنے کمرہ خاص میں بلایا اور ان کے کمرے میں آنے پر دروازے کو اندر سے چٹخنی لگادی اور یوسف کو بدکاری کی کھلی دعوت دیتے ہوئے کہنے لگی جلدی سے میرے قریب آجاؤ اور میرے ساتھ یہ فعل بد سرانجام دو، یوسف علیہ السلام ایک انسان تھے اور انسانی جذبات، احساسات اور خواہشات رکھتے تھے، چنانچہ انسانی فطری تقاضے کے تحت ان کے نفس میں ہیجان اور تحریک پیدا ہوئی مگر انہوں نے وہاں اپنے رب کی برہان دیکھی (اس برہان کے بارے میں کئی اقوال ہیں) تو اپنے نفس کے داعیے کو دبانے اور اسے رد کرنے میں کمال ضبط کا بے مثال نمونہ پیش کیا اور فوراً کہنے لگے میں اس انتہائی قبیح فعل کے ارتکاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس نے مجھے یہ قدر و منزلت بخشی اور کیا میں اپنے رب کے احسانات کی ناشکری کروں، ایسے ظالموں کو تو کبھی بھی فلاح نصیب نہیں ہوتی، اس طرح یوسف علیہ السلام جو رب کے برگزیدہ بندے تھے اس بے حیائی کے کام سے صاف نکل گئے اور اس عورت کی دعوت گناہ کو رد فرمادیا، چنانچہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی برہان دیکھا کر انہیں برائی یا اس کے ارادے سے بچالیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آئندہ بھی ان سے ہر معاملے میں برائی اور بے حیائی کی باتوں سے دور رکھنے کا اہتمام فرمایا اور وہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب و کامران ہوئے۔

وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا

دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور اس عورت نے یوسف کا کرتا پیچھے کی طرف سے کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور دروازے

لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ

کے پاس اس کا شوہر دونوں کو مل گیا، تو کہنے لگی جو شخص تیری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے بس اس کی سزا یہی ہے کہ اسے

اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۵ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ

قید کر دیا جائے یا اور کوئی دردناک سزا دی جائے، یوسف نے کہا یہ عورت ہی مجھے پھسلا رہی تھی، اور عورت کے قبیلے کے

مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۲۶

ہی کے ایک شخص نے گواہی دی کہ اگر اس کا کرتہ آگے سے پھٹا ہو ا ہو تو عورت سچی ہے اور یوسف جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے،

وَ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۲۷ فَلَمَّا رَاٰ

اور اگر اس کا کرتہ پیچھے کی جانب سے پھاڑا گیا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچوں میں سے ہے، خاوند نے جو دیکھا کہ

قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ

یوسف کا کرتہ پیٹھ کی جانب سے پھاڑا گیا ہے تو صاف کہہ دیا یہ تو عورتوں کی چال بازی ہے،

اِنَّ كَيۡدَكُنَّ عَظِيۡمٌ ﴿۲۸﴾ يُوۡسُفُ اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا ۜ وَ اسۡتَغۡفِرِىۡ لِذَنۡۢبِكِ ۖۚ

بیشک تمہاری چال بازی بہت بڑی ہے، یوسف اب اس بات کو آئی جائی کرو اور (اے عورت) تو اپنے گناہ سے توبہ کر،

اِنَّكِ كُنۡتِ مِنَ الۡخٰطِـِٕيۡنَ ﴿۲۹﴾ (یوسف ۲۵ تا ۲۹)

بیشک تو گنہگاروں میں سے ہے۔

عورت کی چالاکی:

اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر یوسف علیہ السلام نے اسے صاف انکار کر دیا مگر جب انہوں نے دیکھا کہ عورت ہر حال میں برائی کے ارتکاب پر مصر ہے تو کمرے سے باہر جانے کے لئے دروزے کی طرف لپکے کہ کسی طرح ابلیس کے پھندے کو توڑ کر باہر نکل جائیں، دوسری طرف ہاتھ میں آئے ہوئے شکار کو بھاگتا دیکھ کر عورت بھی یوسف علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے پیچھے بھاگی یوں دونوں ہی دروازے کی طرف دوڑے، کیونکہ یوسف علیہ السلام باہر جانے کے لئے پہلے بھاگے تھے اور وہ بعد میں بھاگی تھی اس لئے وہ یوسف علیہ السلام کو تو نہ پکڑ سکی البتہ بھاگتے ہوئے ان کی قمیص کا پچھلا دامن اس عورت کے ہاتھ لگ گیا اور جھٹکے سے پھٹ گیا، یوسف علیہ السلام دروازہ کھول کر باہر لپکے اور ان کے پیچھے عورت بھی نکل آئی ،وہاں انہوں نے گھر کے مالک منصب دار کو کھڑا ہوا پایا، خاوند کو دیکھتے ہی وہ عورت فوراً معصوم بن گئی اور چرب زبانی سے چالاکی دکھاتے ہوئے اپنی پاک دامنی کا اظہار کرنے لگی اور سارا الزام یوسف علیہ السلام کے سر تھوپ دیا اور ساتھ ہی سزا بھی تجویز کر دی، اپنے شوہر سے کہنے لگی جس شخص کو تم نے اتنے عزت واحترام سے گھر میں جگہ دی اسی نے میرے ساتھ بے حیائی کا ارادہ کیا جو آدمی تمہاری بیوی سے برے کام کا ارادہ کرے اس کو زنداں کی تاریک کوٹھڑی میں ڈال دینا چاہیے یا دردناک سزا ملنی چاہیے، جب یوسف علیہ السلام نے خود پر خیانت کی بدترین تہمت لگتے دیکھی تو سچی حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے بولے میرا اس معاملہ میں کوئی قصور نہیں ہے بلکہ اس نے مجھے کمرہ کے اندر بلایا اور دروازہ بند کر کے مجھے گناہ پر مجبور کرنے لگی میں اس گناہ کے کام سے بچنے کے لئے کمرہ سے باہر بھاگا تو اس نے میری قمیص پکڑ لی جو میرے نہ رکنے سے پھٹ گئی، دونوں خود کو حق بجانب ظاہر کر رہے تھے اس لئے قضیہ تحقیق طلب تھا اس لئے فیصلے کے لئے پنچایت میں پہنچ گیا، عورت کے ایک معاملہ فہم اور جہاندیدہ عزیز نے بڑے پتے کی بات کہی اس نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کی قمیص کو منگوایا جائے اور دیکھا جائے کہ قمیص کہاں سے پھٹی ہے تو معاملہ صاف ہو جائے گا، اگر قمیص سامنے سے پھٹی ہے تو یہ اس بات کی صریح علامت ہے کہ اقدام یوسف کی جانب سے تھا اور عورت اپنی مدافعت کر رہی تھی اور اسی کش مکش میں قمیص سامنے سے پھٹ گئی اور یوسف علیہ السلام جھوٹا ہے، اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو اس سے صاف ثابت ہو جائے گا کہ عورت اس کی پیچھے پڑی ہوئی تھی اور یوسف اس سے بچ کر نکل جانا چاہتا تھا تو وہ سچا ہے اور عورت کی بات جھوٹی ہے، چنانچہ قمیص کو پنچایت میں منگوایا گیا، جب سب نے قمیص کو دیکھا تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی جس سے معاملہ صاف ظاہر ہو گیا کہ قصور وار عورت ہے، پنچایت کا فیصلہ سن کر عزیز مصر اپنی بیوی کو بولا یہ سارا مکر وفریب تمہارا پھیلایا ہوا ہے، تم ہی اسے بدکاری پر مجبور کر رہی تھی اور مجھے دیکھ کر تم اس پر تہمت باندھ رہی تھی واقعی تم عورتوں کا مکر وفریب اور چالاکیاں بڑی ہی غضب کی ہوتی ہیں، اور یوسف علیہ السلام کی پاک

دامنی اور کردار کی پختگی کو دیکھ کر بولا اے یوسف! مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم سچے ہو، جو کچھ ہوا سو ہوا اب اس واقعہ کو بھول جاؤ اور اس کا چرچا نہ کرنا، پھر بیوی سے مخاطب ہو کر کہا اب جبکہ تم ہی گنہگار ثابت ہو چکی ہو اس لئے تم اپنے گناہ سے توبہ و استغفار کرو۔

وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا

اور شہر کی عورتوں میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز کی بیوی اپنے (جوان) غلام کو اپنا مطلب نکالنے کے لیے بہلانے پھسلانے

عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۰ فَلَمَّا

میں لگی رہتی ہے، ان کے دل میں یوسف کی محبت بیٹھ گئی ہے، ہمارے خیال میں تو وہ صریح گمراہی میں ہے، اس نے جب

سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ

ان کی اس پرفریب غیبت کا حال سنا تو انہیں بلوا بھیجا اور ان کے لیے ایک مجلس مرتب کی اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دی،

سِكِّيْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ

اور کہا اے یوسف! ان کے سامنے چلے آؤ، ان عورتوں نے جب اسے دیکھا تو بہت بڑا جانا اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے

وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝۳۱

اور زبان سے نکل گیا کہ حاشا اللہ ! یہ انسان تو ہرگز نہیں، یہ تو یقیناً کوئی بہت ہی بزرگ فرشتہ ہے،

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ

اس وقت عزیز مصر کی بیوی نے کہا یہی ہیں جن کے بارے میں تم مجھے طعنے دے رہی تھیں، میں نے ہر چند اس سے اپنا مطلب

فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ لَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ

اصل کرنا چاہا لیکن یہ بال بال بچا رہا، اور جو کچھ میں اسے کہہ رہی ہوں اگر یہ نہ کرے گا تو یقیناً یہ قید کر دیا جائے گا

وَ لَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝۳۲ (یوسف ۳۰ تا ۳۲)

حاور بیشک یہ بہت ہی بے عزت ہو گا۔

شہر میں باز گشت:

یوسف علیہ السلام نے اس واقعہ کو رفت گزشت کیا اور اس کی کوئی تشہیر نہیں کی مگر جب معاملہ گھر سے پنچایت تک پہنچ چکا ہو تو ایسی خبریں چھپائے تھوڑی چھپتی ہیں، عزیز مصر کی بیوی کے طور و اطوار سے بھی آخر بات باہر نکل گئی اور پورے شہر میں یہ بات گردش کرنے لگی کہ انتہائی معزز شخص

کی بیوی اپنے جوان غلام کو اپنے مطلب برداری کے لئے بہلانے اور پھسلانے میں لگی ہوئی ہے، اس کے دل میں اپنے باعزت خاوند کی محبت کے بجائے اپنے غلام کی محبت گھر کر گئی ہے، جو اس کی شان کے لائق نہیں، بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ عشق کرنے کے لئے اسے ایک غلام ہی میسر ہوا اگر اس نے عشق کرنا ہی تھا تو کسی باعزت دولت مند آدمی سے کیا ہوتا، اس طرح امراو شرفاء کی شریف زادیوں نے نہایت تعجب وحقارت سے اس قصہ کو دوہرایا اور کہا کہ عزیز مصر کی بیوی کھلی گمراہی کی راہ اختیار کر رہی ہے،

عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: لَمَّا أَظْهَرَ النِّسَاءُ ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ: تُرَاوِدُ عَبْدَهَا مَكْرًا بِهَا لِتُرِيَهُنَّ يُوسُفَ، وَكَانَ يُوصَفُ لَهُنَّ بِحُسْنِهِ وَجَمَالِهِ

محمد بن اسحاق نے ان عورتوں نے یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کے بارے میں سن لیا تھا اور آپ کا دیدار کرنا چاہتی تھیں اور یہ بات انہوں نے آپ کے دیدار کے حربے کے طور پر کہی تھی۔ [1]

عزیز مصر کی بیوی کو بھی ان طعنوں کا علم ہو گیا اور وہ ان عورتوں کی چال کو سمجھ گئی کہ یوسف علیہ السلام کے بے مثال حسن و جمال کی اطلاعات ان تک پہنچ چکی ہیں اور وہ بھی اس پیکر حسن کو دیکھنا چاہتی ہیں، اور اپنی معذوری کی مصلحت بھی دیکھی تو اس نے یہ جتلانے کے لئے کہ میں جس پر فریفتہ ہوئی ہوں وہ محض ایک غلام یا عام آدمی نہیں ہے بلکہ ظاہر و باطن کے ایسے حسن سے آراستہ ہے کہ اسے دیکھ کر نقد دل وجاں ہار جانا کوئی انہونی بات نہیں، اس لئے اس نے ایک بڑی ضیافت کا اہتمام کیا جس میں ان کے بیٹھنے کے لئے ایسی نشست گاہیں بنائیں جس میں تکیے لگے ہوئے تھے،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَمُجَاهِدٌ، وَالْحَسَنُ، وَالسُّدِّيُّ، وَغَيْرُهُمْ، هُوَ الْمَجْلِسُ الْمُعَدُّ، فِيهِ مَفَارِشُ وَمَخَادُّ وَطَعَامٌ، فِيهِ مَا يُقْطَعُ بِالسَّكَاكِينِ مَنْ أُتْرُجٍّ وَنَحْوِهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیر رحمہ اللہ، مجاہد رحمہ اللہ، حسن رحمہ اللہ اور سدی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے اس سے ایسی محفل مراد ہے جس میں فرشی نشستوں کے لیے بچھونے بچھائے گئے ہوں گاؤ تکیے لگائے گئے ہوں اور ایسے کھانے سجائے گئے ہوں جنہیں چھریوں سے کاٹ کر کھایا جاتا ہو، سنگترہ وغیرہ۔ [2]

پھر انہیں دعوت طعام کی اطلاع دی جس میں پھل اور میوہ جات وغیرہ بہت زیادہ مقدار میں تھے، وقت مقررہ پر امراء و روسا اور بڑے عہدہ داروں کی بیگمات بظاہر طعام کھانے مگر عزیز مصر کی بیوی کے غلام کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئیں تو منصب دار کی بیوی نے کچھ پھل وغیرہ کاٹنے کے لئے ہر ایک عورت کے ہاتھ میں چھری تھما دی، عین اس وقت جبکہ وہ پھل کاٹ کاٹ کر کھا رہی تھیں اس نے یوسف علیہ السلام کو محفل میں حاضر ہونے کا حکم دیا، مالکہ کے حکم پر جب یوسف علیہ السلام محفل میں داخل ہوئے اور ان عورتوں کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ آپ کے بے پناہ حسن و جمال، نورانیت اور مردانہ وجاہت کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی کی دیکھتی رہ گئیں، ان پر تحیر و وارفتگی کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ وہ قطعاً بھول گئیں کہ چھریاں کہاں ہیں اور ہاتھ کس پر ہے، اسی عالم میں ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھری سے پھل وغیرہ کاٹنے کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ

[1] تفسیر طبری ۱۶/۶۹، تفسیر البغوی ۴/۲۳۷

[2] تفسیر ابن کثیر ۴/۲۶۵

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو حسن (خوبصورتی) کا نصف عطا کیا تھا۔ (١)

تمام عورتیں زخمی ہونے کے باوجود بے ساختہ پکار اٹھیں، حاش للہ یعنی معاذ اللہ ایسے پاکیزہ چہرے والا اور ایسے حسن و جمال والا کوئی انسان تو ہرگز نہیں ہوسکتا یہ تو کوئی ذی عزت فرشتہ ہے، عورتوں کے منہ سے یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کے بارے میں تحسین آمیز گفتگو سن کر عزیز کی بیوی خوش ہوئی کہ اس کی چال کامیاب رہی، وہ فوراً بولی اب تم سمجھیں کہ میں کیوں اس پر ریجھ گئی، یہی وہ غلام ہے جس کے بارے میں تم مجھ پر طعنہ زنی اور ملامت کر رہی تھیں،

فَقَالَتْ: أَنْتُنَّ مِنْ نَظْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَعَلْتُنَّ هَكَذَا، فَكَيْفَ أُلَامُ أَنَا؟

تم نے صرف ایک لمحہ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر یہ حال کرلیا ہے میرا حال کیا ہوا ہوگا میں تو اپنے گھر میں ہر وقت اس کو دیکھتی تھی، کیا اس کا حسن و جمال ایسا نہیں کہ صبر و برداشت چھین لے؟۔ (٢)

وَمَا نَرَى عَلَيْكِ مِنْ لَوْمٍ بَعْدَ الَّذِي رَأَيْنَا

ان عورتوں نے اس سے کہا کہ یہ منظر دیکھنے کے بعد ہم آئندہ تمہیں کبھی ملامت نہیں کریں گی۔ (٣)

پھر اس نے بھری مجلس میں شرم و حیا کے سارے حجاب دور کر کے پوری ڈھٹائی سے دل میں سلگتی ہوئی حرص و ہوس کی آگ کا اعلانیہ اظہار کرتے ہوئے بولی بے شک میں نے اسے اپنی ضرورت کے لئے مائل کرنے رجھانے اور پھسلانے کی ہر چند کوشش کیں مگر یہ بچ نکلا اگر ایک مرتبہ وہ میری گرفت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا ہے تو کیا ہوا مگر یہ بھاگ کر جائے گا کہاں؟ کیا میں اسے ایسے ہی اپنی ضرورت پوری کیے بغیر چھوڑ دوں گی، ہرگز نہیں، اسے ہر صورت میری ضرورت کی تکمیل کرنا پڑے گی، اگر یہ سیدھی طرح نہ مانا تو میں اسے زنداں کے ذلت آمیز عذاب میں ڈلوا دوں گی جہاں یہ بہت پچھتائے گا، اس عزائم کے ساتھ محفل برخاست ہوگئی۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ

یوسف نے دعا کی اے میرے پروردگار! جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہے اس سے تو مجھے جیل خانہ بہت پسند ہے،

وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝۳۳

اگر تو نے ان کا فن فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں ان کی طرف مائل ہوجاؤں گا اور بالکل نادانوں میں جا ملوں گا،

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝۳۴

اس کے رب نے اس کی دعا قبول کرلی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ اس سے پھیر دیئے، یقیناً وہ سننے والا جاننے والا ہے،

(١) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ٤١١

(٢) تفسیر ابن کثیر ٢٦٥، ٤

(٣) تفسیر ابن ابی حاتم ٧ ٢١٣، ٧

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ (یوسف ۳۳تا۳۵)

پھر ان تمام نشانیوں کے دیکھ لینے کے بعد بھی انھیں یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ یوسف کو کچھ مدت کے لیے قید خانہ میں رکھیں۔

اب ایک دوسری مصیبت شروع ہوگئی جو پہلی مصیبت سے زیادہ پریشان کن تھی، عزیز مصر کی بیوی محفل میں کھلے عام اپنے مضبوط ارادے کا اظہار کر رہی چکی تھی، اب مصر کی وہ شرفاء اور امراء کی عورتیں بھی جو دعوت میں انہیں دیکھ کر ہوش و حواس کھو بیٹھی تھیں یوسف علیہ السلام کو دعوت گناہ کے نامے بھیجنے لگیں، اب صورت حال انتہائی گھمبیر ہوگئی، پہلے تو ایک ہی عورت تھی اب پورے شہر کی عورتوں سے عزت وآبرو بچنا مشکل ہوگئی تو یوسف علیہ السلام نے اپنے ایمان ویقین اور عزت وعفت کو بچانے کے لئے رب سے التجا کی اے میرے رب! ہر طرح کی توفیق وقوتیں تیری طرف سے ہیں، میں ایک عاجز اور کمزور خطا کا پتلا انسان ہوں میرا اتنا بل بوتا کہاں کہ ان بے پناہ ترغیبات کا مقابلہ کر سکوں، میں تجھ سے مدد طلب کرتا ہوں کہ تو مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر کہ میں ان عورتوں کی چالوں اور مکر وفریب میں پھنس کر بہک جاؤں اور جاہلوں میں جا ملوں، اس لئے تجھ سے التجا ہے کہ مجھے ان کے چنگل سے بچا لے، مجھے اس گناہ کی نسبت جس کی طرف وہ مجھے راغب کر رہی ہیں، میں اپنے دامن کو داغ معصیت سے بچانے کے لئے اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ آزاد رہنے کے بجائے ان کی غلیظ نظروں کی دسترس سے دور ہو کر زنداں میں چھپ جاؤں تاکہ مجھے اس عذاب سے چھٹکارا نصیب ہو، رب کریم جو دل سے نکلی ہوئی دعا قبول کرتا ہے اس نے یوسف علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور یوسف علیہ السلام کو خوبصورت ومال دار رئیس زادیوں کے چنگل سے بال بال بچا لیا، بے شک وہی ہے جو دعا مانگنے والے کی دعا کو سنتا اور اس کی نیک نیت اور کمزور فطرت کو خوب جانتا ہے سب کچھ جانتا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الإِمَامُ العَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي المَسَاجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ، أَخْفَى حَتَّى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن عرش کا سایہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، عادل بادشاہ، اور وہ جوان (مرد وعورت) جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا اور ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے اور دو ایسے شخص جو اللہ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد یہی للہی محبت ہے اور وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے (برے ارادہ سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جس نے صدقہ کیا مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا اور وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔[۱]

اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے زیادہ کس کی تدبیر ہو سکتی ہے، عزیز مصر کی بیوی اور دوسری عورتوں کی وارفتگی دیکھ کر ان کو پابند کرنے کے بجائے

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الاذان بابُ مَنْ جَلَسَ فِي المَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلاَةَ وَفَضْلِ المَسَاجِدِ۶۶۰ ،وکتاب الزکوٰۃ بَابُ الصَّدَقَةِ بِاليَمِينِ۱۴۲۳،وکتاب المحاربین بَابُ فَضْلِ مَنْ تَرَكَ الفَوَاحِشَ۶۸۰۶ ،صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃبَابُ فَضْلِ إِخْفَاءِ الصَّدَقَةِ ۲۳۸۰

ارباب اختیار کو یہ تدبیر ذہن میں آئی کہ یوسف علیہ السلام کو بے گناہ ہوتے ہوئے بھی کچھ مدت کے لے قید کر دیا جائے تا کہ وہ ان کی عورتوں سے بھی دور ہو جائے اور لوگوں کی نظر میں وہ قصوروار بھی ٹھہرے حالاں کہ وہ یوسف علیہ السلام کی نیکی و پارسائی اور پاکدامنی اور خود اپنی عورتوں کے برے اطوار کی صریح نشانیاں دیکھ چکے تھے، چنانچہ یوسف علیہ السلام کو زنداں میں ڈال دیا گیا۔

وَ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ

اس کے ساتھ ہی دو اور جوان بھی جیل خانے میں داخل ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو

اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا

شراب نچوڑتے دیکھا ہے، اور دوسرے نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں

تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾

جسے پرندے کھا رہے ہیں، ہمیں آپ اس کی تعبیر بتائیے، ہمیں تو آپ خوبیوں والے شخص دکھائی دیتے ہیں،

قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ

یوسف نے کہا تمہیں جو کھانا دیا جاتا ہے اس کے تمہارے پاس پہنچنے سے پہلے ہی میں تمہیں اس کی تعبیر بتلا دوں گا،

ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

یہ سب اس علم کی بدولت ہے جو میرے رب نے سکھایا ہے، میں نے ان لوگوں کا مذہب چھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے

وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ

اور آخرت کے بھی منکر ہیں، میں اپنے باپ دادوں کے دین کا پابند ہوں، یعنی ابراہیم و اسحاق اور یعقوب کے دین کا،

مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَى النَّاسِ

ہمیں ہرگز یہ سزاوار نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں، ہم پر اور تمام اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے،

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ

لیکن اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں، اے میرے قید خانے کے ساتھیو! کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں

اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ؕ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ

یا ایک اللہ زبردست طاقتور؟ اس کے سوا تم جن کی پوجا پاٹ کر رہے ہو وہ سب نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے

وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

باپ دادوں نے خود ہی گھڑ لیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، فرماں روائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے،

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ

اس کا فرمان ہے کہ تم سب سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کرو، یہی دین درست ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ (یوسف ۳۶ تا ۴۰)

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

زنداں میں دعوت توحید:

زنداں میں دو غلام اور بھی یوسف علیہ السلام کے ساتھ داخل ہوئے،

عَنْ قَتَادَةَ {وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ} قَالَ: كَانَ أَحَدُهُمَا خَبَّازًا لِلْمَلِكِ عَلَى طَعَامِهِ، وَكَانَ الْآخَرُ سَاقِيهِ عَلَى شَرَابِهِ

قتادہ رحمہ اللہ آیت ''قید خانہ میں دو غلام اور بھی اس کے ساتھ داخل ہوئے۔'' کے بارے میں کہتے ہیں ان میں سے ایک (جس کا نام بحلث بیان کیا جاتا ہے) نان بائی تھا جو بادشاہ کے کھانے کا بندوبست کرتا تھا اور دوسرا (جس کا نام بندار کہا جاتا ہے) شراب پلانے پر مامور تھا۔[1]

دوران قید انہوں نے بچشم خود یوسف علیہ السلام کی نیکی و شرافت، عبادت و ریاضت، تقوی و راست بازی اور اخلاق و کردار کا خوب مطالعہ کر لیا تھا، ایک رات دونوں نے خواب دیکھا تو قدرتی طور پر صبح اٹھ کر دونوں نے اپنے اپنے خوابوں کا تذکرہ یوسف علیہ السلام کے سامنے کیا اور کہا اے یوسف علیہ السلام! آپ ہمیں محسنین میں نظر آتے ہیں آپ ہمیں ہمارے خوابوں کی تعبیر بیان کریں، چنانچہ ایک غلام نے خواب بیان کیا کہ وہ شراب تیار کرنے کے لئے انگوروں کو نچوڑ رہا ہے، اور دوسرے غلام نے کہا میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے جا رہا ہوں اور اوپر سے پرندے آ کر روٹیاں لئے جا رہے ہیں، یوسف علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے میں کھانا آنے سے قبل تم دونوں کو تمہارے خوابوں کی تعبیر بتلا دوں گا جو کاہنوں اور نجومیوں کی طرح ظن و تخمین پر مبنی نہیں ہو گی بلکہ میری بتلائی ہوئی تعبیر یقینی علم پر مبنی ہو گی جس میں غلطی کا امکان نہیں کیونکہ میرے رب نے مجھے بہت سی باتوں کی تعلیم کے علاوہ خوابوں کی تعبیر کا علم بھی عطا کر رکھا ہے، موقعہ اچھا تھا اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یوسف علیہ السلام نے دونوں ساتھیوں کو دعوت توحید دینا شروع کر دی، فرمایا اے میرے ساتھیو! کیا ہمارے لئے یہ مناسب ہے کہ جس بابرکت رب نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے تخلیق کیا، ہر طرح کی کجی سے پاک آسمانوں کو بلا ستونوں کے خوب بلند کیا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ... ﴿۲﴾ [2]

---

[1] تفسیر طبری ۱۶/۹۵

[2] الرعد ۲

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں۔

اور زمین کو فرش کی طرح پھیلایا۔

وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾ [1]

ترجمہ: اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی؟۔

وہ رب جس کو کسی چیز کو وجود میں لانے کے لئے نہ کسی طرح کے ذرائع و وسائل اور نہ کسی مددگار کی ضرورت ہے، وہ رب جس کے پاس ہر طرح کے خزانے ہیں اور وہ اپنے دائیں ہاتھ سے انہیں اپنی مخلوق میں بانٹتا رہتا ہے، وہ رب جو زمین پر چلنے والے اور سمندر کی گہرائیوں میں رہنے والوں کی روزیاں آسمانوں سے نازل کرتا ہے، وہ رب جس نے انسان کو بہترین طور پر تخلیق کیا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿٤﴾ [2]

ترجمہ: ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

اور اسے عقل و تمیز، فہم و ادراک، قوت گویائی اور ان گنت غیر معمولی صلاحیتوں سے آراستہ اور تندرست و توانا کیا اور تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی اور اپنی تمام مخلوقات کو انسان کی خدمت کے لئے مسخر کر دیا، وہ رب جس کی مشیت علم و حکمت پر مبنی ہے، اپنی مشیت کے مطابق کسی انسان کا رزق اس کے علم و ہنر، محنت و خواہش پر نہیں بلکہ اپنے فضل و کرم سے فراغ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے رزق تنگ کر دیتا ہے۔

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ... ﴿٢٦﴾ [3]

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے۔

وہ جس کو چاہتا ہے عزت دے کر اقتدار بخشتا اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر کے چھین لیتا ہے۔

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ... ﴿٢٦﴾ [4]

ترجمہ: کہو! خدایا! ملک کے مالک! تو جسے چاہے، حکومت دے اور جس سے چاہے، چھین لے۔

وہ جس کو چاہتا ہے اولاد دیتا ہے اور جسے نہ چاہے نہیں دیتا۔

أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيمًا... ﴿٥٠﴾ [5]

ترجمہ: جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔

وہی رب بار بار پیغمبر بھیج کر ہمیں صراط مستقیم کی رہنمائی عطا کرتا ہے تا کہ ہم ان کی اطاعت کر کے اس کی رضا حاصل کر لیں تا کہ آخرت میں

---

[1] الغاشیۃ۲۰

[2] التین۴

[3] الرعد۲۶

[4] آل عمران۲۶

[5] الشوری۵۰

ہمیں پروانہ نجات مل جائے، کیا یہ سب اس رب کا فضل و کرم و رحمت نہیں؟ تو پھر اس کی ذات، صفات اور افعال میں کسی غیر کو اس کا شریک کیوں ٹھیرایا جائے جو خود اس کی بے بس ولاچار مخلوق ہیں، اس رب کو چھوڑ کر ان انگنت خداؤں سے امیدیں کیوں وابستہ کی جائیں، ان پر بھروسہ کیوں کیا جائے جو امیدیں بر نہیں لاسکتے، اپنی مشکلات و مصائب میں انہیں پکار کر رب کے عذاب کا مستحق کیوں بنا جائے جو نداؤں کو سننے کی قدرت ہی نہیں رکھتے، کیا اس سے بڑی بھی کوئی اور جہالت ہوسکتی ہے کہ ایسے زندہ جاوید، قوتوں اور صفتوں والے رب کو جس نے تمام نظام کائنات سنبھال رکھا ہے کو چھوڑ کر ان بے شمار خداؤں کی پرستش کی جائے جو نہ تو دیکھ، بول اور نہ ہی سن سکتے ہیں، جو کسی کو عطا کر سکتے ہیں نہ محروم کر سکتے ہیں، اے میرے زنداں کے ساتھیو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں حق و باطل کی فطری تمیز رکھی ہے۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿٨﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی۔

تم خود غور وفکر کرو ہر علاقہ کے جدا جدا، مختلف شکل وصورت اور مختلف صفات کے بہت سے الٰہ بہتر ہیں یا کمال صفات کا حامل اللہ، جو اپنی ذات وصفات اور افعال میں یکتا ہے، ان تمام امور میں اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے قہر و تسلط کے سامنے تمام کائنات سرافگندہ ہے، وہ جو چیز چاہتا ہے ہو جاتی ہے جو نہیں چاہتا نہیں ہوتی، جیسے فرمایا

...مَا مِن دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا... ﴿٥٦﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔

وہ رب جو اولاد کے سہارے اور ازواجی ضرورت سے بالاتر اور بے نیاز ہے، جو سراسر پاک، ہر نقص سے سلامت، بے مثل اور ہر چیز پر غالب اور قوت والا ہے، جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

...وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا... ﴿٨٠﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔

...وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا... ﴿٨٩﴾ ⁽⁴⁾

ترجمہ: ہمارے رب کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔

إِنَّمَا إِلَٰهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ ⁽⁵⁾

ترجمہ: لوگو! تمہارا الٰہ تو بس ایک ہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے، ہر چیز پر اس کا علم حاوی ہے۔

---

(1) الشمس ۸

(2) ھود ۵۶

(3) الانعام ۸۰

(4) الاعراف ۸۹

(5) طٰہٰ ۹۸

وہی جانتا ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہمارے بعد آنے والے ہیں، جو دلوں کے چھپے بھید اور نیتوں کو خوب جانتا ہے۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ (۱)

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپار کھے ہیں۔

کوئی بھی چیز چاہے وہ زمین میں ہو یا آسمانوں میں اس سے پوشیدہ نہیں اور نہ اس کی قدرت سے باہر ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۵﴾ (۲)

ترجمہ: زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ (۳)

ترجمہ: پروردگار! تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں اور واقعی اللہ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمانوں میں۔

...اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ﴿۷﴾ (۴)

ترجمہ: وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ پوشیدہ ہے اس کو بھی۔

اسی وحدہ لاشریک قدرتوں والے رب نے آسمانوں زمین کو تھام رکھا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ (۵)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے، اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا انہیں تھامنے والا نہیں ہے۔

وہ اپنی شان کے لائق اپنے تخت حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کر رہا ہے کیونکہ بادشاہی اور غلبہ واقتدار و اختیار اس برحق رب کا ہے جس کے حکم کی پوری کائنات میں تعمیل کی جاتی ہے، وہی رب عدل وانصاف سے فیصلے کرتا ہے اور نیکی و بدی کے اعمال کے مطابق جزا وسزا اور توبہ قبول کرتا ہے، جس رب کی رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔

...قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ... ﴿۱۵۶﴾ (۶)

(۱) المومن ۱۹

(۲) آل عمران ۵

(۳) ابراہیم ۳۸

(۴) الاعلیٰ ۷

(۵) فاطر ۴۱

(۶) الاعراف ۱۵۶

ترجمہ: جواب میں ارشاد ہوا سزا تو میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔

اے میرے زنداں کے ساتھیو! اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر تم جن ہستیوں کی عبادت و پرستش کرتے ہو ان میں الوہیت کی صفات میں سے کوئی صفت موجود نہیں ہے، یہ تو پتھر کے چند خوبصورت ٹکڑے ہیں جنہیں تمہارے بزرگوں نے اپنے ہاتھوں سے تراش کر، من مرضی کی شکل وصورت بنا کر اور ان کے چند نام گھڑ کر ان کی صفات مقرر کر دی ہیں، ان کی صفات کے بارے میں صرف تمہارا وہم وگمان اور خوش گمانیاں ہیں جس سے خود اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہو اور اپنے معبود حقیقی کو غضبناک کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی کہ ان کی پرستش کرو، جیسے ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ... ﴿۷۱﴾ [۱]

ترجمہ: اس نے کہا تمہارے رب کی پھٹکار تم پر پڑ گئی اور اس کا غضب ٹوٹ پڑا کیا تم مجھ سے ان ناموں پر جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، جن کے لیے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی ہے؟۔

بلکہ اس نے تو اس کے برعکس یہ حکم فرمایا ہے کہ ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اس اکیلے خالق ومالک رب کی عبادت کرو، اسی کی بارگاہ میں سجدہ کرو، اللہ اکیلے کے سوا کسی کا حکم نہیں، وہی ہے جو حکم دیتا ہے اور منع فرماتا ہے، وہی ہے جو تمام شرائع اور احکام کو مشروع کرتا ہے اور وہی ہے جس نے حکم دیا ہے کہ عبادت صرف اسی کی کرو، ہمیں ہرگز یہ سزاوار نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی اس کا شریک بنائیں اور اس کی عبادت کریں، یہی صراط مستقیم ہے جو ہر بھلائی کی منزل تک پہنچاتا ہے دیگر تمام ادیان اس سیدھی راہ سے محروم ہیں، مگر اکثر لوگ اشیاء کے حقائق کو نہیں جانتے ورنہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت اور اس کے ساتھ شرک میں فرق سب سے زیادہ واضح اور نمایاں چیز ہے، وہی اللہ ایک وقت مقررہ پر تمہیں موت دیتا ہے اور تم قبروں میں پہنچ جاتے ہو، کائنات کی کوئی بھی چیز دائمی نہیں، ایک وقت مقررہ پر ہر شے کو ختم کر دیا جائے گا۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ [۲]

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے، اور صرف تیرے رب کی جلیل وکریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

پھر وہ رب جب چاہے گا تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے عدل وانصاف کرنے کے لئے اپنے حضور لا کھڑا کرے گا اور تمہارے اعمال کے مطابق جنت یا جہنم میں داخل فرمائے گا، رب کے ساتھ جس کی میں نے چند صفات بیان کی ہیں کسی مخلوق کو جن کے پلے کچھ بھی نہ ہو اس کا شریک بنانا سراسر جھوٹ کا پلندہ ہے، جس کی کوئی بنیاد نہیں، رب کی سیدھی راہ سے منحرف ہو کر ابلیس کی راہ کو اپنانا ہے، میں نے ایسے مشرک لوگوں کا طریقہ جو نہ تو خالق کائنات پر اس کی صفات وقدرتوں پر اور نہ ہی دوبارہ زندہ ہو کر اس کی بارگاہ میں اپنے اعمال کی جواب دہی پر یقین رکھتے ہیں چھوڑ کر رب کے برگزیدہ پیغمبر اور اپنے آباؤ اجداد ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام اور اپنے والد یعقوب علیہ السلام کی شریعت کی پیروی کرتا ہوں۔

[۱] الاعراف ۷۱

[۲] الرحمن ۲۶،۲۷

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ

اے میرے قید خانے کے رفیقو! تم دونوں میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلانے پر مقرر ہو جائے گا لیکن دوسرا سولی پر

مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ؕ۝۴۱

چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے، تم دونوں جس کے بارے میں تحقیق کر رہے تھے اس کام کا فیصلہ

وَ قَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ

کر دیا گیا، اور جس کی نسبت یوسف کا گمان تھا کہ ان دونوں میں سے یہ چھوٹ جائے گا اس سے کہا کہ اپنے بادشاہ سے میرا ذکر

فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ؕ۝۴۲ ع (یوسف ۴۱،۴۲)

بھی کر دینا، پھر اسے شیطان نے اپنے بادشاہ سے ذکر کرنا بھلا دیا اور یوسف نے کئی سال قید خانے میں ہی کاٹے۔

توحید کا وعظ کرنے کے بعد یوسف علیہ السلام نے دونوں غلاموں کے بیان کردہ خوابوں کی تعبیر فرمائی اور اے میرے زنداں کے رفیقو! اب اپنے خوابوں کی تعبیر سنو تم میں سے جس نے انگور کشید کرنے کا خواب دیکھا ہے وہ رہا ہو جائے گا اور ملازمت پر بحال ہو کر اپنے مالک کی بدستور خدمت کرتا رہے گا اور دوسرے کو رہا کرنے کے بجائے سولی پر لٹکایا جائے گا اور دفن کرنے کے بجائے اسے وہاں چھوڑ دیا جائے گا جہاں پرندے اس کے سر کو نوچ نوچ کر کھائیں گے، جو بات تم نے مجھ سے دریافت کی تھی رب کی طرف سے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے،

عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرُّؤْيَا عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ، مَا لَمْ تُعَبَّرْ، فَإِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ

ابو زرین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواب جب تک اس کی تعبیر نہ کی جائے پرندے کے پاؤں پر ہے جب اس کی تعبیر کر دی جائے تو وہ تعبیر وقوع پذیر ہو جاتی ہے۔[1]

پھر ان میں سے جس کے متعلق گمان تھا کہ وہ رہا ہو جائے گا اس سے یوسف علیہ السلام نے کہا جب تم زنداں سے رہا ہو کر اپنی والی نعمت مالک کے پاس خدمت کے لئے جاؤ تو اس میرے قصے اور میرے معاملے کا ذکر کرنا شاید وہ نرم پڑ جائے اور مجھے قید خانے سے نکال دے، چنانچہ جیسی آپ علیہ السلام نے دونوں کی تعبیر بتلائی تھی، تحقیق و تفشیش کے بعد ویسا ہی عمل ظہور پذیر ہوا، مگر ملازمت پر بحال ہونے والا غلام جب شاہ مصر کے ہاں خدمت کے لئے حاضر ہوا تو شیطان نے اسے ایسا غفلت میں ڈالا کہ وہ شاہ مصر سے یوسف علیہ السلام کا ذکر کرنا بھول گیا اور یوسف علیہ السلام تین سے نو سال تک قید خانے میں پڑے رہے،

وَأَمَّا الْبِضْعُ، فَقَالَ مُجَاهِدٌ وَقَتَادَةُ: هُوَ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِ إِلَى التسع

لفظ الْبِضْعُ کے بارے میں مجاہد رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تین سے نو تک کے عدد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[2]

[1] مسند احمد ۱۶۱۸۲، سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّؤْيَا ۵۰۲۰، جامع ترمذی کتاب الرویاباب مَا جَاءَ فِي تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا ۲۲۷۹، سنن ابن ماجہ کتاب تعبیر الرویاباب الرُّؤْيَا إِذَا عُبِرَتْ وَقَعَتْ، فَلَا يَقُصُّهَا إِلَّا عَلَى وَادٍّ ۳۹۱۴

[2] تفسیر طبری ۱۱۴،۱۶

وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ

بادشاہ نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ سات موٹی تازی فربہ گائے ہیں جن کو سات لاغر دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ

اور سات بالیاں ہیں ہری ہری اور دوسری سات بالکل خشک،اے درباریو ! میرے اس خواب کی

فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ

تعبیر بتلاؤ اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو، انہوں نے جواب دیا یہ تو اڑتے اڑاتے پریشان خواب ہیں

وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۝ وَ قَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ

اور ایسے شوریدہ پریشان خوابوں کی تعبیر جاننے والے ہم نہیں،ان دو قیدیوں میں سے جو رہا ہوا تھا اسے مدت کے بعد یاد آ گیا

اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝ (یوسف ۴۳تا۴۵)

اور کہنے لگا میں تمہیں اس کی تعبیر بتا دوں گا، مجھے جانے کی اجازت دیجئے

بادشاہ کا خواب:

جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا یوسف علیہ السلام قید میں رہے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو زنداں سے نکالنا چاہا تو عزیز مصر نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا کہ سات موٹی تازہ گائیں ہیں جن کو سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں، اور اناج کی سات سرسبز وشاداب بالیاں جن کو سات عدد سوکھی بالیاں کھا رہی ہیں، اس خواب سے وہ بڑا پریشان ومتفکر ہوا، صبح دربار منعقد کیا اور سرداروں، امرائے سلطنت، کاہنوں اور نجومیوں سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی، تمام منصب داروں نے کہا یہ تو پریشان، پراگندہ خیالات خوابوں کی باتیں ہیں اور ہم اس طرح کے خوابوں کی تعبیر بیان نہیں کر سکتے، شاہ مصر کے خواب اور اہل دربار کی بات اس غلام کے کان میں بھی پڑ گئی جو یوسف علیہ السلام کے ہمراہ قید ہوا تھا اور رہا ہونے کے بعد دوبارہ ملازمت پر بحال ہوا تھا اسے اتنا عرصہ گزرنے کے بعد شاہ مصر کے خواب کی تعبیر کے لئے اچانک یوسف علیہ السلام یاد آ گئے، وہ شاہ مصر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ساتھی کے خواب اور ان کی سچی تعبیر کا ذکر کر کے بولا کہ اگر آپ مجھے زنداں میں یوسف علیہ السلام کے پاس جانے کی اجازت فرما دیں تو میں اس خواب کی سچی تعبیر پوچھ کر آتا ہوں، عزیز مصر نے اسے زنداں میں جانے کی اجازت دے دی۔

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ

اے یوسف ! اے بہت بڑے سچے یوسف ! آپ ہمیں اس خواب کی تعبیر بتلائیے کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں

وَّ سَبۡعَ سُنۡۢبُلٰتٍ خُضۡرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ لَّعَلِّیۡۤ اَرۡجِعُ اِلَی النَّاسِ

جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں اور سات ہی دوسرے بھی بالکل خشک ہیں، تاکہ میں

لَعَلَّہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزۡرَعُوۡنَ سَبۡعَ سِنِیۡنَ

واپس جاکر ان لوگوں سے کہوں کہ وہ سب جان لیں، یوسف نے جواب دیا کہ تم سات سال تک پے در پے لگاتار حسب عادت

دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدۡتُّمۡ فَذَرُوۡہُ فِیۡ سُنۡۢبُلِہٖۤ اِلَّا قَلِیۡلًا مِّمَّا تَاۡکُلُوۡنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ

غلہ بویا کرنا، اور فصل کاٹ کر اسے بالیوں سمیت ہی رہنے دینا سوائے اپنے کھانے کی تھوڑی سی مقدار کے، اس کے بعد

یَاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ سَبۡعٌ شِدَادٌ یَّاۡکُلۡنَ مَا قَدَّمۡتُمۡ لَہُنَّ

سات سال نہایت سخت قحط کے آئیں گے وہ اس غلے کو کھاجائیں گے جو تم نے ان کے لیے ذخیرہ رکھ چھوڑا تھا، سوائے اس

اِلَّا قَلِیۡلًا مِّمَّا تُحۡصِنُوۡنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ یَاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ عَامٌ فِیۡہِ یُغَاثُ النَّاسُ

تھوڑے سے کے جو تم روک رکھتے ہو، اس کے بعد جو سال آئے گا اس میں لوگوں پر خوب بارش برسائی جائے گی

وَ فِیۡہِ یَعۡصِرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ ؑ (یوسف ۴۶تا۴۹)

اور اس میں (شیرہ انگور بھی) خوب نچوڑیں گے۔

خواب کی تعبیر:

اجازت پا کر وہ غلام دوڑا دوڑا زنداں میں یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، دوران قید وہ یوسف علیہ السلام کی سچائی و راستبازی دیکھ کر آپ کی سیرت سے گہرا اثر لے چکا تھا، آ کر گویا ہوا اے سراپا سچائی اور راستباز! شاہ مصر نے ایک خواب دیکھا ہے کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جن کو سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہری بھری شاداب بالیں ہیں جنہیں سات سوکھی بالیاں کھا رہی ہیں آپ مجھے اس خواب کی تعبیر بتلائیں تاکہ میں واپس جاکر عزیز مصر کو اس خواب کی صحیح تعبیر بتلاؤں اور وہ جان لے کہ کس پایہ کے آدمی کو انہوں نے کہاں بند کر رکھا ہے اور اس طرح مجھے اپنا وعدہ پورا کرنے کا موقعہ مل جائے گا جو میں نے قید کے دوران آپ سے کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو صحیح وجدان ذوق سلیم اور ملکہ راسخہ عطا فرمایا تھا خواب سن کر اس کی تہہ میں پہنچ گئے، انہوں نے موٹی تازی سات گایوں سے ایسے سات سال مراد لئے جن میں خوب پیداوار ہوگی اور سات دبلی پتلی گایوں سے اس کے برعکس سات سال خشک سالی کے، اسی طرح سات ہری بھری شاداب بالیوں سے مراد لیا کہ زمین خوب پیداوار دے گی اور سات خشک بالیوں سے مراد لیا کہ ان سات سالوں میں زمین پیداوار نہیں دے گی، چنانچہ آپ علیہ السلام نے اس خواب کی تعبیر بیان فرمائی کہ تم سات سال تک لگاتار کاشتکاری کرتے رہو گے اور فصل بھی بہت اچھی پیدا

ہو گی جس سے اناج اور غلہ کی بہتات ہو گی، سات سال کی اس خوش حالی کے بعد مسلسل سات سال تک سخت قحط سالی ہو گی، اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے یوسف علیہ السلام نے از خود ان کی رہنمائی بھی فرمائی کہ شادابی کے سالوں کے دوران قحط سالی کا مقابلہ کرنے کے لئے تم یہ طریقہ اختیار کرنا کہ غلے کو اپنی کھیتی سے ضرورت سے کم کاٹنا اور باقی غلے کو اس کی بالیوں میں ہی رہنے دینا تا کہ وہ تلف ہونے سے محفوظ رہے اور زیادہ سے زیادہ خوراک کا ذخیرہ ہو سکے، شادابی کے ان سات سالوں کے بعد جب قحط سالی کے سات سال آئیں تو خوشحالی کے سات سالوں سے غلے کا بچا ہوا ذخیرہ تمہارے کام آئے گا جس کا ذخیرہ تم اب کرو گے، اس طرح تمہیں خوراک کی کوئی تکلیف نہیں ہو گی، اور خوشخبری بھی سنائی کہ اس کے بعد سال میں رب اپنے فضل و کرم سے کثرت سے بارش برسائے گا جس سے تم بھرپور فائدہ اٹھاؤ گے، اس بارش سے ہر پیداوار کثرت سے ہو گی یہاںتک کہ انگوروں اور پھلوں کو تم کھاؤ گے اور شراب کے لئے بھی نچوڑو گے، زیتون اور دوسرے تیل دینے والے بیجوں سے تیل نکالو گے اور جانوروں سے دودھ دوہو گے، خدمت گار غلام نے واپس جا کر خواب کی تعبیر شاہ مصر کے گوش گزار کر دی۔

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ

اور بادشاہ نے کہا یوسف کو میرے پاس لاؤ، جب قاصد یوسف کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا اپنے بادشاہ کے پاس واپس جا

اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ

اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا حقیقی واقعہ کیا ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے؟ ان کے حیلے کو (صحیح طور پر)

اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝۵۰ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ

جاننے والا میرا پروردگار ہی ہے، بادشاہ نے پوچھا اے عورتو! اس وقت کا صحیح واقعہ کیا ہے جب تم داؤ فریب کر کے یوسف کو

عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ

اس کی دلی منشا سے بہکانہ چاہتی تھیں، انہوں نے صاف جواب دیا کہ معاذ اللہ ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی،

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ٞ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ

پھر تو عزیز کی بیوی بھی بول اٹھی کہ اب تو سچی بات نتھر آئی میں نے ہی اسے ورغلایا تھا اس کے جی سے،

وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۵۱ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ

اور یقیناً وہ سچوں میں سے ہے، (یوسف (علیہ السلام) نے کہا) یہ اس واسطے کہ (عزیز) جان لے کہ میں نے اس کی

اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ۝۵۲ وَ مَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ

پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہیں کی، اور یہ بھی کہ اللہ دغابازوں کے ہتھکنڈے چلنے نہیں دیتا، میں اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہیں کرتا،

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ

بیشک نفس تو برائی پر ابھارنے والا ہی ہے، مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے،

اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵۳﴾ (یوسف ۵۰ تا ۵۳)

یقیناً میرا رب پالنے والا بڑی بخشش کرنے والا اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔

اپنے خواب کی تعبیر سن کر عزیز مصر بہت متاثر ہوا اور اس نے کہا جس نے یہ تعبیر بتلائی ہے اسے میرے حضور پیش کرو، مگر جب شاہی فرستادہ نے یوسف علیہ السلام کو بادشاہ کی طلبی کا پیغام پہنچایا تو یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے عنایت خسروانہ سے زنداں سے نکلنے کو پسند نہیں کیا بلکہ اپنے کردار کی بلندی اور اپنی پاک دامنی کے اثبات کو ترجیح دی تاکہ لوگوں کے سامنے آپ کی برات مکمل طور پر عیاں ہوجائے، چنانچہ انہوں نے شاہی فرستادے سے کہا میرا رب تو علام الغیوب ہے اور آسمان وزمین کی ہر بات سے باخبر ہے، وہ تو ان عورتوں کی مکاریوں سے خوب واقف ہے تم اپنے بادشاہ کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا معاملہ ہے جنہوں نے دعوت میں اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {فَاسۡـَٔلۡهُ مَا بَالُ النِّسۡوَةِ الّٰتِیۡ قَطَّعۡنَ اَیۡدِیَهُنَّ} [1]، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْ كُنْتُ أَنَا لَأَسْرَعْتُ الْإِجَابَةَ، وَمَا ابْتَغَيْتُ الْعُذْرَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا معاملہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے؟۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہوتا تو جلدی سے اس پیشکش کو قبول کر لیتا اور عذر تلاش نہ کرتا۔ [2]

شاہ مصر اس پورے واقعہ سے پہلے ہی واقف تھا مگر صحیح صورت حال معلوم کرنے کے لئے اس نے تمام امرا اور روساء کی عورتوں کو جنہوں نے دعوت میں اپنے ہاتھ کاٹ کر زخمی کر لئے تھے اپنے پاس بلایا اور ان سے پوچھا کہ جب تم نے یوسف علیہ السلام کو اس کے نفس سے پھسلانے کی کوشش کی تھی تو کیا واقعہ پیش آیا تھا، عزیز مصر کے استفسار پر تمام عورتوں نے یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کا اعتراف کرتے ہو کہا سُبۡحٰنَ اللّٰهِ ہم نے یوسف علیہ السلام میں کچھ بھی برائی نہیں پائی یہ اس پر بے سرو پا تہمت ہے، اب عزیز مصر کی بیوی سمجھ گئی کہ اصل بات اب کھل گئی ہے اور چھپائے نہ چھپے گی تو شرمندگی وخجالت سے منہ نیچا کر کے اس نے برملا صاف طور پر اپنے جرم کا اقرار کرلیا کہ یوسف علیہ السلام نے کبھی بھی برے کام کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ میں نے ہی یوسف علیہ السلام کو پھسلانے کی کوشش کی تھی، یوسف علیہ السلام اپنے اقوال اور اپنی برات کے دعویٰ میں سچے ہیں، ان گواہیوں سے یوسف علیہ السلام کی شخصیت زمانہ قید کی طویل گمنامی سے نکل کر یکایک پھر سطح پر آ گئی اور آپ کا اخلاقی وقار قائم ہو گیا، جب زنداں میں یوسف علیہ السلام کو یہ ساری تفصیل بتلائی گئی تو اسے سن کر یوسف علیہ السلام نے کہا ان باتوں سے میری مراد یہ تھی کہ عزیز یہ جان لے کہ میں نے در پردہ اس کی امانت میں خیانت نہیں کی تھی، جو لوگ خیانت کرتے ہیں ان کی چالوں کو اللہ کامیابی کی راہ پر نہیں لگاتا، بالآخر جیت حق اور اہل حق ہی کی ہوتی ہے گو عارضی طور پر اہل حق کو آزمائشوں سے گزرنا پڑے، یوسف علیہ السلام نے کہا میں کچھ اپنے نفس کی برات نہیں کر رہا ہوں نفس تو بدی، بے حیائی اور دیگر گناہوں پر اکساتا ہی ہے، نفس شیطان کی سواری ہے اور شیطان نفس کے راستے انسان میں داخل ہوتا ہے اس

[1] یوسف : ۵۰

[2] مسند احمد ۸۵۵۴

طرح نفس سے بچنا بہت مشکل ہے، ہاں وہ انسان بچ سکتا ہے جس کو میرا رب اپنے فضل وکرم سے ڈھانک لے اور برائی سے بچالے بے شک میرا رب بڑا غفور ورحیم ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

كَانَ نفسا أَمارَة بالسوء، مهما كَانَ مترددا بَين البهيمية والملكية وَكَانَ الْأَمر سجالا ونوبا كَانَ نفسا لوامة، وَمهما تقيدت بِالشَّرْعِ وَلم تَبْغِ عَلَيْهِ وَلم تنبجس إِلَّا فِيمَا موافقه كَانَت نفسا مطمئنة.

النَّفْسُ امارہ: قرآن مجید میں نفس کا لفظ تین مختلف معنوں میں آیا ہے، ایک تو یہاں نفس امارہ کے معنوں میں یعنی وہ نفس جو برائی پر ابھارتا ہے، اور وہ اس کو حیوانیت کا نام دیتے ہیں انسان کے اندر نفس امارہ ہے جو انسان کو جانوروں والی حیوانیت اور سفاکیت پر ابھارتا ہے۔

النَّفْسُ لوامہ: انسان کے اندر ایک اور نفس بھی ہے جس کی قسم کھائی گئی ہے، وہ نفس لوامہ ہے یعنی انسان کو ان سے ٹوکنے والا، ملامت کرنے والا جس کو ہم ضمیر کہتے ہیں، یہ امر بی اور روح کا مظہر ہے شاہ ولی اللہ دھلوی رحمہ اللہ اس کے لئے ملکیت کا نام استعمال کرتے ہیں کہ یہ فرشتوں کی صفات رکھتا ہے، اس طرح انسان بنیادی طور پر دو نفوس کا حامل ہے یعنی نفس امارہ اور نفس لوامہ، بہیمیت اور اول الذکر صفات جانوروں کی ہیں یعنی انسان زیادہ کھائے، زیادہ پیئے، زیادہ سوئے اور زیادہ لذت اٹھائے اور اس امر میں اگر دوسروں کا حق مارنا پڑے تو اس سے گریز نہ کرے، جبکہ موخر الذکر نفس لوامہ (ملکیت) کی صفات یہ ہیں کہ وہ کم کھاتا، کم پیتا اور کم سوتا ہے، ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہتا ہے، اپنی ہر غرض سے بے نیاز ہو کر دوسروں کی خدمت کرتا چلا جاتا ہے۔

النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ: مذکورہ دونوں صفات انسان کے اندر موجود ہیں اور ان کی مسلسل کشمکش اور لڑائی جاری رہتی ہے، اس لڑائی اور دنگل کے نتیجے میں یا تو نفس امارہ مستقل طور پر غالب آجاتا ہے جس سے انسان نرا حیوان بن جاتا ہے جسے آخر کار دوزخ کا ایندھن بننا ہو گا یا پھر ایسا ہو کہ نفس امارہ کو نفس لوامہ رام کرلے اور نفس امارہ سے کہے کہ جناب! تمام نعمتوں سے لطف اٹھائے لیکن تھوڑا سا ترتیب دے لیجیے، ہمارے ساتھ ساتھ چلیئے، یوں ضمیر حیوان کو رام کر لیتا ہے اور ان دونوں کے درمیان ایک صلح اور معاہدہ ہو جاتا ہے اور پھر اس کے نتیجے میں جو اطمینان کی کیفیت حاصل ہو جاتی ہے تو اس کیفیت کے نتیجے میں دونوں نفس مل کر ایک تیسری قسم کے نفس کا روپ دھار لیتے ہیں، اس کو نَفْسُ مُطْمَئِنَّةُ کہتے ہیں، اور پھر اطمینان سے منزل کی طرف رخ کیا جاتا ہے اور وہ منزل اللہ کی ذات ہے۔ [1]

جیسے فرمایا

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾ [2]

ترجمہ: اے نفس مطمئن! چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے، شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

یعنی انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا اپنا نفس ہی ہے جو اسے نیکی سے روکتا اور بدی، بے حیائی اور دیگر گناہوں پر اکساتا ہے، اس لئے

---

[1] حجتہ البالغة ۳۲۸، ۲

[2] الفجر ۲۷ تا ۳۰

رسول اللہ ﷺ کے خطبہ میں یہ الفاظ شامل تھے

وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا

میں اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعملوں کے وبال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (۱)

چنانچہ اسی نفس پر قابو پانے کے لیے ہی اللہ تعالیٰ نے سال میں ایک مہینہ کے روزے فرض کیے تا کہ انسان اپنے نفس پر قابو پانے کی طاقت حاصل کر لے، مثلاً انسان روزے سے ہے اور افطار سے پہلے پیاس سے اس کا برا حال ہے، اس کا حلق پیاس سے خشک ہو چکا ہے، وہ سخت بھوکا ہے اور بھوک سے اس کے پیٹ کا برا حال ہے، اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں مگر وہ اپنی پیاس بجھانے کے لیے نہ تو پانی پیتا ہے اور اپنا پیٹ بھرنے کے لیے نہ ہی کھانا کھاتا ہے کیونکہ اس کا ایمان کہتا ہے میرے رب نے مجھے روزے کی حالت میں پاکیزہ اور حلال چیزوں کو بھی کھانے اور پینے سے روکا ہے جب اللہ کا حکم ہو گا اور وقت افطار ہو گا تو میں روزہ افطار کروں گا، وہ انسان اپنی آنکھوں کے سامنے برائی اور بے حیائی دیکھتا ہے تو آنکھیں جھکا لیتا ہے کہ میرے رب نے مجھے برائی اور بے حیائی کو دیکھنے سے منع فرمایا ہے، اسی طرح اپنے ہاتھوں کو روکتا ہے کہ اس سے کسی کو نقصان نہ پہنچے، اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے کہ کوئی غلط لفظ اس سے نہ نکل جائے اور کانوں کی حفاظت کرتا ہے کہ کوئی برائی کا کلمہ اس میں داخل نہ ہو چنانچہ ایک ماہ کی اس ریاضت میں انسان اپنے نفس پر قابو پانے کا کورس کرتا ہے اور آئندہ کے لئے اس راہ پر چلنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾ (۲)

ترجمہ: فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی (جنہوں نے اپنے نفس کو اخلاق رزیلہ سے اور دلوں کو شرک و معصیت کی آلودگیوں سے پاک کر لیا) اور اپنے رب کا نام یاد رکھا اور پھر نماز پڑھتا رہا۔

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٤١﴾ (۳)

ترجمہ: اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا تھا جنت اس کا ٹھکانا ہو گی۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ۖ فَلَمَّا كَلَّمَهُ

بادشاہ نے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنے خاص کاموں کے لیے مقرر کر لوں، پھر جب اس سے بات چیت کی

قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ﴿٥٤﴾ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۖ

تو کہنے لگا کہ آپ ہمارے ہاں ذی عزت اور امانت دار ہیں (یوسف) نے کہا آپ مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے

إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ﴿٥٥﴾ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ

میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں، اسی طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو ملک کا قبضہ دے دیا کہ وہ جہاں کہیں

(۱) مسند الشافعی ۶۷/۱، مسند ابی یعلی ۲۲۱۷، معرفۃ السنن والآثار ۶۴۹۴، سنن ابن ماجہ كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ خُطْبَةِ النِّكَاحِ ۱۸۹۲

(۲) الاعلی ۱۵، ۱۴

(۳) النازعات ۴۱، ۴۰

يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۶

چاہے رہے سہے ، ہم جسے چاہیں اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں،ہم نیکوکاروں کا ثواب ضائع نہیں کرتے ،

وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝۵۷ (یوسف ۵۴ تا ۵۷)

یقیناً ایمان داروں اور پرہیز گاروں کا اخروی اجر بہت ہی بہتر ہے۔

سچ کا بول بالا اور باطل سرنگوں ہوا، شاہ مصر (ریان بن ولید) پر یوسف علیہ السلام کی کامل برات واضح ہوگئی، وہ یوسف علیہ السلام کے پاکیزہ کردار اور ذہانت سے بہت متاثر ہوا اور حکم جاری کیا کہ یوسف علیہ السلام کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ میرے پاس لے آؤ، ایسے نیک سیرت اور ذہن و فطین شخص کو میں اپنے مقربین خاص میں شامل کرلوں گا، شاہ مصر کا فرمان یوسف علیہ السلام علیہ السلام کو سنایا گیا اور آپ کو زنداں سے رہا کر دیا گیا، پھر وہ بادشاہ کے پاس پہنچے، جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام سے حکومت کے مختلف امور پر گفتگو کی تو آپ کی ذہانت و فراست اور معاملہ فہمی سے بہت متاثر ہوا جس سے ان کی وقعت اور زیادہ ہوگئی اور اس نے بے ساختہ کہا اب سے آپ ہمارے ہاں بڑی عزت و وقار رکھتے ہیں ہمیں آپ کی امانت و دیانت پر مکمل بھروسہ و اعتماد ہے اگر آپ چاہیں تو آپ کو رموز مملکت کا راز دان مقرر کیا جا سکتا ہے، جب بادشاہ نے عہدے کی پیشکش کی تو یوسف علیہ السلام نے مصلحت عامہ کی خاطر بادشاہ سے مطالبہ کیا کہ مجھے ملک کے خزانہ کا قلمدان سپرد کر دیجئے تاکہ خواب کی رو سے مستقبل قریب میں جو قحط سالی کے ایام آنے والے ہیں میں اس سے نمٹنے کے لئے مناسب انتظامات کر کے غیر ضروری مصرف سے غلے کی معقول مقدار بچا کر رکھ سکوں میں اس کام کو بڑے احسن طریقے سے سرانجام دے سکتا ہوں، بادشاہ نے یہ بات پسند کی اور یوسف علیہ السلام کو سلطنت مصر میں مختار کل بنا دیا گیا اور ملک کا سیاہ و سپید ان کے اختیار میں دے دیا گیا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو مصر میں عزت و منزلت اور قوت عطا کی اور آئندہ کے لئے اقتدار کی راہ ہموار کی، اب ساری مصر کی سرزمین ان کے زیر تسلط تھی، اور ان کو ہمہ گیر اقتدار حاصل تھا جہاں جو چاہتے کر سکتے تھے اور کسی گوشہ سے آپ کو روکا نہیں جا سکتا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قدرت اور طاقت عطا فرمائی کہ شاہ مصر بھی وہی کرتا جو آپ فرماتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں نوازتے ہیں اور نیکی و تقویٰ اور صبر کا اجر ہمارے ہاں مارا نہیں جاتا مگر کوئی شخص دنیاوی حکومت و اقتدار کو نیکی و نکوکاری کا صلہ اور حقیقی اجر مطلوب نہ سمجھ بیٹھے بلکہ خبردار رہے کہ اور آخرت کا اجر و ثواب ان لوگوں کے لئے زیادہ بہتر ہے جو ایمان لے آئے اور تقویٰ کی روش اختیار کرے، جیسے سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۹ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝۴۰ [1]

ترجمہ: (ہم نے اس سے کہا) یہ ہماری بخشش ہے تجھے اختیار ہے جسے چاہے دے اور جس سے چاہے روک لے کوئی حساب نہیں، یقیناً اس کے لئے ہمارے ہاں تقرب کا مقام اور بہتر انجام ہے۔

وَ جَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَ هُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝۵۸

یوسف کے بھائی آئے اور یوسف کے پاس گئے تو اس نے انہیں پہچان لیا اور انہوں نے اسے نہ پہچانا،

[1] ص ۳۹،۴۰

وَ لَمَّا جَهَّزَهُمۡ بِجَهَازِهِمۡ قَالَ ائۡتُوۡنِیۡ بِاَخٍ لَّکُمۡ مِّنۡ اَبِیۡکُمۡ ۚ اَلَا تَرَوۡنَ

جب انہیں ان کا اسباب مہیا کر دیا تو کہا کہ تم میرے پاس اپنے اس بھائی کو بھی لانا جو تمہارے باپ سے ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا

اَنِّیۡۤ اُوۡفِی الۡکَیۡلَ وَ اَنَا خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنۡ لَّمۡ تَاۡتُوۡنِیۡ بِہٖ

کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں ہوں بھی بہترین میزبانی کرنے والوں میں، پس اگر تم اسے لے کر نہ آئے تو میری طرف

فَلَا کَیۡلَ لَکُمۡ عِنۡدِیۡ وَ لَا تَقۡرَبُوۡنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوۡا سَنُرَاوِدُ عَنۡہُ

سے تمہیں کوئی ناپ بھی نہ ملے گا بلکہ تم میرے قریب بھی نہ پھٹکنا، انہوں نے کہا اچھا ہم اس کے باپ کو اس کی بابت

اَبَاہُ وَ اِنَّا لَفٰعِلُوۡنَ ﴿۶۱﴾ وَ قَالَ لِفِتۡیٰنِہِ اجۡعَلُوۡا بِضَاعَتَہُمۡ فِیۡ رِحَالِہِمۡ لَعَلَّہُمۡ

پھسلائیں گے اور پوری کوشش کریں گے، اپنے خدمت گاروں سے کہا کہ ان کی پونجی انہی کی بوریوں میں رکھ دو کہ جب لوٹ کر

یَعۡرِفُوۡنَہَاۤ اِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰۤی اَہۡلِہِمۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۶۲﴾ (یوسف ۵۸ تا ۶۲)

اپنے اہل وعیال میں جائیں اور پونجیوں کو پہچان لیں تو بہت ممکن ہے کہ پھر لوٹ کر آئیں۔

قحط سالی:

خوش حالی کے سات سالوں میں یوسف علیہ السلام نے غلے اور اناج کا بہترین طور پر انتظام کیا، انہوں نے ان سالوں میں مصر کی تمام قابل کاشت زمین میں غلہ کاشت کر دیا اور اس غلہ کو ذخیرہ کرنے کے لئے بڑے بڑے گودام بنوائے، خراج اور لگان میں بہت سا غلہ جمع کیا اور اس کی حفاظت کا بہترین انتظام کیا، اس کے بعد قحط سالی شروع ہوگئی جس نے ملک مصر کے تمام علاقوں اور شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا حتیٰ کہ کنعان تک بھی اس کے اثرات جا پہنچے، یوسف علیہ السلام کی حسن تدبیر و فراست سے مصر میں غلے کی فراوانی تھی جس سے ارد گرد کے لوگ بھی مجبور ہو کر غلہ لینے مصر چلے آتے تھے، اس طرح یوسف علیہ السلام کے دس سوتیلے بھائی بھی باپ کے حکم پر پونجی لے کر غلہ حاصل کرنے کے لئے مصر پہنچ گئے اور غلہ کا اجازت نامہ حاصل کرنے کے لئے دربار شاہی میں حاضر ہوئے، ان لوگوں کے تو وہم و گمان میں ہی نہیں تھا کہ جس بھائی کو انہوں نے کنوئیں میں پھینکا تھا وہ علیہ السلام مصر کا مختار مطلق ہو سکتا ہے، اور ویسے بھی تقریباً بیس بائیس سال کے عرصہ میں شکل و صورت میں کافی تبدیلی آچکی تھی اس لئے وہ اپنے بھائی کو نہ پہچان پائے مگر یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو بہ یک نگاہ پہچان لیا مگر کسی بنا پر ان پر ظاہر نہ ہونے دیا اور انجان بن کر اپنے بھائیوں سے ان کے گھر سے متعلق مختلف باتیں پوچھیں جو انہوں نے بتلا دیں، پھر یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی بڑی اچھی مہمان نوازی کی اور مقررہ ضابطہ کے مطابق ہر ایک کو ایک بار شتر غلہ دے دیا اور اپنے والد اور بھائی کا حصہ بھی دے دیا، جب ان کا سامان اور غلہ اونٹوں پر لدوا دیا تو چلتے وقت اپنے بھائیوں سے کہا اس وقت تو ہم نے تمہاری زبان پر اعتبار کر کے تمہیں پورا غلہ دے دیا ہے، پھر حاکمانہ دھمکی کے ساتھ کہا اگر تم اپنے بھائی کو ساتھ نہ لاؤ گے تو تمہارا اعتبار جاتا رہے گا اور تمہیں ہمارے ہاں سے کوئی غلہ نہیں ملے گا بلکہ تم میرے قریب بھی نہ پھٹکنا، دیکھتے نہیں ہو کہ میں کس طرح پیمانہ بھر کر دیتا ہوں اور کیسا اچھا مہمان نواز ہوں، بھائیوں نے کہا ہم کوشش

کریں گے کہ والد صاحب ہمارے چھوٹے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیجنے پر راضی ہو جائیں اور ہم اسے ضرور یہاں پر لائیں گے، یوسف علیہ السلام نے اپنے چالاک کارندوں کو اشارہ کیا کہ ان لوگوں نے غلے کے عوض جو مال دیا ہے وہ چپکے سے ان کے کجاووں اور بوروں ہی میں رکھ دو، یہ یوسف علیہ السلام نے اس امید پر کیا کہ گھر پہنچ کر وہ اپنا واپس پایا ہوا مال پہچان جائیں گے یا اس فیاضی پر احسان مند ہوں گے اور عجب نہیں کہ میرے بھائی کے ساتھ پھر پلٹیں اور اس سے ملاقات ہو جائے۔

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ

جب یہ لوگ لوٹ کر اپنے والد کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ ہم سے تو غلہ کا ناپ روک لیا گیا، اب آپ ہمارے ساتھ

مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٦٣﴾ قَالَ

بھائی کو بھیجئے کہ ہم پیمانہ بھر کر لائیں ہم اس کی نگہبانی کے ذمہ دار ہیں،(یعقوب (علیہ السلام) نے) کہا

هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠

مجھے تو اس کی بابت تمہارا بس ویسا ہی اعتبار ہے جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں تھا، بس اللہ ہی بہترین محافظ ہے

وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ

اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے، جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو اپنا سرمایا موجود پایا جو ان کی جانب لوٹا دیا گیا تھا

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا

کہنے لگے اے ہمارے باپ! ہمیں اور کیا چاہیے دیکھئے تو یہ ہمارا سرمایا بھی واپس لوٹا دیا گیا ہے، ہم اپنے خاندان کو

وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿٦٥﴾ (یوسف ٦٣ تا ٦٥)

رسد لا دیں گے اور اپنے بھائی کی نگرانی رکھیں گے اور ایک اونٹ کے بوجھ کا غلہ زیادہ لائیں گے، یہ ناپ تو بہت آسان ہے۔

یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائی مصر سے غلہ لے کر جب اپنے باپ کے پاس کنعان پہنچے اور یعقوب علیہ السلام کو سارا ماجرا کہہ سنایا کہ کس طرح ان کی قدر و منزلت کی گئی تھی اور ہماری زبان پر اعتبار کر کے ہمیں آپ کا اور ہمارے بھائی کا حصہ بھی دے دیا گیا مگر اگر ہم اپنے بھائی کے بغیر دوبارہ غلہ لینے وہاں جائیں گے تو بے اعتباری کی وجہ سے ہمیں غلہ نہیں دیا جائے گا لہذا آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ مصر جانے کی اجازت دے دیں تا کہ ہم دوبارہ غلہ لے کر آئیں اور بیٹوں نے دوبارہ وہی پرانی بات دہرائی کہ کسی ناخوشگوار صورت حال میں ہم اپنے چھوٹے بھائی کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں، جس پر یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا کیا میں بنیامین کے معاملہ میں تم پر ویسا ہی بھروسہ کروں جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں تم پر اعتبار کر چکا ہوں؟ مجھے تو بس اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے سو اللہ ہی بہتر نگہبان ہے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے، پھر جب بیٹوں نے اپنا سامان اونٹوں سے اتروا کر کھولا تو دیکھا کہ ان کی پونجی بھی انہیں واپس کر دی

گئی ہے، یہ دیکھ کر انہوں نے بھائی کو ساتھ بھیجنے کے لئے ترغیب دیتے ہوئے باپ سے کہا اباجان! اس بہترین اکرام وتکریم کے بعد ہمیں اور کیا چاہیے، جبکہ بادشاہ نے ہمیں اناج پورا دیا ہے اور نہایت خوبصورت طریقے سے ہمارا مال بھی واپس لوٹا دیا ہے، اب جبکہ ہمارے پاس پونجی بھی ہے تو ہم دوبارہ مصر جائیں گے اور اپنے اہل وعیال کے لئے رسد لے کر آئیں گے، اپنے بھائی کی حفاظت بھی کریں گے اور اپنے بھائی کا ایک بار شتر اور زیادہ بھی لے آئیں گے اتنے غلہ کا اضافہ آسانی کے ساتھ ہو جائے گا۔

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ

یعقوب (علیہ السلام) نے کہا! میں تو اسے ہرگز ہرگز تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک کہ تم اللہ کو بیچ میں رکھ کر مجھے

لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ

قول وقرار نہ دو کہ تم اسے میرے پاس پہنچا دو گے، سوائے اس ایک صورت کے کہ تم سب گرفتار کر لیے جاؤ،

قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾

جب انہوں نے پکا قول قرار دے دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اللہ اس پر نگہبان ہے،

وَ قَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ

اور (یعقوب علیہ السلام) نے کہا اے میرے بچو! تم سب ایک دروازے سے نہ جانا بلکہ کئی جدا جدا دروازوں میں سے

مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَ مَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

داخل ہونا، میں اللہ کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو تم سے ٹال نہیں سکتا، حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے،

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ لَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ

میرا کامل بھروسہ اسی پر ہے اور ہر ایک بھروسہ کرنے والے کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے، جب وہ انہی راستوں سے جن کا حکم

اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً

ان کے والد نے انہیں دیا تھا گئے، کچھ نہ تھا کہ اللہ نے جو بات مقرر کر دی ہے وہ اس سے انہیں ذرا بھی بچا لے،

فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَ اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ

مگر یعقوب (علیہ السلام) کے دل میں ایک خیال (پیدا ہوا) جسے اس نے پورا کر لیا، بلاشبہ وہ ہمارے سکھلائے ہوئے علم

لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ (یوسف ۶۶ تا ۶۸)

کا عالم تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

آخر کار غلہ کی کمی اور بیٹوں کے اصرار پر یعقوب علیہ السلام اس شرط پر راضی ہو گئے کہ سب بیٹے ان سے اللہ تعالیٰ کے نام پر پکا عہد کریں کہ وہ یوسف علیہ السلام کے حقیقی بھائی بنیامین کو مصر سے ان کے پاس ضرور واپس لائیں گے ہاں اگر کوئی اجتماعی مصیبت پیش آجائے یا تم سب ہلاک یا گرفتار ہو جاؤ جس سے خلاصی پر تم قادر نہ ہو تو اس صورت میں تم معذور تصور ہو گے، جب انہوں نے یعقوب علیہ السلام کو اپنے عہد و پیمان دے دیے تو یعقوب نے کہا دیکھو ہمارے اس عہد و پیمان پر اللہ نگہبان ہے، کنعان سلطنت مصر کی سرحد پر ایک قبائلی علاقہ تھا، سیاسی حالات کی وجہ سے اہل مصر اس علاقے کے لوگوں کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے، یعقوب علیہ السلام کے بیٹے قد و قامت اور شکل وصورت میں بڑے ہی دیدہ ور جوان تھے، جب گیارہ بھائی اکٹھے سفر پر روانہ ہونے لگے تو یعقوب علیہ السلام کو خطرہ محسوس ہوا کہ اس قحط کے زمانے میں اگر یہ لوگ ایک جتھے کی شکل میں مصر میں داخل ہوئے تو شاید انہیں مشتبہ سمجھا جائے اور یہ گمان کیا جائے کہ یہ یہاں لوٹ مار کی غرض سے داخل ہوئے ہیں اس لئے انہیں نصیحت کی کہ اے میرے بیٹو! جب تم مصر کے دار السلطنت میں داخل ہونے لگنا تو شہر پناہ کے ایک دروازے سے اندر داخل ہونے کے بجائے مختلف دروازوں سے داخل ہونا تاکہ تمہیں کوئی مشتبہ جتھا نہ سمجھے،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ، وَمُجَاهِدٌ، وَالضَّحَّاكُ، وَقَتَادَةُ، والسُّدِّي: إِنَّهُ خَشِيَ عَلَيْهِمُ الْعَيْنَ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ كَانُوا ذَوِي جَمَالٍ وَهَيْئَةٍ حَسَنَةٍ، وَمَنْظَرٍ وَبَهَاءٍ، فَخَشِيَ عَلَيْهِمْ أَنْ يُصِيبَهُمُ النَّاسُ بِعُيُونِهِمْ، فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَسْتَنْزِلُ الْفَارِسَ عَنْ فَرَسِهِ

بعض مفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، محمد بن کعب، مجاہد رحمہ اللہ، ضحاک رحمہ اللہ، قتادہ رحمہ اللہ، سدی رحمہ اللہ اور دیگر کئی ایک ائمہ تفسیر نے لکھا ہے کہ آپ کا یہ اقدام انہیں نظر بد سے بچانے کے لیے تھا اس وجہ سے کہ وہ سب کے سب بہت خوبصورت، تندرست و توانا اور جوان رعنا تھے، آپ نے خدشہ محسوس کیا کہ کہیں لوگ انہیں نظر ہی نہ لگا دیں کیونکہ نظر برحق ہے نظر بد تو شہسوار کو گھوڑے سے نیچے گرا دیتی ہے۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: العَيْنُ حَقٌّ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے۔[2]

ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد سے بچنے کے لئے دعائیہ کلمات بتلائے، فرمایا جب تمہیں کوئی چیز اچھی لگے تو بَارَكَ اللَّهُ کہو۔[3]

جو نظر لگائے اس کو کہا جائے کہ وہ غسل کرے اور اس کے غسل کا یہ پانی اس شخص کے سر اور جسم پر ڈالا جائے جس کی نظر لگی ہو۔[4]

اسی طرح ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پڑھنا قرآن سے ثابت ہے

[1] تفسیر ابن کثیر ۴۰۰/۴

[2] صحیح بخاری کتاب الطب بَابٌ العَيْنُ حَقٌّ ۵۷۴۰، وکتاب اللباس بَابُ الوَاشِمَةِ ۵۹۴۴، صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ الطِّبِّ وَالْمَرَضِ وَالرُّقَى ۵۷۰۱، مسند احمد ۹۶۶۸

[3] موطا امام مالک باب الْوُضُوءُ مِنَ الْعَيْنِ ۱۲۰

[4] موطا امام مالک باب الْوُضُوءُ مِنَ الْعَيْنِ ۱۲۱

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ... ۳۹ [1]

ترجمہ: اور جب تو اپنی جنت (باغ) میں داخل ہو رہا تھا تو اس وقت تیری زبان سے یہ کیوں نہ نکلا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ؟۔

اسی طرح قل پڑھنا۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ ۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ ۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ ۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ ۴ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۵ [2]

ترجمہ: کہو میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے، اور رات کی تاریکی کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے، اور گرہوں میں پھونکنے والوں (یا والیوں) کے شر سے (آفت سے) اور حاسد کے شر سے (آفت سے) جب کہ وہ حسد کرے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ ۱ مَلِكِ النَّاسِ ۙ ۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ ۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ ۴ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ ۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۶ [3]

ترجمہ: کہو، میں پناہ مانگتا ہوں! انسانوں کے رب، (لوگوں کے رب کی!)، انسانوں کے بادشاہ! انسانوں کے حقیقی معبود کی! جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے، خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔ نظر کے لئے بطور دم پڑھنا چاہیے۔ [4]

مگر یہ میری ایک احتیاطی تدبیر ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو کچھ ہونے والا ہے میں اس کو ٹال نہیں سکتا، کائنات میں اس کے سوا کسی کا بھی حکم نہیں چلتا، جب اسباب کو اختیار کرنے کی میں نے تمہیں وصیت کی ہے میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا بلکہ میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں اور جس کو بھی بھروسہ کرنا ہو اسی پر کرے، بیٹوں نے والد محترم کی نصیحت کے عین مطابق عمل کیا اور شہر پناہ کے ایک دروازے سے شہر میں داخل ہونے کے بجائے مختلف دروازوں سے شہر میں داخل ہوئے، یعقوب علیہ السلام کے دل میں ایک کھٹکا تھا جس کو دور کرنے کی انہوں نے احتیاطی تدبیر کی لیکن یہ ضروری تو نہیں کہ انسان کی اختیار کی ہوئی کسی تدبیر کی کامیابی یقینی ہو کیونکہ ہوتا وہی ہے جو رب کی مرضی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کو علم سے بہت نوازا ہوا تھا انہوں نے اس لئے نہ تدبیر کو چھوڑا اور نہ ہی اپنی تدبیر پر بھروسہ کیا مگر اکثر نادان لوگ اس بات کو سمجھے بغیر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے بجائے اپنی تدبیر پر بھروسہ کر بیٹھتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی سے ہمکنار کر دے تو پھر پھولے نہیں سماتے اور رب کو بھول کر اپنی تدبیروں کا ڈنکا بجانے لگتے ہیں اور کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو محض تقدیر پر بھروسہ کر کے ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھتے ہیں کہ جو تقدیر میں لکھا ہے جب وہی ہونا ہے تو خواہ مخواہ وسائل و اسباب کو بروئے کار لانے سے کیا حاصل، یہ دونوں طریقے صحیح نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان کو کوشش ضرور کرنی چاہیے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے، مگر اکثر لوگ معاملات کے انجام اور اشیاء کی باریکیوں کو نہیں جانتے۔

---

[1] الکہف ۳۹

[2] الفلق ۱تا۵

[3] الناس ۱تا۶

[4] جامع ترمذی ابواب الطب بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقْيَةِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ عن ابوسعيدخدری ۲۰۵۸

وَ لَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ

یہ سب جب یوسف کے پاس پہنچ گئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس بٹھالیا اور کہا کہ میں تیرا بھائی (یوسف) ہوں

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ

پس یہ جو کچھ کرتے رہے اس کا کچھ رنج نہ کر، پھر جب انہیں ان کا سامان اسباب ٹھیک ٹھاک کر کے دیا تو اپنے بھائی کے

فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾

اسباب میں پانی پینے کا پیالہ رکھ دیا، پھر ایک آواز دینے والے نے پکار کر کہا کہ اے قافلے والو! تم لوگ تو چور ہو،

قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّا ذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ

انہوں نے ان کی طرف منہ پھیر کر کہا تمہاری کیا چیز کھو گئی ہے؟ جواب دیا کہ شاہی پیمانہ گم ہے جو اسے لے آئے

حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ ﴿۷۲﴾ (یوسف ۶۹ تا ۷۲)

اسے ایک اونٹ کے بوجھ کا غلہ ملے گا اس وعدے کا میں ضامن ہوں۔

سب بھائی جب یوسف علیہ السلام کے حضور پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس الگ بلالیا اور خلوت میں اسے بتادیا کہ میں تیرا کھویا ہوا حقیقی بھائی یوسف علیہ السلام ہوں اور حقیقت حال سے آگاہ کر دیا کہ کس طرح سوتیلے بھائیوں نے انہیں کنوئیں میں ڈالا اور پھر ان کے ساتھ کیا کیا بیتی، بنیامن نے بھی سوتیلے بھائیوں کا اپنے ساتھ بدسلوکیوں کا ذکر کیا، یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو تسلی دیتے ہوئے کہا جو کچھ یہ لوگ کرتے رہے ہیں اب تو ان باتوں کا غم نہ کر اب تم میرے ساتھ ہی رہو گے، میں ان ظالموں کے پنجے میں تم کو دوبارہ نہیں جانے دوں گا، چنانچہ یوسف علیہ السلام نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس رکھنے کے لئے ایک تدبیر کی جب یوسف علیہ السلام ان بھائیوں کا سامان اونٹوں یا گدھوں یا خچروں پر لدوانے لگا تو انہوں نے ہوشیاری سے سونے یا چاندی کا شاہی پیالہ جس سے پیمانے کا بھی کام لیا جاتا تھا اپنے حقیقی بھائی بنیامن کے سامان میں رکھ دیا پھر انہیں کوچ کرنے کی اجازت دے دی، جب وہ ابھی کچھ ہی دور گئے تھے کہ دروغہ پولیس نے پکار کر کہا اے قافلے والو! رک جاؤ تم لوگ چور ہو، یہ سن کر بھائیوں کے کان کھڑے ہوئے اور انہوں نے حیرانی سے پلٹ کر پوچھا ہم نے تمہاری کیا چیز چرائی ہے جو تم ہمیں چور کہہ رہے ہو؟ دروغہ پولیس نے کہا بادشاہ کا پیمانہ ہم کو نہیں ملتا اور کہا کہ میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ تفتیش سے قبل ہی جو شخص یہ شاہی پیالہ ہمارے حوالے کر دے گا اس کو ایک بار شتر انعام دیا جائے گا۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ ﴿۷۳﴾

انہوں نے کہا اللہ کی قسم! تم کو خوب علم ہے کہ ہم ملک میں فساد پھیلانے کے لیے نہیں آئے اور نہ ہم چور ہیں،

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ

انہوں نے کہا اچھا چور کی کیا سزا اگر تم جھوٹے ہو؟ جواب دیا اس کی سزا یہی ہے کہ جس کے اسباب میں سے پایا جائے

فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ

وہی اس کا بدلہ ہے، ہم تو ایسے ظالموں کو یہی سزا دیا کرتے ہیں، پس یوسف نے ان کے سامان کی تلاشی شروع کی،

قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ

اپنے بھائی کے سامان کی تلاشی سے پہلے، پھر اس پیمانہ کو اپنے بھائی کے سامان (زنبیل) سے نکالا، ہم نے یوسف کے لیے

مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ

اسی طرح یہ تدبیر کی، اس بادشاہ کی قانون کی رو سے یہ اپنے بھائی کو نہ لے جاسکتا تھا مگر یہ کہ اللہ کو منظور ہو،

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ (یوسف ۷۴ تا ۷۶)

ہم جس کے چاہیں درجے بلند کر دیں، ہر ذی علم پر فوقیت رکھنے والا دوسرا ذی علم موجود ہے۔

یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائی منصوبہ سے لاعلم تھے اس لئے انہوں اللہ کی قسم کھا کر کہا تم لوگ خوب جانتے ہو کہ ہم اس ملک میں اناج لینے آئے ہیں فساد پھیلانے نہیں آئے ہیں اور ہم چوریاں کرنے والے حرام خور لوگ نہیں ہیں، داروغہ پولیس نے خلاف معمول ان مشتبہ لوگوں سے کہا ٹھیک ہے ہم تمہاری زبان کا یقین کر لیتے ہیں کہ تم چور نہیں ہو لیکن اگر تلاشی میں پیالہ تم لوگوں سے برآمد ہو گیا تو تمہارے ہاں چور کی کیا سزا مقرر ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے ہاں تو ایسے ظالموں کو سزا دینے کا یہ طریقہ ہے کہ جس کے پاس سے چوری کی چیز نکلے اسے سزا کے طور پر اس شخص کے حوالے کر دیا جاتا ہے، جب چور کی سزا متعین ہو گئی تو داروغہ انہیں یوسف علیہ السلام کے پاس لے آیا یوسف علیہ السلام نے شک وشبہ سے بچنے کے لئے اپنے حقیقی بھائی کی تلاشی سے پہلے سوتیلے بھائیوں کی خرجیوں کی تلاشی لینی شروع کی پھر آخر میں اپنے حقیقی بھائی کی خرجی سے گم شدہ پیالہ برآمد کر لیا، اس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کی تائید اپنی تدبیر سے کی، کیونکہ مصر میں جو قانون اور دستور رائج تھا اس کی رو سے بنیامن کو اس طرح روکنا ممکن نہ تھا، ہم جس کا چاہتے ہیں علم نافع اور اس راستے کی معرفت عطا کر کے بلند مرتبہ عطا کر دیتے ہیں، جیسے فرمایا

...وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ... ﴿۱۱﴾ [۱]

ترجمہ: اور جن کو علم بخشا گیا ہے اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا۔

اور ایک علم رکھنے والا ایسا ہے جو ہر صاحب علم سے بالا تر ہے۔

[۱] المجادلۃ ۱۱

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ

انہوں نے کہا اگر اس نے چوری کی (تو کوئی تعجب کی بات نہیں) اس کا بھائی بھی پہلے چوری کر چکا ہے،

فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ

یوسف (علیہ السلام) نے اس بات کو اپنے دل میں رکھ لیا اور ان کے سامنے بالکل ظاہر نہ کیا، کہا کہ تم بدتر جگہ میں ہو

وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا

اور جو تم بیان کرتے ہو اسے اللہ ہی خوب جانتا ہے، انہوں نے کہا اے عزیز مصر! اس کے والد بہت بڑی عمر کے بالکل

كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

بوڑھے شخص ہیں، آپ اس کے بدلے ہم میں سے کسی کو لے لیجئے، ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے نیک نفس ہیں،

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا

یوسف (علیہ السلام) نے کہا ہم نے جس کے پاس اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے کی گرفتاری کرنے سے اللہ کی پناہ

عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۝ ع (یوسف ۷۷ تا ۷۹)

چاہتے ہیں، ایسا کرنے سے تو ہم یقیناً ناانصافی کرنے والے ہو جائیں گے۔

ان بھائیوں نے دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کو کمزور کردار اور خود کو نہایت بااخلاق اور باکردار باور کرانے کے لئے کہا ہمارا یہ بھائی چوری کرے تو کچھ انوکھی کی بات بھی نہیں اس سے پہلے اس کا بڑا بھائی یوسف علیہ السلام بھی چوری کر چکا ہے، یوسف علیہ السلام ان کی یہ کذب بیانی سن کر اپنے غصے کو ضبط کر گئے اور ان پر حقیقت نہ کھولی کہ جس پر تم تہمت لگا رہے ہو وہ تمہارے سامنے ایک باوقار حیثیت سے کھڑا ہے بس زیر لب اتنا کہہ کر رہ گیا کہ بڑے ہی برے ہو تم لوگ میرے منہ در منہ مجھ پر جو الزام تم لگا رہے ہو ہم اس بہتان سے بری ہیں اور اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو خوب جانتا ہے، جب اپنے اقرار کے مطابق بنیامن شاہی قیدی بن چکے تو بھائیوں نے کہا اے سردار ذی اقتدار! اس لڑکے کا باپ بہت بوڑھا آدمی ہے اور اس سے بہت محبت رکھتے ہیں وہ اس کو نہیں دیکھیں گے تو انہیں بہت صدمہ ہوگا اور اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکیں گے اس لئے اس لڑکے کو چھوڑ کر اس کی جگہ آپ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے، اور ہم پر اور ہمارے باپ پر احسان فرمائیں ہم آپ کو بڑا ہی نیک نفس انسان پاتے ہیں، یوسف علیہ السلام کا اصل مقصد تو اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس روکنا تھا اس لئے اپنے بھائی کو چور کہنے کے بجائے انہوں نے کہا پناہ بخدا! دوسرے کسی بے گناہ شخص کو ہم کیسے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جس کے پاس ہم نے اپنا مال پایا ہے اس کو چھوڑ کر اگر کسی دوسرے بے گناہ کو اس کی جگہ رکھیں گے جو سزا کا مستحق نہیں تو ہم بڑے ظالم ہوں گے۔

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا

جب یہ اس سے مایوس ہو گئے تو تنہائی میں بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے، ان میں جو سب سے بڑا تھا اس نے کہا تمہیں معلوم نہیں

اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ ۚ

کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کی قسم لے کر پختہ قول قرار لیا ہے اور اس سے پہلے یوسف کے بارے میں تم کوتاہی کر چکے ہو،

فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْۤ اَبِیْۤ اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ ۚ

پس میں تو اس سرزمین سے نہ ٹلوں گا جب تک کہ والد صاحب خود مجھے اجازت نہ دیں یا اللہ تعالیٰ میرے اس معاملے کا فیصلہ

وَ هُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤی اَبِیْكُمْ فَقُوْلُوْا یٰۤاَبَانَاۤ

کر دے، وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے، تم سب والد صاحب کی خدمت میں واپس جاؤ اور کہو کہ ابا جی! آپ کے

اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۱﴾

صاحب زادے نے چوری کی اور ہم نے وہی گواہی دی تھی جو ہم جانتے تھے، ہم کچھ غیب کی حفاظت کرنے والے نہ تھے،

وَ سْـَٔلِ الْقَرْیَةَ الَّتِیْ كُنَّا فِیْهَا وَ الْعِیْرَ الَّتِیْۤ اَقْبَلْنَا فِیْهَا ؕ

آپ اس شہر کے لوگوں سے دریافت فرما لیں جہاں ہم تھے اور اس قافلہ سے بھی پوچھ لیں جس کے ساتھ ہم آئے ہیں،

وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ (یوسف ۸۰ تا ۸۲)

اور یقیناً ہم بالکل سچے ہیں

جب وہ یوسف علیہ السلام کے صاف جواب سے مایوس ہو گئے تو شش و پنج میں پڑ گئے اور ایک گوشے میں جا کر سرگوشیوں میں باہم صلاح مشورہ کرنے لگے کہ اب اس کٹھن مرحلے میں وہ کیا کریں، ان میں جو سب سے بڑا تھا وہ بولا تم خوب جانتے ہو کہ تمہارے والد بنیامین کی حفاظت کرنے اور بخیر و عافیت ساتھ لانے کے لئے ہم سے اللہ کے نام پر مضبوط عہد و پیمان لے چکے ہیں اور اس سے پہلے اس کے بڑے بھائی یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں جو کوتاہی تم کر چکے ہو وہ بھی تم کو معلوم ہے، میں تو اپنے باپ کو منہ دکھلانے کی اپنے اندر سکت اور ہمت نہیں رکھتا اس لئے میں تو اس سرزمین سے ہرگز نہ جاؤں گا جب تک کہ میرے والد تفشیش کر کے مجھے بے گناہ سمجھ کر واپس آنے کی اجازت نہ دیں یا پھر عزیز مصر بنیامن کو چھوڑ کر میرے ساتھ جانے کی اجازت نہ دے دے یا اللہ مجھے اتنی قوت و طاقت عطا فرمادے کہ میں تلوار کے زور پر اسے چھڑوا کر ساتھ لے جاؤں اللہ ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے، اور اپنے بھائیوں کو وصیت کی کہ تم سب جا کر اپنے والد سے سچ سچ واقعہ بیان کر دو کہ اباجان! آپ کے بیٹے نے عزیز مصر کا پیالہ چوری کیا ہے، ہم نے اپنی آنکھوں سے اسے چوری کرتے ہوئے تو نہیں

دیکھا مگر تلاشی لینے پر چوری کا مال اس کی خرجی سے برآمد ہو گیا تھا اس لئے ہماری اقرار دار کے مطابق بنیامن کو چوری کے بدلے میں روک لیا گیا ہے، جو کچھ ہمیں معلوم ہوا ہے بس وہی ہم بیان کر رہے ہیں اور مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے ہم بے خبر تھے، اگر آپ کو ہماری بات میں کوئی شک وشبہ ہے تو ہمارے اس بیان کی صداقت کے لئے آپ مصر جا کر وہاں کے لوگوں سے پوچھ لیجئے اور اہل قافلہ سے بھی ہمارے بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں جس کے ساتھ ہم آئے ہیں، ہم اپنے بیان میں بالکل سچے ہیں اس میں جھوٹ کی کوئی آمیزش نہیں ہے۔

قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ لَكُمۡ اَنۡفُسُكُمۡ اَمۡرًا ؕ فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ

(یعقوب علیہ السلام) نے کہا یہ تو نہیں، بلکہ تم نے اپنی طرف سے بات بنالی پس اب صبر ہی بہتر ہے، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ

اَنۡ يَّاۡتِيَنِىۡ بِهِمۡ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۸۳﴾ وَ تَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَ قَالَ يٰۤاَسَفٰى

ان سب کو میرے پاس ہی پہنچا دے، وہی علم و حکمت والا ہے، پھر ان سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے یوسف!

عَلٰى يُوۡسُفَ وَ ابۡيَضَّتۡ عَيۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَهُوَ كَظِيۡمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوۡا تَاللّٰهِ

ان کی آنکھیں بوجہ رنج و غم کے سفید ہو چکی تھیں اور وہ غم کو دبائے ہوئے تھے، بیٹوں نے کہا واللہ! آپ ہمیشہ

تَفۡتَؤُا تَذۡكُرُ يُوۡسُفَ حَتّٰى تَكُوۡنَ حَرَضًا اَوۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡهٰلِكِيۡنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشۡكُوۡا بَثِّىۡ

یوسف کی یاد ہی میں لگے رہیں گے یہاں تک کہ گھل جائیں یا ختم ہی ہو جائیں، انہوں نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں

وَحُزۡنِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۶﴾ (یوسف ۸۳ تا ۸۶)

اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں، مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

مگر یعقوب علیہ السلام نے سارا قصہ سن کر یقین ہی نہیں کیا اور کہا دراصل تمہارے نفس نے تمہارے لئے ایک اور بڑی بات کو سہل بنا دیا، جس طرح میں نے پہلے یوسف علیہ السلام کے معاملے میں صبر سے کام لیا ہے اب بھی میں اس المناک واقعہ پر بھی صبر جمیل کروں گا،

عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: لَمَّا جَاءُوا بِذَلِكَ إِلَى يَعْقُوبَ، يَعْنِي بِقَوْلِ رُوبِيلَ لَهُمُ اتَّهَمَهُمْ،وَظَنَّ أَنَّ ذَلِكَ كَفِعْلَتِهِمْ بِيُوسُفَ، ثُمَّ قَالَ: {بَلۡ سَوَّلَتۡ لَكُمۡ اَنۡفُسُكُمۡ اَمۡرًا ۚ فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّاۡتِيَنِىۡ بِهِمۡ جَمِيۡعًا

محمد بن اسحاق نے لکھا ہے یہ لوگ جب یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس آئے اور انہوں نے انہیں ساری صورت حال بتلائی تو انہوں نے انہی کو مورد الزام ٹھیرایا اور گمان یہ کیا کہ انہوں نے بنیامین کے ساتھ بھی اسی طرح کیا ہے جس طرح اس سے پہلے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا" پھر فرمایا یہ تو نہیں بلکہ تم نے اپنی طرف سے بات بنالی پس اب صبر ہی بہتر ہے، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو میرے پاس ہی پہنچا دے۔" [1]

[1] تفسیر طبری ۱۶٫۲۱۴

میں اپنے رب سے پر امید ہوں کہ وہ میرے دونوں بیٹوں کو دوبارہ مجھ سے ملائے گا، وہ علام الغیوب ہے اور آسمان و زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے اور اس کے تمام افعال اور قضاو قدر کے فیصلے حکمت پر مبنی ہوتے ہیں، پھر وہ بیٹوں کی طرف سے منہ پھیر کر بیٹھ گیا اور چہیتے بیٹے کو یاد کر کے کہنے لگا کہ ہائے یوسف علیہ السلام! اور دل ہی دل میں وہ رنج و غم اور کرب سے گھٹا جا رہا تھا اور بیٹے کے فراق میں روتے روتے اس کی آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں، یوسف علیہ السلام کے ذکر سے بھائیوں کی آتش حسد پھر بھڑک اٹھی اور انہوں نے کہا اباجان خدارا! اب بس بھی کیجئے آپ تو ہر وقت بس یوسف علیہ السلام ہی کو یاد کرتے رہتے ہیں اور نوبت یہ آگئی ہے کہ یوسف علیہ السلام کے غم میں اپنے آپ کو گھلا دیں گے یا اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے، یعقوب علیہ السلام نے کہا میں اپنے حزن و غم کا شکوہ تمہارے یا کسی اور کے پاس نہیں کرتا بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے پاس کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور انہیں میرے پاس لوٹائے گا اور ان سب کو میرے پاس اکٹھا کر کے میری آنکھیں ٹھنڈی فرمائے گا۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَ اَخِيْهِ وَ لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ

میرے پیارے بچو! تم جاؤ اور یوسف (علیہ السلام) کی اور اس کے بھائی کی پوری طرح تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے

اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ

ناامید نہ ہو، یقیناً رب کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں، پھر جب یہ لوگ یوسف (علیہ السلام) کے

قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ

پاس پہنچے تو کہنے لگے کہ اے عزیز! ہم کو اور ہمارے خاندان کو دکھ پہنچا ہے، ہم حقیر پونجی لائے ہیں پس آپ ہمیں پورے

لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ

غلے کا ناپ دیجئے اور ہم پر خیرات کیجئے، اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والوں کو بدلہ دیتا ہے، یوسف نے کہا جانتے بھی ہو کہ

مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَ اَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ

تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ اپنی نادانی کی حالت میں کیا کیا؟ انہوں نے کہا کیا (واقعی) تو ہی

يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَاۤ اَخِيْ ٞ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ

یوسف (علیہ السلام) ہے، جواب دیا کہ ہاں میں یوسف (علیہ السلام) ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، اللہ نے ہم پر فضل و کرم کیا،

اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ (یوسف ۸۷ تا ۹۰)

بات یہ ہے کہ جو بھی پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

پھر فرمایا اے میرے بیٹو! مصر جا کر یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کی کچھ ٹوہ لگاؤ، اللہ کے رحم و کرم سے مایوس نہ ہو یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں، اللہ

کی بے پایاں رحمت سے تو بس کافر و مشرک ہی نا امید ہوا کرتے ہیں، جیسے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا

قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿٥٦﴾ [۱]

ترجمہ: ابراہیم نے کہا" اپنے رب کی رحمت سے مایوس تو گمراہ لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔

یعقوب علیہ السلام کی کیفیت اور نصیحت سن کر بیٹے تیسری مرتبہ مصر گئے اور یوسف علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ اے سردار بااقتدار! ہم اور ہمارے اہل و عیال سخت مصیبت میں مبتلا ہیں ہم کچھ قلیل و حقیر سی پونجی لے کر آئے ہیں مگر آپ ہماری اس پونجی کو نہ دیکھیں بلکہ آپ ہم پر احسان کریں اور صدقہ میں ہمیں بھرپور غلہ عنایت فرمائیں جو ہماری ضروریات کے لئے کافی ہو، اللہ صدقہ و خیرات دینے والوں کو دنیا و آخرت میں اجر عظیم عنایت فرماتا ہے، بھائیوں کی اس طرح کی عاجزانہ گزارش سن کر یوسف علیہ السلام کا دل بھر آیا اور آنکھیں نمناک ہو گئیں اور انکشاف حال پر مجبور ہو کر کہا تمہیں کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ اپنی جہالت و ناسمجھی میں تم نے یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا؟ یہ سن کر وہ ہک دک رہ گئے اور چونک کر بولے ہائیں! کیا تم یوسف علیہ السلام ہو، اس نے کہا ہاں میں یوسف علیہ السلام ہوں اور بنیامین کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے یہ میرا حقیقی بھائی ہے، اللہ نے ہمیں ایمان، تقویٰ اور زمین میں اقتدار عطا کر کے ہم پر احسان فرمایا، جو کوئی رب سے ڈر کر زندگی گزارے، اس کے احکام کی تعمیل کرے اور آلام و مصائب میں رب کے لئے صبر کرے تو قدر دان رب کے ہاں اس کے بڑے مرتبے ہیں، اللہ کے ہاں ایسے نیکو کاروں کا اجر و ثواب مارا نہیں جاتا، اللہ تعالیٰ کسی کے اعمال حسنہ کو ضائع نہیں کرتا۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ

انہوں نے کہا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تجھے ہم پر برتری دی ہے اور یہ بھی بالکل سچ ہے کہ ہم خطا کار تھے، جواب دیا آج تم پر

عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٩٢﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ

کوئی ملامت نہیں ہے، اللہ تمہیں بخشےوہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے، میرا یہ کرتا تم لے جاؤ

هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَ اْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٣﴾

اور اسے میرے والد کے منہ پر ڈال دو کہ وہ دیکھنے لگیں، اور آجائیں اور اپنے تمام خاندان کو میرے پاس لے آؤ،

وَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْ لَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿٩٤﴾

جب یہ قافلہ جدا ہوا تو ان کے والد نے کہا کہ مجھے تو یوسف کی خوشبو آ رہی ہے اگر تم مجھے سٹھیایا ہوا قرار نہ دو،

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿٩٥﴾ (یوسف۹۱تا۹۵)

وہ کہنے لگے کہ واللہ آپ اپنے اسی پرانے خبط میں مبتلا ہیں۔

---

[۱] الحجر۵۶

علم غیب کا منبع ذات الٰہی ہے:

بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کی فضیلت و بزرگی اور اپنی غلطی و کوتاہی کا اعتراف کرتے ہو کہا بخدا اللہ نے تم کو صورت و کردار، ملک و مال اور نبوت عطا کر کے ہم پر فضیلت بخشی اور جو کچھ ہم نے کیا اس میں واقعی ہم خطا کار تھے، یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے گزشتہ جرائم پر عار دلائے بغیر پیغمبرانہ جود و کرم سے کام لیتے ہوئے فرمایا جو کچھ تم نے کیا سو کیا، تم پر اس کا کوئی مواخذہ اور ملامت نہیں میری دعا ہے کہ جو کچھ تم نے کیا اللہ اس کی پردہ پوشی کرے اور تمہاری لغزشوں کو معاف کرے وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے، یہی الفاظ

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ مکرمہ کے موقع پر خون کے پیاسے قریش سے فرمائے تھے، یوسف علیہ السلام نے حکم فرمایا میرا یہ قمیص اپنے ساتھ لے کر کنعان واپس جاؤ، وہاں اس قمیص کو میرے والد کے منہ پر ڈال دینا اللہ کے حکم سے ان کی بینائی پلٹ آئے گی، پھر اپنے سب اہل وعیال کو میرے پاس مصر میں لے آؤ، اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ جب یہ قافلہ مصر سے روانہ ہوا تو اللہ نے یوسف علیہ السلام کی خوشبو سینکڑوں میل دور سے کنعان میں یعقوب علیہ السلام تک پہنچادی، یعقوب علیہ السلام نے اپنے اہل وعیال سے کہا تم لوگ کہیں یہ نہ کہنے لگو کہ میں بڑھاپے میں سٹھیا گیا ہوں اور بہکی بہکی باتیں کرنے لگا ہوں مگر حقیقت یہ ہے کہ میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں،

قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ,يَقُولُ: {وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ} قَالَ: لَمَّا خَرَجَتِ الْعِيرُ هَاجَتْ رِيحٌ , فَجَاءَتْ يَعْقُوبَ بِرِيحِ قَمِيصِ يُوسُفَ ، فَقَالَ: {إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ}يَقُولُ: تُسَفِّهُونِ ، قَالَ: فَوَجَدَ رِيحَهُ مِنْ مَسِيرَةِ ثَمَانِيَةِ أَيَّامٍ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت ''جب یہ قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا۔'' کے بارے میں روایت ہے جب قافلہ روانہ ہوا تو ہوا چل پڑی اور اس ہوا نے یعقوب علیہ السلام تک یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو کو پہنچا دیا تو ان کے باپ نے (کنعان میں) کہا'' میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں تم لوگ کہیں یہ نہ کہنے لگو کہ میں بڑھاپے میں سٹھیا گیا ہوں۔''اور اس طرح انہوں نے آٹھ دن کی مسافت سے یوسف علیہ السلام کی خوشبو کو محسوس کر لیا۔[۱]

گھر کے ناقدر شناس افراد بولے ایسی کوئی بات نہیں، اللہ کی قسم! اتنا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود آپ ابھی تک اپنے اسی پرانے خبط میں پڑے ہوئے ہیں حالاں کہ یوسف علیہ السلام کو تو بھیڑیا کھا چکا ہے، اہل وعیال کی دل آزار باتیں سن کر یعقوب علیہ السلام خاموش ہو گئے۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ

جب خوشخبری دینے والے نے پہنچ کر ان کے منہ پر وہ کرتا ڈالا اسی وقت وہ پھر بینا ہو گئے، کہا! کیا میں تم سے نہ کہا کرتا تھا

[۱] تفسیر عبد الرزاق ۱۳۴۳

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ

کہ میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، انہوں نے کہا ابا جی! آپ ہمارے لیے گناہوں کی بخشش

لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ

طلب کیجئے بیشک ہم قصور وار ہیں، کہا اچھا میں جلد ہی تمہارے لیے اپنے پروردگار سے بخشش مانگوں گا،

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ (یوسف۹۶تا۹۸)

وہ بہت بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربانی کرنے والا ہے۔

مصر سے جب بیٹوں کا قافلہ خوشخبری لے کر کنعان پہنچا تو انہوں نے یوسف علیہ السلام کا قمیص یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈال دیا تو معجزانہ طور یعقوب علیہ السلام کی بینائی عود کر آئی، یعقوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی نعمت پر خوش ہو کر فرمایا میں تم سے کہتا نہیں رہا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، سب بیٹوں نے اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہوئے کہا ابا جان! واقعی ہم بہک گئے تھے، آپ رب سے ہمارے گناہوں کی بخشش و مغفرت کی دعا فرمائیں، یعقوب علیہ السلام نے فرمایا بیشک میں رب سے تمہاری بخشش و مغفرت کی دعا کروں گا وہ تو غفور و رحیم ہے اگر کوئی شخص اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اس کی طرف رجوع کرے تو وہ پکڑنے کے بجائے بخش دینے کو پسند کرتا ہے۔

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِنَّهُ أَخَّرَ الِاسْتِغْفَارَ إِلَى السَّحَرِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ابراہیم تیمی، عمرو بن قیس اور ابن جریج وغیرہ نے کہا ہے آپ نے سحری کے وقت تک ان کے لیے دعا کو موخر کر دیا تھا۔[1]

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

جب یہ سارا گھرانہ یوسف کے پاس پہنچ گیا تو یوسف نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ اللہ کو منظور ہے تو آپ

اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَ رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ

سب امن وامان کے ساتھ مصر میں آؤ، اور اپنے تخت پر اپنے ماں باپ کو اونچا بٹھایا اور سب اس کے سامنے سجدے میں گر گئے،

وَ قَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ٞ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَ قَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ

تب کہا ابا جی! یہ میرے پہلے کے خواب کی تعبیر ہے میرے رب نے اسے سچا کر دکھایا، اس نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا

اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ

جب کہ مجھے جیل خانے سے نکالا اور آپ لوگوں کو صحرا سے لے آیا اس اختلاف کے بعد جو شیطان نے مجھ میں

---

[1] تفسیر طبری ۱۶/۲۶۱

وَ بَیۡنَ اِخۡوَتِیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَطِیۡفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۰۰﴾

اور میرے بھائیوں میں ڈال دیا تھا، میرا رب جو چاہے اس کے لیے بہترین تدبیر کرنے والا ہے، اور وہ بہت علم و حکمت والا ہے،

رَبِّ قَدۡ اٰتَیۡتَنِیۡ مِنَ الۡمُلۡکِ وَ عَلَّمۡتَنِیۡ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ ۚ

اے میرے پروردگار! تو نے مجھے ملک عطا فرمایا اور تو نے مجھے خواب کی تعبیر سکھلائی،

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۟ اَنۡتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ

اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے تو دنیا و آخرت میں میرا ولی (دوست) اور کارساز ہے، ت

تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۰۱﴾ (یوسف ۹۹ تا ۱۰۱)

و مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور نیکوں میں ملا دے۔

سب اہل وعیال میں یوسف علیہ السلام کے زندہ سلامت اور صاحب اقتدار ہونے کی خبر سن کر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور سب یوسف علیہ السلام کے کہنے کے مطابق کنعان سے مصر روانہ ہو گئے، جب یعقوب علیہ السلام اپنے تمام اہل اعیال کے ہمراہ مصر پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے امیر امرا اور ارکان دولت کے ہمراہ شہر سے باہر نکل کر ان کا پرجوش استقبال کیا اور پورے تزک و احتشام کے ساتھ ان کو شہر میں لائے اور کہا اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اب کوئی تکلیف و پریشانی نہیں ہوگی اور امن و چین سے زندگی بسر ہو گی، پھر وہ انہیں اپنے محل میں لے گئے اور اپنے تخت شاہی پر اپنے والدین کو تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنے ہمراہ جگہ دی تو سب کے سب بھائی بے اختیار اس کے آگے تعظیمی طور پر سرنگوں ہو گئے،

وَقَدْ كَانَ هَذَا سَائِغًا فِي شَرَائِعِهِمْ إِذَا سلَّموا عَلَى الْكَبِيرِ يَسْجُدُونَ لَهُ، وَلَمْ يَزَلْ هَذَا جَائِزًا مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلَى شَرِيعَةِ عِيسَى، عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَحُرِّمَ هَذَا فِي هَذِهِ الْمِلَّةِ، وجُعل السُّجُودُ مُخْتَصًّا بِجَنَابِ الرَّبِّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى،هَذَا مَضْمُونُ قَوْلِ قَتَادَةَ وَغَيْرِهِ

ان کی شریعت میں یہ بات جائز تھی کہ جب وہ کسی بڑے انسان کو سلام کرتے تو اس کے لیے سجدہ تعظیمی بجالاتے تھے، آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت تک یہ جائز تھا لیکن ہماری شریعت میں اسے حرام قرار دے دیا گیا ہے اور سجدے کو صرف اور صرف رب سبحانہ وتعالیٰ کی ذات گرامی کے لیے خاص قرار دے دیا گیا ہے، امام قتادہ رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ تفسیر رحمہ اللہ کے اقوال کا بھی یہی خلاصہ ہے۔[1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ:أَنَّ مُعَاذًا قَدِمَ الشَّامَ، فَوَجَدَهُمْ يَسْجُدُونَ لِأَسَاقِفَتِهِمْ، فَلَمَّا رَجَعَ سَجَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَالَ:مَا هَذَا يَا مُعَاذُ؟ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِأَسَاقِفَتِهِمْ، وَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يُسْجَدَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ:لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الزَّوْجَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَامِنْ عِظَمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا

عبداللہ بن ابو اوفی سے مروی ہے معاذ رضی اللہ عنہ جب شام تشریف لے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ اپنے مذہبی پیشواؤں کو سجدہ کرتے ہیں جب وہ شام سے واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! یہ کیا ہے؟ انہوں

[1] تفسیر ابن کثیر ۴۱۲؍۴

نے عرض کی میں نے شام کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے مذہبی پیشواؤں کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اگر میں کسی کو یہ حکم دیتا کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے کیونکہ شوہر کا اپنی بیوی پر بہت زیادہ حق ہے۔ (۱)

یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کی طرف ہو کر کہا ابا جان! یہ تعبیر ہے میرے اس خواب کی جو میں نے بچپن میں دیکھا تھا اور آپ کو گوش گزار کیا تھا، میرے رب نے اس خواب کو حقیقت بنا دیا ہے، اللہ قادر مطلق کا احسان عظیم ہے کہ اس نے مجھے ایسی قابلیتیں بخشیں جن کی بدولت میں زنداں میں سڑنے کے بجائے آج دنیا کی سب سے بڑی سلطنت پر فرماں روائی کر رہا ہوں، اور آپ لوگوں کو کنعان کے صحرا سے لا کر مجھ سے ملا دیا حالاں کہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان بغض وحسد کا فساد کھڑا کر چکا تھا جس کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہوئے مگر حقیقت یہ ہے کہ شیطان کی تدبیروں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز پر حاوی ہے، اس کی مشیت وحکمت سے وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے، بیشک وہ علیم اور حکیم ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اقرار کرتے ہوئے دعا فرمائی اے میرے رب! تو نے مجھے ملک مصر کی فرمانروائی عطا فرمائی اور مجھ کو آسمانی کتابوں کی تفسیر اور خوابوں کی تعبیر کا علم عطا کیا زمین وآسمان کے بنانے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا

یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جس کی ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، آپ ان کے پاس نہ تھے جب کہ انہوں نے

اَمْرَهُمْ وَ هُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَ لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

اپنی بات ٹھان لی تھی اور وہ فریب کرنے لگے تھے، گو آپ لاکھ چاہیں لیکن اکثر لوگ ایماندار نہ ہیں نہ ہوں گے،

وَ مَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

آپ ان سے اس پر کوئی اجرت طلب نہیں کر رہے ہیں یہ تو تمام دنیا کے لیے نری نصیحت ہی نصیحت ہے، آسمانوں

وَ الْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَ مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ

اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن سے یہ منہ موڑے گزر جاتے ہیں، ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے

مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ

کے بھی مشرک ہی ہیں، کیا وہ اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان کے پاس اللہ کے عذابوں میں سے کوئی عام عذاب آ جائے

(۱) سنن ابن ماجہ كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ ۱۸۵۳، جامع ترمذی أَبْوَابُ الرَّضَاعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ ۱۱۵۹، مجمع الزوائد ۴/۱۵۳

اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ

یاان پر اچانک قیامت ٹوٹ پڑے اور وہ بے خبری میں ہوں، آپ کہہ دیجئے میری راہ یہی ہے، میں اور میرے متبعین اللہ کی

عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ (یوسف ۱۰۲تا۱۰۸)

طرف بلا رہے ہیں پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ، اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں۔

اہل مکہ مکرمہ کو ان کے سوال کا جواب دے کر مطمئن کرا دیا اور پھر تدبر کی دعوت دی فرمایا اے محمد ﷺ! یوسف علیہ السلام کا یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تم پر وحی کر رہے ہیں ورنہ تم اس وقت موجود نہ تھے جب یوسف کے بھائیوں نے آپس میں اتفاق کر کے باپ بیٹے کو جدا کرنے کی سازش کی تھی، جیسے ایک اور مقام پر احوال غیب کے بارے میں فرمایا

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ اَيُّھُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تم کو وحی کے ذریعہ سے بتا رہے ہیں، ورنہ تم اس وقت وہاں موجود نہ تھے جب ہیکل کے خادم یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ مریم کا سرپرست کون ہو اپنے اپنے قلم پھینک رہے تھے اور نہ تم اس وقت حاضر تھے جب ان کے درمیان جھگڑا برپا تھا۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ [2]

ترجمہ: (اے نبی ﷺ!) تم اس وقت مغربی گوشے میں موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کو یہ فرمان شریعت عطا کیا اور نہ تم شاہدین میں شامل تھے، بلکہ اس کے بعد (تمہارے زمانے تک) ہم بہت سی نسلیں اٹھا چکے ہیں اور ان پر بہت زمانہ گزر چکا ہے، تم اہل مدین کے درمیان بھی موجود نہ تھے کہ ان کو ہماری آیات سنا رہے ہوتے، مگر (اس وقت کی یہ خبریں) بھیجنے والے ہم ہیں، اور تم طور کے دامن میں بھی اس وقت موجود نہ تھے جب ہم نے (موسیٰ کو پہلی مرتبہ) پکارا تھا مگر یہ تمہارے رب کی رحمت ہے (کہ تم کو یہ معلومات دی جا رہی ہیں) تا کہ تم ان لوگوں کو متنبہ کرو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی متنبہ کرنے والا نہیں آیا، شاید کہ وہ ہوش میں آئیں۔

مگر تم خواہ کتنے ہی دلائل و براہین پیش کر و ان میں سے اکثر لوگ مان کر دینے والے نہیں ہیں، جیسے فرمایا

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ [3]

---

[1] آل عمران ۴۴

[2] القصص ۴۴تا۴۶

[3] الشعراء ۸

ترجمہ: یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں۔

حالانکہ تم اس خدمت پر ان سے کوئی اجرت بھی نہیں مانگتے ہو جس سے ان کو شبہ ہو کہ یہ دعویٰ نبوت تو صرف مال جمع کرنے کا ایک بہانہ ہے ،یہ دعوت یہ تو دنیا کے تمام لوگوں کے لئے ایک عام نصیحت ہے تا کہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کر کے دنیا و آخرت سنوار لیں،لوگوں کی غفلت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اور زمین اور آسمانوں میں اللہ کی وحدانیت کی کتنی ہی نشانیاں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس عظیم الشان کائنات کا خالق وصانع ایک ہی ہے، جس نے ان چیزوں کو وجود بخشا ہے اور ان کو رزق بہم پہنچا رہا ہے، ایک ہی مدبر ہے جو اس کائنات کا ایسا انتظام کر رہا ہے کہ صدیوں پر محیط اس نظام میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی ہے، لیکن ان لوگوں کی غفلت کا یہ حال ہے کہ اللہ کی ہر سو بکھری نشانیوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنے کے بجائے یوں ہی گزر جاتے اور حقیقت جاننے کی جستجو نہیں کرتے، ان لوگوں کی ذہنیت اس قدر بگڑ چکی ہے کہ ان میں سے اکثر اللہ کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آسمان وزمین کا خالق، مالک، رزاق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس کے باوجود اس کی لاچار اور محتاج مخلوق کو اس کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں شریک ٹھیراتے ہیں، یعنی توحید ربوبیت کے تو قائل ہیں لیکن توحید الوہیت کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:{وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ} الْآيَةَ، قَالَ: مِنْ إِيمَانِهِمْ إِذَا قِيلَ لَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟وَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ وَمَنْ خَلَقَ الْجِبَالَ؟ قَالُوا: اللَّهُ،وَهُمْ مُشْرِكُونَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ''ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں ان کا ایمان یہ ہے کہ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آسمانوں کو کس نے پیدا کیا؟ زمین کو کس نے پیدا کیا؟ پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا؟ تو جواب دیتے ہیں کہ اللہ نے پیدا کیا ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ [۱]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا، وَهُوَ خَلَقَكَ، قُلْتُ: إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ:ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیراؤ حالاں کہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے، میں نے کہا یہ تو بہت بڑا گناہ ہے، میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے بچے کو اس خطرہ کی وجہ سے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا، میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ [۲]

عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: دَخَلَ حُذَيْفَةُ عَلَى مَرِيضٍ، فَرَأَى فِي عَضُدِهِ سَيْرًا فَقَطَعَهُ -أَوِ: انْتَزَعَهُ -ثُمَّ قَالَ: {وَمَا يُؤْمِنُ

[۱] تفسیر طبری ۱۶؍۲۸۶

[۲] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى فَلاَ تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا ۷۵۲۰، وکتاب التفسیر بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى فَلاَ تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۴۴۷۷،وکتاب الادب بَابُ قَتْلِ الوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ ۶۰۰۱،وکتاب الحاربين بَابُ إِثْمِ الزُّنَاةِ ۶۸۱۱،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ، وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ ۲۵۷

أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ

عروہ سے مروی ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک بیمار کی عیادت کے لئے گئے دیکھا کہ اس کے بازو پر ایک دھاگا بندھا ہوا ہے، یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ نے اس دھاگے کو توڑ دیا اور پھر یہی آیت پڑھی ”ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھیراتے ہیں۔“یعنی تم ایماندار رہتے ہوئے بھی مشرک بنتے ہو۔ (۱)

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ، رَجُلًا يَحْلِفُ: لَا وَالْكَعْبَةِ،فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ

سعد بن عبادہ سے مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو قسم اٹھاتے ہوئے سنا نہیں کعبہ کی قسم! عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس نے اللہ کے سوا دوسرے کے نام کی قسم کھائی وہ مشرک ہو گیا۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الرُّقَى، وَالتَّمَائِمَ، وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جھاڑ پھونک، ڈورے دھاگے اور جھوٹے تعویذ شرک ہیں۔ (۳)

عَنْ زَيْنَبَ، امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَتْ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا جَاءَ مِنْ حَاجَةٍ فَانْتَهَى إِلَى الْبَابِ تَنَحْنَحَ وَبَزَقَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَهْجُمَ مِنَّا عَلَى أَمْرٍ يَكْرَهُهُ، قَالَتْ: وَإِنَّهُ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَتَنَحْنَحَ وَعِنْدِي عَجُوزٌ تَرْقِينِي مِنَ الْحُمْرَةِ فَأَدْخَلْتُهَا تَحْتَ السَّرِيرِ،قَالَتْ: فَدَخَلَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِي، فَرَأَى فِي عُنُقِي خَيْطًا، قَالَ: مَا هَذَا الْخَيْطُ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: خَيْطٌ رُقِيَ لِي فِيهِ، قَالَتْ: فَأَخَذَهُ فَقَطَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ آلَ عَبْدِ اللَّهِ لَأَغنياءُ عَنِ الشِّرْكِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ والتِّوَلة شِرْكٌ، قَالَتْ، قُلْتُ لَهُ: لِمَ تَقُولُ هَذَا وَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ، فَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ يَرْقِيهَا، فَكَانَ إِذَا رَقَاهَا سَكَنَتْ؟قَالَ: إِنَّمَا ذَاكَ مِنَ الشَّيْطَانِ. كَانَ يَنْخُسُهَا بِيَدِهِ، فَإِذَا رَقَيْتِهَا كَفَّ عَنْهَا إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عادت تھی جب کبھی باہر سے آتے، زور سے کھنکھارتے، تھوکتے کہ گھر والے سمجھ جائیں اور آپ انہیں کسی ایسی حالت میں نہ دیکھ پائیں کہ برا لگے، ایک دن اسی طرح آپ آئے، اس وقت میرے پاس ایک بڑھیا تھی جو بوجہ بیماری کے مجھ پر دم جھاڑا کرنے کو آئی تھی، میں نے آپ کی کھنکھار کی آواز سنتے ہی اسے چارپائی کے نیچے چھپادیا، آپ آئے، میرے پاس میری چارپائی پر بیٹھ گئے اور میرے گلے میں دھاگا دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا اس میں دم کرا کے میں باندھ

(۱) تفسیر ابن کثیر ۴۱۸/۴، تفسیر ابن ابی حاتم ۲۲۰۸/۷

(۲) سنن ابوداود کتاب الایمان والنذور بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ بِالْآبَاءِ ۳۲۵۱، جامع ترمذی کتاب النذور والایمان بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الحَلِفِ بِغَيْرِ اللَّهِ ۱۵۳۵

(۳) سنن ابوداود کتاب الطب بَابٌ فِي تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ ۳۸۸۳، سنن ابن ماجہ کتاب الطب بَابُ تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ ۳۵۳۰

لیا ہے، آپ نے اسے پکڑ کر توڑ دیا اور فرمایا عبد اللہ کا گھر شرک سے بے نیاز ہے، میں نے خود رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے سنا ہے کہ جھاڑ پھونک ،تعویذات اور ڈورے دھاگے شرک ہیں، میں نے کہا یہ آپ کیسے فرماتے ہیں، میری آنکھ دیکھ رہی تھی میں فلاں یہودی کے پاس جایا کرتی تھی وہ دم جھاڑ اکر دیتا تھا تو سکون ہو جاتا تھا ،آپ نے فرمایا تیری آنکھ میں شیطان چوکا مارا کرتا تھا اور اس کی پھونک سے وہ رک جاتا تھا، تجھے یہ کافی تھا کہ وہ کہتی جو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے سکھایا ہے " اے اللہ! لوگوں کے معبود، سختی دور کرنے والے شفاء دے تو ہی شفا دینے والا ہے ایسی شفا دے جو بیماری کو نہ چھوڑے۔ "[1]

عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ وَهُوَ مَرِيضٌ نَعُودُهُ فَقِيلَ لَهُ: لَوْ تَعَلَّقْتَ شَيْئًا، فَقَالَ: أَتَعَلَّقُ شَيْئًا، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ

عیسیٰ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے عبد اللہ بن حکیم بیمار ہوئے ہم ان کی عیادت کے لئے گئے اور ان سے کہا کہ آپ کوئی ڈور ادھا گا لٹکا لیں تو اچھا ہو آپ نے فرمایا میں ڈور دھا گا لٹکاؤں؟ حالانکہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا فرمان ہے جو شخص جو چیز لٹکائے وہ اسی کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔[2]

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ إِلَيْهِ رَهْطٌ، فَبَايَعَ تِسْعَةً وَأَمْسَكَ عَنْ وَاحِدٍ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَايَعْتَ تِسْعَةً وَتَرَكْتَ هَذَا؟ قَالَ:إِنَّ عَلَيْهِ تَمِيمَةً فَأَدْخَلَ يَدَهُ فَقَطَعَهَا، فَبَايَعَهُ، وَقَالَ: مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ

عقبہ بن عامر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں (دس آدمیوں کا) ایک وفد حاضر ہوا، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ان میں سے نو آدمیوں کو بیعت کر لیا اور ایک سے ہاتھ روک لیا، انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم آپ نے نو افراد کی تو بیعت کر لی اور اس شخص کو چھوڑ دیا؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا اس نے تعویذ پہن رکھا ہے، یہ سن کر اس شخص نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اس تعویذ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اس سے بھی بیعت لے لی اور فرمایا جو شخص تعویذ لٹکاتا ہے وہ شرک کرتا ہے۔

عبد اللہ بن عکیم سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا جو شخص کوئی ڈور ادھا گا لٹکائے اس نے شرک کیا۔[3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ

ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمام شریکوں سے زیادہ بے نیاز اور بے پرواہ ہوں، جو شخص اپنے کسی کام میں میرا کوئی شریک ٹھہرائے میں اسے اور اس کے شریک کو چھوڑ دیتا ہوں۔[4]

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا جَمَعَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْأَوَّلِينَ، وَالْآخِرِينَ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ، نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا،

---

[1] مسند احمد ۳۶۱۵،سنن ابن ماجه كتاب الطب بَابُ تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ ۳۵۳۰

[2] مسند احمد ۱۸۷۸۱

[3] مسند احمد ۱۷۴۲۲

[4] صحيح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ مَنْ أَشْرَكَ فِي عَمَلِهِ غَيْرَ اللهِ ۷۴۷۵

فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ

ابوسعید بن فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے جب اللہ تعالیٰ اول وآخر سب جمع کرے گا اس دن جس کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا کرے گا کہ جس نے اپنے عمل میں شرک کیا ہے وہ اس کا ثواب اپنے شریک سے طلب کرے، اللہ تعالیٰ تمام شرکاء سے بڑھ کر شرک سے بے نیاز ہے۔ [1]

کیا ان مشرکوں کو اس بات کا خوف نہیں کہ اللہ کے عذاب کی کوئی بلا اچانک انہیں دبوچ نہ لے گی، جس سے ان کی جڑ کٹ جائے یا رات و دن کی بے خبری میں قیامت کی گھڑی اچانک ان پر نہ آجائے گی؟ جیسے فرمایا

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآىِٕمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ [2]

ترجمہ: پھر کیا بستیوں کے لوگ اب اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہماری گرفت کبھی اچانک ان پر رات کے وقت نہ آجائے گی جب کہ وہ سوتے پڑے ہوں؟ یا انہیں اطمینان ہو گیا ہے کہ ہمارا مضبوط ہاتھ کبھی یکایک ان پر دن کے وقت نہ پڑے گا جب کہ وہ کھیل رہے ہوں؟ کیا یہ لوگ اللہ کی چال سے بے خوف ہیں؟ حالانکہ اللہ کی چال سے وہی قوم بے خوف ہوتی ہے جو تباہ ہونے والی ہو۔

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ... ﴿۴۷﴾ [3]

ترجمہ: پھر کیا وہ لوگ جو (دعوت پیغمبر کی مخالفت میں) بدتر سے بدتر چالیں چل رہے ہیں اس بات سے بالکل ہی بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے یا ایسے گوشے سے ان پر عذاب لے آئے جدھر سے اس کے آنے کا ان کو وہم و گمان تک نہ ہو یا اچانک چلتے پھرتے ان کو پکڑ لے یا ایسی حالت میں انہیں پکڑے جب کہ انہیں خود آنے والی مصیبت کا کھٹکا لگا ہوا ہو اور وہ اس سے بچنے کی فکر میں چوکنے ہوں؟ وہ جو کچھ بھی کرنا چاہے یہ لوگ اس کو عاجز کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

تم ان مشرکین سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں کامل علم ویقین اور پوری بصیرت کے ساتھ اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہوں، اور ان تمام امور سے ڈراتا ہوں جو اللہ تعالیٰ سے دور کرتے ہیں، اور میں خود اور میرے ساتھی بھی توحید کی پوری روشنی میں اپنا صاف اور ہر کجی سے پاک سیدھا راستہ دیکھ رہے ہیں جو سیدھا اللہ کی طرف جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف جو باتیں منسوب کی جاتی ہیں وہ ان نقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ

[1] مسند احمد ۱۵۸۳۸، جامع ترمذی کتاب تفسیر القران۔ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الكَهْفِ ۳۱۵۴، سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ ۴۲۰۳

[2] الاعراف ۹۷ تا ۹۹

[3] النحل ۴۵ تا ۴۷

تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ (۱)

ترجمہ: اس کی پاکی توساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان وزمین میں ہیں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔

اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی تعلق واسطہ نہیں۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ

آپ سے پہلے ہم نے بستی والوں میں جتنے رسول بھیجے ہیں سب مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی نازل فرماتے گئے،

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

کیا زمین میں چل پھر کر انہوں نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیسا کچھ انجام ہوا ؟

وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۹ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ

یقیناً آخرت کا گھر پرہیز گاروں کے لیے بہت ہی بہتر ہے، کیا پھر تم نہیں سمجھتے، یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہونے لگے

وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ

اور وہ (قوم کے لوگ) خیال کرنے لگے کہ انھیں جھوٹا کہا گیا فوراً ہی ہماری مدد ان کے پاس آ پہنچی، جسے ہم نے چاہا اسے

مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۱۰ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ

نجات دی گئی، بات یہ ہے کہ ہمارا عذاب گناہ گاروں سے واپس نہیں کیا جاتا، ان کے بیان میں عقل والوں کے لیے یقیناً نصیحت

عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ

اور عبرت ہے، یہ قرآن جھوٹ بنائی ہوئی بات نہیں بلکہ یہ تصدیق ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے کی ہیں، کھول کھول کر بیان

وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۱۱ (یوسف ۱۰۹ تا ۱۱۱)

کرنے والا ہے ہر چیز کو اور ہدایت اور رحمت ہے ایمان دار لوگوں کے لیے۔''

اے محمد ﷺ! تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے تھے وہ سب فرشتے یا کوئی اور مخلوق نہیں بلکہ مرد ہی تھے، اور وہ بادیہ نشین نہیں بلکہ انہی بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے اور انہی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ... (۲)

(۱) بنی اسرائیل ۴۴

(۲) الفرقان ۲۰

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے تھے وہ سب بھی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے۔

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝٨ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝٩ (1)

ترجمہ: ان رسولوں کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں، اور نہ وہ سدا جینے والے تھے، پھر دیکھ لو کہ آخر کار ہم نے ان کے ساتھ اپنے وعدے پورے کیے اور انہیں اور جس جس کو ہم نے چاہا بچالیا اور حد سے گزر جانے والوں کو ہلاک کر دیا۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ... ۝٩ (2)

ترجمہ: ان سے کہو میں کوئی نرالا رسول تو نہیں ہوں۔

پھر کیا یہ جھٹلانے والے لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان قوموں کا انجام انہیں نظر نہ آیا جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں؟ جنہوں نے دعوت حق کو قبول نہ کیا اور اپنے بے بنیاد تخیلات اور بے لگام خواہشات کے پیچھے چلتی رہیں جیسے فرمایا

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝٤٦ (3)

ترجمہ: کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے یا ان کے کان سننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

یقیناً جنت اور جنت کی نعمتیں ان لوگوں کے لئے اور زیادہ بہتر ہے جنہوں نے پیغمبروں کی بات مان کر تقویٰ کی روش اختیار کی اور اس پر قائم رہے کیا اب بھی تم لوگ نہ سمجھو گے؟ پہلے پیغمبروں کے ساتھ بھی یہی ہوتا رہا ہے کہ وہ مدتوں اپنی اپنی قوموں کو دعوت حق پیش کرتے رہے مگر لوگوں نے دعوت حق کو قبول نہ کیا یہاں تک کہ جب پیغمبر اپنی قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور قوموں نے بھی گمان کر لیا کہ پیغمبروں نے ان سے عذاب کا جھوٹا وعدہ کیا گیا تھا، تو یکایک ہماری مدد پیغمبروں کو پہنچ گئی، جیسے فرمایا

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝٥١ (4)

ترجمہ: یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

پھر جب ایسا موقع آجاتا ہے تو ہمارا قاعدہ یہ ہے کہ جسے ہم چاہتے ہیں یعنی اہل ایمان کو عذاب سے بچا لیتے ہیں اور مجرموں پر سے تو ہمارا عذاب

---

(1) الانبیاء ۸،۹

(2) الاحقاف ۹

(3) الحج ۴۶

(4) المومن ۵۱

ٹالا ہی نہیں جا سکتا، قریش مکہ کو انجام بد سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا اگلے لوگوں کے ان قصوں میں عقل و ہوش رکھنے والوں کے لئے عبرت ہے، یہ جو کچھ قرآن میں بیان کیا جا رہا ہے یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تصنیف کردہ خود ساختہ باتیں نہیں ہیں بلکہ جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی گئی ہیں انہی کی تصدیق کرتی ہے اور ہر اس چیز کی تفصیل جو انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ضروری ہے کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے یہ کتاب ہدایت اور رحمت ہے۔

بیعت عقبہ ثانیہ، بیعت لیلۃ العقبہ، بیعت عقبہ کبیرہ

۱۳ بعثت نبوی ذی الحجہ جون ۶۲۲ء

جیسے جیسے دعوت اسلام کی مخالفت بڑھتی جا رہی تھی ویسے ویسے تعصّبات کے حصار ٹوٹ رہے تھے اور دعوت حق کی حقانیت سے اس کے پیروؤں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا، اس دعوت کی آواز اگرچہ سارے عرب میں پھیل گئی تھی پھر بھی اس جماعت کو اس کی ضرورت تھی کہ کوئی خطہ میسر آ جائے جہاں مسلمان اجتماعی طور پر اپنے عقائد کے تقاضے کے مطابق زندگی گزار سکیں اور دنیا کے سامنے اسلام کی عملی زندگی کا نمونہ پیش کر سکیں اور ایک ایسے تمدن کی بنیاد ڈالیں جس کی پوری نوع انسانی کو سخت ضرورت تھی، اہل مدینہ نے دل و جان سے آپ کی دعوت قبول کی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت ڈال دی وہ مدینہ منورہ میں مشرکین سے خفیہ ایک دوسرے سے تذکرہ کرتے کہ ہمیں دین اسلام قبول کیے ہوئے اتنا عرصہ ہو گیا ہے آخر کب تک ہم رسول اللہ ﷺ کو یونہی مشرکین مکہ کے رحم و کرم پر چھوڑے رہیں گے، آخر کب تک آپ ﷺ دعوت حق کو پہنچانے کے لئے مشرکین کے ہاتھوں تکالیف اٹھتے اور چھپ چھپ کر زندگی گزاریں گے رسول اللہ ﷺ مکہ کے پہاڑوں میں پریشان اور خوف زدہ ہیں، اور مدد کے لئے پکارتے ہیں کہ کون ہے جو مجھ کو ٹھکانہ دے، کون ہے جو میری مدد کرے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا سکوں اور اس کے بدلے جنت ہو لیکن کوئی نہیں سنتا، کوئی ٹھکانہ دینے والا اور مدد کرنے والا نہیں ملتا آخر یہ شرمناک منظر کب تک دیکھتے رہیں گے؟ ہمیں آگے بڑھ کر آپ ﷺ کا ہاتھ بٹانا اور مصیبت کی اس زندگی سے آپ کو نجات دلانا چاہیے، بالآخر انہوں نے دل ہی دل میں پختہ عزم کیا کہ اب جب وہ حج کے لئے مکہ جائیں گے تو رسول اللہ ﷺ کو مدینہ منورہ بلائیں گے اور آپ کی مدد اور جان پر کھیل کر آپ کی حفاظت کرنے کا عہد کریں گے، ان کو شدید خواہش ہوئی کہ کاش آپ ﷺ کی حمایت کا شرف حاصل ہو جائے، کاش آپ ﷺ کا سایہ ہمیں نصیب ہو جائے، چونکہ مسلمانوں کے لئے الگ قافلہ بنانے میں بہت سے خطرات پوشیدہ تھے اس لئے انہوں نے یہی مناسب خیال کیا کہ اہل یثرب کے اس بڑے قافلے ہی میں شریک ہو جائیں جس میں اکثریت بت پرستوں کی تھی، ابن اسحاق نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اوس و خزرج کے چار سو سے زائد لوگ مکہ حج کے لئے روانہ ہوئے، جن میں مشہور قول کے مطابق پچھتر (۷۵) مسلمان، تہتر مرد (۷۳) اور دو (۲) عورتیں بھی رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی زیارت اور ان سے وفاداری و جاں نثاری کا عہد کرنے کے لئے اور حج کی ادائیگی کے لئے مشرکین مدینہ کے قافلہ میں شامل ہو کر مکہ مکرمہ رسول اللہ ﷺ سے تشریف لائے، اور بھی بہت سے اہل ایمان موجود تھے مگر کسی وجہ سے اس قافلہ میں شریک نہ ہو سکے، ان کے

راہنمابراء رضی اللہ عنہ بن معرور تھے،علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب لیقح میں ۸۸ نام لکھے ہیں،ابن ہشام اورعیون الاثر میں بھی تقریباً یہی نام لکھے ہیں،البتہ آٹھ دس ناموں میں تفاوت ہے وہ نام یہ ہیں۔

اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ	اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر	ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کے بھائی اوس رضی اللہ عنہ بن ثابت	اوس رضی اللہ عنہ بن یزید	براء رضی اللہ عنہ بن معرور
بشیر رضی اللہ عنہ بن براء بن معرور	بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد	بھیر رضی اللہ عنہ بن الہیثم
ثابت رضی اللہ عنہ بن الجزع	ثعلبتہ رضی اللہ عنہ بن عدی	ثعلبتہ رضی اللہ عنہ بن غنمتہ
جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حزام	جابر بن صخر	حارث رضی اللہ عنہ بن قیس
جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حزام	جابر بن صخر	حارث رضی اللہ عنہ بن قیس
خالد رضی اللہ عنہ بن قیس	خالد رضی اللہ عنہ بن عمرو بن ابی کعب	خالد رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عدی (صرف واقدی)
خالد رضی اللہ عنہ بن قیس (ابن اسحاق،واقدی)	خارجہ رضی اللہ عنہ بن زید	خدیج رضی اللہ عنہ بن سلامتہ
خلاد رضی اللہ عنہ بن سوید بن ثعلبہ	ذکوان رضی اللہ عنہ بن عبد قیس	رافع رضی اللہ عنہ بن مالک بن عجلان
رفاعتہ رضی اللہ عنہ بن رافع بن مالک	رفاعتہ رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر	رفاعتہ رضی اللہ عنہ بن عمرو
زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید	زید رضی اللہ عنہ بن سہل ابوطلحہ	سعد رضی اللہ عنہ بن زید بن مالک الاشہلی (صرف واقدی)
سعد رضی اللہ عنہ بن خثیمہ	سعد رضی اللہ عنہ بن الربیع	سعد رضی اللہ عنہ بن عبادۃ
سلمتہ بن سلامہ بن وقش	سلیم رضی اللہ عنہ بن عمرو	سنان رضی اللہ عنہ بن صیفی
سہل بن عتیک	شمر رضی اللہ عنہ بن سعد	صیفی رضی اللہ عنہ بن سواد
ضحاک رضی اللہ عنہ بن زید	ضحاک رضی اللہ عنہ بن حارثہ	طفیل رضی اللہ عنہ بن نعمان
ظہیر رضی اللہ عنہ بن رافع	عبادۃ رضی اللہ عنہ بن الصامت	عباد رضی اللہ عنہ بن قیس
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن انیس	عباس رضی اللہ عنہ بن نضلہ	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن ربیع
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن زید (صاحب الاذان)	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام

عبس رضی اللہ عنہ بن عامر	ابوالہیثم کے بھائی عبید رضی اللہ عنہ یاعتیک بن التیہان	عقبتہ رضی اللہ عنہ بن عمرو
عقبتہ رضی اللہ عنہ بن عامر	عقبتہ رضی اللہ عنہ بن وہب	عبادۃ رضی اللہ عنہ بن حزم
عمرو رضی اللہ عنہ بن حارث	عمرو رضی اللہ عنہ بن غزیہ	عمرو رضی اللہ عنہ بن عمیر
عمیر رضی اللہ عنہ بن الحارث	عوف رضی اللہ عنہ بن حارث	عویم رضی اللہ عنہ بن ساعدہ
فروۃ رضی اللہ عنہ بن عمرو	قتادہ رضی اللہ عنہ بن النعمان	قطبتہ رضی اللہ عنہ بن عامر
قیس رضی اللہ عنہ بن عامر	قیس رضی اللہ عنہ بن ابی صعصعہ	کعب رضی اللہ عنہ بن مالک
مالک رضی اللہ عنہ بن تیہان ابوالہیثم	مالک رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن جعشم	مسعود رضی اللہ عنہ بن یزید
معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل	معاذ رضی اللہ عنہ بن الحارث	معاذ رضی اللہ عنہ بن عمرو الجموح
معقل رضی اللہ عنہ بن المنذر	معن رضی اللہ عنہ بن عدی	معوذ رضی اللہ عنہ بن الحارث
منذر رضی اللہ عنہ بن عمرو	نعمان رضی اللہ عنہ بن حارثہ	نعمان رضی اللہ عنہ بن عمرو
ہانئ رضی اللہ عنہ بن نیار ابوبردہ	یزید رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ	یزید رضی اللہ عنہ بن خذام
یزید رضی اللہ عنہ بن عامر	یزید رضی اللہ عنہ بن المنذر	ام عمارہ نسیبہ رضی اللہ عنہا بنت کعب (بنونجار سے)
اسماء بنت عمرو (بنوسلمہ سے)		

خَرَجْنَا فِي حُجَّاجِ قَوْمِنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَقَدْ صَلَّيْنَا وَفَقِهْنَا، وَمَعَنَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ ، سَيِّدُنَا وَكَبِيرُنَا، فَلَمَّا وَجَّهْنَا لِسَفَرِنَا، وَخَرَجْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ، قَالَ الْبَرَاءُ لَنَا: يَا هَؤُلَاءِ، إِنِّي قَدْ رَأَيْت رَأيا، فو الله مَا أَدْرِي، أَتُوَافِقُونَنِي عَلَيْهِ، أَمْ لَا؟قَالَ: قُلْنَا: وَمَا ذَاكَ؟قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ أَنْ لَا أَدَعَ هَذِهِ الْبَنِيَّةَ مِنِّي بِظَهْرٍ، يَعْنِي الْكَعْبَةَ، وَأَنْ أُصَلِّيَ إلَيْهَا،قَالَ: فَقُلْنَا، وَاَللَّهِ مَا بَلَغَنَا أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إلَّا إلَى الشَّامِ ، وَمَا نُرِيدُ أَنْ نُخَالِفَهُ،قَالَ: فَقَالَ:إنِّي لَمُصَلٍّ إلَيْهَا. قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ: لَكِنَّا لَا نَفْعَلُ

کعب رضی اللہ عنہ بن مالک انصاری سے مروی ہے ہم اپنی قوم کے مشرکین کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں ہمارے امیر اور بزرگ براء رضی اللہ عنہ بن معرور نے ہم سے کہا بھائیو! میری ایک رائے ہے نہ معلوم تم میری موافقت کروگے یا نہیں؟ ہم نے پوچھا وہ کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا میرا دل نہیں چاہتا کہ میں کعبہ کی طرف پشت کر کے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھوں، میرا تو جی چاہتا ہے کہ کعبہ ہی کی طرف نماز پڑھوں، ان کے ساتھیوں نے کہا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اس لئے ہم ان کے طریقے کے خلاف کیسے جاسکتے ہیں؟ مگر براء رضی اللہ عنہ بن معرور اپنی رائے کے مطابق بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرماتے رہے

اور ہم انہیں اس پر ملامت کرتے رہے، مکہ پہنچ کر بڑی احتیاط سے مشرکین مکہ و مدینہ سے نظر بچا کر براء رضی اللہ عنہ مجھے (کعب رضی اللہ عنہ کو) ساتھ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ وہ قبلہ کے بارے میں دریافت کریں

قَالَ: فَدَخَلْنَا الْمَسْجِدَ فَإِذَا الْعَبَّاسُ جَالِسٌ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ مَعَهُ،فَسَلَّمْنَا ثُمَّ جَلَسْنَا إِلَيْهِ،فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ: هَلْ تَعْرِفُ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا أَبَا الْفَضْلِ؟قَالَ: نَعَمْ، هَذَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ، سَيِّدُ قَوْمِهِ، وَهَذَا كَعْبُ (بْنُ) مَالك ، قَالَ: فو الله مَا أَنْسَى قَوْلَ رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لشاعر؟قَالَ: نَعَمْ،(قَالَ) :فَقَالَ (لَهُ) الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنِّي خَرَجْتُ فِي سَفَرِي هَذَا، وَقَدْ هَدَانِي اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ، فَرَأَيْتُ أَنْ لَا أَجْعَلَ هَذِهِ الْبَنِيَّةَ مِنِّي بِظَهْرٍ، فَصَلَّيْتُ إِلَيْهَا، وَقَدْ خَالَفَنِي أَصْحَابِي فِي ذَلِكَ، حَتَّى وَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ، فَمَاذَا تَرَى يَا رَسُولَ اللَّهِ؟قَالَ: (قَدْ) كُنْتَ عَلَى قِبْلَةٍ لَوْ صَبَرْتَ عَلَيْهَا قَالَ: فَرَجَعَ الْبَرَاءُ إِلَى قِبْلَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَلَّى مَعَنَا إِلَى الشَّامِ

کعب کہتے ہیں پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے اور ہم نے عباس رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھے ہوئے دیکھا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوالفضل!تم ان دونوں کو جانتے ہو؟انہوں نے کہاہاں میں دونوں کو جانتا ہوں یہ براء بن معرور اپنی قوم کے سردار ہیں اور یہ کعب بن مالک ہیں، کعب بن مالک کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کبھی نہیں بھولوں گا کہ آپ نے فرمایا وہ کعب بن مالک جو شاعر ہیں، عباس رضی اللہ عنہ نے کہاہاں، براء رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!میں اس سفر میں جو نکلا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت کر دی ہے، میں نے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور میرے تمام ساتھی میرے مخالف تھے اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تو میں اپنے قبلہ سابق پر قائم ہوں اس لئے بہتر تھا کہ تم ابھی صبر کرتے اور قبلہ بدلنے میں عجلت سے کام نہ لیتے،اس کے بعد براء رضی اللہ عنہ نے بھی بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے۔[1]

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے ملاقات کب اور کہاں ہوسکتی ہے تا کہ ہمارے ساتھ دوسرے مسلمان بھی قدم بوسی کا شرف حاصل کرسکیں اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے کر بیعت بھی کریں اور دین کی باتیں بھی آپ کی زبانی سنیں، آخر یہ طے ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام تشریق کے درمیانی دن یعنی بارہ ذی الحجہ کو رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر جمرہ عقبہ میں جہاں گزشتہ سال بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت کا شرف حاصل کیا تھا بیعت لینے کے لئے تشریف لائیں گے،تمام مسلمان مدینہ بھی ملاقات کے لئے خفیہ طور پر وہاں جمع ہو جائیں،

فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنْ الْحَجِّ، وَكَانَتْ اللَّيْلَةُ الَّتِي وَاعَدْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا، وَمَعَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو جابْن حرَام أَبُو جَابِرٌ، سَيِّدٌ مِنْ سَادَاتِنَا، وَشَرِيفٌ مِنْ أَشْرَافِنَا ، أَخَذْنَاهُ مَعَنَا، وَكُنَّا نَكْتُمُ مَنْ مَعَنَا مِنْ قَوْمِنَا مِنْ الْمُشْرِكِينَ أَمْرَنَا فَكَلَّمْنَاهُ وَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا جابِرٍ، إِنَّكَ سَيِّدٌ مِنْ سَادَاتِنَا، وَشَرِيفٌ مِنْ أَشْرَافِنَا، وَإِنَّا نَرْغَبُ بِكَ عَمَّا

[1] ابن ہشام۴۳۹؍۱،الروض الانف۶۶؍۴،السیرة النبویة لابن کثیر۱۹۲؍۲

أَنْتَ فِيهِ أَنْ تَكُونَ حَطَبًا لِلنَّارِ غَدًا، ثُمَّ دَعَوْنَاهُ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبَرْنَاهُ بِمِيعَادِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّانَا الْعَقَبَةَ. قَالَ: فَأَسْلَمَ وَشَهِدَ مَعَنَا الْعَقَبَةَ، وَكَانَ نَقِيبًا

جب ہم حج سے فارغ ہو گئے اور ملاقات کی شب آئی تو ہمارے ہمراہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام بھی تھے جو اپنی قوم کے سرداروں اور اشراف میں سے تھے کیونکہ ان کو ہم نے اپنے ساتھ لے لیا تھا (اگرچہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اور ہم اپنا از مشرکین سے جو ہماری قوم کے تھے ظاہر نہ کرتے تھے مگر ہم نے اپنے سردار عبد اللہ سے کہا اے ابو جابر! آپ ہماری قوم کے سردار اور بزرگ ہیں ہم نہیں چاہتے کہ روز قیامت آپ جہنم کا ایندھن بنیں، پھر ہم نے انہیں نہایت اچھے طریقے پر دین اسلام پیش کیا اور ان کو بتایا کہ ہم اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے جا رہے ہیں، چنانچہ وہ بھی ہمارے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور وہ نقیب مقرر ہوئے۔[1]

عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ لِي سَعْدُ بْنُ خَيْثَمَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ: يَا عُوَيْمُ انْطَلِقْ بِنَا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُسَلِّمَ عَلَيْهِ، فَإِنَّا لَمْ نَرَهْ قَطُّ وَقَدْ آمَنَّا بِهِ، فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ، فَقِيلَ لِي: هُوَ فِي مَنْزِلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَرَحَلْنَا عَلَيْهِ، فَسَلَّمْنَا، وَقُلْنَا لَهُ: مَتَى نَلْتَقِي؟

عویم رضی اللہ عنہ بن ساعدہ فرماتے ہیں جب ہم (مدینہ منورہ کے اہل ایمان) مکہ مکرمہ پہنچے تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن جبیر، معن رضی اللہ عنہ بن عدی اور سعد رضی اللہ عنہ بن خیثمہ نے مجھ سے کہا اے عویم رضی اللہ عنہ! ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے چلو تاکہ جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کریں کیونکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے ہیں لیکن ابھی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی، میں ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا مجھ سے کہا گیا کہ آپ عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے مکان پر تشریف فرما ہیں، ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم (اہل مدینہ) آپ سے کب اور کہاں ملاقات کر سکیں گے؟

فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: إِنَّ مَعَكُمْ مِنْ قَوْمِكُمْ مَنْ هُوَ مُخَالِفٌ لَكُمْ، فَأَخْفُوا أَمْرَكُمْ حَتَّى يَنْصَدِعَ هَذَا الْحَاجُّ، وَنَلْتَقِيَ نَحْنُ وَأَنْتُمْ فَنُوَضِّحَ لَكُمُ الْأَمْرَ، فَتَدْخُلُونَ عَلَى أَمْرٍ بَيِّنٍ، فَوَعَدَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ الَّتِي فِي صُبْحِهَا النَّفَرُ الْآخِرُ أَنْ يُوَافِيَهُمْ أَسْفَلَ الْعَقَبَةِ حَيْثُ الْمَسْجِدُ الْيَوْمَ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ لَا يُنَبِّهُوا نَائِمًا، وَلَا يَنْتَظِرُوا غَائِبًا

عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے کہا تمہارے ساتھ تمہاری قوم کے وہ لوگ بھی ہیں جو تم سے مخالفت رکھتے ہیں اس لیے اپنا معاملہ پوشیدہ رکھو یہاں تک کہ حج پر آئے ہوئے لوگ منتشر ہو جائیں، اس وقت ہم اور تم ملاقات کریں اور تمہارے لئے اس امر کو واضح کر دیں پھر تم لوگ امر بین کی بنا پر داخل ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات کے لیے وہ رات تجویز فرمائی جس کی صبح کو یوم النفر الآخر (یعنی چودہ ذی الحجہ کا دن) کہا جاتا ہے اور ملاقات کا مقام عقبہ کا نشیبی حصہ مقرر فرمایا جہاں آج کل مسجد بن ہوئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ نہ کسی سونے والے کو بیدار کرنا اور نہ کسی غائب کا انتظار کرنا۔[2]

ایام تشریق کی آخری رات بیعت کے لیے اس لیے موزوں خیال کی گئی کیونکہ اگلے روز نماز ظہر کے فوراً بعد انہیں اپنے شہر روانہ ہو جانا تھا تا کہ

[1] مسند احمد ۱۵۷۹۸، تاریخ طبری ۲/۳۶۱، ابن ہشام ۱/۴۴۱، الروض الانف ۴/۶۹، عیون الآثر ۱/۱۹۰، البدایة والنہایة ۳/۱۹۴، السیرة النبویة لابن کثیر ۲/۱۹۴

[2] ابن سعد ۴/۷

بالفرض اگر بیعت کا راز کھل جائے تو قریش انہیں اس امر سے باز رکھ سکیں نہ روک سکیں جبکہ اس کا خدشہ موجود تھا۔ ①

چنانچہ مقررہ رات کو حسب معمول دوسرے لوگوں کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رات کو اپنی اپنی جگہ پر لیٹ گئے، انتظار کی گھڑیاں بڑی کٹھن ہوتی ہیں، وہ شوق ملاقات میں بے چینی سے کروٹ پر کروٹ بدلتے ہوئے بڑی بے چینی مگر صبر سے مطلوبہ وقت کا انتظار کرنے لگے کہ کب چودویں کا چاند نکلے اور وہ اس کی روشنی کو اپنے دلوں میں سمیٹ لیں، شوق ملاقات میں ان کے دل کی دھڑکنیں تیز تھیں، آنکھوں سے نیند اڑ چکی تھی

حَتَّى إِذَا مَضَى ثُلُثُ اللَّيْلِ خَرَجْنَا مِنْ رِحَالِنَا لِمَعَادِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَتَسَلَّلُ تَسَلُّلَ الْقَطَا مُسْتَخْفِينَ، حَتَّى اجْتَمَعْنَا فِي الشِّعْبِ عِنْدَ الْعَقَبَةِ، وَنَحْنُ ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ رَجُلًا، وَمَعَنَا امْرَأَتَانِ مِنْ نِسَائِنَا: نُسَيْبَةُ بِنْتُ كَعْبٍ، أُمُّ عُمَارَةَ، إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي مَازِنِ بْنِ النَّجَّارِ، وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عَمْرِو بْنِ عَدِيِّ بْنِ نَابِي، إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي سَلِمَةَ، وَهِيَ أُمُّ مَنِيعٍ،قَالَ: فَاجْتَمَعْنَا فِي الشِّعْبِ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب انتظار کے لمبے لمحے بیت گئے اور تہائی رات گزر گئی، ہر طرف گہرا اندھیرا چھا گیا، سارے ہنگامے خاموش ہو گئے، قریش اور بیرونی حاجی بھی محو خواب ہو گئے تو ایک ایک فرد چپکے چپکے اپنی جگہ سے کھسک کر مطلوبہ جگہ پر پہنچنا شروع ہو گیا اور ہم اس وقت تہتر مرد تھے اور دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں ایک نسیبہ بنت کعبہ ام عمارہ جو بنی مازن بن نجاز میں سے تھیں اور دوسری اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی جو بنی سلمہ میں سے تھیں اور اسی کو ام منیع بھی کہتے تھے، کہتے ہیں اس طرح ہم کل پچھتر (۷۵) افراد گھاٹی میں جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے۔ ایک روایت میں ہے

وَقَدْ سَبَقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم إلى ذَلِكَ الْمَوْضِعِ وَمَعَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ غَيْرُهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے ساتھ پہلے سے موجود تھے اور ان کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ ②

حَتَّى جَاءَنَا وَمَعَهُ (عَمُّهُ) الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عَلَى دِينِ قَوْمِهِ، إِلَّا أَنَّهُ أَحَبَّ أَنْ يَحْضُرَ أَمْرَ ابْنِ أَخِيهِ وَيَتَوَثَّقَ لَهُ

آخر دیدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لمحہ آ ہی گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے ہمراہ جو ابھی تک اپنے آبائی دین پر قائم تھے مگر فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ تھے اور آپ کی دعوت کی کامیابی کے دل سے متمنی تھے رونق افروز ہوئے۔ ③

اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے گھاٹی کے کنارے کھڑے ہو کر جاسوسی کے فرائض انجام دیئے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گھاٹی کے راستے میں کھڑے ہو کر یہ فریضہ انجام دے رہے تھے۔ ④

① الهجرة النبوية المباركة للدكتورعبدالرحمٰن البرصفحه ٦٧
② ابن سعد۵/۴
③ ابن ہشام۴۳۹/۱
④ التربية القيادية للدكتورالغضبان۱۰۹/۲

جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو ایک روایت میں ہے

فَوَاعَدَنَا بَيْعَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ لَهُ عَمُّهُ الْعَبَّاسُ: يَا ابْنَ أَخِي لَا أَدْرِي مَا هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ الَّذِينَ جَاءُوكَ إِنِّي ذُو مَعْرِفَةٍ بِأَهْلِ يَثْرِبَ فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَهُ مِنْ رَجُلٍ وَرَجُلَيْنِ فَلَمَّا نَظَرَ الْعَبَّاسُ فِي وُجُوهِنَا قَالَ: هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا نَعْرِفُهُمْ، هَؤُلَاءِ أَحْدَاثٌ

جب آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو کہنے لگے بھتیجے! معلوم نہیں آپ کے پاس یہ کون لوگ آنے والے ہیں؟ اہل مدینہ سے میں بھی واقف ہوں، جب سب اہل مدینہ جمع ہو گئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کو دیکھ کر کہا میں آپ لوگوں کو نہیں جانتا تم تو نوجوان ہو۔ (۱)

ایک روایت میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب انصار کے ساتھ آپ ﷺ کے معاہدے کے وقت حاضر ہونا چاہتے اور آپ ﷺ کے تحفظ کا یقین کرنا چاہتے تھے۔ فَقَالَ: لِيَتَكَلَّمْ مُتَكَلِّمُكُمْ، وَلَا يُطِيلُ الْخُطْبَةَ، فَإِنَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَيْنًا، وَإِنْ يَعْلَمُوا بِكُمْ يَفْضَحُوكُمْ

تمہارا متکلم بات کرلے لیکن لمبی بات نہ کرے کیونکہ مشرکین نے تم پر اپنے جاسوس مقرر کر رکھے ہیں اگر انہیں پتہ چل گیا تو وہ تمہیں بدنام کریں گے۔ (۲)

فَلَمَّا جَلَسْنَا كَانَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَوَّلَ مُتَكَلِّمٍ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْخَزْرَجِ إِنَّ مُحَمَّدًا مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ وَقَدْ مَنَعْنَاهُ مِنْ قَوْمِنَا، مِمَّنْ هُوَ عَلَى مِثْلِ رَأْيِنَا فِيهِ، فَهُوَ فِي عِزٍّ مِنْ قَوْمِهِ وَمَنَعَةٍ فِي بَلَدِهِ، وَإِنَّهُ قَدْ أَبَى إِلَّا الِانْحِيَازَ إِلَيْكُمْ، وَاللُّحُوقَ بِكُمْ، فَإِنْ كُنْتُمْ تَرَوْنَ أَنَّكُمْ وَافُونَ لَهُ بِمَا دَعَوْتُمُوهُ إِلَيْهِ، وَمَانِعُوهُ مِمَّنْ خَالَفَهُ، فَأَنْتُمْ وَمَا تَحَمَّلْتُمْ مِنْ ذَلِكَ، وَإِنْ كُنْتُمْ تَرَوْنَ أَنَّكُمْ مُسْلِمُوهُ وَخَاذِلُوهُ بَعْدَ الْخُرُوجِ بِهِ إِلَيْكُمْ، فَمِنَ الْآنَ فَدَعُوهُ، فَإِنَّهُ فِي عِزٍّ وَمَنَعَةٍ مِنْ قَوْمِهِ وَبَلَدِهِ

جب سب لوگ بیٹھ گئے تو عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے معاملہ کی نزاکت کو واضح کرنے کے لئے بات چیت کا آغاز کیا اور کہا اے گروہ خزرج! (اس وقت اوس وخزرج کے مجموعے کا خزرج کہا جاتا تھا) ہمارے اندر محمد (ﷺ) کی جو عزت و وقعت ہے اس سے تم سب اچھی طرح واقف ہو، ہم (بنی ہاشم و بنی مطلب) نے ان کے مخالفین کے مقابلے میں ہمیشہ ان کی حمایت اور حفاظت کی ہے (اس لئے وہ اپنی قوم میں انتہائی عزت و احترام اور پوری حفاظت کے ساتھ رہ رہے ہیں) مگر ان کا خود یہ ارادہ ہے کہ یہ اس شہر کو چھوڑ کر تمہارے شہر میں جانے کے لئے بے تاب اور تمہارے پاس رہنے کے آرزومند ہیں، اگر تم ان کی پوری پوری حمایت اور حفاظت کرسکو اور ان کے دشمنوں سے ان کو محفوظ رکھو گے تو ٹھیک ہے خوشی سے انہیں اپنے ہمراہ لے جاؤ اور اگر تم سے یہ بات نہ ہو سکے تو بہتر ہے تم اسی وقت جواب دے دو کیونکہ محمد (ﷺ) اس وقت ہماری حفاظت میں ہیں، ایسا نہ ہو کہ تم یہاں سے ان کو لے جا کر پھر ان کے دشمنوں کے سپرد کر دو۔ (۳)

ابن سعد میں عباس رضی اللہ عنہ کی تقریر اس طرح نقل کی گئی ہے

(۱) مستدرک حاکم ۴۲۵۱

(۲) مسند احمد ۱۷۰۷۸، دلائل النبوۃ للبیہقی ۴۵۰/۲

(۳) ابن ہشام ۴۴۱/۱، الروض الانف ۱۷/۴، عیون الآثر ۱۹۰/۱، تاریخ طبری ۳۶۲/۲، البدایۃ والنہایۃ ۱۹۵/۳، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۱۹۷/۲

يَا مَعْشَرَ الْخَزْرَجِ إِنَّكُمْ قَدْ دَعَوْتُمْ مُحَمَّدًا إِلَى مَا دَعَوْتُمُوهُ إِلَيْهِ. وَمُحَمَّدٌ مِنْ أَعَزِّ النَّاسِ فِي عَشِيرَتِهِ. يَمْنَعُهُ وَاللَّهِ مِنَّا مَنْ كَانَ عَلَى قَوْلِهِ. وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَّا عَلَى قَوْلِهِ يَمْنَعُهُ لِلْحَسَبِ وَالشَّرَفِ. وَقَدْ أَبَى مُحَمَّدٌ النَّاسَ كُلَّهُمْ غَيْرَكُمْ، فَإِنْ كُنْتُمْ أَهْلَ قُوَّةٍ وَجَلَدٍ وَبَصَرٍ بِالْحَرْبِ وَاسْتِقْلالٍ بِعَدَاوَةِ الْعَرَبِ قَاطِبَةً تَرْمِيكُمْ عَنْ قَوْسٍ واحدة. فارتأوا رأيكم وأتمروا بَيْنَكُمْ وَلا تَفْتَرِقُوا إِلا عَنْ مَلإٍ مِنْكُمْ وَاجْتِماع

اے گروہ خزرج! تم نے محمد (ﷺ) کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی ہے تو صورت حال یہ ہے کہ محمد (ﷺ) اپنے خاندان اور رشتہ داروں کے درمیان بڑی مضبوط حیثیت کے مالک ہیں، ہم میں سے جنہوں نے ان کا دین قبول کر لیا ہے اور وہ بھی جنہوں نے ان کا دین اختیار نہیں کیا سب ان کے حسب ونسب کی بنا پر ان کی حفاظت کر رہے ہیں مگر محمد (ﷺ) سب کو چھوڑ کر تمہارے پاس ہی جانا چاہتے ہیں، اب تم اچھی طرح سوچ لو کہ کیا تم میں اتنی طاقت، ہمت اور جنگی صلاحیت ہے کہ سارے عرب کے مقابلے میں کھڑے ہو سکو، محمد (ﷺ) کی حمایت کرنے پر ہو سکتا ہے کہ سارے عرب متحد ہو کر تم پر یلغار کر دیں لہذا معاملے کے تمام پہلوؤں پر خوب غور و خوض کر کے ایسا فیصلہ کرو جس پر تم سب کا اتفاق ہو کیونکہ سب سے اچھی سچی بات ہے۔ [1]

اس کے بعد انہوں نے اہل وفد سے پوچھا

كيف تقاتلون عدوّكم،تكلم عبد الله بن عمرو بن حزام فقال نحن والله أهل الحرب غذينا بها ومرّينا وورثناها عن آبائنا كابرا عن كابر نرمى بالنسل حتى تفنى ثم نطاعن بالرماح حتى تكسر ثم نمشي بالسيوف فنضرب بها حتى يموت الاعجل منا أو من عدوّنا

کیا تم مجھے بتلاؤ گے کہ تمہارے لڑنے کا کیا طریقہ ہے؟ ابو جابر عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام نے جواب دیا اللہ کی قسم! ہم جنگ آزما لوگ ہیں، جنگ ہماری فطرت میں ودیعت کی گئی ہے اور ہم اس کے عادی ہو چکے ہیں، ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے اسے ورثے میں پایا ہے، پہلے ہم دشمنوں پر تیروں کی بوچھاڑ کرتے ہیں جب تیر ختم ہو جاتے ہیں تو پھر ہم نیزوں سے لڑتے ہیں، جب نیزے ٹوٹ جاتے ہیں تو پھر ہم تلواریں سونت کر دشمن سے نبرد آزما ہوتے ہیں یہاں تک کہ جس فریق کی موت آجائے وہ مر جاتا ہے، عباس رضی اللہ عنہ نے کہا واقعی تم جنگ آزما لوگ ہو۔ [2]

فَقَالَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ: قَدْ سَمِعْنَا مَا قُلْتَ وَإِنَّا وَاللَّهِ لَوْ كَانَ فِي أَنْفُسِنَا غَيْرُ مَا تَنْطِقُ بِهِ لَقُلْنَاهُ وَلَكِنَّا نُرِيدُ الْوَفَاءَ وَالصِّدْقَ وَبَذْلَ مُهَجِ أَنْفُسِنَا دُونَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر براء رضی اللہ عنہ بن معرور نے کہا اے عباس رضی اللہ عنہ! ہم نے آپ کی بات سن لی واللہ! اگر ہمارے دلوں میں کچھ اور ہوتا تو ہم برملا اس کا اظہار کر دیتے مگر ہم تو اپنی جانوں کی بازی لگا کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وفاداری کا حق نباہنا چاہتے ہیں۔ [3]

فَقُلْنَا لَهُ: قَدْ سَمِعْنَا مَا قُلْتُ

[1] ابن سعد ۱۷۲/۱

[2] تاریخ الخمیس ۱/۳۱۸

[3] ابن سعد ۱/۱۷۲

کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے جواب دیا اے عباس بن عبد المطلب! ہم نے آپ کی بات سن لی۔

انصار کو خوب معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں پناہ دینا اور ان کی حفاظت کرنا ان کے لئے اور ان کے کنبوں کے لئے کتنا پر خطر ہوسکتا ہے، اس پر عباس رضی اللہ عنہ کی دوٹوک گفتگو نے بھی انہیں سوچنے پر مجبور کیا ہوگا، جسے سن کر انہوں نے مشرکین اور اپنی طاقت کا اندازہ کیا ہوگا، اپنی قوت ایمانی کو جانچا ہوگا مگر انہوں نے اپنی کم مائیگی، افرادی قوت، بے سروسامانی کے خوف سے سر نہیں جھکائے بلکہ جوش ایمانی اور عزم محکم سے سر اٹھا کر ادب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا

فَتَكَلَّمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَخُذْ لِنَفْسِكَ وَلِرَبِّكَ مَا أَحْبَبْتُ ، قَالَ فَتَكَلَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَا الْقُرْآنَ وَدَعَا إِلَى اللهِ وَرَغَّبَ فِي الْإِسْلَامِ، ثُمَّ قَالَ: أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ تَمْنَعُونِي مِمَّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ نِسَاءَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں، آپ ہم سے جو عہد و پیمان پسند کریں ہم اس کے لئے حاضر ہیں، ہم مرتے دم تک ہر حال میں آپ کے ساتھ ہوں گے، انصار کا جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے انہیں اسلام پر پختگی کی ترغیب دی پھر قرآن مجید سے چند آیات تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرو اور اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ کرو اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے یہ چاہتا ہوں کہ ہم کو ٹھکانہ دو، اور پھر فرمایا اس بات پر بیعت کرو کہ جس طرح اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح ہماری حفاظت کرتے ہو۔ [1]

ابن اسحاق نے عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت سے روایت کرتے ہوئے مزید ایک شق کا اضافہ کیا ہے

وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ

ہم اہل حکومت سے حکومت کے لئے نزاع نہ کریں گے۔ [2]

ایک اور روایت میں ہے

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: فَاجْتَمَعْنَا فِيهِ مِنْ رَجُلٍ وَرَجُلَيْنِ حَتَّى تَوَافَيْنَا فِيهِ عِنْدَهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: تُبَايِعُونِي عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ، وَالنَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَعَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَأَنْ تَقُولُوا فِي اللَّهِ، لَا تَخَافُونَ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَعَلَى أَنْ تَنْصُرُونِي، فَتَمْنَعُونِي إِذَا قَدِمْتُ عَلَيْكُمْ مِمَّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ، وَأَزْوَاجَكُمْ، وَأَبْنَاءَكُمْ ، وَلَكُمُ الْجَنَّةُ

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب جب لوگ جمع ہو گئے اور بیعت کا وقت آیا تو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم کس بات پر بیعت کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس بات پر کہ خواہ تم اچھے حال میں ہو یا برے میں، ہمیشہ حکم سنو گے اور اطاعت کرو گے، اس بات پر کہ تنگی اور خوشحالی میں راہ اللہ میں خرچ کرتے رہو گے، آؤ مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ میری سنو گے اور میری مانتے رہو گے، اور اس بات پر کہ بھلائی کی باتوں کا حکم کرتے رہو گے اور بری باتوں سے لوگوں کو روکتے رہو گے، اور اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو پھیلانے کے لئے اٹھ کھڑے

[1] ابن ہشام ۴۴۲/۱، تاریخ طبری ۳۶۲/۲، الروض الانف ۷۶/۴، عیون الآثر ۱۹۱/۱، مسند احمد ۱۵۷۹۸

[2] ابن ہشام ۴۵۴/۱

ہو گے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی مطلقاً پرواہ نہ کرو گے، میری برابر مدد کرتے رہو گے اور جب میں آؤں تو جس طرح اپنے اہل وعیال کی، بال بچوں کی اور خود اپنی نگرانی کرتے ہو اسی طرح میری بھی کرتے رہو گے، ہاں سن لو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تمہیں جنت الفردوس عطا فرمائے گا[1]

فَأَخَذَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَنَمْنَعَنَّكَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أُزُرَنَا، فَبَايِعْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَنَحْنُ وَاللَّهِ أَهْلُ الْحَرْبِ وَأَهْلُ الْحَلَقَةِ، وَرِثْنَاهَا كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ

آپ ﷺ کا ارشاد سن کر براء رضی اللہ عنہ بن معرور نے جو قوم کے بڑے سرداروں میں سے تھے اور سب لوگ ان کی عزت واحترام کرتے تھے بے تکلف رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک تھاما اور کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر مبعوث کیا ہے ہم یقیناً ان تمام آفات سے آپ کی حفاظت کریں گے جس سے اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہیں، اس شرط پر ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی، بخدا! ہم نے تلواروں کی گود میں پرورش پائی ہے، ہم تو لڑائی کے شہسوار ہیں اور ہم اہل جماعت ہیں اور یہ فخر ہم کو وراثتاً اپنے بزرگوں سے ملتا رہا ہے۔[2]

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم بیعت کے لئے مستعد ہوئے تو

وَأَخَذَ بِيَدِهِ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ، وَهُوَ مِنْ أَصْغَرِهِمْ، فَقَالَ: رُوَيْدًا يَا أَهْلَ يَثْرِبَ، فَإِنَّا لَمْ نَضْرِبْ أَكْبَادَ الْإِبِلِ إِلَّا وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ إِخْرَاجَهُ الْيَوْمَ مُفَارَقَةُ الْعَرَبِ كَافَّةً، وَقَتْلُ خِيَارِكُمْ، وَأَنَّ تَعَضَّكُمُ السُّيُوفُ، فَإِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَصْبِرُونَ عَلَى ذَلِكَ، وَأَجْرُكُمْ عَلَى اللَّهِ، وَإِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَخَافُونَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ جَبِينَةً، فَبَيِّنُوا ذَلِكَ، فَهُوَ أَعْذَرُ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ، قَالُوا: أَمِطْ عَنَّا يَا أَسْعَدُ، فَوَاللَّهِ لَا نَدَعُ هَذِهِ الْبَيْعَةَ أَبَدًا، وَلَا نَسْلُبُهَا أَبَدًا

اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ نے جو ہم سب میں چھوٹے تھے رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا ٹھیرو اے اہل یثرب! ہم اپنے اونٹ دوڑاتے ہوئے محمد ﷺ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہمیں یقین کامل ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آج آپ کو مکہ سے نکال کر اپنے ساتھ لے جانا سارے عرب کی دشمنی مول لینا ہے اس کے نتیجے میں تمہارے فرزند قتل ہوں گے اور تلواریں تمہارا خون چاٹیں گی، اگر تم یہ سب کچھ برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہو تو آپ کا ہاتھ تھام لو اس کا اجر تمہیں اللہ دے گا لیکن اگر تمہیں اپنی جانوں کا خوف ہے تو پھر یہ معاملہ یہیں رہنے دو اور صاف صاف عذر کر دو کیونکہ اس وقت عذر کر دینا اللہ کے ہاں زیادہ قابل قبول ہو گا، اس پر سب نے کہا اے سعد! ہمارے راستے سے پرے ہو جاؤ، اللہ کی قسم! ہم آپ کی بیعت ضرور کریں گے اور اس سے ہرگز دست بردار نہ ہوں گے۔[3]

قَالَ: فَاعْتَرَضَ الْقَوْلَ، وَالْبَرَاءُ يُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ حَلِيفُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ،

---

[1] ۔مسنداحمد۱۴۴۵۶،مستدرک حاکم ۴۲۵۱،السنن الکبری للبیہقی ۱۷۷۳۵،دلائل النبوۃ للبیہقی ۴۴۲؍۲، البدایۃ والنہایۃ ۱۹۴؍۳

[2] تاریخ طبری۳۶۲؍۲،ابن ہشام۴۴۲؍۱،الروض الانف۷۷؍۴،البدایۃ والنہایۃ۱۹۶؍۳، مسند احمد ۱۵۷۹۸

[3] مسنداحمد۱۴۴۵۶، مستدرک حاکم۴۲۵۱ ، دلائل النبوۃ للبیہقی ۴۴۲؍۲،السنن الکبری للبیہقی ۱۷۷۳۵، عیون الآثر ۱۹۲؍۱،البدایۃ والنہایۃ ۱۹۴؍۳

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الرِّجَالِ حِبَالًا، وَإِنَّا قَاطِعُوهَا يَعْنِي الْعُهُودَ فَهَلْ عَسَيْتَ إِنْ نَحْنُ فَعَلْنَا ذَلِكَ، ثُمَّ أَظْهَرَكَ اللَّهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى قَوْمِكَ، وَتَدَعَنَا؟ قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،ثُمَّ قَالَ: بَلْ الدَّمَ الدَّمَ، وَالْهَدْمَ الْهَدْمَ، أَنَا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مِنِّي، أُحَارِبُ مَنْ حَارَبْتُمْ، وَأُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ

ابھی اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ بات کر ہی رہے تھے کہ ابوالہیثم رضی اللہ عنہ بن التیہان نے جو بنوعبد الاشہل کے حلیف تھے اور مدینہ کے معزز لوگوں میں شمار ہوتے تھے نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی بات کاٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اندیشوں کا ذکر کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے اور یہود کے درمیان تعلقات ہیں جو بیعت کے بعد منقطع ہوجائیں گے، کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ ہم ان سے تعلقات توڑ ڈالیں پھر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار پر غلبہ عطافرمائے گا تو کیا آپ ہمیں بے سہارا چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف لوٹ آئیں گے،ابوالہیثم رضی اللہ عنہ بن التیہان کا اندیشہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے اختیار مسکرائے،اور پھر فرمایا نہیں بلکہ میرا خون تمہارا خون ہے، میری آبرو تمہاری آبرو ہے ،میری امان تمہاری امان ہے،تم میرے اور میں تمہارا ہوں،جس کو تم معاف کروگے اس کو میں بھی معاف کروں گا اور جس سے تمہاری جنگ ہوگی اس سے میری بھی جنگ ہوگی،جس سے تمہاری صلح ہوگی اس سے میری بھی صلح ہوگی۔[1]

ایک روایت میں ہے

وَلَغَطُوا. فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ المطلب وهو آخذ بيدرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَخْفُوا جَرْسَكُمْ فَإِنَّ عَلَيْنَا عُيُونًا

جب گفتگو ہو رہی تھی کہ کچھ لوگوں کی آوازیں قدرے بلند ہوگئیں اس پر عباس رضی اللہ عنہ نے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھام رکھا تھا انصار سے کہا آواز پست کرو کیونکہ مشرکین کے جاسوس تمہاری کھوج میں لگے ہوں گے۔[2]

أَنَّ الْقَوْمَ لَمَّا اجْتَمَعُوا لِبَيْعَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عُبَادَةَ بْنِ نَضْلَةَ الْأَنْصَارِيُّ، أَخُو بَنِي سَالِمِ بْنِ عَوْفٍ: يَا مَعْشَرَ الْخَزْرَجِ، هَلْ تَدْرُونَ عَلَامَ تُبَايِعُونَ هَذَا الرَّجُلَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّكُمْ تُبَايِعُونَهُ عَلَى حَرْبِ الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ مِنْ النَّاسِ، فَإِنْ كُنْتُمْ تَرَوْنَ أَنَّكُمْ إِذَا أنهكت أموالكم مصيبة، وأشرافكم قتلاً أَسْلَمْتُمُوهُ فَمِنَ الْآنَ فَهُوَ وَاللَّهِ إِنْ فَعَلْتُمْ خِزْيُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَإِنْ كُنْتُمْ تَرَوْنَ أَنَّكُمْ وافون له لَهُ بِمَا دَعَوْتُمُوهُ إِلَيْهِ عَلَى نَهْكَةِ الْأَمْوَالِ وَقَتْلِ الْأَشْرَافِ فَخُذُوهُ، فَهُوَ وَاللَّهِ خَيْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

ابن اسحاق سے مروی ہے لوگ بیعت کے لئے بڑھنا ہی چاہتے تھے کہ عباس رضی اللہ عنہ بن عبادہ بن نضلہ بیعت کو پختہ اور مستحکم کرنے کی غرض سے بول اٹھے اور کہا اے اوس وخزرج کے بھائیو! تمہیں خبر بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس بات پر بیعت کرنے جارہے ہو؟سب صحابہ کرام نے جواب دیا ہاں ہمیں خوب معلوم ہے کہ ہم کیا بیعت کرنے جارہے ہیں،عباس رضی اللہ عنہ بن عبادہ بن نضلہ نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا سن لو یہ اس بات کی بیعت ہے کہ ہر ایک سرخ وسیاہ سے تم کو لڑنا ہوگا اگر تم یہ دیکھو کہ جب تمہارے مال برباد ہوں گے اور تمہارے اشراف قتل ہوجائیں گے اس وقت تم ان سے پھر جاؤ گے تو اسی وقت اس بیعت کو ترک کردو،اللہ کی قسم! اگر اس وقت تم نے ایسا کیا تو دنیاو آخرت

[1] مسند احمد ۱۵۷۹۸،تاریخ طبری ۳۶۳؍۲،ابن ہشام ۴۴۲؍۱، الروض الانف ۷۳؍۴، عیون الاثر ۱۹۱؍۱

[2] ابن سعد ۱۷۲؍۱

کی ذلت تم کو نصیب ہو گی، اور اگر تم یہ جانتے ہو کہ چاہئے کیسی ہی مصیبت تم کو پہنچے، مال و دولت برباد ہو یا اشراف قتل ہو جائیں تم اپنی بیعت پر قائم رہو گے تو بسم اللہ، بیعت کرو کیونکہ اس عہد میں تمہارے لئے دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی و کامرانی اور اللہ کی خوشنودی شامل ہے وفد کے سب اراکین نے بیک آواز کہا ہاں ہم ان سب باتوں کی بیعت کرتے ہیں۔ (۱)

(اصطلاح شریعت میں بیعت کا معنی ہے انتہائی شوق و رغبت سے اپنی جان و مال کو بلا معاوضہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاتھوں فروخت کر دینا ہے)

قَالُوا: فَإِنَّا نَأْخُذُهُ عَلَى مُصِيبَةِ الْأَمْوَالِ وَقَتْلِ الْأَشْرَافِ فَمَا لَنَا بِذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ نَحْنُ وَفَّيْنَا؟قَالَ: الْجَنَّةُ،قالوا ربح البيع لا نقيل ولا نستقيل، ابْسُطْ يَدَكَ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعُوهُ

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم پر کیسی کسی ہی مصیبت پہنچے مال برباد ہوں یا اشراف قتل ہوں اور ہم اپنے عہد پر قائم رہیں تو ہمارا معاوضہ کیا ہو گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت ملے گی جنت، یعنی جنت کی نعمتوں کے حقدار بن جاؤ گے، یہ سن کر عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو بڑے نفع والی خرید و فروخت ہے، ہم اس کے فسخ پر ہرگز راضی نہ ہوں گے، آپ بیعت لینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں دست مبارک بڑھا دیا اور سب اہل وفد نے نہایت ذوق و شوق سے بیعت کر لی۔ (۲)

کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کی حاکم میں اور جابر رضی اللہ عنہ کی مسند احمد میں روایت ہے کہ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ (۳)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں، ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمہ ایک پختہ وعدہ ہے توراۃ اور انجیل اور قرآن میں، اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ سے چکا لیا ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

کیونکہ مدینہ منورہ میں اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ہی پر جوش کارکن تھے جنہوں نے اسلام کے اولین سفیر مصعب کے ساتھ مل کر تبلیغ اسلام کے لئے بڑی جد و جہد کی تھی اور ان ہی کی کوششوں سے اس وقت انصار کی ایک بڑی جماعت حاضر خدمت تھی اور سب لوگ انہیں ہی اپنا لیڈر تسلیم کرتے تھے اس لیے سب سے پہلے اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ نے جو ستر انصار میں سب سے کم عمر تھے بیعت کی پھر براء رضی اللہ عنہ بن معرور پھر اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر نے بیعت کی۔

---

(۱) ابن ہشام۲/۴۴۷،۱،الروض الانف۴/۷۷،تاریخ طبری۲/۳۶۳، البداية والنهاية۳/۱۹۸

(۲) تاریخ طبری۲/۳۶۳،ابن ہشام۱/۴۴۶،الروض الانف۴/۷۷، البداية والنهاية۳/۱۹۸، فی ظلال القرآن ۱/۳۰، السيرة الحلبية ۲/۲۲

(۳) التوبة ۱۱۱

تَفَاخَرَتِ الأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ فِيمَنْ ضَرَبَ عَلَى يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَوَّلَ النَّاسِ فَقَالُوا: لا أَحَدَ أَعْلَمُ بِهِ مِنَ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَسَأَلُوا الْعَبَّاسَ فَقَالَ: مَا أَحَدٌ أَعْلَمَ بِهَذَا مِنِّي. أَوَّلُ مَنْ ضَرَبَ عَلَى يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ ثُمَّ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ ثُمَّ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ

اوس اور خزرج میں اس بات پر تفاخرت ہوئی کہ عقبہ کی رات کو سب سے پہلے کس نے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لوگوں نے کہا اس بات کو عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب سے زیادہ کوئی نہیں جان سکتا چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا مجھ سے پہلے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا فرمایا سب سے پہلے اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ نے جو ستر انصار میں سب سے کم عمر تھے بیعت کی پھر براء رضی اللہ عنہ بن معرور پھر اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر نے بیعت کی۔ (۱)

فَبَنُو النَّجَّارِ يَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ، أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ، كَانَ أَوَّلَ مَنْ ضَرَبَ عَلَى يَدِهِ، وَبَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَقُولُونَ: بَلْ أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ، كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ ضَرَبَ عَلَى يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ، ثُمَّ بَايَعَ بَعْدُ الْقَوْمُ

بنی نجار کا یہ قول ہے کہ سب سے پہلے ابوامامہ رضی اللہ عنہ اسعد بن زرارہ نے بیعت کی، جبکہ بنی عبد الاشہل کہتے ہیں کہ ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بیعت کی، جبکہ کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کہتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ہاتھ پر اول بیعت براء رضی اللہ عنہ بن معرور نے کی پھر سب نے باری باری نہایت رضا ور غبت سے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ (۲)

كَانَ أَوَّلَ مَنْ ضَرَبَ عَلَى يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ، ويقال أَوَّلَ مَنْ ضَرَبَ عَلَى يَدِه أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ، ويقالأَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ

سب سے پہلے براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے ابوالہیثم رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور یہ بھی کہا جاتا ہے سب سے پہلے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ (۳)

بہر حال ابن اسحاق کی روایت ہو یا جابر رضی اللہ عنہ کی، جب اتنے بڑے خطرات کی نشان دہی کر دی گئی تو انصار نے بیک زبان کہا

يَا أَسْعَدُ أَمِطْ عَنَّا يَدَكَ فَوَاللَّهِ لَا نَذَرُ هَذِهِ الْبَيْعَةَ وَلَا نَسْتَقِيلُهَا، قَالَ: فَقُمْنَا إِلَيْهِ رَجُلًا رَجُلًا فَأَخَذَ عَلَيْنَا لِيُعْطِيَنَا بِذَلِكَ الْجَنَّةَ

اے اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ! رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ہاتھ چھوڑ دو اللہ کی قسم! ہم اس بیعت کو نہ تو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی توڑ سکتے ہیں چنانچہ باری باری سب انصار آگے بڑھتے گئے اور آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان سے بیعت لیتے رہے جس کے عوض انہیں جنت کی بشارت دی۔ (۴)

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَافِحُ النِّسَاءَ، إِنَّمَا كَانَ يَأْخُذُ عَلَيْهِنَّ، فَإِذَا أَقْرَرْنَ، قَالَ:

(۱) ابن سعد۶؍۴،شرح الزرقانی علی المواهب ۲؍۸۷، السيرة النبوية على ضوء القرآن والسنة۱؍۴۵۱

(۲) ابن ہشام۱؍۴۴۷،الروض الانف۴؍۷۸،البداية والنهاية۳؍۱۹۸

(۳) الموسوعة في صحيح السيرة النبوية ۱؍۴۹۱،ابن سعد۱؍۱۷۱

(۴) مسنداحمد۱۴۶۵۳،مستدرک حاکم ۴۲۵۱، السنن الكبرى للبيهقی ۱۷۳۴۵،دلائل النبوة للبيهقی ۲؍۴۴۲

اذْهَبْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ

محمد بن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ صرف مردوں سے ہی مصافحہ فرماتے تھے اور غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں فرماتے تھے بلکہ صرف زبانی اقرار اور عہد لیکر یہ فرماتے تھے کہ جاؤ تم سے بیعت ہوگئی۔ (۱)

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ:كَانَتِ المُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، إِذَا جَاءَكُمُ المُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ إِلَى آخِرِ الآيَةِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ المُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْرَرْنَ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ، قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:انْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ،

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے مومن عورتیں جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہجرت کر کے آتیں تھیں تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بناء پر ان کا امتحان لیا کرتے تھے کہ اے نبی ﷺ! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی، اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی، تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں اللہ سے دعائے مغفرت کرو، یقیناً اللہ درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ مومن عورتوں میں سے جو اس کا اقرار کرلیتیں تو وہ اس آزمائش میں پوری سمجھی جاتیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہتے کہ جاؤ میں تم لوگوں سے بیعت لے چکا،

لاَ وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالكَلاَمِ، وَاللَّهِ مَا أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللَّهُ، يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ:قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلاَمًا

اللہ کی قسم کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا بجز اس کے کہ ان سے صرف گفتگو کے ذریعہ بیعت لی، اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں پکڑا مگر جس کا اللہ نے آپ کو حکم دیا جب آپ ان سے بیعت لیتے تھے تو فرمادیتے کہ میں نے تم سے بیعت لی ہے۔ (۲)

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، قَالَتْ:فَقَالَ:إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ، وَلَكِنْ آخُذُ عَلَيْهِنَّ مَا أَخَذَ اللهُ عَلَيْهِنَّ

اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا صرف اللہ کی اطاعت کا عہد لیتا ہوں۔ (۳)

أُمَيْمَةَ بِنْتَ رُقَيْقَةَ، تَقُولُ: جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ نُبَايِعُهُ، فَقَالَ لَنَا :فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ، إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ

---

(۱) ابن ہشام ۱/۴۶۲ ،الروض الانف۴/۹۸

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ إِذَا أَسْلَمَتِ المُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ أَوِ الحَرْبِيِّ ۵۲۸۸، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ كَيْفِيَّةِ بَيْعَةِ النِّسَاءِ ۴۸۳۴،مسند احمد۲۶۳۲۶

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی ۴۳۷،۴۱۷، ابن سعد۸/۸

امیمہ رضی اللہ عنہا بنت رفیقہ فرماتی ہیں میں چند عورتوں کیساتھ بیعت کرنے کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا بقدر طاقت واستطاعت اطاعت کرو میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ [۱]

اس لئے اس موقع پر بھی موجود دو عورتوں کی زبانی بیعت ہوئی۔

نقباء کا انتخاب:

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مُوسَى أَخَذَ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ اثْنَيْ عشر نقيبا فلا يجدن أَحَدٌ فِي نَفْسِهِ أَنْ يُؤْخَذَ غَيْرُهُ فَإِنَّمَا يَخْتَارُ لِي جِبْرِيلُ. فَلَمَّا تَخَيَّرَهُمْ قَالَ لِلنُّقَبَاءِ: أَنْتُمْ كُفَلاءُ عَلَى غَيْرِكُمْ كَكَفَالَةِ الْحَوَارِيِّينَ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَنَا كَفِيلٌ عَلَى قَوْمِي

جب بیعت مکمل ہو چکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں بارہ نقیب منتخب فرمائے تھے، تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں یہ خیال نہ کرے کہ اس کے سوا اور کو انتخاب کر لیا گیا ہے، میرے لئے (نقیبوں کا) جبرائیل امین کے اشارہ سے تم میں سے بارہ نقیب منتخب کریں گے جو اپنی قوم کے کفیل اور ذمہ دار ہوں گے، جیسے حوارین عیسیٰ علیہ السلام کے کفیل تھے اور میں اپنی قوم کا کفیل ہوں۔ [۲]

عَنْ الزّهْرِيّ أَنّهُ قَالَ قَالَ النّبِيّ عَلَيْهِ السّلَامُ لِلْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِمْ النّقَبَاءُ: لَا يَغْضَبَنّ أَحَدُكُمْ فَإِنّي أَفْعَلُ مَا، وَأَنّ جِبْرِيلَ هُوَ الّذِي وَلّاهُمْ وَأَشَارَ عَنْ النّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس وخزرج سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تم میں سے بارہ نقیب منتخب کروں گا تم میں سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مجھ کو نقیب کیوں نہیں بنایا، جبرائیل علیہ السلام نبی کریم کے پاس تشریف فرما تھے جس جس کو نقیب بنانے کا حکم تھا اس کی طرف اشارہ کرتے جاتے تھے۔ [۳]

اس طرح نو افراد خزرج سے اور تین افراد اوس سے نقیب منتخب ہوئے، جن کے نام یہ تھے۔

فَكَانَ نَقِيبَ بَنِي النَّجَّارِ: أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ،

اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ	بنی نجار

وَكَانَ نَقِيبَ بَنِي سَلِمَةَ: الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ.

براء رضی اللہ عنہ بن معرور بن صخر	بنی سلمہ
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام	بنی سلمہ

وَكَانَ نَقِيبَ بَنِي سَاعِدَةَ: سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَالْمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو.

سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ	بنی ساعدہ

[۱] سنن ابن ماجه كِتَابُ الْجِهَادِ بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ ۲۸۷۴

[۲] ابن سعد ۱/۲۷۴

[۳] الروض الانف ۴/۲۷۶

منذر رضی اللہ عنہ بن عمرو — بنی ساعدہ

وَكَانَ نَقِيبَ بَنِي زُرَيْقٍ: رَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ الْعَجْلَانِ،

رافع رضی اللہ عنہ بن مالک بن عجلان — بنی زریق

وَكَانَ نَقِيبَ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ: عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ، وَسَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ،

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ بن ثعلبہ — بنی حارث بن خزرج

سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع — بنی حارث بن خزرج

وَكَانَ نَقِيبَ الْقَوَافِلِ بَنِي عَوْفِ بْنِ الْخَزْرَجِ: عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ،

عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت بن قیس — قوقل بن عوف بن خزرج

وَفِي الْأَوْسِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ: أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَأَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ.

اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر — بنی عبدالشہل

ابوالہیثم رضی اللہ عنہ بن تیہان — بنی عبدالشہل

وَكَانَ نَقِيبَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، سَعْدُ بْنُ خَيْثَمَةَ،

سعد رضی اللہ عنہ بن خیثمہ بن حارث — بنی عمرو بن عوف

فَكَانُوا اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا: تِسْعَةٌ مِنَ الْخَزْرَجِ، وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوْسِ

یہ بارہ نقیب مقرر ہوئے جن میں نو خزرج سے اور تین اوس سے تھے۔[1]

اور ابن ہشام نے یہ نام لکھے ہیں۔

اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ	خزرج	سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع بن عمرو	خزرج
عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ بن ثعلبہ	خزرج	رافع رضی اللہ عنہ بن مالک بن عجلان	خزرج
براء رضی اللہ عنہ بن معرور بن صخر	خزرج	عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام	خزرج
عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت بن قیس	خزرج	سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ بن دلیم	خزرج
منذر رضی اللہ عنہ بن عمرو بن خنیس	خزرج	اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر بن سماک	اوس
سعد رضی اللہ عنہ بن خیثمہ بن حارث	اوس	رفاعہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمنذر بن زبیر یا زنیر	اوس

[2]

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۴۴۴، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۷۴

[2] ابن ہشام ۱/۴۴۳

نوٹ:اس فہرست میں ابو الہیثم رضی اللہ عنہ بن تیہان کی جگہ رفاعہ رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر بن زبیر یا زنیر کا نام درج ہے مگر اہل علم ابو الہیثم رضی اللہ عنہ بن تیہان کو شمار کرتے ہیں۔

ان تمام نقیبوں پر اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کو نقیب اعلیٰ مقرر فرمایا،

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: النُّقَبَاءُ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انصار کے تمام نقیبوں پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔[1]

جب نقباء منتخب ہو چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اپنی قوم کے مکلف اور ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے ان نقباء سے ایک عہد لیا اور فرمایا

أَنْتُمْ عَلَى قَوْمِكُمْ بِمَا فِيهِمْ كُفَلَاءُ، كَكَفَالَةِ الْحَوَارِيِّينَ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَأَنَا كَفِيلٌ عَلَى قَوْمِي يَعْنِي الْمُسْلِمِينَ

آپ لوگ اپنی اپنی قوم کے تمام معاملات کے کفیل ہیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سے ان کے حواری کفیل ہوئے تھے اور میں تمام مسلمانوں کا کفیل ہوں، سب نقباء نے اس عہد کا اقرار کیا۔[2]

یہ بیعت تاریخ اسلام میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، یہ بیعت کیا تھی فی الحقیقت عرب وعجم اور تمام مشرک جن وانس سے عداوت مول لینے کے مترادف تھی، اس وقت جزیرہ العرب کی ریت کا ذرہ ذرہ دین حق کے پرستاروں کے خون کا پیاسا بنا ہوا تھا اور عرب کے کسی چھوٹے بڑے قبیلے میں اتنی جرات، حوصلہ اور طاقت نہ تھی کہ رحمت للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کا اعلان کر سکے یا انہیں پناہ دے سکے، مگر اس مشکل ترین گھڑی میں اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی اس مقدس جماعت کے دلوں میں ایمان راسخ فرما دیا وہ بے خوف وخطر دین حق کا جھنڈا لے کر کھڑے ہوئے اور اپنی جانوں ومال واولاد ہر چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کر دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کی کہ وہ مدینہ طیبہ میں قدم رنجہ فرمائیں، چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے اور انصار نے ہادی برحق سے رات کے وقت جو عہد وپیمان باندھا تھا اسے پورا کرنے میں کسی قربانی سے دریغ نہ کیا، کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کی، مشکل سے مشکل گھڑی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پروانہ وار نچھاور ہوتے رہے، سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس جہاں سے رخصت ہوتے وقت تک ان جاں نثاروں کا ساتھ نہ چھوڑا۔

گھاٹی کے شیطان کی ایک کوشش:

فَلَمَّا بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرَخَ الشَّيْطَانُ مِنْ رَأْسِ الْعَقَبَةِ بِأَنْفَذِ صَوْتٍ سَمِعْتُهُ قَطُّ: يَا أَهْلَ الْجُبَاجِبِ- وَالْجُبَاجِبُ: الْمَنَازِلُ هَلْ لَكُمْ فِي مُذَمَّمٍ وَالصُّبَاةُ مَعَهُ، قَدْ اجْتَمَعُوا عَلَى حَرْبِكُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم: هذا أَزَبُّ الْعَقَبَةِ، هَذَا ابْنُ أَزْيَبَ، أَتَسْمَعُ أَيْ عدوَّ الله؟ أما والله لا تفرغن لَكَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ارْفَضُّوا إِلَى رِحَالِكُمْ

اس ساری کاروائی کے بعد انصار اپنی اپنی جگہوں پر جانے کے لئے تیار ہی ہو رہے تھے کہ رات کے اس سناٹے میں عقبہ کی پہاڑی کے اوپر سے شیطان نے زور کے ساتھ آواز لگائی جو خاموشی کو چیرتی ہوئی ساری فضا میں پھیل گئی، میں نے ایسی بلند آواز کبھی نہیں سنی، کہنے لگا اے مکانوں کے رہنے والو! مذمم کی تم کو کیا ضرورت ہے کہ اس کے ساتھ ہو کر اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤ اور جنگ کے لیے جمع ہو جاؤ، رسول اللہ

[1] معرفة الصحابة لابی نعیم ۲۵۸،۸۷۵؍۱

[2] ابن ہشام ۴۴۶؍۱، الروض الانف ۷۶؍۴، تاریخ طبری ۳۶۳؍۲، البداية والنهاية ۱۹۸؍۳، ابن سعد ۴۵۲؍۳

ﷺ نے آواز سن کر انصار سے فرمایا یہ اس گھاٹی کا شیطان ہے جس کا نام ازب بن ازیب ہے، پھر شیطان کو مخاطب کر کے فرمایا اے اللہ کے دشمن! کان کھول کر سن لے، واللہ! میں عنقریب تیرے لئے فارغ ہونے والا ہوں، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ سب اپنے اپنے ڈیروں پر چلے جائیں۔ (۱)

ایک روایت میں ہے

لما بايع الأنصار بالعقبة صاح الشيطان من رأس الجبل: يا معشر قريش هذه بنو الأوس والخزرج تحالف على قتال

جب انصار نے عقبہ میں بیعت کی تو شیطان نے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر چیخا اے گروہ قریش! یہ بنو اوس اور خزرج تمہارے قتال پر جمع ہو رہے ہیں۔ (۲)

ایک روایت ہے کہ جب گفتگو کے مراحل طے ہو چکے تو قریش کے ایک جاسوس کو ان باتوں کا علم ہو گیا اس نے زور سے آواز لگائی اے اہل المنازل! یہ بے دین تم سے لڑنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا اب تم اپنی قیام گاہ پر واپس جاؤ۔ رات کے سناٹے میں آواز کیا تھی ایک خطرے کی گھنٹی تھی لیکن وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عزم و حوصلہ کو نہ ہلا سکی، فکر و تشویش تو درکنار ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے یوں کہا

فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عُبَادَةَ بْنِ نَضْلَةَ: وَاللَّهِ الَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ: إنْ شِئْتَ لَنَمِيلَنَّ عَلَى أَهْلِ مِنًى غَدًا بِأَسْيَافِنَا؟قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمْ نُؤْمَرْ بِذَلِكَ، وَلَكِنْ ارْجِعُوا إلَى رِحَالِكُمْ. قَالَ: فَرَجَعْنَا إلَى مَضَاجِعِنَا

عباس رضی اللہ عنہ بن عبادہ بن نضلہ نے جوش سے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم کل ہی اپنی تلواروں کے ساتھ اہل منیٰ پر ٹوٹ پڑیں اور انہیں نیند ہی میں موت کے گھات اتار دیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمیں اس بات کا حکم نہیں دیا گیا ہے، آپ لوگ اپنی اپنی جگہوں پر چلے جائیں، سب انصار نہایت احتیاط سے واپس اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ کر آنکھیں بند کر کے لیٹ گئے۔ (۳)

رات کو شیطان کی پکار میں رسول اللہ ﷺ سے انصار کی بیعت کا سن کر قریش کے دل رنج والم سے بھر گئے کیونکہ قریش محمد ﷺ کی زبردست شخصیت اور غیر معمولی قابلیتوں سے اچھی طرح واقف تھے، اگر قبیلہ اوس وخزرج کے لوگ ان کے ہمراہ کھڑے ہو گئے ہیں تو انہیں ایک مضبوط ٹھکانہ میسر آ رہا تھا، اور ان کی قیادت و رہنمائی میں پیروان اسلام جن کی عزیمت و استقامت اور فدائیت کو بھی قریش ایک حد تک آزما چکے تھے ایک منظم جتھے کی صورت میں مجتمع ہوئے جاتے تھے، اور یہ صورت حال پرانے نظام کے لئے موت کا پیغام تھا، اس کے علاوہ مدینہ منورہ جیسے مقام پر مسلمانوں کی اس طاقت کے مجتمع ہونے سے قریش کو مزید خطرہ تھا کہ یمن سے شام کی طرف جو تجارتی شاہراہ ساحل

---

(۱) البداية والنهاية ۳/۲۰۰، تاريخ طبری ۲/۳۶۴، الروض الانف ۴/۷۸، ابن ہشام ۱/۴۴۷، زادالمعاد ۳/۴۳،۴۴، مسند احمد ۱۵۷۹۸

(۲) السيرة الحلبية ۲/۲۴

(۳) ابن ہشام ۱/۴۴۷، الروض الانف ۴/۷۹، تاريخ طبری ۲/۳۶۵، البدية والنهاية ۳/۲۰۰، ابن سعد ۱/۱۷۳

بحر احمر کے کنارے کنارے جاتی تھی جس کے محفوظ رہنے پر قریش اور دوسرے بڑے بڑے مشرک قبائل کی معاشی زندگی کا انحصار تھا وہ مسلمانوں کی زد میں آجاتی تھی اور اس شہہ رگ پر ہاتھ ڈال کر مسلمان نظام جاہلی کی زندگی دشوار کر سکتے تھے، صرف اہل مکہ کی وہ تجارت جو اس شہراہ کے بل پر چل رہی تھی ڈھائی لاکھ اشرفی سالانہ تک پہنچتی تھی، طائف اور دوسرے مقامات کی تجارت اس کے ماسوا تھی، قریش ان نتائج کو خوب سمجھتے تھے، چنانچہ رات کو جیسے ہی اہل مکہ کے کانوں میں اس معاملہ کی بھنک پڑی ایک کھلبلی مچ گئی، صبح ہوتے ہی قریش کے ایک وفد نے اہل یثرب کے روساء سے ملاقات کی اور ان پر آنکھیں لال پیلی کرتے ہوئے کہا

يَا مَعْشَرَ الْخَزْرَجِ، إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا أَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ إِلَى صَاحِبِنَا هَذَا تَسْتَخْرِجُونَهُ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا، وَتُبَايِعُونَهُ عَلَى حَرْبِنَا، وَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا مِنْ حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ أَبْغَضُ إِلَيْنَا، أَنْ تَنْشَبَ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، مِنْكُمْ

اے اہل خزرج! ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے آدمی (محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کے پاس آئے ہو اور اس کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہو اور ہمارے ساتھ لڑنے کے لئے اس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے، اللہ گواہ ہے کہ ہمیں عرب کے ہر قبیلہ سے جنگ کرنا گوارا ہے لیکن تم سے جنگ کرنا گوارا نہیں (کیونکہ قریش مکہ اہل مدینہ کو ان کے زراعت پیشہ ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھتے تھے) پھر تم ہمارے خلاف یہ کیسے منصوبے بنا رہے ہو، محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کو کیوں یہاں سے لے جانا چاہتے ہو؟ کیوں ہمارے مقابلہ میں تلواریں تولنا چاہتے ہو۔ [1]

اہل قریش جس بیعت کا شکوہ کرنے حاضر ہوئے تھے یثرب کے روساء کو سرے سے اس کا علم ہی نہ تھا کیونکہ اس بیعت کے سلسلہ میں مکمل راز داری اور احتیاط برتی گئی تھی اس لئے قریش کی باتیں سن کر بہت چکرائے اور انہوں نے قسمیں کھا کر قریش کو یقین دلایا کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا اور نہ ہی وہ محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کو اپنے ہاں لے جانے کے لئے یہاں مکہ معظّمہ آئے ہیں، پھر قریش کا یہ وفد عبداللہ بن ابی بن سلول کے پاس جا پہنچا اور اس سے بھی شکوہ شکایت کی، اس نے قریش کی بات سن کر کہا کسی نے تمہیں یہ غلط خبر پہنچائی ہے محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) سے بیعت کا ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے، ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا کہ میری قوم مجھے چھوڑ کر اتنا بڑا کام کر ڈالے، اگر میں یثرب میں بھی ہوتا تب بھی میری قوم مجھ سے مشورہ کیے بغیر اتنا بڑا اقدم کبھی نہ اٹھاتی، مسلمان بھی قریش کے وفد کے گرد اگرد جمع تھے مگر انہوں نے ہاں یا نہیں میں زبان نہیں کھولی اور کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح اس بات کا رخ بدل جائے اور کوئی دوسری گفتگو چھڑ جائے

وَفِيهِمْ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ الْمَخْزُومِيُّ، وَعَلَيْهِ نَعْلَانِ لَهُ جَدِيدَانِ، قَالَ فَقُلْتُ لَهُ كَلِمَةً كَأَنِّي أُرِيدُ أَنْ أُشْرِكَ الْقَوْمَ بِهَا فِيمَا يَا أَبَا جَابِرٍ، أَمَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَتَّخِذَ، وَأَنْتَ سَيِّدٌ مِنْ سَادَاتِنَا، مِثْلَ نَعْلَيْ هَذَا الْفَتَى مِنْ قُرَيْشٍ؟قَالَ: فَسَمِعَهَا الْحَارِثُ، فَخَلَعَهُمَا مِنْ رِجْلَيْهِ ثُمَّ رَمَى بِهِمَا إِلَيَّ، وَقَالَ: وَاللَّهِ لَتَنْتَعِلَنَّهُمَا، قَالَ: يَقُولُ: أَبُو جَابِرٍ: مَهْ، أَحْفَظْتَ وَاللَّهِ الْفَتَى، فَارْدُدْ إِلَيْهِ نَعْلَيْهِ، قَالَ: قُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أَرُدُّهُمَا، فَأْلٌ وَاللَّهِ صَالِحٌ، لَئِنْ صَدَقَ الْفَأْلُ لَأَسْلُبَنَّهُ

قریش کے وفد میں حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی بھی تھا اس نے نئے جوتے پہن رکھے تھے، کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے گفتگو کا رنگ بدلنے کے لئے اپنے ساتھی سے کہا اے ابو جابر رضی اللہ عنہ! آپ ہمارے سردار ہیں، آپ قریش کے اس نوجوان جیسے جوتے پہن سکتے ہیں؟ حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی نے میری بات سن لی اور اپنے جوتے اتار کر میری طرف پھینکے اور بولا تمہیں اللہ کی قسم! یہ پہن لو، ابو جابر رضی اللہ عنہ نے

---

[1] ابن ہشام ۴۴۸/۱، الروض الانف ۸۰/۴، تاریخ طبری ۳۶۵/۲، البدیة والنہایة ۲۰۰/۳، ابن سعد ۱۷۳/۱

مجھ سے کہا تم نے اس نوجوان کو ناراض کر دیا ہے اس لئے یہ جوتے اسے واپس کر دو، میں نے کہا بخدا! میں ہر گز واپس نہیں کروں گا، یہ نیک فال ہے، واللہ اگر فال درست ہے تو میں ایک دن ضرور اس کے سارے کپڑے چھین لوں گا۔ [۱]

جب ہر طرف سے اس واقعہ کا انکار ہوا اور کوئی چشم دید گواہ بھی نہ ملا تو وہ ناکام و نامراد ہو کر واپس چلے گئے مگر ان کے ذہن پریشان تھے ، وہ برابر اس بات کی تحقیق میں لگے رہے ، وہ بار بار سوچتے کیا واقعی ہی رات کو ایسا واقعہ ہوا ہے ، کیا مخبر نے ہم کو صحیح خبر دی ہے اور اہل مدینہ جھوٹ بول رہے ہیں یا یہ خبر ہی غلط ہے اور مدینہ والے سچ بول رہے ہیں؟

وصدقوا لأنهم لم يعلموه كما علم ما تقدم: أي ونفر الناس من منى وبحثت قريش عن خبر الأنصار فوجدوه حقا، فلما تحققوا الخبر اقتفوا آثارهم فلم يدركوا إلا سعد بن عبادة والمنذر بن عمرو، فأما سعد فأمسك وعذب في الله، وأما المنذر فأفلت ثم أنقذ الله سعدا من أيدي المشركين

جب یثرب کے حجاج کرام فارغ ہو کر واپس اپنے وطن کو لوٹ گئے تو کسی طرح قریش کو یقینی طور پر علم ہو گیا کہ جو خبر انہوں نے سنی تھی وہ سچ تھی اور اہل یثرب نے ہمارے خلاف محمد (ﷺ) کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے تو ان کے ہوش اڑ گئے، غصہ سے بوکھلا گئے، انہوں نے فوراً تیز رفتار سواروں کو اہل یثرب کے تعاقب میں روانہ کیا کہ وہ جانے نہ پائیں مگر کافی دیر ہو چکی تھی قافلہ تو دور نکل چکا تھا مگر سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ اور منذر رضی اللہ عنہ بن عمرو جو اپنے اپنے قبیلہ کے نقیب تھے کسی طرح پیچھے رہ گئے تھے سواروں نے انہیں گھیر لیا، منذر رضی اللہ عنہ بن عمرو تو کسی طرح ان کے گھیرے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے مگر سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ گرفتار کر لئے گئے۔ [۲]

قریش کے سواروں نے ان کے پالان کی رسی سے ان کی مشکیں باندھ دیں اور انہیں زدوکوب کرتے ہوئے واپس مکہ مکرمہ لے آئے اور ان پر ظلم وستم کی مشق کرتے رہے، قَالَ سَعْدٌفو الله إِنِّي لَفِي أَيْدِيهِمْ إِذْ طَلَعَ عَلَيَّ نَفَرٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فِيهِمْ رَجُلٌ وَضِيءٌ أَبْيَضُ، شَعْشَاعٌ، حُلْوٌ مِنْ الرِّجَالِ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: إنْ يَكُ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْ الْقَوْمِ خَيْرٌ، فَعِنْدَ هَذَا قَالَ:فَلَمَّا دَنَا مِنِّي رَفَعَ يَدَهُ فَلَكَمَنِي لَكْمَةً شَدِيدَةً،قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَا وَاَللَّهِ مَا عِنْدَهُمْ بَعْدَ هَذَا مِنْ خير،قَالَ: فو الله إِنِّي لَفِي أَيْدِيهِمْ يَسْحَبُونَنِي إذْ أَوَى لِي رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ مَعَهُمْ، فَقَالَ وَيْحَكَ! أَمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ أَحَدٍ مِنْ قُرَيْشٍ جِوَارٌ وَلَا عَهْدٌ؟قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، وَاَللَّهِ، لَقَدْ كُنْتُ أُجِيرُ لِجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمِ بْنِ عَدِيِّ ابْن نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ تِجَارَةً ، وَأَمْنَعُهُمْ مِمَّنْ أَرَادَ ظُلْمَهُمْ بِبِلَادِي، وَلِلْحَارِثِ ابْن حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ،قَالَ: وَيْحَكَ! فَاهْتِفْ بِاسْمِ الرَّجُلَيْنِ، وَاذْكُرْ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمَاقَالَ: فَفَعَلْتُ

سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کا بیان ہے جب یہ لوگ مجھے مکہ معظّمہ میں لئے جا رہے تھے کہ قریش کے چند لوگوں کا ایک گروہ آیا اور اس میں ایک خوب صورت شخص تھا جس کی پیشانی سے خوش اخلاقی ظاہر ہوتی تھی، اس کے ہاتھ چھوٹے چھوٹے تھے، اس کی صورت دیکھ کر مجھے امید ہوئی کہ یہ شخص ضرور میرے ساتھ نیک سلوک کرے گا اور اگر اس سے نیک سلوک نہ ہوا تو پھر کسی سے ایسی امید نہیں ہو سکتی، مگر اس شخص نے آتے

---

[۱] ابن ہشام۴۴۸؍۱، الروض الانف ۸۰؍۴،تاریخ طبری ۳۶۵؍۲،البداية والنهاية۲۰۰؍۳

[۲] السيرة الحلبية۲۴؍۲

ہی مجھے زور سے ایک گھونسہ مارا، میں نے اپنے دل میں کہا واللہ! جب ایسے شخص سے بھلائی نہ ہوئی تو اور کسی سے کیا ہوگی، اسی حال میں ایک رحم دل مشرک (ابوالبختری بن ہشام) نے ان سے کہا اللہ کے بندے کیا مکہ میں تیری کسی سے شناسائی نہیں؟ سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ نے جواب دیا مکہ کے دو سوداگر جبیر بن مطعم یا مطعم بن عدی اور حارث بن امیہ بن عبدشمس یا حارث بن حرب بن امیہ تجارت کی سلسلے میں یثرب جاتے ہیں اور میں نے کئی بار ان کے تجارتی قافلوں کو پناہ دی ہے وہ مجھے جانتے ہیں، میرا نام سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ ہے اور میں قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتا ہوں، اس نے کہا ان دونوں کا نام لے کر زور زور سے پکارو یعنی ان کے ناموں کی دہائی دو چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا،

وَخَرَجَ ذَلِكَ الرَّجُلُ إِلَيْهِمَا، فَوَجَدَهُمَا فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ لَهُمَا: إِنَّ رَجُلًا مِنْ الْخَزْرَجِ الْآنَ يُضْرَبُ بِالْأَبْطَحِ وَيَهْتِفُ بِكُمَا، وَيَذْكُرُ أَنَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَكُمَا جِوَارًا، قَالَا: وَمَنْ هُوَ؟قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَا: صَدَقَ وَاللَّهِ، إِنْ كَانَ لَيُجِيرُ لَنَا تِجَارَنَا، وَيَمْنَعُهُمْ أَنْ يُظْلَمُوا بِبَلَدِهِ،ال: فَجَاءَا فَخَلَّصَا سَعْدًا مِنْ أَيْدِيهِمْ، فَانْطَلَقَ

دوسری طرف ابوالبختری بن ہشام نے ان دونوں کو تلاش کر کے کہا کہ البطع (مکہ اور منیٰ کے درمیان محصب کی وادی کو البطع کہا جاتا ہے) میں خزرج کا ایک آدمی بری طرح پیٹا جا رہا ہے اور وہ تم دونوں کا نام لے کر دہائی دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے اور اس کے درمیان جوار کا تعلق ہے، انہوں نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ، وہ بولے غضب ہوگیا سعد بن عبادہ تو خزرج کا رئیس اعظم ہے، وہ ہمارے قافلوں کو پناہ دیتا رہا ہے اور اس نے کبھی کسی کو ان پر ظلم نہیں کرنے دیا، یہ کہہ کر فوراً البطع پہنچے اور احسان کے بدلے سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کو ظالموں کے پنجہ ستم سے نجات دلائی اور وہ نہایت تیز رفتاری سے اپنے وطن کی طرف روانہ ہو گئے۔[1]

دوسری طرف انصار کو جب اپنے ساتھی سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کی قریش کے سواروں کے ہاتھوں گرفتاری کی خبر ہوئی تو وہ بھی آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اپنے ساتھی کو چھڑانے کے لئے کیوں نہ قریش کے سواروں پر دھاوا بول دیا جائے، اسی اثنا میں سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ انہیں دور سے آتے ہوئے نظر آ گئے اور وہ اپنے ارادوں سے باز رہے اور بخیریت واپس یثرب پہنچ گئے۔

قریش کو حقیقی خطرات کا اندازہ تھا وہ دار الندوہ میں گھٹنوں سر جوڑ کر بیٹھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سلسلے میں کیا کیا جائے، اس کی دعوت کو کس طرح ناکام کیا جا سکتا ہے، اب تک تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے درمیان تھے لیکن ہم عاجز آ گئے الٹا ہم کو ہی نقصان ہی پہنچا مگر اب تو دو طاقتور قبائل اوس و خزرج بھی ان کے ساتھ ہیں کیا ان کی مدد سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم پر غالب آ جائیں گے، اس کا دین مدینہ طیبہ میں پھیل گیا ہے کیا دوسرے قبائل بھی ان کے دین میں داخل ہو جائیں گے؟ اور اس طرح وہ ہم کو مٹا دے گا، ہمارے محبوب شہر کو جس سے ہماری عظمت وابستہ ہے مٹا دے گا ہمارے معبودوں کو مسمار کر دے گا جبکہ ہم اسی کے لئے برسوں لڑتے اور مقابلہ کرتے رہے ہیں؟ قریش کی دار الندوہ میں اسی سوچ و بچار میں نشست و برخاست ہوتی رہی لیکن مسئلہ کا کوئی حل نہ نکل سکا، جبکہ اہل مدینہ کا عالم ہی کچھ اور تھا بیعت عقبہ ان کے لئے ایک نئی زندگی کا آغاز تھی، ان کے سینوں میں سکون و اطمینان کی ٹھنڈک تھی، ان کے دل اللہ تعالیٰ پر یقین و اعتماد سے لبریز تھے، ان کے عزائم میں پختگی آ رہی تھی، وہ اسلام کے پر جوش مجاہد تھے جہاں ہوتے اسلام کا نعرہ لگاتے اور جس سے ملتے اس کے سامنے اسلام کے گن گاتے، پھر ان کی دینی غیرت کو اور جوش آیا، اخلاص و یقین میں اور برکت ہوئی، گھر گھرانہ کے جو لوگ ابھی تک شرک پر سختی سے قائم تھے ان کے بتوں

---

[1] ابن ہشام ۱/۴۴۹، الروض الانف ۴/۸۱، البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۰۲، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۲/۲۰۶

پر دست درازی شروع کر دی

فَلَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ أَظْهَرُوا الْإِسْلَامَ بِهَا، وَفِي قَوْمِهِمْ بَقَايَا مِنْ شُيُوخٍ لَهُمْ عَلَى دِينِهِمْ مِنَ الشِّرْكِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ الْجَمُوحِ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَرَامِ بْنِ كَعْبِ بْنِ غَنْمِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ سَلِمَةَ، وَكَانَ ابْنُهُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرٍو شَهِدَ الْعَقَبَةَ، وَبَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَاوَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْجَمُوحِ سَيِّدًا مِنْ سَادَاتِ بَنِي سَلِمَةَ، وَشَرِيفًا مِنْ أَشْرَافِهِمْ،وَكَانَ قَدْ اتَّخَذَ فِي دَارِهِ صَنَمًا مِنْ خَشَبٍ، يُقَالُ لَهُ: مَنَاةُ ، كَمَا كَانَتْ الْأَشْرَافُ يَصْنَعُونَ، تَتَّخِذُهُ إِلَهًا تُعَظِّمُهُ وَتُطَهِّرُهُ،

پھر جب یہ لوگ مدینہ منورہ میں آئے تو انہوں اسلام کی خوب اشاعت کی اور ان کی قوم کے جو جو بوڑھے اور پرانے لوگ تھے انہیں بھی مسلمان کیا ان میں ایک شخص عمرو بن الجموع بھی تھا اور ان کا بیٹا معاذ بن عمرو عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر آیا تھا اور عمرو بن الجموع قبیلہ بنی سلمہ کا سردار اور اشراف میں سے تھا اور اس نے عبادت کی غرض سے گھر میں لکڑی کا ایک بت بنا رکھا تھا جس کا نام مناۃ تھا اور پورے عرب میں ایسا ہی قاعدہ تھا وہ مناۃ کی بڑی تعظیم وتکریم کرتا تھا، اور اس کی مدح میں زمین وآسمان کے قلابے ملایا کرتا تھا

فَلَمَّا أَسْلَمَ فِتْيَانُ بَنِي سَلِمَةَ: مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَابْنُهُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرٍو (بْنِ الْجَمُوحِ)، فِي فِتْيَانٍ مِنْهُمْ مِمَّنْ أَسْلَمَ وَشَهِدَ الْعَقَبَةَ، كَانُوا يُدْلِجُونَ بِاللَّيْلِ عَلَى صَنَمِ عَمْرٍو ذَلِكَ، فَيَحْمِلُونَهُ فَيَطْرَحُونَهُ فِي بَعْضِ حُفَرِ بَنِي سَلِمَةَوَفِيهَا عِذَرُ النَّاسِ، مُنَكَّسًا عَلَى رَأْسِهِ، فَإِذَا أَصْبَحَ عَمْرٌو، قَالَ: وَيْلَكُمْ! مَنْ عَدَا عَلَى آلِهَتِنَا هَذِهِ اللَّيْلَةَ؟قَالَ:ثُمَّ يَغْدُو يَلْتَمِسُهُ، حَتَّى إِذَا وَجَدَهُ غَسَلَهُ وَطَهَّرَهُ وَطَيَّبَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَوْ أَعْلَمُ مَنْ فَعَلَ هَذَا بِكَ لَأُخْزِيَنَّهُ

جب اس کی قوم بنی سلمہ کے چند نوجوان جیسے کہ ان کے بیٹے معاذ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن الجموع اور معاذ بن جبل وغیرہ مسلمان ہو گئے تو وہ یہ کرنے لگے کہ جب عمرو بن جموع سو جاتے تو اس لکڑی کے بت کو اٹھا کر لے جاتے اور کسی غلاظت کے گڑھے میں اوندھا ڈال کر آ گئے، جب صبح کے وقت عمرو بن الجموع عبادت کے لئے بت کی جگہ پر پہنچا تو اپنے معبود کو غائب پایا، وہ بڑا گھبرایا اور کہنے لگا ہمارے معبود پر کس نے زیادتی کی ہے، اس کے معبود کو کون اٹھا کر لے گیا گیا ہے اور ادھر ادھر اس کی تلاش شروع کر دی، آخر تلاش کرتے کرتے وہ چوبچہ پر جا پہنچا جہاں اس کا معبود غلاظت میں لت پت اوندھے منہ پڑا ہوا تھا، اپنے معبود کی یہ درگت دیکھ کر وہ تلملا اٹھا اور کہنے لگا اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ حرکت کس نے کی ہے تو میں اسے رسوا کن سزا دوں گا، پھر اسے چوبچہ سے اٹھا کر دوبارہ گھر لے آیا، اسے صاف ستھرا کرنے کے لئے غسل دیا، خوشبو لگائی اور دوبارہ اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا

فَإِذَا أَمْسَى وَنَامَ عَمْرٌو، عَدَوْاعَلَيْهِ، فَفَعَلُوا بِهِ مِثْلَ ذَلِكَ، فَيَغْدُو فَيَجِدُهُ فِي مِثْلِ مَا كَانَ فِيهِ مِنَ الْأَذَى، فَيَغْسِلُهُ وَيُطَهِّرُهُ وَيُطَيِّبُهُ، ثُمَّ يَعْدُونَ عَلَيْهِ إِذَا أَمْسَى، فَيَفْعَلُونَ بِهِ مِثْلَ ذَلِكَ. فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي وَاللَّهِ مَا أَعْلَمُ مَنْ يَصْنَعُ بِكَ مَا تَرَى، فَإِنْ كَانَ فِيكَ خَيْرٌ فَامْتَنِعْ، فَهَذَا السَّيْفُ مَعَكَ

دوسری رات کو بھی ان نوجوانوں نے یہی عمل دہرایا اور بت لے جا کر ایک گھڑے میں پھینک آئے، عمرو بن الجموع نے صبح کو پھر ڈھنڈ نکالا اور صاف ستھرا کر کے اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا، اسی طرح کئی روز گزر گئے اور یہ عمل اسی طرح ہوتا رہا، آخر تنگ آ کر عمرو بن الجموع، اپنے بت مناۃ سے کہنے لگا واللہ مجھے نہیں معلوم کہ تمہارے ساتھ کون شخص اس طرح کا معاملہ کر رہا ہے اگر تیرے میں کچھ بھی طاقت وقوت ہے تو یہ

تلوار لو اور جو تیرے ساتھ گستاخی کرتا ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو، یہ کہہ کر تلوار اس کے گلے میں ڈال دی اور خود سو رہے،

فَلَمَّا أَمْسَى وَنَامَ عَمْرٌو، عَدَوْا عَلَيْهِ، فَأَخَذُوا السَّيْفَ مِنْ عُنُقِهِ، ثُمَّ أَخَذُوا كَلْبًا مَيِّتًا فَقَرَنُوهُ بِهِ بِحَبْلٍ، ثُمَّ أَلْقَوْهُ فِي بِئْرٍ مِنْ آبَارِ بَنِي سَلِمَةَ، فِيهَا عِذَرٌ مِنْ عِذَرِ النَّاسِ، ثُمَّ غَدَا عَمْرُو بْنُ الْجَمُوحِ فَلَمْ يَجِدْهُ فِي مَكَانِهِ الَّذِي كَانَ بِهِ،فَخَرَجَ يَتْبَعُهُ حَتَّى وَجَدَهُ فِي تِلْكَ الْبِئْرِ مُنَكَّسًا مَقْرُونًا بِكَلْبٍ مَيِّتٍ،فَلَمَّا رَآهُ وَأَبْصَرَ شَأْنَهُ وَكَلَّمَهُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ (رِجَالِ) قَوْمِهِ، فَأَسْلَمَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ، وَحَسُنَ إِسْلَامُهُ،فَقَالَ حِينَ أَسْلَمَ وَعَرَفَ مِنْ اللَّهِ مَا عَرَفَ، وَهُوَ يَذْكُرُ صَنَمَهُ ذَلِكَ وَمَا أَبْصَرَ مِنْ أَمْرِهِ، وَيَشْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى الَّذِي أَنْقَذَهُ مِمَّا كَانَ فِيهِ مِنْ الْعَمَى وَالضَّلَالَةِ

جب عمرو سو گئے تو ان مجاہدین نے رات کو موقعہ پا کر تلوار تو اٹھالی اور اس بت کو مرے ہوئے کتے کے ساتھ باندھ کر ایک پرانے کنوئیں میں جس میں لوگوں کی نجاستیں ڈالی جاتی تھیں اس بت کو اوندھا پھینک آئے، صبح کو حسب معمول عمرو بن الجموع اٹھے تو پھر اپنے بت کو غائب پایا، توانہوں نے پھر اپنے معبود کی تلاش شروع کی اور اسے مرے ہوئے کتے کے ساتھ بندھے ہوئے ایک گھڑے میں غلاظت سے لتھڑا ہوا لٹکتا ہوا پایا، اپنے معبود کی یہ ذلت دیکھی تو اس کی آنکھیں کھل گئیں، اور ان کی قوم کے لوگوں نے بھی ان کو اسلام کی ترغیب دی کہ اتنے حقیر و بے بس معبود پر لعنت کیوں نہیں بھیجتے؟ اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ اس مسلمان کے جملے نے گرم لوہے پر چوٹ کا کام کیا، آخر وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ جن کو ہم نے اپنا معبود بنایا ہوا ہے وہ کتنا بے بس اور حقیر ہے جو خود اپنے نفع و نقصان پر قادر نہیں ، جو خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتا وہ ہماری کیا دادرسی کرے گا، اس طرح اس کی عقل سے پردے ہٹ گئے اور اللہ کی رحمت سے دین اسلام میں داخل ہو گیا اور اس کا اسلام بہت اچھا رہا، پھر انہوں نے گمراہی سے نکلنے اور شاہراہ ہدایت پر آنے کا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (۱)

منکر روایت ہے۔ (۲)

جب غزوہ بدر پیش آیا تو عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ اپنے فرزندوں کے ساتھ اس میں شریک ہوئے اور بہت بہادری سے لڑے، اس لڑائی میں فرعون ملت ابوجہل کو جن دو بچوں نے قتل کیا ان میں ایک کا نام معاذ رضی اللہ عنہ تھا یہ عمرو رضی اللہ عنہ ہی کے بیٹے تھے، آپ بہت سادہ مزاج اور سخی تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بَنِي سَلِمَةَ مَنْ سَيِّدُكُمْ الْيَوْمَ؟ وَفِي رِوَايَةِ الْفَقِيهِ: مَنْ سَيِّدُكُمْ يَا بَنِي سَلِمَةَ؟ قَالُوا: الْجَدُّ بْنُ قَيْسٍ، وَلَكِنَّا نُبَخِّلُهُ. قَالَ:أَيُّ دَاءٍ أَدْوَى مِنَ الْبُخْلِ؟ وَلَكِنَّ سَيِّدَكُمْ عَمْرُو بْنُ الْجَمُوحِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ بنوسلمہ کے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ان سے پوچھا تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے بتایا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا سردار جد بن قیس ہے اور وہ ایک بخیل آدمی ہے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بخیلی سے بدتر تو کوئی بات نہیں، آج سے تمہارے سردار عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۳)

اسی روز وہ بنوسلمہ کے رئیس بن گئے، لوگ انہیں سید الانصار کہنے لگے، بنوسلمہ کو ان کے سردار بننے پر بہت خوشی ہوئی، اللہ ان پر رحمتیں نازل

(۱) ابن ہشام ۴۵۲؍۱، الروض الانف ۸۵؍۴، عیون الآثر ۱۹۳؍۱، البدایة والنهایة ۲۰۲؍۳

(۲) مشہور واقعات کی حقیقت ۱۵۳

(۳) شعب الایمان ۱۰۳۵۸، المعجم الاوسط للطبرانی ۳۶۵۰

فرمائے، آمین۔

اس طرح مدینہ منورہ کی فضا بالکل تیار ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ آجائیں تو انہیں سر آنکھوں پر بٹھائیں، مسلمان آئیں تو ہاتھوں ہاتھ لیئے جائیں اور وہاں ایک نئے دور کا آغاز ہو سکے۔

زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری

أَبُو عَبْد اللَّهِ

زیاد بن لبید انصاری کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ (۱)

وأمه عمرة بِنْت عُبَيْد

ان کی والدہ کا نام عمرہ بنت عبید تھا

وَشَهِدَ زِيَادٌ الْعَقَبَةَ مَعَ السَّبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي رِوَايَتِهِمْ جَمِيعًا، وَكَانَ زِيَادٌ لَمَّا أَسْلَمَ يَكْسِرُ أَصْنَامَ بَنِي بَيَاضَةَ هُوَ وَفَرْوَةُ بْنُ عَمْرٍو، وَخَرَجَ زِيَادٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم بِمَكَّةَ فَأَقَامَ مَعَهُ حَتَّى هَاجَرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَهَاجَرَ مَعَهُ، فَكَانَ يُقَالُ: زِيَادٌ مُهَاجِرِيٌّ أَنْصَارِيٌّ ،وشهد زياد بدْرًا وأحدًا والخندق والمشاهد كلها مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید ان ستر انصاریوں میں شامل تھے جنہوں نے عقبہ کی گھاٹی میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، جب انہوں نے دعوت اسلام قبول کر لیا تو مدینہ پہنچ کر بتوں کو توڑ ڈالا اور واپس مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے اور ہجرت مدینہ منورہ تک آپ ﷺ کے ساتھ ہی رہے، جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کا اذن دیا تو انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اس لیے انہیں زیاد مہاجر انصاری کہا جاتا ہے، انہوں نے غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور دوسرے تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔ (۲)

مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے مستقل قیام کے بعد زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید اکثر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیضان نبوی سے خوب خوب بہرہ یاب ہوتے اس طرح وہ فضلاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہونے لگے،

عَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيدٍ، قَالَ: ذَكَر رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَقَالَ: ذَاكَ عِنْدَ ذِهَابِ الْعِلْمِ ، قَالُوا: يا رَسُول اللَّهِ، وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ، وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَنُقْرِئُهُ أَبْنَاءَنَا، وَيُقْرِؤُهُ أَبْنَاؤُنَا أَبْنَاءَهُمْ؟فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا ابْنَ لَبِيدٍ، قَدْ كُنْتُ أَرَاكَ أَفْقَهَ رَجُلٍ بِالْمَدِينَةِ، أَوَلَيْسَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى يَقْرءُونَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ، ثُمَّ لَا يَنْتَفِعُونَ بِهَا؟ قَالَ: بلى يا رَسُول اللَّهِ

زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب علم کے اٹھنے کا وقت آ پہنچا، زیاد رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوی میں اتنا تقرب حاصل تھا کہ وہ بے تکلفی سے بات کر لیتے تھے انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اب تو علم لوگوں کے رگ و ریشے میں سرایت

(۱) التاريخ الكبير المعروف بتاريخ ابن أبي خيثمة - السفر الثاني۱٫۲۳۵

(۲) ابن سعد۳٫۴۴۸

کر چکا ہے اس کے اٹھنے کا وقت کیسے آ گیا؟ بے شک ہم اللہ کی کتاب قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھاتے ہیں، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی جسارت کو کم فہمی پر محمول فرمایا اور ذرا سخت الفاظ میں یوں فہمائش کی اے لبید کے بیٹے! تیری ماں تجھ کو روئے میں تو تم کو مدینہ میں بہت دانا آدمی سمجھتا تھا کیا تم کو نظر نہیں آتا کہ یہود اور نصاریٰ تورات اور انجیل پڑھتے ہیں لیکن اس سے کچھ نفع حاصل نہیں کرتے، زیاد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اس فہمائش پر لرز اٹھے اور عرض کیا بے شک اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سچ فرمایا۔ [1]

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ اسْتَعْمَلَ زِيَادَ بْنَ لَبِيدٍ عَلَى حَضْرَمَوْتَ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے زیاد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن لبید کو حضرموت کا عامل بنایا۔ [2]

تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَامِلُهُ عَلَى حضرموت زِيَادُ بْنُ لَبِيدٍ

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وصال ہوا تو زیاد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن لبید حضرت موت پر عامل تھے۔ [3]

فَلَمَّا خَرَجَ النَّاسُ إِلَى الْعِرَاقِ خَرَجَ مَعَهُمْ، فشهد القادسية والمدائن وجلولاء ونهاوند واختط بالكوفة حين اختطها المسلمون وَنَزَلَ الْكُوفَةَ وَابْتَنَى بِهَا دَارًا فِي كِنْدَةَ وَمَاتَ بِهَا وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَئِذٍ بِالْكُوفَةِ حِينَ صَالَحَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ صَلَّى عَلَيْهِ

جب سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن ابی وقاص کے ہمراہ مجاہدین جہاد فی سبیل اللہ کے لیے عراق کی طرف نکلے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوئے اور سعد بن ابی وقاص کی قیادت میں قادسیہ، المدائن اور جلولا اور نہاوند کی جنگوں میں مردانہ وار شریک ہوئے، جب لوگوں میں خلافت کے بارے میں اختلاف برپا ہوا تو پھر کوفہ میں گھر بسالیا اور وہیں ان کی وفات ہوئی، اور جب حسن بن علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا بن ابوطالب نے امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے صلح فرمائی تھی ان دنوں وہ کوفہ میں تھے انہوں نے ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ [4]

وفد عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وعبد الرحمٰن:

یہ دونوں بھائی بنو کنانہ کے ایک شخص لھیب کے بیٹے تھے، ہجرت نبوی سے پہلے مکہ گئے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ [5]

ہجرت کے متعلق خواب:

جس طرح نبوت سے چھ ماہ بیشتر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سچے خواب نظر آنے لگے تھے اس طرح ہجرت کی ابتدا بھی رویائے صالحہ سے ہوئی،

---

[1] مسند احمد ۱۷۴،۳۴، اسد الغابة ۲،۳۳۹،تهذيب الكمال فی اسماءِ الرجال۹،۵۰۸،معجم الصحابة للبغوی ۲،۴۹۷، معرفة الصحابة لابی نعیم ۳،۱۲۰۵، طبقات الحنابلة۱،۳۷۱،التاريخ الكبير المعروف بتاريخ ابن أبي خيثمة - السفر الثاني۱،۲۳۵

[2] ابن سعد ۱،۶۷۳

[3] ابن سعد۳،۴۴۸

[4] ابن سعد۶،۹۹

[5] ابن سعد

عَنْ أَبِي مُوسَى،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي المَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا اليَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب دیکھاتھا کہ میں مکہ مکرمہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوروں کے باغات ہیں(مگر اس جگہ کانام نہیں بتایا گیا)میں سوچ میں پڑگیا کہ یہ سرزمین یمامہ یا سرزمین ہجر ہو گی۔ (۱)

اس خواب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور خواب دیکھا،

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِينَ:إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ، ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لاَبَتَيْنِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا مجھے خواب میں تمہاری ہجرت کی جگہ دکھائی گئی ہے وہاں کھجوروں کے بکثرت باغات ہیں اور وہ جگہ دوسنگلاخ میدانوں کے درمیان ہے۔ (۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تردد کودور کرنے کے لئے جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہوکر مدینہ منورہ کاتعین کر دیا۔

یثرب کوپسند کرنے کی وجہ:

مدینہ منورہ مکہ سے تین سومیل کے فاصلے پرشمال کی جانب واقع ہے،اس زمانے میں عرب کے تجارتی قافلوں کی تین بڑی شاہرائیں مدینہ کے قریب سے ہوکر گزرتی تھیں اس لئے اشیاء خوردونوش وافرمقدار میں حاصل ہوجاتی تھیں،پانی کی افراط کی وجہ سے کافی نخلستان تھے،ملک کاباقی حصہ ویران اور دشوار گزار تھا،اس میں صحرا،پہاڑیاں اور گہری وادیاں تھیں جو وہاں تک پہنچنے میں حائل ہوتی تھیں یعنی دفاعی لحاظ سے مستحکم اور قدرتی حصار کی وجہ سے ہرطرف سے محفوظ تھا،چنانچہ اشاعت اسلام کے لئے سب سے زیادہ سہولتوں اور اپنی جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے وہ سارے عرب کادارالخلافہ بنائے جانے کے قابل تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرت :

قد أخبرت بدار هجرتكم وهي يثرب، فمن أراد منكم أن يخرج فليخرج إليه

جب جگہ کاتعین ہوگیا توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کومدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت فرمائی کہ جوتم میں سے ہجرت کاخواہشمند ہو تووہ اپنے انصار بھائیوں سے جاملیں۔ (۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایاتم لوگ ایک ایک یادودوکر کے ہوشیاری سے مدینہ چلے جاؤ تاکہ خامخواہ قریش کی نظریں نہ اٹھیں اور وہ تمہارے ارادوں کو بھانپ لیں،اورصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوہجرت کے لئے خلوص نیت پرزوردیتے ہوئے فرمایا

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۶۲۲،صحیح مسلم کتاب الرویا بَابُ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن ابی موسیٰ ۵۹۳۴

(۲) صحیح بخاری کتاب مَنَاقِبِ الأَنْصَارِبَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ۳۹۰۵

(۳) شرح الزرقانی علی المواهب۸۹/۲

إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

تمام اعمال کادارومدارنیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا، پس جس کی ہجرت دولت دنیا حاصل کرنے کے لئے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو، پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لئے ہوگی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔ (۱)

حکم نبوی ﷺ سنتے ہی پوشیدہ طور پر ہجرت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا القُرْآنَ، ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ، وَبِلَالٌ، وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ، ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ المَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ، فَرَحَهُمْ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ، يَقُولُونَ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ

چنانچہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ کے (مہاجر) صحابہ میں سب سے پہلے ہمارے پاس مدینہ تشریف لانے والے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم ﷺ تھے، مدینہ پہنچ کر ان بزرگوں نے ہمیں قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا، پھر عمار رضی اللہ عنہ، بلال رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ آئے اور پھر عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب بیس صحابہ کو ساتھ لے کر آئے، اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے، میں نے کبھی مدینہ والوں کو اتنا خوش ہونے والا نہیں دیکھا تھا جتنا وہ سید الامم ﷺ کی آمد پر خوش ہوئے تھے، بچیاں اور بچے بھی کہنے لگے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں۔ (۲)

وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الحَبَشَةِ إِلَى المَدِينَةِ

اس خبر کو سن کر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے مدینہ منورہ آگئے۔ (۳)

لَمَّا أَجْمَعَ أَبُو سَلَمَةَ الْخُرُوجَ إِلَى الْمَدِينَةِ رَحَّلَ لِي بَعِيرَهُ ثُمَّ حَمَلَنِي عَلَيْهِ، وَجَعَلَ مَعِي ابْنِي سَلَمَةَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ فِي حِجْرِي، ثُمَّ خَرَجَ يَقُودُ بِي بَعِيرَهُ، فَلَمَّا رَأَتْهُ رِجَالُ بَنِي الْمُغِيرَةِ قَامُوا إِلَيْهِ فَقَالُوا: هَذِهِ نَفْسُكَ غَلَبْتَنَا عَلَيْهَا، أَرَأَيْتَ صَاحِبَتَنَا هَذِهِ؟ عَلَامَ نَتْرُكُكَ تَسِيرُ بِهَا فِي الْبِلَادِ؟ قَالَتْ فَنَزَعُوا خِطَامَ الْبَعِيرِ مِنْ يَدِهِ وَأَخَذُونِي مِنْهُ، قَالَتْ وَغَضِبَ عِنْدَ ذَلِكَ بَنُو عَبْدِ الْأَسَدِ، رهط أبي سلمة، وقالوا: وَاللَّهِ لَا نَتْرُكُ ابْنَنَا عِنْدَهَا إِذْ نَزَعْتُمُوهَا مِنْ صَاحِبِنَا، قَالَتْ فَتَجَاذَبُوا ابْنِي سَلَمَةَ بَيْنَهُمْ حَتَّى خَلَعُوا يَدَهُ، وَانْطَلَقَ بِهِ بَنُو عَبْدُ الْأَسَدِ، وَحَبَسَنِي بَنُو الْمُغِيرَةِ عِنْدَهُمْ وَانْطَلَقَ زَوْجِي أَبُو سَلَمَةَ إِلَى الْمَدِينَةِ، قَالَتْ فَفُرِّقَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِي وَبَيْنَ زَوْجِي.

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ان لوگوں کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کرنے والے صحابی رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن

(۱) صحیح بخاری کتاب الوحی كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ا

(۲) صحیح بخاری کتاب تفسیرالقرآن سُورَةُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى ۴۹۴۱

(۳) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ هِجْرَةِ الحَبَشَةِ عن عائشه

عبدالاسد مخزومی نے مدینہ منورہ کے لیے سامان سفر تیار کر لیا تو اپنے اونٹ کو بٹھا کر مجھے اس پر بٹھایا اور میرے ساتھ میرے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ کو بھی سوار کر دیا اور خود اس کی مہار پکڑ کر آگے آگے چلنے لگے، پھر میں نے دیکھا کہ بنی مغیرہ کے کچھ لوگوں نے انہیں روک کر کہا اس بوڑھی عورت اور اس لڑکے کو اس اونٹ پر بٹھا کر کس کس شہر کی سیر کرانے لے جا رہے ہو؟ تم ہمیں دھوکہ دے کر چل تو دیئے ہو مگر ہم تمہیں یہ مال سمیٹ کر یہاں سے ایک قدم آگے نہیں جانے دیں گے یہ کہہ کر انہوں نے مجھے کجاوے سے نیچے اتار لیا اور پھر بولے یہ لڑکا بھی ہمارا ہی ہے ہم اسے بھی نہیں چھوڑیں گے یہ کہہ کر انہوں نے میرے بیٹے کو بھی اونٹ سے اتار لیا اور اونٹ کی مہار ابوسلمہ کے ہاتھ سے چھین کر اسے ایک طرف ہانکنے لگے، لیکن اس وقت بنی اسد کے کچھ لوگ وہاں آ گئے اور ان کے ساتھ بنی سلمہ کے لوگ بھی تھے وہ بنی مغیرہ کے لوگوں سے تکرار کرنے لگے تو انہوں نے ابوسلمہ اور اونٹ کو تو چھوڑ دیا لیکن مجھے اور میرے بیٹے کو ان کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دی چنانچہ میرے خاوند تنہا ہی مدینے کی طرف روانہ ہو گئے اس طرح ماں، باپ اور بچے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے،

قَالَتْ فَكُنْتُ أَخْرُجُ كُلَّ غَدَاةٍ فَأَجْلِسُ فِي الْأَبْطَحِ فَمَا أَزَالُ أَبْكِي حَتَّى أُمْسِيَ سَنَةً أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا حتى مرَّ بي رجل من بني عَمِّي أَحَدُ بَنِي الْمُغِيرَةِ فَرَأَى مَا بِي فَرَحِمَنِي، فَقَالَ لِبَنِي الْمُغِيرَةِ: أَلَا تُخْرِجُونَ هَذِهِ الْمِسْكِينَةَ؟ فَرَّقْتُمْ بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا وَبَيْنَ وَلَدِهَا؟ قَالَتْ فَقَالُوا لِي: الْحَقِي بِزَوْجِكِ إِنْ شِئْتِ، قَالَتْ فردَّ بَنُو عَبْدِ الْأَسَدِ إِلَيَّ عِنْدَ ذَلِكَ ابْنِي، قَالَتْ فَارْتَحَلْتُ بَعِيرِي، ثُمَّ أَخَذْتُ ابْنِي فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِي، ثُمَّ خَرَجْتُ أُرِيدُ زَوْجِي بِالْمَدِينَةِ،

مگر بچوں کے بغیر ماں کو کب قرار آ سکتا تھا وہ صبح کو ابطح میں جا بیٹھتیں اور شام تک اپنے بچوں کو یاد کر کے روتی رہتیں، اس طرح تقریباً ایک سال گزر گیا تو ایک روز وہاں جہاں ہمیں بنی مغیرہ نے قید کر رکھا تھا میرے چچا کے بیٹوں میں سے ایک کا بنی مغیرہ کی طرف سے گزر ہوا تو وہ مجھے اور میرے بیٹے سلمہ کو ان کی قید میں دیکھ کر بولا بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ لوگوں نے اس غریب دکھیا کو اس کے خاوند سے اور اس لڑکے کو اس کے باپ سے بے قصور جدا کر رکھا ہے؟ بنی مغیرہ کو مجھ پر شاید کچھ ترس آ گیا تو وہ بولے تو جہاں چاہے جا سکتی ہے، لیکن اسی وقت بنی اسد کے کچھ اور لوگ بھی وہاں آ گئے اور انہوں نے بنی مغیرہ سے کہہ سن کر مجھے اونٹ پر سوار کرایا اور میرے بیٹے کو بھی میرے ساتھ بٹھا دیا چنانچہ ہم دونوں فوراً وہاں سے تن تنہا مدینہ منورہ اپنے خاوند کی طرف روانہ ہوئے،

قَالَتْ: وَمَا مَعِي أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ.حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِالتَّنْعِيمِ لَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَخَا بَنِي عَبْدِ الدَّارِ، فَقَالَ: إِلَى أَيْنَ يَا ابْنَةَ أَبِي أُمَيَّةَ؟ قُلْتُ: أُرِيدُ زَوْجِي بِالْمَدِينَةِ، قَالَ: أَوْ مَا مَعَكِ أَحَدٌ؟ قُلْتُ: مَا معي أحد إلا الله وبني هذا، فقال: والله مالك مِنْ مَتْرَكٍ فَأَخَذَ بِخِطَامِ الْبَعِيرِ، فَانْطَلَقَ مَعِي يَهْوِي بِي، كَانَ إِذَا بَلَغَ الْمَنْزِلَ أَنَاخَ بِي، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ عَنِّي حَتَّى إِذَا نَزَلْتُ اسْتَأْخَرَ بِبَعِيرِي فحط عنه ثم قيده في الشجرة ثم تنحى [عني] إِلَى شَجَرَةٍ فَاضْطَجَعَ تَحْتَهَا

تو ہمیں راستے میں اللہ کی مخلوق میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ ملا جو ہماری کچھ مدد کرتا اس طرح کافی دنوں کی مسافت طے کرنے کے بعد ہمیں مقام تنعیم میں جو پہلے شخص ملے وہ عثمان بن ابی طلحہ بنی عبدالدار کے بھائی تھے وہ ہمیں دیکھ کر بولے ابی امیہ کی بیٹی! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے جواب دیا میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ طیبہ جا رہی ہوں، یہ سن کر بولے اور تمہارے ساتھ کوئی ہمراہی نہیں ہے؟ میں نے جواب دیا میرے

ساتھ اللہ تعالیٰ یا میرا صغیر سن بیٹا ہے، ایک کمزور عورت کا یہ حال دیکھ کر عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ کا دل بھر آیا وہ بولے بہر حال میں اس طرح تو تمہیں تنہا نہیں جانے دوں گا یہ کہہ کر انہوں نے میرے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور آگے آگے چلنے لگے، اسی طرح وہ منزل بمنزل چلتے رہے جب منزل پر پہنچتے تو وہ مجھے کسی درخت کے نیچے بٹھا کر اونٹ کی مہار اسی درخت کی کسی شاخ سے باندھ دیتے اور ہم سے دور ہٹ کر ہمارے لیے کھانا تیار کرنے لگتے،

فَإِذَا دَنَا الرَّوَاحُ قَامَ إِلَى بَعِيرِي فَقَدَّمَهُ فَرَحَّلَهُ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ عَنِّي، وَقَالَ: ارْكَبِي فَإِذَا رَكِبْتُ فَاسْتَوَيْتُ عَلَى بَعِيرِي أَتَى فَأَخَذَ بِخِطَامِهِ، فَقَادَنِي حَتَّى يَنْزِلَ بِي، فَوَاللَّهِ مَا صَحِبْتُ رَجُلًا مِنَ الْعَرَبِ قَطُّ أَرَى أَنَّهُ كَانَ أَكْرَمَ مِنْهُ،فَلَمْ يَزَلْ يَصْنَعُ ذَلِكَ بِي حَتَّى أَقْدَمَنِي الْمَدِينَةَ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَى قَرْيَةِ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءٍ قَالَ: زَوْجُكِ فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ وَكَانَ أَبُو سَلَمَةَ بِهَا نَازِلًا فَادْخُلِيهَا عَلَى بَرَكَةِ اللَّهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ رَاجِعًا إِلَى مَكَّةَ

اسی طرح جب روانگی کا وقت آتا تو اونٹ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قریب لا کر بٹھلا دیتے اور یہ کہہ کر کہ وہ سوار ہو جائیں خود دور چلے جاتے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سوار ہو جاتیں تو عثمان بن طلحہ اونٹ کی مہار پکڑ کر آگے چلنے لگتے، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں واللہ! میں نے اس شخص سے زیادہ پورے عرب میں کوئی نیک اور رحم دل آدمی نہیں دیکھا، فرماتی ہیں اسی طرح وہ ہمیں مدینہ طیبہ تک لے گئے لیکن جب ہم لوگ قبا کے نزدیک بنی عمرو بن عوف کی بستی میں پہنچے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا اس بستی میں کہیں تمہارے شوہر مقیم ہیں اللہ کی رحمت و برکت کے ساتھ اس بستی میں داخل ہو جاؤ مجھے اس کا علم نہیں تھا لیکن اتفاق سے وہ وہیں ٹھیرے ہوئے تھے، چنانچہ وہ مجھے اور میرے بیٹے کو ان کے سپرد کر کے خود مکہ مکرمہ کی طرف لوٹ گئے،

فَكَانَتْ تَقُولُ: مَا أَعْلَمُ أَهْلَ بَيْتٍ فِي الْإِسْلَامِ أَصَابَهُمْ مَا أَصَابَ آلَ أَبِي سَلَمَةَ، وَمَا رَأَيْتُ صَاحِبًا قَطُّ كَانَ أَكْرَمَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ، أَسْلَمَ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْعَبْدَرِيُّ هَذَا بَعْدَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَهَاجَرَ هُوَ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مَعًا، وَقُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ أَبُوهُ وَإِخْوَتُهُ، الْحَارِثُ وَكِلَابٌ وَمُسَافِعٌ، وَعَمُّهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرماتی ہیں مجھے نہیں معلوم کہ اہل عرب کے کسی گھرانے پر اس سے زیادہ کبھی پہلے کوئی مصیبت پڑی ہو جیسا کہ آل ابوسلمہ پر پڑی، اور میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ رحم دل آدمی کوئی نہیں دیکھا، عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ بن ابی طلحہ العبدری صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت کی تھی، ان کے والد اور بھائی حارث، کلاب اور مسافع غزوہ احد میں قتل ہو گئے تھے۔ [1]

ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ مَنْ قدمها من المهاجرين بعد أبي سلمة عمار بْنُ رَبِيعَةَ حَلِيفُ بَنِي عَدِيٍّ، مَعَهُ امْرَأَتُهُ لَيْلَى بِنْتُ أَبِي حَثْمَةَ الْعَدَوِيَّةُ،ثُمَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَحْشٍ، حَلِيفُ بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، احْتَمَلَ بِأَهْلِهِ وَبِأَخِيهِ عَبْدٍ، أَبِي أَحْمَدَ

ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کے بعد ہجرت میں پہل کرنے والے بنی حدی کے حلیف عامر بن ربیعہ تھے جنہوں نے اپنی اہلیہ لیلیٰ بنت ابی حثمہ عدویہ کے

[1] البداية والنهاية ۳،۲۰۷ ،ابن ہشام۱،۴۶۹،الروض الانف۴،۱۰۲، السيرة النبوية لابن كثير۲،۲۱۶،سُبُل السَّلام مِن صَحيح سيرة خَير الأَنَامِ عَليه الصَّلاة وَالسَّلام۱،۲۱۴، الصَّحِيحُ من أحاديث السِّيرة النبوية۱،۱۳۸

ساتھ ہجرت فرمائی، ان کے بعد بنی امیہ بن عبد شمس کے حلیف عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل خانہ اور اپنے بھائی عبد ابی احمد کے ہمراہ ہجرت کی۔ (۱)

فَنَظَرَ إِلَيْهَا عُتْبَةُ تَخْفِقُ أَبْوَابُهَا يَبَابًا لَيْسَ بِهَا سَاكِنٌ، فَلَمَّا رَآهَا كَذَلِكَ تَنَفَّسَ الصُّعَدَاءَ وَقَالَ: وَكُلُّ دَارٍ وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهَا * يَوْمًا سَتُدْرِكُهَا النَّكْبَاءُ وَالْحُوبُ،هَذَا مِنْ عَمَلِ ابْنِ أَخِيكَ، هَذَا فَرَّقَ جَمَاعَتَنَا، وَشَتَّتَ أَمْرَنَا، وَقَطَّعَ بَيْنَنَا

عتبہ اور ابوجہل ان جانے والوں کو دیکھ رہے تھے جو ایک ایک کر کے جا رہے تھے یہ منظر دیکھ کر عتبہ کا دل بھر آیا ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بولا ہر مکان خواہ وہ کتنے ہی عرصہ تک آباد اور عشرت کدہ بنا رہے لیکن ایک نہ ایک دن وہ غم کدہ اور ماتم کدہ بن جاتا ہے اور پھر کہا یہ سب کچھ ہمارے بھتیجے کا کام ہے جس نے ہماری جماعت میں تفریق ڈال دی ہے۔ (۲)

ثُمَّ قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ أَرْسَالًا، قَالَ: وَكَانَ بَنُو غَنْمِ بْنِ دُودَانَ أَهْلَ إِسْلَامٍ، قَدْ أَوْعَبُوا إِلَى الْمَدِينَةِ هجرة، رجالهم ونساؤهم

اس طرح بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگرے خاموشی سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرتے گئے جن میں اکثریت بنی غنم بن دودان کے قبیلے کے مردوں اور عورتوں کی تھی۔

قریش اس بات سے بے خبر رہے لیکن یہ بات زیادہ عرصہ تک چھپنے والی نہ تھی آخر کار قریش کو علم ہو گیا اور وہ ساری صورت حال بھانپ گئے جس سے ان کا غصہ اور بڑھا اور سینہ جوش انتقام سے کھولنے لگا اب تو وہ ہاتھ دھو کر مسلمانوں کے پیچھے پڑ گئے، دن رات گھات میں رہنے لگے کہ کوئی مسلمان ہجرت کر کے مدینہ نہ جا سکے تا کہ ہجرت کی ساری اسکیم ہی فیل ہو جائے لیکن کسی نہ کسی طرح عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن، عقبہ رضی اللہ عنہ بن وہب، شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب، اربد رضی اللہ عنہ بن جمیرہ، منقذ رضی اللہ عنہ بن نباتہ، سعید رضی اللہ عنہ بن رقیش، محرز رضی اللہ عنہ بن نضلہ، یزید رضی اللہ عنہ بن رقیش، قیس رضی اللہ عنہ بن جابر، عمرو رضی اللہ عنہ بن محصن، مالک رضی اللہ عنہ بن عمرو، صفوان رضی اللہ عنہ بن عمرو، ثقیف رضی اللہ عنہ بن عمرو، ربیعہ رضی اللہ عنہ بن اکثم، زبیر رضی اللہ عنہ بن عبید، تمام رضی اللہ عنہ بن عبیدہ، سنجرہ رضی اللہ عنہ بن عبیدہ، محمد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بن جحش اور عورتوں میں زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش رضی اللہ عنہ، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت جحش، جدامہ رضی اللہ عنہا بنت جندل، ام قیس رضی اللہ عنہ بنت محصن، ام حبیب رضی اللہ عنہا بنت ثمامہ، آمنہ رضی اللہ عنہا بنت رقیش، سنجرہ رضی اللہ عنہا بنت تمیم، حمنہ رضی اللہ عنہا بن جحش نے ہجرت فرمائی۔ (۳)

اس کے بعد ہجرت کرنے والوں کا ایک تانتا بندھ گیا

وَنَزَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، وَأَبُو مَرْثَدٍ كَنَّازُ بْنُ حِصْنٍ. قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَيُقَالُ، ابْنُ حُصَيْنٍ وَابْنُهُ مَرْثَدٌ الْغَنَوِيَّانِ، حَلِيفَا حَمْزَةَ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَنَسَةُ ، وَأَبُو كَبْشَةَ ، مَوْلَيَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَى كُلْثُومِ بْنِ هِدْمٍ، أَخِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بقُبَاءٍ : وَيُقَالُ: بَلْ نَزَلُوا عَلَى سَعْدِ بْنِ خَيْثَمَةَ، وَيُقَالُ: بَلْ نَزَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَى أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، أَخِي بَنِي النَّجَّارِ

(۱) البداية والنهاية ۳/۲۰۷

(۲) ابن ہشام ۱/۴۷۱

(۳) البداية والنهاية ۳/۲۰۸

سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب، زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ، ابو مرثد رضی اللہ عنہ کناز بن حصن غنوی، ان کے بیٹے مرثد غنوی (حلیف حمزہ بن عبد المطلب) انسہ رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو کبشہ رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلثوم رضی اللہ عنہا بن ہدم (جو بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے) کے گھر قباء میں یا سعد رضی اللہ عنہ بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے گھر اترے ایک قول ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ اسعد بن زرارہ نجاری کے ہاں فروکش ہوئے۔

وَنَزَلَ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، وَأَخُوهُ الطُّفَيْلُ بْنُ الْحَارِثِ، وَالْحُصَيْنُ ابْن الْحَارِثِ، وَمِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، وَسُوَيْبِطُ بْنُ سَعْدِ بْنِ حُرَيْمِلَةَ، أَخُو بَنِي عَبْدِ الدَّارِ، وَطُلَيْبُ بْنُ عُمَيْرٍ، أَخُو بَنِي عَبْدِ بْنِ قُصَيٍّ، وَخَبَّابٌ ، مَوْلَى عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ، عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ، أَخِي بَلْعِجْلَانَ بقُبَاءٍ.

اور بنی عبد الدار میں سے عبیدہ بن حارث بن مطلب اور ان کے دونوں بھائی طفیل بن حارث اور حصین بن حارث اور مسطح رضی اللہ عنہ بن اثاثہ بن عباد بن مطلب اور سویبط رضی اللہ عنہ بن سعد بن حریملہ اور بنی عبد قصی میں سے طلیب رضی اللہ عنہ بن عمیر اور عقبہ بن غزوان کے آزاد کردہ غلام بنی عجلان کے گھر قباء میں اترے۔

وَنَزَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي رِجَالٍ مِنْ الْمُهَاجِرِينَ عَلَى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ أَخِي بَلْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، فِي دَارِ بَلْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ

عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف اور کچھ دوسرے مہاجرین سعد بن ربیع خزرجی کے گھر ٹھیرے۔

وَنَزَلَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ، وَأَبُو سَبْرَةَ بْنُ أَبِي رُهْمِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى، عَلَى مُنْذِرِ ابْن مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ أُحَيْحَةَ بْنِ الْجُلَاحِ بِالْعُصْبَةِ، دَارِ بَنِي جَحْجَبَى

زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام، ابو سبرۃ رضی اللہ عنہ بن ابی رھم منذر بن محمد بن عقبہ کے ہاں مقام عقبہ بن جحجبی کے ہاں ٹھیرے۔

وَنَزَلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ هَاشِمٍ، أَخُو بَنِي عَبْدِ الدَّارِ عَلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ النُّعْمَانِ، أَخِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، فِي دَارِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ

مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر بن ہاشم بنی عبد الدار میں سے سعد بن معاذ اشہلی کے گھر بنی عبد الاشہل میں ٹھیرے۔

وَنَزَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَى أَوْسِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الْمُنْذِرِ، أَخِي حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ فِي دَارِ بَنِي النَّجَّارِ، فَلِذَلِكَ كَانَ حَسَّانُ يُحِبُّ عُثْمَانَ وَيَبْكِيهِ حَيْنَ قُتِلَ

عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اوس بن ثابت (حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کے بھائی) کے گھر بنو نجار میں ٹھیرے، یہی وجہ ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت تھی ان کے قتل پر روئے اور ان کے فراق میں دلدوز مرثیے کہے۔

نَزَلَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَلَى أَسْعَدِ بْنِ زُرَارَةَ، أَخِي بَنِي النَّجَّارِ

طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ بن عثمان نے اسعد بن زرارہ نجاری کے گھر آباد ہوئے۔

اور عیاش رضی اللہ عنہ بن ابی ربیعہ، طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ بن عثمان اور صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان نے ہجرت فرمائی

أَنَّ صُهيباً حِينَ أَرَادَ الْهِجْرَةَ قَالَ لَهُ كُفَّارُ قُرَيْشٍ: أَتَيْتَنَا صُعْلُوكًا حَقِيرًا فَكَثُرَ مَالُكَ عِنْدَنَا وَبَلَغْتَ الَّذِي بَلَغْتَ، ثُمَّ تُرِيدُ أَنْ تَخْرُجَ بِمَالِكِ وَنَفْسِكَ، وَاللَّهِ لَا يَكُونُ ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُمْ صُهَيْبٌ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلْتُ لَكُمْ مَالِي أَتُخَلُّونَ سَبِيلِي؟قَالُوا: نَعَمْ،قَالَ فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُ لَكُمْ مَالِي،فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: رَبِحَ صُهَيْبٌ، رَبِحَ صُهَيْبٌ

جب صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان نے ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے کہا کہ تم ایک فقیر حقیر کی حالت میں ہمارے پاس آئے تھے، پھر ہمارے پاس رہ کر تم نے بہت مال کمایا اب تم اپنا مال اور اپنی جان لے کر یہاں سے جانا چاہتے ہو واللہ! ایسا کبھی نہ ہو گا، صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان نے کہا نہیں اگر میں اپنا سارا مال تمہیں دے دوں تو پھر مجھے جانے دو گے؟ قریش کہنے لگے ہاں پھر جانے دیں گے، صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان نے کہا گواہ رہو میں نے اپنا سارا مال تمہیں دے رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سنا تو فرمایا صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان نے نفع کمایا، صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان نے نفع کمایا۔ (۱)

الغرض رفتہ رفتہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت فرما کر مدینہ جا پہنچے اور مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور وہ مسلمان رہ گئے جو بدقسمتی سے ہجرت کا موقعہ نہ پا سکے اور دھر لئے گئے تھے، قریش نے انہیں بڑی بے رحمی سے ستایا اور خوب خوب ظلم کی بھٹی میں تپایا تا کہ وہ تاب نہ لا کر دین سے بیزار ہو جائیں، ایمان سے ان کا دل کھٹا ہو جائے اور وہ بھولے سے بھی اس کا نام نہ لیں ،اس طرح یہ بے بس مسلمان تڑپ تڑپ کر مظلومی کے دن کاٹ رہے تھے مگر انہیں اس مقصد میں ناکامی ہی ہوئی، عورتوں بوڑھوں پر اتنے ظلم وستم کے باوجود ایک فرد بھی دین اسلام سے متنفر نہ ہو سکا بلکہ جتنا قریش ان پر جبر کرتے وہ اتنا ہی دین اسلام سے چمٹ جاتے، اللہ پر ان کا یقین واعتماد اور بڑھ جاتا اور ان کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دوچند ہو جاتی، قریش کی ہر چال ناکام ہو گئی اور ان کی ہر کوشش اکارت گئی کڑی نگرانی کے باوجود مکہ مکرمہ اہل توحید سے خالی ہوتا گیا

وَلَمَّا قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْمَدِينَةَ هُوَ وَمَنْ لَحِقَ بِهِ من أهله وقومه وأخوه زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَمْرٌو وَعَبْدُ اللَّهِ ابْنَا سُرَاقَةَ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، وَخُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ زَوْجُ ابْنَتِهِ حَفْصَةَ وَابْنُ عَمِّهِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَوَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيُّ حَلِيفٌ لَهُمْ وَخَوْلِيُّ بْنُ أَبِي خَوْلِيٍّ، وَمَالِكُ بْنُ أَبِي خَوْلِيٍّ حَلِيفَانِ لَهُمْ مِنْ بَنِي عِجْلٍ وَبَنُو الْبُكَيْرِ إِيَاسٌ وَخَالِدٌ وَعَاقِلٌ وَعَامِرٌ وَحُلَفَاؤُهُمْ مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ لَيْثٍ، فَنَزَلُوا عَلَى رِفَاعَةَ بْنِ عَبْدِ المنذر بن زنير فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءَ

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس صحابہ کے ساتھ ہجرت فرمائی تو اس قافلہ میں ان کے بڑے بھائی زید رضی اللہ عنہ بن خطاب، عمرو رضی اللہ عنہ بن سراقہ ،عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سراقہ، خنیس رضی اللہ عنہ بن حذافہ سہمی، سعید رضی اللہ عنہ بن عمرو بن نفیل، واقد رضی اللہ عنہ بن عبداللہ التمیمی، خولی رضی اللہ عنہ بن خولی، مالک رضی اللہ عنہ بن ابی خولی، بکیر کے چاروں بیٹے ایاس رضی اللہ عنہ بن بکیر، عامر رضی اللہ عنہ بن بکیر، عاقل رضی اللہ عنہ بن بکیر، خالد رضی اللہ عنہ بن بکیر، عیاش رضی اللہ عنہ بن ابی ربیعہ تھے، یہ سب لوگ قباء میں رفاعہ بن عبدالمنذر کے ہاں فروکش ہوئے۔ (۲)

(۱) البداية والنهاية۳/۲۱۲،ابن سعد۳/۱۷۱

(۲) البداية والنهاية۳/۲۱۲

ہشام رضی اللہ عنہ بن العاص کا بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت کا ارادہ تھا مگر وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے اور مشرکوں کے پنجے میں پھنس گئے،

لَمَّا أَرَدْنَا الْهِجْرَةَ إِلَى الْمَدِينَةِ، أَنَا وَعَيَّاشُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ، وَهِشَامُ بْنُ الْعَاصِي بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ التَّنَاضِبَ مِنْ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ، فَوْقَ سَرِفٍ ،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اور عیاش اور ہشام بن عاص بن وائل نے رات کو مشورہ کیا کہ صبح کے وقت ہم تینوں مقام تناضب میں اکٹھے ہو جائیں

(قال البلادي: التناضب وأضاة بني غفار، موضع واحد: الأضاة: أرض تمسك الماء فيتكون فيها الطين. والتناضب: شجرات في هذه الأضاة، وهي لا زالت مشاهدة على جانب وادي سرف الشمالي إلى جوار قبر أم المؤمنين ميمونة. وقام بجانبها الغربي حيّ على بعد ثلاثة عشر كيلا من مكة، نحو الشمال)

بلاذری کا کہنا ہے تناضب اور اضاۃ بنی غفار ایک ہی جگہ کا نام ہے، اضاۃ ایسا علاقہ جہاں پانی کھڑا رہنے سے وہاں کی مٹی گارا بن جائے، تناضب اس علاقہ میں اگے ہوئے درختوں کو کہتے ہیں، وادی سرف کے شمالی کنارے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پہلو میں یہ علاقہ اب بھی اپنے درختوں سمیت موجود ہے، اس کے مغربی حصے میں شمال کی جانب مکہ مکرمہ سے تیرہ کلو میٹر کے فاصلے پر ایک قبیلہ آباد تھا۔ [1]

وَقُلْنَا: أَيُّنَا لَمْ يُصْبِحْ عِنْدَهَا فَقَدْ حُبِسَ فَلْيَمْضِ صَاحِبَاهُ.قَالَ: فَأَصْبَحْتُ أَنَا وَعَيَّاشُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ عِنْدَ التَّنَاضُبِ، وَحُبِسَ عَنَّا هِشَامٌ، وَفُتِنَ فَافْتُتِنَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ نَزَلْنَا فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءٍ، وَخَرَجَ أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ وَالْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ إِلَى عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، وَكَانَ ابْنَ عَمِّهِمَا وَأَخَاهُمَا لِأُمِّهِمَا، حَتَّى قَدِمَا عَلَيْنَا الْمَدِينَةَ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ،

اور کہا جو صبح کو وہاں نہ آسکے گا وہ ضرور قید میں پھنس جائے گا، چنانچہ میں اور عیاش ہم دونوں تو وہاں پہنچ کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے اور ہشام بے چارہ قید میں پھنس گیا اور مشرکوں نے خوب اپنے دلوں کا بخار نکالا انہیں اتنی تکالیف پہنچائی گئیں کہ دین پر قائم رہنا مشکل ہو گیا، جب ہم مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے تو مقام قباء میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں ٹھیرے، ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) کے ہمراہ عیاش کی تلاش میں مدینہ منورہ آئے کیونکہ یہ دونوں اس کے چچازاد اور ماں شریک بھائی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ مکرمہ ہی میں تشریف فرما تھے

فَكَلَّمَاهُ وَقَالَا :إِنَّ أُمَّكَ قَدْ نَذَرَتْ أَنْ لَا يَمَسَّ رَأْسَهَا مُشْطٌ حَتَّى تَرَاكَ، وَلَا تَسْتَظِلَّ مِنْ شَمْسٍ حَتَّى تَرَاكَ، فَرَقَّ لَهَا، فَقُلْتُ لَهُ: يَا عَيَّاشُ، إِنَّهُ وَاللَّهِ إِنْ يُرِيدَكَ الْقَوْمُ إِلَّا لِيَفْتِنُوكَ عَنْ دينك فَاحْذَرْهُمْ، فو الله لَوْ قَدْ آذَى أُمَّكَ الْقَمْلُ لَامْتَشَطَتْ، وَلَوْ قَدْ اشْتَدَّ عَلَيْهَا حَرُّ مَكَّةَ لَاسْتَظَلَّتْ، قَالَ: فَقَالَ: أَبَرُّ قَسَمَ أُمِّي، وَلِي هُنَالِكَ مَالٌ فَآخُذُهُ

اور عیاش رضی اللہ عنہ بن ابی ربیعہ سے کہا کہ تیری ماں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تجھے دیکھ نہیں لے گی اس وقت تک نہ سائے میں بیٹھے گی اور

---

[1] المعالم الأثيرة في السنة والسيرة ۱/۶۷

نہ ہی اپنے سر میں کنگھی کرے گی، پس تو اس پر رحم کر اور ہمارے ساتھ چلا چل، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا اے عیاش! یہ لوگ تمہیں تمہارے دین کے بارے میں فتنے میں مبتلا کریں گے تمہاری ماں کو جب جوئیں ستائیں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی اور جب مکہ مکرمہ کی دھوپ اس کو بے چین کرے گی تو وہ خود بخود سایہ میں چلی آئے گی اور تمہارے آنے کی راہ ہرگز نہیں دیکھے گی، مگر وہ ان کے دھوکے میں آ گئے اور مجھ سے کہنے لگے اول تو مجھ کو اپنی ماں کی قسم پوری کرنی ہے، دوسرے یہ کہ میرا مال ہے اس کو وہاں سے لے کر چلا آؤں گا

قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللَّهِ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ أَنِّي لَمِنْ أَكْثَرِ قُرَيْشٍ مَالًا ، فَلَكَ نِصْفُ مَالِي وَلَا تَذْهَبْ مَعَهُمَا قَالَ: فَأَبَى عَلَيَّ إِلَّا أَنْ يَخْرُجَ مَعَهُمَا، فَلَمَّا أَبَى إِلَّا ذَلِكَ، قَالَ:قُلْتُ لَهُ: أَمَّا إِذْ قَدْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ، فَخُذْ نَاقَتِي هَذِهِ، فَإِنَّهَا نَاقَةٌ نَجِيبَةٌ ذَلُولٌ، فَالْزَمْ ظَهْرَهَا، فَإِنْ رَابَكَ مِنْ الْقَوْمِ رَيْبٌ، فَانْجُ عَلَيْهَا فَخَرَجَ عَلَيْهَا مَعَهُمَا

اور مال کا جو تم کو خیال ہے تو سمجھو کہ تمہارا مال میرے مال سے نصف حصہ کے برابر بھی نہیں ہے جس کو میں چھوڑ آیا ہوں اور اس کا خیال تک نہیں کرتا حالانکہ میں قریش میں اول درجہ کا مالدار ہوں، مگر عیاش رضی اللہ عنہ پر میری اس نصیحت نے کچھ اثر نہ کیا، جب میں نے دیکھا کہ یہ بغیر جائے نہ رہے گا تو کہا اے عیاش رضی اللہ عنہ! میری ناقہ پر سوار ہو کر جانا کیونکہ یہ اونٹنی بڑی اصیل ہے اگر راستے میں یہ دونوں تمہارے ساتھ کچھ بدی کریں تو فوراً ادھر بھاگ کر آ جانا، عیاش رضی اللہ عنہ نے یہ بات مان لی اور میری اونٹنی پر سوار ہو کر ابوجہل اور حرث کے ہمراہ واپس مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے،

حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، قَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ: يَا بن أَخِي، وَاللَّهِ لَقَدْ اسْتَغْلَظْتُ بَعِيرِي هَذَا، أَفَلَا تُعْقِبَنِي عَلَى نَاقَتِكَ هَذِهِ؟ قَالَ: بَلَى،قَالَ: فَأَنَاخَ، وَأَنَاخَا لِيَتَحَوَّلَ عَلَيْهَا، فَلَمَّا اسْتَوَوْا بِالْأَرْضِ عَدَوْا عَلَيْهِ، فَأَوْثَقَاهُ وَرَبَطَاهُ، ثُمَّ دَخَلَا بِهِ مَكَّةَ، وَفَتَنَاهُ فَافْتُتِنَ أَنَّهُمَا حِينَ دَخَلَا بِهِ مَكَّةَ دَخَلَا بِهِ نَهَارًا مُوثَقًا، ثُمَّ قَالَا: يَا أَهْلَ مَكَّةَ، هَكَذَا فَافْعَلُوا بِسُفَهَائِكُمْ، كَمَا فَعَلْنَا بِسَفِيهِنَا هَذَا

جب یہ لوگ کچھ راستہ طے کر چکے تو ابوجہل نے عیاش رضی اللہ عنہ سے کہا اے بھائی دیکھنا میرا اونٹ تھک گیا ہے اگر تم چاہو تو اپنی اونٹنی پر مجھے بھی بٹھالو، عیاش رضی اللہ عنہ بالکل سیدھے سادھے تھے اور ان کی سمجھ میں آ گیا اور انہوں نے کہا بہت اچھا، پھر انہوں نے اپنی اونٹنی کو ٹھیرایا اور یہ دونوں بھی اپنے اونٹوں پر سے اترے اور یہ بھی اترے، ان دونوں نے موقعہ پا کر عیاش رضی اللہ عنہ بن ابی ربیعہ کی مشکیں کس لیں اور مکہ میں لے آئے اور جو کوئی ملتا اس سے کہتے کہ دیکھو جس طرح سے ہم اپنے اس جاہل کو گرفتار کر کے لائے ہیں تم بھی اپنے جاہلوں کو گرفتار کر لاؤ اور پھر ان ظالموں نے عیاش رضی اللہ عنہ کو گھر میں قید کر لیا اور انہیں مختلف تکلیفیں پہنچاتے رہے۔ [1]

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، وَهُوَ بِالْمَدِينَةِ: مَنْ لِي بِعَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، وَهِشَامِ بْنِ الْعَاصِي؟فَقَالَ الْوَلِيدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ: أَنَا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِهِمَافَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ، فَقَدِمَهَا مُسْتَخْفِيًافَلَقِيَ امْرَأَةً تَحْمِلُ طَعَامًا، فَقَالَ لَهَا: أَيْنَ تُرِيدِينَ يَا أَمَةَ اللَّهِ؟قَالَتْ: أُرِيدُ هَذَيْنِ الْمَحْبُوسَيْنِ تَعْنِيهِمَا فَتَبِعَهَا حَتَّى عَرَفَ مَوْضِعَهُمَاوَكَانَا مَحْبُوسَيْنِ فِي بَيْتٍ لَا سَقْفَ لَهُ، فَلَمَّا أَمْسَى تَسَوَّرَ عَلَيْهِمَا، ثُمَّ أَخَذَ مَرْوَةً فَوَضَعَهَا تَحْتَ قَيْدَيْهِمَا، ثُمَّ ضَرَبَهُمَا بِسَيْفِهِ فَقَطَعَهُمَا،

[1] ابن ہشام ۱/۴۷۵

فَكَانَ يُقَالُ لِسَيْفِهِ:ذُو الْمَرْوَةِ لِذَلِكَ، ثُمَّ حَمَلَهُمَا عَلَى بَعِيرِهِ، وَسَاقَ بِهِمَا، فَعَثَرَ فَدَمِيَتْ أُصْبُعُهُ

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو فرمایا ایسا کون بہادر ہے جو عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن عاص کو میرے پاس لے آئے؟ ولید رضی اللہ عنہ بن الولید بن مغیرہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! غلام حاضر ہے، چنانچہ ولید اسی وقت مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور پوشیدہ طور پر وہاں پہنچے، ایک عورت کو دیکھا کہ کھانا سر پر رکھے ہوئے چلی جارہی ہے، ولید نے پوچھا اے اللہ کی بندی تو کہاں جارہی ہے؟ اس نے کہا ان دونوں قیدیوں کو کھانا کھلانے جارہی ہوں، یہ بھی اس عورت کے پیچھے ہوگئے اور اس کے ساتھ جاکر وہ مکان دیکھ کر آئے جہاں یہ دونوں قید تھے اور اس مکان کی چھت نہ تھی صرف ایک احاطہ تھا جس کا دروازہ مقفل رہتا تھا، پھر رات کو ولید دیوار پر چڑھ کر اس مکان کے اندر گئے اور ان دونوں کی زنجیر کے نیچے ایک پتھر رکھ کر اپنی تلوار سے ضرب لگائی کہ زنجیر کٹ گئی، پھر ان کو باہر لا کر اپنے اونٹ پر سوار کیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیا۔[1]

قریش کا مسلمانوں کے ساتھ یہی انداز اور برتاور ہا، بدقسمتی سے جو بھی ان کے ہاتھ لگ جاتا اسے بڑی بے دردی سے پیس کر رکھ دیا جاتا بالآخر وہ تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتا، اس طرح کتنی ہی عورتیں بیوہ ہوگئیں اور کتنے ہی بچے یتیم ہوگئے، اتنا ظلم وستم کرنے پر بھی ان کو اطمینان نہ تھا وہ محمد ﷺ کی طرف سے سخت فکر مند تھے، وہ خود بھی سوچتے اور جس سے ملتے اس سے بھی یہی سوال کرتے کہ محمد ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو تو مدینہ طیبہ بھیج دیا لیکن کیا وہ خود بھی وہاں چلا جائے گا کہیں ایسا تو نہیں وہ خود یہاں رہے اور اس کے ساتھی سکون کے ساتھ مدینہ منورہ میں رہیں، ہجرت حبشہ میں بھی ایسا ہی ہوا تھا؟ قریش کے دل ودماغ پر یہی سوالات چھائے ہوئے تھے، وہ بڑی بے تابی سے چہ میگوئیاں کر رہے تھے لیکن ہوگا کیا اس سے بے خبر تھے، قریش صرف چہ میگوئیاں ہی کر کے نہیں رہ گئے بلکہ برابر فکر مند رہے اور مسلسل سوچتے رہے کہ محمد (ﷺ) کے مقابلہ میں کونسی انوکھی چال چلی جائے، کون سی تیر بہدف تدبیر کی جائے کہیں ایسا نہ ہو اپنے ساتھیوں کی طرح وہ بھی ہاتھ سے نکل جائے، اس کے ساتھی تو پہلے ہی مدینہ پہنچ چکے ہیں اور سارا مدینہ بھی اس کا وفادار اور جانثار ہے، اگر محمد (ﷺ) ہاتھ سے نکل گیا تو بڑی ہی آفت برپا ہوجائے گی وہ ان کے ہمراہ ہم پر چڑھائی کر دے گا، ایسی باتیں سوچ کر وہ خود ہی خوفزدہ ہو جاتے۔

وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ كَثِيرًا مَا يَسْتَأْذِنُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِجْرَةِ، فَيَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللَّهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا،قَدْ طَمِعَ بِأَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا يَعْنِي نَفْسَهُ

آخر میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہجرت مدینہ کی اجازت چاہی، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جلدی نہ کرو شاید اللہ کوئی ساتھی دے دے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس تمنا سے ٹھیر جاتے کہ شاید وہ ساتھی رسول اللہ ﷺ ہی ہوں اور سفر کی تیاریوں میں لگ گئے۔[2]

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ:مَنْ يُهَاجِرُ مَعِي؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟ انہوں نے جواب

[1] ۔ابن ہشام ۴۷۶/۱

[2] ابن ہشام ۴۸۴/۱، الروض الانف ۱۲۸/۴

دیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ ①

وَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ يَنْتَظِرُ أَنْ يَأْذَنَ لَهُ رَبُّهُ فِي الْخُرُوجِ مِنْ مَكَّةَ وَالْهِجْرَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ظالموں کا اصل نشانہ تھے مکہ معظمہ میں اپنے لئے حکم الٰہی کا انتظار فرما رہے تھے، ان کی خواہش تھی کہ جیسے ہی رب کی اجازت ملے مکہ کو خیر باد کہہ کر مدینہ منورہ میں اپنے مخلص ساتھیوں سے جاملیں۔ ②

وہ مخلص ساتھی جنہوں نے اللہ کے لئے اپنا وطن، مال و دولت، اولاد اور عزیز و اقارب چھوڑے تھے اور نجانے کن کن نعمتوں سے ہاتھ دھوئے تھے اور کیسی کیسی چیزوں پر صبر کیا تھا اور انصار کے پاس جا پہنچیں جنہوں نے آپ کی حفاظت کی خدمات پیش کی تھیں، جنہوں نے دست مبارک میں ہاتھ دے کر راہ اللہ سرفروشی کا عہد کیا تھا۔

سعید رضی اللہ عنہ بن العاص

سعید رضی اللہ عنہ بن عاص کا شمار ان صغار صحابہ میں ہوتا ہے جو اپنی بعض خصوصیات، خداداد صلاحیتوں اور کارناموں کی بدولت ناموری اور شہرت کے آسمان پر آفتاب بن کر چمکے، سعید رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو امیہ سے تھا اور ان کے آباؤ اجداد بڑے بااثر اور ذی وجاہت رئیس تھے

وكان جده أُبو أحيحة، إذا اعتم بمكة لا يعتم أحد بلون عمامته، إعظامًا له،وكان يقال له: ذو التاج

سعید رضی اللہ عنہ کے دادا ابواحیحہ سعید رضی اللہ عنہ بن عاص کے رعب اور دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ وہ جس رنگ کا عمامہ باندھتا تھا مکہ مکرمہ میں کوئی دوسرا شخص اس رنگ کا عمامہ نہیں باندھ سکتا تھا، اہل مکہ نے اس شخص کو ذوالتاج (تاج والا) کالقب دے رکھا تھا۔ ③

ابوحیحہ سعید بن عاص ذوالتاج کی اولاد میں اس کی پانچ بیٹوں خالد رضی اللہ عنہ، عمرو رضی اللہ عنہ، ابان رضی اللہ عنہ، عبیدہ اور عاص نے تاریخ میں بڑی شہرت پائی، خالد رضی اللہ عنہ، عمرو رضی اللہ عنہ اور ابان رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے شرف اسلام سے بہرہ ور کیا جبکہ عبیدہ (ابو ذات الکرش) اور عاص اپنے کفر پر قائم رہے، یہ دونوں غزوہ بدر میں زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارے گئے، سعید رضی اللہ عنہ اسی عاص مقتول بدر کے فرزند تھے

ولد عام الهجرة. وقيل: بل ولد سنة إحدى

سعید رضی اللہ عنہ ہجرت مدینہ منورہ کے دنوں میں پیدا ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک ہجری میں پیدا ہوئے۔ ④

وأمه أم كلثوم بِنْت عَمْرو بْن عَبْد اللّٰه بْن أَبِي قَيْس

ان کی والدہ کا نام ان کلثوم بنت عمرو بن عبداللہ بن ابی قیس تھا۔ ⑤

---

① مستدرک حاکم۴۲۶۶

② السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۲/۲۱۵

③ اسدالغابۃ۲/۴۸۱

④ عثمان بن عفان ذوالنورین۱/۸۰

⑤ ابن سعد۵/۲۱

إنَّ عَرَبِيَّةَ القُرْآنِ أُقِيمَتْ عَلَى لِسَانِ سَعِيْدِ بنِ العَاصِ؛ لأَنَّهُ كَانَ أَشْبَهَهُم لَهْجَةً بِرَسُول اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سعید رضی اللہ عنہ بن العاص کو عربی زبان پر غیر معمولی قدرت حاصل تھی اور ان کا لحجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لہجے سے مشابہت رکھتا تھا۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعید رضی اللہ عنہ بن العاص پر غیر معمولی شفقت فرماتے تھے، سعید رضی اللہ عنہ بن العاص کے بچپن کا ایک واقعہ یوں مذکور ہے

عَنِ ابْنِ عُمَر، قال: جاءَت امرأةٌ إِلَى رَسُول اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبرد فَقَالَت إنّي نَوَيْت أَن أعطي هَذَا الثَّوْب أكْرم الْعَرَب ، فَقَالَ أعْطِيه هَذَا الْغُلَام يَعْنِي سعيد بن الْعَاصِ وَهُوَ وَاقِف فَلذَلِك، سُمّيت الثِّيَاب السعيديّة

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کپڑا پیش کیا اور ساتھ ہی عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے یہ نیت کر رکھی تھی کہ یہ کپڑا عرب میں سب سے بزرگ ہستی کو دوں گی، اب یہ آپ کی خدمت میں لائی ہوں، اس وقت سعید رضی اللہ عنہ بن عاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کا ہدیہ قبول فرمایا اور پھر اس سے فرمایا یہ کپڑا اس لڑکے یعنی سعید رضی اللہ عنہ بن العاص کو دے دے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی، اس وجہ سے اس کپڑے کا نام سعدیہ مشہور ہو گیا۔ [2]

ارباب سیر نے سعید رضی اللہ عنہ کی شرافت، شجاعت، شہامت، عقل وحزم، وقار وحلم، حق پسندی اور جود وسخا کی بڑی تعریف وتوصیف کی ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا بیان ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سعید رضی اللہ عنہ بن العاص اپنی ذہانت، قابلیت اور فہم وتدبر کی بنا پر خلیفہ بننے کے لائق ہیں۔

عہد رسالت اور عہد صدیقی میں نابالغ تھے اور عہد فاروقی میں جوان ہوئے، قرآن کریم کی کتابت اور ان کے کئی شاندار عسکری کارنامے امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے عہد میں نظر آتی ہیں، علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

وقتل أبوه العاص بن سعيد بن العاص يوم بدر كافرا، قتله علي بن أبي طالب رضي الله عنه، روى عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه قَالَ: رأيته يوم بدر يبحث التراب عنه كالأسد، فصمد إليه علي بن أبي طالب رضي الله عنه فقتله. وَقَالَ عمر لابنه سعيد يوما: لم أقتل أباك، وإنما قتلت خالي العاص بن هشام، وما بي أن أكون أعتذر من قتل مشرك! فَقَالَ له سعيد: لو قتلته كنت على الحق، وكان على الباطل، فتعجب عمر من قوله

سعید رضی اللہ عنہ کا والد غزوہ بدر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا اس غزوہ میں اس کا ہمنام عاص (بن مغیرہ) اپنے بھانجے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا، اس اشتراک نام کی وجہ سے دھوکا ہوتا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سعید رضی اللہ عنہ کے والد عاص کو مارا ہے چونکہ بنوامیہ میں خاندانی عصبیت بہت زیادہ تھی اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خیال پیدا ہوا کہ شاید سعید رضی اللہ عنہ انہیں اپنے باپ کا قاتل سمجھ کر دل میں ان کے خلاف کدورت رکھتے ہوں، اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے ایک دن انہوں نے سعید رضی اللہ عنہ سے کہا سعید! میں نے غزوہ بدر میں تمہارے والد کو نہیں بلکہ اپنے مشرک ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا تھا، سعید رضی اللہ عنہ نے فوراً جواب دیا اگر آپ نے میرے والد کو بھی قتل

[1] عثمان بن عفان ذوالنورین ۱/۸۰، الاصحابة فی تمیز اصحابة ۳/۹۰، سیر اعلام النبلاء ۴/۴۴۶
[2] تاريخ دمشق لابن عساكر ۲۱/۱۰۹، تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۱۰/۵۰۴، الوافی بالوفیات ۱۵/۱۴۲

کیا ہوتا تو کیا مضائقہ تھا آپ حق پر تھے اور وہ حق کا دشمن تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے جواب پر خوشگوار حیرت ہوئی۔ ①

ولما قتل عثمان لزم بيته واعتزل الفتنة

۳۵ ہجری میں باغیوں نے امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا تو سعید رضی اللہ عنہ بن عاص نے کچھ دوسرے نوجوان صحابہ کے ساتھ مل کر کاشانہ خلافت کی حفاظت کا فرض انجام دیا، اس سلسلہ میں باغیوں کے ساتھ جھڑپ میں وہ شدید مجروح ہو گئے۔ ②

كان سعيد ابن العاص كريما إذا سأله سائل فلم يكن عنده ما يعطيه كتب له بما يريد إلى أيام يسره

سعید رضی اللہ عنہ بن ابو العاص بہت فیاض تھے ان کی سخاوت اور دریادلی کی کوئی حد و نہایت نہیں تھی، یہ ممکن ہی نہ تھا کہ کوئی سائل ان کے دروازے پر آئے اور خالی ہاتھ واپس چلا جائے، ان کی فیاضی دست سوال دراز کرنے والوں تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ ایسے حاجت مند شرفا بھی جو غیرت کی وجہ سے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا سکتے تھے ان کی سخاوت سے متمتع ہوتے تھے وہ ایسے لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کے پاس پہنچتے اور بلا سوال ان کی حاجتیں پوری کرتے تھے اگر کوئی سائل ایسے وقت آجاتا جب ان کے پاس روپیہ نہ ہوتا تو اس کو ایک تحریری یادداشت دے دیتے کہ جب روپیہ آجائے تو وصول کر لے۔ ③

وكان سَعِيد كثير الجود والسخاء

سعید رضی اللہ عنہ بہت سخی اور بہت صدقہ وخیرات کرنے والے تھے۔ ④

وذكر الزبير قَالَ:لما عزل سعيد بن العاص عن المدينة انصرف عن المسجد، فرأى رجلا يتبعه فَقَالَ له: ألك حاجة؟ قَالَ لا، ولكني رأيتك وحدك فوصلت جناحك ، فَقَالَ له: وصلك الله يا بن أخي، اطلب لي دواة وجلدا، وادع لي مولاي فلانا، فأتى بذلك، فكتب له بعشرين ألف درهم دينا عليه وقال:إذا جاءت غلتنا دفعنا ذَلِكَ إليك، فمات في تلك السنة، وأتى بالكتاب إلى ابنه، فدفع إليه عشرين ألف درهم

زبیر سے مروی ہے امارت مدینہ منورہ سے معزول ہونے کے بعد ایک دن مسجد سے باہر نکلے تو ایک شخص کو دیکھا جو ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اس نے واضح الفاظ میں تو سوال نہ کیا لیکن سعید رضی اللہ عنہ بھانپ گئے کہ حاجتمند ہے تو اس سے پوچھا کیا تمہیں کچھ حاجت ہے؟ اس نے کہا نہیں میں حاجت مند تو نہیں ہوں مگر ایک ضرورت آ پڑی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے پوری کر دیں، انہوں نے اس شخص سے کہا اے میرے بھتیجے! ابھی تو میرے پاس کچھ نہیں ہے میں تمہیں وثیقہ لکھ دیتا ہوں جب میرے پاس روپیہ ہو گا تو مجھ سے لے لینا، انہوں نے اپنے ایک غلام کو بلایا جب وہ آ گیا تو اس سے بیس ہزار درہم کا وثیقہ لکھوا کر اس شخص کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا جب میرا وظیفہ ملے گا تو اس وثیقہ میں لکھی ہوئی رقم تمہیں مل جائے گی، لیکن ابھی اس رقم کو ادا کرنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ سعید رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے، اس شخص

① أسد الغابة في معرفة الصحابة۴۸۱/۲

② اسدالغابة ۴۸۲/۲

③ الاستیعاب فی معرفة اصحاب۶۲۳/۲

④ اسدالغابة۴۸۱/۲

نے یہ وثیقہ ان کے فرزند عمرو کو دیا انہوں نے اسے فوراً بیس ہزار درہم ادا کر دیئے۔ (۱)

وكان يبعث مولى له إِلَى المسجد بالكوفة في كل ليلة جمعه ومعه الصرر فيها الدنانير، فيضعها بين يدي المصلين، وكان قد كثر المصلون بالمسجد بالكوفة في كل ليلة جمعة، إلا أَنَّهُ كان عظيم الكبر، وكان يجمع إخوانه كل جمعة يومًا فيصنع لهم الطعام، ويخلع عليهم، ويرسل إليهم بالجوائز، ويبعث إِلَى عيالاتهم بالبر الكثير،

ابن اثیر رحمہ اللہ کا بیان ہے سعید رضی اللہ عنہ امارت کوفہ کے زمانے میں ہر جمعہ کی رات کو کوفہ کی مسجد میں نمازیوں میں دیناروں سے بھری ہوئی تھیلیاں تقسیم کیا کرتے تھے،اس کام پر ایک خاص غلام مقرر کر رکھا تھا چنانچہ شب جمعہ کو مسجد میں نمازیوں کا غیر معمولی ہجوم ہوتا تھا،اپنے اعزہ واقارب کے ساتھ بھی ان کا سلوک بہت فیاضانہ تھا، کپڑے، غلے،نقدی اور دوسری اشیائے ضرورت سے اکثر ان کی مدد کرتے رہتے تھے،ہفتہ میں ایک دن اپنے تمام بھائی بھتیجیوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔ (۲)

ایسی ہی فیاضیوں اور داد و دہش کی وجہ سے ان پر اسی ہزار درہم کا قرضہ ہو گیا

ولما حضرته الوفاة، قال لبنيه: أيكم يقبل وصيتي؟ قال ابنه الأكبر: أنا يا أبه،قال: إن فيها وفاء ديني، قال: وما دينك؟ قال: ثمانون ألف دينار،قال: وفيم أخذتها؟ قال: يا بني في كريم سددت خلته، وفي رجل جاءني ودمه ينزوي في وجهه من الحياء، فبدأته بحاجته قبل أن يسألنيها

وفات سے پہلے تمام بیٹوں کو بلا کر پوچھا تم میں سے کون میرا وصی بننا چاہتا ہے؟ بڑے لڑکے نے کہا اے میرے باپ !میں آپ کا وصی بنوں گا،فرمایا میرے ذمہ کچھ قرضہ ہے،لڑکے نے پوچھا کتنا قرضہ ہے؟فرمایا اسی ہزار درہم،بیٹے نے حیرت سے پوچھا اتنا قرض کیسے ہو گیا؟فرمایا اے میرے بیٹے!ان سفید پوش شرفاء اور غیور لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے میں جو گردش زمانہ سے مجبور ہو کر میرے پاس آتے تھے لیکن سوال کرنے سے اس قدر شرماتے تھے کہ منہ سے بات نہ نکلتی تھی،میں ان کا چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ جاتا تھا کہ حاجت مند ہیں،انہیں سوال کرنے کا موقع ہی نہ دیتا تھا اور ان کی حاجت پوری کر دیتا تھا۔ (۳)

سعید رضی اللہ عنہ کی عقل و دانش کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ ان کے بہت سے اقوال ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔

قال سَعِيد بْن العاص لابنه: يَا بني، لا تمازح الشّريف فيحقد عليك،ولا تمازح الدنئ فيجترئ عليك

سعید بن العاص نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے!شریف سے مذاق نہ کرو کہ وہ تم سے نفرت کرنے لگے گا(خار کھانے لگے گا)۔ (۴)

اور یہ بھی ان کے اقوال ہیں

موطنان لا أعتذر من العيّ فيهما، إذا خاطبت جاهلا، أو طلبت حاجة لنفسي، ذكره في المجالسة من طريق

(۱) الاستیعاب فی معرفة اصحاب ۲،۶۲۳

(۲) اسدالغابة ۲،۴۸۱

(۳) اسدالغابة۲،۴۸۱،تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۱،۱۳۵،عثمان بن عفان ذوالنورین ۱،۸۰

(۴) تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۱،۱۳۷

الأصمعيّ۔[1]

ودفن بالبقیع

انہیں ان کی وصیت کے مطابق بقیع کے قبرستان میں لا کر دفن کیا گیا۔[2]

مضامین سورۃ الحج:

اس سورہ میں مشرکین مکہ، مذبذب اور متردد مسلمان اور مومنین صادقین کو مخاطب کیا گیا ہے۔

مشرکین مکہ کو پورے زور کے ساتھ تنبیہ کی گئی کہ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ اپنے بے بنیاد جاہلانہ عقائد ونظریات پر اصرار اور بے بس ولاچار معبودوں کی پرستش سے تائب ہو کر رسول اللہ ﷺ جو دعوت دے رہے ہیں اسے قبول کرلو ورنہ جب ہمارا عذاب نازل ہوگا تو تمہارے معبودان باطل ہرگز ہرگز تمہارے کام نہ آسکیں گے، تم ان کی طاقت وقدرت کے گن گاتے رہتے ہو، ان کی طاقتوں سے خائف رہتے ہو مگر جب ہمارا عذاب نازل ہوگا اس وقت تمہیں ان کی بے بسی ولاچاری کا علم ہو جائے گا، ہمارے عذاب کا مشاہدہ کرنے کے بعد تم ایمان لے آؤ گے مگر اس وقت تمہارا ایمان لانا محض بے کار ہوگا اور قبول نہیں کیا جائے گا پھر تم حسرت سے ہاتھ ہی ملتے رہ جاؤ گے، ہر سورۃ کی طرح اس میں بھی توحید باری تعالیٰ اور آخرت کو بڑے پرزور انداز میں بیان کیا گیا ہے تاکہ رب نے جنہیں عقل سلیم عطا کی ہے وہ ان دلائل پر غور وفکر کریں، مشرکین مکہ پر شدید گرفت کی گئی کہ ہمارا یہ گھر جو بیت اللہ کہلاتا ہے تمہاری ذاتی جاگیر نہیں کہ جس کو چاہو اس میں آنے کی اجازت دو اور جسے نہ چاہو اجازت نہ دو، مکہ کے گردونواح میں بسنے والے کفار ومشرکین کو سوچنے کی لئے ایک نقطہ دیا گیا کہ کسی ناخوشگوار حالات کی بنا پر اگر اہل مکہ اس گھر کی زیارت تم پر بند کر دیں جسے تم بھی بیت اللہ مانتے اور اس کا احترام کرتے ہو تو کیا تم اس کی زیارت سے روک جاؤ گئے، یقیناً تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر ابھی سے اس غلط رویئے کا تدارک کرو، کچھ کمزور مسلمان ابھی تک تذبذب کے عالم میں تھے اگر انہیں کچھ دنیاوی فائدہ حاصل ہوتا تو عبادت میں لگے رہتے اور دین پر جمے رہتے اور اگر فائدہ کے بجائے کسی آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا تو پیٹھ پھیر جاتے، ان احمقوں نے گویا ایمان اور دین کو کرنسی سمجھ رکھا تھا جس کے کھرا یا کھوٹا ہونے کا فیصلہ وہ دنیاوی نفع اور نقصان کے اعتبار سے کرتے تھے ان کو حوصلہ دیا گیا کہ ایمان لانے کے بعد اپنی اس کیفیت کو ختم کرو اور اس راہ میں جو بھی تکالیف آئیں انہیں برداشت کرنے کی اپنے اندر ہمت پیدا کرو جب تم اپنی مصلحتوں سے باہر نکل کر میدان عمل میں قدم رکھو گے تو رب کی رحمت تمہارے ساتھ ہوگی، قریش مکہ کے ظلم وستم کا جواب طاقت سے دینے کے لئے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا گیا تاکہ رب کو یاد کرنے کے لئے عبادت گاہیں ظالموں کے پنجے میں نہ رہیں، ساتھ ہی مسلمانوں کو خوشخبری دینے کے ساتھ یہ بھی تنبیہ کر دی گئی کہ تم ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی وارث ہی بننا اور ہماری زمین کو امن وسکون کا گہوارہ بنانا، اور جب تمہیں اقتدار مل جائے تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ، اللہ کی خوشنودی کے لئے اپنی حلال کمائی سے بہترین حصہ خرچ کرنا، نماز قائم کرنا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، اور حج جیسے اعمال تمہارا زیور ہونا چاہیے۔

[1] الإصابة في تمييز الصحابة ۳/۹۲

[2] مختصر تاريخ دمشق ۹/۳۱۶

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمۡ ۚ اِنَّ زَلۡزَلَةَ السَّاعَةِ شَىۡءٌ عَظِيۡمٌ ۝۱ يَوۡمَ تَرَوۡنَهَا

لوگو ! اپنے پروردگار سے ڈرو ! بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے، جس دن تم اسے دیکھ لو گے

تَذۡهَلُ كُلُّ مُرۡضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَهَا وَتَرَى

ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ

النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمۡ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيۡدٌ ۝۲ (الحج ۱،۲)

مدہوش دکھائی دیں گے، حالانکہ درحقیقت وہ متوالے نہ ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک وقت خاص پر قیامت برپا ہوگی،اللہ تعالیٰ نے قیامت کی ابتدائی ہولناک کیفیات سے مختلف سورتوں میں ڈرایا تا کہ لوگ اللہ کے عذاب سے ڈر جائیں اور شرک، فسق اور نافرمانی ترک کر کے سیدھی راہ اختیار کریں اور جہاں تک استطاعت ہو اس کے احکام پر عمل کریں، چنانچہ جب پہلا نفخ پھونکا جائے گا تو فرمایا

فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوۡرِ نَفۡخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ وَّحُمِلَتِ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝۱۴ (۱)

ترجمہ: پس جبکہ صور میں ایک پھونک پھونکی جائے گی اور زمین اور پہاڑ اٹھالئے جائیں گے اور ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۝۱ وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ۝۲ وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ۝۳ (۲)

ترجمہ: جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلاڈالی جائے گی،اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی اور انسان کہے گا کہ یہ اس کو کیا ہو رہا ہے؟۔

اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا ۝۴ وَّبُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ۝۵ فَكَانَتۡ هَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ۝۶ (۳)

ترجمہ: جب کہ زمین زلزلہ کے ساتھ ہلادی جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر غبار کی طرح اڑنے لگیں گے۔

يَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۶ تَتۡبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷ قُلُوۡبٌ يَّوۡمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝۸ اَبۡصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹ (۴)

ترجمہ: جس روز ہلامارے گا زلزلے کا ایک جھٹکا اور اس کے بعد دوسرا جھٹکا،اس دن دل کانپ رہے ہوں گے اور نگاہیں خوف زدہ ہوں گی۔

(۱) الحاقۃ ۱۳،۱۴

(۲) الزلزلۃ ۱تا۳

(۳) الواقعۃ ۴تا۶

(۴) النازعات ۶تا۹

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۝۱۷ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ۚ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۝۱۸ [1]

ترجمہ: اگر تم نے ماننے سے انکار کرو گے تو اس دن کیسے بچ جاؤ گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور جس کی سختی سے آسمان پھٹا جا رہا ہو گا؟ اللہ کا یہ وعدہ تو پورا ہو کر ہی رہنا ہے۔

سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا، سورج اور چاند بے نور ہو جائیں گے، ستارے بکھر جائیں گے، بڑی بڑی سخت چٹانیں پگھل جائیں گی جس کے باعث لوگوں میں سخت خوف، دہشت اور گھبراہٹ طاری ہوگئی اور پھر یہ دنیا فنا ہو جائے گی، یا بعض مفسرین کے نزدیک یہ خوف، دہشت اور گھبراہٹ قیامت کے بعد اس وقت ہو گی جب لوگ قبروں سے نکل کر میدان محشر میں جمع ہوں گے، اس کی تائید میں وہ احادیث پیش کرتے ہیں،

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلَتْ {يَآأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ، إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ} ،الحج: 1] ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ: سَقَطَتْ عَلَى أَبِي كَلِمَةٌ، رَاحِلَتَهُ وَقَفَ النَّاسُ قَالَ:هَلْ تَدْرُونَ أَيَّ يَوْمٍ ذَاكَ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ القِيَامَةِ: يَا آدَمُ، يَقُولُ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيُنَادَى بِصَوْتٍ: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ، قَالَ: يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ - أُرَاهُ قَالَ - تِسْعَ مِائَةٍ] وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، فَحِينَئِذٍ تَضَعُ الحَامِلُ حَمْلَهَا، وَيَشِيبُ الوَلِيدُ، وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى، وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ، ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الأَبْيَضِ - أَوْ كَالشَّعْرَةِ البَيْضَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الأَسْوَدِ - وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الجَنَّةِ فكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ:ثُلُثَ أَهْلِ الجَنَّةِ فكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ:شَطْرَ أَهْلِ الجَنَّةِ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ،آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم تیز تیز چل رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے با آواز بلند ان دونوں آیتوں کی تلاوت کی ''لوگو! اپنے رب کے غضب سے بچو، حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم کے کان میں آواز پڑتے ہی وہ سب اپنی سواریاں لے کر آپ کے گرد جمع ہو گئے کہ شاید آپ کچھ اور فرمائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو یہ کون سا دن ہو گا؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آدم علیہ السلام سے فرمائے گا اے آدم! آدم علیہ السلام عرض کریں گے اے رب! میں تیری فرمانبرداری کے لئے حاضر ہوں، پروردگار آواز سے پکارے گا (یا فرشتہ پروردگار کی طرف سے آواز دے گا) اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اپنی ذریت میں سے جہنم کا جتھا نکالو، آدم علیہ السلام عرض کریں گے اے پروردگار! دوزخ کا کتنا جتھا نکالوں؟ اللہ فرمائے گا (راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں) ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسو ننانوے (گویا ایک ہزار میں ایک جنتی ہو گا)'' وہ ایسا سخت وقت ہو گا کہ حمل والی کا حمل گر جائے گا، اور بچہ (فکر کے مارے) بوڑھا ہو جائے گا اور تو قیامت کے دن لوگوں کو ایسا دیکھے گا جیسے وہ نشہ میں مدہوش ہو رہے ہیں حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے، بلکہ اللہ

---

[1] المزمل ۱۸،۱۷

کا عذاب ایسا سخت ہو گا۔‘‘ یہ بات حاضر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سخت گزری اور ان کے چہرے متغیر ہو گئے، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا (تم اتنا کیوں ڈرتے ہو) اگر یاجوج وماجوج کی (جو کافر ہیں) نسل تم سے ملائی جائے تو ان میں سے نو سو ننانوے کے مقابل تم میں سے ایک آدمی پڑے گا، غرض تم لوگ حشر کے دن دوسرے لوگوں کی نسبت (جو دوزخی ہوں گے) ایسے ہوں گے جیسے سفید رنگ کے بیل کے جسم پر ایک بال کالا ہوتا ہے یا جیسے کالے بیل کے جسم پر ایک دو بال سفید ہوتے ہیں، اور مجھے امید ہے کہ تم لوگ سارے جنتیوں کا چوتھائی حصہ ہو گے (باقی تین حصوں میں اور سب امتیں ہوں گی) یہ سن کر ہم نے (بطور مسرت) اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم تہائی ہو گے، ہم نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا پھر فرمایا نہیں بلکہ آدھا حصہ ہو گے (آدھے حصہ میں اور امتیں ہوں گی) ہم نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ [1]

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ،قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ؟ فَقَالَ: الأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ننگے پاؤں ننگے جسم، بے ختنہ اٹھائے جاؤ گے، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس پر میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو کیا مرد وعورتیں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! اس وقت معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت اور خطرناک ہو گا (یعنی اس قدر دہشت اور خوف ہو گا کہ) اس کا خیال بھی کوئی نہیں کر سکے گا) [2]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ يَذْكُرُ الْحَبِيبُ حَبِيبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: يَا عَائِشَةُ، أَمَّا عِنْدَ ثَلَاثٍ فَلَا، أَمَّا عِنْدَ الْمِيزَانِ حَتَّى يَثْقُلَ، أَوْ يَخِفَّ، فَلَا، وَأَمَّا عِنْدَ تَطَايُرِ الْكُتُبِ، فَإِمَّا أَنْ يُعْطَى بِيَمِينِهِ، أَوْ يُعْطَى بِشِمَالِهِ، فَلَا، وَحِينَ يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ فَيَنْطَوِي عَلَيْهِمْ، وَيَتَغَيَّظُ عَلَيْهِمْ، وَيَقُولُ ذَلِكَ الْعُنُقُ: وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ، وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ، وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ: وُكِّلْتُ بِمَنْ ادَّعَى مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَوُكِّلْتُ بِمَنْ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ، وَوُكِّلْتُ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ قَالَ: فَيَنْطَوِي عَلَيْهِمْ وَيَرْمِي بِهِمْ فِي غَمَرَاتٍ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ فرماتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا دوست اپنے دوست کو قیامت کے دن یاد رکھے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تین موقعوں پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا، اعمال کے تول کے وقت جب تک کمی زیادتی نہ معلوم ہو جائے اور اعمال ناموں کے اڑائے جانے کے وقت جب تک دائیں یا بائیں ہاتھ میں نہ آ جائیں اور اس وقت جب کہ جہنم میں سے ایک گردن نکلے گی جو گھیر لے گی اور سخت غیظ وغضب میں ہو گی اور کہے گی میں تین قسم کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں ایک تو وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے رہتے ہیں، دوسرے وہ جو حساب کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور ہر سرکش ضدی پر، فرمایا پھر تو وہ انہیں سمیٹ لے گی

[1] صحیح بخاری کتاب تفسیرسورۃ الحج بَابُ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى ۴۷۴۱ ،مسند احمد ۱۱۲۸۴، ۱۹۸۸۴،۱۹۹۰۱،سنن ترمذی کتاب تفسیرالقران بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الحَجِّ ۳۱۶۹،مستدرک حاکم۲۹۱۷

[2] ۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ كَيْفَ الحَشْرُ۶۵۲۷، صحیح مسلم کتاب الجنۃ بَابُ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۷۱۹۸،سنن نسائی کتاب الجنائزباب الْبَعْثُ ۲۰۸۵،مسنداحمد۲۴۲۶۵

اور چن چن کر اپنے پیٹ میں پہنچا دے گی

وَلِجَهَنَّمَ جِسْرٌ أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ، وَأَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ، عَلَيْهِ كَلَالِيبُ وَحَسَكٌ يَأْخُذُونَ مَنْ شَاءَ اللَّهُ، وَالنَّاسُ عَلَيْهِ كَالطَّرْفِ، وَكَالْبَرْقِ، وَكَالرِّيحِ، وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ، وَالرِّكَابِ، وَالْمَلَائِكَةُ يَقُولُونَ: رَبِّ سَلِّمْ، رَبِّ سَلِّمْ، فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ، وَمَخْدُوشٌ مُسَلَّمٌ، وَمُكَوَّرٌ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ

جہنم پر پل صراط ہوگی جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگی، اس پر آنکس اور کانٹے ہوں گے جسے اللہ چاہے پکڑ لے گی، اس پر سے گزرنے والے مثل بجلی کے ہوں گے، مثل آنکھ جھپکنے کے، مثل ہوا کے، مثل تیز رفتار گھوڑوں اور اونٹوں کے، فرشتے ہر طرف کھڑے دعائیں کرتے ہوں گے کہ اللہ سلامتی دے اللہ بچادے بعض تو بالکل صحیح سالم گزر جائیں گے، بعض کچھ چوٹ کھا کر بچ جائیں گے، بعض اوندھے منہ جہنم میں گر جائیں گے۔ (۱)

لیکن قرآن کا صریح بیان مفسرین کی رائے کو قبول کرنے میں مانع ہے کیونکہ قرآن وہ وقت بتلا رہا ہے جب مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلاتے پلاتے (اپنی جبلت کے خلاف) چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوں گی اور کسی ماں کو یہ ہوش نہ رہے گا کہ اس کے لخت جگر پر کیا گزری اور شدت ہول اور سخت گھبراہٹ کے عالم میں حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور خوف و دہشت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۝١٧ (۲)

ترجمہ: اگر تم ماننے سے انکار کروگے تو اس دن کیسے بچ جاؤ گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔

اور تم لوگ سمجھو گے کہ لوگ شراب کے نشے میں مدہوش ہیں حالانکہ وہ شراب کے نشے میں مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کے عذاب ہی ایسا ہوگا کہ عقل ماری جائے گی، دل خالی ہو کر گھبراہٹ اور خوف سے لبریز ہو جائیں گے، دل اچھل کر حلق میں اٹک جائیں گے اور آنکھیں خوف سے کھلی کی کھلی رہ جائیں گی، بیشک آخرت میں بھی خوف کی یہی کیفیت ہوگی مگر وہاں نہ تو کوئی عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہوگی اور نہ کسی حاملہ کے وضع حمل یا اسقاط کا کوئی موقع ہوگا، سب رشتے منقطع ہو چکے ہوں گے۔ جیسے فرمایا

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝٣٤ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝٣٥ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝٣٦ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝٣٧ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝٣٨ (۳)

ترجمہ: اس روز بھائی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اپنی ماں اور باپ سے اپنی بیوی اور بیٹوں سے اس روز ہر شخص ایک فکر میں مبتلا ہوگا جو اس کو دوسروں کے بارے میں بے پرواکر دے گی۔

قیامت کے روز تو حسرت و پشیمانی کا یہ عالم ہوگا

---

(۱) مسند احمد ۲۴۷۹۳

(۲) المزمل ۱۷

(۳) عبس ۳۴تا۳۸

وَيَوۡمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيۡهِ يَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِى اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِيۡلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيۡلَتٰى لَيۡتَنِىۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِيۡلًا ﴿۲۸﴾ [1]

ترجمہ: ظالم مارے پشیمانی اور حسرت کے اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور پکار اٹھے گا اے کاش! میں نے رسول کا راستہ اختیار کیا ہوتا، ہائے میری کمبختی! میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

اس وقت کچھ چہرے سیاہ پڑ جائیں گے اور کچھ چہرے تر و تازہ اور روشن ہوں گے، جیسے فرمایا

يَّوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهٌ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ... ﴿۱۰۶﴾ [2]

ترجمہ: جبکہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہو گا۔

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ مُّسۡفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسۡتَبۡشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ عَلَيۡهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرۡهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ [3]

ترجمہ: کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوں گے ہشاش بشاش اور خوش و خرم ہوں گے، جب کہ کچھ چہروں پر اس روز خاک اڑ رہی ہو گی اور کلونس چھائی ہوئی ہو گی۔

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنۡ يُّفۡعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ [4]

ترجمہ: اس روز کچھ چہرے تر و تازہ ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور کچھ چہرے اداس ہوں گے اور سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔

ترازو عدل نصب کر دیا جائے گا جن میں ذرہ بھر نیکی اور بدی کا ٹھیک ٹھیک وزن کیا جائے گا، جیسے فرمایا

وَالۡوَزۡنُ يَوۡمَئِذِ الۡحَقُّ ۚ فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۸﴾ وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ ﴿۹﴾ [5]

ترجمہ: اور وزن اس روز عین حق ہو گا، جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے۔

لوگوں کے ہاتھوں میں ان کے اعمال نامے تھما دیے جائیں گے، جیسے فرمایا

فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيۡنِهٖ ۙ فَيَقُوۡلُ هَآؤُمُ اقۡرَءُوۡا كِتٰبِيَهۡ ﴿۱۹﴾ اِنِّىۡ ظَنَنۡتُ اَنِّىۡ مُلٰقٍ حِسَابِيَهۡ ﴿۲۰﴾ [6]

[1] الفرقان ۲۸،۲۷

[2] آل عمران۱۰۶

[3] عبس۳۸

[4] القیامۃ۲۲تا۲۵

[5] الاعراف۸

[6] الحاقۃ۲۰،۱۹

ترجمہ: اس وقت جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا لو دیکھو، پڑھو میرا نامہ اعمال، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾ (۱)

ترجمہ: اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کاش میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا گیا ہوتا۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿۸﴾ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۹﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾ (۲)

ترجمہ: پھر جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا، اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے لوگوں کو طرف خوش خوش پلٹے گا رہا وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا۔

اور ان میں اندراج کیے ہوئے تمام اقوال، اعمال اور نیتیں خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے سامنے ہوں گے، جیسے فرمایا

...وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ (۳)

ترجمہ: جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

جہنم کے اوپر پل صراط کو جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا نصب کر دیا جائے گا، جنت کو سنوار کر اہل تقویٰ کے قریب کر دی جائے گی اور جہنم کو بھڑکا کر گمراہ لوگوں کے سامنے کر دیا جائے گا، جیسے فرمایا

وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾ (۴)

ترجمہ: اور جب جہنم دہکائی جائے گی، اور جب جنت قریب لے آئی جائے گی۔

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ (۵)

ترجمہ: (اس روز) جنت پرہیز گاروں کے قریب لے آئی جائے گی اور دوزخ بہکے ہوئے لوگوں کے سامنے کھول دی جائے گی۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ (۶)

ترجمہ: اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی۔

پھر جب اس میں داخل کر دیے جائیں گے تو عذاب کی شدت کی وجہ سے موت کو پکاریں گے۔

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ

---

(۱) الحاقة ۲۵

(۲) الانشقاق ۷ تا ۱۱

(۳) الکہف ۴۹

(۴) التکویر ۱۳

(۵) الشعراء ۹۱، ۹۰

(۶) النازعات ۳۶

ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ [۱]

ترجمہ: وہ جب دور سے اِن کو دیکھے گی تو یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے اور جب یہ دست و پابستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے۔

مگر ان کی کوئی سنوائی نہیں ہوگی اور ان سے کہا جائے گا

لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِیْرًا ﴿۱۴﴾ [۲]

ترجمہ: (اس وقت ان سے کہا جائے گا) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔

اور جب اپنے رب کو پکاریں گے تو انہیں دھتکار دیا جائے گا

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ [۳]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جواب دے گا دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اس طرح وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّبِعُ كُلَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍۙ ﴿۳﴾

بعض لوگ اللہ کے بارے میں باتیں بناتے ہیں اور وہ بھی بے علمی کے ساتھ اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں،

كُتِبَ عَلَیْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ یُضِلُّهٗ وَ یَهْدِیْهِ اِلٰی

جس پر (قضائے الٰہی) لکھ دی گئی ہے کہ جو کوئی اس کی رفاقت کرے گا وہ اسے گمراہ کر دے گا اور اسے آگ کے

عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۴﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

عذاب کی طرف لے جائے گا، لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد جی اٹھنے میں شک ہے تو سوچو ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ

پھر نطفہ سے پھر خون بستہ سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو صورت دیا گیا تھا اور وہ بے نقشہ تھا،

وَّ غَیْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَكُمْ ؕ وَ نُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی

یہ ہم تم پر ظاہر کر دیتے ہیں، اور ہم جسے چاہیں ایک ٹھہرائے ہوئے وقت تک رحم مادر میں رکھتے ہیں پھر

[۱] الفرقان ۱۳،۱۲

[۲] الفرقان ۱۴

[۳] المومنون ۱۰۸

ثُمَّ نُخۡرِجُكُمۡ طِفۡلًا ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّكُمۡ ۚ وَ مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّتَوَفّٰى وَ مِنۡكُمۡ

تمہیں بچپن کی حالت میں دنیا میں لاتے ہیں تا کہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو، تم میں سے بعض تو وہ ہیں جو فوت کر لیے جاتے ہیں

مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ لِكَيۡلَا يَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَيۡـًٔا ؕ

اور بعض بے غرض عمر کی طرف پھر سے لوٹا دیئے جاتے ہیں کہ وہ ایک چیز سے باخبر ہونے کے بعد پھر بے خبر ہو جائے،

وَ تَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَ رَبَتۡ

تو دیکھتا ہے کہ زمین (بنجر اور) خشک ہے پھر جب ہم اس پر بارشیں برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے

وَ اَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ بَهِيۡجٍ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحۡىِ الۡمَوۡتٰى وَ اَنَّهٗ

اور ہر قسم کی رونق دار نباتات اگاتی ہے، یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی مردوں کو جلاتا ہے اور ہر ہر چیز پر

عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝۶ لا وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيۡبَ فِيۡهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ

قدرت رکھنے والا ہے، اور یہ کہ قیامت قطعاً آنے والی ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ

يَبۡعَثُ مَنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ ۝۷ (الحج ۳تا۷)

قبروں والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔

مشرکین اللہ وحدہ لاشریک کے بارے میں اپنی بے علمی، جہالت اور شیطان کی پیروی میں باتیں بناتے ہیں کہ اللہ کس چیز سے بنا ہوا ہے

أَبُو كَعْبٍ الْمَكِّيُّ قَالَ:قَالَ خَبِيثٌ مِنْ خُبثاء قُرَيْشٍ: أَخْبِرْنَا عَنْ رَبِّكُمْ، مِنْ ذَهَبٍ هُوَ، أَوْ مِنْ فِضَّةٍ هُوَ، أَوْ مِنْ نُحَاسٍ هُوَ؟ فَقَعْقَعَتِ السَّمَاءُ قَعْقَعَةً

ابو کعب المکی سے روایت ہے قریش کے خبیثوں میں سے ایک خبیث (نضر بن حارث) نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اپنے رب کے بارے میں ہمیں بتلائیں وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا ہے ؟ اس کے اس سوال پر آسمان لرز اٹھا اور اس کی کھوپڑی اڑ گئی، یہ آیت اسی کے بارے میں اتری۔ [۱]

عَنْ مُجَاهِدٍ: جَاءَ يَهُودِيٌّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَخْبِرْنَا عَنْ رَبِّكَ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ هُوَ؟ مِنْ دُرٍّ أَمْ مِنْ يَاقُوتٍ؟ قال: فجاءت صاعقة فأخذته.

مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے ایک یہودی (اربد بن ربیعہ) آیا اور اس نے کہا اے محمد (ﷺ)! اپنے رب کے بارے میں ہمیں بتلائیں وہ

[۱] تفسیر الدر المنثور ۶۲۶/۴، تفسیر ابن کثیر ۳۹۴/۵

کس چیز سے بنا ہوا ہے؟ وہ موتیوں سے بنا ہوا ہے یا یاقوت سے بنا ہوا ہے؟ اسی وقت آسمانی کڑا کے نے اسے ہلاک کر دیا۔ [1]

قیامت کی مختصر کیفیت بیان کرنے کے بعد اصل مقصود پر گفتگو فرمائی، اہل عرب اللہ کے وجود کے منکر نہیں تھے مگر انہوں نے اس کے حقوق اور اختیارات اپنے باطل معبودوں کو سونپ رکھے تھے اس لئے اللہ کی بھیجی ہوئی تعلیمات کے بھی منکر تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت توحید اور آخرت تھی، اسی عقیدہ پر دونوں فریقوں میں جھگڑا تھا کہ اللہ کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں کر سکتا اور اللہ ایک ہے یا کچھ دوسری ہستیاں بھی اس میں شامل ہیں اور ان ہستیوں کے پاس کیا حقوق واختیارات ہیں، چنانچہ فرمایا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد مٹی ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں، جیسے فرمایا

...قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝۷۸ [2]

ترجمہ: کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟۔

اور کچھ ایسے بھی ہیں جو (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی اولاد کے قائل ہیں جیسے یہود عزیز علیہ السلام کو اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ... ۝۳۰ [3]

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے، اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

یہ لوگ بغیر کسی دلیل کے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑ کر ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں، اور شیطان کی بابت تقدیر الٰہی میں یہ بات لکھ دی گئی ہے کہ جو کوئی اس کو اپنا دوست بنائے گا یہ اسے سیدھی اور صاف راہ سے بہکا کر ظلمتوں میں غرق کر دے گا اور انہیں اپنے ہمراہ عذاب جہنم میں داخل کر کے چھوڑے گا، جیسے فرمایا

...اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۶ [4]

ترجمہ: وہ تو اپنے پیرووں کو اپنی راہ پر اس لیے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔

پھر انسان کو علم الجنین کے تفصیلات کے بجائے اپنی تخلیق کے نمایاں تغیرات پر تدبر کی دعوت دی جس سے اس زمانے کے عام بدو بھی واقف تھے کہ اے لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد روز حشر جی اٹھنے میں شک وشبہ ہے تو اپنی تخلیق کی طرف غور کرو ہم نے نوع انسانی کا آغاز آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے کنکھناتی مٹی سے بنا کر کیا، پھر مرد وعورت کے ملاپ کے بعد نطفہ (پانی کا ایک حقیر بدبودار قطرہ) سے کیا، جیسے فرمایا

...وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ مَّهِيْنٍ ۝۸ [5]

ترجمہ: اس نے انسان کی تخلیق کی ابتداء گارے سے کی، پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے۔

[1] تفسیرابن کثیر۳۹۴؍۵،اللباب فی علوم الکتاب۲۷۶؍۱۱

[2] یٰسین۷۸

[3] التوبة۳۰

[4] فاطر۶

[5] السجدة۷،۸

اور پھر اس نطفے کو ہم چالیس دن بعد خون بستہ گوشت کے لوتھڑے میں بدل دیتے ہیں جس کی کوئی شکل وصورت واضح نہیں ہوتی،

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ،إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، فَيُكْتَبُ عَمَلُهُ، وَأَجَلُهُ، وَرِزْقُهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ

جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ سچوں کے سچے تھے کہ انسان کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں پہلے چالیس دن تک پوری کی جاتی ہے، پھر وہ اتنے ہی دن کے بعد غلیظ اور گاڑھا خون کی صورت میں رہتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں کے بعد یہ گوشت کا لوتھڑا کی شکل اختیار کر لیتا ہے، پھر (چوتھے چلہ میں) اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو چار باتوں کی حکم دے کر بھیجتا ہے، پس وہ فرشتہ اس کے عمل، اس کی مدت زندگی، روزی اور یہ کہ وہ نیک ہے یا بد کو لکھ لیتا ہے، اس کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ [1]

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النُّطْفَةِ بَعْدَ مَا تَسْتَقِرُّ فِي الرَّحِمِ بِأَرْبَعِينَ، أَوْ خَمْسَةٍ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ أَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ؟ فَيُكْتَبَانِ، فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ أَذَكَرٌ أَوْ أُنْثَى؟ فَيُكْتَبَانِ، وَيُكْتَبُ عَمَلُهُ وَأَثَرُهُ وَأَجَلُهُ وَرِزْقُهُ، ثُمَّ تُطْوَى الصُّحُفُ، فَلَا يُزَادُ فِيهَا وَلَا يُنْقَصُ

حذیفہ بن اسید سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نطفہ بچہ دانی میں چالیس یا پینتالیس دن کے بعد جم جاتا ہے تو فرشتہ نطفے کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے اے رب! اس کو بد بخت لکھوں یا نیک بخت؟ پھر پروردگار جو کہتا ہے ویسا ہی لکھ لیتا ہے، پھر کہتا ہے مرد لکھوں یا عورت؟ پھر پروردگار جو کہتا ہے ویسا ہی لکھ لیتا ہے اور اس کا عمل اور عمر اور روزی لکھتا ہے، پھر کتاب لپیٹ دی جاتی ہے، پھر اس سے نہ کوئی بڑھتی ہے اور نہ گھٹتی ہے۔ [2]

اس طرح ہم اپنا کمال قدرت وتخلیق تمہارے لئے بیان کرتے ہیں، جس روح نے دنیا میں آنا ہوتا ہے اس کو ایک وقت تک رحم مادر میں ٹھیرائے رکھتے ہیں اور جب تخلیق کا عمل مکمل ہو جاتا ہے تو بچے کو ماؤں کے رحموں سے باہر نکال لاتے ہیں تاکہ وہ اپنی بھر پور جوانی کو پہنچے ،اور بعض کو ہم اشد عمر یعنی بلوغت یا کمال عقل وکمال قوت وتمیز سے پہلے (تیس سے چالیس سال کے درمیان) موت دے دیتے ہیں اور بعض کو بے غرض عمر یعنی خسیس ترین عمر کی طرف دھکیل دیتے ہیں جس میں اس کے قوائے میں ضعف وانحطاط پیدا ہو جاتا ہے، اس کی عقل وحافظہ کمزور ہو جاتا ہے اور وہی شخص جس کو علم وواقفیت اور تجربہ کاری اور جہاں دیدگی پر ناز تھا، جو دوسروں کو عقل وخرد کی باتیں بتلاتا تھا اس کی یادداشت اور عقل وفہم بچے جیسا ہو جاتا ہے۔ جیسے فرمایا

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۳۳۳۲ ،وكتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۰۸ ، صحیح مسلم كتاب القدر بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ ۶۷۲۳

[2] صحیح مسلم كتاب القدربَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ ۶۷۲۴

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾ (۱)

ترجمہ: اللہ ہی تو ہے جس نے ضعف کی حالت سے تمہاری پیدائش کی ابتدا کی پھر اس ضعف کے بعد تمہیں قوت بخشی، پھر اس قوت کے بعد تمہیں ضعیف اور بوڑھا کر دیا وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ (۲)

ترجمہ: جس شخص کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اس کی ساخت کو ہم الٹ ہی دیتے ہیں کیا (یہ حالت دیکھ کر) انہیں عقل نہیں آتی؟۔

یعنی جو ذات عدم سے وجود میں لا سکتی ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَي الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـــًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ (۳)

ترجمہ: کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا؟۔

جو ایک حقیر قطرہ پانی سے اس طرح ایک انسانی پیکر تراش کر ایک حسین وجود عطا کر سکتا ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ﴿۷﴾ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ۭ﴿۸﴾ (۴)

ترجمہ: جس نے تجھے پیدا کیا، تجھے نک سک سے درست کیا، تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا؟۔

اسے بہترین صلاحیتیں عطا کر سکتا ہے، اسے مختلف مراحل سے گزارتا ہوا بڑھاپے کے ایسے مقام پر پہنچا دیتا ہے جہاں اس کے جسم سے لے کر اس کی ذہنی و دماغی صلاحیتیں تک سب ضعف و انحطاط کا شکار ہو جائیں کیا اس کے لئے اسے دوبارہ زندگی عطا کر دینا مشکل کام ہے؟ یقیناً جو ذات انسان کو ان مراحل سے گزار سکتی ہے وہی ذات مرنے کے بعد بھی اسے دوبارہ زندہ کر کے ایک نیا قالب اور نیا وجود بخش سکتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی اپنی قدرت کی دوسری دلیل فرمائی تا کہ انسان یہ جان لے کہ جو اللہ ان تمام اشیاء کو مختلف انداز دے سکتا ہے وہ انسان کو مار کر پھر پیدا بھی کر سکتا ہے اور دوبارہ پیدا کر کے وہ انسان کے اعمال کی جزا و سزا پر بھی قادر ہے، فرمایا تم دیکھتے ہو زمین بنجر یعنی خشک، چٹیل اور بے آب و گیاہ پڑی ہوتی ہے، اس میں خاک اڑ رہی ہوتی ہے لیکن بارش کے بعد یہ کس طرح لہلہاتی اور تر و تازہ ہو جاتی ہے اور انواع و اقسام کے غلے، کھٹے میٹھے خوش ذائقہ خوبصورت رنگ روپ والے پھل، اور رنگ برنگ کے پھولوں سے مالا مال ہو جاتی ہے، جو دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہے، جیسے فرمایا

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ... ﴿۳۹﴾ (۵)

ترجمہ: اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو زمین سونی پڑی ہوئی ہے پھر جونہی کہ ہم نے اس پر پانی برسایا یکایک وہ بھبک

(۱) الروم ۵۴

(۲) یٰسین ۶۸

(۳) الدھر ۱

(۴) الانفطار ۸،۷

(۵) حم السجدۃ ۳۹

اٹھتی ہے اور پھول جاتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ... ﴿٥٧﴾ [۱]

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے، پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھالیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برسا کر (اسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنفُسُهُمْ ... ﴿٢٧﴾ [۲]

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں نے یہ منظر کبھی نہیں دیکھا کہ ہم ایک بے آب گیاہ زمین کی طرف پانی بہالاتے ہیں، پھر اسی زمین سے وہ فصل اگاتے ہیں جس سے ان کے جانوروں کو بھی چارہ ملتا ہے اور یہ خود بھی کھاتے ہیں؟۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ... ﴿٢١﴾ [۳]

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کو سوتوں اور چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا پھر اس پانی کے ذریعہ سے وہ طرح طرح کی کھیتیاں نکالتا ہے جن کی قسمیں مختلف ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ... ﴿٢٧﴾ [۴]

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ سے ہم طرح طرح کے پھل نکال لاتے ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

جس طرح چٹیل میدان میں جہاں کچھ نہ تھا وہاں سب کچھ ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں کو ان کی قبروں سے اٹھا کھڑا کرے گا سبحان اللہ وبحمدہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اللہ ہی حق ہے یعنی وہی رب معبود ہے اس کے سوا کوئی ہستی عبادت کے لائق نہیں ،اسی کی عبادت حق ہے اور اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت باطل ہے، ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہو کر رہے گی، اس کو بعید سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں، اور اللہ تعالیٰ اعمال کی جزاوسزا کے لئے ابتدائی تخلیق کی طرح مردوں کو ان کی قبروں سے یقیناً زندہ فرمائے گا جس طرح وہ زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے، بیشک اللہ اپنی بدیع قدرت اور عظیم صنعت پر قدرت رکھنے والا ہے،

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: مَنْ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ، وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا، وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو اس بات کا یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور قیامت قطعاً بے شبہ آنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ مردوں

---

[۱] الاعراف ۵۷

[۲] السجدة ۲۷

[۳] الزمر ۲۱

[۴] فاطر ۲۷

کو قبروں سے دوبارہ زندہ کرے گا وہ یقیناً جنتی ہے۔[1]

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ﴿۸﴾

بعض لوگ اللہ کے بارے میں بغیر علم کے بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن دلیل کے جھگڑتے ہیں

ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

جو اپنی پہلو موڑنے والا بن کر، اس لیے کہ اللہ کی راہ سے بہکا دے، اسے دنیا میں بھی رسوائی ہوگی اور قیامت کے

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

دن بھی ہم اسے جہنم میں جلنے کا عذاب چکھائیں گے، یہ ان اعمال کی وجہ سے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیج رکھے تھے،

يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ (الحج ۸ تا ۱۰)

یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

گمراہ جاہل مقلد لوگ:

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو گمراہی کے راستے پر گامزن ہیں اور بغیر کسی ذاتی تجربہ یا کسی علمی دلیل یا اللہ کے نازل کردہ روشن اور واضح کلام سے اللہ کے حقوق، اختیارات اور اس کی نازل کردہ تعلیمات کے بارے میں باطل دلائل کے ساتھ جھگڑتے ہیں اور باطل کو حق اور حق کو باطل ثابت کرنا چاہتے ہیں یعنی ان کے پاس نہ عقلی دلیل ہے اور نہ نقلی دلیل، یہ محض شبہات ہیں جو شیطان ان کی طرف القاء کرتا ہے، جیسے فرمایا

...وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ...﴿۱۲۱﴾[2]

ترجمہ: شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں شکوک واعتراضات القا کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔

اس لئے یہ حق سے اعراض کرتے ہوئے جاہلانہ ضد اور ہٹ دھرمی، تکبر اور غرور نفس سے اپنی گردن موڑتے ہوئے پھرتا ہے، تاکہ دوسروں کو بھی صراط مستقیم سے بھٹکا دیں، اس کیفیت کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ...﴿۷﴾[3]

ترجمہ: جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا اس طرح منہ پھیر لیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ ...﴿۵﴾[4]

---

[1] الدر المنثور ۱۱/۶، تفسیر ابن کثیر ۳۹۹/۵

[2] الانعام ۱۲۱

[3] لقمان ۷

[4] المنافقون ۵

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے لئے اللہ کے رسول استغفار کریں تو اپنے سر مٹکاتے ہیں۔

وَإِذَآ أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَـَٔا بِجَانِبِهِۦ... ﴿٨٣﴾ [1]

ترجمہ: انسان کا حال یہ ہے کہ جب ہم اس کو نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ اینٹھتا اور پیٹھ موڑ لیتا ہے۔

وہ لوگ جو خود بھی گمراہی میں غرق ہیں اور دوسروں کو بھی سیدھی راہ سے بھٹکانے پر تلے ہوئے ہیں انہیں دنیا میں بھی ذلت و رسوائی نصیب ہوگی اور روز آخرت ان کا مستقل قیام جہنم کی ہولناک آگ میں ہوگا، اور کہا جائے گا یہ عذاب اور رسوائی جس کا تو سامنا کر رہا ہے تیری افترا پردازی اور تکبر کے سبب سے ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا، وہ مومن اور کافر، نیک اور بد کے ساتھ مساوی سلوک نہیں کرتا وہ ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دیتا ہے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اگر کوئی نفع مل گیا تو دلچسپی لینے لگتے ہیں

وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ

اور اگر کوئی آفت آگئی تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں، انہوں نے دونوں جہان کا نقصان اٹھا لیا، واقع یہ

هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿١١﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَ مَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ

کھلا نقصان ہے، اللہ کے سوا انہیں پکارا کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکیں نہ نفع،

ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١٢﴾ ۚ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ

یہی تو دور دراز کی گمراہی ہے، اسے پکارتے ہیں جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے،

لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿١٣﴾ (الحج ۱۱ تا ۱۳)

یقیناً برے والی ہیں اور برے ساتھی۔

مضطرب العقیدہ لوگ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: {وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ}، [2] قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ المَدِينَةَ، فَإِنْ وَلَدَتِ امْرَأَتُهُ غُلاَمًا، وَنُتِجَتْ خَيْلُهُ، قَالَ: هَذَا دِينٌ صَالِحٌ، وَإِنْ لَمْ تَلِدِ امْرَأَتُهُ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهُ، قَالَ: هَذَا دِينُ سُوءٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آیت "اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے۔" کے متعلق فرماتے ہیں بعض لوگ مدینہ

[1] بنی اسرائیل ۸۳

[2] الحج: ۱۱

منورہ آتے (اور اپنے اسلام کا اظہار کرتے) اس کے بعد اگر اس کی بیوی کے یہاں لڑکا ہوتا اور گھوڑی بھی بچہ دیتی تو کہتے یہ دین (اسلام) تو بہت ہی اچھا ہے، اور اگر ان کے یہاں لڑکا نہ پیدا ہوتا اور گھوڑی بھی کوئی بچہ نہ دیتی تو کہتے یہ دین تو نہایت ہی برا ہے، اس پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ ناس مِنَ الأعراب يَأْتُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسْلِمُونَ، فَإِذَا رَجَعُوا إِلَى بِلَادِهِمْ، فإن وجدوا عَامَ غَيْثٍ وَعَامَ خِصْبٍ وَعَامَ وِلادٍ حَسَنٍ، قالوا: إِنَّ ديننا هَذَا صالح فتمَسَّكُوا بِهِ. وَإِنْ وَجَدُوا عَامَ جُدوبة وَعَامَ وِلَادِ سَوء وَعَامَ قَحْطٍ، قالوا: مَا في ديننا هَذَا خير. فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ** .

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اعراب میں سے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور اسلام قبول کر لیتے پھر اپنے گھروں کو واپس پلٹے اور وہاں جا کر بارش کو پاتے، اپنے جانوروں اور گھر بار میں خیر و برکت محسوس کرتے تو بڑے اطمینان سے کہتے یہ دین (اسلام تو) بڑا ہی اچھا ہے، اور اس کے برعکس ہوتا تو جھٹ سے کہہ دیتے کہ اس دین میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت ”بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔“ نازل فرمائی۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا في الآية قَالَ: كَانَ أَحَدُهُمْ إِذَا قدم الْمَدِينَةَ، وَهِيَ أَرْضٌ وَبِيئَةٌ ، فَإِنْ صَحَّ بِهَا جِسْمُهُ، ونُتِجت فَرَسُهُ مُهْرًا حَسَنًا، وَوَلَدَتِ امْرَأَتُهُ غُلَامًا، رَضِيَ بِهِ وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهِ، وَقَالَ:مَا أَصَبْتُ مُنْذُ كنتُ عَلَى دِينِي هَذَا إِلَّا خَيْرًا وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ وَالْفِتْنَةُ: الْبَلَاءُأَيْ: وَإِنْ أَصَابَهُ وَجَعُ المدينة، وَوَلَدَتِ امْرَأَتُهُ جَارِيَةً، وَتَأَخَّرَتْ عَنْهُ الصَّدَقَةُ، أَتَاهُ الشَّيْطَانُ فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا أَصَبْتُ مُنْذُ كُنْتُ عَلَى دِينِكَ هَذَا إِلَّا شَرًّا. وَذَلِكَ الْفِتْنَةُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت منقول ہے ایسے لوگ بھی تھے جو مدینہ پہنچتے ہی اگر ان کے ہاں لڑکا پیدا ہو جاتا یا ان کی اونٹنی بچہ دے دیتی تو انہیں بہت راحت ہوتی اور وہ خوش ہوتے اور اس دین کی تعریفیں کرنے لگتے اور اگر اس کے برعکس کوئی بلا مصیبت آجاتی یا مدینے کی آب و ہوا موافق نہ آتی، گھر میں لڑکے کے بجائے لڑکی پیدا ہو جاتی، یا صدقے کا مال میسر نہ آتا تو شیطانی وسوسے میں آجاتے اور صاف کہہ دیتے کہ واللہ! اس دین میں تو مشکل ہی مشکل ہے۔ (۳)

ان لوگوں کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں کہ لوگوں میں کوئی ایسا ضعیف ایمان ہے جس کے دل میں ایمان کی بشاشت داخل نہیں ہوئی، وہ یا تو خوف سے ایمان لایا ہے یا محض عادت کی بنا پر، اور وہ بھی اس طریقے سے کہ سچ کے راستے میں جو سختیاں اور مصیبتیں در پیش ہوتی ہیں وہ ان مصائب کو برداشت کرنے کی ہمت و طاقت نہیں رکھتا اگر اسے وافر رزق مل رہا ہے، اس کی مرادیں پوری ہو رہی ہیں، نہ اللہ کا دین اس سے کوئی قربانی کا مطالبہ کرے اور نہ دنیا میں اس کی کوئی خواہش اور آرزو پوری ہونے سے رہ جائے تو وہ ایمان پر نہیں بلکہ پہنچنے والی بھلائی

---

(۱) صحيح بخارى كتاب التفسيرسورة الحج بَابُ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ ۴۷۴۲

(۲) تفسير ابن ابی حاتم محققا ۱۳۷۹۸

(۳) تفسيرابن ابی حاتم محققا ۱۳۷۹۹، تفسيرطبری ۱۸٫۵۷۶، تفسيرالمراغی ۱۷٫۹۴

پر مطمئن ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بسا اوقات اسے عافیت میں رکھتا ہے اور اسے ایسے فتنوں میں مبتلا نہیں کرتا جو اسے اس کے دین سے پھیر دیں ، لیکن اگر اس کو کوئی تکلیف، مصیبت اور مشقت پہنچتی ہے یا کوئی محبوب چیز اس سے چھن جاتی ہے تو اس مضطرب العقیدہ اور بندہ نفس کو اللہ کی خدائی، رسول کی رسالت اور دین کی حقانیت پر اطمینان نہیں رہتا وہ سمجھتا ہے کہ قسمت کے بناؤ اور بگاڑ کے سر شتے اللہ کے سوا کسی اور کے ہاتھ میں ہیں، وہ اللہ کی قدرت سے مایوس ہو کر کفر و شرک کی طرف لوٹ جاتا ہے، پھر وہ ہر اس آستانے پر جھکنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے جہاں سے اس کو فائدے کی امید اور نقصان سے بچ جانے کی توقع ہوتی ہے، ایسے بدنصیب لوگ اپنی دنیا و آخرت دونوں کو برباد کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جنت کو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے ایسے لوگوں پر حرام کر دی ہے اور وہ جہنم کا مستحق قرار پاتا ہے، جیسے فرمایا

...اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ... ﴿۷۲﴾ [۱]

ترجمہ: جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا اس پر اللہ نے جنّت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنّم ہے۔

یہ ہے واضح اور کھلا خسارہ۔ پھر یہ مرتد اللہ کو چھوڑ کر جس کے قبضہ قدرت میں نفع و نقصان ہے، جو خود بے نیاز ہے اور بے نیاز کرنے والا ہے ایسی ہستیوں کے سامنے سربسجود ہو کر انہیں پکارتا ہے جو اسے کوئی نقصان دے سکتی ہیں نہ نفع، اور یہ انتہا کو پہنچی ہوئی گمراہی ہے، وہ اسے پکارتا ہے جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے، قابل مذمت ہے وہ انسان یا شیطان جس نے اسے اس راہ پر چلایا اور قابل ملامت ہے یہ کارساز و ہم نشین۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

ایمان اور نیک اعمال والوں کو اللہ تعالیٰ لہریں لیتی ہوئی نہروں والی جنتوں میں لے جائے گا،

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ

اللہ جو ارادہ کرے اسے کر کے رہتا ہے، جس کا خیال یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مدد دونوں جہان میں نہ کرے گا

فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ

وہ اونچائی پر ایک رسہ باندھ کر (اپنے حلق میں پھندا ڈال کر اپنا گلا گھونٹ لے) پھر دیکھ لے کہ اس کی چالاکیوں سے وہ

كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ

بات ہٹ جاتی ہے جو اسے تڑپا رہی ہے؟ ہم نے اس طرح اس قرآن کو واضح آیتوں میں اتارا ہے،

وَّ اَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ (الحج ۱۴تا۱۶)

جسے اللہ چاہے ہدایت نصیب فرماتا ہے۔

---

[۱] المائدۃ ۷۲

یقین کے مالک لوگ:

ان لوگوں کے برعکس وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان و تقویٰ محکم ہے، جو سنت رسول ﷺ کے دلدادہ ہیں، اور ثابت قدمی سے دین حق پر چلنے کی حتی الامکان کوشش کرتے ہیں، جو اللہ کی زمین پر امن قائم کرنے کے لئے نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نظام کو نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہی راہ یافتہ مخلص لوگ ہیں، جن کو روز محشر اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجات عنایت کر کے اپنی نعمتوں بھری جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل فرمائے گا، جہاں یہ بلند و بالا محلات میں قیام کریں گے جن کے نیچے ہر طرح کی نہریں بہہ رہی ہوں گی، خوبصورت گھنے سایہ دار درخت اور نباتات ہیں، اللہ تعالیٰ جو بھی ارادہ فرماتا ہے بغیر کسی مانع اور معارض کے کر گزرتا ہے ،اور اس کا ایک ارادہ یہ ہے کہ وہ اہل تقویٰ کو جنت میں داخل کرے گا، اور جو لوگ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اپنی جہالت کی بنا پر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مدد نہیں فرمائے گا اور اس کا دین عنقریب ختم ہو جائے گا تو اس کا یہ محض خیال ہی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف کوئی بھی چال چل لے، اللہ آسمان سے اپنے نبی ﷺ کی مدد ضرور فرمائے گا، اور اپنے دین، اپنی کتاب اور اپنے نبی کے اثر و نفوذ کو ترقی دے گا، جیسے فرمایا

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿٥١﴾ [۱]

ترجمہ: یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللّٰهُ، قَالَ: مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا فَلْيَرْبِطْ حَبْلًا فِي سَقْفٍ، ثُمَّ لِيَخْتَنِقْ بِهِ حَتَّى يَمُوتَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس آیت کریمہ مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللّٰهُ کے معنی یہ ہیں جو شخص یہ گمان کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کی دنیا و آخرت میں مدد نہیں فرمائے گا تو اس کا چاہیے کہ اوپر کی طرف (اپنے گھر کی چھت میں) ایک رسی باندھے پھر (اس سے اپنا) گلا گھونٹ لے۔ [۲]

اللہ کے اختیارات غیر محدود ہیں، وہ دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں جگہوں پر جس کو جو چاہتا ہے عنایت کر دیتا ہے اور جس سے چاہتا روک دیتا ہے، وہ دینا چاہئے تو کوئی روکنے والا نہیں اور اگر نہ دینا چاہئے تو کوئی دلوانے والا نہیں، ہاں وہ اپنا حتی الامکان زور لگا کر دیکھ لے حتی کہ آسمان کو پھاڑ کر تھگلی لگا سکتا ہے تو یہ بھی کر کے دیکھ لے کہ آیا اس کی کوئی تدبیر تقدیر الٰہی کے کسی ایسے فیصلے کو بدل سکتی ہے جو اس کو ناگوار ہے، ایسی ہی صاف اور واضح باتوں کے ساتھ اللہ نے قرآن نازل فرمایا ہے، اور اللہ جسے چاہتا صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـِٕيْنَ وَ النَّصٰرٰى وَ الْمَجُوْسَ وَ الَّذِيْنَ

بیشک اہل ایمان اور یہودی اور صابی اور نصرانی اور مجوسی اور مشرکین ان سب کے درمیان

[۱] المومن ۵۱

[۲] تفسیر طبری ۵۸۱/۱۸، مستدرک حاکم ۳۴۵۳

اَشْرَکُوْۤا ۖ اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۷﴾

قیامت کے دن خود اللہ تعالیٰ فیصلہ کردے گا، اللہ تعالیٰ ہر ہر چیز پر گواہ ہے ،

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ

کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ اللہ کے سامنے سجدے میں ہیں سب آسمانوں والے اور سب زمینوں والے اور سورج اور چاند اور

وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ كَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ

ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور، اور بہت سے انسان بھی، ہاں بہت سے وہ بھی ہیں جن پر عذاب کا مقولہ ثابت

الْعَذَابُ ؕ وَ مَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ﴿۱۸﴾ۤ (الحج ۱۸،۱۷)

ہو چکا ہے، جسے رب ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں، اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

مختلف مذاہب کا فیصلہ روز قیامت ہو گا:

جو لوگ ایمان لائے اور یہودی ہوئے (جو عزیز علیہ السلام کو اللہ بیٹا کہتے ہیں)

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ... ﴿۳۰﴾ (۱)

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں کہ عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے۔

اور صابئ (یحییٰ علیہ السلام کے پیروکار یا ستارہ پرست جو خود کو شیث اور ادریس علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں) اور نصاریٰ (جو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں)

...وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ... ﴿۳۰﴾ (۲)

ترجمہ: اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

اور مجوس (جو زردشت کے پیروکار ہیں اور آگ کی پرستش کرتے ہیں، یہ دو خداؤں کے قائل ہیں ایک ظلمت کا (اہرمن) اور دوسرا نور کا (یزداں) ان کے نزدیک رشتوں کی کوئی حرمت نہیں یہ اپنی سگی بہن سے بھی نکاح کر لیتے ہیں۔ اور جتنے لوگ بھی اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ عقائد و اعمال میں شرک کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو میدان محشر میں جمع کرے گا اور ان درمیان اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کے ساتھ دوٹوک فیصلہ کر دے گا کہ کون حق پر تھا اور کون گمراہیوں میں بھٹک رہا تھا بیشک اللہ تعالیٰ چیز کو دیکھ رہا ہے، مشرکین سورج، چاند، ستاروں ، لکڑی پتھر اور دھاتوں سے تراشے دیوی دیوتاؤں اور فرشتوں کی پرستش کرتے تھے، ان کی تنبیہ کے لئے فرمایا کہ کائنات کے ہر ذرے پر تعصب سے پاک دل و دماغ اور کھلی آنکھوں سے غور و فکر کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہر شے اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہے، چاہئے عالم بالا پر رہنے والے بے چوں و چرا اطاعت گزار فرشتے ہوں، آسمان کی بلندیوں پر چمکنے والے اجرام فلکی (سورج، چاند، ستارے) ہوں، گھنے

(۱) التوبة ۳۰

(۲) التوبة ۳۰

جنگلوں میں رہنے والے خونخوار درندے ہوں یا حیوانات، زمین پر رینگنے والے حشرات الارض ہوں، ہوا میں اڑتے رنگا رنگ پرندے ہوں یا نباتات، جمادات ہوں، ہوا اور بجلی ہوں، سب اللہ کی مخلوق ہیں اور سب ہی اللہ کے احکام کے تابع ہو کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَالۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِيۡهِنَّ‌ؕ وَاِنۡ مِّنۡ شَىۡءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَلٰـكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِيۡحَهُمۡ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا ۝۴۴ [1]

ترجمہ: اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں جو ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو۔

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمۡ دٰخِرُوۡنَ ۝۴۸ (النحل ۴۸)

ترجمہ: اور کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کو بھی نہیں دیکھتے کہ اس کا سایہ کس طرح اللہ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں گرتا ہے؟ سب کے سب اس طرح اظہار عجز کر رہے ہیں۔

مگر تم ان کو اپنا معبود سمجھ کر سجدہ کرتے ہو جو خود اللہ کے ماتحت اور اس کے حضور سر بسجود ہیں، اس لئے بے عقل و بے اختیار مخلوقات جن کے پاس اختیارات کا ادنیٰ شائبہ تک نہیں کو سجدہ کرنے کے بجائے اپنے خالق و مالک کی پرستش کرو، جس کے پاس ہر طرح کی قدرت و اختیارات ہیں، جو تمام مخلوقات کا رزاق ہے، جو تمہاری پکار کو سنتا اور پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہے یہی سیدھی راہ ہے،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِأَبِي ذَرٍّ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ:أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ؟، قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ العَرْشِ، فَتَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوشِكُ أَنْ تَسْجُدَ، فَلاَ يُقْبَلَ مِنْهَا، وَتَسْتَأْذِنَ فَلاَ يُؤْذَنَ لَهَا يُقَالُ لَهَا: ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب سورج غروب ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم کو معلوم ہے یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج جاتا ہے اور عرش کے نیچے جا کر پہلے سجدہ ریز ہو جاتا ہے، پھر (دوباہ طلوع ہونے کی) اجازت چاہتا ہے، اور اسے پھر اسے (طلوع ہونے کی) اجازت دی جاتی ہے، اور وہ دن بھی قریب ہے جب یہ سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہ ہو گا اور اجازت چاہے گا لیکن اجازت نہ ملے گی بلکہ اس سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس چلا جا، چنانچہ اس دن وہ مغرب ہی سے نکلے گا۔ [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ كَأَنِّي أُصَلِّي خَلْفَ شَجَرَةٍ، فَسَجَدْتُ، فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي، فَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُولُ: اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا، وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ

---

[1] بنی اسرائیل ۴۴

[2] صحیح بخاری بدء الخلق بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالقَمَرِ بِحُسْبَانٍ ۳۱۹۹، وکِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ ۷۴۲۴، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِي لَا يُقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ ۳۹۹

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں، میں جب سجدے میں گیا تو درخت نے بھی میرے ساتھ سجدے کے ساتھ سجدہ کیا اور میں نے سنا کہ وہ اپنے سجدے میں یہ پڑھ رہا تھا ''اے اللہ اس سجدے کی وجہ سے میرے لئے اپنے پاس اجر وثواب لکھ، اور میرے گناہ معاف فرما اور میرے لئے اسے ذخیرہ آخرت کر اور اسے قبول فرما جیسے کہ تو نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام کا سجدہ قبول فرمایا تھا۔'' (۱)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ.

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے پھر میں نے دیکھا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کی آیت پڑھی، سجدہ کیا اور میں سن رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو پڑھ رہے تھے جس کی خبر اس شخص نے دی تھی جو درخت نے پڑھی تھی۔ (۲)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ، حَتَّى أَتَى الْمُسْجِدَ، فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي حَتَّى انْجَلَتْ، ثُمَّ قَالَ:إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ، وَلَيْسَ كَذَلِكَ، إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا تَجَلَّى اللَّهُ لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر اپنا کپڑا سمیٹتے ہوئے نکلے اور مسجد میں پہنچ گئے اور برابر نماز (کسوف) پڑھتے رہے (اور طویل قرات فرمائی) یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا پھر فرمایا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ کسی بڑے آدمی کے مرنے کی وجہ سے سورج اور چاند گرہن لگتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے، سورج چاند اللہ کی مخلوق ہے وہ کسی کی موت پیدائش سے گرہن میں نہیں آتے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کسی پر تجلی ڈالتا ہے تو وہ عاجزی سے اطاعت کرتی ہے۔ (۳)

ابو قلابہ کا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

حكم الألباني :ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے۔

اور پہاڑوں اور درختوں کے سجدے میں اس کے سایوں کا دائیں بائیں پھرنا یا جھکنا بھی شامل ہے جیسے فرمایا

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ (۴)

ترجمہ: اللہ ہی کے لئے زمین اور آسمانوں کی سب مخلوق خوشی اور ناخوشی سے سجدہ کرتی ہے اور ان کے سائے بھی صبح وشام۔

(۱) جامع ترمذی ابواب السفر بَابُ مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ ۵۷۹،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ ۱۰۵۳

(۲) جامع ترمذی كتاب الدعوات بَاب مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ ۳۴۲۴،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ ۱۰۵۳

(۳) سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوات بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ ۱۲۶۲، مسند احمد۱۸۳۵۱

(۴) الرعد۱۵

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ (۱)

ترجمہ: کیاانہوں نے اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا؟ کہ اس کے سائے دائیں بائیں جھک جھک کر اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجد ہوتے اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں، یقیناً آسمان وزمین کے کل جاندار اور تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور ذرا بھی تکبر نہیں کرتے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۚ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۗ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ (۲)

ترجمہ: اس کی پاکی توساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان وزمین میں ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔

اور انسانوں کی ایک بڑی تعداد بھی سجدہ اطاعت وعبادت کے طور پر کرتے ہیں، اور اللہ کی رضا کے مستحق قرار پاتے ہیں، اور جو لوگ سجدہ اطاعت سے انکار کر کے کفر اختیار کرتے ہیں، وہ بھی دوسری بے اختیار مخلوقات کی طرح قانون فطرت کی گرفت سے آزاد نہیں ہیں اور سب کے سب مجبوراً سجدہ کرنے والوں میں شامل ہے، اس کے مستحق عذاب ہونے کی وجہ یہی ہے کہ وہ اپنے دائرہ اختیار میں بغاوت کی روش اختیار کرتا ہے ان پر عذاب کا مقولہ ثابت ہو چکا ہے، جو شخص کھلے کھلے اور روشن حقائق کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود حق کا انکار کرے وہ خود ہی ذلت وخواری کو اپنے اوپر دعوت دیتا ہے، جیسے فرمایا

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۚ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ (۳)

ترجمہ: پھر اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور جب سچائی اس کے سامنے آئی تو اسے جھٹلا دیا۔

چنانچہ جب اس نے خود ہی وہ راہ اختیار کی جس میں ذلت ورسوائی اور آخرت کا دائمی عذاب ہے تو پھر اسے کون عزت سے سرفراز کرنے والا ہے، اللہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے، اسے کوئی روکنے یا ٹوکنے والا نہیں ہے اور نہ ہی اسے کچھ کرنے کے لئے مادی اسباب ووسائل کی حاجت درپیش ہوتی ہے۔

سجدہ تلاوت:

قرآن مجید میں چودہ مقامات پر سجدہ کرنے کا حکم ہے، جس میں ایک مقام یہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، يَقُولُ: يَا وَيْلَهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ: يَا وَيْلِي أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ

(۱) النحل ۴۹،۴۸

(۲) بنی اسرائیل ۴۴

(۳) الزمر ۳۲

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہٹ کر رونے لگتا ہے کہ افسوس ابن آدم کو سجدے کا حکم ملا اس نے سجدہ کرلیا، اب اس کو جنت ملے گی

وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ

اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے انکار کر دیا میرے لئے جہنم ہے۔ (۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات ایک بڑے مجمع میں تلاوت فرماتے اور جب آیت سجدہ آتی تو آپ سجدہ میں گر جاتے اور آپ کے ساتھ جو شخص جہاں ہوتا وہ بھی سجدہ ریز ہو جاتا تھا، مجمع کی وجہ سے کسی کو زمین پر سجدہ کرنے کی جگہ نہ ملتی تو وہ اپنے آگے والے شخص کی پیٹھ پر سر رکھ دیتا، فتح مکہ کے موقع پر آپ نے قرآن کی تلاوت فرمائی اور اس میں جب آیت سجدہ آئی تو جو لوگ زمین پر کھڑے تھے انہوں نے زمین پر سجدہ کیا اور جو گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار تھے وہ اپنی سواریوں ہی پر جھک گئے،

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ

کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ آیت سجدہ پڑھی ہے تو منبر سے اتر کر سجدہ کیا ہے اور صحابہ نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا پھر اوپر جا کر خطبہ شروع کر دیا ہے،

جمہور علماء کہتے ہیں کہ سجدہ تلاوت کے لئے باوضو ہونا، قبلہ رخ ہونا، نماز کی طرح سجدے میں زمین پر سر رکھنا ضروری ہے مگر جتنی احادیث تلاوت ہیں ان میں کہیں ان شرطوں کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں، ان میں صرف یہ ہے کہ جو شخص جہاں جس حال میں ہو جھک جائے خواہ باوضو ہو یا نہ ہو، خواہ استقبال قبلہ ممکن ہو یا نہ ہو، خواہ زمین پر سر رکھنے کا موقع ہو یا نہ ہو

وَكَانَ بن عُمَرَ يَسْجُدُ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ كَذَا لِلْأَكْثَرِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ ثُمَّ يسلم وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ وَهُوَ يَمْشِي يُومِئُ إِيمَاءً

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بغیر وضو کے سجدہ تلاوت کرتے تھے، ابوعبدالرحمٰن سلمی راستے چلتے ہوئے قرآن مجید پڑھتے جاتے تھے اور اگر کہیں آیت سجدہ آجاتی تو بس سر جھکا لیتے تھے خواہ باوضو ہوں یا نہ ہوں اور خواہ قبلہ رخ بھی ہوں یا نہ ہوں۔ (۲)

بہر حال اگر کوئی باوضو اور قبلہ رخ ہو کر زمین پر سجدہ تلاوت کرے تو بہتر ہے لیکن اگر کوئی ایسا نہ کر سکے تو اس پر ملامت بھی نہیں۔

هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ

یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں اختلاف کرنے والے ہیں، پس کافروں کے لیے تو آگ کے کپڑے بیونت کر کاٹے

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ ۲۴۴، سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ ۱۰۵۲، مسنداحمد ۹۷۱۳، صحیح ابن خزیمة ۵۴۹، صحیح ابن حبان ۲۷۵۹، شعب الایمان ۱۴۰۷، السنن الکبری للبیھقی ۳۷۰۰، شرح السنة للبغوی ۶۵۳

(۲) فتح الباری ۲٫۵۵۴

مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝۱۹ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ

جائیں گے، اور ان کے سروں کے اوپر سے سخت کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں

وَ الْجُلُوْدُ ؕ ۝۲۰ وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝۲۱ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ

گلا دی جائیں گی، اور ان کی سزا کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہیں یہ جب بھی وہاں کے غم سے نکل بھاگنے کا ارادہ کریں گے

اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۚ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۲۲ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وہیں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا) جلنے کا عذاب چکھو! ایمان والوں اور نیک کام والوں کو اللہ تعالیٰ ان جنتوں میں

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ

لے جائے گا جن کے درختوں تلے سے نہریں لہریں بہہ رہی ہیں، جہاں وہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے

مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝۲۳ وَ هُدُوْۤا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۖۚ

اور سچے موتی بھی، وہاں ان کا لباس خالص ریشم کا ہوگا، ان کی پاکیزہ بات کی رہنمائی کر دی گئی

وَ هُدُوْۤا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝۲۴ (الحج ۱۹ تا ۲۴)

اور قابل صد تعریف راہ کی ہدایت کر دی گئی۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يُقْسِمُ قَسَمًا، إِنَّ هَذِهِ الآيَةَ: هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ نَزَلَتْ فِي حَمْزَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَيْهِ، يَوْمَ بَرَزُوا فِي يَوْمِ بَدْرٍ

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ قسم کھا کر فرماتے تھے کہ یہ آیت سید الشہد احمزہ بن عبد المطلب، اور آپ کے دونوں ساتھیوں (سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث) اور ان کے مقابلے میں بدر کے دن عتبہ اور اس کے جو دو ساتھیوں (شیبہ اور ولید بن عتبہ) مقابلہ کے لئے آئے تھے ان کے بارے میں اتری ہے۔[1]

قَالَ قَيْسٌ: وَفِيهِمْ نَزَلَتْ: {هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ}[2] قَالَ: هُمُ الَّذِينَ بَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ، وَحَمْزَةُ، وَعُبَيْدَةُ، وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَالوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ

قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی بیان کیا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے غزوہ بدر میں دعوت مقابلہ دی تھی

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الحج بَابُ هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۴۷۴۳ ،و کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ ۳۹۶۹،۳۹۶۶، صحیح مسلم کتاب التفسیر بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۷۵۶۲، سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد بَابُ الْمُبَارَزَةِ وَالسَّلَبِ ۲۸۳۶

[2] الحج : ۱۹

،یعنی مسلمانوں کی طرف سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب اور عبیدہ اور کفار کی طرف سے شیبہ بن ربیعہ ،عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔ [۱]

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ القِيَامَةِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں قیامت کے دن میں سب سے پہلے اللہ کے سامنے اپنا دعویٰ پیش کرنے کے لئے گھٹنوں کے بل گر جاؤں گا۔ [۲]

یہ دو فریق جو اپنے رب کے بارے میں جھگڑتے ہیں ان میں ہر فریق یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ حق پر ہے ،ایک فریق مسلمان تو اللہ کی کی وحدانیت اور اس کی قدرت علی البعث کے قائل ہیں ،اور انبیاء کی بات مان کر اللہ کی صحیح بندگی اختیار کرتے ہیں ،جبکہ دوسرا فریق یہود ونصاریٰ ،مجوس ،صائبین ،دہریے اور مشرکین وغیرہ ہیں جو مختلف گمراہیوں میں مبتلا ہیں ،انہیں گندھک کا لباس پہنا کر جہنم میں داخل کیا جائے گا تا کہ عذاب ان کو ہر جانب سے پوری طرح گھیر لے ،جیسے فرمایا

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝۵۰ [۳]

ترجمہ: تارکول کے لباس پہنے ہوئے ہوں گے اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر چھائے جا رہے ہوں گے۔

مزید ان کے پر غرور سروں پر سخت کھولتا ہوا پانی انڈیلا جائے گا ،جیسے فرمایا

خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَاۗءِ الْجَحِيْمِ ۝۴۷ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝۴۸ ذُقْ ښ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝۴۹ [۴]

ترجمہ: پکڑو اسے اور گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اس کو جہنم کے بیچوں بیچ ،اور انڈیل دو اس کے سر پر کھولتے پانی کا عذاب ،چکھ اس کا مزا بڑا زبردست عزت دار آدمی ہے تو۔

جس کی شدت حرارت سے ان کے پیٹ کے اندر گوشت ،چربی ،انتڑیاں گل جائیں گی اور کھال جھلس کر جھڑ جائے گی،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ الحَمِيمَ لَيُصَبُّ عَلَى رُءُوسِهِمْ فَيَنْفُذُ الحَمِيمُ، حَتَّى يَخْلُصَ إِلَى جَوْفِهِ فَيَسْلِتُ مَا فِي جَوْفِهِ، حَتَّى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرم کھولتا ہو پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا اور وہ نفوذ کر جائے گا جو ان کے پیٹ میں اور ان کی آنتوں اور کلیجے اور گردوں کو کاٹ ڈالے گا یہاں تک کہ ان کی آنتیں وغیرہ دبر سے نکل کر پیروں پر گر پڑیں گی ،پھر جیسے تھے ویسے ہو جائیں گے پھر یہی عمل ہو گا۔ [۵]

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الحج بَابُ هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۴۷۴۴

[۲] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الحج بَابُ هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۴۷۴۴

[۳] ابراہیم۵۰

[۴] الدخان۴۹

[۵] جامع ترمذی کتاب صفة جهنم بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ أَهْلِ النَّارِ۲۵۸۲،مسنداحمد۸۸۶۴،مستدرک حاکم ۳۴۵۸

سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابن السُّرِيّ قَالَ: يَأْتِيهِ الْمَلَكُ يَحْمِلُ الْإِنَاءَ بِكَلْبتين مِنْ حَرَارَتِهِ، فَإِذَا أَدْنَاهُ مِنْ وَجْهِهِ تكَرَّهَهُ، قال: فيرفع مِقْمَعَة معه فيضرب بِهَا رَأْسَهُ، فَيُفرغ دِمَاغَهُ، ثُمَّ يُفرغ الْإِنَاءَ مِنْ دِمَاغِهِ،فَيَصِلُ إِلَى جَوْفِهِ مِنْ دِمَاغِهِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ:يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ

عبداللہ بن سری سے روایت ہےاس کے پاس فرشتہ آئے گا جس نے شدت حرارت کی وجہ سے برتن کو دو چمٹوں کے ساتھ اٹھایا ہوا ہو گا جب وہ برتن کو اس کے منہ کے قریب کرے گا تو یہ اس سے نفرت کرے گا پھر فرشتہ ہتھوڑا اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے گا جس سے اس کا دماغ پھٹ جائے گا پھر وہ اس کے دماغ پر اس برتن کو انڈیل دے گا تو وہ گرم پانی دماغ سے ہو کر اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا پس اس ارشاد باری تعالیٰ کے یہ معنی ہیں، جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے۔ (۱)

ان کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے جو سخت اور درشت خو فرشتوں کے ہاتھوں میں ہوں گے جن کے ساتھ وہ ان کو ماریں گے، جب بھی وہ اس عذاب سے بچنے کے لئے جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو وہ اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے،

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: النَّارُ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ، لَا يُضِيءُ لَهَبُهَا وَلَا جَمْرُهَا ثُمَّ قَرَأَ:{كُلَّمَآ أَرَادُوٓا۟ أَن يَخْرُجُوا۟ مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا۟ فِيهَا (۲)

سلیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جہنم کی آگ سخت سیاہ، بہت اندھیرے والی ہے جس کے شعلے بھی روشن نہیں نہ اس کے انگارے روشنی والے ہیں، پھر انہوں نے اسی آیت کریمہ " یہ جب بھی وہاں کے غم سے نکل بھاگنے کا ارادہ کریں گے وہیں لوٹا دیئے جائیں گے۔" کی تلاوت کی۔ (۳)

أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ أَنَّ أَهْلَ النَّارِ فِي النَّارِ لَا يَتَنَفَّسُونَ

زید رضی اللہ عنہ کا قول ہے جہنمی اس میں سانس بھی نہ لے سکیں گے۔ (۴)

اور ان سے کہا جائے گا اب اس سخت عذاب کا مزہ چکھو جسے آج تک اپنی زبان اور اعمال سے جھٹلاتے رہے ہو، جیسے فرمایا

وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ كُلَّمَآ أَرَادُوٓا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَآ أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنتُم بِهِۦ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾ (۵)

ترجمہ:اور جنہوں نے فسق اختیار کیا ہے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے جب کبھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں دھکیل دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ چکھو اب آگ کے عذاب کا مزا جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

اور ان کے برعکس جو لوگ اللہ، اس کے رسولوں، تمام منزل کتابوں، فرشتوں اور آخرت پر ایمان لائے، تقویٰ اختیار کیا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) تفسیرابن ابی حاتم۸،۲۴۸۱

(۲) الحج : ۲۲

(۳) تفسیرطبری۱۸،۵۹۳

(۴) تفسیرطبری۱۹،۷۷

(۵) السجدة۲۰

کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کیے، انہیں موتیوں سے تیار کیے ہوئے ایسے محلات اور باغات میں داخل کیا جائے گا جن کے چاروں اطراف انواع واقسام (پانی، دودھ، شہد، شراب وغیرہ) کی صاف وشفاف نہریں بہتی ہیں، وہ جہاں چاہیں گے وہیں خود بخود ان کا رخ ہو جایا کرے گا، وہاں انہیں (مرد وعورتوں) کو شاہانہ نرم چمکیلا، سبز ریشم کا لباس اور سونے، چاندی و جواہر کے کنگن پہنائے جائیں گے،

أَبُو زُرْعَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ، دَارًا بِالْمَدِينَةِ، فَرَأَى أَعْلاَهَا مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي،فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً، وَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ إِبْطَهُ ،فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مُنْتَهَى الحِلْيَةِ

ابوزرعہ کہتے ہیں میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کے ایک مکان میں داخل ہوتو دیکھا کہ اس کے اوپر ایک مصور تصویریں بنا رہا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے کی کوشش کرے، اگر ایسا ہے تو ایک دانہ پیدا کر کے دیکھے اور ایک ذرہ پیدا کر کے دیکھے، پھر انہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور اپنے ہاتھ اس میں دھوئے جب بغل دھونے لگے تو میں نے عرض کیا ابوہریرہ! کیا (بغل تک دھونے کے بارے میں) تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے وہاں تک دھویا ہے جہاں تک زیور پہنا جا سکتا ہے (یعنی روز قیامت مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔ [۱]

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لاَ يُلْبَسُ الحَرِيرُ فِي الدُّنْيَا إِلَّا لَمْ يُلْبَسْ فِي الآخِرَةِ مِنْهُ

ابوعثمان نے بیان کیا کہ ہم عتبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ریشم نہ پہنو جو شخص اسے دنیا میں پہن لے گا وہ آخرت کے دن اس سے محروم رہے گا۔ [۲]

جنتیوں کا استقبال سلامتی کی مبارک باد سے ہوگا، جیسے فرمایا

... تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَٰمٌ [۳]

ترجمہ: اور وہاں ان کا استقبال سلامتی کی مبارک باد سے ہوگا۔

جنت کے ہر ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس آ کر سلام کہیں گے،

---

[۱] صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ ۵۹۵۳، صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابٌ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ ۵۸۶ ،مسندابی یعلی ۶۰۸۶

[۲] صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ لُبْسِ الحَرِيرِ وَافْتِرَاشِهِ لِلرِّجَالِ، وَقَدْرِ مَا يَجُوزُ مِنْهُ ۵۸۳۰،صحیح مسلم کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ عَلَى الرَّجُلِ، وَإِبَاحَتِهِ لِلنِّسَاءِ، وَإِبَاحَةِ الْعَلَمِ وَنَحْوِهِ لِلرَّجُلِ مَا لَمْ يَزِدْ عَلَى أَرْبَعِ أَصَابِعَ ۵۴۰۱

[۳] ابراہیم ۲۳

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿٢٥﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿٢٦﴾ [1]

ترجمہ:وہاں وہ کوئی بیہودہ کلام یا گناہ کی بات نہ سنیں گے،جو بات بھی ہو گی ٹھیک ہو گی۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ، وَلَا يَتْفُلُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ، قَالُوا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟ قَالَ:جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ، يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ، كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفَسَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت والے جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے اور تھوکیں گے نہیں اور نہ ہی پیشاب کریں گے اور نہ ہی پاخانہ کریں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے،صحابہ کرام نے عرض کیا تو پھر کھانا کدھر جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ڈکار اور پسینہ آئے گا اور پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا اور ان کو تسبیح یعنی سبحان اللہ اور تحمید یعنی الحمد للہ کا الہام ہو گا جس طرح کہ انہیں سانس کا الہام ہوتا ہے۔ [2]

یہ اس سبب سے عطا ہو گا کہ ان کی رہنمائی دین اسلام اور عقیدہ صالح کی طرف کی گئی۔

دار الندوہ میں مشاورت :

یثرب مکہ کی تجارتی راستے کا اہم ترین مقام تھا،اس وجہ سے مکہ کے تجارت پیشہ خاندان اس شہر کے مختلف گروہوں سے گہرے تعلقات رکھتے تھے،آپس میں رشتہ داریاں قائم ہوگئی تھیں اور اکثر آنا جانا رہتا تھا،باہمی لڑائیوں میں ایک دوسرے کے حلیف تھے،یثرب کے دو بڑے قبیلے اوس وخزرج تھے جو یہودیوں کی سیاست گری کی وجہ سے ایک مدت سے آپس میں دست وگریبان چلے آتے تھے،یہ باہمی لڑائیوں میں قریش کے مختلف خاندانوں کو اپنی مدد پر پکارا کرتے تھے،دوسری طرف اہل مکہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کو اب ایک ٹھکانہ میسر آرہا ہے جہاں اگر اسلام پھیلا اور مسلمانوں کو قوت حاصل ہوگئی تو یہ پرانے نظام کی موت کے علاوہ تجارتی اور سیاسی نقطہ ونظر سے بے حد خطرناک ہو گا،چنانچہ قریش نے بڑی کوشش کی کہ اہل مدینہ کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی رابطہ نہ ہونے پائے مگر بیعت عقبیٰ بڑی رازداری سے ہوئی اور قریش کو کانوں کان خبر نہ ہوئی،یہی وہ اقدام تھا جس نے اس سلسلے میں قریش کو سفارتی میدان میں شکست دی تھی اور اسلام یثرب میں ان کی خواہش کے خلاف تیزی سے پھیلنے لگا تھا،پھر مسلمانوں کی ہجرت کا بہت اچھا اثر ہوا،مسلمانوں کو محفوظ جگہ مل گئی اور انہیں دعوت اسلام کے لئے ایک وسیع میدان ہاتھ آ گیا،لوگ اسلام کی برکتیں دیکھ کر بڑے متاثر ہوئے اور بڑی تیزی سے اس کی طرف بڑھنے لگے ہر طرف اسلام کا چرچا ہونے لگا،مسلمانوں کا زور بڑھنے لگا،جب قریش نے یہ دیکھا تو بہت گھبرائے،انہیں محسوس ہوا اب شامت سر پر منڈلا رہی ہے اور طرح طرح کے خطرات سر اٹھا رہے ہیں،انہوں نے سوچا اس طرح تو ہمارا شام کی طرف جانا بھی بند ہو جائے گا،تجارت بالکل ہی ٹھپ ہو جائے گی اور ہم دانہ دانہ کو ترس جائیں گے،ان خطروں کے پیش نظر انہوں نے تجارتی راستے کی سب سے بڑی منزل کو بچانے اور حلیفوں کو نظریاتی حریفوں کی صف میں شامل ہو جانے سے روکنے کا واحد ذریعہ قریش کے نزدیک یہی باقی تھا کہ اس تحریک کی مرکزی شخصیت اور اللہ کے آخری

---

[1] الواقعۃ ۲۵،۲۶

[2] صحیح مسلم کتاب الجنۃ بَابٌ فِي صِفَاتِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِهَا وَتَسْبِيحِهِمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا عن جابر ۷۱۵۲،مسندابی یعلی ۱۹۰۶

پیغمبر محمد ﷺ کا خون بہادیا جائے، وہ سمجھتے تھے کہ اگر انہوں نے اس زمین کو اس مرکزی شخصیت سے محروم کر دیا تو یہ دنیا اللہ کے قانون سے خود بخود خالی ہو جائے گی اور ان کا نراج ان کے مفادات کی حفاظت کرنے کے لئے قائم رہے گا، اس لئے مکہ کے مختلف گروہوں کا قتل پیغمبر پر متحد اور متفق ہو جانا جہاں آبائی دین اور بڑے بوڑھوں سے آنے والی روایات کی تحریم وتقدیس کو بچانے کے لئے تھا وہاں اس کی اس بڑی وجہ کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ مکہ اپنے تجارتی مفادات کو بچانے کی بھرپور اور حتمی تدبیر کر رہا تھا، چنانچہ ایک فریق کی جانب سے اظہار شدت وغضب اور دوسرے کی طرف سے نیک خواہی، نیک اندیشی اور نیک عملی کے متعدد واقعات سے گزرتی ہوئی یہ تحریک اس نقطے پر آئی کہ مکہ کے ارباب حل وعقد بالکل بے بس ہو گئے، جب قریش کا اندیشہ یقین کی حد کو پہنچ گیا کہ اب محمد ﷺ بھی مدینہ ہجرت کر جائیں گے تو ایک آخری فیصلہ کرنے کے لئے بیت عقبہ ثانیہ سے تقریباً اڑھائی ماہ بعد چودہ بعثت نبوی کے ماہ صفر کی چھبیس تاریخ (بارہ ستمبر ۶۲۲ء) کو بروز جمعرات دار الندوہ میں ایک عظیم اجتماع کیا اور اس امر پر باہم مشاورت کی کہ اس خطرے کا سد باب کس طرح کیا جائے

وَقَدْ اجْتَمَعَ فِيهَا أَشْرَافُ قُرَيْشٍ، مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ: عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةُ ابْن رَبِيعَةَ، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ. وَمِنْ بَنِي نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ: طُعَيْمَةُ بْنُ عَدِيٍّ، وَجُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، وَالْحَارِثُ بْنُ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ. وَمِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ بْنِ قُصَيٍّ: النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ كِلْدَةَ. وَمِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى: أَبُو الْبَخْتَرِيِّ ابْن هِشَامٍ، وَزَمْعَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، وَحَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ. وَمِنْ بَنِي مَخْزُومٍ:أَبُو جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ. وَمِنْ بَنِي سَهْمٍ: نُبَيْهٌ وَمُنَبِّهٌ ابْنَا الْحَجَّاجِ، وَمِنْ بَنِي جُمَحٍ:أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُمْ وَغَيْرُهُمْ مِمَّنْ لَا يُعَدُّ مِنْ قُرَيْشٍ

اس اجتماع میں قریش کے تمام اہل رائے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوسفیان بن حرب، طعیمۃ بن عدی، جبیر بن مطعم، حارث بن عامر، نضر بن حارث بن کلدہ، ابوالبختری بن ہشام، زمعتہ بن الاسود، حکیم بن حزام، ابوجہل بن ہشام، نبسیہ اور منبہ پسران حجاج، امیہ بن خلف وغیرہ دار الندوہ میں جمع ہوئے اور سب سر جوڑ کر کوئی ایسی تدبیر سوچنے لگے جس سے اسلام کا سیل رواں رک جائے اور چمنستان دین میں خاک اڑنے لگے۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ:عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:لَمَّا أَجْمَعُوا لِذَلِكَ، وَاتَّعَدُوا أَنْ يَدْخُلُوا فِي دَارِ النَّدْوَةِ لِيَتَشَاوَرُوا فِيهَا فِي أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، غَدَوْا فِي الْيَوْمِ الَّذِي اتَّعَدُوا لَهُ، وَكَانَ ذَلِكَ الْيَوْمُ يُسَمَّى يَوْمَ الزَّحْمَةِ، فَاعْتَرَضَهُمْ إِبْلِيسُ فِي هَيْئَةِ شَيْخٍ جَلِيلٍ،عَلَيْهِ بَتْلَةٌ ، فَوَقَفَ عَلَى بَابِ الدَّارِ،فَلَمَّا رَأَوْهُ وَاقِفًا عَلَى بَابِهَا، قَالُوا: مَنْ الشَّيْخُ؟قَالَ: شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ سَمِعَ بِالَّذِي اتَّعَدْتُمْ لَهُ، فَحَضَرَ مَعَكُمْ لِيَسْمَعَ مَا تَقُولُونَ، وَعَسَى أَنْ لَا يُعْدِمَكُمْ مِنْهُ رَأْيًا وَنُصْحًا،قَالُوا: أَجَلْ، فَادْخُلْ، فَدَخَلَ مَعَهُمْ

ابن اسحاق، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں جس روز دار الندوہ میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف مشاورت کے لیے یہ مجلس منعقد ہوئی اس روز کا نام یوم الزحمتہ رکھا گیا ہے اور جب وہ وقت مقررہ پر دار الندوہ میں جمع ہوئے تو ابلیس لعین ایک بارعب اور تجربہ کار بوڑھے کی شکل میں قیمتی لباس زیب تن کیے دار الندوہ کے دروازے پر ظاہر ہوا، جب قریش نے اس کو اس طرح دروازہ میں کھڑا دیکھا تو اس کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں نجد کا رہنے والا ہوں اور تم لوگوں کی تشویش اور تفکر کو سن کر میں نے مناسب

سمجھا کہ تمہاری مجلس میں حاضر ہو کر اپنی رائے سے تمہاری مدد کروں مجھے امید ہے میرے صحیح مشوروں سے تمہیں فائدہ ہی پہنچے گا، قریش نے کہا بہتر آیئے اندر تشریف رکھئے پس وہ ملعون ان کے ساتھ دار الندوہ میں داخل ہوا اور ان کے ساتھ میٹنگ میں شریک ہو گیا اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی تو قریش کے سردار ایک دوسرے سے کہنے لگے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ لوگوں کے سامنے ہے، واللہ اس کا ارادہ اغیار کے تعاون سے ہم پر حملہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں، اب پانی سر سے گزر گیا ہے، اس کے متعلق حتمی اور آخری فیصلہ کیے بغیر کوئی چارہ نہیں رہا اس لئے اپنی اپنی تجویز پیش کرو

ثُمَّ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: احْبِسُوهُ فِي الْحَدِيدِ، وَأَغْلِقُوا عَلَيْهِ بَابًا، ثُمَّ تَرَبَّصُوا بِهِ مَا أَصَابَ أَشْبَاهَهُ مِنَ الشُّعَرَاءِ الَّذِينَ كَانُوا قَبْلَهُ، زُهَيْرًا وَالنَّابِغَةَ، وَمَنْ مَضَى مِنْهُمْ، مِنْ هَذَا الْمَوْتِ، حَتَّى يُصِيبَهُ مَا أَصَابَهُمْ،فَقَالَ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ: لَا وَاللَّهِ، مَا هَذَا لَكُمْ بِرَأْيٍ. وَاللَّهِ لَئِنْ حَبَسْتُمُوهُ كَمَا تَقُولُونَ لَيَخْرُجَنَّ أَمْرُهُ مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ الَّذِي أَغْلَقْتُمْ دُونَهُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَلَأَوْشَكُوا أَنْ يَثِبُوا عَلَيْكُمْ، فَيَنْزِعُوهُ مِنْ أَيْدِيكُمْ، ثُمَّ يُكَاثِرُوكُمْ بِهِ، حَتَّى يَغْلِبُوكُمْ عَلَى أَمْرِكُمْ، مَا هَذَا لَكُمْ بِرَأْيٍ، فَانْظُرُوا فِي غَيْرِهِ، فَتَشَاوَرُوا

کسی (ابو البختری بن ہشام) نے کہا محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے ہاتھ پاوں میں بیڑیاں ڈال کر کسی کال کوٹھری میں بند کر دیں اور زہیر اور نابغہ جیسے شاعر مر گئے ہیں اس کی موت کا انتظار کرو، نجدی بڈھے نے کہا تمہاری یہ معقول تجویز نہیں ہے اگر ہم نے انہیں قید کر لیا تو ہر طرف چرچا ہو جائے گا اور یہ مزید برا ہو گا مسلمان فوراً مکہ پر چڑھائی کر دیں گے اور جب تک ہم سے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو چھین نہیں لیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے لہذا کوئی اور بات سوچو

ثُمَّ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: نُخْرِجُهُ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا، فَنَنْفِيهِ مِنْ بِلَادِنَا، فَإِذَا أخرج عنّا فو الله ما نُبَالِي أَيْنَ ذَهَبَ، وَلَا حَيْثُ وَقَعَ، إِذَا غَابَ عَنَّا وَفَرَغْنَا مِنْهُ، فَأَصْلَحْنَا أَمْرَنَا وَأُلْفَتَنَا كَمَا كَانَتْ، فَقَالَ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ: لَا وَاللَّهِ، مَا هَذَا لَكُمْ بِرَأْيٍ، أَلَمْ تَرَوْا حُسْنَ حَدِيثِهِ، وَحَلَاوَةَ مَنْطِقِهِ، وَغَلَبَتَهُ عَلَى قُلُوبِ الرِّجَالِ بِمَا يَأْتِي بِهِ، وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتُمْ ذَلِكَ مَا أَمِنْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَى حَيٍّ مِنْ الْعَرَبِ، فَيَغْلِبَ عَلَيْهِمْ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِ وَحَدِيثِهِ حَتَّى يُتَابِعُوهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَسِيرُ بِهِمْ إِلَيْكُمْ حَتَّى يَطَأَكُمْ بِهِمْ فِي بِلَادِكُمْ، فَيَأْخُذَ أَمْرَكُمْ مِنْ أَيْدِيكُمْ، ثُمَّ يَفْعَلَ بِكَمْ مَا أَرَادَ، دَبِّرُوا فِيهِ رَأْيًا غَيْرَ هَذَا

کسی (اسود بن ربیعہ بن عمیر) نے رائے دی محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کا یہاں مکہ میں رہنا ٹھیک نہیں انہیں کسی دور دراز علاقہ میں چھوڑ آیا جائے پھر وہ جہاں چاہے جائے اور جس جگہ چاہے رہے ہم روز روز کی مصیبت سے نجات پالیں گے اور باہمی اختلاف دور کر کے پہلی سی پر امن زندگی بسر کرنے لگیں گے اس کے جواب میں بڈھا بولا پہلی تجویز کی طرح یہ تجویز بھی کوئی معقول تجویز نہیں، تم اس کی فصاحت و بلاغت اور شیریں کلامی جانتے ہی ہو جس سے وہ لوگوں کے دل موہ لیتا ہے، تمہاری رائے میں تو خطرہ ہی خطرہ ہے یا تو وہ کسی دوسرے قبیلے میں پہنچ جائے گا اور اپنی جادو بیانی سے انہیں اپنا ہمنوا بنا لے گا یا پھر مدینہ میں اپنے ساتھیوں کے پاس جا پہنچے گا اور اس کا وہاں پہنچنا تو اور خطرناک ہو گا وہاں پہنچتے ہی وہ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیکر مکہ پر چڑھائی کر دے گا اور ہمیں پیس کر رکھ دے گا اور تمہارے تمام اختیارات اپنے قبضہ میں کر لیں گے لہذا تم کوئی ایسی رائے نکالو جو ہر پہلو سے صحیح اور درست ہو، کسی نے کہا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قتل کر دیا جائے مگر لوگوں نے کہا کہ

محمد ﷺ کا خاندان مکہ کا ممتاز خاندان ہے انہیں قتل کر دینا اتنا آسان نہیں ہے اگر انہیں قتل کر دیا گیا تو یہ خاندان اس کا انتقام لینے پر اتر آئے گا اور مکہ کے اندر ایک خون آشام خانہ جنگی کا خطرہ پیدا ہو جائے گا، اسی طرح کی باتیں کرتے ہوئے سب گھبراہٹ اور مایوسی سے بولے آخر ہم کیا کریں،

قَالَ: فَقَالَ أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ: وَاللَّهِ إِنَّ لِي فِيهِ لَرَأْيًا مَا أَرَاكُمْ وَقَعْتُمْ عَلَيْهِ بَعْدُ قَالُوا: وَمَا هُوَ يَا أَبَا الْحَكَمِ؟أَرَى أَنْ نَأْخُذَ مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ فَتًى شَابًّا جَلِيدًا نَسِيبًا وَسِيطًا فِينَا، ثُمَّ نُعْطِي كُلَّ فَتًى مِنْهُمْ سَيْفًا صَارِمًا، ثُمَّ يَعْمِدُوا إِلَيْهِ، فَيَضْرِبُوهُ بِهَا ضَرْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَيَقْتُلُوهُ، فَنَسْتَرِيحَ مِنْهُ. فَإِنَّهُمْ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ تَفَرَّقَ دَمُهُ فِي الْقَبَائِلِ جَمِيعًا، فَلَمْ يَقْدِرْ بَنُو عَبْدِ مَنَافٍ عَلَى حَرْبِ قَوْمِهِمْ جَمِيعًا، فَرَضُوا مِنَّا بِالْعَقْلِ، فَعَقَلْنَاهُ لَهُمْ،قَالَ: فَقَالَ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ: الْقَوْلُ مَا قَالَ الرَّجُلُ، هَذَا الرَّأْيُ الَّذِي لَا رَأْيَ غَيْرُهُ، فَتَفَرَّقَ الْقَوْمُ عَلَى ذَلِكَ وَهُمْ مُجْمِعُونَ لَهُ

ابوجہل بن ہشام جو سب کی رائے سن رہا تھا آخر میں بولا ایک شکل ہے جو اب تک کسی نے نہیں سوچی، سب اہل مجلس نے بڑی بے تابی سے پوچھا اے ابوالحکم وہ کیا ہے؟ ابوجہل بولا میری رائے میں ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان چن لیں، جو بہادر اور دلیر ہو پھر ہر ایک کو تیز دھار تلوار دے کر حکم دیں کہ جب محمد (ﷺ) سو رہے ہوں تو وہ سب بیک وقت ان پر ٹوٹ پڑیں تا کہ اس کا خون تمام خاندانوں پر منقسم ہو جائے پھر اگر ان کی قوم قصاص لینا چاہے گی تو ہمارے اتنے قبائل سے نہ لڑ سکے گی اور لامحالہ خون بہا پر راضی ہو جائے گی لہذا ہم خون بہا دے کر اس قصہ کو فیصل کر دیں گے اور ہمیشہ کے لیے اس خدشے سے نجات پا جائیں گے شیخ نجدی بولا واقعی ابوالحکم کے کیا کہنے ہیں بس یہی رائے نہایت قوی اور ہر پہلو سے صحیح ہے اسی پر عملدرآمد کر واس قرارداد کے بعد مجلس برخاست ہو گئی۔[1]

اس واقعہ کو دوسرے لفظوں میں اس طرح بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ مکہ متفق ہو چکا تھا کہ سرد جنگ کو گرم جنگ میں بدل دیا جائے اور قریش کے تمام خاندان مل کر گرم جنگ کا آغاز کریں، سب کے دل خوشی سے ناچ رہے تھے گویا کہ محمد (ﷺ) دنیا سے چلے گئے ہیں اور ان کی دعوت کا نام ونشاں ہی مٹ گیا، ان کی یاد بھی ذہنوں سے محو ہو گئی، ان کی دعوت سے دنیا ناشنا ہو گئی اور اس پر گردش زمانہ کی کئی تہیں پڑ گئیں، چنانچہ ہر ایک نے کمر کس لی اور خوشی مگر خفیہ طور پر مختلف قبائل سے ایسے نوجوانوں کا انتخاب کرنے لگے جو محمد (ﷺ) کا کام تمام کر دیں۔

مگر اللہ قادر مطلق کا فیصلہ تھا کہ آپ ﷺ پر ذرا بھی آنچ نہ آئے، چنانچہ قریش کی تمام تدابیر الٹی پڑ گئیں اور وہ خود اپنی سازش کا شکار ہو گئے اللہ نے آپ کی رہنمائی فرمائی اور قریش اپنا سامنہ لیے رہ گئے۔

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٣٠﴾[2]

ترجمہ: وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب کہ منکرین حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں، وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

[1] ابن ہشام ۱/۴۸۲،الروض الانف ۴/۱۲۴، عیون الآثر ۱/۲۰۵،ابن سعد۱/۱۷۶، زادالمعاد ۳/۴۵،دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني ۱/۲۰۰، دلائل النبوة للبیهقی۲/۴۶۷،سيرة الحلبية۲/۳۵

[2] الانفال ۳۰

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہجرت کی اجازت فرمائی،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَكَّةَ ثُمَّ، أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، وَأُنْزِلَ عَلَيْهِ: {وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا} ،[1]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق ہجرت کی اجازت اس آیت میں نازل ہوئی۔ ”اور دعا کرو کہ پروردگار! مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔“[2]

عَنْ قَتَادَةَ، {مُدْخَلَ صِدْقٍ} ،[3] قَالَ: الْمَدِينَةُ {وَمُخْرَجَ صِدْقٍ} قَالَ: مَكَّةُ

حسن رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ”مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لیجا۔“ سے مدینہ منورہ اور ”جہاں سے بھی نکال سچائی لے ساتھ نکال۔“ سے مکہ مکرمہ مراد ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ فِيهَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلِمَ أَلَّا طَاقَةَ لَهُ بِهَذَا الْأَمْرِ إِلَّا بِسُلْطَانٍ، فَسَأَلَ سُلْطَانًا نَصِيرًا

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو معلوم تھا کہ آپ دین اسلام کو سوائے مضبوط حکومت کے آگے نہیں بڑھا سکتے اس لئے آپ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! یا تو مجھے خود مستحکم حکومت عطا کر یا کسی حکومت کو میرا مددگار بنا دے۔

تا کہ اس کی طاقت سے میں دنیا میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پھیلانے، حدود اللہ کو جاری کرنے، اس کے فرائض کو بجالانے، فواحش و معاصی کے سیلاب کو روکنے اور اور تیرے قانون عدل کو جاری کر کے دین اسلام کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کرسکوں۔

لَمَّا اجْتَمَعُوا لَهُ، وَهُمْ: أَبُو جَهْلٍ. وَالْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ. وَعُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ. وَالنَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ. وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ. وَابْنُ الْغَيْطَلَةِ. وَزَمْعَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ. وَطُعَيْمَةُ بْنُ عَدِيٍّ. وَأَبُو لَهَبٍ. وَأُبَيُّ بْنُ خَلَفٍ. وَنُبَيْهٌ وَمُنَبِّهٌ ابْنَا الْحَجَّاجِ، إِنَّ مُحَمَّدًا يَزْعُمُ أَنَّكُمْ إِنْ تَابَعْتُمُوهُ عَلَى أَمْرِهِ، كُنْتُمْ مُلُوكَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ، ثُمَّ بُعِثْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ، فَجُعِلَتْ لَكُمْ جِنَانٌ كَجِنَانِ الْأُرْدُنِّ، وَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا كَانَ لَهُ فِيكُمْ ذَبْحٌ، ثُمَّ بُعِثْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ، ثُمَّ جُعِلَتْ لَكُمْ نَارٌ تُحْرَقُونَ فِيهَا

ابن اسحاق، محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ کی روایت نقل کرتے ہیں قریش کے سب نوجوان آپ ﷺ کے دروازے پر جمع ہوئے، ان میں ابوجہل بن ہشام، حکم بن ابی العاص، عقبہ بن ابی معیط، نضر بن الحارث، امیہ بن خلف، ابن الغیطلہ، زمعہ بن الاسود، طعیمہ بن عدی، ابولہب، ابی بن خلف، نبیہ، منبہ پسران حجاج شامل تھے، ابوجہل کہنے لگا محمد (ﷺ) کہتا ہے کہ اگر تم اس کا دین قبول کرلو گے تو عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے پھر مرنے کے بعد اٹھو گے تو تمہیں اردن کے باغوں جیسے باغات ملیں گے، اور اگر یہ نہ کرو گے تو ذبح ہو جاؤ گے پھر مرنے کے بعد اٹھو گے تو آگ میں گرو گے جہاں ہمیشہ جلتے رہو گے

وَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ حَفْنَةً مِنْ تُرَابٍ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَالَ أَنَا أَقُولُ ذَلِكَ، أَنْتَ أَحَدُهُمْ،

---

[1] الإسراء: ۸۰

[2] مسند احمد ۱۹۴۸

[3] الإسراء: ۸۰

وَأَخَذَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى أَبْصَارِهِمْ عَنْهُ، فَلَا يَرَوْنَهُ، فَجَعَلَ يَنْثُرُ ذَلِكَ التُّرَابَ عَلَى رُءُوسِهِمْ وَهُوَ يَتْلُو هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ مِنْ يس :يس وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ. إِلَى قَوْلِهِ: فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

اس نے ابھی اتنی بات کہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے اور مٹی کی مٹھی لیکر ہاں ہاں! میں یہ کہتا ہوں اور تو ان میں سے ایک ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور وہ لوگ آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکے، ان کے سروں پر مٹی ڈالتے اور سورہ یٰسین کی ابتدائی چند آیات پڑھتے ہوئے نکل گئے اور آپ ﷺ کو جاتے ہوئے کوئی نہیں دیکھ سکا۔

فَقَالَ قَائِلٌ لَهُمْ: مَا تَنْتَظِرُونَ؟قَالُوا :مُحَمَّدًا، قَالَ: خِبْتُمْ وَخَسِرْتُمْ. قَدْ وَاللَّهِ مَرَّ بِكُمْ وذر على رؤوسكم التُّرَابَ، قَالُوا :وَاللَّهِ مَا أَبْصَرْنَاهُ! وَقَامُوا يَنْفُضُونَ التُّرَابَ عن رؤوسهم، ثُمَّ جعلُوا يَتطَلَّعُونَ فَيَرَوْنَ عَلِيًّا عَلَى الْفِرَاشِ مُتَسَجِّيًا بِبُرْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَقُولُونَ: وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا لَمُحَمَّدٌ نَائِمًا، عَلَيْهِ بُرْدُهُ. فَلَمْ يَبْرَحُوا كَذَلِكَ حَتَّى أَصْبَحُوا فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ الْفِرَاشِ فَقَالُوا: وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَ صَدَقَنَا الَّذِي حَدَّثَنَا

کسی نے ان سے آ کر پوچھا تم یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو؟ بولے محمد ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں، اس نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں نا کام کرے بخدا! محمد (ﷺ) تو تمہارے پاس سے نکل گیا ہے اور تم میں سے ہر ایک آدمی کے سر پر مٹی ڈال گیا ہے اور جہاں جانا تھا چلا گیا ہے، تم اپنے سر پر مٹی نہیں دیکھتے ہو؟ پھر کہنے لگے واللہ! ہم نے انہیں نہیں دیکھا اور اپنے سروں پر مٹی جھاڑنے لگے، پھر ان لوگوں نے جھانک جھانک کر اندر دیکھنا شروع کیا تو دیکھا کہ واقعی کوئی شخص سوتا ہے اور وہی چادر اوڑھے ہوئے ہے جو رسول اللہ ﷺ اوڑھتے تھے، کہنے لگے کہ محمد سوتے ہیں اور صبح تک اسی انتظار میں کھڑے رہے، جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بستر پر سے اٹھے تب کہنے لگے واللہ! رات کو وہ شخص ہم سے سچ کہتا تھا۔ (۱)

فَلَمَّا أَصْبَحُوا قَامَ عَلِيٌّ عَنِ الْفِرَاشِ فَسَأَلُوهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَالَ: لا عِلْمَ لِي بِهِ

جب صبح ہوئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ بستر سے اٹھے ان لوگوں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے آپ ﷺ کے متعلق علم نہیں۔ (۲)

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ اس رات اس مقصد کے لئے جو لوگ جمع ہوئے تھے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٣٠﴾ (۳)

ترجمہ: اور وہ وقت یاد کر وجب کافر تمہارے بارے میں چالیں چل رہے تھے کہ تمہیں قید کر دیں یا تمہیں قتل کر دیں یا تمہیں جلاوطن کر دیں، وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے عمدہ چال چلنے والا ہے۔

اور یہ آیت بھی نازل ہوئی

(۱) ابن سعد ۴۶/۳، زاد المعاد ۴۶/۳، ابن ہشام ۴۸۳/۱
(۲) ابن سعد ۴۶/۳
(۳) الانفال ۳۰

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ۝٣٠ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ۝٣١ [1]

ترجمہ: بلکہ کہتے ہیں یہ شاعر ہے ہم اس کی موت کا انتظار کرتے ہیں تم ان سے کہہ دو کہ انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

فَأَتَى جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَا تَبِتْ هَذِهِ اللَّيْلَةَ عَلَى فِرَاشِكَ الَّذِي كُنْتَ تَبِيتُ عَلَيْهِ

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے (کفار کے مشورے کی خبر دی، ہجرت کا حکم ہوا اور) فرمایا آج رات کو آپ اس جگہ نہ سوئیں جہاں ہمیشہ سویا کرتے ہیں۔ [2]

رسول اللہ ﷺ نے ٹھیک دوپہر کے وقت جا کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہجرت کی خبر دے دی تھی (بعض کتابوں میں ہے کہ دو تین دن پہلے جا کر اطلاع دے دی تھی)

قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ عَتَمَةٌ مِنَ اللَّيْلِ اجْتَمَعُوا عَلَى بَابِهِ يَرْصُدُونَهُ مَتَى يَنَامُ، فَيَثِبُونَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانَهُمْ، قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: نَمْ عَلَى فِرَاشِي وَتَسَجَّ بِبُرْدِي هَذَا الْحَضْرَمِيِّ الْأَخْضَرِ، فَنَمْ فِيهِ، فَإِنَّهُ لَنْ يَخْلُصَ إِلَيْكَ شَيْءٌ تَكْرَهُهُ مِنْهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ فِي بُرْدِهِ ذَلِكَ إِذَا نَامَ

شب کے وقت کفار دروازے پر جمع ہو گئے اور مکان گھیر لیا، رسول اللہ ﷺ کو جب یہ اطلاع ہوئی کہ دشمن اس بات کے منتظر ہیں تو آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے فرمایا کہ تم میرے بستر پر میری سبز چادر اوڑھ کر سو رہو اور کچھ فکر نہ کرو یہ لوگ تمہیں کچھ ایذا نہ پہنچا پائیں گے، اور رسول اللہ ﷺ جب سوتے تھے تو اسی چادر میں سوتے تھے۔ [3]

اور یہ آیت تلاوت فرمائی

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝٩ [4]

ترجمہ: ہم نے ایک دیوار ان کے آگے کھڑی کر دی ہے اور ایک دیوار ان کے پیچھے، ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے، انہیں اب کچھ نہیں سوجھتا۔

اور ایک مٹھی بطحا کی خاک لے کر پھینکی جو تمام کفار کے سروں پر پڑی اور آپ نکل کر چلے گئے کسی کافر نے آپ کو نہ دیکھا۔

فَذَكَرَ بَعْضُ أَهْلِ التَّفْسِيرِ السَّبَبَ الْمَانِعَ لَهُمْ مِنَ التَّقَحُّمِ عَلَيْهِ فِي الدَّارِ مَعَ قِصَرِ الْجِدَارِ وَأَنَّهُمْ إِنَّمَا جَاءُوا لِقَتْلِهِ فَذَكَرَ فِي الْخَبَرِ أَنَّهُمْ هَمُّوا بِالْوُلُوجِ عَلَيْهِ فَصَاحَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الدَّارِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ وَاللهِ إِنَّهَا لَلسُّبَّةُ فِي الْعَرَبِ أَنْ يُتَحَدَّثَ عَنَّا أَنَّا تَسَوَّرْنَا الْحِيطَانَ عَلَى بَنَاتِ الْعَمِّ وَهَتَكْنَا سِتْرَ حُرْمَتِنَا فَهَذَا هُوَ الَّذِي أَقَامَهُمْ بِالْبَابِ حَتَّى أَصْبَحُوا يَنْتَظِرُونَ خُرُوجَهُ ثُمَّ طُمِسَتْ أَبْصَارُهُمْ

[1] الطور ٣٠

[2] ابن ہشام ۱/۴۸۲، الروض الانف ۴/۱۳۵، عیون الآثر ۱/۲۰۶، شرف المصطفی ۳/۳۵۳، دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني ۱/۲۰۰

[3] ابن ہشام ۱/۴۸۴، الروض الانف ۴/۱۳۶، عیون الآثر ۱/۲۰۶، تاریخ طبری ۲/۳۷۴، البداية والنهاية ۳/۲۱۶، السيرة النبوية لابن كثير ۲/۲۲۹

[4] یٰسین ٩

علامہ سہیلی رحمہ اللہ نے لکھا ہے بعض مفسرین نے یہ اشکال دور کرنے کی کوشش کی ہے کہ باوجود دیوار چھوٹی ہونے کے کفار دیوا پھلانگ کر اندر کیوں نہیں گئے؟ وہ باہر کھڑے انتظار کیوں کرتے رہے؟ جبکہ ان کا مقصد ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا تھا؟ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ انہوں نے دیوار پھلانگنے کا ارادہ کیا تھا مگر گھر کے اندر سے کوئی خاتون للکارنے لگی، وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے اللہ کی قسم! یہ تو بڑے عار اور ذلت کی بات ہے کہ ہمارے بارے میں یہ عرب میں یہ مشہور ہو جائے کہ ہم نے اپنے قبیلے کی چچازاد عورتوں کی دیوار پھلانگی اور ہم نے چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کیا یہی وجہ تھی جس کی بنا پر وہ دروازے ہی پر کھڑے رہے اور صبح تک آپ کے نکلنے کا انتظار کرتے رہے لیکن جب آپ تشریف لائے تو ان کی آنکھیں جواب دے گئیں۔ (۱)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے سے ان کے مکان میں گئے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر دوسری طرف کھڑکی کے راستے روانہ ہوگئے، کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جمع تھے ایک شخص نے آ کر کہا کہ اب کیا کر رہے ہو وہ تو تمہارے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے، کفار نے دیکھا تو سب کے سروں پر خاک تھی وہ صاف کرنے لگے۔

إِلَى مَنْزِلِ أَبِي بَكْرٍ. فَكَانَ فِيهِ إِلَى اللَّيْلِ.ثُمَّ خَرَجَ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ فَمَضِيَا إِلَى غَارِ ثَوْرٍ فَدَخَلَاهُ. وَضَرَبَتِ الْعَنْكَبُوتُ عَلَى بَابِهِ بِعِشَاشٍ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ. وَطَلَبَتْ قُرَيْشٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ الطَّلَبِ حَتَّى انْتَهَوْا إِلَى بَابِ الْغَارِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ عَلَيْهِ الْعَنْكَبُوتَ قَبْلَ مِيلادِ محمد فانصرفوا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکان پر چلے گئے رات تک اسی میں رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے اور غار ثور کو روانہ ہو گئے، اس کے اندر داخل ہوئے تو مکڑی نے اس کے راستے پر جالا تان دیا جس کا بعض حصہ بعض پر تھا، قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی جستجو کی یہاں تک غار کے منہ تک پہنچ گئے، ان میں سے بعض نے کہا کہ اس پر تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت سے بھی پہلے کی مکڑی ہے وہ سب واپس ہو گئے۔ (۲)

ابو المعصب المکی سے مروی ہے میں نے زید بن ارقم، انس بن مالک اور مغیرہ بن شعبہ کا زمانہ پایا ہے میں نے ان کو بیان کرتے ہوئے سنا

لَيْلَةَ الْغَارِ أَمَرَ اللَّهُ شَجَرَةً فَنَبَتَتْ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَتَرَتْهُ،وَأَمَرَ اللَّهُ الْعَنْكَبُوتَ فَنَسَجَتْ عَلَى وَجْهِهِ فَسَتَرَتْهُ، وَأَمَرَ اللَّهُ حَمَامَتَيْنِ وَحْشِيَّتَيْنِ فَوَقَعَتَا بِفَمِ الْغَارِ، وَأَقْبَلَ فَتَيَانُ قُرَيْشٍ. مِنْ كُلِّ بَطْنٍ رَجُلٌ. بِأَسْيَافِهِمْ وَعِصِيِّهِمْ وَهِرَاوَاتِهِمْ حَتَّى إِذَا كَانُوا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْرَ أَرْبَعِينَ ذِرَاعًا. نَظَرَ أَوَّلُهُمْ فَرَأَى الْحَمَامَتَيْنِ فَرَجَعَ،فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: مَا لَكَ لَمْ تَنْظُرْ فِي الْغَارِ؟ قَالَ: رَأَيْتُ حَمَامَتَيْنِ وَحْشِيَّتَيْنِ بِفَمِ الْغَارِ فَعَرَفْتُ أَنْ لَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ

شب کو غار میں اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اگ آیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ کر لی، اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو جالا تان دیا اور آڑ کر لی، اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا جو غار کے منہ پر بیٹھ گئے، قریش

---

(۱) الروض الانف ۱۲۶/۴

(۲) ابن سعد ۱۷۷/۱

کے نوجوان جن میں ہر خاندان کا ایک ایک آدمی تھا اپنی اپنی تلواریں لاٹھیاں اور لٹھ لئے ہوئے آئے یہاں تک کہ جب وہ آپ ﷺ سے چالیس ہاتھ کے فاصلہ پر تھا تو ان کے آگے والے شخص نے نظر ڈالی ان دونوں کبوتروں کو دیکھ کر واپس ہو گیا، اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تجھے کیا ہوا کہ غار میں نہیں دیکھتا، اس نے کہا کہ غار کے منہ پر دو وحشی کبوتر ہیں میں سمجھا کہ اس میں کوئی نہیں ہے۔ [1]

ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے۔

○ رسول اللہ ﷺ ہجرت کے روز سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پہلے دوپہر کے وقت ہجرت کی اطلاع دینے کے لئے تشریف لے گئے اور پھر رات کو سفر ہجرت شروع کرنے کے لئے دوبارہ تشریف لے گئے۔

بعض کتابوں میں ہے کہ دو تین دن پہلے جا کر اطلاع دے دی تھی۔

○ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت رات کے وقت اپنے گھر سے شروع فرمائی حالانکہ رات کے وقت ہجرت فرمانا تو انتہائی خطرناک ہو سکتا تھا چونکہ اہل مکہ صحرا کی گرمی کی شدت کی وجہ سے رات کے وقت ہی سفر کرتے جب ریت ٹھنڈی ہو جاتی تھی اور رات میں ہی ان کا کاروبار ہوتا تھا، کاروباری اوقات میں جب خوب آمد و رفت ہو ہجرت کرنا مشکل کام تھا، ہجرت کے لئے تو وہ وقت مناسب ہو سکتا تھا جب اہل مکہ گرمی کی شدت سے گھبرا کر گھروں میں بند ہوں اور لوگوں کی آمد و رفت بھی کم سے کم ہو۔

○ رسول اللہ ﷺ کے گھر پر اس وقت تنہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ہی نہ تھے بلکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا، آپ کی دائی ام ایمن رضی اللہ عنہا، ام المومنین سودا رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کے متبنیٰ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ موجود تھے، جب اہل عرب زنانہ مکان میں داخل ہونا معیوب سمجھتے تھے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں کوئی خطرہ ہی نہ تھا پھر ان کو اپنے بستر پر سبز چادر اوڑھ کر سلانے میں کیا حکمت پوشیدہ تھی۔

○ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کے گھر کو گھیر لیا مگر آپ ﷺ ان کے سروں پر مٹی ڈال کر نکل گئے، اگر رسول اللہ ﷺ کو مٹی ہی ڈالنی تھی تو پھر آنکھوں میں ڈالنی چاہی تھی تا کہ وہ دیکھ ہی نہ سکیں، جیسے غزوہ بدر میں ایسا واقعہ ہوا خاص طور پر ہر ایک کے سر پر مٹی ڈالنے کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

○ جب غار ثور میں پہنچے تو مکڑی نے جالا تن دیا اور پرندوں نے انڈے دے دیئے۔

اس روایت کی اسناد:

مشہور یہی ہے کہ جب کفار غار ثور کے قریب پہنچ گئے تو اللہ نے حکم دیا وفقاً ببول کا درخت اگا اور اس کی ٹہنیوں نے پھیل کر رسول اللہ ﷺ کو چھپا لیا، ساتھ ہی دو کبوتر آئے اور گھونسلا بنا کر انڈے دیئے حرم کے کبوتر ان ہی کبوتروں کی نسل سے ہیں، اس روایت کو مواہب لدینہ میں تفصیل سے نقل کیا ہے اور زرقانی نے بزار وغیرہ سے اس کے ماخذ بتائے ہیں لیکن یہ تمام روایتیں غلط ہیں، اس روایت کا اصل راوی عون بن عمرو ہے جس کی نسبت امام فن رجال یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا قول ہے

لاشی، وقال البخاري: عون بن عمرو القيسي جليس لمعتمر. منكر الحديث. مجهول، أبو مصعب لا يعرف

یعنی یہ ہیچ ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث اور مجہول ہے، اس روایت کا ایک راوی ابو مصعب مکی ہے وہ مجہول الحال

---

[1] ابن سعد ۱۷۷/۱، دلائل النبوة للبيهقي ۴۸۱/۲، دلائل النبوة لابی نعیم ۳۲۵/۱

ہے، چنانچہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے میزان الاعتدال میں عون بن عمرو کے حال میں یہ تمام اقوال نقل کیے ہیں اور خود اس روایت کا بھی ذکر کیا ہے۔ [1]

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں مشہور ہے

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْغَارِ أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِشَجَرَةٍ فَنَبَتَتْ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَتَرَتْهُ، وَأَمَرَ اللهُ الْعَنْكَبُوتَ فَنَسَجَتْ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَتَرَتْهُ، وَأَمَرَ اللهُ حَمَامَتَيْنِ وَحْشِيَّتَيْنِ فَوَقَفَتَا بِفَمِ الْغَارِ

ہجرت کے وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور میں پناہ لی تو اللہ کے حکم سے فوراً غار کی منہ پر بنولے یا ببول کا درخت اگ آیا جس کی ڈالیاں پھیل کر غار پر چھا گئیں، کبوتروں کے ایک جوڑے نے وہاں آ کر انڈے دیئے اور مکڑی نے جالے تن دیئے تا کہ مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس کے اندر ہونے کا گمان نہ ہو۔

درخت کے اگنے، کبوتروں کے انڈے دینے اور مکڑی کے جالا تننے ان تینوں کا ذکر ابو مصعب مکی کی روایت میں ہے بقیہ روایتوں میں صرف کبوتروں کے انڈے دینے اور مکڑی کے جالا تننے کا بیان ہے بہر حال یہ واقعہ کتب سیر ابن سعد ۱۷۷/۱، دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۴۸۱، دلائل النبوۃ لابی نعیم ۱/۳۲۵ میں اور کتب حدیث میں سے ابن مردویہ اور بزاز میں ہے۔ ابن مردویہ ،بزاز اور بیہقی میں جو روایت ہے نیز ابن سعد اور ابو نعیم کی ایک روایت ابو مصعب مکی سے ہے جو متعدد صحابہ سے اس واقعہ کا سننا ظاہر کرتا ہے، ابو مصعب سے عون بن عمرو القیسی اس کی روایت کرتا ہے لیکن یہ دونوں پایہ اعتبار سے گرے ہوئے ہیں، ابو مصعب مکی مجہول ہے

قال ابن معين: لا شئ.

اور عون بن عمرو کی نسبت یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں

وقال البخاري: عون بن عمرو القيسي جليس لمعتمر. منكر الحديث. مجهول.

امام بخاری فرماتے ہیں وہ منکر الحدیث اور مجہول ہے۔ ابو نعیم میں عون بن عمرو کے بجائے عَوَيْنُ بْنُ عَمْرٍو الْقَيْسِيُّ لکھا ہے، یہ عوین بن عمرو بھی بے اعتبار ہے، عقیلی نے اس کا ضعفاء میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی روایتوں کی تصدیق نہیں ہوتی اور اس روایت کو نقل کر کے لکھا ہے کہ ابو مصعب مجہول ہے۔

سید سلیمان ندوی نے واقعہ ہجرت میں صرف ابو مصعب مکی کی روایت پر تنقید کی ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ ابو مصعب مکی کے علاوہ اور دوسرے سلسلوں سے بھی یہ مروی ہے، چنانچہ ابن سعد نے ایک اور طریقہ سے اس واقعہ کی روایت کی ہے مگر اس روایت کا سر سلسلہ واقدی ہے جس نے متعدد روایتوں کو یکجا کر کے ان کی ایک مشترک روایت ہجرت تیار کی ہے، اس واقعہ کی بہترین روایت وہ ہے جو عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فَرَأَوْا عَلَى بَابِهِ نَسْجَ الْعَنْكَبُوتِ، فَقَالُوا: لَوْ دَخَلَ هَاهُنَا، لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوتِ عَلَى بَابِهِ

[1] سیرت النبی ۱/۲۷۲

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وہ لوگ غار پر سے گزرے تو انہوں نے غار کے منہ پر مکڑی کا جالا دیکھا تو کہنے لگے اگر یہ لوگ اس میں داخل ہوتے تو غار کے منہ پر یہ مکڑی کا جالا نہ ہوتا۔ [1]

لیکن ان الفاظ سے اس واقعہ کا غیر معمولی ہونا ظاہر نہیں ہوتا البتہ اس روایت کی بناء پر اس کو تائیدات میں جگہ دی جا سکتی ہے تاہم یہ روایت بھی قائم نہیں اس کے راوی مقسم ہیں جو اپنے کو مولیٰ ابن عباس کہتے ہیں اور ان سے عثمان الجزری نام ایک شخص روایت کرتا ہے، مقسم کی اگرچہ متعدد محدثین نے توثیق کی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح میں ان سے جماعت کی روایت نقل کی ہے مگر انہوں نے خود کتاب الضعفاء میں ان کو ضعیف کہا ہے، ابن سعد نے بھی ان کو ضعیف کہا ہے، ساجی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ محدثین نے ان کی روایت میں کلام کیا ہے، ابن حزم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ وہ قوی نہیں، عثمان الجزری جو عثمان بن عمرو بن ساج الجزری ہے اور کہیں عثمان بن ساج کے نام سے مشہور ہے گو ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنے مشہور تساہل کی بناء پر اس کو ثقات میں داخل کیا ہے

وقال أبو حاتم :يكتب حديثه، ولا يحتج به

مگر محدث ابو حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کی حدیث لکھی جائے حجت میں پیش نہ کی جائے۔ [2]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے میزان الاعتدال میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لسان المیزان میں صرف ابو حاتم کا قول نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نسبت محدثین کا آخری فیصلہ یہی ہے۔ [3]

عثمان ابن ساج کے بارے میں ذہبی نے ابو حاتم کا یہ قول میزان الاعتدال ۳/۳۹ پر نقل کیا ہے لیکن صفحہ ۳/۳۴ پر لکھتے ہیں

عن خصيف لا يتابع

خصیف کہتے ہیں کہ اس کی روایت کی کوئی تصدیق نہیں کرتا۔

جہاں تک ابو مصعب مکی کی روایت کا تعلق ہے تو وہ اس روایت کو

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ وَالْمُغِيرَةِ بْنَ شُعْبَةَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ بن ارقم اور مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ سے نقل کرتا ہے۔

أبو مصعب لا يعرف

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں ابو مصعب مجہول ہے۔ [4]

جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ ابو مصعب مکی کون شخص ہے اس کا نام کیا ہے، یہ کب پیدا ہوا اور کب فوت ہوا؟ تو اس کا یہ دعویٰ کے اس نے ان تینوں صحابہ سے یہ روایت سنی ہے کیسے قبول کیا جا سکتا ہے؟ پھر ابو مصعب مکی کا یہ دعویٰ اس لحاظ سے بھی جھوٹ ہے کہ ان تینوں صحابہ میں سے کوئی صحابی ایسا نہیں جو اس واقعہ کے وقت موجود ہو مثلاً انس رضی اللہ عنہ بن مالک اس وقت دس سال کے بچہ تھے اور مدینہ میں مقیم

[1] مسند احمد ۳۲۵۱

[2] نثل النبال بمعجم الرجال ۲/۴۷۷

[3] سیرت النبی ۳/۷۶۲

[4] میزان الاعتدال ۳/۳۰۷

تھے، زید رضی اللہ عنہ بن ارقم چند سال کے بچے تھے اور مدینہ میں مقیم تھے اور مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ چھ ہجری میں اسلام لائے اس وقت کافر تھے اور طائف میں مقیم تھے، اور جو حضرات ہجرت کے وقت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھے یعنی سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ وہ اس قسم کا کوئی واقعہ بیان نہیں کرتے اور نہ سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ جو غار میں رات کو ساتھ سویا کرتے تھے ان سے بھی اس سلسلہ میں کوئی واقعہ مروی نہیں اسی طرح عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے اور وہ دو سال کے بچے تھے۔

پھر ان حضرات کے سن وفات میں بھی زبردست فرق ہے مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ نے کوفہ میں ۵۸ ہجری میں انتقال فرمایا جبکہ زید رضی اللہ عنہ بن ارقم کی وفات ۸۵ ہجری میں ہوئی اور انس رضی اللہ عنہ بن مالک کا انتقال بصرہ میں ۹۳ ہجری میں ہوا اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات طائف میں ۶۵ ہجری میں ہوئی، یہ کوئی ضروری نہیں کہ جس نے انس رضی اللہ عنہ بن مالک کو دیکھا ہو اس نے بقیہ صحابہ کو بھی دیکھا ہو، مثلاً امام زہری رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ بن مالک کو دیکھا ہے لیکن ان حضرات نے بقیہ صحابہ میں سے کسی کو نہیں دیکھا کیونکہ ۸۰ ہجری تک پیدا ہونے والے اشخاص کے لئے انس رضی اللہ عنہ بن مالک کو دیکھنا ممکن تھا لیکن مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کو تو وہی شخص دیکھ سکتا ہے جس کی پیدائش ۴۰ ہجری کے قریب ہوئی ہو اور ان تمام امور کے جوابات اس پر موقوف ہیں کہ یہ ابو مصعب مکی کون ہے، کب پیدا ہوا، کہاں کا باشندہ ہے اور اس نے کہاں کی سکونت اختیار کی تھی اور کس کس جگہ کا سفر کس کس سن میں کیا اور کس کس سے استفادہ کیا لیکن ان میں سے کسی ایک بات کا بھی کسی کو علم نہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کوئی فرضی کردار ہے جو اس کہانی کے پلاٹ کے لئے تیار کیا گیا ہے اس لئے اس کا وجود کہیں نظر نہیں آتا۔

وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ:جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ حَتَّى اسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَوْرَتِهِ يَبُولُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَيْسَ الرَّجُلُ يَرَانَا؟قَالَ: لَوْ رَآنَا لَمْ يَسْتَقْبِلْنَا بِعَوْرَتِهِ . يَعْنِي وَهُوَ بِالْغَارِ

سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کھوج لگانے والے مشرکین میں سے ایک شخص عین رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے پیشاب کرنے لگا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیا یہ ہمیں دیکھ نہیں رہا؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اگر یہ ہمیں دیکھتا تو کبھی ہماری طرف برہنہ ہو کر پیشاب نہ کرتا۔ [1]

وَفِيهِ مُوسَى بْنُ مُطَيْرٍ، وَهُوَمَتْرُوكٌ.

اس روایت کی سند میں موسیٰ بن مطیر ہے جو متروک ہے۔

ہجرت کا صحیح واقعہ:

ہجرت مدینہ کے قریب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مسلمانوں سے فرمایا مجھے ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے، یہ ایک ایسی سر زمین ہے جس میں کھجوریں ہیں اس کے دو طرف دو پتھریلے میدان ہیں، نتیجہ بہت سے مسلمان مدینہ طیبہ ہجرت کر کے چلے گئے اور جنہوں نے حبشہ ہجرت کی تھی ان میں سے بہت سے افراد مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اسْتَأْذَنَهُ أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ لَهُ: انْظُرْنِي، فَإِنِّي لا أَدْرِي، لَعَلِّي يُؤْذَنُ لِي بِالْخُرُوجِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَتَطْمَعُ أَنْ يُؤْذَنَ لَكَ؟قَالَ: نَعَمْ

سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ جانے کے لیے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اجازت مانگی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے ارشاد فرمایا تم میرا انتظار کرو ممکن

[1] مسند أبي يعلى ۴۶، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۹۹۰۶

ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے، سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ قربان کیا آپ کو بھی عنقریب اجازت ملنے کی امید ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ (۱)

پس سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی خاطر رک گئے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اسْمُهُ {وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ میں تھے تو آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی '' اور دعا کرو کہ پروردگار! مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال، اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔''

عَنْ قَتَادَةَ، فِي قَوْلِهِ: {وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا} ، (۲) وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ عَلِمَ أَنْ لَا طَاقَةَ لَهُ بِهَذَا الْأَمْرِ إِلَّا بِسُلْطَانٍ، فَسَأَلَ سُلْطَانًا نَصِيرًا

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ '' اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ سے مدینہ کی طرف اچھی جگہ نکال دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا کہ یہ کام بغیر اللہ تعالیٰ کی نصرت و قوت کے نہیں ہو سکتا تھا اسی لئے آپ نے سلطان نصیر کے لئے دعا مانگی۔

سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس دو اونٹنیاں تھیں جنہیں وہ چار ماہ تک بیری کے پتے کھلاتے رہے،

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: وَكَانَ لَا يُخْطِئُهُ يَوْمًا أَنْ يَأْتِيَ بَيْتَ أَبِي بَكْرٍ أَوَّلَ النَّهَارِ وَآخِرَهُ ، فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا، فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَافَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِدَاءٌ لَهُ أَبِي وَأُمِّي، وَاللَّهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ،قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ:أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ، بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر ہر روز بلا ناغہ ایک بار صبح کو یا شام کو تشریف لاتے تھے، ایک دن ہم سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے، بھری دوپہر تھی کہ کسی نے سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر رومال ڈالے تشریف لا رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ہمارے یہاں اس وقت آنے کا نہیں تھا، سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا ہوں ایسے وقت میں آپ کسی خاص وجہ سے ہی تشریف لائے ہوں گے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی تو آپ اندر داخل ہوئے، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سید نا

---

(۱) تاریخ طبری ۲٫۳۷۵

(۲) الإسراء: ۸۰

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہاں جو لوگ موجود ہیں انہیں کچھ دیر کے لئے یہاں سے ہٹا دو تا کہ میں کچھ کہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہاں اس وقت تو سب گھر کے ہی آدمی ہیں،

قَالَ:فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الخُرُوجِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: الصَّحَابَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَعَمْ،قالَت: فو الله مَا شَعُرْتُ قَطُّ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ أَنَّ أَحَدًا يَبْكِي مِنْ الْفَرَحِ، حَتَّى رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ يَبْكِي يَوْمَئِذٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہاں سے ہجرت کا حکم مل گیا ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے باپ آپ پر فدا ہوں! کیا مجھے رفاقت سفر کا شرف حاصل ہو سکے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے خوشی کے مارے ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور اس دن مجھے معلوم ہوا کہ خوشی میں بھی رونا آتا ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسی دن کے لئے دو اونٹنیاں تیار کر رکھی ہیں، اور یہ دونوں اونٹنیاں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنی وائل کے ایک شخص عبداللہ بن ارقط کے پاس چرنے کے لئے چھوڑ رکھی تھیں،

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ ،قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بِالثَّمَنِ،قَالَ: فَهِيَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي،قَالَ: لَا، وَلَكِنْ مَا الثَّمَنُ الَّذِي ابْتَعْتَهَا بِهِ؟قَالَ:كَذَا وَكَذَا، وَكَانَ أَبُو بكر اشتراهما بثمانِ مائَةدِرْهَم من نَعَمِ بني قُشَير. فَأَعْطى النبيّ [صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِحْدَاهما بالثَّمنِ، وَهِي الْقَصْواء، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الجِهَازِ، وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ان دونوں اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی آپ لے لیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیمت سے لوں گا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ ہی کا اونٹ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہیں تم اس کی قیمت بتاؤ کہ کتنے میں تم نے اس کو خریدا ہے؟ انہوں نے قیمت عرض کی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سواریوں کو بنی قشیر کے مویشی میں سے آٹھ سو درہم میں خریدا تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹنی چار سو درہم میں خرید لی جس کا نام قصویٰ تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جلدی جلدی ان کے لئے تیاریاں شروع کر دیں اور کچھ توشہ ایک تھیلے میں رکھ دیا۔ [1]

اس اونٹنی کے دوسرے نام الْجَدْعَاءُ اور الْعَضْبَاءَ بتائے جاتے ہیں، اس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا تھا اور یہ نہایت تیز رفتار تھی اور دوڑ میں ہمیشہ آگے ہی رہتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الودع تک اس پر سفر فرماتے رہے، حجۃ الوداع کا خطبہ بھی اسی پر بیٹھ کر دیا تھا اور جب آخری وحی نازل ہوئی اس وقت بھی اسی پر سوار تھے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الجِهَازِ، وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ ،فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ:وَاللَّهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبطُ بِهِ إِلَّا نِطَاقِي، قَالَ: فَشُقِّيهِ بِاثْنَيْنِ، فَارْبِطِيهِ: بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ، وَبِالْآخَرِ السُّفْرَةَ، فَفَعَلْتُ، فَلِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر ہم نے جلدی جلدی ان کے لئے تیاریاں شروع کر دیں اور سفر میں کھانے کے لئے کچھ کھانا

---

[1] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ۳۹۰۵، ابن ہشام ۹۲؍۲،ابن سعد ۱۲۹؍۳،الروض الانف ۱۲۸؍۴،عیون الآثر ۲۰۹؍۱،تاریخ طبری ۳۷۷؍۲

پکا کر چمڑے کے ایک تھیلے میں رکھ دیا، اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ کی قسم! میرے پاس تھیلا باندھنے کے لئے سوائے میرے ازاربند کے اور کچھ نہیں ہے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے دو ٹکڑے کر لو اور ایک ٹکڑے سے مشکیزہ اور تھیلے کا منہ باندھ دو، اسماء رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا ایک ٹکڑے سے مشکیزہ اور تھیلے کا منہ بند کر دیا اور دوسرے ٹکڑے سے اپنے ازاربند کو باندھ لیا، اسی وجہ سے ان کا لقب دو کمر بند والی ہو گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی اپنی سواریوں پر روانہ ہو گئے۔ (۱)

ایک روایت میں ہے اس وقت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر چودہ سال کی تھی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات تھے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَنِي وَلَمْ أَكُ شَيْئًا، اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى هَوْلِ الدُّنْيَا، وَبَوَائِقِ الدَّهْرِ، وَمَصَائِبِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ.اللَّهُمَّ اصْحَبْنِي فِي سَفَرِي.وَاخْلُفْنِي فِي أَهْلِي، وَبَارِكْ لِي فِيمَا رَزَقْتَنِي وَلَكَ فذلِّلني.وَعَلَى صَالِحِ خُلُقِي فَقَوِّمنِي، وَإِلَيْكَ رَبِّ فَحَبِّبْنِي، وَإِلَى النَّاسِ فَلَا تَكِلْنِي، رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ وَأَنْتَ رَبِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ الذي أشرقت له السموات وَالْأَرْضُ، وَكُشِفَتْ بِهِ الظُّلُمَاتُ، وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، أَنْ تُحِلَّ عليَّ غَضَبَكَ، وَتُنْزِلَ بِي سَخَطَكَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ.لَكَ العقبى عِنْدِي خَيْرَ مَا اسْتَطَعْتُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

اے اللہ! تو نے مجھے پیدا کیا ہے، تیرے سوا میرے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں ہے، میں ہول دنیا، زمانے کی حادثات اور دن رات کی تکالیف سے نجات حاصل کرنے کے لئے تیرے حکم سے تیری راہ میں ہجرت کر رہا ہوں تو اس سفر میں میرے ساتھ رہنا، مجھے میرے اہل وعیال میں پہنچا دے، میرے رزق میں برکت دے، مجھے تجھ پر بھروسہ ہے، مجھے اسی نیکی پر قائم رکھ جس پر تو نے مجھے پیدا کیا ہے، میں صرف تجھ ہی کو چاہتا ہوں تو بھی مجھے محبوب رکھ، تو اپنے بندوں کو تکلیف نہیں دیتا، تو مظلوموں کا رب ہے میرا رب بھی تو ہی ہے، میں تیرے نور عظیم وکریم کی پناہ چاہتا ہوں جس سے زمین وآسمان روشن ہیں اور جس سے اندھیروں کا پردہ چاک ہوا ہے، میرے لئے جملہ امور اول وآخر کو درست فرما دے تاکہ تیرے کرم سے میری تکالیف دور ہو جائیں، میں زوال نعمت سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں تیرے غضب سے ڈرتا ہوں اور حوادث عالم سے تیری پناہ چاہتا ہوں تاکہ میں انہیں برداشت کر سکوں، مجھ سے جو کچھ ہو سکا وہ بھی تیرے ہی کرم سے ہو سکا، جو زور وقوت کسی کو حاصل ہے وہ تیرے ہی کرم سے ہے۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکلنے کا بڑا رنج تھا جب آپ مجبور ہو کر شہر سے باہر نکلے تو اپنا چہرہ مبارک مکہ مکرمہ کی طرف کر کے فرمایا اے مکہ!

وَاللَّهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللهِ إِلَى اللهِ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ

(۱) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ ۳۹۰۵،۳۹۰۷، وکتاب الجهاد بَابُ حَمْلِ الزَّادِ فِي الغَزْوِ ۲۹۷۹، مسند احمد ۲۵۶۲۶

(۲) البداية والنهاية ۳/۲۱۹

اللہ کی قسم! تو اللہ کی ساری زمین سے بہتر ہے اور اللہ کی ساری زمین سے سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر مشرکوں نے مجھے نہ نکالا ہوتا تو میں تجھے چھوڑ کر کبھی نہ نکلتا۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَّةَ: مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ، وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلاَ أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تو کیا اچھا شہر ہے اور مجھ کو سب سے زیادہ پیارا ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کہیں نہ رہتا۔ (۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رنج کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پچھلی قوموں کا حوالہ دے کر تسلی فرمائی

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی! کتنی ہی بستیاں ایسی گزر چکی ہیں جو تمہاری اس بستی سے، بہت زیادہ زور آور تھیں جس نے تمہیں نکال دیا ہے، انہیں ہم نے اس طرح ہلاک کر دیا کہ کوئی ان کا بچانے والا نہ تھا۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اہل مکہ آپ کو اور آپ کے جانثاروں کو اس مقدس شہر سے نکال کر اپنی کوئی بڑی کامیابی سمجھ رہے ہیں حالانکہ درحقیقت انہوں نے اپنی شامت کو آواز دی ہے، کتنی ہی بستیاں اسی گزر چکی ہیں جو اس بستی سے زیادہ زور آور تھیں جس نے آپ کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا ہے، مگر جب ہماری دی ہوئی ڈھیل کا وقت ختم ہوا تو اپنا عذاب نازل کر کے انہیں عبرت کا نشان بنا دیا، اسی طرح بہت جلد انہیں بھی حقیقت معلوم ہو جائے گی مگر اس وقت انہیں کوئی بچانے والا بھی نہ ہو گا۔

اور مکہ معظّمہ سے ساڑھے چار کلومیٹر جنوب میں غار ثور میں جا کر چھپ گئے

فَكَمَنَا فِيهِ ثَلاَثَ لَيَالٍ، يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَهُوَ غُلاَمٌ شَابٌّ، ثَقِفٌ لَقِنٌ، فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ، فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ، فَلاَ يَسْمَعُ أَمْرًا، يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ، حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلاَمُ،وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ، فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ العِشَاءِ، فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ، وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفِهِمَا، حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ، يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلاَثِ

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تین رات اسی غار میں رہے، عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی بکر بھی رات غار ہی میں گزارتے تھے اور وہ اس زمانہ میں ایک سمجھ دار اور ذہین نوجوان تھے، صبح کے وقت وہاں سے چلے جاتے تھے اور مکہ مکرمہ میں قریش کے ساتھ اس طرح صبح کرتے تھے گویا رات کو بھی

---

(۱) مسند احمد۱۸۷۱۵،سنن الدارمی ۲۵۵۲،السنن الکبری للنسائی ۴۲۳۸،صحیح ابن حبان ۳۷۰۸،المستدرک حاکم ۴۲۷۰،جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي فَضْلِ مَكَّةَ۳۹۲۵،سنن ابن ماجه کتاب المناسک بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ ۳۱۰۹،البداية والنهاية۲۵۱؍۳

(۲) جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي فَضْلِ مَكَّةَ۳۹۲۶

(۳) محمد۱۳

وہیں رہے ہوں، پس جو بات ان دونوں کے خلاف وہ مکہ میں سنتے اس کو محفوظ کر لیتے تھے یہاں تک کہ اندھیرا ہو جانے کے بعد غار میں آ کر وہ پوری کاروائی ان دونوں کو پہنچایا کرتے تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ غار کے قریب بکریاں چرایا کرتے تھے جب کچھ رات گزر جاتی تو وہ ان بکریوں کو ان دونوں کے پاس لے جاتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رات کو ان ہی بکریوں کا دودھ پی لیا کرتے تھے، صبح کو اندھیرے ہی میں عامر رضی اللہ عنہ بکریوں کو ہانک کر لے جایا کرتے تھے تینوں راتوں میں انہوں نے ایسا ہی کیا، ان کی اس بات سے کوئی دوسرا اچرواہا واقف نہ تھا

وَاستَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ، هَادِيًا خِرِّيتًا، وَالخِرِّيتُ المَاهِرُ بِالهِدَايَةِ، قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي آلِ العَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ، وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا، وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ ،بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ، وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ، وَالدَّلِيلُ، فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاحِلِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی وایل میں سے ایک شخص کو اپنی اجرت پر ملازم رکھ لیا تھا، جس کا نام عبد اللہ بن اریقط لیثی تھا، یہ شخص عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور ابھی تک کفار قریش کے دین پر تھا اور کٹھن اور ناواقف راستوں کو خوب جانتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا امین بنا لیا اور اجرت طے کر کے (غار ثور پہنچ کر) دونوں اونٹنیاں اس کے حوالہ کر دیں اور اس سے تین رات بعد بوقت صبح اونٹنیاں لانے کا وعدہ لے لیا، تیسرے روز وہ اونٹنیاں لے کر حاضر ہو گیا اور یہ دونوں حضرات اور ان کے ساتھ عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ اور رہبر چلے اور ساحل کا رخ اختیار کیا۔ [۱]

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَرَجَ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ إِلَى ثَوْرٍ، فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يَكُونُ أَمَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً، وَخَلْفَهُ مَرَّةً، فَسَأَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: إِذَا كُنْتُ خَلْفَكَ خَشِيتُ أَنْ تُؤْتَى مِنْ أَمَامِكَ، وَإِذَا كُنْتُ أَمَامَكَ خَشِيتُ أَنْ تُؤْتَى مِنْ خَلْفِكَ.فَسَأَلَهُ النَّبِيّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: إِذَا كُنْتُ خَلْفَكَ خَشِيتُ أَنْ تُؤْتَى مِنْ أَمَامِكَ، وَإِذَا كُنْتُ أَمَامَكَ خَشِيتُ أَنْ تُؤْتَى مِنْ خَلْفِكَ

ابن ابو ملیکہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ غار ثور کی طرف چلے تو راستہ میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف، کبھی آگے اور کبھی پیچھے چلتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کا سبب دریافت فرمایا تو عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر خطرے کے پیش نظر کہ کہیں آگے دشمن نہ ہو میں آپ کے آگے ہو جاتا ہوں اور یہ سمجھ کر کہ پیچھے سے دشمن نہ آ جائے میں آپ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں اور ایسے ہی کبھی آپ کے دائیں اور کبھی بائیں ہو جاتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! اگر کوئی (تکلیف) آئے تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میری بجائے تم اس سے دوچار ہو؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بے شک! قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ [۲]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ ۳۹۰۵

[۲] البداية والنهاية ۳/۱۷۶

حَتَّى إِذَا انْتَهَى إِلَى الْغَارِ مِنْ ثَوْرٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أُدْخِلَ يَدِي فَأُحِسَّهُ وَأَقُصَّهُ فَإِنْ كَانَتْ فِيهِ دَابَّةٌ أَصَابَتْنِي قَبْلَكَ. قَالَ نَافِعٌ: فَبَلَغَنِي أَنَّهُ كَانَ فِي الْغَارِ جُحْرٌ فَأَلْقَمَ أَبُو بَكْرٍ رِجْلَهُ ذَلِكَ الْجُحْرَ تَخَوُّفًا أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ دَابَّةٌ أَوْ شَيْءٌ يُؤْذِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ غار ثور کے دہانے پر پہنچے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے قبل کہ آپ ﷺ اس میں داخل ہوتے پہلے اپنا پاؤں ٹخنے تک اس کے اندر ڈال کر دیکھا کہ اس کے اندر کوئی درندہ یا کوئی موذی جانور نہ ہو، پھر اس غار میں خود داخل ہوئے اور وہاں دونوں طرف اس طرح صفائی کی کہ ایک تنکا کسی طرف نہ چھوڑا، پھر اس کے بعد عرض کیا کہ آپ اندر تشریف لے آئیں، جب آپ ﷺ بھی غار کے اندر تشریف لے گئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک دیوار میں سوراخ دیکھا تو اس پر اپنا پاؤں رکھ دیا تا کہ وہاں سے کوئی کیڑا کاٹا یعنی سانپ، بچھو وغیرہ نکل کر آپ کو تکلیف نہ پہنچائے۔

اسی مستند روایت میں ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسی سوراخ سے بچھو نے ڈنک مارا تھا لیکن وہ صبر کیے رہے تا کہ آپ ﷺ کے آرام میں خلل واقع نہ ہو۔ [۱]

غار والے دن خیر وعافیت سے گزر ے البتہ

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ، فَأَصَابَ يَدَهُ حَجَرٌ فَقَالَ: إِنْ أَنْتِ إِلَّا أُصْبع دميت * وَفِي سَبِيل الله مَا لقِيت

جندب بن عبد اللہ سے مروی ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ایک پتھر آپ ﷺ کے دست مبارک پر آ لگا جس سے انگلی زخمی ہو گئی، آپ ﷺ نے فرمایا اے انگلی! کوئی بڑی تکلیف نہیں آئی صرف تو زخمی ہوئی ہے اور پھر یہ تکلیف تو تجھے اللہ کے راستے میں پہنچی ہے۔ [۲]

مخالفین اسلام اس ہجرت کو فرار کا نام دیتے ہیں حالانکہ اگر یہ انسانیت سوز مظالم سے فرار ہی تھا تو اس کے لئے مدینہ منورہ کے بجائے حبشہ بہترین مقام تھا جہاں مسلمان پہلے ہجرت کر چکے تھے اور وہاں کے حکمران نجاشی نے اراکین دربار کی مخالفت کے باوجود مسلمانوں کی پشت پناہی کی تھی، اگر باقی ماندہ مسلمان بھی وہاں ہجرت کر جاتے تو آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی عقائد کے مطابق رسوم عبادت بجالا سکتے تھے اور کہہ سکتے تھے کہ اب ہم پر اس سے زیادہ کی ذمہ داری نہیں ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ فرار وہ جماعت کرتی ہے جس کے سامنے کوئی عظیم مقصد نہ ہو یا جس میں کوئی عملی قدم اٹھانے کی ہمت وطاقت نہیں ہوتی جس کا نتیجہ رہبانیت یا خودکشی ہوتی ہے، جبکہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا مقصد ہی فلاح دنیا اور نجات آخرت بتلایا گیا ہے، اگر یہ فرار ہوتا تو اس کے نتائج وہ نہ ہوتے جو پندرہ سولہ سال میں جزیرہ العرب کے مسلمان ہونے کی صورت میں ظاہر ہوئے اور آج بھی تاریخ کے اوراق اور مسلمانوں کی زندگی یہ شہادت دے رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت ایک بلند مقصد کے لئے تھی، اگر آپ ﷺ ہجرت نہ فرماتے یا مقام ہجرت کوئی دوسرا اختیار فرماتے تو اس قدر جلد چار لاکھ مربع میل کا رقبہ اسلام کا حلقہ بگوش نہ ہوتا بلکہ ہجرت ایک سوچا سمجھا انقلابی قدم تھا جس کے نتائج جلد ہی نظر آنے لگے، یہ دراصل اسلامی تمدن کی بنیاد تھا، رسول اللہ ﷺ کے

[۱] البداية والنهاية ۳٫۲۲۰

[۲] السيرة النبوة لابن كثير ۲٫۲۳۸

ہمراہ ہجرت کرنے والے مہاجرین محض اپنے لئے سکون وآرام تلاش کرنے والے لوگ نہ تھے اور نہ تبدیلی وطن کا اقدام حصول معاش یا کسی مادی مفاد کے لئے تھا بلکہ انہوں نے ایک عظیم مقصد کے حصول کے لئے اپنے محبوب وطن جو جس میں بیت اللہ واقع تھا خیر باد کہا اور ہجرت کے بعد وہ لوگ بیت اللہ کو فراموش کر کے اپنے لئے ٹھکانہ حاصل کرنے اور اقتصادی عروج کے لئے راہیں تلاش کرنے میں گم نہیں ہو گئے تھے بلکہ انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ اللہ کا پیغام دنیا میں پہنچانے کے لئے ایک سادہ سا مرکز قائم کیا جس کی پاکیزہ شعاعیں دنیا میں پھیل گئیں۔

قریش کا غار تک پہنچنا :

قریش کو جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا علم ہوا انہوں نے آپ کی تلاش میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ شکار کہیں ہاتھوں سے نکل نہ جائے اور ہر طرف سے تلاش کرتے کرتے آخر غار ثور کے منہ تک پہنچ گئے،

أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الغَارِ فَرَأَيْتُ آثَارَ المُشْرِكِينَ ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَآنَا،قَالَ: مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں غار ثور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، میں نے اپنے سر کے اوپر تلاش کرنے والوں کے قدموں کو دیکھ کر کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ان میں سے کسی نے ذرا بھی قدم اٹھائے تو وہ ہمیں غار کے اندر دیکھ لے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! ''آپ کا ان دو آدمیوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔''یعنی آپ غم وفکر نہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔[1]

ایک اور روایت میں اس طرح ہے

فَعِنْدَمَا رَأَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْقَافَةَ اشْتَدّ حُزْنُهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إنْ قُتِلْت فَإِنّمَا، أَنَا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَإِنْ قُتِلْت أَنْت هَلَكَتْ الْأُمّةُ فَعِنْدَهَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَحْزَنْ إنّ اللهَ مَعَنَا

جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تلاش کرنے والوں کو دیکھا تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سخت غم وفکر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں قتل ہوا تو میری موت ایک آدمی کی موت ہے لیکن اگر اللہ نہ کرے آپ قتل ہو گئے تو ایک پوری قوم ہلاک ہو جائے گی، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! گھبراؤ نہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔[2]

عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، قَالَ:وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُصَلِّي وَأَبُو بَكْرٍ يَرْتَقِبُ

حسن بصری کی روایت میں ہے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہرہ دے رہے تھے۔[3]

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کو اپنی کتاب میں نازل فرمایا

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ

---

[1] صحیح بخاری تفسیرالقرآن سورة التوبةباب قَوْلِهِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ: لاَ تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۴۶۶۳

[2] الروض الانف ۱۳۵/۴، المواهب اللدينه ۷۴/۱

[3] السيرة النبوة لابن كثير ۲۴۰/۲

اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ [۱]

ترجمہ: تم نے اگر نبی کی مدد نہ کی تو کچھ پروا نہیں، اللہ اس کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا جب وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی (سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے، اس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف سے سکونِ قلب نازل کیا اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور کافروں کا بول نیچا کر دیا اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے، اللہ زبردست اور دانا و بینا ہے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مطمئن ہو گئے، جب قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بری طرح ناکام ہو گئے تو انہوں نے ان دونوں کو پکڑ لانے یا قتل کرنے والے کے لئے بطور انعام سو سو اونٹ دینے کا اعلان کر دیا، اتنے بڑے لالچ میں لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کی انتہائی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ کی تدبیر سب پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا :وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وعدہ کے مطابق عبد اللہ بن یقط تیسری رات کے آخری حصہ میں دونوں اونٹنیاں لے کر غار ثور پر حاضر ہو گیا۔ [۲]

موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں لکھا ہے

وَأَنَّ خُرُوجَهُ هو وأبو بكر إلى الغار وكان لَيْلًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں نے غار ثور میں ایک رات قیام کیا۔ [۳]

مدینہ کا راستہ:

قدیم زمانہ میں مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان چار مختلف راستوں سے سفر کیا جاتا تھا جو قافلہ جس راستہ کو چاہتا اختیار کرتا، ایک راستہ طریق السُّلْطَانِيِّ تھا یہ سفر کے لئے نہایت موزوں تھا اور جا بجا پانی بھی دستیاب تھا۔ ایک راستہ طریق الفرعی تھا جو نقرالغار کے بعد رابغ سے جا ملتا تھا، ایک راستہ طریق الْغَابِرُ تھا اگرچہ یہ دشوار گزار تھا اور جبل غایر سے شمال کی جانب مدینہ منورہ کا راستہ نسبتاً قریب تھا، ایک راستہ طریق الْمَشْرِقِيِّ تھا مگر رہبر نے مدینہ منورہ کے ان عام راستوں کو چھوڑ کر سمندر کا ساحلی راستہ اختیار کیا، ایک روایت میں ہے

فَأَجَازَ بِهِمَا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ، ثُمَّ مَضَى بِهِمَا حَتَّى حَاذَى بِهِمَا السَّاحِلَ، أَسْفَلَ مِنْ عُسْفَانَ، ثُمَّ اسْتَجَازَ بِهِمَا حَتَّى عَارَضَ الطَّرِيقَ بَعْدَ مَا جَاوَزَ قَدِيدًا، ثُمَّ سَلَكَ الْخَرَّارَ، ثُمَّ أَجَازَ عَلَى ثَنِيَّةِ الْمُرَّةِ،ثُمَّ أَخَذَ عَلَى طَرِيقٍ يُقَالُ لَهَا

[۱] التوبة ۴۰

[۲] صحيح بخارى كتاب الاجارة بَابُ اسْتِئْجَارِ الْمُشْرِكِينَ عِنْدَ الضَّرُورَةِ، أَوْ: إِذَا لَمْ يُوجَدْ أَهْلُ الإِسْلاَمِ ۲۲۶۳، ۳۹۰۵،السنن الكبرى للبيهقى ۱۱۶۴۳،شرح السنة للبغوى ۳۷۶۳،عيون الآثر ۲۱۳؍۱،البداية والنهاية ۲۲۶؍۳

[۳] البداية والنهاية ۲۲۴؍۳

الْمُدْلَجَةِ بَيْنَ طَرِيقِ عمق وَطَرِيقِ الرَّوْحَاءِ،حَتَّى تَوَافَوْا طَرِيق الْعرجِ، وَسَلَكَ مَاءً يُقَالُ لَهُ الْغَابِرُ عَنْ يَمِينِ رَكُوبَةَ، حَتَّى يَطْلُعَ عَلَى بَطْنِ رِئْمٍ، ثُمَّ جاءَ حَتَّى قَدِمَ الْمَدِينَةِ عَلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قِبَلَ الْقَائِلَةِ

وہ مکہ مکرمہ کے زیرین سے ان کو نکال کر لے گیا پھر وہ ان کو عسفان کے اسفل میں ساحل سمندر کے مقابل لے آیا یہاں سے بڑھ کر قدید گزر جانے کے بعد اب وہ پھر ان صاحبوں کو عام راستے کے قریب لے آیا، پھر خرار ہوتا ہوا مرہ کے درے پر سے گزرا، یہاں سے اس نے عمق اور روحاء کے راستوں کے درمیان والہ مدلجہ والا راستہ اختیار کیا، اس کے بعد اس نے عرج کا راستہ پکڑا اور کوبہ کے داہنے جانب غابر نام چشمہ پر سے گزر کر بطن رئم کے سامنے سے ہوتا ہوا دوپہر سے قبل مدینہ میں بنو عمرو بن عوف کے مکانات کو آ گیا۔ (۱)

أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الغَدِ، حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ وَخَلاَ الطَّرِيقُ لاَ يَمُرُّ فِيهِ أَحَدٌ، فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيلَةٌ لَهَا ظِلٌّ، لَمْ تَأْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ، وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِي يَنَامُ عَلَيْهِ، وَبَسَطْتُ فِيهِ فَرْوَةً، وَقُلْتُ: نَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ، فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ

براء رضی اللہ عنہ بن عازب کے واسطے سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ہم مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے تو ساری رات اور دن چلتے رہے، لیکن جب دوپہر کا وقت ہوا اور راستہ بالکل سنسان پڑ گیا کہ کوئی بھی آدمی گزرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا تھا تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی اس کے سائے میں دھوپ نہیں تھی ہم وہاں اتر گئے اور میں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ٹھیک کر دی اور ایک چادر وہاں بچھا دی، اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ یہاں آرام فرمائیں میں نگرانی کروں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں چاروں طرف حالات دیکھنے کے لئے نکلا،

الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ: جَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ، يُرِيدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا،فَقُلْتُ لَهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلاَمُ، فَقَالَ: لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ، أَوْ مَكَّةَ، قُلْتُ: أَفِي غَنَمِكَ لَبَنٌ؟قَالَ: نَعَمْ،قُلْتُ: أَفَتَحْلُبُ،قَالَ: نَعَمْ،فَأَخَذَ شَاةً، فَقُلْتُ: انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعَرِ وَالقَذَى، فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَمَعِي إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِي مِنْهَا، يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ

اتفاق سے مجھے ایک چرواہا ملا وہ بھی اپنی بکریوں کے ریوڑ کو اسی چٹان کے سائے میں لانا چاہتا تھا جس کے نیچے ہم نے پڑاؤ ڈالا تھا، میں نے اس سے پوچھا تم کس کے غلام ہو؟ اس نے بتایا کہ مدینہ یا (راوی نے کہا کہ) مکہ کے فلاں شخص کا، میں نے اس سے پوچھا کیا تیری بکریوں سے دودھ مل سکتا ہے؟ اس نے کہا ہاں، میں نے کہا کیا ہمارے لئے تو دودھ نکال سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں، چنانچہ وہ ایک بکری پکڑ کر لایا میں نے اس سے کہا کہ پہلے تھن کو مٹی، بال اور دوسری گندگیوں سے صاف کر لے، اس نے لکڑی کے ایک پیالے میں دودھ نکالا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پانی پیا کرتے تھے اور وضو بھی کر لیتے،

فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ، فَوَافَقْتُهُ حِينَ اسْتَيْقَظَ، فَصَبَبْتُ مِنَ المَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ،فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ، ثُمَّ قَالَ:أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ،قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَارْتَحَلْنَا بَعْدَمَا مَالَتِ الشَّمْسُ، وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ؟

(۱) تاریخ طبری ۲/۳۷۷

پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا (آپ ﷺ سو رہے تھے) میں آپ ﷺ کو جگانا پسند نہیں کرتا تھا لیکن بعد میں جب میں آیا تو آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے، میں نے پہلے دودھ کے برتن پر پانی بہایا جب اس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! دودھ نوش فرمائیں، آپ ﷺ نے سیر ہو کر پیا جس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا، میں نے عرض کیا کہ آ گیا ہے، جب سورج ڈھل گیا تو ہم نے کوچ کیا بعد میں سراقہ رضی اللہ عنہ بن مالک مدلجی ہمارا پیچھا کرتا ہوا یہیں پہنچا۔ [1]

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ. وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَخْتَلِفُ إِلَى الشَّامِ فَكَانَ يُعْرَفُ. وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يُعْرَفُ، فَكَانُوا يَقُولُونَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَنْ هَذَا الْغُلَامُ بَيْنَ يَدَيْكَ؟فَقَالَ: هَذَا يَهْدِينِي السَّبِيلَ

اس جگہ سے پھر سفر شروع ہوا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سفر ہجرت میں رسول اللہ ﷺ سواری پر آگے تشریف فرما تھے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دیکھنے سے بوڑھے لگتے تھے اور لوگ بھی انہیں پہچانتے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ جوان لگتے تھے اور انہیں کوئی پہچانتا نہ تھا، قریش نے جو لوگ آپ ﷺ کی تلاش کے لئے روانہ کیے تھے وہ جب ان کے قریب ہوتے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھتے کہ یہ تمہارے آگے کون بیٹھا ہوا ہے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑا اخوبصورت جواب دیتے یہ شخص مجھے (رشد و ہدایت کا) راستہ بتاتا ہے اور وہ لوگ راہ سفر سمجھ کر واپس لوٹ جاتے۔ [2]

سراقہ بن جعشم کا تعاقب:

امام زہری رحمہ اللہ دوسرے حضرات سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں مجھے عبد الرحمان بن مالک بن المدلجی نے جو سراقہ رضی اللہ عنہ بن مالک کے بھتیجے تھے بتایا ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے اپنے بھائی سراقہ رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں

جَاءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا، مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ، أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ، فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ، أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ،قَالَ سُرَاقَةُ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ، وَلَكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلاَنًا وَفُلاَنًا، انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا، ثُمَّ لَبِثْتُ فِي المَجْلِسِ سَاعَةً، ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي، وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ

ہمارے پاس قریش کے قاصد آئے اور پیش کش کی کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دے گا یا انہیں زندہ گرفتار

---

[1] صحيح بخارى كِتَابُ المَنَاقِبِ بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ٣٦١٥، صحيح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابٌ فِي حَدِيثِ الْهِجْرَةِ وَيُقَالُ لَهُ حَدِيثُ الرَّحْلِ بِالْحَاءِ٧٥٢١ ، مسنداحمد٣، صحيح ابن حبان ٦٢٨١،مصنف ابن ابی شيبة٣٦٦١٠،مسندابی يعلى ١١٦،شرح السنة للبغوى ٣٧٦٦،البداية والنهاية٢٣٠/٣،ابن سعد٢٧٠/٤

[2] ابن سعد١٧٦/١

کر کے لے آئے گا تو اسے ہر ایک کے بدلے ایک سو اونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے، سراقہ رضی اللہ عنہ بن مالک کہتے ہیں میں اس وقت اپنی قوم بنو مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا ایک آدمی سامنے آیا اور ہمارے قریب کھڑا ہو گیا، ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے اس نے کہا اے سراقہ رضی اللہ عنہ! بیشک میں نے ابھی چند لوگوں کو ساحل پر دیکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی ہیں، سراقہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ تو گیا کہ یہ وہی ہیں لیکن میں نے اس سے کہہ دیا کہ یہ وہ نہیں ہیں بلکہ تم نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہو گا وہ ابھی ہمارے پاس سے گزرے ہیں، اس کے بعد میں کچھ دیر اپنی مجلس میں بیٹھا رہا پھر وہاں سے اٹھ کر اپنے مکان میں داخل ہوا اور اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ میرے گھوڑے (عوذ) لیکر باہر جائے اور ٹیلے کے پیچھے اسے لے کر کھڑی ہو جائے اور وہیں میرا انتظار کرے،

وَأَخَذْتُ رُمْحِي، فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ البَيْتِ، فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الأَرْضَ، وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ، حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا، فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي، حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ، فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي، فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الأَزْلاَمَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا: أَضُرُّهُمْ أَمْ لاَ، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَرَكِبْتُ فَرَسِي، وَعَصَيْتُ الأَزْلاَمَ، تُقَرِّبُ بِي حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ لاَ يَلْتَفِتُ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ الِالْتِفَاتَ، فَقُلْتُ: أُتِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: لاَ تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور گھر کی پشت کی طرف سے باہر نکل آیا، میں نیزے کی نوک سے زمین پر لکیر کھینچتا ہوا چلا گیا اور اوپر کے حصے کو چھپائے ہوئے تھا (سراقہ رضی اللہ عنہ یہ سب کچھ اس لئے کر رہا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو ورنہ وہ بھی میرے انعام میں شریک ہو جائے گا) میں گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا پہنچے اور رصبار فتاری کے ساتھ اسے لے چلا جتنی جلدی کے ساتھ بھی میرے لئے ممکن تھا، آخر میں نے ان کو (مقام قدیہ پر) پا ہی لیا، اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مجھے زمین پر گرا، لیکن میں کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اس میں سے تیر نکال کر فال نکالی کہ آیا میں انہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں، فال (اب بھی) وہ نکلی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا، لیکن میں دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کے فال کی پرواہ نہ کی، پھر میرا گھوڑا مجھے تیزی کے ساتھ دوڑائے لئے جا رہا تھا، آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنا قریب پہنچ گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات سنائی دینے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف کوئی توجہ نہیں کر رہے تھے لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مستعدی سے چاروں اطراف دیکھتے جا رہے تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ سوار ہمارے قریب آ گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے،

فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الأَرْضِ، حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ، فَخَرَرْتُ عَنْهَا، ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ، فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا، فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً، إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ، فَاسْتَقْسَمْتُ بِالأَزْلاَمِ، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَنَادَيْتُهُمْ بِالأَمَانِ، فَوَقَفُوا، فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ الحَبْسِ عَنْهُمْ، أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور اس کے لئے بد دعا کی، سراقہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے تو میں اس پر سے گر پڑا اور اسے اٹھنے کے لئے ڈانٹا، میں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے پاؤں زمین سے نہیں نکال سکا، بڑی مشکل سے جب اس نے پوری طرح کھڑے ہونے کی کوشش کی تو اس کے آگے کے پاؤں سے منتشر سا غبار اٹھ کر دھوئیں کی طرح

آسمان کی طرف چڑھنے لگا، میں نے تیروں سے فال نکالی لیکن اس مرتبہ بھی وہی فال نکلی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا، اس وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو امان کے لئے پکارا، میری آواز پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی ٹھہر گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا ان تک برے ارادے کے ساتھ پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا اسی سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت غالب ہو کر رہے گی،

فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ، وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ، وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالمَتَاعَ، فَلَمْ يَرْزَآنِي وَلَمْ يَسْأَلاَنِي إِلَّا أَنْ قَالَ:أَخْفِ عَنَّا، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابَ أَمْنٍ، فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيمٍ،ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس لئے میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کی قوم نے آپ کو مارنے کے لئے سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کیا ہے اور آپ کو قریش کے ارادوں کی اطلاع دی، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ توشہ اور سامان پیش کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا اور مجھ سے کسی اور چیز کا بھی مطالبہ نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ہمارے متعلق راز داری سے کام لینا، لیکن میں نے عرض کی کہ آپ میرے لئے ایک پروانہ امن تحریر کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ کو حکم دیا انہوں نے چمڑے کے ایک رقعہ پر تحریر امن لکھ دی، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے۔ (۱)

ارْجِعُوا فَقَدِ اسْتَبْرَأْتُ لَكُمْ مَا هَهُنَا وَقَدْ عَرَفْتُمْ بَصَرِي بِالأَثَرِ. فَرَجَعُوا عَنْه

پھر وہ واپس چلے گئے، انہوں نے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں پایا تو کہا واپس لوٹ چلو میں تمہاری براءت چاہ لوں گا کہ یہاں کوئی نہیں ہے تم لوگ نقش قدم میں میری مہارت کو جانتے ہو، چنانچہ سب لوگ واپس لوٹ گئے۔ (۲)

فَكَانَ أَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهُ

اس طرح سراقہ رضی اللہ عنہ بن مالک جو دن کے اول حصہ میں دشمن تھے اور ان دونوں کو پھنسانے کے لئے کوشاں تھے دن کے آخری حصہ میں پہریدار اور محافظ بن گئے۔ (۳)

جب آپ ﷺ غزوہ حنین اور طائف سے واپس تشریف لائے

ثُمَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا كِتَابُكَ (لِي) ، أَنَا سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ،فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَوْمُ وَفَاءٍ وَبِرٍّ، ادْنُهْ

تو انہوں نے یہ امان نامہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور کہا میں سراقہ بن جعشم ہوں، آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا یہ ایفائے

---

(۱) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ۳۹۰۶ ، وکتاب المناقب بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۶۱۵

(۲) ابن سعد۱۷۹/۱

(۳) صحیح بخاری کتاب مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ۳۹۱۱

عہد اور وفا شعاری کا دن ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور ابن عبد البر رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل کی ہے

أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِسُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ: كَيْفَ بِكَ إِذَا لَبِسْتَ سِوَارَيْ كِسْرَى؟ قَالَ: فَلَمَّا أُتِيَ عُمَرُ بِسِوَارَيْ كِسْرَى وَمِنْطَقَتِهِ وَتَاجِهِ دَعَا سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكٍ فَأَلْبَسَهُ إِيَّاهُمَا، وَكَانَ سُرَاقَةُ رَجُلا أَزَبَّ كَثِيرَ شَعْرِ السَّاعِدَيْنِ،وَقَالَ لَهُ: ارْفَعْ يَدَيْكَ،فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ للَّه الَّذِي سلبهما كسرى ابن هُرْمُزَ الَّذِي كَانَ يَقُولُ: أَنَا رَبُّ النَّاسِ، وَأَلْبَسَهُمَا سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ أَعْرَابِيٌّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ، وَرَفَعَ بِهَا عُمَرُ صَوْتَهُ

رسول اللہ ﷺ نے سراقہ سے فرمایا تھا اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہو گی جب تمہیں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے؟ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس (فتح ایران کے بعد) کسریٰ کے کنگن، پیٹی اور تاج لائے گئے تو انہوں نے سراقہ کو بلایا اور انہیں وہ کنگن پہنائے، سراقہ گھنے بالوں والے تھے، بازوؤں پر بھی گھنے بال تھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا ہاتھ اونچے کرو، پھر آواز بلند فرمایا اللہ اکبر! تعریف اس اللہ کی جس نے یہ کنگن شاہ کسریٰ کے ہاتھوں سے اتارے جو اپنے آپ کو لوگوں کا رب کہتا تھا اور بنو مدلج کے اعرابی سراقہ بن مالک بن جعشم کو پہنا دیئے۔[2]

لَمَّا هَاجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَانْتَهَى إِلَى الْغَيمِ أَتَاهُ بُرَيْدَةُ بْنُ الْحُصَيْبِ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الإِسْلامِ فَأَسْلَمَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ. وَكَانُوا زُهَاءَ ثَمَانِينَ بَيْتًا. فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العشاء فصلوا خلفه ،انه لما جعلت قريش مائة من الابل ان أخذ النبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ويردّه عليهم حين توجه الى المدينة سمع بريدة بذلك فحمله الطمع على الخروج لقصده صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فركب فى سبعين من أهل بيته من بنى سهم فتلقى رَسُولَ اللَّه

رسول اللہ ﷺ سراقہ رضی اللہ عنہ کو پروانہ امن عنایت فرما کر وہاں سے روانہ ہوئے، جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو راستے میں غمیم کے مقام پر بریدہ بن حصیب ملے وہ اپنی قوم کے سردار تھے اور رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے تھے تاکہ قریش کا اعلان کردہ انعام حاصل کر سکیں، جب قریش نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کو گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے تو آپ ﷺ کو گرفتار کرنے کے لئے اپنی قوم بنی سہم کے ستر لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کو گرفتار کرنے کے لئے نکلے اور راستے میں رسول اللہ ﷺ کو جا لیا۔[3]

فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الإِسْلامِ فَأَسْلَمَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ. وَكَانُوا زُهَاءَ ثَمَانِينَ بَيْتًا. فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العشاء فصلوا خلفه.

---

(١) ابن ہشام ١/٤٩٠

(٢) ۔الاستيعاب في معرفة الأصحاب ٢/٥٨١،الإصابة في تمييز الصحابة ٣/٣٥

(٣) تاریخ الخمیس ١/٣٣٥

رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعوت اسلام پیش کی تو وہ اپنی قوم کے ستر یا اسی گھرانوں سمیت مسلمان ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے عشا کی نماز ادا فرمائی تو انہوں نے آپ ﷺ کی امامت میں نماز ادا کی۔ ①

فلما أصبح قال بريدة يا رَسُولَ اللَّهِ لا تدخل المدينة الا معك لواء فحل عمامته ثم شدّها فى رمح ثم مشى بين يديه حتى دخلوا المدينة

بریدہ رضی اللہ عنہ نے رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بسر کی، صبح ہوئی تو بریدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوں تو اس وقت آپ کے پاس اپنا جھنڈا ضرور ہونا چاہیے، پھر انہوں نے اپنی پگڑی ایک نیزے سے باندھی اور آپ ﷺ کے آگے آگے چلنا شروع کر دیا اس شان کے ساتھ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ ②

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِي رَكْبٍ مِنَ المُسْلِمِينَ، كَانُوا تِجَارًا قَافِلِينَ مِنَ الشَّأْمِ، فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عروہ بن الزبیر نے بیان کیا اثنائے راہ میں رسول اللہ ﷺ کو زبیر مع چند مسلم تاجروں کے ملک شام سے آتے ہوئے ملے (عروہ ان ہی زبیر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں اور زبیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں ان کے نکاح میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن اسماء رضی اللہ عنہا، اس رشتہ سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ عروہ کے نانا اور ام المومنین خالہ ہیں) زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہننے کے لئے سفید کپڑے پیش کئے۔ ③

فلبس منها النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأبو بكر

نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ کپڑے پہن لئے۔ ④

○ صحیح بخاری کی اس روایت سے کئی امور خود بخود ثابت ہو گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت رات کے وقت اپنے گھر سے نہیں فرمائی تھی بلکہ ہجرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے عین دو پہر کے وقت ہوئی اور اس راز میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھرانہ کے علاوہ کوئی اور فرد شریک نہیں تھا۔

○ ہجرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے ہوئی لہذا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بستر پر لٹانے اور قتل کے خوف کی کہانی سب بے سرو پا داستان ہے۔

○ کیونکہ یہ ہجرت عین دو پہر کے وقت ہوئی ہے نہ کہ رات کے وقت بلکہ ہوا یہ کہ ادھر رسول اللہ کو ہجرت کا حکم ہوا اور فوراً آپ ﷺ عین دو پہر کے وقت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور ہجرت فرمائی کئی روز قبل سے کوئی منصوبہ بندی نہیں ہوئی تھی۔

○ یہ دعوی بھی غلط ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر دو دفعہ تشریف لے گئے ایک بار دن اور ایک بار شب میں اور یہ بھی

① ابن سعد ۱۸۲/۴، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۱۸۵/۱، اسد الغابة ۳۸۷/۱، الإصابة في تمييز الصحابة ۴۱۸/۱

② تاریخ الخمیس ۳۳۵/۱

③ صحیح بخاری کتاب مناقب الأنصار بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ ۳۹۰۶

④ وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۱۹۰/۱

غلط ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر دو تین روز قبل گئے تھے اور اسی وقت زادراہ لے آئے تھے، زادراہ صرف اسماء رضی اللہ عنہا نے ہی اکیلے تیار نہیں کیا تھا بلکہ ام المومنین فرما رہی ہیں ہم نے جلدی جلدی سامان سفر تیار کیا یعنی اس تیاری میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی برابر کی شریک تھیں۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے منصوبے کا علم سراقہ کی زبانی ہوا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ قریش کا پہلے سے قتل کا کوئی منصوبہ نہ تھا بلکہ جب آپ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قتل یا گرفتاری کے دو فیصلے کیے گئے۔
- یہ فیصلے صرف رسول اللہ کی ذات کے لئے نہ تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر دونوں کے لئے تھے گویا یہ دونوں حضرات لازم وملزوم تھے، ان دونوں کے علاوہ کسی کے قتل یا گرفتاری کا کوئی فیصلہ نہ تھا جو کسی کے لئے خطرہ کا باعث ہوتا۔
- یہ تمام سفر اور اس کی تیاری سب کی سب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے گھرانہ کی مرہون منت تھی اور اس فضیلت میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے گھرانے کے علاوہ کوئی دوسرا فرد ہرگز شریک نہ تھا۔
- یہ پہلا پروانہ امن تھا جو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ نے سراقہ رضی اللہ عنہ کے لئے تحریر کیا۔

قصہ ام معبد:

ام معبد کی داستان کچھ یوں ہے۔

لَمَّا هَاجَرَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ. وَدَلِيلُهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُرَيْقِطٍ اللَّيْثِيُّ. فَمَرُّوا بِخَيْمَتَيْ أُمِّ مَعْبَدٍ الْخُزَاعِيَّةِ. وَكَانَتِ امْرَأَةً جَلْدَةً. بَرْزَةً. تَحْتَبِي وَتَقْعُدُ بِفِنَاءِ الْخَيْمَةِ. ثُمَّ تَسْقِي وَتُطْعِمُ،فَسَأَلُوهَا تَمْرًا أَوْ لَحْمًا يَشْتَرُونَ. فَلَمْ يُصِيبُوا عِنْدَهَا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ. وَإِذَا الْقَوْمُ مُرْمِلُونَ مُسْنِتُونَ، فَقَالَتْ: وَاللَّهِ لَوْ كَانَ عِنْدَنَا شَيْءٌ مَا أَعْوَزَكُمُ الْقِرَى

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مدینہ ہجرت فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مولائے ابو بکر عامر بن فہیرہ تھے، اور ان کے رہبر عبداللہ بن اریقط تھے، یہ حضرات ام معبد خزاعیہ کے خیمہ پر گزرے تو وہ قوی و دلیر تھیں، وہ اپنے خیمے کے آگے میدان میں چادر اوڑھ کے بیٹھی رہتی تھیں اور مسافروں کو کھلاتی پلاتی تھیں، چنانچہ ان حضرات نے ان سے بہ قیمت کھجور یا گوشت کو دریافت کیا مگر ان میں سے کوئی چیز بھی ان کے پاس نہ پائی، اتفاق سے زادراہ ختم ہو چکا تھا اور یہ سب قحط کی حالت میں تھے، ام معبد نے کہا واللہ اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو میں آپ کی مہمانداری کرتی اور آپ کو کسی کا محتاج نہ کرتی،

فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَاةٍ فِي كَسْرِ الْخَيْمَةِ فَقَالَ: مَا هَذِهِ الشَّاةُ يَا أُمَّ مَعْبَدٍ؟ قَالَتْ: هَذِهِ شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجَهْدُ عَنِ الْغَنَمِ ، فَقَالَ: هَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَتْ: هِيَ أَجْهَدُ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: أَتَأْذَنِينَ لِي أَنْ أَحْلِبَهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي. إِنْ رَأَيْتَ بِهَا حَلَبًا! فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالشاة فمسح ضرعها وذكر اللَّهِ وَقَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهَا فِي شَاتِهَا!اقَالَ: فَتَفَاجَتْ وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیمہ کے ایک گوشہ میں ایک بکری نظر آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ام معبد یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے کہا یہ لاغری

کے سبب بکریوں کے ساتھ نہ جاسکی، پھر فرمایا کہ کیا یہ کچھ دودھ بھی دیتی ہے؟ ام معبد نے جواب دیا یہ دودھ سے معذور ہے، آپ ﷺ فرمایا کہ مجھے اس کا دودھ دوہنے کی اجازت ہے؟ عرض کی میرے ماں باپ قربان اگر اس کے دودھ ہو تو دودھ لیجئے، آپ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر تھن پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے اللہ! ام معبد کو ان کی بکری سے برکت دے، بکری نے ٹانگیں پھیلا دیں اور کثرت سے دودھ دیا اور فرمانبردار ہوگئی،

فَدَعَا بِإِنَاءٍ لَهَا يربض الرهط فحلب فيه ثجا حتى غلبه الثُّمالِ فَسَقَاهَا فَشَرِبَتْ حَتَّى رَوِيَتْ وَسَقَى أَصْحَابَهُ حَتَّى رَوَوْا وَشَرِبَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَهُمْ وَقَالَ: سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ، فَشَرِبُوا جَمِيعًا عَلَلا بَعْدَ نَهَلٍ حَتَّى أَرَاضُوا ثُمَّ حَلَبَ فِيهِ ثَانِيًا عَوْدًا عَلَى بَدْءٍ فَغَادَرَهُ عِنْدَهَا ثُمَّ ارْتَحَلُوا عَنْهَا، فَقَلَّمَا لَبَثَتْ أَنْ جَاءَ زوجها أبو معبد يسوق أعنزا حيلا عِجَافًا هَزْلَى مَا تُسَاوِقُ. مُخُّهُنَّ قَلِيلٌ لا نِقْيِ بِهِنَّ. فَلَمَّا رَأَى اللَّبَنَ عَجِبَ وَقَالَ: مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هَذَا وَالشَّاةُ عَازِبَةٌ وَلا حَلُوبَةَ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَتْ: لا وَاللَّهِ إِلا أَنَّهُ مَرَّ بِنَا رَجُلٌ مُبَارَكٌ كَانَ مِنْ حديثه كيت وكيت

آپ ﷺ نے ان کا وہ برتن مانگا جو ساری قوم کو سیراب کر دے، اس میں آپ ﷺ نے دودھ کو سیلاب کی طرح دوہا یہاں تک کہ کف اس کے اوپر آ گیا، ام معبد نے دودھ پیا یہاں تک کہ وہ بھی سیراب ہوگئیں اور آپ نے اپنے صحابہ کو پلایا وہ بھی سیراب ہو گئے سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے بھی نوش فرمایا کہ قوم کے ساقی کو سب سے آخر میں پینا چاہیے، سب نے ایک بار پینے کے بعد دوبارہ پیا اور سب سیراب ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے اسے ابتدائی طریقہ پر دوبارہ دوہا اور اس کو ام معبد کے پاس چھوڑ دیا اور قافلہ نبوی آگے روانہ ہوا، کچھ ہی دیر کے بعد ابو معبد اپنی بکریاں ہنکاتے ہوئے آ گیا، گھر میں دودھ رکھا ہوا دیکھا تو تعجب سے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا؟ بکریاں تو سب میرے ساتھ تھیں اور گھر میں کوئی دودھ والی بکری نہ تھی، ام معبد نے کہا واللہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ ہمارے پاس ایک بابرکت بزرگ گزرے جن کی یہ باتیں تھیں،

قال: والله لأَرَاهُ صَاحِبَ قُرَيْشٍ الَّذِي يُطْلَبُ، صِفِيهِ لِي يَا أُمَّ مَعْبَدٍ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَجُلا ظَاهِرَ الْوَضَاءَةِ. مُتَبَلِّجَ الْوَجْهِ. حَسَنَ الْخُلُقِ. لَمْ تَعِبْهُ ثُجْلَةٌ وَلَمْ تُزْرِ بِهِ صَعْلَةٌ. وَسِيمٌ قَسِيمٌ. فِي عَيْنَيْهِ دَعَجٌ. وَفِي أَشْفَارِهِ وَطَفٌ. وَفِي صَوْتِهِ صَحَلٌ. أَحْوَرُ أَكْحَلُ أَزَجُّ أَقْرَنُ. شَدِيدُ سَوَّادِ الشَّعْرِ. فِي عُنُقِهِ سَطَعٌ. وَفِي لِحْيَتِهِ كَثَافَةٌ. إِذَا صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ. وَإِذَا تَكَلَّمَ سَمَا وَعَلاهُ الْبَهَاءُ وَكَأَنَّ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتُ نَظْمٍ يَتَحَدَّرْنَ. حُلْوُ الْمَنْطِقِ. فَصْلٌ. لا نَزْرَ وَلا هَذْرَ. أَجْهَرُ النَّاسِ وَأَجْمَلُهُ مِنْ بَعِيدٍ.وَأَحْلاهُ وَأَحْسَنَهُ مِنْ قَرِيبٍ. رَبْعَةٌ لا تَشْنَؤُهُ مِنْ طُولٍ وَلا تَقْتَحِمُهُ عَيْنٌ مِنْ قِصَرٍ. غُصْنٌ بَيْنَ غُصْنَيْنِ. فَهُوَ أَنْضَرُ الثَّلاثَةِ مَنْظَرًا. وَأَحْسَنُهُمْ قَدْرًا. لَهُ رُفَقَاءُ يَحُفُّونَ بِهِ. إِذَا قَالَ اسْتَمَعُوا لِقَوْلِهِ. وَإِذَا أَمَرَ تَبَادَرُوا إِلَى أَمْرِهِ. مَحْفُودٌ مَحْشُودٌ. لا عَابِسٌ وَلا مُفَنَّدَ

ابو معبد نے کہا کہ میں انہیں قریش کا وہی ساتھی خیال کرتا ہوں جن کی تلاش کی جارہی ہے، ابو معبد نے کہا اے ام معبد! ذرا اس شخص کی شکل وصورت تو بیان کرو؟ ام معبد نے کہا میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جن کی صفائی و پاکیزگی بہت صاف اور کھلی ہوئی ہے، وہ ایک خوبصورت اور پاکیزہ اخلاق انسان تھا، جس کو بڑی توند نے عیب نہیں لگایا تھا اور نہ گنجے سر نے اس کو حقیر بنایا تھا، اس کی گردن چاندی کی صراحی جیسی تھی،

خوبصورت اور قد آور تھا، اس کی آنکھیں موٹی موٹی تھیں اور پلکیں لمبی اور گھنی تھیں، آواز گرجدار تھی، آنکھوں کا سفید حصہ بہت سفید اور سیاہ حصہ بہت سیاہ تھا، سرمگیں آنکھیں، لمبے ابرو اور سر کے بال سیاہ اور دراز تھے، گردن چمکدار اور داڑھی بھاری تھی، جب خاموش ہوتے تو ان پر وقار چھا جاتا ہے اور جب ہنستے ہیں تو حسن کا غلبہ ہوتا ہے، گفتگو ایسی جیسے منہ سے موتی جھڑ رہے ہوں، قول فیصل کہنے والے ہیں، ایسے کم گو نہیں جس سے مقصد ادا نہ ہو اور نہ فضول گو ہیں، دور سے دیکھو تو سب سے زیادہ بارعب وحسین ہیں قریب سے سب سے زیادہ شیریں گفتار وجمیل ہیں ایسے متوسط اندام ہیں تم درازی قد کا عیب نہ لگاؤ گے اور نہ کوئی آنکھ کوتاہ قد ہونے کی وجہ سے انہیں حقیر جانے گی وہ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ تھے، دیکھنے میں وہ تینوں میں سب سے زیادہ بارونق اور مقدار میں حسین تھے، ان کے رفقاء ایسے تھے جو کہ انہیں گھیرے ہوئے تھے، جب وہ کچھ فرماتے تو لوگ اچھی طرح آپ کا کلام سنتے تھے، اگر کوئی حکم دیتے تھے تو فوراً حکم بجالاتے، اور وہ ایسے مخدوم تھے جس کی مجلس ہر وقت بھری رہتی ہے، وہ ترش رو تھے اور نہ زیادہ گو تھے

قَالَ:هٰذَا وَاللَّهِ صَاحِبُ قُرَيْشٍ الَّذِي ذُكِرَ لَنَا مِنْ أَمْرِهِ مَا ذُكِرَ. وَلَوْ كُنْتُ وَافَقْتُهُ يَا أُمَّ مَعْبَدٍ لالْتَمَسْتُ أَنْ أَصْحَبَهُ. وَلأَفْعَلَنَّ إِنْ وَجَدْتُ إِلَى ذٰلِكَ سَبِيلا

ابو معبد نے کہا یہ تو اللہ کی قسم قریش والا آدمی معلوم ہوتا ہے جس کا کچھ حال میں سن چکا ہوں، اے ام معبد! اگر میں ان کے وقت میں آجاتا تو ضرور درخواست کرتا کہ میں آپ کی صحبت میں رہوں، اگر تم اس کا موقعہ پانا تو ضرور ایسا کرنا۔ [1]

لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَتَانَا نَفَرٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فِيهِمْ أَبُو جَهْلِ ابْن هِشَامٍ، فَوَقَفُوا عَلَى بَابِ أَبِي بَكْرٍ، فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ ،فَقَالُوا: أَيْنَ أَبُوكَ يَا بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ؟قَالَتْ: قُلْتُ: لَا أَدْرِي وَاللَّهِ أَيْنَ أَبِي؟قَالَتْ: فَرَفَعَ أَبُو جَهْلٍ يَدَهُ، وَكَانَ فَاحِشًا خَبِيثًا، فَلَطَمَ خَدِّي لَطْمَةً طُرِحَ مِنْهَا قُرْطِي، قَالَتْ: ثُمَّ انْصَرَفُوا

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد قریش کے کچھ لوگ جن میں ابو جہل بن ہشام بھی تھا ہمارے ہاں آئے اور دروازے پر کھڑے ہو گئے، ان کے دستک دینے پر باہر نکلی، تو انہوں نے پوچھا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی! تیرا باپ کہاں ہے؟ میں نے کہا واللہ! میں نہیں جانتی کہ میرا باپ کہاں ہے؟ اس پر ابو جہل نے جو بہت ہی خبیث اور درشت خو انسان تھا میرے گال پر اس زور کا طمانچہ مارا کہ میرے کان سے بالی نکل کر دور جا پڑی، اس کے بعد وہ واپس چلے گئے،

فَمَكَثْنَا ثَلَاثَ لَيَالٍ. وَمَا نَدْرِي أَيْنَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، حَتَّى أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنَ الْجِنِّ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ، يَتَغَنَّى بِأَبْيَاتٍ مِنْ شَعَرِ غِنَاءِ الْعَرَبِ، وَإِنَّ النَّاسَ لَيَتْبَعُونَهُ، يَسْمَعُونَ صَوْتَهُ وَمَا يَرَوْنَهُ، حَتَّى خَرَجَ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ وَهُوَ يَقُولُ

تین دن تک ہمیں کچھ خبر نہیں ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں گئے حتی کہ مکہ کی نچلی طرف سے ایک آدمی آیا جو یہ شعر پڑھتا تھا، لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے اس کی آواز سنتے تھے لیکن وہ خود نظر نہیں آتا تھا، ان اشعار میں ام معبد کے واقعہ کا بیان تھا اس طرح وہ ان اشعار کو گاتا ہوا مکہ اعلیٰ سے گزر گیا۔

---

[1] ابن سعد ۱۷۷/۱

جَزَى الله رب الناس خير جزائه | رفيقين حلا خَيْمَتَيْ أُمِّ مَعْبَدِ
اللہ ان دونوں ساتھیوں کو بہترین جزاء دے | جنہوں نے کہا کہ ام معبد کے خیموں کو چلو۔
هُمَا نَزَلَاهَا بِالْهُدَى وَاغْتَدَوْا بِهِ | فَأَفْلَحَ مَنْ أَمْسَى رَفِيقَ مُحَمَّدِ
وہ دونوں ہدایت لے کر وہاں اتر پڑے اور جا رہے | اور جس شخص نے محمد کی رفاقت اختیار کی تھی وہ کامیاب ہو گیا
لِيَهْنَ بَنِي كَعْبٍ مَكَانُ فَتَاتِهِمْ | وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِينَ بِمَرْصَدِ
بنو کعب کو مبارک ہو کہ ان کے جواں مرد | مومنین کی حفاظت کے لئے گھات میں بیٹھے ہیں۔

فَلَمَّا سَمِعْنَا قَوْلَهُ، عَرَفْنَا حَيْثُ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّ وَجْهَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ،وَكَانُوا أَرْبَعَةً: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَعَامِرُ ابْنِ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَرْقَطَ دَلِيلُهُمَا،قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَيُقَالُ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُرَيْقِطٍ

ان اشعار سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں،اس سفر میں یہ چار افراد تھے،رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ،عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور ان کا رہبر عبد اللہ بن ارقط، مگر ابن ہشام کہتے ہیں ان کا نام عبد اللہ بن اریقط تھا۔[1]

حسان رضی اللہ عنہ نے جب ہاتف کی یہ آواز سنی تو ان اشعار کے جواب میں اشعار کہے،یہ جوابی اشعار بھی روایت میں مذکور ہیں۔

سید سلیمان ندوی اس روایت کی اسناد پر یوں تبصرہ کرتے ہیں۔

یہ روایت بغوی،ابن شاہین،ابن سکن،ابن مندہ،ابو نعیم،طبرانی،بیہقی اور مستدرک حاکم میں ام معبد کے بھائی جیش بن خالد کی زبانی منقول ہے ،حاکم رحمہ اللہ نے نہ صرف یہ کہ اسے صحیح کہا ہے بلکہ اور دیگر طریقوں سے اسے ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے مگر حاکم رحمہ اللہ کے صحیح کہنے کی علماء کی نگاہ میں کوئی قدر و قیمت نہیں،چنانچہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت پر تنقید کرتے ہوئے تصریح کر دی ہے کہ ان میں سے کوئی طریقہ سند صحیح کی شرائط کے مطابق نہیں،حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے مجملاً اس قدر لکھا ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ روایت حاکم کے علاوہ اور کتابوں میں بھی سلسلہ سند سے مذکور ہے اور وہ یہ ہے کہ حزام اپنے باپ ہشام سے اور ہشام اپنے باپ جیش بن خالد خزاعی سے ناقل ہیں،حزام مجہول ہے،جیش بن خالد سے صرف یہی ایک روایت کتب حدیث میں مذکور ہے،جیش اصل واقعہ کے وقت موجود نہ تھے معلوم نہیں انہوں نے کس سے سنا اس لئے اگر یہ روایت ثابت بھی ہو تو مرسل ہے،حاکم نے دو طریقوں سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے ایک ان ہی حزام اور ہشام بن جیش کے ذریعہ سے اور دوسرے حر بن صباح سے اور وہ ام معبد کے شوہر ابو معبد سے راوی ہیں،پہلے طریقہ میں حاکم نے یہ کمال کیا ہے کہ جیش کے بجائے اس کے بیٹے ہشام بن جیش کو اصل راوی اور صحابی قرار دے دیا ظاہر ہے کہ اس طریق سے روایت کا ارسال اور بڑھ گیا (یعنی اب درمیان سے دو راوی چھوٹ گئے) ہشام کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔

دوسرے طریقہ میں حر بن صباح گو ثقہ ہیں مگر ابو معبد سے ان کی سماعت ثابت نہیں،چنانچہ ابن حجر نے تہذیب میں لکھا ہے

حر بن الصباح أرسل عن أبي معبد

---

[1] ابن ہشام ۱/۴۸۷،الروض الانف ۴/۱۳۹،عیون الآثر ۱/۲۱۸،تاریخ طبری ۲/۳۷۹، البداية والنهاية ۳/۱۷۹

حر بن صباح ام معبد سے مرسل روایتیں کرتے ہیں (یعنی درمیان سے راوی غائب کر دیتے ہیں)۔ [۱]

یہ تو ان تمام روایتوں کے اوپر کے راویوں کا حال ہے، نیچے کے راویوں میں اکثر مجہول لوگ ہیں، حر بن صباح والی روایت میں نیچے ایک شخص بشیر بن محمد سکری ہے،

منكر الحديث قاله الأزدي

جس کو ابو الفتح ازدی نے منکر الحدیث کہا ہے۔ [۲]

ابو نعیم نے دلائل میں ایک اور صحابی سلیط ابو سلیمان انصاری بدری سے اس کی روایت کی ہے، سلیط سے ان کے بیٹے سلیمان اور ان سے ان کے بیٹے محمد بن سلیمان بن سلیط انصاری روایت کرتے ہیں لیکن ان سلیط کا نام صرف اسی روایت کی رو سے بعض مؤلفین سیر صحابہ نے، صحابہ میں داخل کر لیا ورنہ ان کا کوئی حال ہم کو معلوم نہیں۔ سلیط انصاری جو بدری صحابہ ہیں وہ سلیط بن قیس انصاری خزرجی ہیں، ان کے بیٹے کا نام عبد اللہ تھا جس سے نسل چلی، ان کی روایت سنن نسائی میں موجود ہے مگر ابو سلیمان سلیط انصاری بدری سے اس کے علاوہ کوئی روایت موجود نہیں، اسی لئے اسماء الرجال اور مؤلفین رجال صحابہ میں سے بعض نے ان کو اور سلیط بن قیس انصاری کو ایک سمجھا ہے اگر ایسا ہے تو سلیمان ان کے بیٹے اور محمد ان کے پوتے کا ہرگز نام نہ تھا، اگر یہ دو شخص ہیں تو اصحاب بدر کے نام سب گنے ہوئے ہیں، ان میں سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ خزرجی کے سوا کوئی دوسرا سلیط نامی نہیں، پھر یہ مدینہ کے باشندہ تھے اور ام معبد قبیلہ خزاعہ کی تھیں جو مکہ اور مدینہ کے بیچ میں آباد تھا، معلوم نہیں کہ سلیط انصاری رضی اللہ عنہ نے کس سے سنا، پھر ان کے بیٹے سلیمان اور پوتے محمد سے کوئی واقف نہیں، حافظ ابن حجر لسان المیزان میں محمد بن سلیمان بن سلیط انصاری کے حال میں لکھتے ہیں

قال العقيلي مجهول بالنقل روى عن أبيه عن جده فذكر قصة أم معبد وعنه عبد العزيز ويحيى وهو واه انتهى وقال ليس هذا الطريق محفوظا في حديث أم معبد، قال ابن مندة: مجهول

عقیلی کہتے ہیں یہ نقل میں مجہول ہے، یہ اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے نقل کرتا ہے، اس نے ام معبد کا قصہ ذکر کیا ہے جو واہی ہے اور ام معبد کے قصہ میں یہ سند محفوظ نہیں، ابن مندہ کہتے ہیں یہ مجہول ہے۔ [۳]

علاوہ ازیں ان روایتوں کے الفاظ، ام معبد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باہم طرز تخاطب اور اشعار کی زبان اور ابو معبد کی گفتگو میں ایک خاص قسم کی غرابت ہے جس کو ناقدین حدیث اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ ہاتف غیب نے اشعار تو مکہ میں لوگوں کو سنائے اور حسان رضی اللہ عنہ نے جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے مدینہ میں بیٹھے بیٹھے ان کا جواب دیا، ہجرت کے سال مکہ مکرمہ کے آس پاس قحط کا پڑنا اور خشک سالی ہونا بھی ثابت نہیں، ہمیں حیرت تو اس پر ہے کہ ام معبد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف بھی نہیں اور ہر بات بات پر پھر کہہ رہی ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان اور آخر میں اپنے خاوند کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لاعلمیت کا اظہار کر رہی ہے۔ یہ بھی تعجب

---

[۱] تہذیب التہذیب ۲۲۱، ۲

[۲] لسان المیزان ۳۹، ۲

[۳] لسان المیزان ۱۹۰، ۵

انگیز ہے کہ بقول راوی ابومعبد بکریاں خیمے میں چھوڑ گیا تھا لیکن آگے کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو وہاں ایک دبلی بکری نظر آئی، آخر بقیہ دبلی بکریاں کہاں غائب ہوگئی تھیں، گویا اس راوی کو اپنے جھوٹ میں اتنا بھی ہوش نہیں کہ قصہ جمع سے شروع کیا تھا اور ختم واحد پر ہوا بقیہ بکریوں کا کارنامہ بھی تو سامنے آنا چاہیے تھا۔ راوی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور رسیدنا ابوبکر ابومعبد کے خیمے پر پہنچے حالانکہ ان دونوں حضرات کے ساتھ عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ اور رہبر بھی تھے وہ دونوں کہاں گئے کیا وہ دودھ کے محتاج نہ تھے؟

تاریخ ہجرت:

تواریخ ہجرت میں بہت اختلاف ہے، امام حاکم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے

كَانَ بَيْنَ لَيْلَةِ الْعَقَبَةِ وَبَيْنَ مُهَاجِرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ، أَوْ قَرِيبًا مِنْهَاوَكَانَتْ بَيْعَةُ الْأَنْصَارِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ فِي ذِي الْحِجَّةِ، وَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ

رسول اللہ ﷺ بیعت عقبہ سے تقریباً تین یا پورے تین ماہ بعد مکہ مکرمہ سے نکلے ذی الحجہ میں انصار نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جبکہ رسول اللہ ﷺ کی آمد ربیع الاول میں ہوئی۔ (١)

اور پیر کے دن مکہ مکرمہ سے نکلے اور پیر کے دن ہی مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

اموی نے اپنے مغازی میں ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ آپ مکہ مکرمہ سے بیعت عقبہ کے دو مہینے اور کچھ راتیں بعد ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو نکلے اور بارہ ربیع الاول کو مدینہ منورہ پہنچے۔

محمد بن موسیٰ خوارزمی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے جمعرات کو نکلے اور تین رات جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی رات غار ثور میں گزاری اور پیر کی آدھی رات وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف سفر پر روانہ ہوئے۔

فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي قَدِمَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهو يوم الاثْنَيْنِ لِلَيْلَتَيْنِ خَلَتَا مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ وَيُقَالُ لاثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ

ابن سعد کہتے ہیں آپ دو ربیع الاول شب دوشنبہ غار ثور سے روانہ ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بارہ ربیع الاول دوشنبہ قبا میں پہنچے۔ (٢)

اگر بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ مانا جائے جیسا کہ ابن ہشام نے بھی کہا ہے تو پھر چار ربیع الاول کو دوشنبہ نہیں بلکہ یک شنبہ آتا ہے ہوسکتا ہے کہ آپ یک شنبہ کا دن گزار کر دوشنبہ کی رات میں روانہ ہوئے ہوں۔

علامہ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ آپ غار ثور سے یکم ربیع الاول دوشنبہ کو روانہ ہوئے اور آٹھ ربیع الاول دوشنبہ کو قبا میں پہنچے۔ (٣)

مشرکین کی ہر طرح کی کوششوں کے باوجود رسول اللہ ﷺ کا مکہ سے خیر و عافیت سے نکل جانا قریش کی فیصلہ کن شکست تھی، اس نے

---

(١) مستدرک حاکم ٤٢٥٢

(٢) ابن سعد ١٨٠/١

(٣) سیرة النبی ﷺ ١٨٤/١

قریشیوں کے تمام منصوبے خاک میں ملادئے اور انہیں مجبور کر دیا کہ وہ مسلمانوں سے عہدہ برآہونے کے لئے اپنی پوری پالیسی کو یکسر تبدیل کریں، پہلے یہ مکہ مکرمہ کا داخلی معاملہ تھا اور خاندان کی باہمی سیاست تک محدود تھا اب اس کا دائرہ وسیع ہوگیا، پہلے چند آدمیوں کو تیار کرنے کی ضرورت تھے اب یہ ناکافی تھا۔